الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر سوم

مثنوی مولوی معنوی

از طبع معارف آگاہ

مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی گلشن آبادی ملک مالوہ

در مطبع منشی نولکشور واقع حضرتگنج لکھنؤ طبع پوشید

باہتمام بی۔ بی۔ کپور سپرنٹنڈنٹ

[illegible]

قیمت [illegible]

فہرست مضامین پیراہن یوسفی دفتر سوم

تمام شد فهرست

دفتر سوم پیراهن یوسفی

بعون توفیق معروف انس و جان ہمیں فضل خلاق زمین و زمان

عجب نغز و نادر ہے یہ ترجمہ | سخن کی لطافت کہے ہے مکتفی | تھا جو سلک عالم گہر ابدار کمال

پیراہن یوسفی

ترجمہ دفتر سوم

مثنوی معنوی

از طبع معارف آگاہ مولوی محمد یوسف علیشاہ ولد محمد جلال الدین خاں ملقب بہ پیارے میاں چشتی نظامی گلشن آبادی

در مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مطبوع شد

[illegible]

دفتر سوم | بسم اللہ الرحمن الرحیم | مقام غنا مین

مثنوی معنوی ترجمہ پیراہن یوسفی

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار — این سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
برکشا گنجینۂ اسرار را — در سیوم دفتر بہل اعذار را
قوتت از قوتِ حق میزہد — نز عروقی کز حرارت می جہد
این چراغِ شمس کہ روشن بود — نز فتیلہ پنبہ و روغن بود
سقفِ گردون کو چنین دائم بود — نز طناب واستنی قائم بود
قوتِ جبریل از مطبخ نبود — بود از دیدار خلاقِ ودود
ہمچنین این قوتِ ابدالِ حق — ہم زحق دان نز طعام واز طبق
جسم شان راہم زنور اسرشتہ اند — تا زروح واز ملک بگذشتہ اند
چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل — ز آتش شد گلستان چون خلیل
گرددا آتش بر تو ہم بردو سلام — ای عناصر مزاجت را غلام
ہر مزاجے را عناصر مایہ است — وین مزاجت برتراز ہر پایہ است

اے ضیاء الحق حسام الدین یا — لا سوم دفتر کہ ہے سنت سہ بار
کھول تو گنجینۂ اسرار کو — تیسرے دفتر میں چھوڑ اب عذر تو
تیری قوت قوتِ حق سے بڑھی — نے رگوں سے کہ حرارت سے ہلی
یہ چراغ شمس کہ روشن ہوا — تیل وبتی سے نہیں روشن ہوا
آسمان کی چھت کہ وہ دائم ہوئی — نے طناب وستون سے قائم ہوئی
قوت جبریل کھانے سے نہ تھی — تھی وہ دیدار خدا سے ای اخی
قوت ابدالِ حق اس طور سے — حق سے تو جان اونہیں کھانے سے ہے
جسم اسکا نور سے پیدا ہوا — تب ملک اور روح سے وہ بڑھ گیا
جو تو ہو موصوف وصاف جلیل — ہو گلستان آگ تجھپر چون خلیل
آگ تجھپر ہو گئی بردو سلام — ای مزاجون کے ترے عنصر غلام
یونہی عنصر ہی مزاجون کی وسے — ہی مزاج افضل ترا ہر پائے سے

عہ تیرے مزاج کے عنصر غلام میں مزاجون کی عنصر یونہی ہے ویکن مزاج تیرا افضل ہے ہر مرتبہ سے اس عالم البسیط میں یہ تیرا مزاج وصف وحدت کا فیضے والا ہے آج کے روز اور خلق تنگ میدان فہم کا رکھتی ہے افسوس ہے کہ خلق حلق نہیں رکھتی ہے اے ضیاء الحق تیری دانائی سے حلوا تیرا سنگ کو حلق دیتا ہے یعنے یا رسول اللہ او مخلوق حلق نہیں رکھتی ہے مگر تمھارا حلوائے فیضان سنگدلوں کو حلق دیتا ہے کہ غذا روحی نوش کریں چنانچہ اس حلق کا بیان آگے بھی ہے ۱۲

این مراعات در جہان منبسط | وصف وحدت را کنون شد ملتقط
ای دریغا عرصۂ افہام خلق | سخت تنگ آمد ندارد خلق حلق
ای ضیاء الحق بحذق رائے تو | حلق بخشد سنگ را حلوائے تو
کوہ طور اندر تجلی حلق یافت | تاکہ مے نوشید و می را بر نتافت
صار دکاً منہ وانشق الجبل | ہل رأیتم من جبل رقص الجبل
لقمہ بخشی آید از ہر کس بکس | حلق بخشی کار یزدانست و بس
حلق بخشد جسم را و روح را | حلق بخشد بہر ہر عضوے جدا
این گہے بخشد کہ اجلالی شود | از دغا و از دغل خالی شود
تا نگوئی سر سلطان را بکس | تا نریزی قند را پیش مگس
گوش آن کس نوشد اسرار جلال | کو چو سوسن دہ زبان افتاد لال
حلق بخشد خاک را لطف خدا | تا خورد آب و بروید صد گیا
باز حیوان را بخشد حلق و لب | تا گیاہش را خورد اندر طلب
چون گیاہش خورد حیوان گشت زفت | گشت حیوان لقمۂ انسان و رفت
باز خاک آمد شد اکال بشر | چون جدا شد از بشر روح و بصر
ذرہا دیدم دہانشان جملہ باز | گر بگویم خوردشان گردد دراز
برگہا را برگ از انعام او | دایگان را دایہ لطف عام او
رزقہا را رزقہا او مے دہد | زانکہ گندم بے غذائی کے زہد

اس بسیط عالم میں یہ تیرا مزاج | چننے والا وصف وحدت کا ہے آج
تنگ میدان فہم کا رکھتی ہے خلق | حیف کہ رکھتی نہیں ہے خلق حلق
اے ضیاء الحق تری دانائی سے | تیرا حلوا سنگ کو اک حلق دے
پایا حلق اندر تجلی طور نے | تاکہ مے پی اور نہ اگلی اسنے مے
صادر کا منہ وانشق الجبل | بل رأیتم من جبل رقص الجبل
لقمہ دینا جانتا ہے کس کو کس | حلق دینا کام یزدان کا ہے بس
حلق بخشے جسم کو اور روح کو | خلق بخشے بل ہر اک اعضا کو دو
اس گھڑی بخشے کہ اجلالی ہو تو | اور دغا و مکر سے خالی ہو تو
تاکہ نے تو راز سلطانی کہے | تاکہ نے تو مکھیوں کو قند دے
کان سنتا اسکا ہے سر جلال | مثل سوسن دس زبان ہو اور لال
خلق بخشے خاک کو لطف خدا | تا پیے پانی اگائے سو گیا
پھر وہ حیوانوں کو بخشے حلق و لب | تاکہ کھائیں گھانس وہ اندر طلب
گھانس کھا کر فربہ جو حیوان ہو | پھر وہ حیوان لقمۂ انسان ہو
پھر وہ لقمہ خاک کا ہووے بشر | جب جدا انسان سے ہو روح و بصر
ہنے سب ذروں کا دیکھا منہ کھلا | انکے کھانے کا کہوں تو ہو بڑا
برگ کو سامان انعام اسکے سے | دائیوں کی دائی اسکا لطف ہے
رزق کل کو رزق وہ ہی دیتا ہے | کیونکہ گندم بے غذا کب اگتا ہے

سلہ پایا الخ یہ شعر طور نے تجلی میں حلق پایا تاکہ شراب معرفت پیئے اور اگلی اسنے شراب ۱۲ نہ ترجمہ ٹکڑے ہوا اس تجلی سے پہاڑ گیا دیکھی تم نے رقص جبل سے رقص جبل کا انسان کو انسان لقمہ تو دیا جاتا ہے مگر حلق دینا کام خدا کا ہے بس خلق بخشتا ہے وہ ہر ایک عضو کو اسدم حلق بخشتا ہے کہ تو صاحب جلوہ ہو اور دغا و مکر سے تو خالی ہو شکر تو راز سلطانی تو نہ کہے تاکہ تو حاسدوں کو قند نہ دے یعنی حق تعالیٰ اسدم تجھپر راز کھولے کہ تو صاحب ظرف ہوجاے کہ رازا کو کسی سے نہ کہے آگے خدا کے راز کا بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ کان سنتا الخ ۲ شعر کان اس عارف کا ستر جلال سنے کہ مثل سوسن دس زبان رکھے اور گونگا ہووے خلق بخشے خاک کو لطف خدا تا پانی پیئے اور سو گیاہ پیدا کرے پھر حیوانوں کو حلق و لب بخشے تا کھاوے وہ گھانس اندر طلب کے گھانس کھا کر جو حیوان فربہ ہووے پھر وہ حیوان لقمہ انسان کا ہووے پھر وہ انسان لقمہ خاک کا ہووے جبکہ روح و بصر انسان سے جدا ہووے۔ یعنے روح و بصر لقمہ ہووے خاک کی کہ وہ لطیف ہے جن نے سب ذروں کا منہ کھلا دیکھا ہے اگر میں انکے کھانے کا حال کہوں تو قصہ طویل ہوجاے باقی حال آگے فافہم ۱۲ سلہ برگ کو الخ ۲ شعر برگ کو اسکے انعام سے سامان حاصل ہے اور دائیوں کی دائی اسکا لطف ہے رزق کل کو رزق وہی دیتا ہے کیونکہ گندم بغیر غذا کب اگتا ہے اس سخن کی شرح بے انتہا ہے میں نے ان ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا کہا ہے سب جہان کو تو آکل و ماکول جان اور باقیوں کو مقبل و مقبول جان یعنے کل اشیاے جہان آکل و ماکول ہیں بسبب جنسیت کے مگر مومنوں کو مقبل و مقبول جان کہ یہ اولیاء اللہ ذات حق میں فنا ہوتے ہیں نہ عناصر میں کہ جنس حق ہیں یہ جہان اور اہل اس جہان کو فنا ہے اور اس جہان کو بقا ہے یہ حبان اور عاشق اسکے کٹنے والے ہیں اور اہل اس جہان کے ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم

نیست شرح این سخن را منتہے ❊ پارہ گفتم بدان زان پارہ ہا
جملہ عالم آکل و ماکول دان ❊ باقیان را مقبل و مقبول دان
این جہان و ساکنانش منتشر ❊ وان جہان و ساکنانش مستمر
این جہان و عاشقانش منقطع ❊ اہل آن عالم مخلد مجتمع
پس کریم آنست کہ خود را می دہد ❊ آب حیوانے کہ ماند تا ابد
باقیات الصالحات آمد کریم ❊ رستہ از صد آفت و اخطار و بیم
گر ہزارانند یک تن بیش نیست ❊ چون خیالات عدد اندیش نیست
آکل و ماکول را حلق ست و نائے ❊ غالب و مغلوب را عقل ست و رائے
حلق بخشید او عصائے عدل را ❊ خورد او چندان عصا و حبل را
اندر و افزون نشد آن جملہ اکل ❊ زانکہ حیوانے نبودش اکل و شکل
پس یقین را چون عصا حق حلق داد ❊ تا بخورد او ہر خیالاتے کہ زاد
پس معانی را چو اعیان حلقہاست ❊ رازق حلق و معانی ہم خداست
پس ز ماہی تا بمہ از خلق نیست ❊ کہ بجذب مایہ او را حلق نیست
حلق جان از فکر تن خالی شود ❊ آنگہے روزیش اجلالی شود
حلق عقل و دل چو خالی شد ز فکر ❊ یافت او بے ہضم معدہ رزق بکر
شرط تبدیل مزاج آمد بدان ❊ کز مزاج بد بود مرگ بدان
چون مزاج آدمی گل خوار شد ❊ زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شد
چون مزاج زشت او تبدیل یافت ❊ رفت زشتی و رخش چون شمع تافت

اس سخن کی شرح ہے بے انتہا ❊ مین نے ان پاروں سے اک پارہ کہا
سب جہان کو آکل و ماکول جان ❊ باقیون کو مقبل و مقبول جان
اس جہان اور اس کے ساکن کو فنا ❊ دو جہان اور ان کے ساکن کو بقا
یہ جہان اور عاشق اسکے منقطع ❊ اہل اس عالم کے دائم مجتمع
ہے کریم اب وہ کہ دیوے آپ کو[1] ❊ آب حیوان تاکہ دائم رہوے وہ
باقیات الصالحات آیا کریم ❊ کہ نہیں کچھ آفات اسکو اور بیم
گر ہزاروں ہین[2] تو سب اک جسم ہے ❊ چون خیالات عدد اندیش نے
آکل و ماکول کو ہے حلق و نائے ❊ غالب و مغلوب کو ہے عقل و رائے
اسنے بخشا حلق عصائے عدل کو ❊ کھایا بس اسنے عصا و حبل کو
وہ خورش اسمین نہ کچھ زیادہ ہوئی ❊ کیون خورش حیوانکی استادہ نہ تھی
پس یقین کو جون عصا حق نے دیا ❊ حلق تا کھائے خیالونکو سدا
حلق معنی کے ہیں جون اعیان دلا ❊ رازق اس حلق معانی کا ہوا
مہ سے ماہی تک نہ کوئی خلق ہے ❊ کہ بجذب مایہ سے با حلق ہے
فکر تن سے خالی ہووے حلق جان ❊ روزی اجلالی ہو اسکی ہر زمان
حلق عقل و دل کا خالی فکر سے ❊ جو ہوا تو پایا رزق بکر سے
اسکو تبدیل مزاج اب شرط ہے ❊ کہ مزاج بد ہلاکت کو رکھے
جو مزاج آدمی گل خوار ہو ❊ زرد بدرنگ اور بس بیمار ہو
بد مزاج اسکا تبدل جو ہوا ❊ مٹ گئی زشتی شمع سا رخ بنا

[1] ہے کریم الخ ۱۲ شعر پس وہ کریم کہ جو آپ کو دیوے آب حیوان تاکہ ہمیشہ وہ رہے کیونکہ باقیات الصالحات کریم آیا ہے یعنے نیک چیزین آدمی سے باقی رہتی ہین کہ نہ انکو آفت ہے نہ خوف ہے یعنے اولیاء اللہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین پس وہ کریم ہین اور غنا انھین کو حاصل ہے اور سب فانی ہیں اور محتاج ہیں آگے اسکے حلق کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] گر ہزاروں الخ ۱۲ شعر اگرچہ اولیاء ہزاروں ہین سب ایک جسم ہیں مانند خیالات عدد اندیش نہیں ہیں بس آکل و ماکول کو حلق و نائے ہے اور غالب و مغلوب کو عقل و رائے ہے آگے اسکی مثال ہے اسنے حلق بخشا عصائے عدل کو کہ اسنے کھایا عصا و رسن سحر کو وہ خورش اسمیں کچھ زیادہ نہیں ہوئی کیونکہ اسکو خورش حیوان کی نہ تھی اسی طرح حق مانند عصا کے یقین کو حلق دیتا ہے کہ خیالوں کو وہ ہمیشہ کھائے معنے کے حق ہیں مانند اعیان کے اور رزق اس حلق معنی کا خدا ہے مہ سے ماہی تک کوئی خلق نہین ہے کہ جذب مایہ سے با حلق نہیں ہے حلق جان کا فکر تن سے خالی ہووے تو اسوقت اسکے روزے اجلالی ہو حلق عقل و دل کا فکر معاش سے جو خالی ہوا تو رزق پاک پایا ولیکن اسکو اب تبدیل مزاج شرط ہے کہ مزاج بد ہلاکت کو رکھتا ہے آگے مثال ہے جو مزاج آدمی کا گلخوار ہو تو جلد بدرنگ اور بیمار ہو جبکہ مزاج بد اسکا تبدیل ہوا زشت روئی دفع ہوئی اور رخ مانند شمع کے تابان ہوا یعنے جان کہ جب افکار سے خالی ہووے اور مزاج اسکا بدل جائے تو غذا روحی پاوے اور اسرار الٰہی سے غنا حاصل ہووے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

دایهٔ کو طفل شیر آموز را
تا به نعمت خوش کند بد توز را

گر ببندد راه یک پستان براو
برگشاید راه صد بستان براو

زانکه پستان شد حجاب آن ضعیف
از هزاران نعمت و خوان و رغیف

پس حیات ماست موقوف فطام
اندک اندک جهد کن تم الکلام

چون جنین بُد آدمی خون بد غذا
از نجس مومن برد پاکے غذا

چون جنین بد آدمی خونخوار بود
بود او را بود از خون تار و پود

از فطام خون غذایش شیر شد
وز فطام شیر لقمه گیر شد

وز فطام لقمه لقمانے شود
طالب مطلوب پنهانی شود

گر جنین را کس بگفتے در رحم
هست بیرون عالمی بس منتظم

یک زمین خرمی با عرض و طول
اندرو بس نعمت و بیحد اکول

کوه ها و بحر ها و دشتها
بوستان ها باغ ها و کشتها

آسمان بس بلند و پر ضیا
آفتاب و ماهتاب و صد سُها

از شمال و از جنوب و از دبور
باغها دارد عروسیها و سور

در صفت ناید عجایبهاے آن
تو درین ظلمت چه در امتحان

خون خوری در چار میخ تنگها
در میان حبس انجاس و عنا

او بحکم حال خود منکر بدے
زین رسالت معرض و کافر شدے

کاین محالست و فریبست و غرور
زانکه وهم کور ازین معنی ست دور

دایہ کہ وہ طفل شیر آموز کے
لب پہ فرے منہ کو وہ خو نعمت کی دے

اسپہ گرہ باندھے اک پستان کی
کھولے سو رہ اسپہ وہ بستان کی

کہ ہوئی پستان حجاب اُس طفل پے
سیکڑون نعمت و خوان و نان سے

زندگی اپنی ہے ترک شیر پر
تھوڑی تھوڑی کوشش اب تو اسمین کر

پیٹ مین بچہ تھا خون اُسکی غذا
مومن اُسکو اب نجس ہے جانتا

جو تھا بچہ آدمی خونخوار تھا
خون سے ہستی تھی اُسکی اور غذا

ترک خون سے شیر تھا اُسکی غذا
شیر چھوڑا لقمہ وہ کھانے لگا

جو کہ لقمہ چھوڑا لقمانے ہوا
طالب مطلوب پنہانے ہوا

رحم میں بچے کو کہتا گر کوئی
باہر اس سے اک جہان ہے اور بھی

اک زمین خوش ہے چوڑی اور بڑی
اُسکے اندر نعمتین بیحد بھری

کوہ ہین اور بحر ہین اور دشت ہین
باغ ہین بُستان ہین اور کشت ہین

آسمان ہے بس بلند و پر ضیا
چاند و سورج اور ستارون سے بھرا

اور جنوبی اور شمالی باد سے
باغ و بستان اور خوشی شادی رکھے

وصف عجائب کا ہو اُسکے کب بیان
کر نہ اس ظلمت مین اسکا امتحان

خون کھائے تو شکنجہ تنگ مین
اور زندان نجس پر رنگ مین

حسب حال اپنے کے منکر ہوتا وہ
اس رسالت سے ہی کافر ہوتا وہ

کہ محال اور ہے فریب اور ہے غرور
کیونکہ وہم اندھے کا ہی معنی سے دور

(۱) دایہ الخ ۲ شعر کہ طفل شیر آموز کے لئے مزہ منہ نعمت کی کا دے اگر اُسپر راہ پستان بند کرے تو سو راہ بوستان کی اُسپر کھولے کیونکہ پستان حجاب اُس طفل پر ہوئی ہے سیکڑون نعمت و خوان و نان سے پس ہماری زندگی ہے چھوڑنے شیر غذاے دُنیوی پر اب تو اُسمین تھوڑی کوشش کر آگے مثال ہے جبکہ بچے پیٹ مین تھا تو خون کھاتا تھا اب مومن اُس خون کو نجس جانتے ہین جب آدمی بچہ تھا خون کھاتا تھا اُسکی ہستی خون سے تھی اور غذا خون چھوڑنے سے شیر اُسکی غذا تھی شیر چھوڑا تو وہ لقمہ کھانے لگا جبکہ لقمہ چھوڑا تو لقمانی یعنے صاحب اسرار ہوا اور طالب مطلوب پنہانی کا ہوا یعنے ترک غذاے دُنیوی سے غذاے روحی کہ مشاہدہ جمال الٰہی ہے اور اسرار کھلنے سے غذا حاصل ہوئی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-۱۲

(۲) رحم مین الخ ۲ شعر اگر کوئی رحم مین بچہ کو کہے کہ اس رحم سے باہر ایک جہان اور ہے اور ایک زمین خوش خرم اور نرم ہے اور اُسکے اندر نعمتین بیحد بھری ہین کوہ اور دریا اور باغ ہیں اور بستان اور کشت ہین آسمان بلند اور پُر ضیا مہر و ماہ و ستارون سے بھرا ہے اور جنوبی و شمالی ہوا ہے باغ بستان اور خوشی و شادی رکھتا ہے اس جہان کے وصف عجائب کا کب بیان ہو تو اس ظلمتکدہ میں امتحان مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

(۳) خون الخ ۳ شعر تو خون کھائے شکنجہ تنگ مین اور زندان نجس پُر رنگ مین اپنے حسب حال وہ سُن کر منکر ہوتا ہے اور اس رسالت سے ہے کہ وہ کافر ہوتا ہے کہ محال ہے اور فریب ہے اور غرور ہے کیونکہ اندھے کا وہم معنی سے دور ہے اور ایک نے جنس سے نیکی نہین دیکھی ہووے تو کب ادراک منکر ناک اُسے سُنے اسی طرح جہان خلق عام کو ابدال اُس جہان سے نشان دیتے ہین کہ یہ کیا جہان ایک تنگ و تاریک ہے ایک اور جہان اس سے باہر بے بو و رنگ ہے پس کسی نے ان اہل دُنیا سے نہین سُنا جو کہ طمع آئی انکو حجاب ہوا۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

جنس چیزے چون ندید ادراک او | نشنود ادراک منکرناک او
جنس[۱] سے دیکھی نہو ادراک نے | کب سُنے ادراک منکرناک اُسے

ہمچنانکہ خلق عام اندر جہان | زانجہان ابدال میگویند شان
ایسی خلق عام کو اندر جہان | دیتے ابدال اُس جہان سے ہین نشان

کاین جہان چاہیست بس تاریک و تنگ | ہست بیرون عالمی بے بو و رنگ
کہ جہان ہی اک کنوان تاریک و تنگ | اک جہان باہر ہی اور بے بو و رنگ

ہیچ در گوش کسی زیشان نرفت | کاین طمع آمد حجابی ژرف و زفت
بس کسی نے بھی نہ اُنسے سے سُنا | جو طمع آئی حجاب اُنکو ہوا

گوش را بندد طمع از استماع | چشم را بندد غرض از اطلاع
کان[۲] کو کردے طمع سُننے سے بند | دیکھنے سے آنکھ کو کرتی ہی بند

ہمچنانکہ آن جنین را طمع خون | کان غذای اوست در اوطان دون
جیسے اُس بچہ کو طمع خون ہی | کہ غذا اُسکی وطن میں وہی ہی

از حدیث این جہان محجوب کرد | خون تن را بردلش محبوب کرد
رکھا محجوب اس جہان کی بات سے | خون تن دل پے کیا محبوب سے

زین ہمہ انواع نعمت ماند فرد | غیر خون اومی نداند چاشت خورد
اس لیے نعمت سے وہ تنہا رہا | نے سوائے خون اُسے کھانا ملا

بر تو ہم طمع خوشی این جہان | شد حجاب آن خوشی جاودان
اس جہان کی تجھہ بس طمع خوشی | اُس خوشی جاوید کی پردہ ہوئی

طمع ذوق این حیات پُرغرور | از حیات راستینت کرد کور
طمع[۳] ذوق اس حیات خام نے | کردیا اندھا حیات پختہ سے

بس ہا طمع کورت کند نیکو بدان | بر تو پوشاند یقین را بیگمان
کردے اندھا طمع تجکو خوب جان | اور یقین تیرا چھپا وے بیگمان

حق ترا باطل نماید از طمع | در تو صد کوری فزاید از طمع
حق تجھے باطل دکھے بس طمع سے | تجھہ مین اندھاپن بڑھے بس طمع سے

از طمع بیزار شو چون راستان | تا نہی پا بر سر آن آستان
طمع سے بیزار ہو جون راستان | تا تری ہو زیر پا وہ آستان

کاندران در چون درآئی وارہی | از غم و شادی قدم بیرون نہی
آئے اُس در کے جو اندر وہ چھٹے | شادی و غم سے قدم باہر رکھے

چشم جانت روشن و حق بین شود | بے ظلام کفر نور دین شود
چشم و جان روشن ہو تیری بالیقین | بے سیاہی کفر کے ہو نور دین

پند پیران را پذیرا کن بجان | تا رہی از خوف مانی در امان
پند پیرون کی تو جان سے کر قبول | تاکہ چھوٹے خوف سے نے ہو ملول

بشنو اکنون قصہ تمثیل آن | تا بیابی در حقیقت نور جان
قصہ[۴] تمثیلی کا اُسکے سُن بیان | تا حقیقت مین تو پائے نور جان

---

[۱] جنس سے الخ یہ شعر یعنے جیسے بچہ کو شکم مین اس جہان دُنیا مین خبر نہین اُسی طرح اہل دُنیا کو اس جہان کی خوبی سے خبر نہین اور بسبب طمع دُنیا کے اولیاء اللہ کے کہنے کو نہین سُنا چنانچہ اس طمع کا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [۲] کان الخ یہ شعر طمع کان کو سُننے سے بند کردے آنکھ کو غرض دیکھنے سے بند کردے جیسے اُس بچے کو طمع خون نے محجوب کیا کہ غذا اُسکی وطن مین وہی تھی محجوب رکھا اس جہان کی بات سے اور خون تن و محبوب دل پر رکھا ہے اُس لیے وہ نعمت سے تنہا رہا ہے نے سوائے خون کے اُسے کھانا ملا ہی اسیطرح اس جہان کی طمع و خوشی پردہ ہوئی ہے اُس جہان کی خوشی جاوید سے یعنے جیسے بچہ کو شکم مین خواہش غذائے خون حجاب ہوئی اسی طرح دُنیا کی طمع و خواہشات حجاب اُس جہان کی کیفیات کی ہوئی باقی اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۳] طمع ذوق الخ یہ شعر طمع ذوق اس حیات پختہ سے خوب جان لے کہ طمع تجکو اندھا کردے اور یقین تیرا بیشک پنہان کردے تجکو حق باطل معلوم ہو اس طمع سے اور تجھ مین اندھاپن بڑھے اس طمع سے پس تو طمع سے بیزار ہو مانند سچون کے تاکہ تیرے زیر پا وہ آستان کہ اس در کے اندر جو آئے چھٹے اور شادی اور غم سے قدم باہر رکھے تیری چشم جان روشن ہووے بالیقین اور بغیر سیاہی کفر کے نور دین ہووے پند پیرون کی تو جان سے قبول کر تاکہ تو خوف سے چھوٹے اور نے ملول ہووے ایک قصہ اُسکی مثال کا تو سُن تاکہ حقیقت مین تو نور جان پائے یعنے اس طمع خام سے تو بیزار ہو تاکہ اس درگاہ مین تجکو رسائی ہو پس نصیحت ترک طمع پیرون کی تو قبول کر تاکہ نور جان تجکو حاصل ہو چنانچہ چیل بچون کی حکایت اسکی مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

[۴] قصہ دوم پند پیران ترک طمع مین ۱۲

قصہ دانائیکہ در بیابان بہ بعضے مردمان رسید و وصیت کرد کہ پیل بچگان مخورید

قصہ اس دانا کا کہ بیابان مین بعضے مردم سے ملا اور وصیت کی کہ پیل کے بچونکو مت کھانا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان — دید دانائے گروہے دوستان
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و عور — میرسیدند از سفر وز راہ دور
مہر دانائیش جوشید و بگفت — خوش سلامی شان و چون گل برشگفت
گفت دانم کز تجوع وز خلا — جمع آمد رنجتان زین کربلا
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل — تا نباشد خوردتان فرزند پیل
پیل ہست این سو کہ اکنون میروید — پند من از جان و از دل بشنوید
پیل بچگانند اندر راہتان — صید ایشان ہست بس دلخواہتان
بس ظریف اند و لطیف اند و سمین — لیک مادرشان بود اندر کمین
از پے فرزند صد فرسنگ راہ — مے بگردد در حنین و آہ آہ
دود آتش آید از خرطوم او — الحذر از کودک مرحوم او
اولیا اطفال حق اند اے پسر — غائبی و حاضری بس باخبر
غائبی مندیش از نقصان شان — کو کشد کین از برائے جان شان
گفت اطفال من اند این اولیا — در غریبی فرد از کار و کیا
از برائے امتحان خوار و یتیم — لیک اندر سر منم باو ندیم

[1] وہ سنا ہو تو نے ہندوستان مین — دیکھا دانا نے کہ کچھ احباب ہین
بھوکے ننگے اور کچھ ساماں نہین — اور سفر سے دور کے وہ آئے ہین
مہر دانائی کو جوش اسکی ہوا — مثل گل کھل کر سلام انکو کیا
بولا مینے تمکو جانا بھوک سے — رنج و غم اس کربلا مین سبکہ ہے
لیکن اللہ اللہ اے قوم جلیل — تا نہ ہرگز کھانا تم فرزند پیل
[2] پیل ادھر ہے جسطرف جاتے ہو تم — پند جان سے بس سنو میری کو تم
ہین تمھاری راہ مین بچے پیل کے — تم شکار انکا ہو اچھا جانتے
بس ظریف ہین اور لطیف و فربہ ہین — لیکن انکی ماں ہے انکی گھات مین
واسطے بچون کے سو فرسنگ راہ — گھومتی ہے نالہ کرتی اور آہ
اسکے نکلے سونڈ سے آگ اور دھوان — بچہ مرحوم اسکے سے ہو الامان
[3] اولیا اطفال حق ہین اے پسر — ہین حضور و غائبی مین باخبر
غائبی مین انکا نقصان مت کرے — کینہ وہ انکی رکھے جان کیلیے
بولا میرے طفل ہین یہ اولیا — ہین غریبی مین امیری سے سوا
امتحاناً ہین وہ بس خوار و یتیم — پر ہون مین اسرار مین انکا ندیم

[1] وہ سنا ہو الخ ۵ شعر دو۔ تو نے سنا ہوگا کہ ہندوستان مین ایک دانا نے دیکھا کہ کچھ احباب ہین بھوکے ننگے اور کچھ سامان نہین رکھتے ہین اور دور کے سفر سے آئے ہین اسکی دانائی کی محبت کو جوش ہوا مانند گل کے کھل کر سلام انکو کیا کہا کہ مینے جانا بھوک سے رنج و غم تمکو اس کربلا مین ہے مگر اللہ اللہ اے قوم جلیل تم ہرگز پیل کے بچون کو نہ کھانا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پیل ۵ شعر ادھر ہے جدھر تم جاتے ہو تم میری پند کو جان سے سنو تمھاری راہ مین بچے پیل کے ہین اور تم شکار انکا اچھا جانتے ہو پس ظریف لطیف ہین لیکن انکی ماں گھات مین رہتی ہے بچون کے واسطے سو کوس کی راہ وہ گھومتی ہے اور اسکی سونڈ سے آگ و دھوان نکلتا ہے اسکے بچہ مرحوم سے اللہ بچائے یعنے دانا سے مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بچہ پیل سے مراد اولیاء اللہ و مادر پیل بچہ سے مراد حق تعالی ہے کہ خلق از راہ غیبت کے انکا گوشت کھاتی ہے چنانچہ انکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ [3] اولیا اطفال الخ ۶ شعر اولیاء اللہ اطفال خدا کے ہین اور حضور و غائب باخبر ہین تو غائبی مین انکا نقصان مت کر کہ حق تعالی انکی جان کے واسطے کینہ رکھتا ہے کہا حق نے کہ یہ اولیا میرے اطفال ہین اور غریبی مین امیری سے سوا ہین امتحاناً وہ خوار و یتیم ہین ولیکن مین اسرار مین انکا ندیم ہون عصمتین میری سب کی پشتی پر ہین گویا تحقیق دو اجزا میرے ہیں ہان یہ گدڑی پوش سب میرے ہین یہ سیکڑون ہین ولیکن سب ایک حق رہتے ہین یعنے کل اولیاء اللہ ایک نفس واحد ہین آگے اسکی مثال ہے ورنہ موسیٰ عصاے پر ہنر سے کب کرتے فرعون کو زیر و زبر باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

پشت دار جملہ عصمتہاے من | گویا ہستند خود اجزاے من
ہان مہان این دلق پوشان من اند | صد ہزار اندر ہزار و یک تن اند
ورنہ کے کردے بیک چوب ہنر | موسیے فرعون را زیر و زبر
ورنہ کے کردے بیک نفرین بد | نوح شرق و غرب را غرقاب خود
بر نکندی یک دعای لوط راد | جملہ شہرستان شان را بیمراد
گشت شہرستان چون فردوس شان | دجلہ آب سیہ رو بین نشان
سوے شام ست این نشان و این خبر | در رہ قدسش ببینی بر گذر
صد ہزاران اولیاے حق پرست | خود بہر قرنے سیاستہا بدست
گر بگویم این بیان افزون شود | خود جگر چہ بود کہ ہا خون شود
خون نشود کہ او بازان نفسرد | تو نہ بینی خون شدن کوری درد
طرفہ کور دوربین و تیز چشم | لیک از اشتر نہ بیند غیر پشم
مو بمو بیند ز صرفہ حرص انس | رقص بے مقصود دارد ہمچو خرس
مو بمو بیند ز حرص خود بشر | رقص او خالی ز خیر و پُر ز شر
رقص آنجا کن کہ خود را بشکنی | پنبہ را از ریش شہوت بر کنی
رقص جولان بر سر میدان کنند | رقص اندر خون خود مردان کنند
چون ہند از دست خود دستی زنند | چون جہند از نقص خود رقصے کنند
مطربان شان اندرون دف میزنند | بحرہا در شور شان کف میزنند

عصمتین میری ہین سب کی پشتی پے | گویا وہ تحقیق ہین اجزا مرے
ہان یہ گدڑی پوش جملہ میرے ہین | سیکڑون ہین پر یہ اک تن ہتے ہین
ورنہ موسے باعصائے پرہنر | کرتا کب فرعون کو زیر و زبر
ورنہ نوح اک بد دعا سے کرتا کب ۱ه | مشرق و مغرب کو غرق آب سب
کھودتی کب لوط کی اک بد دعا | اسکے سب شہرون کو از سر تا بپا
شہر جملہ اسکے جون فردوس تھے | دجلہ آب سیہ دیکھ آب سے
شام مین تو اسکو جا کر دیکھ لے | راہ مین بیت المقدس کے وہ ہی
سیکڑون ہین اولیائے حق پرست | ہر قرن مین ہین سیاستہا بدست
گر کرون انکا بیان ہووے فزون | یہ جگر کیا کوہ بھی ہو جاے خون
کوہ خون ہو جاے اور وہ پھر جیسے | تجکو کوری سے نخون ہوتا ملے
طرفہ اندھا دوربین اور تیز چشم ۲ه | پھر نہ دیکھے اونٹ سے وہ غیر پشم
حرص کو حیلے سے دیکھے مو بمو | رقص بے حاصل کرے جون ریچھ تو
مو بمو حرص اپنی دیکھے ہے بشر | رقص خالی خیر سے اور پر ہے شر
رقص کر وان پر کہ توڑے خود کو تو | ریش شہوت سے نکالے روئی تو
رقص جولان کرتے ہین میدان مین | رقص اپنے خون مین کرتے مرد ہین
ہین بجاتے تالیان خود سے چھٹین ۳ه | رقص کرتے ہین کہ نقصان سے بچین
ہین بجاتے مطرب اندر انکے دف | انکی شورش سے ہین لاتے بحر کف

۱ه ورنہ الخ، شعر و ورنہ نوح عم ایک بد دعا سے کب کرتے سب مشرق و مغرب کو آب لوط علیہ السلام کی ایک بد دعا کب کھودتی اُسکے سب شہرون کو سرتاپا اُسکے سب شہر مانند فردوس کے تھے اب اُس سے دجلہ آب سیاہ دیکھ لے کہ وہ راہ مین بیت المقدس کے ہے سیکڑون اولیا و حق پرست ہین ہر ایک قرن مین سیاست کرنیوالے اگر مین اُنکا بیان کرون طول ہو جائے یہ جگر کیا اگر کوہ بھی ہو خون ہو جائے کوہ خون ہو جائے اور وہ جسے تجکو اندھے پن سے خون ہوتا نہ دکھائی دے یعنے مثل انبیا عم کے اولیاء اللہ ہر قرن مین ہین اُنکا حال بیان کرون تو قصہ طویل ہو جائے اور جگر سُننے والون کا بلکہ کوہ بھی خون ہو جائے مگر تجکو اُنکا حال بسبب کور باطنی کے نہ دکھائی دے، باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔ ۲ه طرفہ اندھا الخ ہ شعر اہل دنیا طرفہ اندھا ہے کہ دوربین و تیز چشم ہے ولیکن نہین دیکھتا ہے اونٹ سے سواے پشم کے حرص کو حیلہ سے مو بمو دیکھتا ہے اور رقص بے حاصل کرتا ہے تو مانند ریچھ کے حرص اپنی دیکھتا ہے مو بمو رقص خالی خیر سے ہے اور پر شر سے ہے رقص وہان پر کر کہ توڑے تو خود کو اور ریش شہوت سے نکالے روئی کو مردان خدا رقص و جولان میدان مین کرتے ہین اور رقص کرتے خون مین گرتے ہین تالیان بجاتے ہین کہ خودی سے چھٹین اور رقص کرتے ہین کہ نقصان سے بچین یعنے اہل دُنیا عجب اندھے ہین کہ اپنی حرص کو دیکھ کر رقص کرتے ہین اور خوش ہوتے ہین اور اولیاء اللہ اپنی جان دیتے ہین تب رقص کرتے ہین اور خودی کو چھوڑتے ہین اور نقصان سے بچتے ہین آگے بیان اولیاء اللہ کا ہے فافہم ۱۲ ۳ه ہین بجاتے الخ ہ شعر اُنکے اندر مطرب دف بجاتے ہین اور اُنکی شورش پر دریا کف لاتے ہین تو دیکھتا نہین کہ پتے شاخ سے تال دیتے اور صبا سے ناچتے ہین تو نہین دیکھتا ہے ولیکن اُنکے کان کیواسطے برگ شاخون پر تالیان بجاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تو نہ بینی برگہا باشاخہا — کف زنان رقصان ز تحریک صبا
تو نہ بینی لیک بہر گوش شان — برگہا باشاخہا ہم کف زنان
تو نہ بینی برگہا را کف زدن — گوش دل باید نہ این گوش بدن
گوش سر بر بند از ہزل و دروغ — تا ببینی شہر جان را با فروغ
این دہان بر بند از ہزل ای عمو — جز حدیث روی او چیزی مگو
سر کشد گوش محمد در سخن — کش بگوید در نبی حق ہو اذن
سر بسر گوش ست و چشم ست آن نبی — رحمت حق مرضع ست و ماصبی
این سخن پایان ندارد باز ران — سوی اہل پیل و بر آغاز ران

تو[۱] نہیں دیکھے ہے پتے شاخ سے — تال دیتے اور صبا سے ناچتے
تو نہ دیکھے لیکن اُنکے بہر کان — برگ شاخون پر بجاتے تالیان
تو نہ دیکھے ہے بجاتے تالیان — کان دل کے چاہئین نہ تن کے کان
کان تن کے بند کر تو جھوٹ سے — تا کہ دیکھے شہر جان پُر نور ہے
مُنہ کو اپنے جھوٹ سے کر بند تو — اُسکے مُنہ کے مت سوا کر گفتگو
کان احمد کا سُنے سحر سخن — اُسکو آیت مین کہے حق ہو اُذن
گوش و دیدہ ہے نبی سر تا قدم — رحمتِ حق دائی ہے بچے ہین ہم
بات یہ بے انتہا ہے پھر چلو — سوے اہلِ پیل اور آغاز کو

بقیہ قصہ معترضان پیل بچگان | باقی قصہ اعتراض کرنیوالون بچہ پیل کا

ہر دہان را پیل بوئی مے کند — گرد معدہ ہر بشر بر مے تند
تا کجا یابد کباب پور خویش — تا نماید انتقام و زور خویش
گوشتہاے بندگان حق خوری — غیبت ایشان کنی کیفر بری
ہین کہ بویا دہان تان خالق ست — کی برد جان غیر آن کو صادق ست
واے آن افسوسیے کش بوے گیر — باشد اندر گور با منکر نکیر
نے دہان دزدیدن امکان زان مہان — نے توان خوش کردن از دارو دہان
آب و روغن نیست مر روپوش را — راہ حیلت نیست عقل و ہوش را

ہر[۲] دہان کو سونگھتا ہے پیل ہے — گرد معدہ ہر بشر کے ہی پھرے
اپنے بچون کا جہان پائے کباب — تا کہ بدلا اُس سے لے دیکر عذاب
بندگانِ حق کا کھائے گوشت جو — غیبت اُنکی کرکے بدلا پائے وو
مُنہ تمھارے سونگھے جو خالق ہے وہ — کب بچے جان اُس سے پر صادق ہے وہ
اُسپہ[۳] ہے افسوس اُسکی بو کو لے — گور مین ہمرہ نکیرون کے چلے
مُنہ چُرا اسکتا نہین کچھ اُس سے وہ — اور نہ بو کھو سکتا مُنہ سے اپنے وہ
تیل پانی ہے نہین سد پوش کو — راہ حیلہ ہے نہ عقل و ہوش کو

[۱] تو نہین الخ۔ شعر تو نہین دیکھتا ہے کہ تالیان بجاتے ہین دل کے کان کان تن کے تو بند کر جھوٹ سے تا کہ دیکھے شہر جان کو پُر نور ہے منہ کو اپنے جھوٹ سے بند کر اور اُسکے منہ کے سوا مت گفتگو کر کان احمد صلعم کا سنتا ہے سخن کہ اُسکو حق آیت مین کہتا ہے ہو اذن یعنے وہ کان حق کا ہے نبی کا کان چشم و گوش ہین سر سے پا تک حق کی رحمت دائی ہے اور ہم اطفال ہین بات بے انتہا ہے پھر جا طرف پیل اور آغاز قصہ کے یعنے تو کان و زبان کو جھوٹ سننے جھوٹ کہنے سے بند کر کہ راز باطن منکشف ہو جیسے جناب رسول اللہ صلعم از سر تا پا گوش و چشم حق تھے پس رحمت کی دائی ہے اور ہم اُسکے بچے ہین کہ وہ ہماری پرورش کرتی ہے آگے قصہ پیل بچون کا ہے فافہم ۱۲ [۲] ہر دہان کو الخ ہر شعر ہاتھی ایک دہن کو پیل سونگھتا ہے اور گرد معدہ ہر بشر کے پھرتا ہے جہان اپنے بچون کا کباب پائے تو اُس سے بدلا لے و عذاب دے آگے اسکے حقائق ہین۔ بندگان حق کا جو گوشت کھائے اُنکی غیبت کرکے وہ بدلا پائے منہ تمھارے سونگھے جو کہ وہ خالق ہے کب اس سے جان بچے ولیکن جو صادق ہے یعنے جو کوئی اولیاء اللہ کا غیبت کرکے گوشت کھائیگا خداوند عالم اُسکو ہلاک کریگا الا صادقین کو ابدالآباد زندہ رکھے گا کہ المومن لا یموت اُنکی شان مین آیا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] اُسپہ الخ۔ شعر اُسپر افسوس ہے اُسکی بو کو لے گور مین ہمراہ منکر نکیرون کے وہ اُس سے کچھ منہ چُرا اسکتا نہین اور نہ بو کھو سکتا ہے وہ اپنے منہ سے پردہ پوشی کو تیل پانی نہین پاتا ہے اور نہ راہ حیلہ ہے عقل و ہوش کو گزر اُنکا خوب سا کوٹ سے سر کو پانون تک ہر ایک بدخواہ نے گرز عزرائیل کا اثر دیکھا اگر شکل چوب و آہن کی نظر نہین آئے اور کبھی کبھی شکل بھی نظر آئے اور اُس رنجور کو اُس سے خبر ہووے وہ رنجور کہے اے میرے یارو کون میرے سر پہ تیغ مارتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

چند کوبد زخمہاے گرز شان — بر سر ہر ژاژ خا و ہرزہ زان
گرز عزرائیل را بنگر اثر — گر نہ بینی چوب آہن در صور
ہم بصورت می نماید گہ گہے — زان ہمان رنجور باشد آگہی
گوید آن رنجور کای یار حرم — چیست این شمشیر بر فرق سرم
چون نمی بیند کسی از یاران او — در جواب آیند یاران کاے عمو
ما نمی بینیم باشد این خیال — چہ خیال ست اینکہ ہست این انتقال
چہ خیال ست اینکہ این چرخ نگون — از نہیب آن خیالی شد کنون
گرزہا و تیغہا محسوس شد — پیش بیمار و سرش منکوس شد
او ہمی بیند کہ آن از بہر اوست — چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
حرص دنیا رفت چشمش تیز شد — چشم او روشن کہ چون خونریز شد
مرغ بے ہنگام شد آن چشم او — از نتیجہ کبر او و خشم او
سر بریدن واجب آمد مرغ را — کو بغیر وقت جنباند درا
ہر زمان نزعیست جزو جانت را — بنگر اندر نزع جان ایمانت را
عمر تو مانند ہمیان زرست — روز و شب مانند دینار اشمرست
مے شمارد میدہد زر بے وقوف — تا کہ خالی گردد و آید خسوف
گر زکہ بستانی و ننہی بجاے — اندر آید کوہ زان دادن زپاے
پس بنہ برجای ہر دم را عوض — تا ز واسجد واقترب یابی غرض

گرز انکا خوب ساکوٹا کرے — سر کو پانون تک ہر اک بدخواہ کے
گرز عزرائیل کا تو دیکھ اثر — شکل چوب آہن گر آئے نہ نظر
گاہے گاہے شکل بھی آئے نظر — اس سے اُس رنجور کو ہووے خبر
وہ کہے رنجور اے یار و مرے — کون سر پہ مارے میرے تیغ ہے
نہ[51] کسی کو ملتے ہین وہ اُسکے یار — اس سے کہتے ہین کہ اندھے میرے یار
نہ ہمین معلوم ہو تیرا خیال — ہے خیال اب کیا کہ یہ ہے انتقال
ہے خیال اب کیا کہ چرخ الٹا ہوا — اُسکے ڈر سے تو خیالی ہو گیا
گرز اور تیغ آگے اُس بیمار کے — ہو گئے محسوس و سر معکوس ہے
وہ یہی دیکھے کہ وہ اُسکے لئے — چشم دشمن دوست کو نہ وہ دیکھے
حرص[52] دور اور چشم تیز اسکی ہوئی — چشم روشن وہ جو خونریزی کری
مرغ بے ہنگام چشم اسکی ہوئی — ہے نتیجہ کبر کا اُس کے یہی
کاٹنا سر واجب آیا مرغ کا — کہ بجاتا وہ جرس بے وقت تھا
نزع ہر دم تیرے جزو جان کو — نزع جان مین دیکھ تو ایمان کو
عمر تیری زر کی ہمیانی سے ہے — رات دن دینار کی گنتی سے ہے
گنتا اور دیتا ہے زر کو اس لیے — تا کہ خالی ہو کثافت سے بھرے
کوہ سے لے نے عوض اُسکے رکھے — کوہ اس دینے سے آخر کو گرے
پس[53] تو رکھ ہر دم کی جا پر اک عوض — تا کہ واسجد واقترب سے لے غرض

[51] نہ کسی کو الخ۔ شعر اُسکے یار نہ کسی کو دکھائی دیتے ہین اور اُس سے کہتے ہین کہ اے اندھے میرے یار یہ تیرا خیال ہمین نہین دکھائی دیتا ہے۔ اب یہ خیال کیا یہ انتقال ہے اب خیال کیا ہے کہ چرخ اُلٹ گیا اُسکے ڈر سے تو خیالی ہو گیا پس گرز و تیغ آگے اُس بیمار کے محسوس ہو گئی اور سر معکوس ہے وہ بھی دیکھے کہ گرز و تیغ اُسکے لئے ہے اور چشم دشمن دوست کو نہین وہ بھی دیکھتا ہے یعنے ہنگام جان کنی کے اہل غیبت پر جو عذابات جانب حق سے نازل ہون وہ اُن عذابون کو دیکھین دلرزان و ترسان ہووین اور یار اُن کے کہین کہ یہ تکلیف جان کنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [52] حرص دور الخ، شعر حرص دور اور چشم تیز روشن ہوئی جو خونریزی کری اُسکی چشم مرغ بے ہنگام ہوئی یہ نتیجہ اُسکے کبر کا ہے سر کاٹنا مرغ کا واجب آیا کہ وہ جرس بے وقت بجاتا ہے تیرے جزو جان کو نزع ہر دم اور جان کی نزع مین تو ایمان کو دیکھ یعنے وقت جان کنی کے جب حرص و خواہش گئی تو چشم روشن ہوئی اور معنے منکشف ہوئے پس وہ چشم مرغ بے ہنگام ہے اُسکا سر کاٹنا چاہیئے کہ کچھ کار آمد نہین آگے اُسکی مثال ہے عمر تیری مانند ہمیانی پُر زر کے ہے کہ رات دن دینار کے مانند گنتی کرتا ہے تو دینار عمر کو گنتا اور دیتا اس لئے ہے کہ تا خالی وہ ہووے اور کثافت بھرے کوہ سے اگر تو لے اور عوض اُسکے نہ رکھے کوہ آخر کو دینے سے گر پڑے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-۱۲-

[53] پس تو رکھ الخ ایک شعر پس تو ہر اک دم کی جا پر ایک عوض رکھ تا کہ واسجد واقترب سے ایک غرض لے تو کوشش مت کر آجکل کام مین اگر کرنا ہے تو دین کے کام مین کر تو جائیگا آخر کو ناتمام کہ کام تیرے ابتر ہین اور خام ہین و عمارت کرنا گور پر سنگ و چوب سے نہ اینٹ سے ہے بلکہ صفائے باطن مین کے تو اپنی گور کھود اس خودی کو اُسکی خواہی مین گاڑ دے خاک و مدفن اُسکے غم کا جو ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

در تمامی کارہا چندین مکوش	جز بکاری کہ بود در دین بکوش	مت کر کوشش تو اب کل کام مین	گر نہی تو کر جو دین کے کام مین
عاقبت تو رفت خواہی ناتمام	کارہایت ابتر و نانِ تو خام	جائیگا آخر کو تو بس ناتمام	کام ابتر تیرے ہین روٹی ہی خام
وین عمارت کردنِ گور و لحد	نی بسنگ است و نچوب و نی لبد	وہ عمارت کرنا گور و لحد پے	نہ بسنگ و چوب ہی نہ اینٹ سے
بلکہ خود را در صفا گوری کنی	در منی آن کنی دفن این منی	ہی صفا مین گور اپنی کھودتے	اور خودی اسکی خودی مین گاڑتے
خاک او گردی و مدفون غمش	تا دمت یابد مددہا از دمش	خاک و مدفون اسکے غم کا ہوئے جو	تا مدد دم کو ترے اس دم سے ہو
گورخانہ قبہ ہا و کنگرہ	نبود از اصحاب معنی آن سرہ	مقبرہ گنبد ہے جو کہ قبر پہ	ہی نہ اصحاب معانی کا وہ گھر
بنگر اکنون زندہ اطلس پوش را	ہیچ اطلس دست گیرد ہوش را	دیکھ تو اب زندہ اطلس پوش کو	کچھ بھی اطلس سے ملا ہے ہوش کو
در عذاب منکرست آن جان او	کژدم غم در دلِ غمدان او	ہی عذاب منکرون مین انکی جان	غم کا بچھو غمکدہ مین ہے نہان
از برون بر ظاہرش نقش و نگار	وز درون اندیشہ ہایش زار زار	ظاہر اسین نقش باہر سے رکھے	اور بداندیشی اندر سے رکھے
وان یکی بینی دران دلق کہن	چون نبات اندیشہ و شکر سخن	اور گدڑی پوش مین بس پائے تو	جون نبات اندیشہ شکر و بات کو

رجوع بحکایت مسافران و پیل بچگان ست — رجوع طرف حکایت مسافر و پیل بچون کے

گفت ناصح بشنوید این پند من	تا دل و جان تان نگردد ممتحن	بولا ناصح پند میری تم سنو	امتحان جان و دل سے تو چھوٹو
باگیا و برگہا قانع شوید	در شکار پیل بچگان کم روید	گھانس و پتے کھا کے قانع تم رہو	پیل بچون کا شکار اب مت کرو
من برون کردم زگردن دام نصح	جز سعادت کے بود انجام نصح	مینے گردن سے نکالا دام پند	جز سعادت کے نہو انجام پند
من بہ تبلیغ رسالت آمدم	تا رہانم من شمارا از ندم	آیا تبلیغ رسالت کو ہون مین	تا ندامت سے چھڑاؤن مین تمھین
ہین مبادا کہ طمع تان رہ زند	طمع برگ از بیخ تان برکند	کہ مبادا طمع ہووے راہزن	طمع سامان کی تمھاری بیخ کن

سلہ مت کرے الخ ۵ شعر یعنے عمر تیری تو اُسکے عوض نیکیان جمع کر ورنہ بے عوض ہونے کے بہت تمکو نقصان ہوگا پس تو کوشش کرتا ہو تو دین کے کام مین کر اور صفاے باطن مین اپنی خودی کو دفن کر کہ تیرے دم کو یار کے دم سے مدد پہونچے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ مقبرہ الخ ۵ شعر گنبد وہ مقبرہ جو کہ قبر پر ہے اصحاب معنے کا وہ گھر نہیں ہے تو زندہ اطلس پوش کو دیکھ کچھ بھی اطلس سے اُسکو ہوش ملا ہے منکرون کے عذاب مین اُسکی جان ہے بچھو غم کا غمکدہ مین پوشیدہ ہے ظاہر مین وہ نقش باہر سے رکھتا ہے اور اندر سے وہ بداندیشی رکھتا ہے اور گدڑی پوش مین تو پائے اندیشہ مانند نبات کے اور بات مانند شکر کے یعنے اہل دُنیا ظاہر کو بہتر دکھائی دیتے ہین اور باطن مین بداندیش ہین اور درویش گدڑی پوش ظاہر مین خراب حال معلوم ہوتے ہین ولیکن باطن مین اندیشہ مانند نبات و شکر کے رکھتے ہین آگے حال پیل کے بچون و مسافرون کا بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۳ بولا ناصح الخ ۵ شعر ناصح نے کہا کہ میری پند تم سنو تا کہ امتحان جان و دل سے چھوٹو تم گھانس و پتے کھا کر قانع رہو ولیکن شکار پیل بچون کا مت کرو مین نے دام نصیحت گردن سے نکالا کہ انجام نصیحت کا سواے سعادت کے نہووے کیونکہ مین تبلیغ رسالت کو آیا ہون تا کہ مین ندامت سے تمھین چھڑاؤن کہ مبادا طمع راہزن ہووے تمھارے سامان کی بیخ کن ہے یہ کہا اور الوداع کہہ کر چل دیا انکو قحط سے بھوک راہ مین سوا ہوئی اُنھون نے راہ مین دیکھا ناگہان پیل بچہ موٹا اور نو پیدا وہان یعنے ناصح اُنکو نصیحت کرکے چل دیا وہ ناصح جناب رسول مقبول صلعم تھے کہ اپنی اُمت کو نصیحت غیبت کرنے سے کرکے تشریف لے گئے کہ مرے ہوئے بھائی مومن کا گوشت غیبت مین مت کھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲—

این بگفت و خیر بادے کرد و رفت — گشت قحط و جوع شان در راه زفت
ناگهان دیدند سوے جادهٔ — پور فیلے فربهے نو زادهٔ
اندر افتادند چون گرگان مست — پاک خوردند و فرو شستند دست
آن یکے همره نخورد و پند داد — که حدیث آن فقیرش بود یاد
از کبابش مانع آمد آن سخن — بخت نو بخشد ترا عقل کهن
پس بیفتادند و خفتند آن همه — وان گرسنه پاسبان آن رمه
دید پیلے سهمناکے در رسید — اولا آمد سوے حارس دوید
بوی میکرد آن دهانش را سه بار — هیچ بوئے زو نیامد ناگوار
چند باری گرد او برگشت و رفت — مر ورا نازرد آن شه پیل و رفت
مر لب هر خفته را بوئے کرد — بوی می آمد ورا زان خفته مرد
کز کباب پیل زاده خورده بود — بر درانید و بکشتش پیل زود
در زمان او یک بیک را زان گروه — بر درانید و نبودش زان شکوه
بر هوا انداخت هر یک را گزاف — تا همی زد بر زمین می شد شگاف
ای خورنده خون خلق از ره بگرد — تا نیارد خون ایشانت نبرد
مال ایشان خون ایشان دان یقین — زانکه مال از زور آید در یمین
مادر آن فیل بچه کین کشد — فیل بچه خواره را کیفر کشد

یہ کہا اور الوداع کہہ چل دیا — قحط و بھوک اُنکی ہوئی رہ مین سوا
راہ مین دیکھا اُنھون نے ناگہان — پیل بچہ موٹا نو پیدا وہان
بھیڑیون کے مثل ٹوٹے اُسپہ تو — خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو
ایک ہمرہ نے نہ کھایا پند کی — بات اُس درویش کی جو یاد تھی
بات وہ مانع کبابون کی ہوئی — بخت نو پایا جو کہنہ عقل تھی
پس وہ لیٹے اور سب وہ سو گئے — وہ جگا بھوکا حفاظت کے لیے
دیکھا اُسنے پیل مست اک آگیا — پہلے وہ درپے حفاظت کا ہوا
سونگھا مُنھ اُسکے کو اُسنے تین بار — کوئی بُو اُسکو نہ آئی ناگوار
گرد پھر کر چند بار اُس کے گیا — کچھ نہیں شہ پیل نے اُسکو کہا
سونگھتا تھا مُنھ ہر اک خفتہ کا وہ — آتی بُو خفتون سے تھی اُس پیل کو
جو کباب پیل بچہ کھائے تھے — پھاڑا اور مارا اُنھین بس پیل نے
اس گروہ سے ایک اک کو مارتا — اُس گھڑی کچھ ڈر نہ اُنسے اُسکو تھا
پھینکا اُن سب کو ہوا پر خشم سے — اور زمین پر مارتا ٹکڑے ہوئے
راہ سے اب پھر تو اے خونخوار خلق — تا نہ اُسکا خون پکڑے تیرا حلق
مال اُنکا اُنکا خون ہے جان لے — کیونکہ حاصل مال ہوتا مکر سے
پیل بچہ کی تو مان کینہ رکھے — پیل بچہ خوار سے بدلا وہ لے

سلہ بھیڑیون کے الخ یعنی شعر مانند بھیڑیون کے وہ اُسپر دوڑے خوب کھایا اور دھویا ہاتھ کو لیکن ایک ہمراہی نے نہ کھایا اور نصیحت پکڑی جو کہ بات اُس درویش کی یاد تھی وہ بات کبابون کی مانع ہوئی بخت نو پایا کہ عقل کہنہ تھی پس وہ سب لیٹے اور سو گئے وہ بھوکا جگا حفاظت کے لئے اُسنے دیکھا کہ ایک پیل مست آگیا اول وہ درپے محافظ کا ہوا اُسنے تین بار اُسکے مُنھ کو سونگھا کوئی بُو اُسکو ناگوار نہ آئی چند بار اُسکے گرد پھر کر گیا اور کچھ اُسکو شاہ پیل نے نہ کہا باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سونگھتا الخ یعنی شعر ہر ایک خفتہ کا مُنھ سونگھتا تھا بو اس پیل کو خفتون سے آتی تھی جو کباب پیل بچون کا کھائے تھے اُس پیل نے اُنھین مارا اور پھاڑا اُس گروہ سے ایک ایک کو مارتا اور کچھ ڈر اُس دم اُنسے اُسکو نہ تھا پھینکا اُن سب کو اور پر خشم ہوا اور زمین پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے آگے اسکے حقائق ہین راہ سے اب تو پھر اے خون کھانے والے خلق کے تا اُسکا خون تیرا گلو نہ پکڑے اُنکا مال خون اُنکا ہے جان لے کیونکہ مال حاصل مکر سے ہوتا ہے یعنے اے غیبت کرنے والے مخلوق کی اس غیبت کی راہ سے پھر کہ جو تو غیبت کر کے خون مخلوق کا کھاتا ہے یہ خون اُنکا مال ہے اور مال بغیر مکر کے حاصل نہین ہوتا ہے اور ہلاکت مین ڈالتا ہے پس مال مکر کا بجز نقصان کے نفع نہین دیتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پیل بچہ الخ یعنی شعر پیل بچہ کی مان تو کینہ رکھتی ہے اور پیل بچہ کھانے والے سے وہ بدلا لیتی ہے اے گدا تو پیل بچہ کو کھاتا ہے پیل دشمن ہو کر تیرے مغز کو چھوڑے گا پس بو نے رسوا کر دیا مکار کو اپنے دشمن کی بُو پیل جانتا ہے آگے اسکے حقائق ہین جو بو رحمن کی یمن سے پاتا ہے کیون نہ بوئے باطل اب مجھ سے وہ لیوے مصطفیٰ جو بو کو پائین دور سے ہماری بو کس لئے وہ نہ پائین بو پاتا ہے لیکن چھپاتا ہے ہم سے بوئے نیک و بد چرخ پر جاتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

فیل بچہ میخوری اے پارہ خوار هم برآرد خصم فیل از تو دمار
بوے رسوا کرد مکر اندیش را پیل داند بوے خصم خویش را
آنکہ یابد بوے رحمٰن از یمن چون نیابد بوے باطل را ز من
مصطفےٰ چون بوی برد از راه دور چون نیابد از دهان ما بخور
هم بیابد لیک پوشاند ز ما بوے نیک و بد برآید بر سما
تو همی خسپی و بوے آن حرام میرسد بر آسمان سبز فام
همره انفاس زشتت می شود تا بو گیران گردون میرود
بوی کبر و بوے حرص و بوے آز در سخن گفتن بیاید چون پیاز
گر خوری سوگند من کے خورده ام از پیاز و سیر تقوی کرده ام
آن دم سوگند غمازی کند بر دماغ همنشینان بر زند
پس دعاها رد شود از بوے آن آن دل کژ مے نماید از زبان
اخسئوا آید جواب آن دعا چوب رد باشد جزاے هر دغا
گر حدیثت کژ بود معنیت راست آن کژئی لفظ مقبول خداست
ور بود معنے کژ و لفظت نکو آنچنان معنے نیرزد یک تسو

پیل بچہ[۱] اے گدا کھاتا ہے تو پیل دشمن پھوڑے تیرے مغز کو
بونے رسوا کر دیا مکار کو اپنے دشمن کی ہے جانے پیل بو
بوے رحمٰن جو یمن سے پائی ہے کیون نہ مجھسے بوے باطل اب وہ لے
مصطفےٰ جو بو کو پائے دور سے بو ہماری کو نہ پائے کس لیے
پاتا ہے لیکن چھپاتا ہم سے ہے بوی نیک اور بد ہے جاتی چرخ پے
تو[۲] تو بس سوتا ہے وہ بوے حرام آسمان پر پہونچتی ہے صبح و شام
تیرے بد نفسون کے ہمراہ جاتی ہے چرخ کی بو گیر تک وہ آتی ہے
بوی کبر اور بوئے حرص اور بوئے آز بات کرنے مین ہے آتی جون پیاز
گر قسم کھائے کہ مین کب کھاتا ہون مین پیاز و سیر سے تقویٰ رکھون
وہ قسم خود تیری غمازی کرے اور دماغ ہمنشین پر کھول دے
بس دعا اس بو سے ہووے رد ہان ہو کجی دل کی زبان سے بس عیان
اس دعا کا اخسئوا آوے جواب (یعنی چپکے بیٹھے رہو ۱۲) ہر دغا کا چوب رد ہووے عذاب
بات[۳] ٹیڑھی معنے سیدھا ہو ترا ہے کجی لفظون کی مقبول خدا
معنے ٹیڑھا لفظ سیدھا ہو ترا وہ نہ لائق ہووے معنے کچھ ذرا

در بیان خطاے محبان کہ بہتر از ثواب بیگانگانست

بیان خطاے محبون کی کہ بہتر صواب بیگانون سے ہے

آن بلال صدق در بانگ نماز حی را هی خواند از روے نیاز
وہ بلال[۴] صادق اندر بانگ کے حی کو ہے کہتا تھا بس ناز سے

[۱] پیل بچہ الخ ۵ شعر یعنے رسول مقبول صلعم جبکہ بو یمن پہچان لین ہماری بو پھر کیون نہین وہ پائین مگر وہ ہم سے چھپاتے ہین اور ہماری بوئے نیک و بد آسمان پر جاتی ہے چنانچہ اسکا حال آگے فرماتے ہین ۱۲ [۲] تو تو بس سوتا ہے الخ ۹ شعر تو سوتا ہے اور یہ بوے حرام آسمان پر صبح و شام پہونچتی ہے تیرے دمون بد کے ساتھ وہ بو جاتی ہے بوگیران آسمان تک آتی ہے بوے کبر اور بوے حرص اور بوے آز بات کرنے مین مانند پیاز کے آتی ہے اگر قسم کھائے کہ مین پیاز کب کھاتا ہون پیاز اور لہسن سے مین تقویٰ رکھتا ہون وہ قسم تیری غمازی کرے اور دماغ ہمنشین پر کھول دے پس دعا اس بو سے اسدم رد ہووے اور کجی دل کی زبان سے عیان ہووے اس دعا کا اخسئوا یعنے چپ بیٹھے رہو جواب آئے وہ ہر مکر کا جواب رد و عذاب ہووے یعنے تیری بوئے بد ہمراہ دمون بد کے آسمان پر جاتی ہے اور دعا تیری رد بد بو کے سبب ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] بات ٹیڑھی الخ ۲ شعر اگر تیری بات ٹیڑھی اور معنے سیدھا ہو وہ کجی لفظون کی مقبول خدا ہے اگر معنے ٹیڑھا اور لفظ تیرا سیدھا ہو لائق نہووے سو معنے کچھ ذرا یعنے اگر الفاظ غلط ہو دین اور معنے صحیح ہووے مقبول خدا ہے وہ اگر معنے غلط ہو اور الفاظ صحیح ہووے وہ مقبول نہین کیونکہ نیت الفاظ کے معنے اصل ہے پس عارف کو اپنا معنے درست کرنا چاہیے جیسے حضرت بلال رض لفظ غلط و معنے صحیح فرماتے تھے چنانچہ انکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۴] وہ بلال الخ ۸ شعر وہ بلال رض صادق بانگ نماز مین حی کو از بس ناز سے ہی کہتا تھا لوگون نے حضرت سے کہا کہ یہ صحیح نہین ہے یہ خطا ہے کہ اب شروع دین کا ہے اے نبی اللہ و محبوب خدا ایک موذن کہ فصیح تر ہو بلائے عیب ہوتا ہے وا اہل صلاح و دین بجز سے کہنا کہ حی علی الفلاح آگے جواب حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲

تا بگفتند ای پیمبر نیست راست | این خطا اکنون کہ آغاز بناست
ای نبی و ای رسول کردگار | یک مؤذن کو بود افصح بیار
عیب باشد اول دین و صلاح | لحن خواندن لفظ حی علی الفلاح
خشم پیغمبر بجوشید و بگفت | یک دو رمزی از عنایات نہفت
کای خسان نزد خدا ہی بلال | بہتر از صد حی و حی قیل و قال
وامشورانید تا من راز تان | وانگویم زآخر و آغاز تان
گر ندارید تو دم خوش در دعا | رو دعا می خواہ ز اخوان صفا

بولے حضرت سے صحیح یہ ہی نہین | یہ خطا اب ہے کہ ہی آغاز دین
اے نبی اللہ و محبوب خدا | اک مؤذن جو ہو افصح تر بلا
عیب ہو ہی اول دین و صلاح | لحن سے کہنا کہ حی علی الفلاح
پس[1] خفا ہو کر پیمبر نے کہا | ایک دو رمز خفی کو بر ملا
ای کمینو نزد حق کے ہی بلال | سیکڑون حی سے بہتر ہی جو قال
مت گھنگولو تا تمھارے بھید کو | کھدون ظاہر اول و آخر جو ہو
گر دعا مین پاک دم نے تو رکھے | جا دعا اہل صفا سے چاہ لے

امر کردن حق تعالی بموسی علیہ السلام کہ بدہانے خوان مرا کہ بدان دہان گناہ نہ کردہ باشے

حکم کرنا حق تعالی کا موسی علیہ السلام پر کہ اس منھ سے مجکو پکار کہ جس منھ سے تو نے گنہ نہ کیا ہو

بہر این فرمود با موسی خدا | وقت حاجت خواستن اندر دعا
کای کلیم اللہ ز من می جو پناہ | با دہانے کہ نکردی تو گناہ
گفت موسی من ندارم آن دہان | گفت ما را از دہان غیر خوان
آنچنان کن کہ دہانہا مر ترا | در شب و در روزہا آرد دعا
از دہان غیر کے کردی گناہ | از دہان غیر برخواند اے الہ
یا دہان خویشتن را پاک کن | روح خود را پاک و ہم چالاک کن
ذکر حق پاک ست چون پاکی رسید | رخت بر بندد برون آید پلید

اسلیے[2] حق نے یہ موسی سے کہا | جبکہ حاجت چاہی تو اندر دعا
ای کلیم اللہ مجھسے لے پناہ | ایسے منھ سے ذکیا جسنے گناہ
بولا موسی وہ نہ منھ حاصل مجھے | بولا ہمسے مانگ منھ سے غیر کے
یا تو کر ایسا کہ منھ تیرے لیے | رات دن از بس دعا کرتا رہے
کب کیا منھ غیر سے تونے گناہ | تو دہان غیر سے کہہ اے الہ
یا دہن کو اپنے بس تو پاک کر | روح کو یان تیز اور چالاک کر
ذکر[3] حق ہی پاک جب پاکی ملے | بس پلیدی لیکے سامان چل بسے

[1] پس خفا ہو کر الخ ۴ شعر پس پیغمبر صلعم نے خفا ہو کر کہا ایک دو رمز مخفی کو برملا ای کمینون نزدیک خدا کے ہے بلال کی سیکڑون قیل و قال سے بہتر ہی مت گھنگولو تا کہ تمھارے بھید کو نہ کہدون ظاہر اول و آخر جو کہ ہو اگر تو دعا مین دم پاک نہین رکھے جا دعا اہل صفا سے جا کر لے یعنے ای لوگو تم اس اعتراض مین بحث زیادہ مت کرو ورنہ مین راز اول و آخر کا جو کچھ ہو کہہ دون گا پس دعا مانگنے مین اگر تمھارا دم پاک نہین ہے پاکون سے دعا چاہو کہ مقبول ہو چنانچہ دین پاک ہونا دعا مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] اس لیے الخ ۶ شعر حق نے یا اس لیے موسی سے کہا جبکہ تو حاجت چاہے دعا مین ای کلیم اللہ مجھ سے تو پناہ لے ایسے منھ سے کہ جسنے گناہ نہ کیا ہو موسی نے کہا کہ وہ منھ مجھے حاصل نہین حق نے کہا کہ ہمکو غیر کے منھ سے تو پکار یا تو ایسا کام کر کہ منھ تیرے لیے رات دن دعا کرتا رہے یعنے تو غیرون کے ساتھ ایسا احسان کر کہ منھ انکا تیرے واسطے دعا کرتا رہے تونے غیر کے منھ سے کب گناہ کیا پس تو وہان غیر سے کہہ ای اللہ یا تو اپنے دہن کو آپ پاک کر اور اپنی جان کو تیز و چالاک کر حقائق اسکے آگے ہین فافہم ۱۲ [3] ذکر حق الخ ۳ شعر ذکر حق تعالی کا پاک ہے جبکہ پاکی ملے پس پلیدی اپنا سامان لیکر چل بسے جان لے کہ اب ضد سے ضد بھاگتی ہے جبکہ روز روشن ہو تو رات بھاگے نام پاک جبکہ دہن سے ظاہر ہووے پلیدی کا نہ رہے اور نہ وہان رہے یعنے دعا کرنے کے لیے یا تو دہن غیر کا لا کہ اس دہن نے تیرے واسطے گناہ نہین کیا ہے یا تو اپنے دہن کو پاک کر ذکر حق سے کہ پلیدی دہن کی اس سے دور ہو جیسے اللہ کہنا نیاز مندی سے لبیک کہنا حق تعالے کا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

مے گریزد ضد ہا از ضد ہا	شب گریزد چون برافروزد ضیا	بھاگتی ہی ضد سی ضد بس جان تو	رات بھاگے جبکہ روشن روز ہو
چون برآید نام پاک اندر دہان	نے پلیدی ماند و نے آن دہان	نام پاک آئے دہن سے جب عیان	نے پلیدی ہو نے ورنہ وہ دہان

در بیان آنکہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست

بیان مین اس بات کے کہ اللہ کہنا نیاز مند کا عین لبیک کہنا حق کا ہی

آن یکے اللہ میگفتے شبے	تا کہ شیرین گردد از ذکرش لبے	کہتا اک تھا اللہ اللہ رات کو[1]	میٹھا اسکے ذکر سے منھ تا کہ ہو
گفت شیطانش خمش ای سخت رو	چند گوئی آخر اے بسیار گو	بولا شیطان اسکو چپ اے سخت رو	کب تلک تو کہوے اے بسیار گو
این ہمہ اللہ گفتی از عتو	خود یکے اللہ را لبیک کو	سرکشی سے تو نے یہ اللہ کہا	پر نہ لبیک ایک اللہ سے سنا
می نیاید یک جواب از پیش تخت	چند اللہ میزنی اے روئے سخت	کچھ جواب اسکی نہ درگہ سے ملے	کب تلک اللہ کہے تو آپ سے
او شکستہ دل شد و بنہاد سر	دید در خواب او خضر را در خضر	دل شکستہ[2] ہوکے اسنے سر رکھا	خواب مین دیکھا خضر کو بس کھڑا
گفت ہین از ذکر چون وا ماندہ	چون پشیمانی ازان کش خواندہ	بولا تو کیون ذکر سے عاجز ہوا	کیون پشیمانی کو اس سے بس رکھا
گفت لبیکم نمے آید جواب	زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب	بولا نے لبیک کا آیا جواب	اسلیے ہی خوف کہ ہون رد باب
گفت خضرش کہ خدا گفت این بمن	کہ برو با او بگو اے ممتحن	خضر بولا یہ کہا حق نے سخن	تجھ سے کہہ جا کر کہو اے ممتحن
گفت آن اللہ تو لبیک ماست	وین نیاز و سوز و دردت پیک ماست	کہنا وہ اللہ ترا لبیک ہے	یہ نیاز و سوز میرا پیک ہے
نے ترا در کار من آوردہ ام	نے کہ من مشغول ذکرت کردہ ام	مین ہی تجکو کام مین لایا ہون مین	اور کیا مشغول تجکو ذکر مین
حیلہ ہا و چارہ جوئی ہائے تو	جذب ما بود و کشاد آن پائے تو	چارہ جوئی[3] اور حیلے سب ترے	جذب میرا جو نہ تو کوشش تجھے

[1] کہتا اک الخ یہ شعر ایک شخص اللہ اللہ رات کو کہتا تھا کہ منھ اسکے ذکر سے میٹھا ہو اسکو شیطان نے کہا کہ چپ رہ ای سخت رو کب تک کہے گا ای بسیار گو یہ اللہ تو نے سرکشی سے کہا لیکن ایک لبیک اللہ سے نہ سنا کچھ جواب اسکی درگاہ سے نہین ملتا ہے کب تلک تو آپ سے اللہ کہے گا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[2] دل شکستہ الخ یہ شعر اسنے دل شکستہ ہوکر سر رکھا اور خفتہ ہوا خواب مین حضرت خضر علیہ السلام کو کھڑا دیکھا کہا کہ تو ذکر سے کیون عاجز رہا اور اس سے کیون پشیمانی کو رکھا کہا کہ جواب لبیک کا نہین آیا اس لئے خوف ہے کہ رد باب ہون خضر علیہ السلام نے کہا کہ حق نے یہ بات فرمائی ہے مجھ سے کہ ای ممتحن تو جا کر کہہ کہ تیرا اللہ کہنا وہ ہی لبیک میرا ہے مین ہی تجکو کام مین لایا ہون اور ذکر مین مشغول تجکو کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] چارہ جوئی الخ یہ شعر چارہ جوئی اور سب تیرے حیلے میرا جذب ہے جو تو نہین کوشش کرتا ہے عشق سے وہ ڈر تیرا لطف ہمارا ہے اور سب لبیکین تیرے یارب کہنے مین ہین یعنے ایک یارب جو تو کہتا ہے جملہ لبیک اسکے ضمن مین ہین اور جان جاہل کی دعا سے دور ہے کیونکہ یارب کہنا اسکا دستور نہین پس دہان و لب پر اسکے قفل ہے تا کہ رنج مین ساتھ حق کے نہ روئے یعنے غافل ایک یارب کہنے سے محروم ہین کیونکہ انکے لب و دہان پر قفل ہین آگے اسکی مثال ہے فرعون کو ملک و مال از بس دیا تا کہ اسنے دعوی خدائی کا کیا اور عمر بھر اسنے درد سر نہ دیکھا تا کہ سوے حق وہ بد گوہر نہ آوے اس جہان کا تمام ملک اسکو دیا اور حق نے اسکے منھ کو رنجیدہ نہ کیا یعنے حق تعالی نے فرعون کو ملک و مال دنیا کا از بس دیا تا کہ وہ غمگین ہوکر نہ روے کہ رحمت حق جوش مین آئے پس رنج دنیا کا موجب رحمت خدا ہے کہ بندہ بسبب غم دنیا کے روے اور حق عوض اسکے رحمت کرے پس جو شخص رنج دنیا سے روتا ہے وہ مورد رحمت رہتا ہے آگے اسکا حقائق ہے فافہم ۱۲

ترس و عشق تو کمندِ لطف ماست	زیر ہر یارب تو لبیک ماست	عشق و ڈر تیرا ہمارا لطف ہے	جملہ لبیکین ہین یارب مین ترے
جان جاہل زین دعا جز دور نیست	زانکہ یارب گفتنش دستور نیست	جان جاہل کی دعا سے دور ہے	کہنا یارب اُسکا نے دستور ہے
بر دہان و بر لبش قفل ست و بند	تا ننالد با خدا وقتِ گزند	پس دہان و لب پہ اُسکے قفل ہین	تا نہ روئے ساتھ حق کے رنج مین
داد مر فرعون را صد ملک و مال	تا بکرد او دعوے عز و جلال	ملک و مال از بسکہ فرعون کو دیا	تا کیا بس اُسنے دعوائے خدا
در ہمہ عمرش ندید او درد سر	تا ننالد سوے حق آن بدگہر	عمر بھر اُسنے نہ دیکھا درد سر	تا نہ روئے سوئے حق وہ بدگہر
داد او را جملہ ملکِ این جہان	حق ندادش درد و رنج آن دہان	اس جہان کا سارا ملک اُسکو دیا	حق نے اُس مُنہ کو نہ رنجیدہ کیا
زانکہ درد و رنج و بارِ آن گران	شد نصیبِ دوستانش در جہان	اُس سلہ دہان کے رنج کا بارِ گران	اپنے یارون کو دیا اندر جہان
درد آمد بہتر از ملکِ جہان	تا بخوانی تو خدا را در نہان	بہتر اس ملکِ جہان سے درد ہے	تا کہ پوشیدہ خدا کو تو پڑھے
خواندنِ بے درد از افسردگیست	خواندنِ با درد از دل بردگیست	پڑھنا بے درد اُسکو ہے افسردگی	پڑھنا با درد اُسکو ہے دل بُردگی
آن کشیدن زیر لب آواز را	یاد کردن مبدء و آغاز را	زیر لب وہ کھینچنا آواز کا	یاد کرنا مبدء و آغاز کا
آن شدہ آواز صافی و حزین	کاے خدا اے مستغاث و اے معین	وہ ہوا آواز صافی اور حزین	کہ اے خدا اے مستغاث و اے معین
نالۂ سگ در رہش بے جذبہ نیست	زانکہ در راغب اسیر رہزنیست	اُسکی رہ مین نالۂ سگ جذبہ سے ہے	قید رہزن کی ہر اک راغب کو ہے
چون سگِ کہفی کہ از مردار رست	بر سرِ خوانِ شہنشاہان نشست	جو سلہ۲ سگِ کہف اک چھٹا مُردار سے	بادشاہون کے وہ بیٹھا خوان پے
تا قیامت میخورد او پیش غار	عارفانہ آبِ رحمت بے شمار	کھاتا ہے وہ تا قیامت پیش غار	مثل عارف آبِ رحمت بیشمار
اے بسا سگ پوست کو را نام نیست	لیک اندر پردہ بے آن جام نیست	اے بہت سگ پوست اب گمنام ہین	پاتے پردہ مین وے وہ جام ہین
جان بداز بہر این جام اے پسر	بے جہاد و صبر کے باشد ظفر	جان دے اُس جام کے تو واسطے	بے جہاد و صبر نصرت کب ملے
صبر کردن بہر این نبود حرج	صبر کن کہ صبر مفتاح الفرج	صبر کرنے مین نہ اسکے ہو حرج	صبر کر کہ صبر مفتاح الفرج
زین کمین بے صبر و حزمی کس نجست	حزم را خود صبر باشد پا و دست	نے کوئی بے صبر و حزم اُس سے چھٹا	ہاتھ پانون صبر ہے خود حزم کا
حزم کن از خور دکاین زہرین گیاست	حزم کردن زور و نورِ اولیاست	حزم کر کھانے مین سے زہر گیا	حزم کرنا بس ہے نورِ اولیا

سلہ اُس دہن الخ ۶ شعر اس دہن کے رنج کا بوجھا بھاری حق نے اپنے یارون کو اس جہان مین دیا ہے اسی ملک جہان سے بہتر درد ہے تاکہ خدا کو پوشیدہ تو یاد کرے بے درد کے خدا کہنا تیرا افسردگی ہے اور با درد اسکو یاد کرنا دل بُردگی ہے وہ آواز کھینچنا زیر لب یاد کرنا مبداء آغاز کا وہ آواز صافی اور حزین کہ اے خدا اے مستغاث و اے معین اُسکی راہ مین نالۂ سگ جذبہ سے ہے اور رہزن کی قید مین ہر ایک راغب ہے یعنے درد و آہ کرنا راہ سلوک مین بہتر ہے کہ پوشیدہ تو کرے اور یا خدا و یا مستغاث و یا معین تو پکارے بلکہ نالۂ سگ اُسکے جذبہ سے ہے آگے اُسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ جو سگ کہف الخ ۶ شعر جو کہ سگ اصحاب کہف مردار سے چھٹا اور بادشاہون کے بیٹھنا خوان پہ کھاتا ہے وہ آگے غار کے تا قیامت مثال عارفون کے آب رحمت بیشمار پیتا ہے یعنے مثل اولیاء اللہ کے غذاے روحی وہ کھاتا ہے آگے حقائق ہین یعنی بہت سگ پوست اب گمنام ہین ولیکن پردہ مین وہ جام پاتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو دنیا مین بلباس مطعونی پوشیدہ ہین مگر غذاے روحی پوشیدہ پاتے ہین پس تو اُس جام کے واسطے جان دے بے جہاد و صبر کے نصرت کیونکر ملے صبر کرنے مین اسکی حرج کب ہووے پس تو صبر کر کہ صبر کنجی کشادگی کی ہے بغیر صبر و حزم کے اُس سے نہ کوئی چھٹا حزم کا صبر خود ہاتھ پاؤن ہے تو حزم کھانے مین کر کہ گیا زہری ہے حزم کرنا نور اولیاء اللہ کا ہے یعنے نصرت اُس راہ سلوک مین صبر و حزم و ہوشیاری سے ہے پس تو حزم کر کہ ریاکاران طریقت سے بچے نجات ہو چنانچہ اس حزم کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

کاہ باشد کو بہر بادے جہد
کوہ کے مر باد را وزنے نہد

ہر طرف غولے ہمی خواند ترا
کاے برادر راہ خواہی ہین بیا

رہ نمایم ہمرہت باشم رفیق
من قلاوزم درین راہِ دقیق

نے قلاوزست نے رہ داند او
یوسفا کم رو سوے این گرگ خو

حزم آن باشد کہ نفریبد ترا
چرب و نوش و دامہاے این سرا

کہ نہ چربے دارد و نہ نوش او
سحر خواند می دمد در گوش او

کہ بیا مہمان ماے روشنی
خانۂ آن تست و تو آن منی

حزم آن باشد کہ گوئی تخمہ ام
یا سقیم و خستۂ این زخمہ ام

یا سرم درد ست و دردِ سر ببر
یا مرا خواندست آن خالو پسر

زانکہ یک نوشت دہد با نیشہا
کہ بکارد در تو نیشش ریشہا

زر اگر پنجاہ یا شصتت دہد
ماہیا او گوشت در شستِ دہد

گر دہد خود کے دہد آن پر حیل
جوز بوسیدست و گفتار و غل

زغ زغ آن عقل و مغزت را برد
صد ہزاران عقل را یک نشمرد

یار تو خرجین تست و کیسہ ات
گر ترا مینی مجو جز ویسہ ات

ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست
وین برونیہا ہمہ آفات تست

حزم آن باشد کہ چون دعوت کنند
تو نگوئی مست و خواہانِ من اند

کودتی ہے کاہ تو ہر باد سے[۱]
باد کی کب کوہ عزت بس کرے

ہر طرف تجکو بلاتا غول ہے
کہ برادر راہ اک یہ لو لے ہے

رہ بتاؤن اور ہون ساتھی ترا
ہو نہین اس باریک رہ مین پیشوا

نے وہ رہ جانے نہ وہ ہے پیشوا
یوسفا اس گرگ خو کی سو نہ جا

اچھے وہ ہین کہ ندین تجکو فریب
شیرین دانے دنیا کے ہی جنمین عیب

چرب و شیرین کو نہین وہ کچھ رکھین
سحر پڑھکے پھوکتے ہین کان مین

کہ تو مہمان مرے اے روشنی
گھر تری ملک اور تو ملک ہے مری

اچھا وہ ہے جو کہے بدہضم ہون[۲]
یا جگر خستہ ہون اور پر زخم ہون

یا مرا سر دکھتا اچھا سر کو کر
یا بلاتا مجکو ماموں کا پسر

کیونکہ تجکو نوش دیتا ہے بہ نیش
کہ کرے وہ نیش اسکا تجھ مین ریش

زر پچاس اور ساٹھ گر دیوے تجھے
شست مین وہ گوشت اے ماہی رکھے

دیوے گر خود دیوے کب وہ پر حیل
جوز بوسیدہ ہے باتین پر دغل

زغ زغ اسکی عقل لیجاوے تری
عقل صدہا کو نجانے اک ذری

تیری خرجی اور کیسہ یار ہے
تو ہے رامین ڈھونڈھ مت جز ویس کے

ویس اور معشوق تیری ذات ہے
لیک وہ نزدیک دین آفات ہے

حزم وہ ہے جو کوئی دعوت کرے[۳]
تو نہ کہہ ہین مست و خواہان بامرے

سلہ کودتی الخ، شعر کاہ کودتی ہے ہر ایک باد سے کوہ باد کی عزت کب کرے یعنے خواہشات سے جنبش اہل دنیا کو دیتے ہین مگر اولیا کہ کوہ کے مانند ہین کب وقر و عزت اُسکی جانتے ہین تجکو ہر طرف غول بلاتا ہے کہ اے برادر یہ راہ ہے آؤ حاصل کہ یعنے پیران ریاکار کہ غول راہ طریقت ہین تجکو دعوت کرتے ہین کہ راہ تجکو بتاؤن اور تیرا رفیق ہون کہ مین اس باریک راہ مین پیشوا ہون تو وہ راہ نہین جانتا ہے اے یوسف اس گرگ خو کی طرف مت جا حزم وہ ہے کہ تجکو وہ فریب نہ دیوین چرب و شیرین دانے دنیا کے جو پُر عیب ہین چرب و شیرین کو وہ نہین رکھتے ہین سحر پڑھکر وہ کان مین پھوکتے ہین اور کہتے ہین کہ اے روشنی والے مہمان میرے تو آ گھر تری ملک ہے اور تو میری ملک ہے آگے خرم کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ اچھا وہ ہے الخ، شعر پس تیرا حزم وہ ہے کہ تو کہے مین بدہضم ہون یا جگر خستہ ہون اور پُر زخم ہون یا میرا سر دکھتا ہے تو اچھا سر کو کر دے یا مجکو ماموں کا پسر بلاتا ہے کیونکہ تجکو نوش دیتا ہے نیش کے ساتھ کہ وہ نیش اُسکا تجکو زخمی کرے اگر پچاس یا ساٹھ اشرفی تجکو دیوے اے ماہی وہ شست مین گوشت رکھتا ہے یعنے وہ لالچ تجکو دیکر بلا مین پھانستا ہے اگر وہ دیوے خود کب دیوے حیلہ ساز کیونکہ جوز بوسیدہ ہے اُسپر دغل کی باتین یعنی بظاہر وہ دیتا ہے ولیکن در اصل دیتا نہین ہے اسکی زغ زغ تیری عقل لیجاتی صدہا عقل کو ایک ذری نجانے تیری خرجی و کیسہ تیرا یار ہے تو ہی راہ مین ہے مت ڈھونڈھ سواے دیس کے دیس و معشوق تیری ذات ہے ولیکن وہ نزدیک دین کے آفات ہے یعنے تو پیران ریاکار کے فریب مین نہ آ یہی تیرا حزم ہوشیاری ہے کیونکہ وہ نوش مین نیش دیتے ہین یعنے اُنکی باتین توحید کی بظاہر خوش ہین ولیکن بے معنی ہونے کے سبب سے نیش کا حکم رکھتی ہین تو خود معشوق ہے پس خود کو تو ڈھونڈھ آگے اسکا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ حزم الخ، شعر حزم وہ ہے کہ جو کوئی دعوت کرے تو مت کہہ کہ یہ بہت خواہان میرے ہین انکی دعوت کو تو صفیر مرغ جان کہ صیاد گھات مین پوشیدہ کرتا ہے مرغ مردہ کو آگے رکھتا ہے ظاہر کہ یہ فریاد و فغان کرتا ہے باقی حال صفحہ آیندہ پر ہے۔

دعوتِ ایشان صفیرِ مرغ دان / که کند صیاد در مکمن نهان
مرغ مرده پیش بنهاده که این / میکند آواز و فریاد و این
مرغ پندارد که جنس اوست او / جمع آید بر دَرَشان پوست او
جز مگر مرغی که حزمش داد حق / تا نگردد گیج ازان دانه ملق
هست بی حزمی پشیمانی یقین / حزم را مگذار و محکم کن تو دین
زانکه بی حزمی شقاوت بر دهد / دین رود از دست و دردِ سر دهد
بشنو این افسانه را و شرح این / تا شوی حازم برای حفظ دین

اُنکی دعوت کو صفیرِ مرغ جان / گھات مین صیاد جو رکھے نہان
مرغِ مردہ آگے رکھتا ہی عیان / کہ یہ بس کرتا ہی فریاد و فغان
مرغ جانے کہ مری ہی جنس وہ / جمع ہوں وہ انکی پھاڑی پوست کو
حزم خالق نے دیا جس مرغ کو / قید وہ دھوکے کے دانہ کا نہو
ہی یہ بے حزمی پشیمانی یقین / حزم کو مت چھوڑ محکم کر تو دین
کیونکہ بی حزمی شقاوت دے ثمر / دین جاوے اور ہووے دردِ سر
سُن یہ قصہ اور شرح اسکی تو / تا کہ حازم ہو تو حفظِ دین کو

در تلقین روستائی شهری را و دعوت کردن و ابرام و الحاح

در تلقین کرنا دہقانی کا شہری کو اور دعوت کرنا اُسکی خوشامد و الحاح سے

ای برادر بود اندر ما مضی / شهریی با روستائی آشنا
روستائی چون سوی شهر آمدی / خرگه اندر کوی آن شهری زدی
دو مه و سه ماه مهمانش بُدی / بر دکانِ او و بر خوانش بُدی
هر حوایج را که بودش آن زمان / راست کردی مردِ شهری رایگان
رو بشهری کرد و گفت ای خواجه تو / هیچ می نائی سوی ده فرجه جو
الله الله جمله فرزندان بیار / کاین زمان گلشن است و نو بهار
یا بتابستان بیا وقت ثمر / تا ببندم خدمتت را من کمر
خیل و فرزندان و قومت را بیار / در ده تو باش خوش ماهی دو چار
در بهاران خطهٔ ده خوش بود / کشت زار و لالهٔ دلکش بود

ای برادر اگلے ایاموں مین تھا / ایک دہقانی کا شہری آشنا
شہر کو دہقانی آتا جو کہ تھا / گھر پہ وہ شہری کے آکر ٹھہرتا
اُسکا مہمان ہتا وہ دو تین ماہ / کھاتا اور دکان پہ رہتا گاہ گاہ
ہوتی جو حاجت اُسے تو اُس گھڑی / مردِ شہری پوری کر دیتا سبھی
بولا شہری سے کبھی ای خواجہ تو / کس لیے آتا نہین ہی گانون کو
اللہ اللہ بال بچے لا تو یار / ان دنون گلشن ہی اور فصلِ بہار
یا تو لا گرمی مین ہو وقتِ ثمر / تا تری خدمتین باندھون مین کمر
لا تو فرزندونکو اور سب قوم کو / گانون مین دو چار مہ آکر رہو
خوش بہار اندر ہو خطہ گانون کا / کشت سبز اور لالہ زار و پُر فضا

؎ اُنکی الخ ۷ شعر مرغ جانتا ہے کہ وہ میرے جنس سے جمع ہووین اور وہ اُنکی پوست کو پھاڑے پس مرغ کو خالق نے حزم دیا وہ دھوکے والے کا مقید نہین ہوتا یقین کر کہ بے حزمی پشیمانی ہی تو حزم کو مت چھوڑ اور دین کو محکم کر کہ بے حزمی سقاوت کا ثمرہ ہی دین جاوے اور درد سر ہووے یہ قصہ اور اسکی مثال تو سُن تاکہ حفظ دین کا تو حازم ہووے یعنے پیران ریاکار کی باتین توحید کی مثل صفیر صیاد ہین کہ مرغون کو دھوکا دیکر دام بلا مین پھانستے ہین جیسے دہقانی ایک شہری کو دھوکا دیکر بلا مین پھانستا ہی چنانچہ اُسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ ؎ قصہ سوم حزم ہوشیار رہے طریقت مین ۱۲ ؎ ای برادر الخ ۳ شعر اگلے زمانہ مین ایک دہقانی شہری کا آشنا تھا جبکہ دہقانی شہر کو آتا تھا شہری کے گھر ٹھہرتا تھا دو تین ماہ وہ اسکا مہمان رہتا تھا کھاتا اُسکی دوکان پر گاہ گاہ رہتا تھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ ؎ ہوتی الخ ۶ شعر جب اُسے حاجت ہوتی تو اُسی گھڑی مرد شہری حاجت روا کر دیتا ایک مرتبہ شہری سے اُسنے کہا کہ خواجہ تو کس لیے نہین آتا ہے گانون کو اللہ اللہ ای یار تو بال بچے لا ان دنون گلشن ہے اور فصل بہار ہے یا تو گرمی مین لا کہ وقت ثمر کا ہوتا مین تیری خدمت مین کمر باندھون تو فرزندون و سب قوم کو لا اور گانون مین دو چار ماہ آکر رہو خطہ گانون کا خوش بہار مین ہو اور کشت سبز اور لالہ زار اور پُر فضا ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-۱۲

وعده داد که خواجه او را دفع حال تا درآمد بعد وعده هشت سال
او بهر سالی همی گفتی که کی عزم خواهی کرد آمد ماه دی
او بهانه ساختی کامسال مان از فلان خطه بیامد میهمان
سال دیگر گر توانم وا رهید از مهمات آن طرف تو آهم دوید
گفت هستند آن عیالم منتظر بهر فرزندان تو ای اهل بر
باز هر سالی چو لکلک آمدی تا مقیم قبهٔ شهری شدی
خواجه هر سالی ز زر و مال خویش خرج او کردی گشودی بال خویش
آخرین کرت سه ماه آن پهلوان خوان نهادش بامدادان و شبان
از خجالت باز گفت او خواجه را چند وعده چند بفریبی مرا
گفت خواجه جسم و جانم وصل جوست لیک هر تحویل اندر حکم اوست
آدمی چون کشتی است و بادبان تا که آرد باد را آن بادران
باز سوگندان بدادش کای کریم گیر فرزندان بیا بنگر نعیم
دست او بگرفت سه کرت بعهد کالله الله زو بیا بنما بجهد
بعد ده سالی بهر سالی چنین لابهای و وعدهای شکرین
کودکان خواجه گفتند ای پدر ماه و ابر و سایه هم دارد سفر
حقها بر وی تو ثابت کرده‌ رنجها در کار او بس برده‌
او همی خواهد که بعضی حق آن واگذارد چون شوی تو میهمان
بس وصیت کرد ما را او نهان که کشیدش سوی ده لابه کنان
گفت حق است این ولی ای سیبویه اتق من شر من احسنت الیه

[۱] ٹالنے کو وعدہ خواجہ نے کیا تا کہ گذری آٹھ سال اسکو بھلا
وہ ہر اک سال ایسے کہتا تھا کہ کب تم چلوگے ماہ پھاگن آیا اب
وہ بہانہ کرتا کہ اس سال مین میرے یان مہمان کہین سے آئے ہین
پار سال آؤنگا گر فرصت ملی اپنے کامون سے مجھے بس اے اخی
بولا میرے منتظر ہین سب عیال تیری فرزندون کے ای فرخندہ حال
مثل لکلک آتا وہ ہر سال تھا اور شہری کے مکان پر ٹھہرتا
[۲] خواجہ ہر سال اپنے زر اور مال کو خرچ اسپہ کرتا بس خوشحال ہو
تین مہ آخر دفع بس وہ رہا کھانا کھایا اسکے یان صبح و مسا
پھر خجالت سے کہا اس خواجہ کو کب تلک دیگا فریب اور وعدے تو
بولا خواجہ وصل ڈھونڈھی جسم و جان پر ہی اسکے اختیار ای مہربان
آدمی کشتی سا ہے اور بادبان بھیجے تا کب باد کو وہ بادران
پھر اسے قسمین بہت دین ای کریم لا تو فرزندونکو دیکھ اب وہ نعیم
ہاتھ پکڑا تین باری عہد کو اللہ اللہ آ تو دکھلا جہد کو
[۳] دس برس تک ہر برس وہ بانحا وعدۂ شیرین و خوش کرتا رہا
بولے فرزندان خواجہ ای پدر ماہ و ابر و سایہ بھی رکھے سفر
اسپہ تونے اپنا حق ثابت کیا کام مین اسکے اٹھائے رنجہا
چاہتا ہی بعضے بعضے حق کو وہ بس ادا کرنا جو تو مہمان ہو
کہہ گیا ہی ہمکو اب پوشیدہ وہ کہ خوشامد کرکے لاؤ گانون کو
بولا یہ حق ہے ولے بات اسمین یہ اتق من شر من احسنت الیہ

[۱] ٹالنے کو الخ، شعر خواجہ نے ٹالنے کو وعدہ کیا کہ اسکو آٹھ برس گذرے وہ ہر ایک سال ایسے ہی کہتا تھا کہ کب تم چلوگے اب ماہ پھاگن آیا وہ بہانہ کرتا کہ اس سال مین میرے یہان کہین سے مہمان آئے ہین پار سال آؤنگا اگر مجھے فرصت ملی اپنے کامون سے دہقانی نے کہا کہ سب عیال میرے منتظر ہین تیرے فرزندون کے مثل لکلک وہ ہر سال آتا تھا اور شہری کے مکان پر ٹھہرتا تھا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲

[۲] خواجہ الخ، شعر ہر سال اپنے زر و مال کو خواجہ خرچ اسپر کرتا خوشحال ہوکر بس وہ تین ماہ آخر دفعہ کا کھانا کھایا اسکے یہان صبح و شام پھر خجالت سے اس خواجہ کو کہا کب تک تو فریب اور وعدہ دیگا خواجہ نے کہا کہ وصل ڈھونڈھتا ہی جسم و جان ولیکن اسکے اختیار ہی ای مہربان آگے اسکی مثال ہے آدمی مانند کشتی کے اور بادبان کے ہی اور وہ بادبان کب بھیجے باد کو پھر اسکو بہت قسمین دین کہ ای کریم اپنے فرزندون کو لا اور وہ نعیم اب دیکھ عہد کرکے ہاتھ تین بار پکڑا اللہ اللہ تو آ و دکھلا کوشش کر باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

[۳] دس برس الخ، شعر دس برس تک ہر سال وہ سخی وعدہ شیرین و خوش کرتا رہا فرزندان خواجہ نے کہا کہ ای پدر سفر ماہ و ابر سایہ بھی رکھتا ہی تو نے اپنا حق اسپر ثابت کیا اور کام مین اسکے رنج تو نے اٹھائے وہ چاہتا ہے کہ بعضے بعضے حق کو ادا کرنا جب تو مہمان ہو وہ پوشیدہ کہہ گیا ہی کہ خوشامد کرکے تم لاؤ گانون کو کہا یہ سچ ہی ولیکن بات اسمین یہ ہی کہ پرہیز کرو شر سے اس کسی کے کہ نیکی کی تو نے طرف اسکے یعنی تو اس شخص سے پرہیز کر کہ نیکی تو نے اسکے ساتھ کی ہو کیونکہ بدلا نیکی کا برائی ہے آگے اسکے مثال ہی فافہم ۱۲

دوستی تخم دم آخر بود — ترسم از وحشت کہ او فاسد شود
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع — ہمچو دی در بوستان و در زروع
صحبتے باشد چو فصل نوبہار — زو عمارتہا و دخل بے شمار
حزم آن باشد کہ ظن بد بری — تا گریزی و شوی از بد بری
حزم سوء الظن گفتہ است آن رسول — ہر قدم را دام میدان ای فضول
روی صحرا ہست ہموار و فراخ — ہر قدم دامیست کم رو اوستاخ
آن بز کوہی دود کو دام کو — چون بتازد دامش افتد در گلو
آنکہ میگفتی کہ کو اینک ببین — دشت میدیدی ندیدی در کمین
بے کمین و دام صیاد ای عیار — دنبہ کی باشد میان کشت زار
آنکہ گستاخ آمدند اندر زمین — استخوان و کلہ ہاشان را ببین
چون بگورستان روی ای مرتضے — استخوان شان را بپرس از ما مضے
تا بظاہر بینی از مستان گور — چون فرو رفتند در چاہ غرور
چشم اگر داری تو کورانہ میا — ور نداری چشم دست آر د عصا
آن عصاے حزم و استدلال را — چون نداری دیدہ می کن پیشوا
ور عصاے حزم و استدلال نیست — بے عصا کش در سر ہر رہ مایست
گام زان سان نہ کہ نابینا نہد — تا کہ پا از سنگ و از چہ وا رہد
لرز لرزان و بترس و احتیاط — مے نہد پا تا نیفتد در خیاط

تخم[1] کے آخر تلک ہے دوستی — پر یہ دہشت ہے کہ فاسد ہو کبھی
صحبت اک ہے مثل قاطع تیغ کے — جیسے پھاگن کھیت اور بستان ہے
صحبت اک ہے مثل فصل نوبہار — اُس سے ہو رونق و آمد بے شمار
حزم وہ ہے کہ رہے تو بدگمان — تا کہ تو بھاگے بدی سے ہو امان
حزم سوء الظن ہے فرمودہ رسول — ہر قدم کو دام جان اے بو الفضول
صحن صحرا ہے برابر اور بڑا — ہر قدم پر دام ہے نادان نہ جا
دام[2] کیا ہے وہ بز کوہی کہے — جو کہ دوڑے دام میں جا کر پھنسے
دیکھ لے اب تو کہ کہتا تھا نہیں — تھا عیان صحرا نہ تھی دکھتی کمین
بے کمین اور دام صیادوں کے کب — کھیت میں ہوتا ہے دُنبہ بے سبب
اُس زمین پر آئے ہیں گستاخ جو — اُنکی ہڈی کھوپری کو دیکھ تو
جاے گورستان میں گر اے مرتضے — ہڈیوں سے اُنکی پوچھ اب ماجرا
تا تجھے ظاہر ہوں مستان گور — کس طرح ڈوبے ہیں اندر چاہ غرور
آنکھ گر ہے مثل اندھوں کے نہ آ — گر نہیں ہے آنکھ حاصل کر عصا
اُس[3] عصاے حزم و استدلال کو — پیشوا کر آنکھ جو تجھکو نہو
گر عصاے حزم و استدلال نے — بے عصا کش کے تو ہر رہ مت چلے
رکھ قدم جیسے کہ رکھتا کور ہے — تا کہ سنگ و چاہ سے پانوں بچے
ڈرتا ڈرتا رکھتا ہے وہ پانوں کو — تا خرابی میں نہیں پڑ جاے وو

[1] تخم کے الخ۔ شعر تخم آخر تلک ہے دوستی ولیکن دہشت ہے کہ کبھی فاسد نہو جائے صحبت ایک تیغ قاطع کی مانند ہے جیسے ماہ پھاگن کھیتی و بستان کو اثر رکھتا ہے صحبت[2] ایک فصل نوبہار کے مانند ہے کہ اُس سے آمدنی و رونق بہت ہی ہوشیاری وہ ہے کہ تو بدگمان رہے تا کہ تو بدی سے بھاگے اور امان ہو حزم سوء الظن جیسے ہوشیاری بدگمانی ہے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک قدم کو تو دام جان صحن[3] صحرا کا برابر اور بڑا ہے بس ہر قدم پر دام ہے اے نادان تو مت جا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] دام کیا ہے الخ۔ شعر وہ بز کوہی کہے کہ دام کیا ہے کہاں ہے جبکہ دوڑے دام میں پھنسے اب تو دیکھ لے نہیں کہتا تھا کہ ظاہر صحرا ہے اور کمین نہ دکھائی دیتی تھی بغیر کمین اور دام صیادوں کے کھیت میں کب دنبہ ہوتا ہے بغیر سبب کے آگے اسکے حقائق ہیں اس لئے زمین پر جو گستاخ آئے ہیں اُنکی کھوپڑی و ہڈی کو دیکھ اگر گورستان میں جائے تو ہڈیوں سے اُنکی اب ماجرا پوچھ تا کہ تجکو ظاہر دکھائی دیں مستان گور کس طرح ڈوبے ہیں چاہ غرور میں اگر آنکھیں ہیں اندھوں کے مانند نہ آ اور اگر آنکھ نہیں ہے عصا حاصل کر یعنے اہل غرور کی ہڈیاں گورستان میں دیکھ لے کہ انکا انجام کار کیا حال ہوا اگر تو بینا ہے مثل اندھوں کے مت آ اور اگر اندھا ہے عصا یعنے دلیل راہ حاصل کر تا راہ تجکو ملے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اُس عصا الخ۔ شعر اُس عصاے حزم و استدلال کو پیشوا کر اگر آنکھ تجکو نہو اور اگر عصاے حزم و استدلال نہیں ہے تو بے عصا کش کے تو ہر ایک قدم راہ مت چلے تو قدم رکھ جیسے کہ اندھا رکھتا ہے تا کہ چاہ و سنگ سے تیرا پانوں بچے وہ پانوں ڈرتا ڈرتا رکھتا ہے تا کہ خرابی میں نہ پڑ جائے اے تو دھوین سے بھاگا اور آتش میں گرا لقمہ ڈھونڈھا اور لقمہ سانپ کا ہوا یعنے اندھوں کے مانند تو ہر ایک راہ مت چل بغیر رہبر کے ورنہ تو تھوڑے رنج سے بڑی آفت میں گرفتار ہووے چنانچہ انکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

اکز دودی جستہ در نارے شدہ	لقمہ جستہ لقمۂ مارے شدہ	اک دھوئین سے بھاگا آتش مین پڑا	لقمہ ڈھونڈھا سانپ کا لقمہ ہوا

قصۂ اہل سبا و طاغی کردن نعمت ایشان را و رسیدن شومی طغیان و کفران و بیان فضیلت شکر و وفا

قصہ اہل سبا کا او باغی کرنا نعمت کا اُنکو اور پہونچنا شومی نافرمانی و ناشکری کا اور بیان فضیلت شکر و وفا کا

تو نخواندی قصۂ اہل سبا — یا بخواندی و ندیدی جز صدا[1]
از صدا آن کوہ را آگاہ نیست — سوی معنے ہوش کہ را راہ نیست
او ہمی بانگی کند بے گوش و ہوش — چون خمش کردی تو او ہم شد خموش
داد حق اہل سبا را بس فراغ — صد ہزاران قصر و ایوان ہا و باغ
شکر آن نگذاشتند آن بدرگان — در وفا کمتر فتادند از سگان
مر سگے را لقمۂ نانے ز در — چون رسد بر در ہمے بندد کمر
پاسبان و حارس در مے شود — گرچہ بروی جور و سختی مے رود
ہم بدان در باشدش باش و قرار — کفر داند کرد غیرے اختیار
ور سگے آید غریبے روز و شب — آن سگانش میکنند آندم ادب
کہ برو آنجا کہ اول منزل ست — حق آن نعمت گروگان دل ست
می گزندش کہ برو بر جای خویش — حق آن نعمت فرو مگذار بیش
از دل و از اہل دل اہل صفات — چند نوشیدی و وا شد چشمہات
بس غذای وجد و شکر بیخودی — از در اہل دلان بر جان زدی
باز این در را رہا کردی ز حرص — گرد ہر دکان ہمی گردی ز حرص

تُنے پڑھا کیا قصۂ اہل سبا — یا پڑھا تو نے نہ دیکھا جز صدا
اُس صدا سے کوہ کو نے آگہی — سوی معنے کوہ کو نے رہ ملی
دیتا ہے آواز وہ بے گوش و ہوش — تا جو ہو خاموش وہ بھی ہو خموش
حق نے دی اہل سبا کو بس فراغ — سیکڑون قصر و مکان بستان و باغ
شکر حق کا اُن بخیلون نے کیا — تھے وہ کتون سے بھی کمتر با وفا
سگ کو جس در پر کہ بس روٹی ملے — وہ کمر اُس در پے باندھے جان سے
وہ محافظ[2] پاسبان اُس در کا ہو — گرچہ جور و ظلم اُسپر ہوتا ہو
وہ اُسی در پے رہے رکھے قرار — کفر جانے غیر کا جو ہووے یار
گر مسافر کتا آئے روز و شب — اُسکو وہ کتے سزا دین اور ادب
جا وہین پر جو ہے اول تیری جا — دل گرو ہے حق نعمت کا ترا
کاٹین لیں اُسکو کہ جا تو اپنی جا — پہلا حق نعمت کا بس چھوڑو بھلا
اہل دل اور دل ہے خود آب حیات — جو بہت کھایا کھلین چشم صفات
بس غذاے وجد شکر بیخودی — تیری جان نے اہل دل کے در سے لی
حرص[3] سے پھر در رہا تو نے کیا — حرص سے تو سب دکانون پر پھرا

[1] نے پڑھا الخ ۔ شعر تو نے قصہ اہل سبا کا نہین پڑھا ہے یا تو نے پڑھا ہے تو بجز صدا کے نہین دیکھا ہے اس صدا سے کوہ کو آگہی نہین کیونکہ معنی کی طرف کوہ کو راہ نہین ملی وہ آواز دیتا ہے بغیر گوش و ہوش کے جو تو خاموش ہو تو وہ بھی خاموش ہو آگے رجوع بقصہ ہے حق نے اہل سبا کو بہت فراغ دی تھی سیکڑون قصر و مکان و بستان و باغ سے مگر شکر حق کا اُن بخیلون نے نہ کیا کہ وہ کتون سے بھی وفا مین کمتر تھے آگے اسکی مثال ہے مثال کتے کو جس دروازہ پر روٹی ملے وہ جان سے کمر اُس دروازہ پر باندھے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] محافظ الخ ۔ شعر وہ کتا محافظ اُس دروازہ کا ہو اگرچہ جور و ظلم اُسپر ہوتا ہو وہ اُسی دروازہ پر رہے اور قرار پکڑے وہ غیر کا یار ہونا کفر جانے اگر کتا مسافرت مین آئے اُسکو وہ کتے سزا و ادب دیوین اور کہین کہ تو وہان جا جو کہ اول تیری جا ہے کیونکہ دل اس نعمت کا گرو ہے اُسکو کاٹین کہ جا تو اپنی جاو پہلا حق نعمت کا مت چھوڑ اپنے اور اہل دل سے جو تو نے آب حیات بہت کھایا اور چشم صفات تیری کھلین پس غذاے وجد و شکر و بیخودی تیری جان نے اہل دل کے دروازہ سے لی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ - ۱۲ -

[3] حرص سے الخ ۔ شعر تو نے یہ دروازہ حرص سے رہا کیا ہے اور حرص سے ہر ایک دکان کے گرد پھرتا ہے منعمون کے چرب ہانڈی کے لئے تو دوڑتا ہے گوشت روٹی کے لیے وہ چیز چرب ہے کہ جو جان کو فربہ کرے اور نا اُمید کے کام کو اچھا کرے یعنے اہل دل سے وجد و شکر تو نے جان سے حاصل کیا اب بسبب حرص کے دربدر پھرتا ہے بطمع غذاے چرب و شیرین کے پس چرب وہ چیز ہے کہ جو جان کو فربہ کرے اور تیرے کامون کو بہتر رکھے جیسے عیسیٰ عم کے دروازہ پر اہل آفت کو شفا حاصل ہوئی چنانچہ اُنکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ - ۱۲ -

بر در آن منعمان چرب دیگ / می دوی بهر ثرید مردریگ
چربش آنجا دان که جان فربه شود / کار نا امید آنجا به شود

چرب ہانڈی منعمون کے واسطے / دوڑتا ہی گوشت روٹی کے لیے
چرب وہ ہی جان کو فربہ کرے / کار نا امید کو اچھا کرے

جمع آمدن اہل آفت ہر صباحی بر صومعۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہت طلب شفا بدعای او

جمع ہوتا اہل آفت کا ہر صبح در پر دروازہ صومعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے چاہنے شفا دعا انکی کے

صومعهٔ عیسی است خوان اهل دل / هان هان ای مبتلا این در مهل
جمع گشتندی ز هر اطراف خلق / از ضریر و شل و لنگ و اهل دلق
بر در آن صومعهٔ عیسی صباح / تا بدم ایشان رهاند از جناح
او چو فارغ گشتی از اوراد خویش / چاشت گه بیرون شدی آن خوب کیش
جوق جوق مبتلا دیدی نزار / شسته بر در با امید انتظار
گفتی ای اصحاب آفت از خدا / حاجت و مقصود جمله شد روا
هین روان گردید بی رنج و عنا / سوی غفاری و اکرام خدا
جملگان چون اشتران بسته پای / که کشائی زانو ایشان را رای
خوش دوان و شادمانه سوی خان / از دعای او شدندی پا دوان
جمله بی درد و الم بی رنج و غم / تندرست و شادمان و محترم
سوی خانهٔ خویش گشتندی روان / از دم میمون آن صاحبقران
آزمودی تو بسی آفات خویش / یافتی صحت ازان یاران کیش
چند آن لنگی تو رهوار شد / چند جانت بی غم و آزار شد

صحت

صومعہ عیسیٰ کا ہی اہل دل کا خوان[1] / چھوڑ مت ای مبتلا اس در کو ہان
جمع ہوتی تھی ہر اک جانب سے خلق / لنگڑے لولے اور مریض و اہل دلق
صومعہ عیسیٰ کے در پہ صبح دم / تا گناہون سے چھڑائین وہ بدم
ہوتے فارغ جبکہ وہ اوراد سے / آتے جب باہر وہ وقت چاشت کے
جوق جوق مبتلا کو دیکھتے / منتظر در پر انھین بیٹھے ہوئے
کہتے ای اصحاب آفت حق سے اب / ہون روا سب حاجت و مقصود سب
جاؤ تم اپنے مکان سے بے رنج و عنا / جانب غفار و اکرام خدا
جملہ مثل اونٹ بستہ پانون کے / کہ تو کھولے انکے پانون رای سے
سوی خانہ خوش وہ اور شادان چلے / جو دعا سے انکی وہ چلنے لگے
سب وہ بے درد و الم بے رنج و غم / تندرست و شادمان و محترم
اپنے اپنے گھر کی جانب وہ گئے / پس دم پاک اس نبی اللہ سے
آزمایا اپنی سب آفات کو / پائی صحت تو نے اُن یارون سے جو
اسقدر لنگی تری جاتی رہی / اسقدر جان تیری بے غم ہوگئی

[1] صومعہ الخ ۵ شعر صومعہ عیسیٰ علیہ السلام کا اہل دل کا خوان ہی ای مبتلا اس در کو تو ہر گز مت چھوڑ ہر ایک جانب سے مخلوق جمع ہوتی تھی لنگڑے و لولے اور مریض گدڑی پوش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دروازہ صومعہ پر صبح کے وقت تاکہ گناہون سے وہ چھڑائین از راہ دم کے جبکہ وہ فارغ ہوتے اوراد سے اور باہر آتے وقت چاشت کے جوق جوق مبتلاؤن کو وہ دیکھتے منتظر دروازے پر بیٹھے ہوئے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ؎ کہتے الخ ۶ شعر کہتے کہ ای اصحاب آفت حق کی جانب سے اب روا ہون حاجت و مقصود سب تمھارے اب یہان سے بے رنج و تکلیف جاؤ جانب غفار و اکرام خدا کے سب مانند اونٹ پانون بستہ کے کہ تو اپنی رائے سے انکے پانون کھولے اور وہ اپنے گھر کی طرف خوش و شادان جائین جب دعا سے انکی وہ چلنے لگے وہ سب درد و الم و بے رنج و غم اور تندرست و شادان و محترم اپنے اپنے گھر کی جانب وہ گئے دم پاک اس نبی اللہ سے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ؎ آزمایا الخ ۳ شعر تو نے آزمایا اپنی سب آفتون کو اور تو نے جو صحت پائی اُن یارون سے اسقدر تیری لنگی جاتی رہی اسقدر تیری جان بے غم ہوگئی ای غافل تو رشتہ باندھ پانون پر تا نہ گم جائے تو اپنے آپ سے یعنے ای غافل تو نے اولیا اللہ کو آزمایا کہ تو نے انسے صحت پائی اور لنگڑا پن و غم تیرا دور ہوا اور پھر تو انکو بھول گیا پس تو اپنے پانون پر تاگا باندھ کر تو خود کو نہ بھول جائے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

اے معقل رشتہ بر پائے بند / تا ز خود ہم گم نگردی اے لوند
ناسپاسی و فراموشی تو / یاد نا ورد آن عسل نوشی تو
لاجرم آن راہ تو بر بستہ شد / چون دل اہل دل ز تو خستہ شد
زود شان دریاب استغفار کن / ہمچو ابری گریہ ہائے زار کن
تا گلستان شان سوے تو بشگفد / میوہ ہائے پختہ بر خود وا کفد
ہم بران درگاہ از سگ کم مباش / با سگ کہف ار شدی تو خواجہ تاش
چون سگان ہم مر سگان را ناصح اند / کہ دل اندر خانہ اول بہ بند
آن در اول کہ خوردی استخوان / سخت گیر و حق گذاری اعیان
می گزندش کز ادب آنجا رود / در مقام اولین مفلح شود
می گزندش کای سگ طاغی برو / با ولی نعمتت یاغی مشو
بر ہمان در ہمچو حلقہ بستہ باش / پاسبان و چابک و برجستہ باش
صورت نقض وفاے ما مثال / بیوفائی را مکن بیہودہ فال
مر سگان را چون وفا آمد شعار / رو سگان را ننگ و بدنامی میار
بیوفائی چون سگان را عار بود / بیوفائی چون روا داری نمود
حق تعالی فخر آورد از وفا / گفت من اوفی بعہد غیرنا

اے تو غافل باندھ رشتہ پاؤں پے / تا نہ گم جائے تو اپنے آپ سے
تیری[1] ناشکری فراموشی نے جو / نے کیا بس یاد کھانے شہد کو
اس لیے تجھپر وہ رہ بستہ ہوئی / تجھسے اہل دل کی جان خستہ ہوئی
جلد انکو پا و استغفار کر / ابر کے مانند گریہ زار کر
تیری جانب باغ انکا تا کھلے / اور میوہ پختہ تیرے پر پھٹے
رہ اسی درگہ مین کم سگ[2] سے نہو / مثل کلب کہف ہوا نیک خو
جبکہ کتا ناصح کتے کا ہوا / کہ تو مائل اگلے گھر کا رہ سدا
اگلے در سے جو کہ کھائین ہڈیان / چھوڑ مت اور حق گذاری کر عیان
کاٹین اسکو تا ادب سے جائے وہ / اگلی جا پر فائدہ تا پائے وہ
کاٹین اسکو کہ ای سگ طاغی نہو / ہا ولی نعمت سے تو باغی نہو
مثل حلقہ در پر اس در کے رہو / اسکی ہشیاری نگہبانی کرو
مت ہماری اب وفا کو توڑ تو / بیوفائی کو اے نادان چھوڑ تو
جبکہ کتون کو وفا آئے شعار / جا نہ کر بدنام کتون کو تو یار
بیوفائی سے جو کتون کو تھی عار / بیوفائی تو نے کیون کی اختیار
حق[3] تعالی نے کیا فخر وفا / بولا من اوفی بعہد غیرنا

سلہ تیری الخ ۲ شعر تیری ناشکری و فراموشی نے جو یاد نہ کیا کھانے شہد کو اسواسطے وہ راہ تجھپر بستہ ہوئی اور اہل دل کی جان تجھسے خستہ ہوئی تو جلد انکو پا و استغفار کر اور مانند ابر کے گریہ کر تا کہ تیری جانب انکا باغ کھلے اور میوے پختہ تجھپر ظاہر ہووین یعنے اولیاء اللہ کے فیض کو تیری ناشکری نے جو یاد نہ کیا اسواسطے وہ راہ فیض رسانی کی تجھپر بند ہوگئی تو جلد انکو پھر حاصل کر اور رو کہ گلشن فیض انکا تیری جانب کھلے اور تجکو ثمر حاصل ہو فافہم ۱۲
سلہ سگ سے کم الخ ۹ شعر تو سگ سے کم اس درگاہ پر کرد نہو اگر تو خواجہ تاش سگ اصحاب کہف کا ہی جبکہ کتا ناصح کتے کا ہوا کہ تو مائل اگلے گھر کا ہو سو اگلے دروازے سے جو ہڈیان کھائین اس دروازے کو مت چھوڑ اور اسکا حق ادا کر پس اسکو کاٹین کہ تا وہ ادب سے جائے اگلی جگہ پر تا وہ فائدہ پائے اور کاٹین اسکو کہ ای تو طاغی نہو اور جا اپنے ولی نعمت سے باغی نہو اور حلقہ کے مانند اس در پہ رہو اور اسکی ہوشیاری و نگہبانی کرتا رہو ہماری وفا کو اب مت توڑ تو اور بیوفائی کو ای نادان چھوڑ تو آگے اسکے حقائق ہین جبکہ کتون کو وہ شعار ہوتی تو جا اور کتون کو ای یار بدنام نہ کر بیوفائی سے جو کتون کو عار تھی پس تو نے بیوفائی کیون اختیار کی یعنے کتون کو تو اپنے ولی نعمت قدیم کی اسقدر وفاداری کا خیال ہی اور تجھے ای غافل اپنے مرشد رہبر کا کچھ خیال نہین ہی کہ تو نے انکو چھوڑ کر اہل دنیا کا دروازہ پکڑا ہی پس وفاداری مین تو کتے سے بھی کم ہی جا تو مرشد کی وفاداری اختیار کر آگے وفاداری کا حال ہی فافہم ۱۲ سلہ حق تعالی نے الخ ۹ شعر حق تعالی نے فخر وفا کا کیا ہی اور فرمایا ہی قرآن مین ترجمہ کوئی وفا کرنے والا زیادہ عہد اپنے مین خدا سے نہین ساتھ حق کے وفا کرنا بیوفائی ہی کیونکہ حقوق حق کو کوئی سبقت نہین رکھتا ہی نور کے ساتھ نور اور نار کے ساتھ نار اور گل کے ساتھ گل ہو اور خار کی جگہ خار بعد حق کے مان کا حق ہے کہ جو حق نے تجھ جنین سے اُسے تاوان لینے والا کیا ہے کیونکہ تیری صورت باندھی اسکے جسم مین اور حمل مین تجکو آرام دیے جبین تو اسکو جزو متصل کے مانند دکھائی دیا اور خدا نے صدہا صنعتین اور تدبیرین کری ہین تب محبت مان نے تجھپر پائی ہی بس خدا کا باپ مان سے زیادہ حق ہوا ہی جو کوئی اس حق کو نجانے وہ گدھا ہی اُسنے مان اور شیر کو پیدا کیا اور پھر باپ کے ساتھ اسکا جوڑا کیا یعنے وفاداری کا حق تعالی نے فخر کیا ہی اسلئے مان کا حق خدا کے حق کے بعد ہی پس انسان کو چاہیے کہ خدا کے ساتھ وفاداری کر اور جو اُسنے کہا ہی اسپر چلے اور اچھے کی ساتھ اچھا اور بُرے کے ساتھ برا ہوی آگے مناجات ہی فافہم ۱۲

بیوفائی دان وفا بارد حق ۔ بر حقوق حق ندارد کس سبق
بیوفائی ہے وفا بارد حق ۔ ز حقوق حق پہ رکھے کس سبق

نور را ہم نور شو با نار نار ۔ جای گل گل باش جای خار خار
نور ہو با نور اور با نار نار ۔ جای گل کے گل ہو جائے خار خار

حق مادر بعد از آن شد کان کریم ۔ کرد او را از جنین تو غریم
مان کا حق ہی بعد اُسکے حق نے جو ۔ تجھ جنین سے کر دیا تاوان جو

صورتی کردت درون جسم او ۔ داد در حملت ترا آرام خو
تیری صورت باندھی اُسکے جسم مین ۔ حمل مین تجھکو دیئے آرام ہین

ہمچو جزو متصل دید او ترا ۔ متصل را کرد تدبیرش جدا
اُسکا جزو متصل سا تو ہوا ۔ متصل کو کر دیا اُسنے جدا

حق ہزاران صنعت و فن ساختست ۔ تا کہ مادر بر تو مہر انداختست
حق نے صدہا صنعت اور تدبیر کی ۔ تب محبت مان نے بس تجھ پر کری

پس حق حق سابق از مادر بود ۔ ہر کہ آن حق را نداند خر بود
بس خدا کا مان سے پہلے حق ہوا ۔ جو کہ اُس حق کو نجانے ہی گدھا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر ۔ با پدر کردش قرین آن خود بگیر
اُسنے مان اور شیر کو پیدا کیا ۔ باپ کے ساتھ اسکا پھر جوڑا کیا

ای خداوندای قدیم احسان تو ۔ آنکہ دانم وانکہ نے ہم آن تو
یا آلہی[1] یہ ترا احسان ہے ۔ جانا نہ جانا ترا سب آن ہی

تو بفرمودی کہ حق را یاد کن ۔ زانکہ حق من نمے گردد کہن
تو نے فرمایا کہ حق کو یاد کر ۔ کیونکہ حق میرا نہووے کہنہ تر

یاد کن لطفے کہ کردم آن صبوح ۔ با شما از حفظ در کشتی نوح
یاد کر وہ لطف جو تجھ پر کیے ۔ نوح کی کشتی مین رکھا امن سے

اصل و اجداد شما را آن زمان ۔ دادم از طوفان و از موجش امان
باپ و دادا کو ترے طوفان سے ۔ اور موجون سے رکھا محفوظ ہی

آب آتش خو زمین بگرفتہ بود ۔ موج او مر اوج کہ را مے ربود
آب[2] آتش خو نے گھیری تھی زمین ۔ موج لیجاتی تھی کہ کو کر یقین

حفظ کردم من نکردم رد تان ۔ در وجود جد جد جد تان
حفظ کی مین نے ڈبایا نے تمھین ۔ بس وجود جد جد جد مین

چون شدی سر پشت پایت چون زنم ۔ کارگاہ خویش چون ضائع کنم
کیسی ٹھوکر مارون جو تو سر ہوا ۔ کارگہ کو کیون کرون اپنی بنا

چون فدای بیوفایان میشوی ۔ از گمان بد بدان سو میروی
بیوفایون پر فدا ہوتا ہی کیون ۔ بد گمانی سے اُدھر جاتا ہی کیون

من ز سہو و بیوفائی ہا بری ۔ سوے من آئی گمان بد بری
بیوفائی سے ہون دور اور بھول سے ۔ میرے آنے مین گمان بد تو رکھے

این گمان بد بدانجا بر کہ تو ۔ میشوی در پیش ہمچون خود دو تو
یہ گمان بد وہان لے جا کہ تو ۔ مثل خود ٹیڑھی کری دان پشت تو

بس گرفتی یار و ہمراہان رفت ۔ گر ترا گویم کہ گوئی کان رفت
یار و ہمرہ اپنے تو نے وہ کیے ۔ تجھسے گر پوچھون کہے تو وہ گئے

یار نیکت رفت بر چرخ برین ۔ یار فسقت ماند در قعر زمین
یار نیک اب تیرے گردون پر گئے ۔ یار بد اندر زمین کے بس رہے

تو بماندے درمیانہ ہمچنان ۔ بے مدد چون آتشے از کاروان
تو[3] تو ویسا ہی رہا بس درمیان ۔ آگ رہجاتی ہی جون بے کاروان

[1] یا آلہی الخ ہہ شعر ای اللہ یہ تیرا احسان ہی دانستہ اور بے دانستہ سب تیری ملک ہی تونے فرمایا ہی کہ حق کو یاد کر کیونکہ میرا حق کبھی ترک نہین ہوتا آگے قول حق تعالی کا ہی وہ لطف یاد کر کہ جو تجھپر کئے اور نوح کی کشتی مین تجکو امن رکھا تیرے باپ دادا کو طوفان اور موجون سے محفوظ رکھا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] آب آتش خوئی الخ ہ شعر زمین کو گھیرا آب آتش خونی کہ موج اُسکی کوہ کو لیجاتی تھی مین نے حفاظت کی اور تمھین نہین ڈبویا باوجود جد کے جد مین اب مین کیسے ٹھوکر مارون جو تو سر ہوا ہی اور اپنی کارگاہ کو کیونکر تباہ کرون تو کیون بیوفائیون پر فدا ہوا ہی اور کیون بدگمانی سے اُدھر جاتا ہی مین بیوفائی اور بھول سے دور ہون اور تو میرے پاس آنے مین گمان بد رکھے یہ گمان بد وہان لیجا کہ تو مانند اپنے پشت وہان ٹیڑھی کری تونے یار و ہمراہ وہ کیے ہین کہ اگر تجھ سے پوچھون تو کہے کہ وہ گئے تیرے یار نیک آسمان پر گئے اور یار بد اندر زمین کے رہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-۱۲-

[3] تو الخ ا شعر تو تو درمیان مین ویسا ہی رہا جیسے آگ رہجاتی ہی بغیر کاروان کے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

دامن او گیر اے مرد دلیر | کہ منزہ باشد از بالا و زیر
نے چو عیسیٰ سوی گردون بر شود | نے چو قارون در زمین اندر رود
با تو باشد در مکان و لامکان | چون بمانی از سرا و از دکان
او بر آرد از کدورتہا صفا | مر جفاہاے ترا گیرد وفا
چون جفا آری فرستد گوشمال | تا ز نقصان وارہی سوی کمال
چون تو وردے ترک کردی در روش | بر تو قبضے آید از رنج و تپش
آن ادب کردن بود یعنی مکن | ہیچ تحویلے ازان عہد کہن
پیش ازان کاین قبض زنجیری شود | اینکہ دلگیر ست پاگیرے شود
رنج معقولت شود محسوس و فاش | تا نگیری این اشارت را بلاش
در معاصی قبضہا دلگیر شد | قبضہا بعد از اجل زنجیر شد
نعط من اعرض ہنا عن ذکرنا | عیشۃ ضنکا و نحشر بالعمیٰ
دزد چون مال کسان را می برد | قبض و دلتنگی دلش را می خلد
او ہمی گوید عجب این قبض چیست | قبض آن مظلوم کز شرت گریست
چون بدین قبض التفاتے کم کند | باد اصرار آتشش را دم کند
قبض دل قبض عوان شد لاجرم | گشت محسوس آن معانی زد علم
قبضہا زندان شدست و چارمیخ | قبض بیخ ست برآرد شاخ و بیخ

دامن[۱] ایسے کا پکڑ تو اے دلیر | کہ نہ رکھتا ہووے وہ بالا و زیر
مثل عیسیٰ کے بجائے چرخ پے | نہ زمین مین مثل قارون کے گھسے
ہو مکان و لامکان مین تیرے ساتھ | چھوڑ دکان تو رہے جو اُسکے ساتھ
وہ کدورت سے تجھے کر دے صفا | اور جفاؤن کو ترے جانے وفا
جو جفا تو لائے وہ دے گوشمال | تا وہ نقصان سے چھڑائے دے کمال
جو[۲] طریقت مین وظیفہ چھوڑ دے | قبض تجھپر آئے رنج و تعب سے
وہ ادب کرتا ہے یعنے مت کرے | کوئی حیلہ اُس پُرانے عہد سے
پہلے اس سے قبض کہ زنجیر ہو | اب کہ ہے دلگیر پھر پاگیر ہو
رنج معقولی ترا محسوس ہو | تا بلا ے جانے تو اس راز کو
پس گناہون سے ہوا دلگیر قبض | وقت گذرا تو ہوا زنجیر قبض
نعط من اعرض ہنا عن ذکرنا | عیشۃ ضنکا و نحشرہ بالعمیٰ
چور[۳] جو لیتا کسی کا مال ہے | قبض دل مین اک خلش اُسکے رکھے
وہ یہ کہتا ہے کہ کیسا قبض ہے | رویا جو مظلوم اُسکا قبض ہے
کم کرے جو التفات اس قبض پہ | باد اصرار آگ اُسکی پھونک دے
قبض دل کا قبض برقنداز ہو | ہووے محسوس اب معانی فاش و
قبض زندان ہو گیا او چارمیخ | قبض جڑ ہے لائے پھل او شاخ بیخ

یعنی اُس کی روزی [illegible]

یعنی عیش اُسکا تنگ ہوگا اور حشر اُسکا اندھون مین ۱۲

۱ دامن الخ یہ شعر پس تو دامن ایسے کا پکڑ کہ وہ نہ رکھتا ہووے بالا و زیر کو مثل عیسیٰ کے نہ آسمان پر جاوے اور نہ زمین مین مثل قارون کے گھسے اور مکان و لامکان مین تیرے ساتھ ہو تو چھوڑ دکان دنیا کو جو اُسکے ساتھ رہے وہ تجھ کو کدورت سے صاف کر دے اور جفا کو تیری وفا جانے جب تو جفا لائے وہ گوشمالی دے تاکہ نقصان سے چھڑائے اور کمال دیوے یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ دیکھ تجکو ہمنے تیرے باپ دادا مین ہلاکت سے بچایا اور تو بیوفایان دُنیا پر فدا ہوتا ہے اور بدگمانی سے اُدھر کو جاتا ہے پس تو ایسا یار پکڑ کہ تیرے ہمراہ ہر دم رہے اور تجکو صاف کرے کہ وہ مرشد راہ طریقت ہے کہ ہر دم تیرے ساتھ ابد الاباد تک رہے چنانچہ اسکے حقائق آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۲ جو طریقت مین الخ شعر جو طریقت مین وظیفہ کو چھوڑ دے تجھپر قبض آئے رنج و تعب سے وہ ادب کرتا ہے یعنے کوئی حیلہ مت کر اُس پُرانے عہد سے یعنے ترک وظیفہ مت کر پہلے اُس سے کہ قبض زنجیر ہووے اب کہ دلگیر ہے وہ پاگیر ہوگا تیرا رنج معقول محسوس ہوگا تو اسکو بلا نجانے پس گناہون سے قبض دلگیر ہو وقت گذارا تو قبض زنجیر ہوا بقول حق تعالیٰ ترجمہ اُس کسی نے کہ روگردانی کی ہمارے ذکر سے عیش اُسکا تنگ ہوگا اور حشر اُسکا اندھو نمین ہوگا۔ آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ ۳ چور الخ شعر جو چور مال کسی کا لیتا ہے قبض دل مین اُسکے ایک خلش پیدا کرتا ہے پس وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کیسا قبض ہے وہ مظلوم جو رویا ہے یہ اُسکا قبض ہے قبض پر جو التفات کم کرے باد اصرار اُس چور کی آگ پھوک دے قبض ہے دل چور کا برقنداز کا ہوا اور وہ معانی ادب محسوس و فاش ہو قبض وہ زندان اور چارمیخ ہو گیا قبض جڑ ہے پھل اور شاخ و بیخ لائے جڑ پوشیدہ تھی آشکار ہوئی قبض اور بسط دل کو ایک جز شمار کرینے جو طریقت مین وظیفہ مرشد کا بتایا ہوا بسبب گمراہی کے چھوڑ دے اُس سے قبض پیدا ہووے اول وہ قبض دلگیر ہووے بعدہٗ زنجیر ہوکر پاگیر ہووے پس سالک کو چاہیے کہ وظیفہ مرشد کا بتایا ہوا ہرگز نچھوڑے ورنہ آفت قلبی آخر کو آفات دنیوی مین گرفتار کریگی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

پیچ پیہان بود ہم شد آشکار / قبض و بسط اندرون بیخی شمار

چونکہ بیخش بد بود زودش بکن / تا نروید زشت خارے در چمن

قبض دیدی چارۂ آن قبض کن / زانکہ سرہا جملہ میروید زبن

بسط دیدی بسط خود را آب دہ / چون برآید میوہ با اصحاب دہ

بازگرد و قصۂ اہل سبا / بازگو تا بازگویم مرحبا

جڑ تھی پوشیدہ ہوئی اب آشکار / قبض و بسط دل کو اک جڑ کر شمار

جو کہ دل کی جڑ ہے بد تو کھو اُسے / تا نہ بد کا نٹا چمن مین اک اگے

قبض دیکھا کر علاج اُس قبض کا / کیونکہ سب شاخین اگین جڑ سے بھلا

بسط دیکھا بسط کو دے آب تو / میوہ جو آئے تو دے اصحاب کو

اب تو پھر اور قصۂ اہل سبا / پھر کہو تا پھر کہون مین مرحبا

باقی قصۂ اہل سبا

باقی قصۂ اہل سبا کا

آن سبا ز اہل صبا بودند خام / کارشان کفران نعمت با کرام

باشد آن کفران نعمت در مثال / کہ کنی با محسن خود تو جدال

کہ نمی باید مرا این نیکوے / من برنجم زین چہ رنجم میشوے

لطف کن این نیکوی را دور کن / من نخواہم چشم زودم کور کن

پس سبا گفتند باعد بیننا / شیننا خیر لنا خذ زیننا

ما نخواہیم این ایوان و باغ / نے زنان خوب نے امن فراغ

شہرہا نزدیک ہمدیگر بدست / آن بیابان خوش کانجا دد است

یطلب الانسان فی الصیف الشتا / فاذا جاء الشتا انکروا

فہو لا یرضی بحال ابدا / لا بضیق لا بعیش رغدا

خام لڑکون سے بھی تھے اہل سبا / انکا بس کفران نعمت کام تھا

وہ ہوئے کفران نعمت در مثل / کہ کرے محسن سے اپنے تو جدل

کہ نہین یہ نیکی ہم کو چاہیے / اس سے ہم رنجیدہ تو کیون غم کرے

لطف کر یہ نیکی ہم سے دور کر / چشم کیا ہی ہمکو کر دے بے بصر

بس سبا بولے کہ باعد بیننا / شیننا خیر لنا خذ زیننا

ہم نہین چہتے ہین یہ قصر اور باغ / نے زنانہ خوب نے امن و فراغ

شہر یہ نزدیک آپس مین ہین بد / وہ بیابان خوش جہان ہر دم ودد

یطلب الانسان فی الصیف الشتا / فاذا جاء الشتا انکر ذا

فہو لا یرضی بحال ابدا / لا بضیق لا بعیش رغدا

ف پوک الخ یہ شعر جو اسکی جڑ بد ہے تو اُسکو کھو دے تاکہ چمن مین خار بد پیدا نہووے تو نے قبض دیکھا علاج اُسکا کر کیونکہ سب شاخین جڑ سے اُگتی ہین اور اگر بسط کو تو آب دے اور جو میوہ پیدا ہو دوستون کو دے اب تو پھر اور قصہ اہل سبا کا پھر کہو تاکہ مین مرحبا کہون یعنے جو شے تیرے دل مین بری آئے اُسکو دفع کر اگر قبض دیکھے اُسکا علاج کر کہ اُس سے برائی پیدا ہوگی اور اگر بسط دیکھے حفاظت کر کہ اُس سے ثمرہ نیک پیدا ہوئے ورنہ آفت مین تو پڑے گا جیسے اہل سبا آخر کار گمراہی کے سبب آفت مین پڑے آگے قصہ اہل سبا کا ہے فافہم ۱۲ ف خام الخ یہ شعر لڑکون سے بھی خام تھے اہل سبا اور کفران نعمت انکا کام تھا وہ کفران نعمت مین ضرب المثل ہوئے کہ تو کرے اپنے محسن سے جنگ و جدل کہ ہمکو یہ نیکی نہین چاہیے اس سے رنجیدہ ہین تو غم کیون کرتا ہے تو لطف کر اور یہ نیکی ہم سے دور کر ہم چشم نہین چاہتے ہین ہمکو بے بصر کر پس اہل سبا نے کہا ترجمہ فراخی دور کر ہمارے اور میان سے بدحالی ہمارا اور بہتر ہے خوشی ہم سے لے ہم قصر و باغ نہین چاہتے ہین اور زنانہ خوب و نہ امن و فراغ یہ شہر نزدیک آپس مین ہین اور وہ بیابان خوش کہ جہان دام و دد ہین ترجمہ پس طلب کرتا ہے انسان گرمی مین سردی کو اور جبکہ سردی آتی ہے اُس سے انکار کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ف فہو لا یرضی الخ یہ شعر ترجمہ پس وہ نہین راضی ہوتا ہے ہر ایک حال کے ہمیشہ نہ رنج مین و نہ عیش فرحت ترجمہ قتل ہوتا ہے انسان کس چیز نے کافر کیا اُسکو جسوقت پہونچتی ہے ہدایت وہ انکار کرتا ہے اُس سے اس لیے نفس قابل مارنے کے ہے ترجمہ قتل کرو تم نفس اپنے کو نبی نے فرمایا ہے آگے مثال ہے خار تیرا ہے کو جس پہلو رکھے وہ چبھے اور کب زخم اُسکے سے چھٹے پس تو خار نفس مین ترک ہوس کی آگ دے اور ہاتھ مار اندر یار نیک کے یعنے انسان ہر ایک حال سے راضی نہین ہوتا ہے اگر گرمی ہو سردی چاہتا ہے اور اگر سردی ہو انکار کرتا ہے جیسے اہل سبا نے باوجود آسودگی کے افلاس چاہا پس انسان نفس کا مطیع ہے نفس کو قتل کرنا چاہیے اور مطیع مرشد کا رہنا چاہیے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

قتل الانسان ما اکفره — کلما نال الهدی انکره
نفس نیسان است زانشد کشتنی — اقتلوا انفسکم گفت آن نبی
خار سه سو است هر سو کش نهی — در خلد از زخم او تو کی رهی
آتش ترک هوا در خار زن — دست اندر یار نیکو کار زن
چون ز حد بردند اصحاب سبا — که به پیش ما وبا به از صبا
ناصحان شان در نصیحت آمدند — از فسوق و کفر مانع می شدند
قصد خون ناصحان می داشتند — تخم فسق و کافری می کاشتند
چون قضا آید شود تنگ این جهان — از قضا حلوا شود رنج دهان
گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا — تحجب الابصار اذ جاء القضا
چشم بسته می‌شود وقت قضا — تا نبیند چشم کحل چشم را
مکر آن فارس چو انگیزید گرد — آن غبارت ز آن سوار نرد کرد
سوی فارس رو مرو سوی غبار — ورنه بر تو کوبد آن مکر سوار
گفت حق آن را که این گرگش بخورد — دید گرد گرگ چون زاری نکرد
او نمی دانست گرد گرگ را — با چنین دانش چرا کرد او چرا
گوسفندان بوی گرگ با گزند — می بدانند و بهر سو می خزند
مغز حیوانات بوی شیر را — می بداند ترک می گوید چرا
بوی شیر خشم دیدی بازگرد — با مناجات و حذر انباز گرد
وا نگشتند آن گروه از گرد گرگ — گرد محنت بعد گرگ آمد سترگ

قتل الانسان ما اکفره — کلما نال الهدی انکره
اسلیے ہی نفس قابل کشتنی — اقتلوا انفسکم بولے نبی
خار تیہ عاری کو جس پہلو رکھے — وہ چبھے کب زخم سے اُسکے چھٹے
خار ہین ترک ہوس کی آگ دے — ہاتھ مار اندر تو یار نیک کے
حدّ سے زیادہ بڑھ گئے اہل سبا — کہ صبا سے ہمکو بہتر ہے وبا
ناصحان کرتے نصیحت انکو تھے — منع کرتے فسق سے اور کفر سے
قصد کرتے ناصحون کے خون کا — تخم فسق و کفر بوتے تھے سدا
جب قضا آئے تو تنگ آئے جہاں — ہو قضا سے حلوا بھی رنج دہان
بولے اذا جاء القضا ضاق الفضا — تحجب الابصار اذ جاء القضا
آنکھ ہوتی بند ہے وقت قضا — تا نہ دیکھے آنکھ سرمہ آنکھ کا
گرد اڑائی مکر نے اسوار کے — گرد مین تو رہ گیا اسوار کے
جا تو اسوار نے سوے غبار — ورنہ مارے تجکو وہ مکر سوار
بولا حق کہ اسکو کھایا گرگ نے — کیون نہ رویا گرد دیکھی گرگ سے
گرگ کی وہ گرد نہ تھا جانتا — باوجود عقل کیون ایسا کیا
بکریان بوے گزندہ گرگ کی — جانتی ہین بھاگتی ہین بھاگتی
مغز حیوانات بوے شیر کو — جانتا ہی چرنا بھی چھوڑی ہے وہ
شیر دشمن کی جو پائے بو تو پھر — با مناجات خدا سجدہ مین گر
نہ پھرے وہ لوگ گرد گرگ سے — گرد کے بعد اسکی محنت سخت ہی

سلہ حد سے الخ یہ شعر اہل سبا حد سے زیادہ بڑھ گئے کہ صبا سے ہمکو وبا بہتر ہے ناصح یعنے نبی اللہ انکو نصیحت کرتے تھے اور منع کرتے تھے فسق اور کفر سے ناصح کے خون کا قصد کرتے تھے اور ہمیشہ تخم فسق و کفر کا بوتے تھے جب قضا آئے یہ جہان تنگ ہووے اور قضا سے حلوا رنج دہن ہووے کہا ہے جسوقت آتی ہے قضا تنگ ہوتا ہے میدان اور چھپ جاتی ہے بینائی جسوقت آتی ہے قضا آنکھ بند ہوتی ہے وقت قضا کے تا آنکھ نہ دیکھے سرمہ آنکھ کا سوار کے مکر نے گرد اڑائی گرد مین تو سوار کے رہ گیا پس تو سوار کی جانب جا نہ غبار کی جانب ورنہ تجکو مارے وہ مکر سوار کا یعنے وہ سوار خدا ہے اور غبار صورت انسان پس تو خدا کی جانب رجوع کر اور صورت مجازی پرست مت ہو کہ مکر دیا ت الٰہی تجھے ہلاک کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ یہ شعر حق نے کہا کہ اسکو گرگ نے کھایا کیون نہین رویا جو گرگ سے گرد دیکھی گرگ کی وہ گرد نہین جانتا تھا باوجود عقل کے کیون ایسا کیا یعنے گرگ حق نے اسکو ہلاک کیا وہ اس گرگ کی صورت کو نہین جانتا تھا باوجود عقل آگے اسکی مثال ہے بکریان گرگ گزندہ کی بو جانتی ہین اور ہر طرف بھاگتی ہین مغز حیوانات شیر کی بو کو جانتا ہے جو کہ وہ چرنا چھوڑتا ہے آگے حقائق اسکے ہین شیر دشمن کی بو تو پائے تو با مناجات گر سجدہ کر وہ لوگ نہین پھرے گرد گرگ سے گرد کے بعد اسکی محنت سخت ہے یعنے صورت پرست لوگ صورت مجازی سے نہ پھرے کہ بعد صورت کے محنت حق کی سخت ہے پس انسان کو چاہیے کہ جب آفت آئے خدا کی جانب رجوع کرے کہ وہ حلال المشکلات ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

بر دریدآن گوسفندان از خشم | که ز چوپان خرد بستند چشم
چند چوپان شان بخواندند نا آمدند | خاک غم در چشم چوپان میزنند
که برو ما خود ز تو چوپان تریم | چون تبع گردیم هر یک سروریم
طعمهٔ گرگیم و ملک آن یار نے | هیزم ناریم و آن عار نے
حمیتے بد جاهلیت در دماغ | بانگ شومی بر دمن شان کرد زاغ
بهر مظلومان همی کندند چاه | در چه افتادند و مے گفتند آه
پوستین یوسفان بشکافتند | آنچه میکردند یک یک یافتند
کیست آن یوسف دل حق جوی تو | چون اسیرے بسته اندر کوئے تو
جبرئیلے را بر استون بستهٔ | پر و بالش را بصد جا خستهٔ
پیش او گوساله بریان آوری | که کشی او را بکهدان آوری
که بخور نیست ما را لوت پوت | نیست او را جز لقاء الله قوت
زین شکنج و امتحان آن مبتلا | میکند از تو شکایت با خدا
کای خدا افغان ازین گرگ کهن | گویدش نک وقت آمد صبر کن
داد تو وا خواهم از هر بے خبر | داد که دهد جز خدای دادگر
او همی گوید که صبرم شد فنا | در فراق روئے تو یا ربنا
احمدم وا مانده در دست یهود | صالحم افتاده در حبس ثمود
ای سعادت بخش جان انبیا | یا بکش یا باز خواهم یا بیا

بکریون[1] کو پھاڑا از رہ خشم کے | جو کہ بھاگین عقل کے چرواہے سے
نے وہ آئین چاہا جو چرواہے نے | خاک غم کی آنکھ مین چرواہے کے
کہ تو جا چرواہے ہم ہین تجھسے نیک | کیون ہون تابع ہم ہین سرور ایک ایک
ہم ہین طعمہ گرگ ملک یار نے | نار کی ہیزم ہین ملک عار نے
جو حمیت جاہلی کی سر مین تھی | بانگ شومی نے سیہ دل کری
کھودتے مظلوم کی خاطر تھے چاہ | خود گرے وہ چاہ مین کرتے تھے آہ
یوسفون کا پوستین تھے پھاڑتے | جو کہ کرتے تھے وہ پاتے آپ تھے
کون[2] وہ یوسف دل حق جو ترا | مثل قیدی تیرے کوچے مین پڑا
اک ستون سے تو نے باندھا جبرئیل | بال و پر توڑے کیا اسکو ذلیل
اسکو گوسالہ بھنا دیتا ہے تو | اور چراگہ پر اُسے لاتا ہے تو
کہ ہماری یہ غذا ہے کھا اسے | جز لقاء حق نہ اسکا قوت ہی
اس عذاب و رنج سے وہ مبتلا | کرتا ہے اللہ سے تیرا گلا
اے[3] خدا فریاد ہے اس گرگ سے | وہ کہے کر صبر آیا وقت ہے
داد بجز وہ لون تیری ہو شاد | جز خدائے دادگر دے کون داد
وہ کہے کہ صبر میرا بس گیا | اس فراق رہ مین تیرے ربنا
احمد عاجز ان یہودان سے ہے مرا | صالح قیدی ان ثمودون سے ہے مرا
اے سعادت بخش جان انبیا | یا تو مار اور یا بلا اور یا تو آ

[1] بکریون کو الخ شعر بکریون کو از راہ خشم کے پھاڑا عقل کے چرواہے نے بتایا وہ نہین آئین اور خاک غم کی ڈالی چرواہے کی آنکھ مین کہ تو جا چرواہے ہم تجھسے اچھے ہین کیون تابعدار ہون ہر ایک سرور ہین ہم طعمہ گرگ ہین یار کی ملک نہین ہین نار کی ہیزم ہین عار کی ملک نہین ہین یعنے کفار کہ مثل بکریون کے تھے عقل کے چرواہے سے کہ نبی اللہ ہین روگردان ہوئے گرگ حق نے انکو ہلاک کیا جو حمیت جاہلی کی اُنکے سر مین تھی بانگ شومی نے انکو روسیاہ کیا وہ مظلوم کی راہ مین چاہ کھودتے تھے خود چاہ مین گرے اور آہ کرتے تھے پوستین یوسفون کا پھاڑتے تھے جو کچھ وہ کرتے تھے خود پاتے تھے یعنے وہ کفار جو نبی اللہ کے ساتھ کرتے تھے خود وہی پاتے تھے آگے اسکے متعلق ہین فافہم ۱۲ [2] کون وہ یوسف الخ شعر وہ یوسف کون ہے تیرا دل حق جو ہے کہ مثل قیدی کے تیرے کوچہ مین رہا ہے یعنے دل تیرے جسم مین مقید ہے ایک ستون سے تو نے جبرئیل کو باندھا اور بال و پر توڑے اور ذلیل کیا اسکو یعنے دل کہ جبرئیل ہے ستون تن سے تو نے باندھا اور اُسکو آسمان پر جانے سے بسبب سیاہ باطنی کے عاجز کر رکھا ہے اسکو تو گوسالہ بھونا دیتا ہے اور چراگاہ پر اُسکو لا دیتا ہے کہ یہ ہماری غذا ہے تو اُسے کھا اور اُسکا قوت سوائے لقائے حق کے نہین ہے اس عذاب و رنج سے وہ مبتلا اللہ سے تیرا گلہ کرتا ہے یعنے دل کو تو عذاب دیتا ہے اور اسکی غذا مشاہدہ حق ہے اسواسطے دل تیرا گلہ حق سے کرتا ہے یہ اشارہ ہے طرف اس قصہ کے کہ حضرت جبرئیل مع آٹھ فرشتون کے حضرت لوط علیہ السلام کے یہان واسطے غارت کرنے قوم کے آئے اور حضرت لوط نے اُنکے واسطے گوسالہ بریان کیا تھا واسطے کھلانے کے وہ گلہ آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اے خدا الخ شعر اے خدا اس گرگ نفس سے فریاد ہے حق کہے تو صبر کر وقت آیا ہے تیری داد بجز دن سے ہون تو بجز خدا دادگر کے کون داد دے وہ کہے کہ میرا صبر گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

با فراغت کافر از آب نیست | این فراق اندر خور اصحاب نیست
کافران گویند در وقت عذاب | ہر یکے یالیتنی کنت تراب
حال او نیست کہ خود زان تو شست | چون بود بی تو کسے کہ آن تو است
حق ہمیگوید کہ آرے ای نزہ | لیک بشنو صبر آور صبر بہ
صبح نزدیک ست خامش دم مزن | کاندر آمد وقت بیرون آمدن
ہمچو بلا شان میرسد تو کم خروش | من ہمیکوشم پئے تو تو مکوش
کوشش من بہ کہ کوششہاے تو | داروے تلخم بہ از حلواے تو
ہین تحمل کن برو خاموش شو | کم ترک جنبان زبان در گوش شو
حیلت و مکر و دغا بازیش دان | ہر چہ از یارت جدا اندازد آن
شد ز حد این بازاے یار گرد | روستائی خواجہ را زین خانہ برد
قصۂ اہل سبا یک گوشہ نہ | وان بگو کہ خواجہ چون آمد بدہ

نے فراق اب تیرا کافر لا سکے | نے فراق اب لائق اصحاب ہے
کافر دنیں سے کہیں وقت عذاب | ہر کوئی یالیتنی کنت تراب
حال اُسکا یہ کہ وہ ہی غیر سے | بے ترے کیا ہو جو تیری ملک ہے
یہ کہا حق نے کہ سچ ہی پر سنو | صبر بہتر ہے کہ صبر اب تم کرو
صبح نزدیک آئی ہی تم چپ ہو | وقت آنے کا ہی باہر تم سنو
اب بلا آتی ہے انپر چپ ہو | میں کروں کوشش نکر کوشش کو تو
میری کوشش خوب یا کوشش تری | تیرے حلوے سے مری دارو بھلی
اب تحمل کر و جا خاموش ہو | مت زبان کو تو ہلا اور گوش ہو
مکر و حیلہ اور دغا بازی ہی وہ | یار سے تجکو جُدا کر دیوے جو
حد سے گذرا اب تو پھر اسے پر دلا | خواجہ کو دہقانی گھر کو لے گیا
رکھ کنارہ قصۂ اہل سبا | کہہ کہ خواجہ گانوں کو کیسے گیا

بقیۂ قصۂ رفتن خواجہ بدعوت روستائی بدہ

باقی قصہ جانے خواجہ کا بسبب دعوت دہقانی کے گانوں کو

روستائی در تملق شیوہ کرد | تا کہ حزم خواجہ را کالیوہ کرد
از پیام اندر پیام او خیرہ شد | تا زلال حزم خواجہ تیرہ شد
ہم ازینجا کودکانش در پسند | یرتع و یلعب بشادی میزدند
ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب | یرتع و یلعب برد از ظل اب

شیوۂ دہقان نے تملق کا کیا | تا کہ حزم خواجہ حیران ہو گیا
اسکے پیغاموں سے متحیر ہوا | تا زلال حزم تیرہ ہو گیا
پس یہاں سے بچے خواجہ کے سبھی | یرتع و یلعب کی کرتے تھے خوشی
مثل یوسف کے اُسے تقدیر سے | یرتع و یلعب پدر سے لائی ہی

ے ۵۱ نے فراق الخ ہ شعر ای رب اس فراق تھا تیری مین آگے اسکے حقائق ہین ان یہودون سے احمد میرا عاجز ہے ان یہودون سے صالح میرا قیدی ہے ان ثمودون کا ای حق سعادت بخش جان انبیا یا تو مادیا بلاویا تو آنہ فراق تیرا کافر لا سکے نہ فراق رب لائق دوستون کے ہے کافرون میں سے وقت عذاب کے کہین ہر ایک ترجمہ ای کاش ہوتے ہم مٹی حال اسکا یہ ہے کہ وہ خود غیر سے ہے بغیر تیرے کیا حال ہو جو کہ تیری ملک سے ہے یعنے فراق حق کا دل کو سب بلاؤن سے زیادہ ہے خواہ دل کفار کا ہو یا دل اصحاب کا ہو کیونکہ دل کی غذا دیدار یار ہے جبکہ دل کفارون کا فراق سے بیرے یہ حال ہے تو دوستونکا تیرے کیا حال ہوگا آگے قول حق ہے فافہم ۱۲ ۵۲ یہ کہا الخ ہ شعر حق نے کہا کہ سچ ہے ولیکن تم سنو کہ صبر بہتر ہے پس تم صبر کرو کیونکہ صبح نزدیک آئی ہے تم چپ رہو وقت باہر آنے کا تم سنو یعنے صبح قیامت کی نزدیک آئی ہے اب بلا انپر آتی ہے جب ہو مین کوشش کرون تو کوشش نکر میری کوشش خوب ہے یا تیری کوشش تیرے حلوے سے میری دارو بہتر ہے اب تحمل کر تو زبان کو تو مت ہلا اور گوش ہو وہ مکر و حیلہ اور دغا بازی وہ ہے جو تجکو یار سے جُدا کر دے آگے رجوع بقصہ ہے اب حد سے گذرا تو پھر خواجہ کو دہقانی گھر لے گیا قصۂ اہل سبا سے کنارہ کر اور کہہ خواجہ گانون کیسے شہری کو لیگیا یعنی جو شے تجکو یار سے جدا کر دے وہ مکر و حیلہ و دغا بازی ہی جیسے خواجہ شہری کو دہقانی نے بلا مین ڈالا آگے قصہ خواجہ کا ہی فافہم ۱۲ ۵۳ شیوہ الخ ہ شعر دہقانی نے شیوہ تملق کیا تا کہ خواجہ کا حزم حیران ہو گیا اسکے پیغاموں سے متحیر ہوا تا آب زلال حزم کا تیرہ ہو گیا پس یہین سے خواجہ کے بچے سب ترجمہ کھیل کود کی خوشی کرتے تھے آگے مثال ہی یوسف کے مانند کہ اُسے تقدیر سے ترجمہ کھیل کودنے باپ سے جُدا کر دیا ہی یعنے یوسف عم کو بھائیوں نے کھیل کود کے لیے باپ سے لاکر بلا مین ڈالا اسیطرح خواہش کھیل کودنے بچونکی خواجہ کو بلا مین ڈالا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

فارسی	فارسی	اردو	اردو
آن نہ بازی بلکہ جانبازیست آن	حیلہ و مکر و دغابازیست آن	وہ[۱] نہ بازی بلکہ جانبازی ہی وہ	حیلہ و مکر و دغابازی ہے وہ
ہرچہ از یارت جدا اندازد آن	مشنو آنرا کان زیان و در زیان	جو کہ تجکو یار سے کردے جدا	مت سُن اُسکو کہ وہ رکھی ہی جفا
گر بود آن سود صد در صد مگیر	بہر زر مگسل ز گنجور اے فقیر	گرہو صدہا فائدہ اُسکو نہ لے	زر نہ گنجوروں سے زر کیواسطے
این شنو کہ چند یزدان زجر کرد	گفت اصحاب نبی را گرم و سرد	یہ سُنو کہ جھڑکا بس اللہ نے	سخت اصحاب نبی کو اسلیے
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ	جمعہ را کردند باطل بیدرنگ	کہ گرانی مین صدائے ڈھول کے	تمنے چھوڑا جمعہ بے خوف و خطر
تا نباید دیگران ارزان خرند	زان جلب صرفہ ز ما ایشان برند	تا نہ ارزان وہ خریدیں اسکو لین	اُس جلب سے فائدہ ہمسے وہ لین
ماند پیغمبر بہ خلوت در نماز	با دو سہ درویش ثابت بر نیاز	پس نبی مسجد مین تنہا رہ گئے	ایک دو درویش پاس اُنکے رہے
گفت طبل لہو بازرگانیے	ہم خلیتم نبیا قائما	بولا[۲] طبل بازیے تجار نے	تم کو گمراہ کر دیا اللہ نے
قد فضضتم نحو قمح ہائما	وان رسول حق را بگذاشتند	قد فضضتم نحو قمح ہائما	تم خلیتم نبیا قائما
بہر گندم تخم باطل کاشتند	ہین کرا بگذاشتی چشمے بمال	تخم باطل بویا گندم کے لئے	اور رسول حق کو چھوڑا تمنے ہی
صحبت او خیر من لہو ست و مال	کہ منم رزاق خیر الرازقین	مال و بازی سے ہی صحبت اُنکی خیر	اسکو چھوڑا مال کی خاطر دلیر
خود نشد حرص شمارا این یقین	گے توکلہا ترا ضائع شود	نے تمہاری حرص کو آیا یقین	کہ مین ہون رزاق خیر الرازقین
آنکہ گندم را ز خود روزی دہد	کہ فرستادست گندم ز آسمان	جو کہ روزی دیتا مین گندم کو ہون	کب توکل کو ترے ضائع کرون
از پے گندم جدا گشتی از آن		تم جدا گندم کی خاطر ہوگئے	بھیجے گندم جسنے ہین افلاک سے

دعوت کردن باز بطان را از آب بصحرا

دعوت کرنا باز کا بطون کو پانی سے صحرا مین

فارسی	فارسی	اردو	اردو
باز گوید بط را از آب خیز	تا بہ بینی دشتہا را قند ریز	باز[۳] نے بط سے کہا پانی سے آ	قند سے تو دیکھ صحرا ہے بھرا

[۱] وہ الخ، شعر وہ بازی نہین بلکہ جانبازی ہی اور حیلہ و مکر و دغابازی ہی جو شئے کہ تجکو یار سے جدا کردے تو اُسکو مت سُن کہ وہ جفا رکھتی ہی اگر سو فائدے ہون تو اُسکو مت لے اور خزانچیون سے زر کیواسطے مت لڑا آگے مثال ہی یہ بات تم سنو کہ اللہ نے جھڑکا سخت اصحابی کو اسواسطے کہ گرانی مین ڈھول کی آواز سنکر تمنے چھوڑا نماز جمعہ کو بخوف و خطر تا نہ ارزان اسکو دوسرے مول لین اور اُس جلب سے وہ فائدہ ہم سے لین پس نبی مسجد مین تنہا رہ گئے آگے قول حق تعالیٰ کا ہی فافہم ۱۲ [۲] بولا الخ، شعر حق تعالیٰ نے کہا کہ طبل بازی تجار نے تمکو اللہ سے گمراہ کر دیا ترجمہ تحقیق متفرق ہوگئے اور گئے تم طرف گندم کے اُس حالت مین کہ نبی تھے قائم نماز مین پس تم تخم باطل بویا گندم کے لیے اور رسول خدا کو تمنے چھوڑا مال اور بازی سے اُنکی صحبت خیر ہی اُسکو چھوڑا مال کی خاطر تمنے تمہاری حرص کو یقین آیا کہ مین ہون رزاق ترجمہ بہتر رزق دینے والا جو کہ مین روزی گندم کو دیتا ہون تیرے توکل کو کب ضائع کردون پس تم گندم کی خاطر جدا ہوگئے جسنے گندم بھیجے ہین آسمان سے یعنے جو کہ اصحاب نبی قحط سالی مین گندم لینے کو جمعہ کی نماز مین جناب رسول مقبول صلعم کو تنہا چھوڑ کر گئے اور خداوند عالم نے خفا ہو کر اُنکو جھڑکا پس اسی طرح اے عارف جو شئے کہ تجکو خدا سے جدا کرے تو اُسکی طرف متوجہ نہو جیسے بطون نے باز کی دعوت صحرا مین آپ سے نکل کر نہ کھائی چنانچہ مثال مین اسکی حکایت آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۳] باز نے الخ، شعر باز نے بط کو کہا کہ تو پانی سے باہر آ اور صحرا کو قند سے بھرا دیکھ بط عاقل نے کہا کہ تو جا اے جانی میرے آب ہمارے واسطے قلعہ امن کا ہی دیو شل باز کے ہی تم اے بطو اسی آب سے قلعہ کے باہر مت ہو باز کو کہتے ہین کہ تو جا اور پھر مت آ اور ہماری فکر سے تو ہاتھ کو اٹھا ہم دعوت سے دور ہین کہ دعوت تیری ہم نہین کھاتے کہ تو کافر ہی ہمارا قند ہی اب قند ترا ہم نہین کھاتے تیرا تحفہ اُٹھا جبکہ جان قائم ہی کھانا کم نہو جبکہ لشکر ہی علم کم نہو یعنے باز سے مراد نفس اور بط سے مراد روح ہی پس روح دریائے معنی سے نفس کی غذا کی طمع پر کب اُس صحرائے دنیا مین آتی ہی کہ قند و شکر جو نفس مین ہی وہ دنیا مین کہان ہی آگے رجوع بقصہ دہقانی ہی فافہم ۱۲ - ۱۲ -

بط عاقل گویدش کای باز دور ‌ آب ما را حصن امن ست و سرور
دیو چون باز ست ای بطان شتاب ‌ ہین کہ بیرون کم روید از حصن آب
باز را گویند رو و باز گرد ‌ زین سر ما دست دار ای پایمرد
ما بری از دعوتت دعوت ترا ‌ ما نونیشیم ایندم تو کافرا
حصن ما را قند و قندستان ترا ‌ من نخواہم ہدیہات بستان ترا
چونکہ جان باشد نیاید قوت کم ‌ چونکہ لشکر ہست کم ناید علم

بط عاقل بولی جا جانی مرے ‌ آب قلعہ امن ہی میرے لیے
دیو مثل باز ہے تم اے بطو ‌ اس قلعہ کے آب کے باہر نہو
باز کو کہتی ہین جا اور پھر نہ آ ‌ اور ہماری فکر سے ہاتھ اب اٹھا
ہم بری دعوت سے ہین دعوت تری ‌ ہم نہین کھاتے تو رکھے کافری
قلعہ اپنا قند ہے قند اب ترا ‌ ہم نہین کھاتے ترا تحفہ اٹھا
جبکہ جان ہووے نہ کھانا آئے کم ‌ جبکہ لشکر ہے نہووے کم علم

رجوع بحکایت خواجہ و روستائی

رجوع طرف حکایت خواجہ اور دہقانی کے

خواجہ حازم بسے عذر آورید ‌ بس بہانہ کرد با دیو مرید
گفت ایندم کارہا دارم مہم ‌ گر بیایم آن نگردد منتظم
شاہ کار نازکم فرمودہ است ‌ ز انتظارم شاہ شب غنودہ است
من نیارم ترک امر شاہ کرد ‌ من نتانم شد بر شہ روے زرد
ہر صباح و ہر مسا سرہنگ خاص ‌ میرسد از من ہمی جوید مناص
تو روا داری کہ آیم سوے دہ ‌ تا با بروا فگند سلطان گرہ
بعد ازان درمان خشمش چون کنم ‌ زندہ خود را زین مگر مدفون کنم
زین نمط صدہا بہانہ باز گفت ‌ حیلہا با حکم حق نفتاد جفت
گر شود ذرات عالم حیلہ پیچ ‌ با قضاے آسمان ہیچ اند ہیچ
چون گریزد این زمین از آسمان ‌ چون کند او خویش را از وی نہان

خواجہ عازم نے عذر از بس کیا ‌ اور بہانہ دیو ملعون سے کیا
بولا اسدم کام مجکو ہے بڑا ‌ گر مین جاؤن ہووے ابتر اور برا
شہ نے نازک کام فرمایا مجھے ‌ انتظاری سے نہ سویا وہ مرے
حکم شہ کو ترک کر سکتا نہین ‌ رو برو شہ کے نہوؤن شرمگین
آئے ہی شہ کا سپاہی صبح و شام ‌ مجھسے پوچھے ہی ہوا پورا وہ کام
تو جو چہتا ہی مین جاؤن گاؤن کو ‌ ور ناخوش مجھ کو بس سلطان نہو
بعدہ کیا خشم جو چارہ کرون ‌ زندہ در گور اس سے مین آخر ہون
اسطرح صدہا بہانے بس کیے ‌ حکم حق سے کار گر نے کچھ ہوئے
ذرے عالم کے اگر حیلہ کرین ‌ کیا قضاے آسمان سے کر سکین
کیسے بھاگے یہ زمین افلاک سے ‌ اسطرح خود کو وہ پوشیدہ کرے

ف خواجہ عازم الخ ۲ شعر خواجہ ہوشیار نے عذر از بس کیا اور بہانہ دیو ملعون سے کیا کہا اسدم مجکو کام بڑا ہی اگر مین جاؤن ابتر و تباہ ہووے شاہ نے مجکو کام نازک فرمایا ہے اور وہ میری انتظاری سے سویا نہین ہی یعنے روح خواجہ اور دہقانی نفس سے مراد ہی پس ان دونون کی اس قصہ مین بحث ہی باقی اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲ ف حکم شہ کو الخ ۵ شعر حکم بادشاہ کو مین ترک نہین کر سکتا تا روبرو بادشاہ کے شرمگین نہوؤن سپاہی شاہ کا صبح و شام آتا ہی اور مجھ سے پوچھتا ہی کہ وہ کام پورا ہوا چاہتا ہی کہ مین گانوٗن کو جاؤن اور بادشاہ مجھ سے ناراض ہووے یعنے ای نفس تو چاہتا ہے کہ مین دنیا مین جاؤن اور بادشاہ حقیقی مجھ سے ناخوش ہو بعدہ اس غصہ کا مین کیا علاج کرون اور آخر کار اس سے مین زندہ در گور ہون اسطرح بہانے صدہا کیے حکم حق سے کچھ کارگر نہین ہوئے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ف ذرہ الخ ۲ شعر اگر ذری عالم کے حیلے کرین مگر قضاے آسمان سے کیا کر سکین یہ زمین آسمان سے کیسے بھاگے اور کس طور سے خود کو پوشیدہ کرے جو شے کہ آسمان سے زمین پر آتی ہی اگر اس زمین پر آگ برسے خورشید سے تو وہ آگ اس آتش کے اپنا سر رکھے اگر اسپر باران بھی طوفان کرے اور اسپر شہر کو ویران بھی کرے وہ صبر کرتی ہی ایوب علم کے مانند کہ مین قیدی ہون جو کچھ یار لاوے تو بھی ایک جز زمین کا ہے مت پھر اور حکم حق جو تو دیکھے تو مت پوشیدہ ہو ترجمہ جو پیدا کیا ہمنے تمکو مٹی سے سنا ہے پس تو خاک ہو اور منہ مت چھپا یعنے جبکہ زمین بسبب مقیدی آسمان کے حکم حق سے بھاگ نہین سکتی ہے چونکہ تو بھی جز و زمین ہے پس کیون حکم حق سے بھاگتا ہی رضا بقضا رہو اور آگے اللہ کے خود کو خاک کر کہ تیری ترقی ہووے آگے قول حق تعالی کا ہی فافہم ۱۲

ہرچہ آید زآسمان سوئے زمین نے مفر دارد نہ چارہ نے کمین
آتش از خورشید میبارد برو او بہ پیش آتش نہادہ رو
درہمی طوفان کند باران برو شہر ہا رامے کند ویران برو
او شدہ تسلیم او ایوب وار کہ اسیرم ہرچہ می خواہی بیار
ای کہ جزو این زمینے سرمکش چونکہ بینی حکم یزدان درمکش
چون خلقنا کم شنیدی من تراب خاک باشی جست از وے متاب
بین کہ اندر خاک تخمے کاشتم گرد خاکی و منش افراشتم
حملہ دیگر تو خاکے پیشہ گیر تا کنم بر جملہ میرانت امیر
آب از بالا بہ پستی در شود زانکہ از پستی ببالا میرود
گندم از بالا بزیر خاک شد بعد ازان آن خوشہ چالاک شد
دانہ ہر میوہ آمد در زمین بعد ازان سرہا برآورد از زمین
اصل نعمتہا ز گردون تا بخاک زیر آمد شد غذائے جان پاک
از تواضع چون زگردون شد بزیر گشت جزو آدمی حے دلیر
پس صفات آدمی شد آن جماد بر فراز عرش پران گشت شاد
کز جہان زندہ ز اول آمدیم باز از پستی سوے بالا شدیم
جملہ اجزا در تحرک در سکون ناطقان انا الیہ راجعون
ذکر تسبیحات اجزائے نہان غلغلے افگند اندر آسمان
چون قضا آہنگ نیرنجات کرد روستائی شہری را مات کرد
با ہزاران حزم خواجہ مات شد زان سفر در معرض آفات شد

آسمان سے جو زمین پر آئے ہے نے علاج اور بھاگنے کی جا ہے
اسپہ برسے آگ جو خورشید سے آگے اُس آتش کے اپنا سر رکھے
اُسپہ طوفان گر گری باران بھی شہر کو اسیر کرے ویران بھی
صبر وہ کرتی ہے بس ایوب وار کہ مین قیدی ہون وہ جو کچھ لائے یار
تو بھی اک جُز ہے زمین کا مت پھر حکم حق جو دیکھے تو تو مت چھپے
جو خلقنا کم سنا ہے من تراب خاک ہو بس وہ نکر اندر حجاب
مین نے بویا خاک مین اک تخم کو کرکے خاکی دی بلندی اُسکو جو
دوسرے حملہ مین خاکے پیشہ کر تا کرون میرون سے تجکو میر تر
آب بس بالا سے پستی کو پھرے کیونکہ پستی سے وہ بالا کو اُڑے
گیہون بالا سے گئی جو خاک مین بعدہ وہ خوشہ چالاک مین
تخم ہر میوہ زمین مین آئے ہے پھر زمین سے سر کو باہر لائے ہے
آسمان سے اصل نعمت تا بخاک ہو گئی آکر غذائے جان پاک
چرخ سے ازرہ تواضع آئے زیر جزو انسان کے ہو کر زندہ دلیر
ہو گیا بس وصف مردم وہ جماد اور اُڑا وہ عرش کے میدان میں شاد
عالم زندہ سے پہلے آئے ہم جاتے ہین بالا سے پھر پستی کو ہم
جملہ اجزائے متحرک اور سکون کہتے ہین انا الیہ راجعون
ذکر تسبیحون سے اجزائے نہان شور ڈالا آسمان کے درمیان
جو قضا نے قصد نیرنگی کیا مات دہقانی نے شہری کو دیا
حزم تھا پہ مات خواجہ کو ہوا اُس سفر سے اور آفت مین پڑا

سلہ مین نے بویا الخ یہ شعر مین نے خاک مین ایک تخم کو بویا اور خاکی کر کے جو بلندی اُسکو دی دوسرے حملہ مین خاکی پیشہ کر تا تجکو امیرون سے امیر تر کرون آگے اُسکی مثال ہے اب بلندی سے پستی کو پھرے کیونکہ وہ بلندی کو پستی سے اُڑے گندم بالا سے جو خاک مین گرے بعدہ وہ خوشہ چالاک ہین تخم ہر میوہ کا زمین سے آتا ہے پھر زمین سے سر کو باہر لاتا ہے آسمان سے اصل نعمت خاک تک آکر غذائے جان پاک ہو گئی آسمان سے ازراہ تواضع کے آئے نیچے اور جزو انسان کے ہو کر زندہ دلیر ہوئے پس وہ جماد وصف مردم ہو گیا اور اُڑا وہ عرش کے میدان خوش یعنے حق نے تخم روح کو وجود خاکی مین بویا کہ پیشہ خاکی اختیار کرے تا کہ سرداروں کا سردار ہووے یعنے قرب الٰہی حاصل ہو آب بارش بلندی سے پستی مین آکر پھر بلندی کو اُڑتا ہے آگے قول جماد ہے فافہم ۱۲ سلہ عالم زندہ سے الخ یہ شعر ہم عالم زندہ سے پہلے آئے ہین اور پھر پستی سے بالا کو ہم جاتے ہین سب اجزائے حرکت کرنے والے اور ساکن کہتے ہین ترجمہ تحقیق ہم طرف اُسکے رجوع ہونیوالے ہین اجزائے ذکر و تسبیحون کے پوشیدہ شور ڈالا درمیان آسمان کے یعنے کل اجزائے جہان ذکر و تسبیح حق کے پوشیدہ کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے جو قضا نے قصد نیرنگی کا کیا دہقانی نے مات شہری کو دیا حزم تھا خواجہ کو و لیکن مات ہوا اُس سفر سے اور آفت مین پڑا اُسکو اعتماد اپنے قیام پر تھا اگرچہ کوہ تھا آدھا سیل لے گیا یعنے روح باوجود ہوشیاری دھوکا نفس کا کھایا آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲

اعتمادش بر ثباتِ خویش بود — گرچہ کہہ بد نیم سیلش در ربود
چون قضا بیرون کند از چرخ سر — عاقلان گردند جملہ کور و کر
ماہیان افتند از دریا برون — دام گیرد مرغِ پرّان را زبون
تا پری و دیو در شیشہ بود — بلکہ ہاروتے بہ بابل در رود
جز کسے کاندر قضا اندر گریخت — خون او را ہیچ ترییجے نریخت
غیر آنکہ در گریزی در قضا — ہیچ حیلہ ندہدت از وے رہا

اعتماد اُسکو قیام اپنے پہ تھا — گرچہ کوہ تھا سیل آدھا لیگیا
جب قضا سر چرخ سے باہر کرے — بہرا اندھا جملہ عاقل کو کرے
مچھلیان باہر پڑین بس بحر سے — مرغ اُڑتا دام مین آکر پھنسے
تا پری اور دیو شیشہ مین پڑے — بلکہ ہاروت آکے بابل مین پھنسے
اُس سوا کہ بھاگا جو اندر قضا — خون اُسکا نے نحوست نے کیا
اُس سوا کہ بھاگے تو اندر قضا — کوئی حیلہ تجکو نے کردے رہا

قصۂ اصحاب ضروان و حیلہ کردن ایشان تا بے زحمت فقیران باغہا را اقطاف کنند

قصۂ اصحاب ضروان اور حیلہ کرنا اُنکا کہ بغیر محنت کے درویشون کو بہار باغونکی ندین

قصۂ اصحاب ضروان خواندۂ — پس چرا در حیلہ جوئی ماندۂ
حیلہ میکردند کژدم نیش چند — کہ برند از روزی درویش چند
شب ہمہ شب می سگالیدند مکر — روی در رو کردہ چندین عمر و بکر
خفیہ میگفتند سرہا آن بدان — تا نباید کہ خدا دریابد آن
با گِل اندانیدہ اسگالیدہ گِل — دستکاری میکند پنہان ز دل
کیف لا یعلم ہواک من خلق — ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین رغدا — من یعاین این مثواہ غدا
اینما قد ہبطا او صعدا — قد تولاہ و احصے عددا
خفیہ مے کردند اسرار از خدا — آن سگان جاہل از جہل و عمیٰ

قصۂ اصحاب ضروان جو پڑھا — کس لیے پھر حیلہ جوئی مین پڑا
چند بچھو نیش حیلہ مارتے — چھینون روزی تاکہ کچھ درویش سے
رات بھر کرتے تھے باہم فکر و مکر — اور سرگوشی وہ کرتے عمر و بکر
خفیہ کرتے تھے وہ باتین پُرجفا — تا نہ آگہ ہووے احمد کا خدا
تو گِل آلودہ و گِل اندیش ہے — دستکاری دل سے پنہان تو کرے
کیف لا یعلم ہواک من خلق — ان فی نجواک صدق ام ملق
کیف یغفل عن ظعین رغدا — من یعاین این مثواہ غدا
اینما قد ہبطا او صعدا — قد تولاہ و احصے عددا
خفیہ کرتے تھے خدا سے بھید کو — جہل و اندھے پن سے جاہل کتے دو

لہ جب قضا الخ ۵ شعر جب قضا آسمان سے سر باہر کرے سب عاقلونکو بہرا و اندھا کردے مچھلیان باہر دریا سے پڑین اور مرغ اُڑتا دام مین آکر پھنسے تا دیو و پری شیشہ مین پڑے بلکہ ہاروت آکر بابل مین پھنسے سوا اُسکے جو بھاگا اندر قضا کے خون اُسکا نحوست نے نکیا اُسکے سوا کہ تو بھاگے اندر قضا کے کوئی حیلہ تجکو رہا نکرے یعنے جب قضا آتی ہے عقلمندون کو اندھا و بہرا کردیتی ہے اور جو قضا کے اندر بھاگا نحوست نے خون اُسکا نکیا اور رہا نبرہوا جیسے اصحاب ضروان کو کوئی تدبیر نہ چلی چنانچہ آگے قصۂ اصحاب ضروان کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-

سلہ قصۂ الخ ۹ شعر قصۂ اصحاب ضروان کا جو تو نے پڑھا پھر کس لیے حیلہ جوئی کرتا ہے چند بچھو نیش حیلے کے مارتے کہ روزی چھین لیں چند درویش سے رات بھر باہم فکر مکر کرتے تھے اور سرگشی کرتے تھے عمر و بکر سے وہ پُرجفا خفیہ باتین کرتے تھے احمد صلعم کا خدا آگاہ نہو جاوے آگے اسکی مثال ہے تو گِل آلودہ و گِل اندیش ہے تو دل سے پنہان دستکاری کرتا ہے ترجمہ کیونکر نجانے خواہش تیری کو جس کسی نے کہ پیدا کیا تجکو تحقیق خفیہ کہنے مین تیرے صدق ہے یا مکر ترجمہ کیونکر غافل ہووے چلنے والے سے کہ صبح کرتا ہے وہ کوئی دیکھے کہ کہان ہے جگہ اُسکی کل ترجمہ جس جگہ وہ چلنے والا تحقیق فرود آئے یا اوپر جاے تحقیق کام اُسکا اوپر اپنے پکڑا ہے اور شمار کیا ہے کرنے کے لائق خدا سے بھید کو خفیہ کرتے تھے وہ جاہل کتے جہل و اندھے پن سے یعنے وہ منافق خفیہ باتین کرتے تھے کہ احمد صلعم کا خدا اُنسکر احمد صلعم کو کہدیگا یہ اُنکا جہل و اندھا پن تھا کیونکہ دل سے بھید دستکاری کا کب پوشیدہ ہو سکتا ہے جیسے دل اُس وجود عالم صغیرہ مین محیط ہے اسیطرح ذات حق عالم کبیرہ مین محیط ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

گوش کن اکنون حدیث خواجہ را	کو سوے دہ چون شد و دید او جزا	اب سنو تم بات خواجہ کی ذرا	گانون کو جو وہ گیا پائی جزا
گوش را اکنون ز غفلت پاک کن	استماع ہجر آن غمناک کن	کان کو غفلت سے اپنے پاک کر	اور سننا فرقت غمناک کر
تا چہا دید از بلا او از عنا	در رہ دہ چون شد از شہر او جدا	گانونکے رستہ مین کیا دیکھی بلا	جب ہوا وہ شہر سے اپنے جدا
آن زکاتے دان کہ غمگین را دہی	گوش را چون پیش دستانش نہی	وہ زکات ایک جان کہ غمگین کو دے	داستان اسکی سنی جو کان سے
مثنوی غمہای رنجوران دل	فاقۂ جان شریف از آب و گل	سن تو اب رنجور دل کے رنج کو	جان کے فاقہ کو آب گل سے تو
خانہ پر دود دارد پر فنے	مر ورا بکشا ز اصغا روزنے	پر دھوئین سے گھر کو کھلے پرفن اک	کھول سینے سی تو اسکا روزن اک
گوش تو او را چو راہ دم شود	دود تلخ از خانۂ او کم شود	کان تیرا اسکا جو ہو راہ دم	گھر سے اسکے وہ دھوان ہو تلخ کم
غمگساری کن تو با ما ای روی	گر بسوے رب اعلیٰ میروی	غمگساری کر مری لئے اے ہر	رب علی کی طرف جاتا ہے جو
این تردد حبس و زندانی بود	کو نہ بگذارد کہ جان سوے رود	یہ تردد قیدخانہ ایک ہے	کہ کسی جانب نجانے جان کو دے
این بدان سو و آن بدین سو میکشد	ہر کسے گوید منم بر راہ رشد	کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر	کہتا ہر اک ہون مین راہ راست پہ
این تردد عقبۂ راہ حق ست	ای خنک آنرا کہ پایش مطلق ست	یہ تردد گھاٹی راہ حق مین ہے	وہ اچھا جو قدم مطلق رکھے
بے تردد میرود در راہ راست	رہ نمیدانی بجو گامش کجاست	بے تردد راہ سیدھی چلے ہے	رہ نجانے کھوج اسکا ڈھونڈ لیجیے
گام آہو را بگیر و رو معاف	تا رسی از گام آہو تا بناف	کھوج لے آہو کا اور جا ہے معاف	کھوج آہو سے تو پہونچے تا بناف
زین روش بر اوج انور میروی	ای برادر گر بر آذر میروی	اس روش سے اوج انور پر چلے	اے برادر آگ پر تو گر چلے
نی ز دریا ترس و نے از موج و کف	چون شنیدی تو خطاب لا تخف	مت ڈرے کیا کر سکے دریا و آب	لا تخف کا جو سنا تو نے خطاب
لا تخف دان چونکہ خوفت داد حق	نان فرستد چون فرستادت طبق	لا تخف ہے وہ جو خوف حق نے دیا	دیوے روٹی جو طبق تجکو ملا
خوف آنکس راست کو را خوف نیست	غصہ آنکس را کش اینجا طوف نیست	خوف اسکو ہے کہ خوف اسکا نہین	غصہ اسکو ہے رجوع اس جا نہین

ف اب سنو اے شعر اب تم بات خواجہ کی سنو ذرا جو وہ گانونکو گیا سزا پائی اپنے کان کو غفلت سے پاک اور فرقت سے پاک کر اور فرقت غمناک کو سن ای بشر کہ اسنے گانون کے رستہ مین کیا بلا دیکھی جب وہ اپنے شہر سے جدا ہوا آگے اسکے حقائق بیان تو وہ ایک زکات جان غمگین کو دے جو اسکی داستان کان سے سنے تو اب سن رنجور دل کے رنج کو کہ جان کو فاقہ آب و گل سے [illegible] باقی جان آگے [illegible] کان تیرا جو اسکا راہ دم ہوا اسکے گھر سے وہ دھوان تلخ کم ہوا اے راہ رو میری غمگساری کو جو رب اعلیٰ کیطرف تو جاتا ہے یہ تردد ایک قیدخانہ ہے کہ کسی جانب جان کو نجاوے کھینچتا ہے یہ ادھر اور وہ ادھر ہر ایک کہتا ہے کہ مین راہ راست پر ہون یعنے اہل دل کا تو حال سن کہ سیاہی دل کی تیری اسکے دم سے دور ہووے اے رہبر تو میری غمگساری کر اگر جانب حق کے تیری رسائی ہے کہ جان کو کسی طرف نہین جانے دیتا ہے صورت جان کو ادھر اور جان کو ادھر کھینچتی ہے اور ہر ایک کہتی ہے کہ مین رستی پر ہون آگے اس تردد کا حال ہے فافہم ۱۲ ف یہ تردد الخ شعر یہ تردد راہ حق مین گھاٹی ہے وہ بہتر ہے جو قدم مطلق نہ رکھے یعنے جمعیت کے ساتھ راہ سلوک چلے بغیر تردد کے سیدھی راہ جاتا ہے اور اگر راہ نجانے اسکا کھوج ڈھونڈھے آگے اسکی مثال ہے کھوج آہو کا بجا معاف ہے کھوج آہو سے تو پہونچے آہو تک اس روش سے تو اوج انور پر چلے اے برادر اگر تو آگ پر چلے تو مت ڈر کیا کر سکتا ہے دریا و آب بلا تخف کا اگر تو نے خطاب سنا ہے وہ بجوت ہے جو خوف حق نے دیا روٹی دیوے جو طبق تجکو ملا اسکو خوف ہے کہ خوف اسکا نہین ہے غصہ اسکو جو رجوع اس جا نہین ہے یعنے جو دنیا مین رجوع بحق تعالیٰ ہے اسکو غصہ ہے اور خوف بھی ہے آگے رجوع بقصہ خواجہ ہے فافہم ۱۲

روانہ شدن خواجہ بسوئے دہ بمہمانی

خواجہ درکار آمد و تجہیز ساخت ۔ مرغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
اہل و فرزندان سفر را ساختند ۔ رخت را بر گاو عزم انداختند
شادمانان و شتابان سوئے دہ ۔ کہ برے خوردیم از دہ مژدہ دہ
مقصد ما را چراگاہ خوش ست ۔ یار ما آنجا کریم و دلکش ست
با ہزاران آرزو یان خواندہ است ۔ بہر ما غرس کرم بنشاندہ است
ما ذخیرہ در زمستان دراز ۔ از بر دہ سوئے شہر آریم باز
بلکہ باغ ایثار راہ ما کند ۔ درمیان جان خودمان جا کند
عجلوا اصحابنا کے ترتجوا ۔ عقل میگفت از درون لا تفرحوا
من رباح اللہ کونوا رابحین ۔ ان ربی لا یحب الفرحین
افرحوا ہونا بما آتاکم ۔ کل آت مشغل الہاکم
شاد از وے شو مشو از غیر وے ۔ او بہار ست و دگرہا ماہ دے
ہرچہ غیر او ست استدراج تست ۔ گرچہ تخت و ملکت ست و تاج تست
شاد از غم شو کہ غم دام بقاست ۔ اندرین رہ سوئے پستی ارتقاست
غم یکے گنج ست و رنج تو چو کان ۔ لیک کے در گیرد این در کودکان
کودکان چون نام بازی بشنوند ۔ جملہ با خر گور ہم تگ مے شوند

روانہ ہونا خواجہ کا طرف گانوں کی واسطے مہمانی کے

مستعد خواجہ ہوا سامان کیا ۔ مرغ عزم اسکا طرف دہ کے اڑا
اہل و فرزندوں نے تیاری کری ۔ عزم کی بس بیل پر خرجی کسی
خوش و خرم گانوں کیجانب چلے ۔ کہ ثمر کھائینگے ہم اُس گانوں سے
مقصد اپنے کی چراگاہ خوب ہے ۔ یار اپنا رہتا ہی اُس جاے پے
سو تمنا سے بلایا ہم کو ہے ۔ اور رکھی نعمت ہمارے واسطے
بس ذخیرہ موسم سردی میں لے ۔ شہر کو ہم اُس سے واپس آئینگے
بلکہ ہمکو باغ وہ بخشش کرے ۔ جان اپنی میں جگہ ہمکو دے
عجلوا اصحابنا کے ترتجوا ۔ کہتی عقل اندر سے تھی لا تفرحوا
من رباح اللہ کونوا رابحین ۔ ان ربی لا یحب الفرحین
افرحوا ہونا بما آتاکمو ۔ کل آت مشغل الہاکمو
خوش ہو اس سے اور نہو تو غیر سے ۔ وہ بہار اک ہی خزان ہیں غیر دے
غیر اُسکا تجکو استدراج ہے ۔ گرچہ تجکو تخت و ملک تاج ہی
خوش ہو غم سی غم وہ ہی دام بقا ۔ اندر اس رہ کے ہی پستی ارتقا
غم ہی گنج اور تیرا رنج اک کان ہی ۔ کب اثر اطفال کے اندر کری
نام بازی کا جو لڑکے سنتے ہین ۔ دوڑتے سب ساتھ اندھے خر کے ہین

---

۱ مستعد الخ یہ شعر خواجہ مستعد ہوا اور سامان کیا اور مرغ عزم اسکا گانوں کی طرف اڑا اہل و فرزندان نے تیاری کری اور گاو عزم پر خرجی لادی خوش و خرم گانوں کی جانب چلے کہ ہم اُس گانوں کے ثمر کھائینگے اپنے مقصد کی چراگاہ خوب ہے اس جا پر کریم اپنا یار ہے ہمکو سو تمنا سے بلایا ہے اور ہمارے واسطے نعمت رکھتا ہی باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ پس ذخیرہ الخ یہ شعر موسم سردی مین بہت ذخیرہ لیکر شہر کو اُس گانوں سے واپس آئینگے بلکہ ہمکو وہ باغ بخشش کریگا اور اپنی جان مین ہمکو جگہ دیگا آگے حقائق ہین ترجمہ جلدی کرو تم ای دوستو ہمارے کہ بہت نفع پاوین ہم عقل نور سے کہتے تھے کہ مت خوشی کرو تم ترجمہ نفع اللہ کے سے ہو تم نفع پانیوالے تحقیق رب ہمارا دوست نہین رکھتا ہی خوشی کرنیوالو نکو ترجمہ خوش ہو تم اُس حال مین کہ آرام و آہستگی تمکو ساتھ اسی چیز کے کہ دی ہی خدا نے تعالیٰ نے تمکو خوش اس سے ہون اور نہ غیر سے وہ ایک بہار ہے اور خزان غیر ہی اسکا غیر تجکو طلب الخ ہی اگرچہ تمکو تخت و ملک و تاج ہی یعنے خوشی و آرام تو حق سے چاہ اور ما سوا اللہ سے مت چاہ کہ اس دنیا مین غم و رنج بہت ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ ۳ خوش ہو الخ یہ شعر غم سے خوش ہو کہ غم دام بقا ہی اندر اس راہ کے پستی بلندی ہی غم ہی گنج اور تیرا رنج کان ہی کب اندر اطفال اثر کرے نام بازی کا جو لڑکے سنتے ہین اندھے خر کے ساتھ سب دوڑتے ہین ای اندھے گدھو اُدھر کو دام ہین اور اسطرف گھاتون مین خون کے پینے والے ہین سب تیر اڑ گئے ولیکن کمان آنکھوں سے مردم کے پوشیدہ ہوگئی اور تیر سب اڑے اور بڑھاپے کی جوانی پر پڑا ہے یعنے تو غم دنیا سے خوش ہو کہ راہ سلوک مین پستی بلندی ہی تیر غم کے تو سب اڑ گئے لیکن کمان قد خمیدہ تیرا ابھی پوشیدہ ہوا اور پیری نے تیری جوانی کو نیست کر دیا پس تو خدا طلبی کر چنانچہ اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

ای خران کور آنسو دامہاست | درکمین این سو خون آشامہاست
تیرہا پران شدہ لیکن کمان | گشت پنہان از دو چشم مردمان
تیرہا پران کمان پنہان و غیب | بر جوانی میرسد صد تیر شیب
گام در صحرای دل باید نہاد | زانکہ در صحرای گل بنود کشاد
ایمن آبادست دل ای مردمان | حصن محکم موضع امن و امان
گلشن خرم بکام دوستان | چشمہا و گلستان در گلستان
عج الی القلب و سر یا ساریہ | فیہ اشجار و عین جاریہ
دہ مرو دہ مرد را احمق کند | عقل را بے نور و بے رونق کند
خواجہ پندارد کہ روزی دہ دہد | این شنید اندکہ روزی دہ دہد
قول پیغمبر شنو اے مجتبے | گور عقل آمد وطن در روستا
ہر کہ روزی باشد اندر روستا | تا بماہے عقل او ناید بجا
تا بماہے احمقی در وے بود | از حشیش دہ جز اینہا چہ درود
وانکہ ماہے باشد اندر روستا | روزگارے باشدش جہل و عما
دہ چہ باشد شیخ واصل ناشدہ | دست در تقلید در حجت زدہ
پیش شہر عقل کلی این حواس | چون خران چشم بستہ در خراس
این رہا کن صورت افسانہ گیر | ہل تو در دانہ و گندم دانہ گیر
گر بدو رہ نیست ہین بری ستان | گر بدان سو نیست رہ این سو بران
ظاہرش گیر ارچہ ظاہر کژ بود | عاقبت ظاہر سوی باطن رود

اگر ادھر ہوا اندھو اُدھر کو دام ہین | اس طرف گھاتو نمین خون کے آشام ہین
تیر تو سب اُڑ گئے لیکن کمان | ہو گئی آنکھوں سے مردم کے نہان
پس کمان پوشیدہ تیر اب اُڑے | تیر پیری کے جوانی پر پڑے
دل کے صحرا مین قدم کو تم رکھو | کہ کشادہ گل کے صحرا مین نہو
امین و آباد دل ہی ای جوان | قلعہ محکم جاے ہی امن و امان
باغ خرم بامراد دوستان | جاری چشمے بوستان در بوستان
عج الی القلب و سر یا ساریہ | فیہ اشجار و عین جاریہ
دہ نجا دہ مرد کو احمق کرے | عقل کو بے نور بے رونق کرے
خواجہ جانے گانون روزی دے مجھے | یہ نجانے روزی دینے والا ہے
قول پیغمبر کا اے یارو سنو | عقل اندھی گانو کے رہنے سے ہو
ایکدن گانون مین جو کوئی رہے | عقل اک مہ تک بجا اسکی نہ رہے
ایک مہ تک احمقی اسمین رہے | گانونین جز گھانس کیا کھود لیجے
ایک مہ تک گانونین جو کہ رہے | بس زمانہ اسکا گذرے جہل سے
گانون کیا ہے شیخ بے پہونچا ہوا | حجت و تقلید کا ہو مبتلا
شہر عقل کل کے آگے یہ حواس | چشم بستہ بیل جون کولہو کے پاس
چھوڑ تم اسکو صورت افسانہ لے | چھوڑ دُر دانہ کو گندم دانہ لے
گر نہین موتی ملے گندم کو لے | اس طرف جا گر نہ اُس سو جا سکے
گرچہ ظاہر کج ہو ظاہر اسکا لے | ظاہر آخر کار باطن تجکو دے

سلہ یعنی اگر طرف دل کے سیر کر اے سیر کرنے والے ۱۲ سلہ اسمین درخت اور چشمے جاری ہین۔

سلہ دل کے الخ یہ شعر غم دل کے صحرا مین قدم رکھو کیونکہ صحرا مین گل کی قدم کشادہ نہو دل امین و آباد ہے قلعہ محکم وجاے امن و امان ہے باغ خرم و بامراد دوستان ہے ترجمہ میل کر طرف دل کے اور سیر کر اے سیر کرنے والے اسمین درخت و چشمے جاری ہین تو گانو نجا گانون آدمی کو احمق کرتا ہے اور عقل کو بے نور و بے رونق کرتا ہے خواجہ جانے گانون مجکو روزی دے اور یہ نہین جانتا ہے کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے یعنے تم دل کی سیر کرو اور دُنیا کی طرف متوجہ نہو کہ موضع دنیا مرد کو احمق کرتی ہے آگے قول حضرت رسول مقبول صلعم کا ہے فافہم ۱۲ سلہ قول ہے کہ جس گانون کے رہنے سے عقل اندھی ہو جو کوئی ایکدن گانون مین رہے ایک مہینے تک عقل اسکی بجا نرہے ایک مہینے تک اسمین احمقی رہے گانون مین سواے گھانس کھودنے کے کیا کرے جو گانون مین رہے اسکا زمانہ جہل سے گذرے آگے حقائق ہین وہ گانون کیا ہے شیخ ناخدا رسیدہ اور حجت و تقلید کا مبتلا ہو شہر عقل یعنے مرشد کامل کے آگے یہ حواس ایسے ہین جیسے بیل چشم بستہ کولہو کے پاس ہو تو چھوڑ اسکو صورت انسان کی لے چھوڑ دُر دانہ اور دانہ گندم کو لے اگر تجکو موتی نہ ملے گندم کو لے اسطرف جا اگر ادھر جا نسکے اگرچہ ظاہر کج ہو تو ظاہر کو لے آخر کار ظاہر تجھے باطن کو پہونچا دیگا یعنے پیران ریاکار حکم گانون کا رکھتے ہین اور مرشدان کامل حکم شہر کا رکھتے ہین پس جو شخص پیران ریاکار کے پاس رہا احمق و بے عقل ہوا اور جو کامل کی خدمت مین آیا یہ حواس ظاہر اسکے بیکار ہو گئے اگر معنے تجکو حاصل نہون ظاہر طریقہ مرشدون کا اختیار کر کہ یہ روش ظاہری تجھے معنے کو پہونچا دیگی آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

اول ہر آدمی خود صورتست	بعد ازان جان کو جمال سیرتست	ابتدائے آدمی شکل رجال	بعد اسکے جان ہے مثر جمال
اول ہر میوہ جز صورت کی ست	بعد ازان لذت کہ معنی وی ست	ابتدای میوہ بھی صورت رکھے	بعدہٗ معنے کہ وہ لذت رکھے
اولا خرگاہ سازند و خرند	ترک را زان پس بمہمان آورند	اولا تیار خیمہ کرتے ہین	ترک کو بعد اسکے مہمان لاتے ہین
صورتت خرگاہ وان معنیت ترک	معنیت ملاح وآن صورت چو فلک	تیری صورت خیمہ ترک اک معنی ہے	معنے ملاح اور صورت کشتی ہے
بہر حق این را رہا کن یک نفس	تا خر خواجہ بجنباند جرس	ایک دم اسکو خدا را کر رہا	تا ہلائے گھنٹہ خواجہ کا گدھا

رفتن خواجہ وقومش بسوے دہ
جانا خواجہ قوم اسکی کا طرف گانون کے

خواجہ وبچگان جہازی ساختند	بر ستوران جانب دہ تاختند	خواجہ اور فرزند سامان بیل پر	گانون کی جانب گئے بس لاد کر
شادمانہ سوے صحرا راندہ اند	سافروا کے تغنموا بر خواندہ اند	سوے صحرا خوش و خرم جاتے تھے	سافروا کے تغنموا کو پڑھتے تھے مسافری کرو تم اور بہت غنیمت پاؤ ۱۲
کز سفرہا ماہ کیخسرو شود	بے سفرہا ماہ کے خسرو شود	کہ سفر سے بندہ ہووی بادشاہ	بے سفر روشن نہووی قرص ماہ
از سفر بیذق شود فرزین نراد	وز سفرہا یافت یوسف صد مراد	اور سفر سے پیادہ بس فرزین بنے	اور سفر سے بادشاہ یوسف ہوے
روز روی از آفتابے سوختند	شب ز اختر راہ مے آموختند	دن کو کرتے گرم منہ خورشید سے	رات کو تارون پہ چلتے راہ تھے
خوب گشتہ پیش ایشان راہ زشت	از نشاط دہ شدہ رہ چون بہشت	آگے انکے راہ بد اچھی ہوئی	گانونکی عشرت سے رہ جنت بنی
تلخ از شیرین لبان خوش میشود	خار از گلزار دلکش میشود	تلخ شیرین لب سے بس خوش ہوتا ہے	خار جون گلشن سے دلکش ہوتا ہے
حنظل از معشوق خرما میشود	خانہ از ہمخانہ صحرا مے شود	یار حنظل دے ہو خرما سے سوا	صحرا ہمخانہ سے خانہ ہو دلا
اے بسا از نازنینان خارکش	بر امید گلعذارے ماہ وش	اے بہت نازکبدن اور نازنین	ہین امید گلبدن پر خارچین

ؐ۱ ابتداے الخ۔ شعر ابتداے آدمی کی صورت انسان ہے بعد اسکے جان لے کر سر جمال ہے ابتدا میوے کی بھی صورت رکھتی ہے بعد اسکے معنے کہ وہ لذت رکھتی ہے اول خیمہ تیار کرتے ہین بعد اسکے معشوق کو مہمان لاتے ہین آگے حقائق ہین تیری صورت خیمہ و ترک معنی ہے معنے ملاح اور صورت کشتی ہے ایک دم خدا کیواسطے چھوڑ تا خواجہ کا گدھا گھنٹہ ہلائے یعنے صورت راستی معنے کو پہونچاتی ہے تو ایکدم خدا کیواسطے اس صورت کو چھوڑ کر معنے سے آگہی تجکو ہو آگے قصہ خواجہ کا ہے فافہم ۱۲ ؐ۲ خواجہ الخ۔ شعر خواجہ اور فرزند اسکے سامان بیل پر لاد کر گانون کی جانب گئے جانب صحرا کے خوش و خرم جاتے تھے ترجمہ مسافری کرو تم اور بہت غنیمت پاؤ سفر کی برکتین پڑھتے تھے آگے حقائق ہین کہ سفر سے بندہ بادشاہ ہووے بے سفر ماہ روشن نہووے سفر سے پیادہ فرزین بنتا ہے اور سفر سے یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے آگے رجوع بقصہ ہے دن کو منہ گرم کرتے تھے خورشید سے اور رات کو تارون پر راہ چلتے تھے یعنے سفر کرنے سے مفلس آسودہ ہوتا ہے اور پیادہ فرزین بنتا ہے آگے قصہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ ؐ۳ آگے الخ۔ شعر آگے انکے راہ بد بہتر اور گانون کی عشرت سے راہ جنت بنی آگے مثال ہے شیرین لب سے تلخ خوش ہوتا ہے خار مانند گلشن کے دلکش ہوتا ہے یار حنظل ہے تو خرما سے سوا ہے اور صحرا ہمخانہ سے خانہ ہووے اے بہت نازکبدن اور نازنین امید گلبدن پر خار چنتے ہین اے بہت حال ہین پشت دوتا بلا سے ماہرویون سے پیرجفا ہین آہنگر اپنا جمال سیاہ کرتے ہین تاکہ رات آئے ورو‌ئے ماہ چو ہین خواجہ شام تک دکان پر قید ہے کیونکہ اسکے دل مین دلبر جگہ رکھتا ہے خشکی و دریا مین سوداگر پھرتا ہے جو کہ اہلخانہ کی محبت رکھتا ہے ہر کوئی مردہ کو اول لیتا ہے اپنی زندگی کی امید پر تجار کہ چوب کی خواہش کرتا ہے خدمت محبوب کی امید پر یعنے حب دنیا کے واسطے ہر ایک شخص آفات و بلا سر پر لیتا ہے اور درم و دینار مردہ کو اپنی زندگی کیواسطے خریدتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

ای بسا حمال گشتہ پشت ریش
از برای دلبر مہ روی خویش

کردہ آہنگر جمال خود سیاہ
تاکہ شب آید ببوسد روی ماہ

خواجہ تا شب بر دکان چارمیخ
زانکہ سروی در وی کردست بیخ

تاجری دریا و خشکی می دود
آن بہر خانہ نشینی میرود

ہر کرا با مردہ سودائی بود
بر امید زندہ سیمائی بود

آن دگر روی آوردہ بچوب
بر امید خدمت مہ روی خوب

بر امید زندہ کن اجتہاد
کو نگردد بعد روزی در جماد

ہین مکن مونس خسی را از خسی
عاریت باشد در آن مونسی

انس تو با مادر و بابا کجاست
گر بجز حق مونسانت را وفاست

انس تو با دایہ و لالا چہ شد
گر کسی شاید بغیر حق عضد

انس تو با شیر و با پستان نماند
نفرت تو از دبیرستان نماند

آن شعاعی بود بر دیوارشان
جانب خورشید رفت آن نشان

بر ہر آن چیزی کہ افتد آن شعاع
تو بر آن ہم عاشق آئی ای شجاع

عشق بر تو ہر چہ آن موجود بود
آن ز وصف حق زر اندود بود

چون زری با اصل رفت و مس نماند
از زری خویشتن مفلس بماند

طبع سیر آمد طلاق او بخواند
پشت بر وی کرد و دست از وی فشاند

از زر اندود صفاتش پا بکش
از جہالت قلب را کم گوی خوش

کان خوشی در قلبہا عاریتی ست
زیر زینت مایہ بی زینتی ست

زر ز روی قلب در کان میرود
سوی آن کان رو تو ہم کان میرود

اے بہت حمال ہین پشت ریش تا
ماہرویان کی بلا سے پر جفا

کرتے آہنگر جمال اپنا سیاہ
تا کہ رات آئے وچومیں روئے ماہ

شام تک خواجہ دکان پر قید ہے
کیونکہ دلبر اسکے دلمین جڑ رکھے

خشکی و دریا مین سوداگر پھرے
اہل خانہ کی محبت جو رکھے

ہر کوئی مردہ کو لیتا مول ہے
زندگی اپنی وہ لے امید پے

کرتا خواہش چوب کی نجار ہے
خدمت محبوب کی امید پے

سعی کر زندہ کی تو امید پے
بعد دو دن کے نہ وہ مردہ بنے

مت کری ناکس کو تو مونس کبھی
عاریت ہوتی ہے اسکی مونسی

ہے کہاں انس اب ترے ماں باپ کا
حق سوا مونس کو تیرے کب وفا

انس لالا دائی کا کیا ہو گیا
قوت بازو کسے ہے حق سوا

تجکو حب نے شیر و پستان سے رہی
تجکو نفرت نے دبستان سے رہی

وہ شعاع دیوار پر تھی انکی وان
جانب خورشید پلٹا وہ نشان

وہ شعاع جس چیز پر بھی آ پڑے
اسکا تو عاشق ہوا اور شیدا بنے

عشق آیا تجکو جس موجود پے
وصف حق کا جون ملمع اسپہ ہے

زر گیا جو اصل کو تانبا گیا
اپنے زر ہونے سے مفلس رہ گیا

ہوئی طبیعت سیر ترک اسکو کیا
لات ماری دست بردار اور ہوا

چاہئے مت اسکے ملمع وصف کو
جہل سے کھوٹے کو مت اچھا کہو

اچھا پن کھوٹے کا ہے یہ عارضی
نیچے ہر زینت کے ہے بے زینتی

کھوٹے پن سے زر گیا ہے کان مین
تو بھی جا وہ گر گیا ہے کان مین

سلہ سعی کرالخ ۱۲ شعر تو فرزند حق کی امید پر کوشش کر کہ بعد دو دن کے وہ مردہ نہ بنے اور کبھی ناکس کو اپنا مونس مت کر کہ اسکی مونسی عارضی ہوتی ہے تیرے ماں باپ کا اب انس کہاں ہے حق کے سوا تیرے مونس کو کب وفا ہے یعنے تو حق کی امید پر کوشش کر کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اور ناکس سے انس مت کر کہ وہ عارضی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ **سلہ** انس الخ ۱۲ شعر انس خادم دوائی کا کیا ہو گیا حق کے سوا قوت بازو کسے ہے تجکو شیر و پستان کی محبت نہ رہی وہ شعاع دیوار پر تھی وہ نشان جانب خورشید پلٹا جو کہ وہ شعاع ہر چیز پر پڑے اسکا تو عاشق ہوا اور شیدا بنے جس موجود پر تجکو عشق آیا اسپر وصف حق کا مانند ملمع کے ہے آگے اسکی مثال ہے زر جو اپنی اصل کو گیا تانبا رہا اپنے زر ہونے سے وہ مفلس رہ گیا طبیعت سیر ہوئی اسکو ترک کیا لات ماری اور دست بردار ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ **سلہ** چاہیے مت الخ ۱۲ شعر اسکے ملمع وصف کو مت چاہ اور جہل سے کھوٹے کو اچھا مت کہہ یہ اچھا پن کھوٹے کا عارضی ہے نیچے ہر زینت کے بے زینتی ہے کھوٹے پر سے زر کان میں گیا ہے تو بھی جا وہ اگر کان بن گیا ہے تو رجانا شمس میں ہے دیوار سے پس تجکو شمس کی طرف جانا بہتر ہے یعنے آسمان سے لے تو آپ کو جو وفا پر نالہ کو نہیں پاتا ہے معدن دنیہ کی نحوست وام گرگ کب پایہ جگہ وہ گرگ سترنگ پہچاننے یعنے یہ صورت مجازی کا حسن پرتو خورشید ہے کہ بعد چند روز کے پلٹ کر اپنی اصل کو جاتا ہے یا ایک ملمع زر ہے کہ تانبے پر چڑھا ہے کہ بعد چند روز کے وہ ملمع گیا خالی تانبا رہ گیا پس آسمان سے آپ جو پر نالہ کے بھروسہ پر مت رہ یعنے معنی حاصل کر اور صورت ظاہری چھوڑ دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲—

نور از دیوار تا خور می رود | تو بدان خور رو کہ در خور میرود
زین سپس بستان تو آب از آسمان | چون ندیدی تو وفا در ناودان
معدن دنبہ نباشد دام گرگ | کی شناسد معدن آن گرگ سترگ
در گمان بردند بستہ در گرہ | می شتابیدند مغروران بدہ
ہمچنین خندان و رقصان می شدند | سوی آن دولاب چرخی می زدند
چون ہمی دیدند مرغی می پرید | جانب دہ صبر جامہ می درید
ہر نسیمی کز سوی دہ می وزید | گوئیا شیخ روان می پرورید
ہر کہ می آید ز دہ او سوی او | بوسہ میدادند خوش بر روی او
کہ تو روی یار ما را دیدۂ | پس تو جان جان ما را دیدۂ

نور جاتا شمس ہین دیوار سے | جانا سوی شمس بہتر ہی تجھے
آسمان سے بندۂ بے آب کو | یا وفا پایا نہ پرنالہ کو جو
معدن دنبہ نہووی دام گرگ | کب جگہ پہچانے وہ گرگ سترگ
[1] تھا گمان کہ زر گرہ مین ہی بندھا | جاتی تھے مغرور گانون کو بھلا
ایسے ہی جاتے تھے ہنستے کھیلتے | مثل دولاب اسطرف چکر مین تھے
جانور اڑتے ہوئے جو کہ دیکھے | گانونکی جانب تو بس بے صبر تھے
گانون کی جانب سے جو چلتی ہوا | اڑتی تھی روح روان اسجا گویا
گانون سی آتا جو انکے پاس تھا | چومتے خوش ہو کے اسکے دست و پا
کہ ہمارا یار تو نے دیکھا ہے | جان کی جان کا ہماری دیدہ ہے

قصہ نواختن آن سگ را کہ مقیم کوی لیلیٰ بود

قصہ تعظیم کرنا مجنون کا اُس کتے کی کہ مقیم گلی لیلیٰ کا تھا

ہمچو مجنون کو کہ سگ را می نواخت | بوسہ اش میداد و پیشش میگداخت
گرد او میگشت خاضع در طواف | ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
ہم سر و پالیش ہمی بوسید و ناف | ہم جلاب شکرش میداد صاف
بوالفضولی گفت کای مجنون خام | اینچہ شیدست اینکہ می آری مدام
پوز سگ دائم پلیدی می خورد | مقعد خود را بلب می استرد
عیبہای سگ بسے او می شمرد | عیب دان از غیب دان بوئی نبرد
گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن | اندر آ بنگر تو از چشمان من

[2] مثل مجنون کہ وہ سگ کو چومتا | کرتا تعظیم اور خود کو میٹتا
گرد اسکے عجز سے کرتا طواف | مثل حاجی گرد کعبہ بے گزاف
اسکے سر اور پانون کو بھی چومتا | بھی جلاب اسکو شکر کا دیتا تھا
بولا اک گستاخ کہ مجنون خام | مکر یہ کیا ہے کہ کرتا ہے مدام
سگ کا منہ کھاتا پلیدی کو مدام | چاٹتا اپنی ہے مقعد کو مدام
عیب وہ ازبسکہ سگ کے کہتا تھا | عیب مین کب غیب بین کو جاتا
[3] بولا مجنون تو تو بالکل جسم ہے | اندر آ تو دیکھ میری آنکھ سے

[1] گمان تھا الخ، شعر گمان تھا کہ زر گرہ مین بندھا ہے اور گانونکو مغرور جاتے تھے ایسے ہی کہتے و ہنستے جاتے تھے اور اسطرف مثل دولاب کے چکر مین تھے جو کہ جانور اڑتے ہوئے دیکھتے گانو کی جانب تو بہت بیقرار تھے گانون کی جانب سے جو ہوا چلتی روح روان گویا اس جا اڑتی جو گانون سے انکے پاس آتا تھا خوش ہو کر چومتے تھے اسکے دست و پا کہ ہمارے یار کو تو نے دیکھا ہماری جان کی جان کا تو نور ہے یعنے منزل مقصود حبیب نزدیک ہوتی ہی تو استیلاء شوق سے دل اسکا اس طرف کو کھینچتا ہی اور جو ادھر سے آتا ہی محبوب تر معلوم ہوتا ہی جیسے مجنون کو سگ لیلی فرشتہ معلوم ہوتا تھا چنانچہ اسکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] مثل مجنون الخ، شعر مثل مجنون کے کہ وہ سگ کو چومتا تھا تعظیم کرتا و خود کو میٹتا تھا اسکے گرد عجز سے طواف کرتا مثل حاجی کے گرد کعبہ بے گزاف اسکے سر اور پانون بھی چومتا و جلاب بھی اسکو شکر کا دیتا تھا ایک گستاخ نے کہا کہ ای مجنون خام یہ کیا مکر ہی کہ تو ہمیشہ کرتا ہی منہ سگ کا ہمیشہ پلیدی کو کھاتا ہی اور مدام اپنی مقعد کو چاٹتا ہی وہ عیب بہت سگ کے کہتا تھا عیب مین کیا غیب بین جانتا ہے یعنے مجنون اسکے منہ پر نظر کہ کر تعظیم سگ کی کرتا تھا اور وہ گستاخ صورت پرست اس راز سے کب خبر دار تھا کیونکہ جو عیب دیکھتا ہی وہ غیب سے محروم رہتا ہی آگے راز غیب کو مجنون بیان کرتا ہی رموز ہین فافہم ۱۲ [3] بولا مجنون الخ، شعر مجنون نے کہا تو بالکل جسم ہے اندر آ کر دیکھ میری آنکھ سے یہ طلسم حق کا بندھا ہی اور یہ کوچہ لیلی کا محافظ ہی ہوش و ہمت و جان و دل تو اسکا دیکھ کس جا کو اپنا مسکن کر لیا میرے کہف کا وہ سگ مبارک ہی بلکہ وہ میرا ہمدرد و الم ہی اسکے کوچہ مین جو وہ سگ رہتا ہی اسکی خاک پا بہتر ہے شیر سے کوچہ مین اسکے جو وہ سگ رہتا ہی اسکا ایک بال مین کب شیر کو دون شیر تو اسکے کتون کے غلام ہین کہنا ممکن نہین ہی جب چپ ہو اور سلام لینے یار کے کوچہ کا کتا بھی بہتر ہی شیران اہل دنیا سے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

تا این طلسم بستہ ہا مولیٰ ست این | پاسبان کوچۂ لیلیٰ ست این
همتش مین و دل و جان و شناخت | کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت
او سگ فرخ رخ کہف من ست | بلکہ او هم درد و هم کہف من ست
آن سگی کر گشت در کویش مقیم | خاک پایش بہ ز شیران عظیم
آن سگی کہ باشد اندر کوی او | من بشیران کی دهم یک موی او
آنکہ شیران هر سگانش را غلام | گفتن امکان نیست خامش والسلام
گر ز صورت بگذرید ای دوستان | جنت ست و گلستان در گلستان
صورت خود چون شکستی سوختی | صورت گل را شکست آموختی
بعد ازان هر صورتی را بشکنی | همچو حیدر باب خیبر بر کنی
سنغبہ صورت شد آن خواجہ سلیم | کو بدہ می شد بگفتار سقیم
سوی دام آن تملق شادمان | همچو مرغی سوی دانہ امتحان
از کرم دانست آن مرغ حریص | دانہ را با دام لیکن شد محیص
از کرم دانست مرغ آن دانہ را | غایت حرص ست نی جود و سخا
مرغ کان در طمع دانہ شادمان | سوی آن تزویر پران و دوان
گر ز شادی خواجہ آگاهت کنم | ترسم ای رهرو کہ بیگاهت کنم
مختصر کردم چو آمد دہ بدید | خود نبود آن دہ رہ دیگر گزید
قرب ماهی دہ بدہ می تاختند | زانکہ راہ دہ نکو نشناختند
هر کہ گیرد پیشہ بی اوستاد | ریش خندی شد بشهری و رستاد
هر کہ در رہ بی قلاوزی رود | هر دو روزہ راہ صد سالہ شود
هر کہ تازد سوی کعبہ بی دلیل | همچو این سرگشتگان گردد ذلیل

کہ طلسم اک یہ بندھا مولیٰ کا ہی | یہ محافظ کوچۂ لیلیٰ کا ہے
ہوش و ہمت جان و دل یکجا اسکا تو | اپنا مسکن کر لیا کس جاے کو
وہ سگ فرخ ہی میرے کہف کا | بلکہ ہر درد و الم ہے وہ مرا
اُسکے کوچہ مین وہ سگ جو رہتا ہی | خاک پا بہتر ہی اُسکی شیر سے
اُسکے کوچہ مین وہ سگ رہتا ہی جو | ایک بال اُسکا مین کب دون شیر کو
شیر ہین جو اُسکے کُتون کی غلام | کہنا نے ممکن ہی چپ ہو والسلام
تم[1] اگر صورت سے گذرو دوستان | ہی بہشت اور بوستان در بوستان
توڑی اپنی صورت اور جو خاک کی | گل کی صورت توڑنی بس سیکھ لی
بعد اُسکے توڑے ہر صورت کو تو | جون علیؑ توڑے در خیبر کو تو
خواجہ شہری عاشق صورت ہوا | گانون کو اس بد کے کہنے پر چلا
جانب اس دام تملق کے روان | جیسے مرغ اک سوی دانہ ہو روان
مرغ حرصی نے کرم سی جانا تھا | دام کے دانہ کو پر اُسمین پھنسا
دانہ[2] وہ بخشش سے جانا مرغ نے | غایت حرص ہی نہ وہ ہی جود سے
مرغ جو خوش طمع مین دانہ کے تھا | وہ طرف اُس مکر کے دوڑا اُڑا
گر خوشی سے خواجہ کی آگہ کرون | دیر ہو تجکو ای سالک ڈرتا ہون
مختصر کرتا ہون جو گانون دکھا | خود نہ وہ گانون تھا اور تھا دوسرا
ایک مہینے تک گانون گانون وہ پھرا | کیونکہ گانونکی نہ رہ تھا جانتا
جو کہ[3] پیشہ لے بغیر اُستاد کے | شہر و دہ مین ہو ہنسی اُس شخص پے
جو کہ بے رہبر کے جاوے گانون کو | راہ دو دن سو برس کی راہ ہو
جو کوئی کعبہ کو جائے بے دلیل | وہ پریشان کیطرح ہووے ذلیل

[1] تم اگر الخ، شعر ای دوستو تم اگر صورت سے گذرو بہشت اور بوستان اندر بوستان ہی جو توڑے اپنی صورت اور خاک کی گل کی صورت توڑنی سیکھ لی یعنے جسنے اپنی صورت فنا کی اُسنے گل کی صورت فنا کرنی سیکھ لی بعد اُسکے توڑے تو ہر صورت کو تو علیؑ کے مانند در خیبر اکھاڑے آگے رجوع بقصہ ہے خواجہ شہری عاشق صورت کا ہوا اور بد رگ کے کہنے پر گانون کو چلا آگے اُسکی مثال ہے اُس دام تملق کی جانب روانہ ہو جیسے ایک مرغ طرف دانہ امتحان کے اور مرغ حرصی نے بخشش سے جانا اُس دانہ دام کو لیکن اُسمین پھنسا یعنے خواجہ صورت پرست ہوا اور اُسکے کہنے پر روانہ گانون کا ہوا جیسے مرغ دانہ دام مین دیکھ کر جاتا ہی اور خود دام مین پھنستا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲

[2] دانہ وہ الخ ۵ شعر وہ دانہ مرغ نے بخشش سے جانا نہایت حرص ہی نہ بخشش سے ہی مرغ جو طمع دانہ مین خوش تھا طرف اُس مکر کے دوڑا اور اُڑا آگے رجوع بقصہ ہی اگر خوشی سے خواجہ کی آگاہ کردن تجکو ای سالک دیر ہو مین ڈرتا ہون مختصر کرتا ہون جبکہ گانون دیکھا تو وہ گانون نہ تھا دوسرا تھا ایک مہینے تک گانون گانون وہ پھرا کیونکہ گانون کا راہ وہ نجانتا تھا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

[3] جو کہ الخ ۲ شعر جو کہ بغیر اُستاد کے پیشہ کے شہر مین گانون مین اُس شخص پر ہنسی ہووے جو کہ بغیر رہبر کے گانون کو جائے دو دن کی راہ سو برس کی راہ ہووے جو کوئی کعبہ کو بغیر دلیل کے جا ان پریشانون کی طرح ذلیل ہووے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

زان کہ نادر باشد اندر خافقین ‏ آدمی سر برزند بے والدین
مال او یابد کہ کسبے مے کند ‏ نادری باشد کہ بر گنجے زند
مصطفائی کو کہ جسمش جان بود ‏ تا کہ رحمٰن علم القرآن بود
اہل تن را جملہ علم بالقلم ‏ واسطہ افراشت در بذل و کرم
ہر حریصے ہست محروم اے پسر ‏ چون حریصان تگ مرو آہستہ تر
اندرین رہ رنجہا دیدند و تاب ‏ چون عذاب مرغ خاکی اندر آب
سیر گشتہ از دہ و از روستا ‏ در شکر ریزی چنان نا اوستا

ششﷺ جہت مین ہو و نادر اسلیے ‏ آدمی پیدا ہو بے مان باپ کے
مال وہ پائی کہ کسب اک وہ کرے ‏ ہووے نادر گنج اک کو جو ملے
ہین مدن احمد تن انکا جان تھا ‏ تا کہ رحمٰن علم القرآن تھا
اہل تن کو جملہ علمؑ بالقلم ‏ کر دیا ہے واسطہ بذل و کرم
ہے حریص ہر ایک محروم اب سنو ‏ جون حریصان دوڑے مت آہستہ ہو
رنج اس رہ مین اٹھائی بیحساب ‏ آب مین جون مرغ خاکی کو عذاب
ہو گئی بس گانون سے سیری اسے ‏ اور شکر ریزی سے بے استاد کے

رسیدن خواجہ و قومش بسوی دہ و نادیدہ و ناشناخت آوردن روستائی ایشان را

پہونچنا خواجہ و قوم اسکی کا طرف گانون کے اور انجان بن کے لانا دہقانی کا انکو

بعد ماہی چون رسیدند آن طرف ‏ بینوا ایشان ستوران بی علف
روستائے بین کہ از بد نیتی ‏ مے کند بعد اللتیا و التی
روئے پنہان میکند زیشان بروز ‏ تا سوی باغش نہ بکشایند پوز
آنچنان رو کہ ہمہ زرق و شرست ‏ از مسلمانان نہان اولی ترست
روہا باشد کہ دیوان چون مگس ‏ بر سر تن شستہ باشد چون حرس
چون بہ بینی روی او در تو فتد ‏ یا مبین آن یا چو دیدے خوش مخند
در چنان روی خبیث عاصیہ ‏ گفت یزدان نسفعاً بالناصیہ

بعدﷺ اک مہ پہونچے وہ اس سمت کو ‏ بیل کے گھانس اور بے کھانا تھی وہ
دیکھو دہقانی کو بدنیت سے جو ‏ کرتا ہے بس لیت و لعل اب انسے وہ
دن مین وہ انسے چھپاتا منھ کو ہے ‏ تا کرین وہ منھ نہ جانب باغ کے
ایسا منھ کہ مکر و شر سے ہو بھرا ‏ وہ مسلمانون سے پوشیدہ بھلا
بعضے منھ کہ دیو مانند مگس ‏ اسکے سر پر بیٹھا ہو مثل جرس
اسکا منھ دیکھے جو وہ تجھ پر پڑے ‏ دیکھ مت گر دیکھے مت خوش ہووے
ایسا منھ کو کہ ہے بد اور عاصیہ ‏ بولا یزدان نسفعاً بالناصیہ

سلہ شش جہت الخ، شعر شش جہت مین اسلیے نادر ہووے جو آدمی پیدا بغیر مان باپ کے ہووے وہ مال پائے کہ ایک کسب کرے و نادر ہووے کہ ایک کو گنج مے احمد صلعم کہاں ہین کہ تن انکا جان تھا ترجمہ تا کہ رحمٰن پڑھانیوالا قرآن کا ہووے اہل تن کو جملہ علم لکھا ہوا کر دیا ہے واسطے بذل و کرم کے ہر ایک حریص محروم ہے اب سنو مانند حریصون کے دوڑ مت آہستہ ہو آگے رجوع بقصہ ہے اس راہ مین رنج بیحساب اٹھائے جیسے آب مین مرغ خاکی کو عذاب ہووے پس گانون سے سیری ہو گئی اسے اور شکر ریزی سے بغیر استاد کے یعنے ہر ایک بے تدبیر دنیا کے کب مقصود پاتا ہے اور وجود باجود سرور کائنات صلعم کہاں ہے کہ حکم جان کا رکھتا ہے اور بغیر استاد کے خدا کے علم پایا ہے اور دوسرون کو علم کسبی ہے اسواسطے حریص محروم ہین پس تو بے مرشد کے راہ مت چل کہ مقصد حاصل نہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ بعد اک الخ، شعر بعد ایک ماہ کے وہ اس طرف پہونچے وہ بغیر کھانے کے و بیل بے گھانس کے تھے اب دیکھو دہقانی کو کہ بد طینتی سے جو کرتا ہے لیت و لعل سے وہ انسے منھ کو دن میں چھپاتا ہے تا کہ وہ منھ جانب باغ کے نکرین آگے حقائق ہین ایسا منھ کہ مکر و شر سے بھرا ہو وہ مسلمانون سے پوشیدہ ہے بہتر بعض منھ ہے کہ دیو مانند مگس کے اسکے سر پر بیٹھا ہو مثل نگہبان کے اسکا منھ جو تو دیکھے تجھ پر پڑے پس تو مت دیکھ تو خوش نہو ایسا منھ کو کہ وہ بد گنہگار ہے حق نے فرمایا ترجمہ پکڑون گا ساتھ پیشانی کے آگے رجوع بقصہ ہے جبکہ پوچھا اور پایا اسکا گھر شال انہون کے وقت دروازے کے دوڑے اسکی عورت نے دروازہ بند کیا خواجہ اس کج ادائی سے حیران ہوا ولیکن وہ تشدد کرنے کا وقت نتھا جب کہ چاہ مین گرا تیزی سے کیا فائدہ یعنے ریاکارون کی وہ صورت ہے کہ انکی صحبت سے نفس کو اور ترقی ہوتی ہے خدا انکو فرماتا ہے کہ پکڑونگا مین ساتھ پیشانی کے باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ نادر پڑھانیوالا قرآن کا ۱۲ سلہ علم لکھا ہوا ۱۲

سلہ یعنی پکڑونگا مین ساتھ پیشانی کے ۱۲

چون بپرسیدند خانہ اش یافتند ۔ ہمچو خویشان سوئے در بشتافتند
جبکہ پوچھا اور پایا اسکا گھر ۔ مثل اپنون کے وہ دوڑے سوی در

در فروبستند اہل خانہ اش ۔ خواجہ شد زین کژروی دیوانہ وش
اسکی بس زوجہ نے دربستہ کیا ۔ خواجہ حیران کج ادائی سے ہوا

لیک ہنگام درشتی ہم نبود ۔ چون در افتادی بچہ تیزی چہ سود
پر تشدد کا نہین وہ وقت تھا ۔ چاہ مین جبکہ گرا تیزی سے کیا

بر درش ماندند ایشان پنج روز ۔ شب بسرما روز خود خورشید سوز
ور نہ یہ اسکے بس ہے وہ پانچ روز ۔ شب کو سردی دن کو تھا خورشید سوز

نے ز غفلت بود ماندن نے ز خری ۔ بلکہ بود از اضطرار و بے زری
نے تھا غفلت و خری سے ٹھہرنا ۔ بلکہ تھا وہ بے زری سے ٹھہرنا

با لئیمان بستہ نیکان ز اضطرار ۔ شیر مرداری خورد از جوع زار
بیقراری سے ہین بد کے ساتھ نیک ۔ شیر کھاتا بھوک سے مردار ایک

او ہمی دیدش ہمی گفتش سلام ۔ کہ فلانم من مرا اینست نام
دیکھ اسکو اور کیا اسکو سلام ۔ کہ فلان ہون اور یہ میرا ہی نام

گفت باشد من چہ دانم تو کئی ۔ یا پلیدی یا قرین پاکئی
بولا ہو گیا جانون مین تو کون ہے ۔ یا پلیدی یا تو پاکی کور کھے

والہم روز و شب اندر صنع ہو ۔ ہیچگونہ نیستم پروائے تو
صنع ہو مین رات دن والہ ہون مین ۔ کچھ نہین مجکو تری اب خواہشین

از خودی خود ندارم ہم خبر ۔ نیست از ہستی سرمویم اثر
نے خودی اپنی سے مجکو کچھ خبر ۔ نے سر مو اپنی ہستی سے اثر

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست ۔ در دل و جانم بجز اللہ نیست
غیر حق سے ہوش نے آگہ مرا ۔ جان و دل مین ہے نہ میری غیر خدا

گفت اندیدم یا قیامت شد شبیہ ۔ تا برادر شد یفر من اخیہ
بولا یہ دن ہے قیامت سے شبیہ ۔ کہ ہوا بھائی یفر من اخیہ

شرح میکردش کہ من آنم کہ تو ۔ لوتہا خوردے ز خوان من دو تو
شرح کرتا کہ مین وہ ہون جو طعام ۔ کھاتا تھا تو خوان سے میرے مدام

نے فلان روزت خریدم آن متاع ۔ کل سر جاوز الاثنین شاع
نے فلانے دن خریدا وہ متاع ۔ کل سر جاوز الاثنین شاع

نے تو بودی سالہا مہمان من ۔ نے رسیدت بیکران احسان من
تو نہین برسون مرا مہمان تھا ۔ تجھپہ نے مین نے کیا احسان تھا

سر ما را شنیدستند خلق ۔ شرم دار و چہ نعمت خوردہ حلق
سر محبت کا مری سنتی تھی خلق ۔ شرم رکھے منہ جو نعمت کھائے حلق

او ہمی گفتش چہ گوئی ترہات ۔ نے ترا دانم ز نامِ تو نہ جات
وہ یہی کہتا تھا کیا بکتا ہے تو ۔ مجکو نے جانون نہ تیرے نام کو

پنجمین شب ابر بارانی گرفت ۔ کاسمان از بارشش شد در شگفت
پانچوین شب کو جو بارش نے لیا ۔ ایسی بارش کہ فلک حیران تھا

چون رسید آن کارد اندر استخوان ۔ حلقہ زد خواجہ کہ مہتر را بخوان
حد سے گذری جو کہ تکلیف و بلا ۔ در بجایا خواجہ نے دہقان تو آ

سلہ ... شب کو سردی دن کو سوز خورشید تھا غفلت اور خری سے ٹھہرتا نہ تھا بلکہ وہ بے زر ہونے سے ٹھہرتا تھا آگے اسکے حقائق ہین بدون کے ساتھ نیک بے قراری سے ہین شیر بھوک سے مردار کھاتا ہے اسکو دیکھا اور سلام کیا کہ مین فلان ہون اور یہ میرا نام ہے کہا ہو وے مین کیا جانون تو کون ہے پلیدی یا پاکی تو رکھے مین صنعت ہو رات دن والہ ہون مین اب تیری خواہشین مجکو کچھ نہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نے خودی الخ شعر مجکو اپنی خودی سے کچھ خبر نہین سر مو اپنی ہستی سے اثر نہین میرا ہوش غیر حق سے آگاہ نہین میرے جان و دل مین سوا حق کے کوئی نہین کیا یہ دن قیامت کی مثال ہے کہ بھائی ہوا ترجمہ بھاگنے والا بھائی سے شرح کرتا مین وہ ہون کہ تو طعام کھاتا تھا خوان سے میرے مدام فلان دن وہ نہین خریدا تھا متاع کل بھید جو تجاوز کرتا ہے تو میرا برسون مہمان نہ تھا تجھپر بخدا احسان نہین کیا تھا بھید میری محبت کا خلق سنتی تھی جو حلق نعمت کھائے تو منہ شرم سے رکھے یعنے مین ذات حق مین فنا ہون مجھے اپنی ہستی سے کچھ خبر نہین مین تجھے نہین جانتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ یہی الخ شعر وہ یہی کہتا تھا کہ تو کیا بکتا ہے مین تجھے نہین جانتا نہ تیرے نام کو پانچوین رات کو جو بارش نے لیا ایسی بارش کہ آسمان حیران تھا جو تکلیف و بلا حد سے گذری خواجہ نے دروازہ بجایا کہ ای دہقان تو آ تو خوشامد سے وہ پاس دروازہ کے آیا اور کہا کہ آخر کیا ہے اے جان پدر کہا مین نے اس حق کو چھوڑا جو کہ مین چاہتا تھا پانچ روز مین گھر ہوا میری جان کو پہنچا لہ جو کہ اس سردی سے حاصل ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

سلہ بھاگنے والا ۱۲ سلہ کل بھید جو تجاوز کرتا ہے وہ ظاہر ہوتا ہے ۱۲

چون بصد الحاح آمد سوی در	گفت آخر چیست ای جان پدر	سو خوشامد سے وہ آیا پاس در	بولا آخر کیا ہے ای جان پدر
گفت من آن حقها بگذاشتم	ترک کردم آنچه می پنداشتم	بولا مین نے ترک اُس حق کو کیا	وہ بھی چھوڑا جو کہ مین سمجھا تھا
پنج ساله رنج دید آن پنج روز	جان مسکینم درین سرما و سوز	پانچ سالہ پانچ دن مین دکھ ہوا	جان کو جو اس سردی مین میری ملا
یک جفا از خویش و از یار و تبار	در گرانی هست چون سی صد هزار	اپنے خویشون اور یارون کی جفا	بھاری پن مین ہے وہ لاکھون سی سوا
زانکه دل ننهاد بر جور و جفاش	جانش خوگر بود با مهر و فاش	نے یقین اسکو جفا پر اُسکی تھا	جان خوگر اسکی عادی تھی سدا
هر چه بر مردم بلا و شدت ست	این یقین دان کز خلاف عادت است	ہین جو مردم پر بلاؤ شدتین	کر یقین کہ ترک عادت سے وہ ہین
گفت ای خورشید مهرت را زوال	گر تو خونم ریختی کردم حلال	بولا اے شمس مہر کو تیرے زوال	گر گیا خون میرا تجکو ہے حلال
امشبی باران بماه گوشه	تا بیابی در قیامت توشه	آج شب بارش ہی ہمکو دی تو جا	تا قیامت مین تو پائے خوش جزا
گفت او یک گوشه است آن باغبان	هست اینجا گرگ را او پاسبان	بولا یان ہی باغبان کا اک مکان	کہ وہ اسمین گرگ کا ہی پاسبان
در کفش تیر و کمان از بهر گرگ	تا زند چون آید آن گرگ سترگ	گرگ کی خاطر لیے تیر و کمان	تا کہ مارے گرگ جو آئے وہان
گر تو آن خدمت کنی جا آن تست	ور نه جای دیگری فرما جست	گر تو وہ خدمت کرے جا ہی تری	ورنہ جلدی ڈھونڈھ تو جا دوسری
گفت صد خدمت کنم تو جای ده	وان کمان و تیر در کفم بنه	بولا سو خدمت کرون تو دے جگے	وہ کمان و تیر تو لا مجکو دے
من نخسپم حارسی رز کنم	گر برآرد گرگ سر تیرش زنم	مین نسوؤن حفظ مین انگور کے	سر نکالے گرگ مارون تیر اُسے
بهر حق مگذارم امشب ای دو دل	آب باران بر سر و در زیر گل	بہر حق مت چھوڑ امشب تو مجھے	نیچے کیچڑ آب بارش سر پہ ہے
گوشه خالی شد و او با عیال	رفت آنجا جای تنگ بی مجال	تھا مکان خالی گیا وہ با عیال	پر جگہ بھی تنگ وہ اور پُر ملال
چون ملخ بر همدگر گشته سوار	از نهیب سیل اندر کنج غار	مثل ٹیڑی ایک پر تھا دوسرا	ڈر سے پانی کے ہر اک اُس جا پڑا
شب همه شب جمله گویان کای خدا	این سزای ما سزای ما سزا	رات بھر کہتے تھے سب کہ ای خدا	یہ ہماری ہی سزا اور ہے سزا
این سزای آنکه شد یار خسان	یا کسی کرد از برای ناکسان	ہی سزا کہ یار ناکس کا ہوا	یا کسی ناکس کا حامی ہو گیا

سلہ اپنے خویشون الخ، شعر اپنے خویشون اور یارون کی جفا بھاری پن مین وہ لاکھون سے سوا ہی اسکو یقین اُسکی جفا پر نہین تھا جان اُسکی وفا سے عادی تھی ہمیشہ آگے اسکے حقائق ہین جو مردم پر بلاؤ شدتین ہین یقین کر وہ ترک عادتون سے ہین کہا آفتاب محبت کو تیرے زوال ہی اگر میرا خون تجکو حلال ہی آج بارش کی رات ہی ہمکو تو جگہ دے تا قیامت مین تو خوش جزا پائے کہا یہان پر ایک باغبان کا مکان ہی وہ اُسمین گرگ کا نگہبان ہی گرگ کیواسطے تیر و کمان لیے رہتا ہی گرگ کو مارتا ہی جو وہان آوے یعنے انسان پر بلا و آفت ترک عادت مین آتی ہی باقی معانی آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ گر تو الخ، شعر اگر تو خدمت کرے وہ جا تیری ہی ورنہ جلدی ڈھونڈ تو دوسری جا کہا سو خدمت کرون تو جگہ دے وہ تیر و کمان تو لا مجکو دے مین حفاظت مین انگور کی نسوؤن اگر گرگ سر نکالے تیر اُسکے مارون واسطے خدا کے آجکی شب تو مجھے مت چھوڑ کہ نیچے کیچڑ اور سر پر آب بارش مکان خالی تھا وہ باعیال گیا لیکن جگہ پر ملال بھی ٹیڑی کے مانند ایک پر دوسرا تھا پانی کے ڈر سے اُس جا ہر ایک پڑا تھا رات بھر سب کہتے تھے کہ ای خدا یہ ہماری سزا ہی اور سزا ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ ہی سزا الخ، شعر یہ سزا ہی کہ یار ناکس کا ہوا یا کسی ناکس کا حامی ہو گیا اُسکی سزا ہی کہ طمع خام سے خدمت خاصون کی ترک کرتا ہی خاک پا کو نکی چاٹنا خوب ہے عام سے اُون کے زر داغ سے مرد روشن دل کا بندہ اگر تو ہووے اس سے بہتر ہی کہ شاہ کے سر پر تو ہووے شاہ کی خاک سے بجز آواز ڈھول کے تو نہین پاویگا کچھ تو اہل قول شہری رہزن جو ہین نسبت روح کے اور دہقان کیا ہی گنج بے سو ہی لیتے تو مطیع روشندل کا ہو اور شاہان دنیا کا نہو کہ اُنسے بجز آواز کے اور کچھ حاصل نہوگا زاہد خشک رہزن روح کا ہی پیران ریا کار گنج بے سود ہین باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

این سزای آنکه اندر طمع خام	ترک گوید خدمت خاص کرام
خاک پاکان لیسی و دیوارشان	بهتر از عام و زر و گلزارشان
بندهٔ یک مرد روشندل شوی	به که بر فرق سر شاهان روی
از ملوک خاک جز بانگ دہل	تو نخواهی یافت ای پیک سبل
شهریان خود رهزنان نسبت بروح	روستائی کیست گیج بے فتوح
این سزای آنکه بے تدبیر عقل	بانگ غولے آمدش بگزید نقل
چون پشیمانی ز دل شد با شغاف	وان سپس سوے ندارد اعتراف
چون پشیمان گشت از دل تا چه گرد	بعد ازان سود ندارد آه سرد
آن کمان و تیر اندر دست او	گرگ را جویان همه شب سو بسو
گرگ خود بر وی مسلط چون شرر	گرگ جویان و ز گرگ او بے خبر
هر پشه هر کیک چون گرگے شده	اندران ویرانه شان زخمی زده
فرصت آن پشه راندن هم نبود	از نهیب حملهٔ گرگ عنود
تا نیاید گرگ آسیبے زند	روستائی ریش خواجه بر کند
انچنین دندان گزان تا نیمه شب	جان شان از ناف می آمد به لب
ناگهان تمثال گرگ هشته	سر بر آورد از فراز پشته
تیر را بگشاد آن خواجه ز شست	زد بر آن حیوان که تا افتاد پست
اندر افتادن ز حیوان باد جست	روستائی های کرد و کوفت دست
ناجوانمرد که خر کرهٔ من ست	گفت نے این گرگ چون آهرمن ست

ہی سزا اسکی کہ طمع خام سے	ترک کرنا خدمت خاصان ہے
خاک پاکان چاٹنا بس خوب ہے	عام سے اور اُنکے زر اور باغ سے
مرد روشندل کا بندہ ہوے تو	بہتر اُس سے کہ ہو شہ کے سر پہ تو
خاک شاہان سے بجز آواز ڈھول	تو نہین پائیگا کچھ اے اہل قول
شہری رہزن جو ہین نسبت روح کی	کیا ہے دہقان گنج اک بے سود ہی
یہ[عہ] سزا اسکی کہ بے تدبیر عقل	سنکے بانگ غول کردی اُسنے نقل
جو محبت مین پشیمان دل سے ہو	بعد مین کیا فائدہ اقرار سے
جو پشیمان دل سے ہو کہ کیا کیا	آہ کرنا بعدہ بے فائدہ
ہاتھ مین اسکے کمان و تیر تھا	ڈھونڈھتا تھا گرگ کو وہ جا بجا
گرگ اُسپر خود مسلط جون شرر	ڈھونڈھتا اور گرگ سے تھا بیخبر
مثل گرگ ہر مچھر و پسّو ہوا	اُس کھنڈر مین اسکو پسّو زخمی کیا
مارنے مچھر کی بھی فرصت نہ تھی	ڈر سے حملہ گرگ کے اُسکو اخی
تا[عہ] نہ آئے گرگ اور نقصان کرے	ڈاڑھی خواجہ کی وہ دہقان نوچ لے
نیم شب تک دانت وہ پیسا کیا	رنج سے وہ اپنی جان دیتا رہا
شکل گرگ اک ناگہان آئی نظر	کہ نکالا اک بڑے ٹیلے سے سر
خواجہ نے اک تیر مارا کھینچ کر	کہ زمین پر بس گرا وہ جانور
جانور کا گوز نکلا جو گرا	چیخا دہقانی کہ ہاے کیا کیا
خر کا بچہ ہے یہ میرا اے گدھے	بولا نے جون اہرمن یہ گرگ ہے

عہ یہ سزا الخ، شعر یہ سزا اُسکی ہے کہ بغیر تدبیر عقل کے بانگ غول سنکر نقل مکان کیا جو محبت مین دل سے پشیمان ہو پھر اقرار کرنے سے کیا فائدہ اور جو دل سے پشیمان ہو کہ مین نے کیا کیا پھر آہ کرنا اُسکی بیفائدہ آگے رجوع بقصہ ہو اُسکے ہاتھ مین کمان و تیر تھا گرگ کو وہ ڈھونڈھتا تھا آگے حقائق ہین اُسپر گرگ مُسلط تھا مانند شرر کے وہ ڈھونڈھتا تھا او. گرگ، مسلط سے بیخبر تھا یعنے گرگ نفس اُسپر خود مسلط تھا اور وہ گرگ کو ڈھونڈھتا تھا مثل گرگ کے مچھر و پسّو ہوئے اس کھنڈر مین اُسکو زخمی کیا مچھر مارنے کی بھی اُسکو فرصت نہ تھی ڈر سے حملہ گرگ کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عہ تا نہ آئے الخ، شعر تا گرگ نہ آئے اور نقصان کرے اور خواجہ کی ڈاڑھی دہقانی نوچ لے آدھی رات تک وہ دانت پیسا کیا اور اُس رنج سے جان بلب رہا ایک شکل ناگہان نظر آئی کہ نکالا سر کو ایک بڑے ٹیلے سے خواجہ نے ایک تیر کھینچکر مارا کہ زمین پر وہ جانور گرا جب گرا جانور کا گوز نکلا دہقانی چیخا کہ ہاے کیا کیا یہ میرے خر کا بچہ ہے اسے [illegible] کہا نہین گرگ مانند اہرمن کے ہے یعنے گوز بچہ خر کا شب تاریک مین پہچانا اور خواجہ کو روز روشن مین نہ پہچانا پس حال ریاکاران طریقت کا یہ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اندرو اشکال گرگی ظاہرست　　شکل او از گرگی او مخبرست
گفت نے بادی کہ جست از فرج وے　　می شناسم ہمچنان کابے زمے
کشتۂ خر کرہ ام را در ریاض　　کہ مبادت بسط ہر زر انقباض
گفت نیکو تر تفحص کن شب ست　　شخصہا در شب ز ناظر محجب ست
شب غلط بنماید و مبدل شے　　دید صائب شب ندارد ہر کسے
ہم شب و ہم ابر و ہم باران ژرف　　این سہ تاریکی غلط آرد شگرف
گفت آن بر من چو روز روشن ست　　می شناسم باد خر کرۂ من ست
درمیان بیست بادان باد را　　می شناسم چون مسافر زاد را
خواجہ برجست و بیامد با شگفت　　روستائی را گریبانش گرفت
کابلۂ طرار شید آوردۂ　　بنگ و افیون ہر دو باہم خوردۂ
در سہ تاریکی شناسی باد خر　　چون ندانی مر مرا ای خیرہ سر
آنکہ داند نیم شب گوسالہ را　　چون نداند ہمرۂ دہ سالہ را
خویشتن را عارف و والہ کنی　　خاک در چشم مروت مے زنی
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست　　در دلم گنجاے جز اللہ نیست
انچہ دی خوردم ازانم یاد نیست　　این دل از غیر تحیر شاد نیست
عاقل و مجنون حقم یاد آر　　در چنین بیخویشم معذور دار
آنکہ مردارے خورد یعنے نبید　　شرع او را سوے معذوران کشید
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست　　ہمچو طفل است و معاف و معتق است

شکل میں[۱] اُسکی ہے گرگی ظاہرا　　شکل گرگی اُسکی دیتی ہے پتا
بولا نے اُسکا یہ نکلا گوز ہی　　جانتا ہون جیسے بادہ آب سے
باغ مین خر بچہ مارا تونے ہی　　ہو جو ست بسط تجکو قبض سے
بولا تو تالاش کر کہ رات ہے　　رات کو دکھتا نہیں ہے جان لے
رات غلطی سے دکھاتی اور ہے　　رات کو دکھتا نہیں ہے جان لے
رات[۲] ہے اور ابر ہے باران ہے　　تینون تاریکی یہ بس غلطی کو دے
بولا وہ مجھپر ہے مثل دن کھلا　　گوز خر بچہ کا مین ہون جانتا
بیس گوزنین مین جانون گوز کو　　جون مسافر توشہ سے آگاہ ہے
خواجہ کودا اور بہت حیران ہوا　　اور گریبان پکڑا اُس دہقان کا
کہ فریبی چور تو حیلہ کرے　　بھنگ و افیون تو نے دونون کھائی ہے
تین تاریکی مین جانے گوز خر　　کیون نجانے مجکو تو ای بدگہر
نیم شب مین جانے جو گوسالہ کو　　کیون نجانے ہمرہ دہ سالہ کو
خود کو عارف اور عاشق تو کرے　　خاک تو چشم مروت مین بھرے
کہ مین[۳] اپنے سے بھی خود آگہ نہین　　اور مرے دل مین بجز اللہ نہین
جو کہ کھایا تھا نہ مجکو یاد ہے　　جز تحیر کے یہ دل نے شاد ہے
عاقل و مجنون حق ہون یاد کو　　بیخودی ایسی مین رکھ معذور تو
کھائے جو مُردار کو یعنے شراب　　شرع نے رکھا ہے اُسکو عذر یاب
مست و بنگی کو نہ بیع ہے نہ طلاق　　مثل لڑکونکے معاف ہے اور شاق

[۱] شکل مین الخ۔ ۵ شعر اُسکی شکل مین ہے گرگی یعنی ظاہر اُسکی شکل گرگ ہونے کا پتہ دیتی ہے دہقانی نے کہا کہ نہین گوز نکلا ہے اُسکا مین جانتا ہون جیسے شراب کو آب سے تونے باغ مین خر بچہ کو مارا ہے تجکو قبض سے بسط ہو جیو خواجہ نے کہا تو تلاش کر کر رات ہے اور رات کو دکھائی نہین دیتا ہے کیونکہ رات غلطی سے اور کچھ دکھاتی ہے دید صحیح ہر کوئی رات کو رکھتا نہین ہے رات ہے اور ابر ہے اور باران ہے پس یہ تینون تاریکی غلطی دیتی ہین آگے قول دہقانی کا ہے فافہم ۱۲ [۲] بولا وہ الخ ۸ شعر دہقانی نے کہا کہ وہ مثل دن کے مجھپر کھلا ہے گوز بچۂ خر کا مین جانتا ہون بیس گوز مین جانتا ہون جیسے مسافر توشہ سے آگاہ ہوتا ہے خواجہ کودا اور متعجب ہوا اور گریبان اُس دہقان کا پکڑا کہ ای فریبی جو تو حیلہ کرتا ہے بھنگ و افیون تو نے دونون کھائی ہین تو تین تاریکی مین گوز خر کو جانتا ہے ای بدگوہر آدھی رات مین جو گوسالہ کو جانتا ہے کیونکر نہین جانتا ہے ہمراہ دہ سالہ کو تو خود عارف و عاشق کہتا ہے اور خاک چشم مروت مین ڈالتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] کہ مین الخ ۵ شعر کہ مین خود سے بھی آگاہ نہین ہون اور میرے دل مین بجز اللہ کے نہین ہے جو کھایا تھا مجکو یاد نہین ہے سوا تحیر کے یہ دل شاد نہین ہے مین عاقل و مجنون حق کا ہون یاد کر ایسی بیخودی مین معذور رکھ آگے اسکی مثال ہے جو کھائے مُردار کو یعنے شراب شرع نے اُسکو معذور رکھا ہے مست اور بنگی کو بیع اور طلاق نہین ہے لڑکون کے مانند معاف ہے اور شاق نہین ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

مستی کاید ز بوی شاہ فرد — صد خم مے در سر و مغز آن نکرد
پس برو تکلیف چون باشد روا — اسپ ساقط گشت شد بی دست و پا
بار بر گیرند چون آمد عرج — گفت حق لیس علی الاعرج حرج
بار کہ ننهد در جهان خر کرہ را — در رسد کہ ہد پارسی بو مرہ را
سوی خود اعمی شدم از حق بصیر — من معافم از قلیل و از کثیر
لاف درویشی زنی و بیخودی — ہای و ہوی عاشقان ایزدی
کہ زمین را من ندانم ز آسمان — امتحانت کرد غیرت امتحان
باد از کرہ چنین رسوات کرد — ہستی نفی ترا اثبات کرد
اینچنین رسوا کند حق شیدرا — اینچنین گیرد رمیدہ صید را
صد ہزاران امتحانست ای پدر — ہر کہ گوید من شدم سرہنگ در
گر ندانند عامہ او را امتحان — بختگان راہ جویندش نشان
چون کند دعوی خیاطی کسے — افگند در پیش او شہ اطلسے
کہ بر این را بغلطان فراخ — ز امتحان پیدا شود او را دو شاخ
گر نبودی امتحان ہر بدے — ہر مخنث در وغا رستم بدے
خود مخنث را زرہ پوشیدہ گیر — چون ببیند زخم گیرد راہ اسیر
مست می ہشیار گردد از دبور — مست حق ناید بخود از نفخ صور

ایسی مستی ہو کہ عشق اللہ سے — سو خم مے نے اثر سر مین کرے
اسپہ کیون تکلیف بس ہووے روا — ساقط اور بیدست و پا گھوڑا ہوا
بار اُتارین جو ہو لنگڑا اور عرج — بولا حق لیس علی الاعرج حرج
کون خر بچہ کو لادے ای اخی — کون شیطانکو پڑھائی فارسی
خود سے اندھا حق سے مین بینا ہوا — قلت و کثرت سے مین یکسو رہا
دعویٰ فقر و بیخودی کا تو کرے — عاشقان حق کی ہائی ہو کرے
کہ زمین کو مین نجانون چرخ سے — امتحان تیرا کیا غیرت نے ہی
گوز خر بچے نے رسوائی کری — کردی ثابت نیستی ہستی تری
ایسا رُسوا کرتا ہے حق مکر کو — اور پکڑے صید کو بھاگا ہو جو
سیکڑون ہین امتحان اے ذوفنون — جو کہے کہ اسکا مین دربان ہون
گر نہ جانین عام اُسکا امتحان — پوچھین بس خاصان رہ اس سے نشان
درزی ہو کا جو کوئی دعویٰ اگر کرے — آگے اُسکے شاہ اطلس ڈالدے
قطع کر تو اک چغہ اسکا بڑا — امتحان کو قینچی اک دے اُسکو لا
امتحان ہوتا نہ ہر اک بدکا جو — ہر مخنث بنتا رستم جنگ جو
خود مخنث اک زرہ پہنے اگر — زخم خود دیکھے تو بھاگے نر سر
مست مے کو ہوش باد سحر دے — مست حق چونکے نہ نفخ صور سے

۵۱ ایسی مستی الخ یہ شعر کہ اللہ کے عشق سے ہو سو خم شراب کے اثر سر مین نکرے اُسپر پھر تکلیف شرع کیون روا ہووے ساقط اور بے دست و پا گھوڑا ہووے بوجھا اُتارین جو کہ لنگڑا ہووے حق نے کہا ترجمہ نہین ہے اور لنگڑے کے تکلیف شرع کون بچہ خر کو لادے اور کون شیطان کو فارسی پڑھائے مین خود سے اندھا اور حق سے بینا ہوا قلت و کثرت سے مین ایک جگہ سو رہا یعنے مستی عشق الٰہی مین تکلیف شرعیہ اسپر ساقط ہی آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ ۵۲ تو دعویٰ الخ یہ شعر تو دعویٰ فقر و بیخودی کا کرتا ہی عاشقان حق کی ہائے کرتا ہی کہ زمین کو آسمان سے مین نجانون غیرت نے تیرا امتحان کیا اور گوز بچہ خر نے تیری رسوائی کردی اور ثابت فافہم ۱۲-۱۲-

۵۳ ایسا رسوا الخ یہ شعر اس حق مکر کو رسوا کرتا ہی اور پکڑے صید کو جو بھاگا ہی سیکڑون امتحان ہین جو شخص کہے کہ مین اُسکا دربان ہون اگر عام اُسکا امتحان نہ جانین تو خاصان راہ اُس سے پتہ پوچھین آگے مثال ہی جو کوئی درزی پنہ کا دعویٰ اگر کرے اُسکے آگے بادشاہ اطلس ڈالدے کہ اسکا ایک بڑا چغہ قطع کر اور ایک قینچی امتحان کو لا کر دے جو امتحان ہر ایک بد کا نہ ہوتا تو ہر ایک مخنث جنگجو بنتا اب اگر ایک مخنث زرہ پہنے جو زخم پہونچے تو بھاگے یعنے جو شخص محبت الٰہی کا دعویٰ کرتا ہی اور عوام اُسکا امتحان نہین جانتے ہین تو خاصان حق اسکا امتحان کرتے ہین اُسوقت وہ رسوا ہوتا ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۴ مست مے الخ یہ شعر باد صبح مست مے کو ہوش دے اور مست حق نفخ صور سے بھی نہ چونکے بادہ حق کی سچائی جھوٹا نہین تو نے دہی کھایا ہے بالیقین تو خود کو جنید بایزید کرتا ہی تو جا مین نہین تیرے سے کلید کو جانتا منکر اور بد عقیدہ اور حرص جو ہی کر پوشیدہ کرتا ہی مکار تو خود کو منصور حلاجی کرے اور اپنے یارونکی روئی مین آگ دے کہ عمر سے بولہب کو مین نہین جانتا اور بچہ خر کا گوز شب مین جانتا ہی یعنے مستان حق مثل مست مے کے نہین ہین کہ تکلیف دُنیا سے ہوش مین آئین اور ریاکار تو خود کو جنید بایزید طور حلاج جانتا ہی اور یارونکو دھوکا دیتا ہی تو عمر و ابولہب مین فرق نہین جانتا ہی اور شب [illegible] پہچانتا ہی پھر تو کیسا مست بادۂ حق کا ہی آگے اس ریاکار کا حال ہی فافہم ۱۲-

بادهٔ حق راست باشد نے دروغ / دوغ خود کی دوغ خود کی دوغ دوغ
ساختی خود را جنید و بایزید / رو که نشناسم تبر را از کلید
بدرگی و منبلی و حرص و آز / چون کنی پنهان بشیدای مکرساز
خویش را منصور حلاجی کنی / آتشے در پنبهٔ یاران زنی
که بنشناسم عمر از بولهب / باد خر کره شناسم نیم شب
ای خری کاین از تو خر باور کند / خویش را بهر تو کور و کر کند
خویش را از رهروان کمتر شمر / تو حریف رهزنانے گوه نخور
باز پر از شید و سوے عقل تاز / کے پر و بر آسمان ترّ مجاز
خویشتن را عاشق حق ساختی / عشق با دیوے سیاهی باختی
عاشق و معشوق را در رستخیز / دو بدو بندند و پیش آرند نیز
تو چه خود را گیج بے خود کردهٔ / خون رز کو خون ما را خوردهٔ
رو که نشناسم ترا از من بجه / عاشق بے خویشم و بهلول ده
تو توهم مے کنی از قرب حق / که طبق گر دور نبود از طبق
آن نمے بینی که قرب اولیا / صد کرامت دارد و کار و کیا
آهن از داؤد موم میشود / موم در دستت چو آهن میشود
قرب خلق و رزق بر جمله ست عام / قرب وحی عشق دارند این کرام
قرب بر انواع باشد اے پدر / میزند خورشید بر کهسار زر
لیک قربے هست با زر شید را / که ازان بنود خبر مر بید را

یا وہ سچا حق کا ہی جھوٹا نہین / تونے بس کھایا وہی ہی بالیقین
خود کو کرتا ہی جنید و بایزید / جا نہین جانون تبر سی مین کلید
تو ہی منکر بد عقیدہ حرص جو / مکر پوشیدہ کرے مکار تو
آپ کو منصور حلاجی کرے / روئی مین یارون کی اپنی آگ دے
نے عمر سے تو لہب مین جانتا / گوز خر بچہ کو شب مین جانتا
اے گدھے تجھسے یہ خر باور رکھے / خود کو جو تیرے لیے اندھا کرے
سالکون سے جان خود کو کم سوا / رہزنون کا یار ہی تو گو نہ کھا
عقل کی جانب تو جا اڑ کر سے / آسمان پر کب مجازی سے اڑے
حق کا عاشق آپکو کرتا ہی تو / عشق کالے دیو کا رکھتا ہی تو
حشر کے دن عاشق و معشوق کو / دو بدو باندھین و لائین رو برو
بیخودی مین تونے خود کو ڈالا ہی / خون رز کیا خون ہمارا کھایا ہی
جا نہین پہچانتا تجکو نہ رہ / عاشق بیخود ہون نہین بہلول دہ
قرب حق ہونے کا تجکو وہم ہی / کہ نہ صانع ہی جدا مصنوع سے
تو نہین دیکھے کہ قرب اولیا / سو کرامت رکھے اور فضل خدا
لوہا ہوتا موم ہی داؤد سے / موم تیرے ہاتھ مین لوہا بنے
قرب خلق و رزق سب پر عام ہی / قرب وحی عشق ہی اک خاص پے
قرب ہوتا ہی کئی اقسام پے / کوہ و زر پر پرتو خورشید ہے
قربت زر سے ہی جو خورشید کو / اس سے آگاہی نہووے بید کو

سلہ اے گدھے الخ۔ شعر اے گدھے یہ تجھسے خر باور رکھے اور خود کو تیرے لیے اندھا کرتے ہین سالکون سے جان خود کو بہت کم تو رہزنون کا یار ہی گو نہ کھا تو عقل کی جانب جا اور مکر سے مرکب مجازی پر اڑے افلاک پر تو حق کا عاشق خود کرتا ہی اور عشق تو دیو سیاہ کا رکھتا ہی یعنے عشق تو نفس امارہ کا رکھتا ہی اور خود کو عاشق حق کا کہتا ہی قیامت کے روز عاشق و معشوق کو دو بدو باندھین و روبرو لائین بیخودی مین تونے خود کو ڈالا ہی خون انگور کا نہین ہمارا خون کھایا ہی کہ تو جا مین نہین پہچانتا تجکو مت رہ مین عاشق بیخود ہون وبہلول دہ کا ہون قرب حق ہونے کا تجکو وہم ہی صانع جدا نہین ہے مصنوع سے یعنے تو خود کو اولیاء اللہ سے جانتا ہے پس تو بندہ اپنے نفس کا ہی اور عاشق خدا کا خود کو جانتا ہی اور قرب حق کا تجکو وہم ہی کہ صانع اپنے مصنوع سے جدا نہین ہی اے یار ریاکار یہ تیری غلطی ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ تو نہین الخ۔ شعر تو نہین دیکھتا ہی کہ قرب اولیا سو کرامت رکھتا ہی اور فضل خدا کا آہن موم ہوتا ہی داؤد سے اور تیرے ہاتھ مین موم آہن ہوتا ہی قرب حق اور رزق سب پر عام ہے اور قرب وحی عشق کی ان خاصون پر ہے قرب کئی قسم پر ہوتا ہی کوہ و زر پر خورشید کا پرتو ہی قربت جو خورشید کو زر سے ہی اس سے بید کو آگہی نہین ہے یعنے قربت حق کئی قسم پر ہی خالق و مخلوق کا قرب عوام کو حاصل ہے اور روحی عشق کا قرب اولیا کو حاصل ہی کیونکہ یہ عوام قرب صانع و مصنوع کا جانتے ہین اور اولیا اللہ قرب صنعت و صانع کا جانتے ہین چنانچہ صانع و مصنوع کا حال آگے لکھ آئے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

شاخ خشک وتر قریب آفتاب	آفتاب از ہر دو کی دارد حجاب	شاخ خشک وتر ہی قرب آفتاب	رکھتا کب خورشید دونون سے حجاب
لیک کو آن قربت شاخ تری	کہ ثمار پختہ از وے بری	قربت اُس شاخ تر کی ہی کہان	کر تو لے پختہ ثمر اس سے عیان
شاخ خشک از قربت آن آفتاب	غیر زود تر خشک گشتن کو بیاب	شاخ سوکھی قربت خورشید سے	سوکھنے کی بس سوا کیا اس سے لے
آنچنان مستی مباش ای بیخرد	کہ بعقل آید پشیمانی خورد	ایسا تو مت مست ہو ای دل جلے	عقل آئی ہو پشیمانی تجھے
بلکہ زان مستان کہ چون می میخورند	عقلہای پختہ حسرت میبرند	بلکہ اُن مستون سے جو پیتے ہین مے	عقل پختہ حسرت و افسوس لے
ای گرفتہ ہمچو گربہ موش پیر	گر ازان می شیرگیری شیرگیر	ای تو جون بلی ہی پکڑے موش پیر	پکڑے شیر اُس مے سے تب ہو شیرگیر
ای نخوردہ از خیال خام ہیچ	ہمچو مستان حقائق بر مپیچ	ای نہ کچھ کھایا خیال خام سے	مثل مستان حقائق مت لڑے
می فتی این سو و آن سو مست وار	ای تو این سو نیستیت آن سو گرا	مست سا گرتا اُدھر ہی اور ادھر	گر ادھر کو تو نہین ہی جا اُدھر
گر بدان سو راہ یابی بعد ازان	گہ بدین سو گہ بدان سو سر فشان	تو ادھر گر راہ پائے بعدہٗ	گہہ ادھر اور گہہ اُدھر سر پھیر تو
جملہ زین سوے بدان سو گپ مزن	چون نداری مرگ ہرزہ جان مکن	کل ادھر ہی مت اُدھر کی بات کر	موت گر نے جان کو مت مات کر
آن خضر جان کز اجل نہراسد او	شاید از مخلوق را نشناسد او	جو خضر جان کہ اجل سے نہ ڈرے	خلق کو نے جانئے لائق اُسے
کام از ذوق توہم خوش کنی	در دمی در خیک خود پرش کنی	منہ کو ذوق وہم سے تو خوش کرے	دم سے اپنے مشک کو تو خود بھرے
پس بیک سوزن تہی گردد ز باد	اینچنین فربہ تن عاقل مباد	اُس ہوا کو سوئی اک خالی کرے	اُس مٹاپے سے تو غافل مت رہے
کوزہ ہا سازی ز برف اندر شتا	کے کند چون آب بیند او وفا	کوزہ سردی مین جما برف سے	کب وہ ٹھہرے جبکہ تابش دیکھ لے

افتادن شغال در خم رنگ و رنگین شدن وے و دعوی طاؤسی نمودن در میان شغالان دیگر

گرنا گیدڑ کا رنگ کے خم مین اور رنگین ہونا اسکا اور دعوی کرنا طاؤس ہونیکا اور گیدڑون مین

آن شغال رفت اندر خم رنگ	اندر آن خم کرد یک ساعت درنگ	رنگ کے خم مین جو اک گیدڑ گرا	اور تھوڑی دیر اُس خم مین رہا

۵۱ شاخ الخ، شعر شاخ خشک وتر قریب آفتاب کے ہی اور خورشید کب اُن دونون سے حجاب رکھتا ہی قریب اُس شاخ تر کی کہان ہی کہ اُس سے ثمر پختہ لیوے شاخ خشک قربت خورشید سے پس سوا سوکھنے کے اُس سے کیا لیوے ایسا تو مست مت ہو ای دل جلے کہ عقل آئے اور پشیمانی تجکو ہو بلکہ اُن مستون سے کہ جو شراب پیتے ہین عقل پختہ حسرت و افسوس لیتی ہی اُنسے تو مانند بلی کے ہی کہ چوہا پکڑتی ہی اس مے سے شیر پکڑے تب شیر گیر ہووے ای تو نے کچھ نہ کھایا خیال خام سے مثل مستان حق کے مت لڑے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۲ مست سا الخ، شعر مست کے مانند گرتا ہی ادھر اور اُدھر اگر تو ادھر راہ پائے بعدہ کبھی اُدھر اور کبھی ادھر سر پھیر تو اگر کل ادھر سے اُدھر کی بات مت کر اگر موت نہین ہی تو جان کو مات نکر جو خضر جان کہ اجل سے نہین ڈرتی ہی خلق کو نے جانئے اُسکو لائق ہی منھ کو ذوق وہم سے تو خوش کرتا ہی اپنے دم سے مشک کو تو خود بھرتا ہی اُس ہوا کو ایک سوزن خالی کردے اس مٹاپے سے تو غافل مت رہ سردی مین کوزہ جمائے برف سے کب وہ ٹھہرے جبکہ تابش دیکھ لے یعنے ای ریاکار جو تو دعوی کرکے خود کو مشہور کرتا ہی اور تو دلو اولیاء اللہ کے روبرو یہ سب مکر تیرا مثل برف کے گل جائیگا جیسے گیدڑ رنگ کے خم مین گرا دعوی طاؤس ہونے کا کیا اور آخر کار شرمندہ ہوا چنانچہ یہ قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۵۳ رنگ کے الخ یہ شعر جو ایک گیدڑ رنگ کے خم مین گرا اور تھوڑی دیر اُس خم مین رہا پس وہ نکلا اور تن رنگین اُسکا ہوا کہا کہ مین ایک طاؤس علیین کا ہوا اُسکے بال رنگین کو رونق ملی اور رنگت دھوپ سے چمکنے لگی دیکھا خود کو نیلا دہرا اور آپ کو گیدڑ و نپر ظاہر کیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

پس برآمد پوستش رنگین شده ‌ ‌ که منم طاؤس علیین شده
پشم رنگین رونق خوش یافته ‌ ‌ زآفتاب آن رنگها برتافته
دید خود را سرخ و سبز و بور و زرد ‌ ‌ خویشتن را بر شغالان عرضه کرد
جمله گفتند ای شغالک حال چیست ‌ ‌ که ترا در سر نشاطے ملتوی ست
از نشاط از ما کرانه کرده ‌ ‌ این تکبر از کجا آورده
یک شغالے پیش او شد ای فلان ‌ ‌ شید کردی تا شدی از خوشدلان
شید کردی تا به منبر بر جہے ‌ ‌ تا ز لاف این خلق را حسرت دہی
پس بجوشیدی ندیدی گرمیے ‌ ‌ پس ز شید آورده بے شرمیے
صدق و گرمی خود شعار اولیاست ‌ ‌ باز بے شرمی پناه ہر دغاست
کالتفاتِ خلق سوئے خود کشند ‌ ‌ که خوشیم و از درون بس ناخوش اند

پس وہ نکلا اسکا تن رنگین ہوا ‌ ‌ کہ مین اک طاؤس علیین ہوا
اسکے رنگین بال کو رونق ملی ‌ ‌ دھوپ سے رنگت چکنے بس لگی
خود کو دیکھا نیلا پیلا اور ہرا ‌ ‌ گیدڑون پر آپ کو ظاہر کیا
بولے[1] اے گیدڑ ترا کیا حال ہے ‌ ‌ کہ خوشی تجھ مین بھری فی الحال ہے
اور خوشی سے تو جدا ہمسے ہوا ‌ ‌ یہ تکبر تونے سیکھا کس جگہ
اُس سے اک گیدڑ نے بڑھ کے یہ کہا ‌ ‌ کہ کیا ہے مکر جو خوشدل ہوا
مکر سے منبر پہ بیٹھون تاکہ مین ‌ ‌ خلق کو شیخی سے دون تا حسرتین
جوش مین تو ہی نہ دیکھے گرمی اب ‌ ‌ مکر سے کرتا ہے تو بے شرمی اب
صدق و گرمی ہے شعار اولیا ‌ ‌ اور بے شرمی پناہ ہر دغا
کالتفاتِ خلق کھینچے اپنی سو ‌ ‌ کہ ہون خوش ناخوش رکھے دل جان کو

چرب کردن مرد لافی لب و سبلت خود را ہر بامداد از پوست دنبه و بیرون آمدن میان حریفان که چنین و چنان خورده ام

مونچھین چکنی کرنا مرد شیخی خور کا ہر صبح پوست دنبہ سے اور باہر آکر کہنا یارون مین کہ مین نے عمدہ کھانا کھایا ہے

پوست دنبه یافت مرد مستهان ‌ ‌ ہر صباح او چرب کردی سبلتان
در میانِ منعمان رفتے که من ‌ ‌ لوت چربے خورده ام در انجمن
دست بر سبلت نهادے در نوید ‌ ‌ رمز یعنے سوئے سبلت بنگرید
کاین گواهِ صدق گفتار من ست ‌ ‌ وین نشانِ چرب و شیرین خوردن ست
اشکمش گفتے جواب بی طنین ‌ ‌ که اباد الله کید الکافرین
لافِ تو ما را بر آتش بر نهاد ‌ ‌ کان سبال چرب تو برکنده باد

پوست[2] دنبہ کا ملا جو مرد کو ‌ ‌ مونچھین چکنی ہر صبح کرتا تھا وہ
منعمون کے درمیان جاتا کہ مین ‌ ‌ چرب کھانا کھاتا ہون بزم مین
پھیرتا مونچھون پہ خوش ہو ہاتھ وہ ‌ ‌ یہ غرض کہ دیکھو سب تم مونچھ کو
راست گوئی کی ہے میری یہ گواہ ‌ ‌ چرب و شیرین کھانیکا ہے یہ پتا
پیٹ اسکو دے جواب بالیقین ‌ ‌ کہ اباد الله کید الکافرین
تیری شیخی ہے جلاتی مجکو جو ‌ ‌ تیری چکنی مونچھ ام اکھڑی ہو جیو

[1] بولے اے الخ، شعر گیدڑ بولے کہ اے گیدڑ تیرا کیا حال ہے کہ تجھ مین خوشی فی الحال بھری ہے تو ہم سے جدا ہوا یہ تکبر تونے سیکھا کس جگہ اُس گیدڑ نے یہ بڑھکر کہا کہ مکر کیا ہے جو تو خوشدل ہوا ہے تاکہ مین مکر سے منبر پر بیٹھون خلق کو تا حسرتین شیخی سے دون جوش مین تو ہے اور ابھی گرمی نہین دیکھی ہے اور مکر سے تو بے شرمی اب کرتا ہے آگے حقائق ہین صدق اور گرمی شعار اولیا کا ہے اور بے شرمی پناہ ہر دغاباز کی ہے کہ التفات مخلوق کا کھینچے اپنی طرف کہ خوش ہو اور ناخوش رکھے دل و جان یعنے صدق اور گرمی شعار اولیاء اللہ کا ہے اور بے شرمی ہر دغاباز کی پناہ ہے کہ مخلوق تا التفات اُسکی جانب کرے پس یہ پیران ریاکار کا کام ہے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ مرد شیخی خور کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

[2] پوست الخ، شعر جو ایک شخص کو پوست دنبہ کا ملا مونچھین چکنی وہ ہر صبح کرتا تھا اسودون کے درمیان جاتا دیکھو کہ مین چرب کھانا کھاتا ہون بزم مین وہ خوش ہوکر مونچھون پر ہاتھ پھیرتا اس غرض سے کہ دیکھو تم مونچھ کو میری راستگوئی کی یہ گواہی چرب و شیرین کھانے کا یہ پتہ ہے شکم اُسکو جواب دے ترجمہ کہ ہلاک کرے اللہ مکر کافرون کا آگے کلام شکم کا ہے جو مجکو تیری شیخی جلاتی ہے تیری چکنی مونچھ اکھڑی ہو جیو باقی قول شکم کا آگے ہے فافہم ۱۲-

گر نبودی لاف تر زشت اے گدا	یک کریمے رحم افگندے بما	تیری شیخی بد نہوتی اے گدا	رحم کرتا اک سخی مجھ پر بھلا
ور نبودی عیب و کم خوردے جفا	ہم بدی مہمانی یک آشنا	گر دکھاتا عیب و کم کھاتا جفا	کرتا مہمانی تری اک آشنا
راست گر گفتے و کج کم باختے	یک طبیبے دارو ی ما ساختے	بولتا تو کجروی کرتا تو کم	اک طبیب اپنی دوا کرتا اتم
گفت حق کج کج مجنبان گوش و دم	ینفعن الصادقین صدقہم	بولا حق کہ ٹیڑھی مت کر گوش و دم	ینفعن الصادقین صدقہم
کہف اندر کژ مخسپ ای محتلم	آنچہ داری وانما و فاستقم	ای پلیدا ب غار مین ٹیڑھا نہ سو	فاستقم اور کر تو ظاہر جو کہ ہو
ور نگوئی عیب خود باری خمش	از نمایش و ز دغل خود را مکش	گر نکہ تو عیب اپنا چپ رہو	مکر و آرایش سے مت مار آپ کو
بر سبال چرب خود تکیہ مکن	زانکہ گربہ برد دنبہ بے سخن	اپنی چکنی مونچھ پر بے غم نہو	کیونکہ بلی لے گئی دنبہ تھا جو
گر تو نقدی یافتی مگشا دہان	ہست در رہ سنگہای امتحان	نقد گر پایا ہے مت کھول زبان	راہ مین اکثر ہین سنگ امتحان
سنگہاے امتحان را نیز پیش	امتحانہا ہست در احوال خویش	امتحان کے سنگ کو بھی امتحان	ہیش ہر احوال اپنے مین عیان
گفت یزدان از ولادت تا بحین	یفتنون فی کل عام مرتین	بولا حق تا زندگی ہووے نہ چین	یفتنون فی کل عام مرتین
امتحان بر امتحان ست ای پسر	ہین بہ کمتر امتحان خود را مخر	امتحان پر امتحان ہے جان لو	امتحان تھوڑے پہ تو راضی نہو
امتحانات قضا ایمن مباش	ہان ز رسوائی بترس ای خواجہ تاش	امتحان سے بس قضا کے تم ڈرو	اور رسوائی سے تم بے غم نہو

سه امتحان ایک سال مین دوبار ۱۲ سلہ نفع دنیاوی صادقون کو صدق کا ۱۲

ایمن بودن بلعم باعور کہ امتحان کرد حضرت عزت او را و از آنہا روسیاہ آمد

بیغم ہونا بلعم باعور کا کہ امتحان حضرت عزت نے کر لیا اور وہ اسی باعث سے روسیاہ ہوا

بلعم باعور و ابلیس لعین	ز امتحان آخری گشتہ کہین	بلعم باعور و ابلیس لعین	رو ہوئے با امتحانِ آخرین
زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا	کامتحانہا رفت اندر ما مضا	کیونکہ بیغم تھے وہ مکر اللہ سے	کہ ہماری امتحان سب ہو چکے

سلہ تیری شیخی الخ یہ شعر تیری شیخی بد نہوتی تو مجھ پر ایک سخی رحم کرتا اگر عیب دکھاتا و جفا کم کرتا پس مہمانی تیری ایک آشنا کرتا تو سچ کہتا و کجروی کم کرتا ایک طبیب اپنی دوا کا مل کرتا حق نے کہا کہ گوش و دم ٹیڑھی مت کر ترجمہ نفع دیتا ہے صادقون کو صدق انکا یعنے شکم اسکو کہتا ہے کہ ای شیخی خورے اگر تو شیخی بد کم کرتا تو کوئی سخی مجھ پر رحم کرتا اور مجکو سیر رکھتا تیری اس شیخی بد کے سبب سے مین گرسنگی مین گرفتار ہون اسیطرح بدکار اپنے مکر کے سبب سے افلاس مین گرفتار ہین اور صادق اپنے صدق کے سبب سے نفع دنیا کا پاتے ہین باقی قول شکم کا آگے ہے ۱۲

سلہ ای پلید الخ یہ شعر ای پلید اب تو غار مین ٹیڑھا نہ سو ترجمہ پس قائم رہو اور جو کہ ہو ظاہر کر تو اگر تو اپنا عیب دکھے چپ رہو مکر و آرایش سے آپ کو ہلاک مت کر اپنی مونچھ پر بے غم مت ہو کیونکہ بلی لے گئی دنبہ کو آگے حقائق ہین اگر فقیر ہوا ہے بیان مت کر کیونکہ راہ مین اکثر سنگ امتحان ہین امتحان کے سنگ کو بھی امتحان درپیش ہے اپنے احوال مین بیان پر حق نے کہا کہ تا زندگی چین نہووے ترجمہ امتحان ایک سال مین دو بار ہے امتحان پر امتحان ہے امتحان تھوڑے پر بھی راضی مت ہو قضا کے امتحان سے تم ڈرو اور رسوائی سے بے غم مت ہو یعنے حق تعالی امتحان ہر ایک کا سال بھر مین دو بار کرتا ہے پس تو ایک امتحان پر بے غم مت ہو کہ خدا انکا امتحان پر امتحان ہے بلعم باعور ایک امتحان سے بیغم ہوا اور پھر آفت مین پڑا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ بلعم باعور الخ یہ شعر بلعم باعور اور ابلیس ملعون نکالے گئے امتحان آخرین مین کیونکہ وہ بے غم تھے مکر اللہ سے کہ ہمارے سب امتحان ہو چکے ہین آخر انکا ماجرا رسوا ہوا کہ تو نے ان کا ماجرا سنا ہو آگے قول شکم کا ہے فافہم ۱۲

فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)	اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)
عاقبت رسوائی آمد حال شان	ہم شنیدہ باشی از احوال شان	آخر انکا حال بس رسوا ہوا	کہ سنا ہو تونے انکا ماجرا
کانچہ پنہان میکند پیداش کن	سوخت ما را ای خدا رسواش کن	وہ[۵۱] جو پنہان کرتا ہی ظاہر تو کر	ہین جلا اے رب تو رسوا اسکو کر
او بدعوی میل دولت میکند	معدہ اش نفرین سبلت میکند	دعوی کرکے چاہتا دولت ہی وہ	معدہ نفرین کرتا اُسکی مونچھ کو
جملہ اجزاے تنش خصم وے اند	کہ بہار لاف ایشان ردی اند	تن کے اجزا دشمن اُسکے بگمان	وہ رکھے لاف بہار اُنکو خزان
لاف دادا و کرم ہا مے کند	شاخ رحمت را زبن بر میکند	لاف رد کرتا کرم اور جود ہے	شاخ رحمت کھودتا جڑ پیڑ سے
این شکم خصم سبال او شدہ	دست پنہان در دعا اندر زدہ	پیٹ اُسکی مونچھ کا دشمن ہوا	اور پوشیدہ کری اُسنے دعا
کای خدا رسوا کن این لاف لیام	تا بجنبد سوئے ما رحم کرام	لاف گو کو کر تو رسوا اے خدا	رحم خاصان مجھپہ ہووے تا سدا
مستجاب آمد دعاے آن شکم	سوزش حاجت بزد بیرون علم	جو دعا مقبول ہوئی اُس پیٹ کی	سوزش حاجت نے کی جلوہ گری
گفت حق گر فاسقے و اہل فم	چون مرا خواہد اجابتہا کنم	بولا[۵۲] حق گر کافر و فاسق کرے	یاد مجکو مین کرون مقبل اُسے
راستی پیش آر یا خاموش کن	وانگہان رحمت ببین و نوش کن	راستی لا خود کو یا خاموش کر	اُس گھڑی رحمت کو دیکھ اور نوش کر
تو دعا را سخت گیری و شخول	عاقبت برہاندت از دست غول	تو دعا کر سخت اور فریاد کر	تا چھڑائے غول سے تجکو بشر

بُردن گربہ پوست دُنبہ را و رسوا شدن پہلوان

لیجانا بلّی کا پوست دُنبہ کو اور رسوا ہونا پہلوان کا

فارسی (مصرع اول)	فارسی (مصرع دوم)	اردو (مصرع اول)	اردو (مصرع دوم)
چون شکم خود را بحضرت در سپرد	گربہ آمد پوست دنبہ را ببرد	پیٹ[۵۳] نے جو حق کو سونپا آپ کو	لے گئی دُنبہ کا بلی پوست وہ
از پئے دُنبہ دویدند او گریخت	کودک از ترس عتابش رنگ ریخت	دوڑا پیچھے پوست کے اُسکا پسر	اُسکی خفگی سے ڈرا وہ بیشتر
آمد اندر انجمن آن طفل خرد	آبروئے مرد لافی را ببرد	آیا[۵۴] محفل مین وہ لڑکا دوڑتا	اور رسوا مرد لافی کو کیا

۵۱ وہ جو الخ ، شعر جو وہ پوشیدہ کرتا ہی تو ظاہر کر دے جلا مین اے رب تو رسوا کر دعوی کر کے وہ دولت چاہتا ہی معدہ نفرین اُسکی مونچھ کو کرتا ہے اجزا بدن کے اُسکے دشمن بیشک ہین وہ لاف بہار کی رکھتا ہی اور اُنکو خزان ہے لاف جود و کرم کو رد کرتا ہی اور شاخ رحمت کی کھودتا ہی جڑ پیڑ سے آگے رجوع بقصہ ہے شکم اُسکی مونچھ کا دشمن ہوا اور پوشیدہ اُسنے دعا کی کہ اے خدا لاف کو رسوا کر بر رحم خاصون کا تا مجھپر ہمیشہ ہووے جو دعا اُس شکم کی مقبول ہوئی حاجت کی سوزش نے جلوہ گری کی یعنے اے خدا تو اُسکو رسوا کر کیونکہ وہ ریاکاری سے دولت کو طلب کرتا ہی پس اُسکا شکم اُسپر نفرین کرتا ہی اور دعوی جود و کرم کو رد کرتا ہی اور رحمت الٰہی کا مانع ہوتا ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ بولا حق الخ ۳ شعر حق نے کہا اگر کافر و فاسق مجکو یاد کرے مین اُسے مقبول کرون خود کو راستی پر لا یا خاموش کر تو بہت دعا کر اور یاد کر اور فریاد کر تا غول سے تجکو چھڑا دے یعنے بقول حق تعالی اگر کافر و فاسق حق کو یاد کرے مقبل ہووے پس تو راستی اختیار کر دعا مانگ کہ رحمت حق تجھپر نازل ہو اور ریاکاران طریقت سے تو بچے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ۵۳ پیٹ کے الخ ۲ شعر جو شکم نے خود کو ساتھ حق کے سونپا بلی لے گئی پوست دُنبہ کو پوست کے نیچے دوڑا اُسکا پسر اُسکے خفا ہونے سے از بس ڈرا باقی قصہ آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۴ آیا محفل مین الخ ۹ شعر وہ لڑکا محفل مین دوڑتا آیا اور مرد لافی کو رسوا کیا کہا اب وہ پوست کہ جو ہر صبح تو مونچھین اپنی چکنی کرتا تھا بس بلی آئی اور ناگہان اُسکو لے گئی ہم پیچھے اُسکے دوڑے لیکن وہ ہمکو نہ ملی پہلوان لاف و ذوق مین تھا جو یہ ماجرا اُسنا مُردہ جان ہوا پس وہ محفل مین منفعل ہوا اور سر جھکایا اور خجل ہو کر چپ ہوا پس تعجب سے جملہ حاضرین ہنسے پھر اُنھین اُسپر وہان رحم آ گیا دعوت اُسکی کر کے اُسکا پیٹ بھرا تخم رحم کا اُسکی زمین مین بو دیا خاصان حق نے جو ذوق راستی دیکھی بغیر تکبیر کے راستی کا غلام ہوا آگے حقائق ہین پس تو ہمیشہ راستی اختیار کرتا کہ تو دونون عالم مین نیکنام ہووے آگے قصہ گیدڑ کا ہے فافہم ۱۲۔

گفت آن دنبہ کہ ہر صبحے بدان چرب میکردی لباسِ سلطبان
گربہ آمد ناگہانش در ربود بس دویدیم و نکرد آن جہد سود
پہلوان در لاف گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ گشت از جسم پاک
منفعل شد در میانِ انجمن سر فرو بُرد و خمش شد از سخن
خندہ آمد حاضران را از شگفت رحمہا شان باز جنبیدن گرفت
دعوتش کردند سیرش داشتند تخم رحمت در زمینش کاشتند
او چو ذوقِ راستی دید از کرام بے تکبر راستی را شد غلام
راستی را پیشۂ خود کن مدام تا شوی در ہر دو عالم نیکنام

بولا لا کھال اب وہ جو ہر صبح کو موچھین چکنی اپنی کرتا اُس سے تو
بلی ناگہ آئی اُسکو لے گئی پیچھے دوڑے پر نہ وہ ہمکو ملی
لاف مین اور ذوق مین تھا پہلوان جو سنا قصہ ہوا وہ مُردہ جان
ہو گیا محفل مین وہ بس منفعل سر جھکایا اور رہا چُپ وہ خجل
پس تعجب سے ہنسے سب تاجران پھر اُنھین رحم آ گیا اُسپر رہان
دعوت اُسکی کرکے پیٹ اُسکا بھرا تخم رحم اُسکی زمین مین بودیا
دیکھا جو خاصون نے ذوقِ راستی بے تکبر راستی حاصل کری
راستی کا پیشہ اپنا کر مُدام دونون عالم مین ہو تو تا نیکنام

دعوی طاؤسی کردن آن شغال کہ در خم صباغ اُفتاد

طاؤس ہونیکا دعوی کرنا اُس گیدڑ کا جو رنگریز کے خم مین گرا تھا

آن شغالِ رنگ رنگ اندر نہفت بر بناگوشِ ملامت گر بگفت
بنگر آخر در من و در رنگ من یک صنم چون من ندارد خود شمن
چون گلستان گشتہ ام صد رنگ و خوش مر مرا سجدہ کُن از من سر مکش
کر و فر و آب و تاب و رنگ بین فخر دنیا خوان مرا در رُکنِ دین
مظہرِ لطفِ خدائی گشتہ ام لوح شرحِ کبریائی گشتہ ام
ای شغالان ہین مخوانیدم شغال کی شغالی را بود چندین جمال
آن شغالان آمدند آنجا بجمع ہمچو پروانہ بگردا گرد شمع
جملہ گفتندش چہ خوانیمت سری گفت او طاؤس نر چون مشتری
پس بگفتندش کہ طاؤسان جان جلوہ ہا دارند اندر گلستان
تو چنان جلوہ کنی گفتا کہ نے بادیہ نا رفتہ چون گویم منے

خفیہ اُس رنگین گیدڑ نے کہا کان مین اپنے ملامت گر کے آ
مجکو میرے رنگ کو تو دیکھ لے بُت پرست اک بُت نہ مجھ ایسا رکھے
چون گلستان رنگ خوش رکھتا ہون سو مجکو سجدہ کر نہ ہو سرکش مجھ سے ہو
دیکھ کر و فر و آب و رنگ کو فخرِ دنیا رُکنِ دین کہہ مجکو تو
مظہرِ لطفِ خدائی مین ہوا لوح شرحِ کبریائی مین ہوا
گیدڑو مجکو نہ تم گیدڑ کہو حُسن یہ کب ہو وے گیدڑ کو سُنو
اُس جگہ آئے وہ گیدڑ ہو کے جمع جیسے پروانے ہون گردا گرد شمع
بولے سب کیا تجکو کہوین ای اخی بولا طاؤس اب کہو جون مشتری
پس کہا اُسکو کہ طاؤسان جان جلوہ کرتے ہین وہ اندر گلستان
ایسا تو جلوہ کرے بولا کہ لا نے گیا جنگل کہون کیسے منا

سلہ خفیہ الخ ۱۲ شعر اس رنگین گیدڑ نے پوشیدہ کہا اپنے ملامتگر کے کان مین مجکو و میرے رنگ مین تو دیکھ لے کہ بت پرست میرے مانند ایک بُت نہ رکھے گلستان کے مانند سو رنگ خوش رکھتا ہون مجکو سجدہ کر اور سرکش مجھ سے نہو باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دیکھ الخ ۹ شعر کر و فر و آب و رنگ کو دیکھ فخر دنیا اور رکن دین مجکو کہہ مین مظہر لطف الٰہی ہوا اور لوح شرح کبریائی ہوا ای گیدڑو مجکو گیدڑ مت کہو یہ حسن کب گیدڑ کو ہوتا ہے اُس جگہ سب گیدڑ جمع ہوکر آئے جیسے پروانے گردا گرد شمع کے ہووین سب نے کہا کہ تجکو کیا کہین کہا طاؤس مجکو کہو مانند مشتری کے پس اسکو کہا کہ طاؤسان جان جلوہ کرتے ہین گلستان مین پس تو ایسا جلوہ کرتا ہے کہا کہ نہین اور نہ جنگل کو گیا کیسے کہون منے یعنے منی نام شہر کا ہے بیت اللہ شریف کے پاس پوچھا بانگ طاؤسون کی تو دے کہا کہ نہین کہا پس تو نہین ہے طاؤس خواجہ ابو العلا خلف طاؤسان آسمان سے آئے رنگ سے تجکو دعوی کب ہو سکے یعنے خلعت ولایت کا اولیاء اللہ کو حق کی جانب سے آتا ہے صورت بزرگون کی بنانے سے کب دعوے بزرگی کا اسے ریاکار ہو سکتا ہے جیسے فرعون نے دعوی الوہیت کیا و خراب ہوا چنانچہ آگے قصہ فرعون و موسے علیہ السلام کا ہے فافہم ۱۲

بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا	پس نہ طاؤس خواجہ بوالعلا	بانگ طاؤسان تو دے بولا کہ لا	تو نہین طاؤس خواجہ بوالعلا
خلعتِ طاؤس آید ز آسمان	کے رسد از رنگ و دعویہا بران	خلعتِ طاؤس آئے چرخ سے	رنگ سے کب دعویٰ تجکو ہو سکے

دعوی کردن فرعون الوہیت و تشبیہ کردن او را بدان شغال کہ دعوی طاؤسی نزد شغالان مے کرد

دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا اور تشبیہ دینا اسکو ساتھ اُس گیدڑ کے کہ دعویٰ طاؤس ہونیکا آگے گیدڑون کے کرتا تھا

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش	برتر از عیسیٰ پریدہ از خریش	جیسے[۵۲] فرعون مرصع ریش نے	جانا اعلےٰ ہون کلیم اللہ سے
بود از نسل شغال مادہ زاد	در خمِ مالے و جاہے او فتاد	گیدڑونکی نسل سے پیدا تھا وہ	خم مین مال و جاہ کے ڈوبا تھا وہ
ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کرد	سجدۂ افسونیان را او بخورد	جسنے دیکھا اُسکا جاہ سجدہ کیا	مکر کے سجدہ نے اُسکو کھا لیا
گشت مستک آن گدائی ژندہ دلق	از سجود و از تحیر ہاے خلق	وہ ہوا مست اک گدائی ژندہ دلق	سجدۂ و تعظیم سے جو کرتی خلق
او گدای بود در خردی سال	خواند حق را گفت گر بدہی تو مال	تھا[۵۳] وہ کم عمری مین اک مفلس گدا	دی مجھے تو مال کے حق سے دعا
من بہ تن خدمت کنم مخلوق را	آن دعایش مستجاب آمد درا	جان سے خدمت کرون مخلوق کی	وہ دعا مقبول اُسکی ہو گئی
قوتش شد از ہمہ خلقان زیاد	شد فراموشش دعای از رشاد	اسکی طاقت خلق سی جو بڑھ گئی	وہ دعا دل سے فرامش ہو گئی
مال مار آمد کہ در وی زہرہاست	وان قبول و سجدۂ خلق اژدہاست	مال ہی اک سانپ زہری پُر جفا	ہی قبول و سجدۂ خلق اژدہا
سوی طاؤسان اگر پیدا شوی	عاجزی از جلوہ و رسوا شوی	جو کہ طاؤسونکی جانب جائے تو	جلوہ سے عاجز و رُسوا ہووے تو
موسی و ہارون چو طاؤسان بدند	پر جلوہ بر سر و رویت زدند	موسیٰ[۵۴] و ہارون جون طاؤس تھے	مارا پر جلوہ کا اک سر پر ترے
زشتیت پیدا شد و رسوائیت	سرنگون افتادی از بالائیت	تیری ہوئی ظاہر بدی رسوائی سے	سرنگون ڈالا تجھے بالائی سے
چون محک دیدی سیہ گشتی چو قلب	نقش شیری رفت پیدا گشت کلب	محک دیکھی قلب سا کالا ہوا	شیر کا نقشہ مٹا کُتا ہوا
ای سگ گرگین زشت از حرص و جوش	پوستینِ شیر را بر خود مپوش	ای سگِ بد گر گ خود حرص جو	پوستین اب شیر کا مت پہن تو

[۵۱] حکایت چہارم دعوی پیران ریاکار مین ۱۲ [۵۲] جیسے فرعون الخ ہ شعر جیسے فرعون نے ریش مرصع سے جانا خود کو اعلیٰ کلیم اللہ سے وہ گیدڑون کی نسل سے پیدا تھا مال و جاہ کے خم مین ڈوبا تھا جسنے اسکا جلوہ دیکھا سجدہ کیا اُسکو مکر کے سجدہ نے کھا لیا وہ مست ہوا ایک گدائے ژندہ گودڑی سجدہ و تعظیم سے مخلوقات کے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۵۳] تھا وہ الخ ہ شعر وہ کم عمری مین ایک مفلس گدا تھا حق سے دعا کی کہ تو مجھے مال دے مین جان سے مخلوق کی خدمت کرون وہ اُسکی دعا مقبول ہو گئی اُسکی طاقت جو مخلوق سے بڑھ گئی اور وہ دعا اُسکے دل سے فراموش ہو گئی آگے حقائق ہین مال ایک سانپ زہری پُر جفا ہی اور قبول سجدہ خلق کا اژدہا ہی افسوس ای فرعون طاؤسی مت کر تو گیدڑ ہی دعوی طاؤسی مت کر جب تو طاؤسوں کی جانب جائے تو جلوہ کرنے سے عاجز و رُسوا ہووے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۴] موسیٰ الخ، شعر موسیٰ و ہارون مانند طاؤس کے تھے پر مارا جلوہ کا تیرے سر پر تیری بدی ظاہر ہوئی رسوائی سے ڈالا تجھے سرنگون بلندی سے مانند زر قلب کے محک دیکھی ور و سیاہ ہوا شیر کا نقشہ مٹا اور سگ دکھائی دیا ای سگ بد گرگ خود حرص جو شیر کا پوستین تو مت پہن شیر کا غرہ تیرا امتحان لے شیر کا نقشہ اور اخلاق کتون کا ہے اے تو گیدڑ بے جال و بے ہنر ہے مت گمان طاؤس کا خود پر کر جو طاؤس تیرا امتحان کرین تو خوار و بے رونق جہان مین ہو یعنے تو ظاہر آرائی رکھتا ہے عارضی اگر اولیاء اللہ تیرا امتحان لین تیری دکانداری اور رونق جہان مین جاتی رہے اور اپنی قال سے تو خود رسوا ہووے بموجب آیہ کے چنانچہ آگے فرماتے ہین۔
فافہم ۱۲۔

غرۂ شیرت نخواهد امتحان	نقش شیر و آنکه اخلاق سگان	شیر کا غرہ ترا لے امتحان	شیر کا نقشہ و اخلاق سگان
ای شغال بی جمال و بی هنر	هیچ بر خود ظن طاؤسی مبر	ہی تو گیدڑ بے جمال و بے ہنر	مت گمان طاؤس کا تو خود پہ کر
زانکه طاؤسان کنند امتحان	خوار بی رونق بمانی در جهان	جو کرین طاؤس تیرا امتحان	خوار و بی رونق ہو تو اندر جہان

تفسیر ولتعرفنهم فی لحن القول

تفسیر ولتعرفنهم فی لحن القول

گفت یزدان مر نبی را در مساق	یک نشان سهلتر ز اهل نفاق	حق نے ذی قرآن مین منافق کا نشان	سہلتر حضرت کو بتلایا عیان
گر منافق زفت باشد نغز و هول	وا شناسی مر ورا در لحن قول	گر منافق ہووے مغرور اہل ہول	اسکو تو پہچان اندر لحن قول
چون سفالین کوزها را می خری	امتحانی میکنی ای مشتری	جو گھڑا مٹی کا لیتا ہے کبھی	امتحان کرتا ہی تو ای مشتری
میزنی دستی بران کوزه چرا	تا شناسی از طنین اشکسته را	ہاتھ اسپر کس لیے مارے ہی تو	تا کہ تو جانے صدا سے نقص کو
بانگ اشکسته دگرگون می بود	بانگ چاؤش ست پیشش میرود	ہی صدا ٹوٹے کی اور ہی طور پے	اور نقیبونکی صدا ابسا ور ہے
بانگ می آید که تعریفش کند	همچو مصدر فعل تعریفش کند	اسکی تعریفین صدا اگر کرے	فعل کی تعریف جون مصدر کرے
چون حدیث امتحانی رو نمود	یادم آمد قصهٔ هاروت زود	امتحان کی بات جو ہونے لگی	یاد آیا قصہ ہاروت بھی

قصهٔ هاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحان حق تعالی

قصہ ہاروت و ماروت و دلیر ہونا انکا اوپر امتحان حق تعالی کے

پیش ازین زان گفته بودم اندکی	خود چه گویم از هزارانش یکی	پہلے تھوڑا سا کہا اس قصہ سے	کیا کہون اک ہی ہزارون حصہ سے
خواستم گفتن دران تحقیقها	تا کنون وا ماندم از تعویقها	چاہا کہنا اسمین کچھ تحقیق سے	رہگیا مین اب تلک تعویق سے
گوش دل افگن بدین سو بدار	تا بگویم با تو از اسرار یار	کان دل کے اسطرف اکدم رکھو	تا کہون مین یار کے اسرار کو
حملهٔ دیگر ز بسیارش قلیل	گفته آید شرح یک جزو ز نیل	دوسرا حملہ بہت اسکا قلیل	کہتا ہون جون شرح قطرہ و دنیل
گوش کن هاروت را ماروت را	ای غلام و چاکران ماروت را	قصہ ہاروت اور ماروت کو	تم سنو مین ہون غلام ای دوستو

۱؎ حق تعالی نے الخ شعر حق تعالی نے قرآن مین منافق کا پتہ سہلتر بتلایا ہی پوشیدہ اگر منافق مغرور اہل ہول ہووے تو اسکو پہچان باتون آواز مین آگے اسکی مثال ہے جو تو کبھی گھڑا مٹی کا لیتا ہی تو امتحان اسکا کرتا ہی ای مشتری اسپر ہاتھ تو کس لیے مارتا ہی تا کہ صدا سے نقصان کو جانے ٹوٹے کی صدا اور ہی طور پر ہے اور نقیبون کی صدا اور ہی اسکی صدا تعریفین اگر کرے جیسے فعل کی تعریف مصدر جو بات امتحان کی ہونے لگی قصہ ہاروت و ماروت کا یاد آیا یعنے عاشقان شکستہ دل کی آواز اور ہے اور اہل قال کی آواز اور ہی مثل نقیبون کے کہ تعریفون سے بھری ہی پس آہ از امتحان باطن کا ہی جیسے ماروت و ماروت کا امتحان ہوا چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ ۳؎ پہلے الخ یہ شعر تھوڑا سا اول کہا اس قصہ سے کیا کہون کہ ایک حصہ ہی ہزارون حصہ سے اسمین کہنا چاہا کچھ تحقیق سے مین ابتک اسمین ڈھیل سے رہ گیا گوش دل کو ایکدم اس طرف رکھو تا کہ مین یار کا اسرار کہون اسکا دوسرا جملہ قلیل کہتا ہون مانند شرح قطرۂ دو نیل کے یعنے قصہ ہاروت و ماروت مین اسرار الٰہی مین بیان کرتا ہون تم گوش دل سے سنو آگے بیان قصہ کا ہی فافہم ۱۲ ۵؎ قصہ الخ یہ شعر قصہ ہاروت و ماروت کا تم سنو مین غلام ہون اور وہ ستودہ مشاہدہ حق سے مست تھے اور شاہ کے عجائب استدراج سے ایسی مستی جب رکھے استدراج حق پھر کیسی مستی دیکھے معراج حق ایسی مستی دام کے دانہ نے دی اسکا خوان نعمت پھر کیا کچھ دی یعنے استدراج مثل دانہ دام کے ہی اور معراج حق خوان نعمت دانہ سے برتر صد ہا درجہ ہی اسطرح معراج استدراج سے اعلا ہے مست تھے اور دام سے چھوٹنے ہوئے عاشقون کے مانند ہا ہے ہو کرتے تھے ایک امتحان راہ مین ادنی تھا اسکی مرمر کوہ کو مانند کاہ کے لیجاتی باقی حال اگلے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲

مست بودند از تماشائے اَلَہ / وز عجائبہائے استدراج شاہ
اینچنین مستی ست ز استدراج حق / تا چہ مستیہا دہد معراج حق
دانۂ دامش چنین مستی دہد / خوان انعامش چہا داند کشید
مست بودند و رہیدہ از کمند / ہائے ہوئے عاشقانہ میزدند
یک کمین امتحان در راہ بود / صرصرش چون کاہ کہ را میربود
امتحان میکردشان زیر و زبر / کے بود سرمست را زینہا خبر
خندق و میدان بہ پیش او یکیست / چاہ و خندق پیش او خوش مسلکیست

[۵۱] وہ تماشائی آلہ سے مست تھے / اور عجائب شہ کے استدراج سے
ایسی مستی رکھے استدراج حق / کیسی مستی دیوے پھر معراج حق
دام کی دانہ نے مستی ایسی کی / خوان انعام اُسکا کیا کچھ دیوے اخی
مست تھے اور دام سے چھوٹے ہوئے / ہائے ہوئے عاشقانہ کرتے تھے
امتحان اک رہ مین تھا ادنیٰ اخی / صرصر اُسکی کہ کو جون کہ لے گئی
امتحان کرتا انھین زیر و زبر / اُس سے کب بدمست کو ہووے خبر
انکے آگے خندق و میدان ہی ایک / چاہ خندق انکے آگے راہ نیک

مستی بُز از دیدن بُز مادہ و جستن او از کوہے بکوہ مقابل

مستی بُز کوہی کی دیکھنے بُز مادہ سے اور کودنا اُسکا ایک کوہ سے دوسرے کوہ مقابل پر

آن بُز کوہی بران کوہِ بلند / بر دو داز بہر خوردی بے گزند
تا علف چیند بہ بیند ناگہان / بازیے دیگر بحکمِ آسمان
بر کُہے دیگر براندازد نظر / مادہ بُز بیند بران کوہِ دگر
چشم او تاریک گردد در زمان / بر جہد سرمست زین کہ تا بدان
آنچنان نزدیک بنماید ورا / کہ دویدن گرد بالوعہ سرا
آن ہزاران گز دو گز بنمایدش / تا ز مستی میل جستن آیدش
چونکہ بجہد در فتد اندر میان / درمیانِ ہر دو کوہِ بے امان
او ز صیادان بکہ بگریختہ / خود پناہش خون او را ریختہ
شستہ صیادان میانِ آن دو کوہ / انتظارِ آن قضائے باشکوہ
باشد اغلب صید این بُز اینچنین / ورنہ چالاک ست و چست و خصم بین

[۵۲] وہ بُز کوہی بلند اک کوہ پے / بیغمی سے جاتا چرنے کے لئے
تا چرے گھانس اور دیکھے ناگہان / دوسری بازی بحکمِ آسمان
دوسرے وہ کوہ پر ڈالے نظر / دیکھے بُز مادہ کو وہ اُس کوہ پر
آنکھ اُسدم اُسکی تاریکی رکھے / کودے مست اُس کوہ سے اُس کوہ پر
[۵۳] کوہ یون نزدیک ہو معلوم اُسے / کہ بدرو پردہ کودے گھر کی ہی
وہ ہزارون گز کو دو گز جانتی ہے / جست کی مستی سے تا رغبت کرے
جبکہ کودے تو گرے وہ درمیان / دونون کوہ مین وہ بیخوفِ امان
کوہ پر بھاگا تھا وہ صیاد سے / خون بہایا اُسکی جانِ امن نے
تھے چھپے صیاد اندر کوہ کے / منتظر تھے اُس قضا کے واسطے
اسطرح شاید کہ بُز یہ صید ہو / ورنہ ہی چالاک و چست اور تیز رو

[۵۱] امتحان الخ ۸ شعر اُنکو امتحان کرنا اور پرتلے اس سے کب مستان دُنیا کو خبر ہووے اُنکے آگے خندق اور میدان ایک ہے چاہ و خندق اُنکے آگے نیک راہ ہے یعنے اہل دُنیا کہ بدمست ہین ادنے امتحان اُنکو آفت مین ڈالتا ہے جیسے بُز کوہی مستی مادہ سے بلا مین پڑتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۵۲] وہ بز کوہی الخ ۸ شعر بز کوہی ایک بلند کوہ پر بیغمی سے چرنے کے لیے جاتا ہے تا گھانس چرے اور ناگہان دیکھے دوسری بازی بحکم خدا وہ دوسرے کوہ پر نظر ڈالے اور مادہ بُز کو دیکھے اُس کوہ پر اسدم اُسکی آنکھ تاریکی رکھے اور مستی سے کودے اُس کوہ سے اُس کوہ پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۵۳] کوہ یون الخ ۶ شعر وہ کوہ اُسکو اسطرح نزدیک معلوم ہو جیسے گھر کی بدررو پر وہ کودے ہے وہ ہزارون گز اسکو دو گز دکھائی دے تا مستی سے جست کی رغبت رکھے جبکہ کودے تو درمیان مین گرے دونون کوہون کہ بے خوف و امان وہ کوہ پر بھاگا تھا صیاد سے پس اُسکا خون بہایا جان امن نے صیاد چھپے تھے کوہ مین اُس قضا کے واسطے منتظر تھے کہ شاید اسطرح یہ بکرا صید ہو ورنہ چالاک و چست و تیز ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲—

رستم ار چه باسر و سبلت بود	دام پاگیرش یقین شهوت بود
همچو من از مستی شهوت ببر	مستی شهوت ببین اندر شتر
باز این مستی شهوت در جهان	پیش مستی ملک شد مستهان
مستی آن مستی این را بشکند	او بشهوت التفاتے کم کند
آب شیرین تا نخوردی آب شور	خوش بود خوش چون درون دیده نور
قطرهٔ از باده هائے آسمان	بر کند جان را ز می و ز ساقیان
تا چه مستیها بود املاک را	و ز جلالت روحهای پاک را
که بوئے دل بران می بسته اند	خم باده این جهان بشکسته اند
جز مگر آنها که نومید اند و دور	همچو کفارے نهفته در قبور
نا امید از هر دو عالم گشته اند	خار هاے بے نهایت کشته اند

گرچہ[۱] ڈاڑھی مونچھ کا رستم بھی ہو	دام شہوت مین مقید ہو وے دو
مثل میرے مستی شہوت کو چھوڑ	اونٹ مین کر مستی شہوت کو غور
مستی شہوت نے عالم مین کری	آگے مستی ملک کی عاجزی
انکی مستی انکی مستی توڑ دے	جانب شہوت وہ خواہش کم کرے
تا نہ کھایا آب شیرین آب شور	خوش مزہ ہو جس طرح آنکھون مین نور
آسمانی[۲] مے کا اک قطرہ کرے	جان کو بیغم ساقی سے اور بادہ سے
کیسی ہووین پھر ملک کو مستیان	اور روحون کو جلالت سے عیان
کر رکھین اس مے پہ دل امید سے	خم مے کو توڑا اس عالم کے ہے
بس سوا انکے جو نا امید ہین	جسطرح کفار پنہان گور مین
نا امید اب دونون عالم سے ہوئے	اور کانٹے بے نہایت بو دیے

تمنا کردن هاروت و ماروت آمدن بر زمین

تمنا کرنا هاروت و ماروت کا زمین پر آنے کی

پس ز مستیها بگفتند اے دریغ	بر زمین باران بدادیمی چو میغ
گستریدیمے دران بیداد جا	عدل و انصاف و عبادات و وفا
این بگفتند و قضا میگفت بایست	پیش پایت دام ناپیدا بسے ست
هین مرو گستاخ در دشت بلا	هین مرو کورانه اندر کربلا
که ز موئے و استخوان هالکان	می نیابد راه پای سالکان
جمله ره استخوان و موی و پے	بسکه تیغ قهر لاشے کرد شے

کہتے[۳] وہ مستی سے ہم و احسرتا	پانی برساتے زمین پر ابر سا
ہم بچھاتے اس ستم کی جا مین جا	عدل و انصاف اور عبادات اور وفا
وہ یہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھہر	دام پنہان تیری کثرت سے ہین پر
جا نہ گستاخ اب بلا کے دام مین	جا نہ اندھے کربلا کے دام مین
بال اور ہڈی سے مردونکی یہان	رہ نہین پاتا ہی پائے سالکان
بال اور ہڈی سے پر تھا رستا	شے کو لاشے تیغ قہری نے کیا

۱ اگرچہ الخ یہ شعر اگرچہ ڈاڑھی مونچھ کا رستم ہو ولیکن دام شہوت مین مقید ہو میرے مانند مستی شہوت کو چھوڑ اور اونٹ مین مستی شہوت کو غور کر مستی شہوت کے جہان مین مستی فرشتون کی عاجزی کری اور انکی مستی توڑ دے کیونکہ جانب شہوت کے وہ کم خواہش کرے آگے مثال ہے جب تک آب شیرین نہ کھایا آب شور خوش مزہ معلوم ہو جیسے آنکھو نمین نور یعنے شہوت کی مستی اس مشاہدہ کی مستی کو کب پاتی ہے کیونکہ وہ مستی اسکو توڑتی ہے پس جب تک وہ مستی مشاہدہ مین حاصل نہین ہے اسی مستی شہوت کو بہتر جانتا ہے ۱۲ ۲ آسمانی الخ یہ شعر آسمانی شراب کا ایک قطرہ جان کو بے غم کرے ساقی و مے سے پھر فرشتونکو کیسی ہووین مستیان اور جلالت سے روحون کو عیان کہ اس مے پر دل امید سے رکھا ہے اور عالم کے خم شراب کو توڑا ہے سوا انکے نا امید ہین جیسے کفار پنہان گور مین دونون عالم سے نا امید اب ہو اور بے نہایت کانٹے بوئے یعنے بادۂ توحید الٰہی کا ایک قطرہ ساقی وحدت دنیا سے جان کو بیغم کرتا ہے پھر فرشتون و روحون کو مستیان کیسے ہونگی کہ مے توحید سے وہ سرشار ہین باقی آگے قصہ هاروت و ماروت کا ہے فافہم ۱۲ ۳ کہتے الخ یہ شعر وہ مستی سے کہتے کہ ہم پانی برساتے زمین پر افسوس ہے ابر کے مانند اور ہم بچھاتے جا کر اس ستم کی جا مین عدل و انصاف و عبادت و وفا تو یہ کہتے اور قضا کہتی کہ ٹھہر دام تیرے واسطے پوشیدہ کثرت سے بچھے ہین اے گستاخ اب بلا کے دام مین مت جا اور اے اندھے کربلا کے دام مین مت جا مردون کی بال و ہڈی سے یہان راہ نہین پاتا ہے سالکو نکا پانون کا رستا ہڈی سے پر تھا جو کہ شے کو لاشے قہر کی تیغ نے کیا حق نے گر بندے باوفا آہستہ چلتے ہین زمین پر ہمیشہ یعنے تیغ قہر الٰہی نے صد ہا گستاخو نکو ہلاک کر کے زیر زمین کیا کہ بال و ہڈی انکی اس کثرت سے ہین کہ راہ چلنے کی جا نہین ہے اسواسطے بندگان مقبول آہستہ آہستہ زمین پر چلتے ہین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

گفت حق کہ بندگان یار عون — بر زمین آہستہ میرانند ہون
پا برہنہ چون رود در خار زار — جز بتعمل و فکر ہر پرہیزگار
این قضا میگفت لیکن گوش شان — بستہ بود اندر حجاب جوش شان
چشمہا و گوشہا را بستہ اند — جز مگر آنہا کہ از خود رستہ اند
جز عنایت کہ کشاید چشم را — جز محبت کہ نشاند خشم را
جہد بے توفیق خود کس را بود — زار زنے کم گرچہ صد خرمن بود
جہد بے توفیق خود کس را مباد — در جہان واللہ اعلم بالرشاد

بولا حق کہ بندگانِ باوفا — چلتے آہستہ زمین پر ہین سدا
پا برہنہ[۱] جیسے کانٹون مین چلے — عاقل و دانا تامل فکر سے
یہ قضا کہتی تھی لیکن بند تھے — کان اُنکے بس حجاب ہوش سے
کر دیا ہے بند کان اور آنکھ کو — پر سوا اُسکے کہ جو بیخود ہے وہ
جز عنایت کون کھولے چشم کو — جز محبت کون روکے خشم کو
جان کنی یہ جہد بے توفیق ہو — کم ہو کنگنی سے جو سو خرمن ہو وہ
ہو نہ کوئی جہد بے توفیق باب — یان پر اب جا اللہ اعلم بالصواب

خواب دیدن فرعون آمدن موسے علیہ السلام را و تدارک آن

جہد فرعونے چو بے توفیق بود — ہر چہ او می دوخت آن تفتیق بود
از منجم بود در حکمش ہزار — وز معبر بود ساحر بے شمار
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب — کہ کند فرعون و ملکش را خراب
با معبر گفت و با اہلِ نجوم — چون بود دفع خیال و خواب شوم
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم — راہ زادن را چو رہزن بر زنیم
تا رسید آن شب کہ مولد بود آن — رائے آن دیدند آن فرعونیان
کہ برون آرند آن روز پگاہ — سوی میدان بزم و تختِ بادشاہ

خواب مین دیکھنا فرعون کا نزول موسے علیہ السلام کو اور تدارک کرنا اُسکا

جہد بے توفیق[۲] فرعون کا تھا جو — جو کہ وہ سیتا تھا پھٹ جاتا تھا وہ
تھے منجم عہد مین اُسکے ہزار — اور معبر اور ساحر بے شمار
اُسنے دیکھا آنا موسیٰ کا بخواب — کہ کرے گا ملک فرعون وہ خراب
پس معبر اور نجومی سے کہا — کیسے شومِ خواب کی جائے بلا
بولے سب تدبیر ہم اسکی کرین — راہ بند اب پیدا ہونے کی کرین
رات وہ پہونچی کہ پیدا جسمین تھے — رائے اُن فرعونیون نے سوچی وہ
کہ اُسی[۳] دن تم نکالو تخت شاہ — سوی میدان صبح سے کر بزمگاہ

سلہ پا برہنہ الخ ۲ شعر جیسے پابرہنہ کانٹون مین چلے عاقل و دانا تامل و فکر سے یہ بات قضا کہتی تھی لیکن کان اُنکے بند تھے حجاب جوش سے بند کان و آنکھ کو کر دیا ہی لیکن سوا اُسکے کہ جو بیخود ہی سوا عنایت کے کون کھولے چشم کو یہ جہد بے توفیق جانکنی ہو اور کم ہو کنگنی سے اگر سو خرمن وہ ہووے جہد بے توفیق یا نوالا کوئی مت ہو جیو اب بیان پر اللہ بہتر جانتا ہی یعنے حق تعالیٰ جہد بے توفیق کسی کو نہ دے کہ وہ جانکنی ہے اور اگر توفیق الٰہی کے ساتھ جہد و کوشش کرے عین صواب ہی آگے قصہ فرعون کا ہی فافہم ۱۲ سلہ جہد بے توفیق الخ ۶ شعر جو جہد بے توفیق فرعون کا تھا جو کچھ وہ سیتا تھا پھٹ جاتا تھا اُسکے عہد مین منجم ہزارون تھے اور تعبیر دینے والے اور جادوگر بیشمار تھے اُسنے موسیٰ علیہ السلام کا آنا خواب مین دیکھا کہ وہ ملک فرعون کا خراب کرتا ہے پس تعبیر دینے والے و نجومی سے کہا کیسے شومی خواب کی دفع ہووے اُنھون نے کہا کہ ہم سب تدبیر اسکی کرین اور راہ پیدا ہونے کی بند ہم کرین وہ رات آئی کہ جسمین پیدا ہوا اُن فرعونیون نے وہ رائے سوچی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ کہ اُسی الخ ۱ شعر کہ تم تخت شاہی اُسدن نکالو طرف میدان کے صبح سے اور دربار کرو پس یہ فرمایا کہ منادی سے شہر مین آشکار کرو واے اہلکار و الصلاے جملہ اسرائیلیون شاہ تمکو بلاتا ہی وہان گھرون سے تاکہ تمکو وہ مُنھ دکھا بے نقاب اور بہتیرا احسان کرے واسطے ثواب کے اُن اسیرون کے واسطے جو دوری تھی اور اجازت دیکھنے فرعون کی نہ تھی اگر راہ مین مقابل وہ آجائین اُنکے لیے قاعدہ تھا کہ پٹ ہو جائین اُنکا قاعدہ تھا کہ اسیر نہ دیکھے وقت بے وقت دیدار امیر کا اگر چوبدارونکی صدا راہ مین سُنے تا نہ دیکھے اور مُنھ دیوار پر کرے اگر مُنھ کو دیکھ لے وہ مجرم ہووے اور سزا ابدتر اُسکو ملے اُنکو لقاے ممتنع کی حرص تھی کہ آدمی حریص ہے ترجمہ اُس چیز کا کہ منع کیا گیا ہو لینے بموجب حدیث شریف کے انسان کو جس چیز سے منع کرتے ہین حرص زیادہ اُسکی ہوتی ہی باقی یہ قصہ آگے ہے فافہم ۱۲

پس بفرمود ند در شہر آشکار
که منادی‌ها کنند از ہر کنار

الصلا اے جملہ اسرائیلیان
شاہ میخواند شمار از ان مکان

تا شمارا رُو نماید بے نقاب
بر شما احسان کند بہرِ ثواب

کان اسیران را بجز دوری نبود
دیدنِ فرعون دستوری نبود

گر فتادندے برہ در پیش او
بہر آن یاسہ بخفتندے برُو

یاسہ آن بد که نبیند ہیچ اسیر
در گہ و بیگہ لقائے آن امیر

بانگ چاؤشان چو در رہ بشنود
تا نبیند رُو بدیوارے کند

بود شان حرص لقائے ممتنع
که حریص ست آدمی فیما منع

ور بہ بیند روی آن مجرم شود
انچہ بدتر بر سرِ او آن رود

پس یہ فرمایا کہ کردو آشکار
تم منادی شہر مین ای اہل کار

الصلا اے جملہ اسرائیلیان
شہ بلاتا ہی مکان سے تمکو وان

تا دکھائی مُنہ تمھین وہ بے نقاب
تم پہ احسان وہ کری بہرِ ثواب

اُن اسیرون کے لئے دوری جو تھی
نی اجازت دیکھنے فرعون کی

گر مقابل راہ مین آجائین وہ
قاعدہ اُنکی لیے پٹ ہووین وہ

قاعدہ اُنکا تھا نہ دیکھے اسیر
وقت اور بے وقت دیدارِ امیر

چوبدارونکی صدا رہ مین سُنے
تا نہ دیکھے مُنہ کرے دیوار پے

تھی اُنھین حرص لقائے ممتنع
کہ حریص ہے آدمی فیما منع

دیکھ لے مُنہ کو اگر مجرم ہو وہ
اور سزا بدتر ملے اُس شخص کو

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلۂ منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السّلام

میدان مین بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلے پیدا ہونے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے

شد منادی در محلہا روان
بانگ میزد کو بکو شاوی کنان

کای اسیران سوے میدان گہ روید
کز شہنشہ دیدن و جود ست امید

چون شنید آن مژدہ اسرائیلیان
تشنگان بودند بس مشتاق آن

زین خبر گشتند جملہ شادمان
راہ میدان برگرفتند آن زمان

حیلہ را خوردند آنسو تاختند
خویشتن را بہر جلوہ ساختند

تا رود آنجا بہ بیند روے او
تا چہ خاصیت دہد دیدارِ او

از غرض غافل بُدند و بے خبر
ور طمع رفتند بیرون سر بسر

ہر محلہ مین منادی بس گیا
اور گلی کوچہ مین اُسنے کی ندا

ای اسیرو جانبِ میدان چلو
طالبِ دیدار شاہنشاہ ہو

مژدہ اسرائیلیون نے جو سُنا
تھا ہر اک مشتاق تو دیدار کا

اُس خبر سے سب ہوے بس شادمان
راہ لی میدان کی سب نے اُس آن

کھا فریب ہر ایک اُس جانب چلا
ہو کے جلوے کے لیے آراستہ

تا کہ وان جا کر کے دیکھین یار کو
خاصیت دیتا ہی کیا دیدار دو

تھے غرض سے غافل اور تھے بیخبر
طمع سے باہر گئے وہ سر بسر

حکایت در تمثیل

حکایت تمثیل مین

ہمچنان کانجا مغول حیلہ دان
گفت میجویم کسے از مصریان

ایسا ہی تھا اک امیر حیلہ جو
بولا ڈھونڈھون مصریون سے ایک کو

سلہ ہر محلہ مین الخ ۴ شعر پس ہر محلہ مین منادی گیا اور ہر گلی کوچہ مین اُسنے ندا کی کہ ای اسیرو میدان کی طرح چلو اور طالب دیدار شہنشاہ کے ہو جو مژدہ اسرائیلیون نے سُنا ہر ایک مشتاق دیدار کا تھا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ اس خبر الخ ۴ شعر اس خبر سے سب خوش ہوئے اور سب نے راہ میدان کی اُسدم لی ہر ایک فریب کھا کر اُس جانب چلا جلوہ کے لیے آراستہ ہو کر تا کہ وہان یار کو جا کر دیکھین وہ دیدار کیا خاصیت دیتا ہے اور غرض سے غافل و بے خبر تھے طمع سے باہر گئے ایک ایک یعنے طمع سے ہر ایک دیدار کی خواہش مین گیا اور اُسکی غرض سے غافل تھا جیسے ایک امیر نے طمع دیکر لوگونکو بلایا اور ہلاک کیا چنانچہ اُسکی حکایت آگے تمثیل مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ ایسا ہی الخ ایک شعر اسی طرح ایک امیر حیلہ جو تھا کہا کہ مصریون سے ایک کو ڈھونڈھتا ہون باقی حال آگے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲ ـ

مصریان را جمع آرید این طرف / تا در آید آنکه می جوییم بکف
هر کجا بد مصریی جمع آمدند / در بر آن میر یکایک می شدند
هر که می آمد بگفتا نیست این / هین در آ خواجه دران گوشه نشین
تا بدین شیوه همه جمع آمدند / گردن ایشان بدان حیله زدند
شومی آنکه رو سوی بانگ نماز / داعی الله را نبردندی نیاز
دعوت مکارشان اندر کشید / الحذر از مکر شیطان ای رشید
بانگ درویشان و محتاجان نیوش / تا نگیرد بانگ محتالیت گوش
گر گدایان طامع اند و زشت خو / در شکم خواران تو صاحبدل بجو
در تگ دریا گهر با سنگهاست / فخرها اندر میان ننگهاست
پس بجوشیدند اسرائیلیان / از بگه تا جانب میدان دوان
چون بحیلت شان بمیدان برد او / روی خود بنمودشان بس تازه رو
کرد دلداری و بخششها بداد / هم عطا هم وعدها کردن قباد
بعد ازان گفت از برای جان تان / جمله در میدان بخسپید امشبان
پاسخش دادند که خدمت کنیم / گر تو خواهی یک مه اینجا ساکنیم

مصریونکو[1] جمع اس جانب کرو / جسکا مین طالب ہون تا ملجاے وہ
جس جگہ مصری تھے آجمع ہوے / اور پاس اس میر کے اک اک گئے
جو کہ آتا کہتا وہ یہ ہے نہین / آؤ خواجہ یان پہ ہو گوشہ نشین
اس طریقہ پر جو جمع آکر ہوئے / مارین انکی گردنین اس مکر سے
یہ تو شومی رخ سوئے بانگ نماز / داعی اللہ کا نہ رکھتے تھی نیاز
پھانسا انکو عورت مکار نے / الامان شیطان کے اس مکر سے
بانگ درویشون[2] و محتاجونکی سن / تا نکر دی بانگ غولان کان سن
گرچہ طامع ہین گدا او رزشت خو / حاصونین اہل دل کو ڈھونڈھ تو
بحر مین گوہر ہین ہمرہ سنگ کے / فخر پوشیدہ ہی اندر ننگ کے
جوش مین آکر کے اسرائیلیان / ہو گئی سب جانب میدان روان
جو بلایا انکو حیلہ کر نہان / منھ دکھایا اور نوازا انکو وان
بس بہت دلداری اور وعدے کیے / ہم عطا و بخششونکی شاہ نے
بولا یہ سب کچھ تمھارے واسطے / آجکی شب سوؤ تم اس جا بے پے
بولے سب اس سے کہ ہم خدمت کرین / گر تو چاہی ایک مہ یان پر رہین

بازگشتن فرعون از میدان به شهر شادان از تفریق بنی اسرائیل از زنان شان در شب حمل

پھر لوٹ آنا فرعون کا میدان سے طرف شہر کے خوش بسبب تفرقہ بنی اسرائیل کے عورتون اپنی سے شب حمل مین

شه شبانگه باز آمد شادمان / کامشبان حملست و دور اند زنان

شاہ[3] لوٹا شب کو خوش ہوتا ہوا / عورتونسے حمل کی شب ہین جدا

[1] مصریون الخ ہ شعر مصریونسے اس جانب جمع کرو جسکا مین طالب ہون تاکہ وہ ملجاے جس جگہ مصری تھے آکر جمع ہوئے اور نزدیک اسکے ایک ایک گئے جو شخص آتا وہ کہتا کہ یہ نہین ہے آؤ خواجہ یہان آکر بیٹھو اس طریقہ سے جو آکر جمع ہوئے انکی گردنین مارین اس مکر سے آگے حقائق ہین کہ یہ تو شومی اور منھ طرف بانگ نماز کے داعی اللہ کا نہ رکھتے تھے نیاز انکو پھانسا دعوت مکار نے اللہ پناہ دے شیطان کے اس مکر سے یعنے ریاکارونکی یہ تو شومی ؤ بظاہر پرہیزگاری اور جو اللہ کی طرف دعوت کرے اس سے نیاز نہین باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ [2] بانگ الخ ہ شعر آواز درویشون اور محتاجونکی تو سن تاکہ آواز غولونکی تیرا کان سن نہ کرے اگرچہ گدا اور طامع و زشت خو ہین تو حاصونین اہل دل کو ڈھونڈھ یعنے عام مین خاصونکو تلاش کر دریا مین گوہر ہین ہمراہ سنگ کے اور فخر ننگ مین پوشیدہ ہی آگے رجوع بقصہ ہی جوش مین آکر سب اسرائیلی جانب میدان روانہ ہوئی جو بلایا انکو حیلہ کرکے پوشیدہ منھ دکھایا اور وہان انکو نوازا پس بہت وعدے اور دلداری کی اور ہم عطا و بخشش شاہ نے کی کہا کہ یہ سب کچھ تمھارے واسطے ہی آجکی شب تم اس جگہ سوؤ سب نے کہا کہ ہم خدمت کرین اگر تو چاہے ایک مہینا یہان پر رہین آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲ [3] شاہ الخ ہ شعر شب کو بادشاہ لوٹا خوش ہوتا ہوا کہ حمل کی شب عورتون سے جدا ہین عمران خزانچی جو اسکی خدمت مین تھا شہر مین ہمراہ شاہ آیا کہا اے عمران تو اس در پر سو اور مت جا و ہم صحبت عورت سے مت ہو کہا کہ سوتا ہون مین تیری درگاہ پر اور نہین چاہتا ہون سوا دلخواہ تیرے کے عمران ایک اسرائیلیون مین سے تھا لیکن وہ دل و جان فرعون کا تھا اسپر گنہگاری کا گمان نہ تھا جیسین خوف فرعون کا ہوتا وہ بات نہین کرتا تھا عمران کے افعال کا خوف نہ تھا لیکن خود وہ اسکی جزائے حال تھا دل مین فرعون کے یہ کب تقدیر تھی جو ثمود و عاد کو آگہی نہ تھی یعنے یہ تقدیر الٰہی کہ جو فرعون پر واقع ہوئی مانند ثمود و عاد کے اسکو آگہی نہ تھی باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

خازنش عمران هم اندر خدمتش ۔ هم بشهر آمد قرین صحبتش
خازن عمران اسکی خدمت مین جو تھا ۔ شہر مین آیا تھا وہ ہمراہ شاہ

گفت ای عمران برین در خسپ تو ۔ هین مرو سوی زن و صحبت مجو
بولا اے عمران تو اس در پہ سو ۔ اور نجا ہم صحبت عورت سی نہو

گفت خسپم هم درین درگاه تو ۔ هیچ ناندیشم بجز دلخواه تو
بولا سوتا ہون تری درگاہ پے ۔ او نہ چیتا ہون بجز دلخواہ ترے

بود عمران هم ز اسرائیلیان ۔ لیک مر فرعون را دل بود و جان
ایک اسرائیل سے عمران تھا ۔ پر وہ دل اور جان تھا فرعون کا

نے گمان بردی که او عصیان کند ۔ آنکه خوف جان فرعون آن کند
نے گمان اسپر گنہگاری کا تھا ۔ خوف فرعون جسین ہو کرتا نہ تھا

ایمن از عمران شد و افعال او ۔ لیک آن خود شد جزای حال او
خوف عمران کے نہ تھا افعال کا ۔ پر وہ خود اسکی جزاے حال تھا

خود کجا در خاطر فرعون بود ۔ اینچنین تقدیر چون عاد و ثمود
دل مین کب فرعون کے یہ تقدیر تھی ۔ چون ثمود و عاد کو نے آگہی

جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ و حامله شدن او ۔ صحبت کرنا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حامله ہونا انکا

شه برفت و او بران درگاه خفت ۔ نیم شب آمد بپیشش خفته جفت
شہ گیا اور سو گیا عمران وہان[1] ۔ نیم شب کو آئی بس زوجہ نہان

زن برو افتاد و بوسید آن لبش ۔ برجهانیدش ز خواب اندر شبش
لیٹ کر کرنے لگی بوس و کنار ۔ خواب سے اسکو جگایا ایک بار

گشت بیدار او و زن را دید خوش ۔ بوسه باران کرد از لب بر لبش
وہ جگا عورت کو دیکھا خوش مزا ۔ لب سے اسکے لب کو تھا وہ چومتا

گفت عمران این زمان چون آمدے ۔ گفت از شوق و قضای ایزدے
بولا عمران کس لیے تو آئی ہے ۔ بولی وہ حکم خدا اور شوق سے

در کشیدش در کنار از مهر مرد ۔ بر نیامد با خود آن دم در نبرد
مرد نے اسکو بغل مین لے لیا ۔ خود پہ غالب نے وہ لڑنے مین ہوا

جفت شد با او امانت را سپرد ۔ پس بگفت ای زن نه این کاریست خرد
ہو کے ہم صحبت امانت دی اسے ۔ بولا اے زن یہ نہ کام آسان ہے

آهنے بر سنگ زد زاد آتشے ۔ آتشے از شاه و ملکش کین کشے
لوہا پتھر مل کے پیدا ہوئی ہے آگ[2] ۔ شاہ ملک اسکے سے کینہ رکھی آگ

من چو ابرم تو زمین موسیٰ نبات ۔ حق شه شطرنج و ما مانیم و مات
ابر سا مین تو زمین موسیٰ نبات ۔ حق ہے شہ شطرنج کا او ہم ہین مات

مات و برد از شاه مردان ای عروس ۔ این مدان از ما مکن بر ما فسوس
شاہ سے تو جان بردو مات کو ۔ جان مت مجھسے نہ کر افسوس تو

آنچه این فرعون می‌ترسید او ۔ هست شد اینم که گشتم جفت تو
جس سے یہ فرعون ڈرتا ہے وہی ۔ ہست ہوا اس دم جو صحبت تجھسے کی

[1] شہ گیا الخ ۔ شعر شاہ گیا اور عمران وہان سو گیا آدھی رات کو عورت اسکی آئی پوشیدہ لیٹ کر بوس و کنار کرنے لگی اور خواب سے اسکو بیدار کیا وہ جگا اور عورت کو خوش مزہ دیکھا لب سے اسکے لب کو چومتا تھا عمران نے کہا کہ تو کس واسطے آئی ہے کہا کہ مین حکم خدا اور شوق سے مرد نے اسکو بغل مین لے لیا اور لڑنے مین وہ خود پر غالب نہوا ہم صحبت ہو کر اسکو امانت دی اور کہا کہ اے عورت یہ کام آسان نہین ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] لوہا پتھر الخ ۔ شعر آتش لوہا پتھر مل کر پیدا ہوتی ہے شاہ سے اور اسکی ملک سے آتش کینہ رکھتی ہے مین ابر کے مانند اور تو زمین اور موسیٰ نبات حق شاہ شطرنج کا ہے اور ہم ہین مات تو شاہ کی طرف سے جان بردو مات کو مجھ سے مت جان اور افسوس مت کر جس سے فرعون ڈرتا ہے یہ وہی ہست ہوا جو صحبت تجھ سے اس دم کی یعنے جیسے لوہے پتھر سے آتش پیدا ہوتی ہے اسی طرح ہم تم سے وہ موسیٰ پیدا ہوا کہ شاہ اسکے ملک سے کینہ رکھے آگے وصیت عمران کی ہے فافہم ۱۲

وصیت کردن عمران جفت را بعد از مجامعت با آن

باز گردد هیچ از نهادم مزن / ما نیاید بر من و تو صد حزن
عاقبت پیدا شود آثار این / چون علامتها رسد ای نازنین
در زمان از سوی میدان نعره ها / میرسد از خلق و می شد بر هوا
شاه از آن هیبت برون جست آن زمان / پا برهنه کاین چه غلغله هاست هان

وصیت کرنا عمران کا زوجہ اپنی کو بعد صحبت اسکی کے

کچھ نہ کہنا[1] اس سے تو اب لوٹ جا / مجھ کو تجھ پہ تا نہ لائے سو بلا
آخر آثار اسکے پیدا ہوئینگے / جو علامت پیدا ہونگی جان لے
اسگھڑی میدان سے جو نعرہ ہا / آتے ہین مخلوق سے بس ظاہرا
شاہ اس ہیبت سے باہر آگیا / پا برہنہ کہ یہ کیا ہے غلغلہ

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

از سوی میدان چه بانگ است و غریو / کز نهیبش میرمد جنّی و دیو
گفت عمران شاه ما را عمر باد / قوم اسرائیلیان اند از تو شاد
از عطای شاه شادی میکنند / رقص می آرند کفها می زنند
گفت باشد کاین بود اما ولیک / وهم و اندیشه مرا پر کرد و نیک
این صدا جان مرا تغییر کرد / از غم و اندوه تلخم پیر کرد
زهره نی عمران مسکین را که تا / باز گوید اختلاط جفت را
پیش می آمد سپس میرفت شه / جمله شب همچو حامل وقت زه
هر زمان میگفت ای عمران مرا / سخت از جا برده است این نعره ها
چون زن عمران بعمران در خزید / تا که شد استارهٔ موسیٰ پدید
هر پیمبر که در آید در رحم / نجم او بر چرخ گردد منتجم

ڈرنا فرعون کا شور و غل کی آواز سے

شور و غل[2] کیسا ہے یہ میدان مین / جسکے ڈر سے بھاگتے جن دیو ہین
بولا عمران شہ کی برکت عمر مین / قوم اسرائیلیان خوش تم سے ہین
شہ کی بخشش سے ہین کرتی شادیان / ناچتے ہین اور بجاتے تالیان
بولا[3] یون ہی ہووے لیکن مجھے / وہم و اندیشہ بہت کچھ مجھکو ہے
اس صدا نے جان کو متغیر کیا / اس غم و اندوہ سے بوڑھا ہوا
کب تھی عمران کو یہ طاقت تا کہے / صحبت زوجہ کو اپنی شاہ سے
رات بھر باہر و اندر دوڑتا / در دزہ کے وقت جیسے حاملہ
ہر گھڑی کہتا تھا ای عمران مجھے / کر دیا ہے بیقرار اس شور نے
زوجہ عمران کی جو عمران سے ملی / تارے نے کی چرخ پر جلوہ گری
جو پیمبر کہ رحم مین آئے ہے / اسکا تارہ چرخ پر جلوہ کرے

ف۱ کچھ نہ کہنا الخ یہ شعر تو اس امر سے کچھ نہ کہنا اور لوٹ جانا کہ مجھپر و تجھپر سو بلا نہ لائے آخر آثار اسکے پیدا ہوئین گے جو علامت پوچھتے ہین جان لے اسدم میدان سے جو نعرہ آتے ہین وہ خلق سے ظاہرا شاہ اُس ہیبت سے باہر آگیا پا برہنہ کہ یہ کیا غلغلہ ہے آگے حال فرعون کا ہی فافہم ۱۲ ف۲ شور و غل الخ ۳ شعر یہ میدان مین شور و غل کیسا ہے جسکے خوف سے دیو جن بھاگتے ہین عمران نے کہا کہ برکت ہو جیو شاہ کی عمر مین قوم اسرائیلیون کی شاہ کی بخشش سے خوشیان کرتی ہے ناچتے ہین اور تالیان بجاتے ہین فافہم ۱۲ ف۳ بولا الخ ، شعر کہا کہ یون ہی ہووے لیکن مجکو وہم و اندیشہ بہت کچھ آتا ہے اس صدا نے جان کو متغیر کیا اس غم و اندوہ سے بوڑھا ہوا عمران کو کب یہ طاقت تھی تا کہے صحبت زوجہ اپنی کو شاہ سے رات بھر شاہ اندر و باہر دوڑتا رہا جیسے درد زہ کے وقت حاملہ ہر دم کہتا تھا اے عمران مجھے اس شور نے بیقرار کر دیا ہے زوجہ عمران کی جو عمران سے بولی اختر موسےٰ نے جلوہ گری کی جو پیغمبر کہ رحم مادر مین آتا ہے اُسکا ستارہ چرخ پر جلوہ گری کرتا ہے یعنے نبی اللہ جس دم رحم مادر مین آتا ہے اُسکا ایک ستارہ آسمان پر نمودار ہوتا ہے آگے ستارۂ موسیٰؑ کا بیان ہے فافہم ۱۲

پیدا شدن ستارۂ موسی بر آسمان و غریو منجمان در میدان

بر فلک پیدا شد این استاره اش — کوری فرعون و مکر و چاره اش
روز شد گفتش کہ ای عمران برو — واقف آن غلغل و آن بانگ شو
راند عمران جانب میدان و گفت — اینچہ غلغل بود شاہنشہ شنفت
ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک — ہمچو اصحاب عزا پوشیدہ خاک
ہمچو اصحاب عزا آوازشان — بد گرفتہ در فغان و سازشان
ریش و مو برکندہ رو بدریدگان — خاک بر سر کردہ پر خون دیدگان
گفت خیرست اینچہ آشوبست حال — بد نشانی میدہد منحوس سال
عذر آوردند و گفتند ای امیر — کرد ما را دست تقدیرش اسیر
اینہمہ کردیم و دولت تیرہ شد — دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد
شب ستارہ آن پسر آمد عیان — کوری ما بر جبین آسمان
زد ستارہ آن پیمبر بر سما — ما ستارہ بار گشتیم از بکا
با دل خوش شاہ عمران در نفاق — دست بر سر میزد کای الفراق
کرد عمران خویش را پر خشم و ترش — رفت چون دیوانگان بیعقل و ہش
خویشتن را اعجمی کرد و براند — گفتہای بس خشن در جمع خواند
خویشتن را ترش و غمگین ساخت او — نردہای بازگونہ باخت او

پیدا ہونا ستارۂ موسی کا آسمان پر اور چلانا منجموں کا میدان میں

یہ[1] ستارہ چرخ پر پیدا ہوا — اور مکر و اندھاپن فرعون کا
دن ہوا بولا کہ ای عمران تو جا — اور خبر اس شور و غل کی وان سے لا
جا کے میدان مین کہا عمران نے — شور یہ کیا تھا سُنا سلطان نے
ہر نجومی سر کھلا اور جامہ چاک — اہل ماتم کیطرح ڈالے تھا خاک
اہل ماتم کی طرح اُنکی فغان — تھی بُری آواز سے ازبس وہان
بال[2] و داڑھی نوچی مُنہ زخمی کیا — خاک سر پر خون آنکھوں سے بہا
بولا خیر اب ہی یہ کیسا شور حال — بد شگونی دیتا ہی منحوس سال
عذر لائے اور کہا کہ اے امیر — کر دیا تقدیر نے ہمکو اسیر
یہ کیا سب ہمنے دولت ہوئی خراب — دشمن شہ ہست ہوا با آب و تاب
شب کو تارہ اُسکا ظاہر ہو گیا — آسمان پر اندھاپن اپنا کھلا
تارہ روشن چرخ پر رکھے نبی — اور ہم رو رو کرین تارہ زنی
دل[3] مین خوش عمران ازراہ نفاق — کوٹتا سر کو کہ آہ ذو الفراق
خود کو عمران نے کیا بس ترش رو — اور گیا دیوانہ سادہ رو برو
آپ کو لا علم کر کے وہ گیا — اور باتین سخت وہ کرنے لگا
آپکو غمگین کیا اور ترش رو — دوسری صورت سے کھیلا نرد کو

[1] یہ ستارہ الخ ۵ شعر یہ ستارہ آسمان پہ پیدا ہوا اور مکر و اندھاپن فرعون کا ظاہر ہوا جب دن ہوا کہا کہ عمران تو جا اور وہان سے خبر و شور و غل کی لا میدان مین جاکر عمران نے کہا یہ شور کیا تھا شاہ نے سُنا ہر ایک نجومی سر کھلا اور جامہ چاک اہل ماتم کے مانند اُنکے فغان بڑی آواز سے تھی ازبس وہان پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] بال و داڑھی الخ ۲ شعر داڑھی و بال نوچے اور مُنہ زخمی کیا خاک سر پر اور خون آنکھوں سے بہایا کہا خیر ہے یہ کیسا سوز و حال ہے اور بد شگونی دیتا ہی یہ منحوس سال سب نے عذر کیا اور کہا کہ امیر تقدیر نے ہمکو اسیر کر دیا یہ ہمنے سب کیا دولت خراب ہوئی دشمن شاہ کا پیدا ہوا با آب و تاب شب کو ستارہ اُسکا ظاہر ہو گیا آسمان پر اور اندھاپن ہمارا کھلا ستارہ روشن آسمان پہ ہر نبی رکھے اور ہم رو رو کر نعرہ زنی کرین یعنے جو تقدیر الٰہی مین ہوتا ہے وہ تدبیر سے دور نہین ہوتا ہے پس تدبیر کرنا مقابل تقدیر کے نادانی ہے۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] دل مین الخ ۲ شعر عمران دل مین خوش ہوا اور ازراہ نفاق سر کوٹتا کہ افسوس الفراق عمران نے خود کو کیا بس ترش رو ہو کر گیا دیوانوں کے مانند رو برو خود کو لا علم کر کے وہ گیا اور باتین سخت کرنے لگا خود کو غمگین کیا اور ترش رو اور دوسری صورت سے نرد کھیل کیا کہا کہ مین نے شاہ کو دھوکے دیے اور طمع خیانت سے قانع نہوے [illegible] شاہ کو ابھار اور ہمارے شاہ کی آبرو بگاڑی ہاتھ سینے پہ اُس قوم نے رکھا کہ شاہ کو ہم فارغ کرین رنج سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

گفت شان شاہ فرالغر لفیتند ازخیانت در طمع نشگیفتند
سوی میدان شاہ را انگیختند آبروے شاہ ما را ریختند
دست بر سینہ زدند اندر زمان شاہ ما را فارغ آریم از غمان
عاقبت زرہا تلف شد کار خام شد بر فرعون بر خواندش تمام
چون شنید از غصہ رویش شد سیاہ خواند ایشان از خشم آن دین تباہ
گفت ایشان را کہ ہین ای خائنان من بیاوردم شما را بے امان
خویش را در مضحکہ انداختم مالہا در دشمنان درباختم
تا کہ امشب جملہ اسرائیلیان دور ماندند از ملاقات زنان
مال رفت و آبرو و کار خام این بود یاری و افعال کرام
سالہا ادرار و خلعت مے برید مملکتہا را مسلم مے خورید
از برای آنکہ در روز چنین فہم گردارید باشیدم معین
رای تان این بود و فرہنگ و نجوم طبل خوارانید و مکارید و شوم
من شما را بر درم آتش زنم بینی و گوش لبان تان بر کنم
من شما را ہیزم آتش کنم عیش رفتہ بر شما ناخوش کنم
سجدہ کردند و بگفتند ای خدیو گر یکے کرت ز ما چربید دیو
سالہا دفع بلاہا کردہ ایم وہم حیران زانچہا کردہ ایم
فوت شد از ما و حملش شد پدید نطفہ اش بر جست در رحم اندر خزید

بولا مین نے شاہ کو دھوکے دیئے نے خیانت طمع سی قانع ہوئے
جانب میدان اُبھارا شاہ کو شہ ہمارے کی بگاڑی آبرو
ہاتھ سینہ پر رکھا اُس قوم نے شاہ کو فارغ کرین ہم رنج سے
زر تلف[۱] آخر ہوا اور کار خام حال فرعون سے کہا آکر تمام
جو سُنا غصہ سے مُنہ تیرہ ہوا اور غصہ سے طلب اُنکو کیا
پس کہا اُنکو کہ اچھا خائنو مین تمھین ٹنگاؤنگا بے امن ہو
خود کو مین نے مسخرہ پن مین رکھا مال اپنا دشمنون کو بس دیا
یا تنک اسرائیلیون نے ملکے سب عورتونکو اپنی چھوڑا آج شب
پس گیا مال آبرو اور کار خام یہ کریمون کا ہوا کرتا ہے کام
پہنون خلعت اور روزینہ لیا اور ساری سلطنت کو کھا لیا
اسلئے[۲] کہ ایسے وقت سخت مین سوچ کر کے سب مددگاری کرین
یہ تمھاری رائے تھی عقل و نجوم تم ہو حارص اور مکار اور شوم
تمکو پھاڑون اور جلاؤن آگ مین اور تمھاری کاٹون ناک اور کان مین
مین تمھین اب ہیزم و آتش کرون عیش ماضی تمپہ مین ناخوش کرون
سجدہ کر کے بولے سب کہ ای خدیو ہمپہ گر غالب ہوا اک بار دیو
ہمنے تو برسون کرین دفع بلا وہم حیران اُس سے جو ہمنے کیا
بھولے[۳] ہم حمل اسکا ظاہر ہو گیا نطفہ اُسکا رحم مادر مین پڑا

[۱] زر تلف الخ ۶ شعر زر تلف ہوا اور کام خام رہا فرعون سے حال آکر کہا بالکل جو ازراہ غصہ کے سُنا مُنہ تیرہ ہوا پس غصہ سے اُنکو طلب کیا فرعون نے اور اُنکو کہا اچھا اے خائنو مین تمھین ٹنگاؤنگا اور امن نہ دونگا مین نے خود کو مسخرہ پن مین رکھا اور مال اپنا دشمنون کو دیا یہانتک کہ اسرائیلیون نے سب نے مل کر اپنی عورتون کو چھوڑا آج کی شب پس مال و آبرو گئی اور کام خام رہا یہ کام کریمون کا ہوا کرتا ہے برسون تم نے خلعت و روزینہ پایا اور تمام سلطنت کو کھایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] اس لیے الخ ۶ شعر اسواسطے کہ ایسے وقت سخت مین سوچ کر سب مددگاری کرین یہ تمھاری رائے و عقل و نجوم تھی تم سب حارص اور مکار و شوم ہو مین تمکو پھاڑ اور آگ مین ڈالونگا اور تمھارے ناک کان کاٹونگا مین تمکو ہیزم آتش کا کرون اور عیش ماضی کا تمپر ناخوش کرون سب سجدہ کر کے بولے کہ ای خدیو اگر ہمپر ایکبار دیو غالب ہوا ہمنے برسون دفع بلا کین وہم حیران ہین اُس سے جو کیا ہمنے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] بھولے الخ ۹ شعر ہم بھولے اور اُسکا حمل ظاہر ہو گیا اُسکا نطفہ رحم مادر مین پڑ گیا اُسکے دن پیدایش کے یاد کر کے ہم نگاہ رکھین گے دن ولادت کا تاکہ ہم نہ بھولین اور نہ ظاہر یہ قضا ہو اگر ہم یاد نہ رکھین ہمکو مارنا تیری رائے کا اب ہوش غلام ہین نو مہینے تک وہ دن گنتے رہے تاکہ تیر دشمن کش نہ چلے آگے اسکے حقائق ہین جو کوئی حکم قضا سے جنگ کرے اپنا سر کھائے اور نگونسار رہے لامکان پر جو حملہ کرے اپنا خون کرے اور بلا کو مول لے جو کہ زمین پر آسمان کی دشمن بنے سوثر ہووے اور سر بلاکت مین رکھے آگے اسکی مثال ہے نقش جو نقاش سے پنجہ کرے اپنی موچھ داڑھی کو گنجہ کرے یعنے جو شخص حکم قضا سے مقابلہ کرے خود کو بلا مین ڈالے کیونکہ ارادہ اللہ کا غالب ہی اور پرادے آدمی کے آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲۔

لیک استغفار این روز ولاد	ما نگهداریم ای شاه قباد	روز پیدایش کو اُسکی کرکے یاد	ہم نگہ رکھین گے ای شاہ قباد
روز میلادش رصد بندیم ما	تا نگردد فوت و نه جهد این قضا	یاد ہم رکھین گے دن میلاد کا	تا نہ بھولین ہو نہ ظاہر یہ قضا
گر نداریم این نگه مارا بکش	ای غلام رای تو افکار و هش	گر نہ رکھین یاد ہم کو مارنا	ہی غلام اب ہوش تیری رای کا
تا به نه مه می شمرد او روز روز	تا نپرد تیر حکم خصم دوز	نو مہینے تک وہ دن گنتے رہے	تا نہ تیر حکم دشمن کش چلے
بر قضا هر کو شبیخون آورد	سرنگون آید ز خود را خورد	جو کوئی حکم قضا سے بس لڑے	اپنا سر کھائی نگونساری رکھے
چون مکان بر لامکان حمله برد	خون خود کرده بلا را خرد	لامکان پر جو مکان حملہ کرے	خون کرے اپنا بلا کو مول لے
چون زمین بر آسمان خصمی کند	شوره گردد سر ز مرگی بر زند	آسمان کی جو زمین دشمن بنے	شور ہووے سر ہلاکت مین رکھے
نقش با نقاش پنجه می زند	سبلتان و ریش خود بر میکند	نقش جو نقاش سے پنجہ کرے	اپنی داڑھی مونچھ کو گنجہ کرے

خواندن فرعون زنان بنی اسرائیل را که نوزائیده بودند سوئے میدان هم جهت مکر

بلانا فرعون کا میدان مین زنان بنی اسرائیل کو کہ جو نئی جنی تھین بسبب مکر کے

بعد نو مه شه برون آورد تخت	سوی میدان و برون افگند رخت	بعد نو مہ تخت کو شہ نے لیا	سوی میدان اور ہوا جلوہ نما
بار دیگر شد منادی سوی شهر	کای زنان کز دمی یابید بهر	پھر منادی شہر مین کہنے لگا	ای زنو تم بھی اُٹھاؤ فائدہ
ای زنان با طفلگان میدان روید	تا ز بخششهای شه شادان شوید	ای زنو با طفل میدان مین چلو	شاہ کی بخشش سے تا تم شاد ہو
آنچنان که پار مردان را رسید	خلعت و هر کس ز راشیان زر کشید	جس طرح مردون نے پایا پار سال	شاہ سے ہر ایک نے خلعت و مال
هین زنان امروز اقبال شماست	تا بیابد هر کسی چیزی که خواست	آجکے دن گر تمھارا بخت ہے	حسب دلخواہ پاوگی تم شاہ سے
مر زنان را خلعت و صلت دهد	کودکان را هم کلاه زر نهد	عورتون کو خلعت و دیدار ہو	اور کلاہ زر ملے اطفال کو
هر که او این ماه زائیدست هین	گنجها گیرید از شاه مکین	جس کسی نے اس مہینے مین جنا	گنج پائے شاہ سے اور فائدہ
آن زنان با طفلگان بیرون شدند	شادمان تا خیمهٔ شاه آمدند	عورتین با طفل سب باہر ہوئین	شاہ کی خیمہ تلک خوش خوش گئین
هر زن نوزاده بیرون شد ز شهر	سوی میدان غافل از دستان قهر	شہر سے نوزادہ زن باہر گئین	سوے میدان مکر سے غافل وہ تھین

لہ بعد نو ماہ الخ ۳ شعر بعد نو ماہ کے بادشاہ تخت طرف میدان کے لے گیا اور جلوہ نما ہوا پھر منادی شہر مین کہنے لگا اے عورتو تم بھی فائدہ اُٹھاؤ اے عورتو تم اپنے بچون کے میدان مین چلو تاکہ بادشاہ کی بخشش سے تم بھی شاد ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

لہ جس طرح الخ ۶ شعر جس طرح مردون نے پار سال پایا بادشاہ سے خلعت اور مال ہر ایک نے آج کے دن اگر تمھارا نصیب ہے بادشاہ سے حسب دلخواہ تم پاوگی عورتون کو خلعت اور دیدار ہو اور کلاہ زرین ملے بچون کو جسنے اس مہینے مین بچہ جنا ہی بادشاہ سے وہ گنج پائے اور فائدہ لے عورتین مع بچون کے سب باہر آئین اور بادشاہ کے خیمہ تک خوش خوش گئین زن نوزادہ شہر سے باہر گئین طرف میدان کے اور مکر سے وہ غافل تھین عورتین سب اُسکے جاکر گرد ہوگئین اور ماں سے لڑکون کو آسنے لے لیا سر اُنکا کاٹا یہ احتیاط اُسکو تھی تا نہ پیدا ہو دشمن مدعی یعنے فرعون نے احتیاط کی کہ لڑکون کو عورتون سے لے کر ہلاک کیا آگے پیدا ہونے موسیٰ عم کا حال ہے فافہم ۱۲

چون زنان جملہ بدو گرد آمدند | ہر چہ بود از نر ز مادر بستدند
سر بریدندش کہ اینست احتیاط | تا نہ زاید خصم و نفزاید خباط

عورتین گرد ہوگئین سب اُسکے جا | ان سے سب لڑکونکو اُسنے لے لیا
کاٹا سر کو احتیاج اُسکو یہ تھی | تا نہ پیدا ہووے دشمن مدعی

بوجود آمدن موسیٰ عم و آمدن عوانان بخانۂ عمران و وحی آمدن بہ مادر موسیٰ عم کہ در تنور آتشین انداز کہ من او را نگاہ دارم

پیدا ہونا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سپاہیان کوتوال کا عمران کے یہان اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کی مان پر کہ اسکو آتش تنور مین ڈالدی کہ مین اسکو بچاؤنگا

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود | دامن اندر چید ازان آشوب زود
بعد ازان دستان کر آن سگ مازنان | کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان
آن زنان قابلہ در خانہا | بہر جاسوسی فرستاد آن دغا
غمز کردندش کہ اینجا کودکی ست | نامد او میدان کہ در وہم و شکی ست
اندرین کوچہ یکی زیبا زنی ست | کودکے دارد ولیکن پرفنی ست
چون عوانان آمدند آن طفل را | در تنور انداخت از امر خدا
امر آمد سوے زن آن دادگر | کہ ز اصل آن خلیل ست این پسر
در تنور انداز موسیٰ را تو زود | تا نگہدارمیش از ہر نار و دود
عصمت یا نار کونی بارداً | لا تکون النار حراً شارداً
زن بوحی انداخت او را در شرر | بر تن موسیٰ نکرد آتش اثر
پس عوانان خانہ جستند زود | ہیچ طفلے اندران خانہ نبود
پس عوانان بے مراد آنسو شدند | باز غمازان کزان واقف بدند
باعوانان ماجرا بر داشتند | پیش فرعون از برای دانگ چند

جو زن عمران نے تھا موسیٰ جنا[۱] | اس بلا سے پنہان دامن مین کیا
بعد اُسکے مکر کے جو کہ کیا | عورتون سے دیکھ اک مکر اور لیا
کہ زن مکارہ اُسنے جابجا | بھیجی جاسوسی کی خاطر برملا
دی خبر[۲] آکر یہان اک طفل ہے | نہ گیا میدان مین وہم و شک رکھے
ایک زن اس کوچہ مین ہے حسن دار | طفل اک رکھتی ہے پر ہے ہوشیار
جو سپاہی آئے پھینکا طفل وان | اک تنور اندر بہ حکم جاودان
آئی اُس عورت کو وحی اللہ سے | ہے پسر نسل خلیل اللہ سے
اب تنور رکھ اس موسیٰ کو تو | مین بچاؤن نار سے اس طفل کو
عصمت یا نار کونی بارداً | لاتکون النار حراً شارداً
زن نے[۳] وحی سے آگ مین ڈالا پسر | نے کیا موسیٰ پہ آتش نے اثر
ڈھونڈھا اُس گھر کو سپاہیون نے جا | کوئی لڑکا اندر اُس گھر کے نہ تھا
پس سپاہی بے مراد آخر پھرے | مخبران نے پھر کہ واقف اس سے تھے
اُن سپاہیون سے جاکر کے کہا | آگے فرعون کے کہ لالچ اُنکو تھا

[۱] جو زن الخ ۳ شعر جو زن عمران نے موسیٰ کو جنا تھا اس بلا سے دامن مین پنہان کیا بعدہٗ اُس مکر کے کہ جو اُسنے کیا عورتون سے اور مکر ایک نیا دیکھو کہ زن مکارہ اُسنے جابجا از راہ جاسوسی کے بھیجین برملا باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] دی خبر الخ ۲ شعر کہ خبر آکر دی یہان ایک لڑکا ہے میدان مین نہ گیا وہم و شک اُسمین ہے اس کوچہ مین ایک عورت ہے حسین ایک طفل رکھتی ہے ولیکن ہوشیار ہے جو سپاہی آئے طفل کو پھینکا تنور مین بحکم اُس عورت کو وحی آئی اللہ سے کہ پسر نسل خلیل اللہ سے ہے تو اُس موسیٰ کو رکھ تنور مین کہ مین اس طفل کو آتش سے بچاؤن ترجمہ نگہ رکھ اے آتش اور ٹھنڈی ہو اور نہو سرکش اور سوزندہ باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] زن نے الخ ۴ شعر عورت نے وحی سے لڑکا آگ مین ڈالا آگ نے موسیٰ پر اثر نہ کیا ڈھونڈھا سپاہیون نے جاکر اُس گھر کو کوئی لڑکا اُس گھر مین نہ تھا پس بے مراد پھرے مخبرون نے پھر کہ واقف اُس سے تھے اُن سپاہیون سے جاکر کہا آگے فرعون کے کہ لالچ اُنکو تھا اے سپاہیو چلو تم پھر وہان ڈھونڈھو تم اچھی طرح وہ مکان پھر سپاہی اُس طرف کو گئے تا ڈھونڈھین اُس لڑکے کو اُس جگہ باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲

کای عوانان بازگردید آن طرف	نیک نیکو بنگرید اندر طرف	اے سپاہیوں چلو تم پھر وہان	ڈھونڈھو تم اچھی طرح سے وہ مکان
بازگشتند آن عوانان جابگان	تا بجویند آن پسر را آن زمان	سب سپاہی اُس طرف کو پھر گئے	تاکہ ڈھونڈھیں اُسکو پھر اور وہ ملے

باز وحی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فگن — پھر آنا وحی کا موسیٰ علیہ السلام کی مان پر کہ اُسکو پانی مین ڈالدے

باز وحی آمد کہ در آتش فگن	روے در اُمید دار و مو مکن	آئی پھر وحی آب مین ڈال اسکو تو	بال مت نوچ اور رکھ اُمید کو
در فگن در نیلش وکن اعتمید	من ترا با او رسانم رو سفید	پھینک اُسے تو نیل مین رکھ اعتماد	مین تجھے اُسکو ملادون بامراد
مادرش انداخت اندر رود نیل	کار را بگذاشت بانعم الوکیل	مان نے اُسکو پھینکا اندر رود نیل	اور سونپا کام بانعم الوکیل
این سخن پایان ندارد مکر ہاش	جملہ می پیچید اندر دست و پاش	بات یہ بیحد ہے اُسکے مکر کی	دست و پا مین اُسکے لپٹے وہ سبھی
صد ہزاران طفل میکشت از برون	موسیٰ اندر صدر خانہ در درون	طفل صدہا کو وہ باہر مارتا	اور موسیٰ گھر کے اندر تھا چھپا
از جنون میکشت ہر جا بد جنین	از حیل آن کور چشم دوربین	وہ جنون سے مارتا ہر جا جنین	مکر و حیلہ سے وہ اندھا دوربین
اژدہا بد مکر فرعون عنود	مکر شاہان جہان را خوردہ بود	مکر اُس فرعون کا تھا اک اژدہا	مکر شاہان جہان کو کھا گیا
لیک از آن فرعون تر آمد پدید	ہم در آنجم مکر او را در کشید	لیک فرعون سے بڑا پیدا ہوا	اُسکو اُسکے مکر کو وہ کھا گیا
اژدہا بود و عصا شد اژدہا	این بخورد آن را بتوفیق خدا	اژدہا تھا اور عصا تھا اژدہا	اُسنے وہ کھایا بتوفیق خدا
دست شد بالای دست این تا کجا	تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہیٰ	ہاتھ غالب ہاتھ پر وان تک ہوا	یعنی حق تک کہ الیہ المنتہیٰ
کان یکے دریاست بے غور و کران	جملہ دریاہا چو سیلے پیش آن	کہ وہ اک دریا ہے بے تہ بے کنار	جملہ دریا اُسکے آگے نہر وار
حیلہا و چارہا گر اژدہاست	پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست	حیلہ اور چارے ہین گرچہ اژدہا	آگے الا اللہ کے وہ جملہ لا
چون رسید اینجا بیانم سر نہاد	محو شد واللہ اعلم بالرشاد	جو یہان پہونچا بیان مانند باد	اُڑ گیا واللہ اعلم بالرشاد
آنچہ در فرعون بود اندر تو ہست	لیک اژدرہات محبوس چہ است	جو کہ فرعون مین ہے وہ تو بھی رکھے	لیک چہ مین تیرا اژدر قید ہے

۵۱ آئی پھر الخ شعر وحی پھر آئی کہ آب مین اُسکو تو ڈال بال مت نوچ اور رکھ اُمید آئے تو رود نیل مین پھینک اور اعتماد رکھ مین اُسکو ملادون تجھسے مان نے اُسکو رود مین پھینکا اور سونپا کام ترجمہ ساتھ بہترین نگہبان کے یہ بات اُسکے مکر کی بیحد ہے سب ہاتھ دست و پا مین اُسکے لپٹے وہ طفل صدہا کو باہر مارتا اور موسیٰ گھر کے اندر چھپا تھا وہ از راہ جنون کے مارتا ہر جنین کو مکر و حیلہ سے وہ اندھا دوربین مگر اُس فرعون کا ایک اژدہا تھا کہ مکر شاہان جہان کو کھا گیا باقی حل آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۲ لیک الخ شعر لیکن فرعون سے اور لڑکا پیدا ہوا اُسکو اور اُسکے مکر کو کھا گیا وہ اژدہا تھا اور عصا اژدہا تھا اُسنے وہ کھایا توفیق خدا ہاتھ غالب ہاتھ پر تنگ ہوا یعنی اللہ تک کہ طرف اُسکے کیے گئے کہ وہ ایک دریا ہے بے تہ و کنارہ اور سب دریا اُسکے آگے نہر کے مانند ہین اگرچہ حیلے و چارے اژدہا ہین آگے الا اللہ کے وہ جملہ لا ہین جو یہان پہونچا بیان مانند ہوا کے اُڑ گیا اللہ جانتا ہے نیکیون کو یعنی اگرچہ مکر فرعون کا اژدہا تھا مگر موسیٰ و عصاے موسیٰ اس سے بڑا اژدہا تھا کہ توفیق حق سے اُسکو کھا گیا آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۳ جو کہ الخ شعر جو کہ فرعون مین تھا وہ تو بھی رکھتا ہے لیکن چاہ مین تیرا اژدر نفس قید ہے افسوس یہ سب تیرا حال ہے تو اُسے فرعون پر قائم کرے جو کچھ مین نے کہا وہ سب تیرا حال ہے لاکھ سے ایک بھی پورا نہین کہا اگر تجھ سے کہین تجھے وحشت بڑھے اگر اور یہ ڈھال کر کہین تجھے حصہ ہوئے تجکو اپنا نفس لعین کرتا ہے اور دور کرتا ہے تجھے یہ قریبا یہ زخم بالکل ہین تیرے نفس کے لیکن تو مغلوب ہے اپنے جہل سے تیری آتش کا ہیزم فرعون نہین ہوا در مثل فرعون کے وہ قوت نہین رکھتا ہے تیرے نفس کے گلخن کو ہیزم نہین ہے ورنہ المانند فرعون کے شعلہ زن ہو وے یعنی تجکو نفس ابتر کرتا ہے مگر تیرے نفس کو سامان فرعونی نہین ہے کہ وہ تجکو بھی نفس مانند فرعون کے گمراہ کرتا ہے جیسے اژدہا افسردہ نے مارگیر کو کھا چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

ای دریغ آن جملہ احوال تو ہست تو بران فرعون بر خواہیش بست
انچہ گفتم جملگے احوال تست خود نگفتم صد یکے زانہا درست
گر زنو گویند وحشت زایدت ور ز دیگر آن فسانہ آیدت
چہ خرابت مے کند نفس لعین دور می اندازدت سخت این قرین
این جراحتہا ہمہ در نفس تست لیک مغلوبے ز جہل ای سخت سست
آتشت را ہیزم فرعون نیست ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست
گلخن نفس ترا خاشاک نیست زانکہ چون فرعون او فرعون نیست

ہائے یہ احوال جملہ تیرا ہے تو اسے فرعون پر قائم کرے
جو کہا مین نے ترا سب حال ہے ایک بھی پورا کہا نہ لاکھ سے
گر کہین تجہ سے تجھے وحشت بڑھے اور سے گر کہوین قصہ ہو تجھے
کرتا ابتر ہے تجھے نفس لعین دور کرتا ہی تجھے بس یہ قرین
زخم بالکل ہین یہ تیری نفس کے پر تو ہی مغلوب اپنی جہل سے
ہیزم فرعون نو تیری آگ کو رکھے قوت مثل فرعون کے شدو
نفس کے گلخن کو ہیزم نے تری ورنہ جون فرعون شعلہ زن ہی

حکایت مارگیری کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت و در رسنہا بستہ و پیچیدہ بہ بغداد آورد

حکایت مارگیر کی کہ اژدہائے افسردہ کو مردہ جانا اور رسی مین باندھکر بغداد مین لایا

یک حکایت بشنو از تاریخ گو تا بری زین راز سرپوشیدہ بو
مارگیرے رفت اندر کوہسار تا بگیرد او بافسونہاش مار
گر گران و گر شتابندہ بود آنکہ جویندہ است یابندہ بود
در طلب زن دائما تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبر است
لنگ و لوک و خفتہ شکل و بی ادب سوی او میغیژ و او را می طلب
گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ بوی کردن گیر ہر سو بوے شہ
گفت آن یعقوب با اولاد خویش جستن یوسف کنید از حد بیش
ہر کسے خود را درین جستن بجد ہر طرف رانید شکل مستعد
گفت از روح خدا لا تیأسوا ہمچو گم کردہ پسر رو سو بسو
از رہ حس دہان پویان شوید ردی جانانرا بجان جویان شوید
پرس پرسان مژدگانی جان نہند گوش را بر چار راہ آن نہند

سن[1] حکایت کرتے ہین تاریخ گو پائے تا اس راز پنہان سے تو بو
مارگیر اندر پہاڑون کے گیا تا کہ پکڑے مار افسون سے بھلا
گر کوئی دوڑا یا آہستہ چلا جسنے ڈھونڈھا اسنے آخر پالیا
ڈال ہاتھ اندر طلب کے دائما کہ طلب ہے رہ مین بہتر رہنما
ہووے لنگڑا یا کہ ہووے بے ادب ہاتھ پاؤن مار کر اسکو طلب
گاہ کہنے گاہ چپ رہنے سے تو ہر طرف بس سونگھ بوئے شاہ کو
اپنے[2] لڑکونکو کہا یعقوب نے ڈھونڈو تم یوسف کو اچھے طور سے
ہر کوئی تلاش مین ہر سو گیا مستعد ہو کوششین کرنے لگا
بولا یا روح خدا لا تیأسوا جون گمے لڑکے کو ڈھونڈو سو بسو
جاؤ تم حس سے وہانکی راہ سے ڈھونڈھو تم جانانکو جانکی راہ سے
کرکے تم دریافت مژدہ جانکو دو کان اسکی چار راہون پر رکھو

[1] سن حکایت الخ، شعر تو سن کہ تاریخ گو حکایت کرتے ہین تاکہ تو اس راز پوشیدہ سے بو پائے کہ ایک مارگیر پہاڑون مین گیا کہ مار افسون سے پکڑے آگے حقائق ہین اگر کوئی دوڑا یا آہستہ چلا جس نے ڈھونڈھا اس نے پالیا ہمیشہ اندر طلب کے ہاتھ ڈال کہ راہ مین طلب ہے بہتر رہنما تو لنگڑا ہو یا بے ادب ہو ہاتھ پاؤن مار اور اسکو طلب کر کبھی کہنے و کبھی چپ رہنے سے ہر طرف تو بو سے شاہ کو سونگھ یعنے راہ طلب حق مین تو کوشش کر اور بوئے حق کو ہر جگہ سے حاصل کر آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] اپنے لڑکون الخ، شعر حضرت یعقوب نے اپنے فرزندونکو کہا کہ تم یوسف کو اچھے طور سے ڈھونڈھو ہر کوئی تلاش مین ہر طرف گیا اور مستعد ہو کر کوشش کرنے لگا آگے کہا کہ ساتھ رحمت حق کے نا امید مت ہو اور مانند فرزند گم گشتہ کے ہر طرف ڈھونڈھو تم جب ڈھن کی راہ سے جاؤ اور ڈھونڈھو جانانکو جان کی راہ سے دریافت کرکے تم مژدہ جان کو دو اور اسکی چار راہون پر کان کو رکھو یعنے از راہ ذکر کے اسکا راستہ چلو اور جانان کو جان کی راہ سے ڈھونڈھو فافہم ۱۲۔

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید	سوئے آن سرکاشنائی آن سرید	آئے[1] جس جا بوی خوش لیجاؤ بو	راز کی جانب کہ تم آگاہ ہو
ہر کجا لطفے ببینے از کسے	سوئے اصل لطف رہ یابی بسے	دیکھو جس جا تم کسی سے لطف کو	لطف کی تم اصل کی جانب چلو
اینہمہ جوہا ز دریائی ست ژرف	جزو را بگذار بر کل دار طرف	ہین یہ نہرین اک بڑے دریا کی سب	جزو کو تو چھوڑ اور لے کل کو اب
زشتہای خلق بہر خوبی ست	برگ بے برگی نشانی طوبی ست	خلق کی زشتی ہے خوبی کے لیے	مفلسی آسودگی کے ہے لیے
خشمہای خلق بہر عشقہا ست	از جفائے خلق اُمید وفاست	خلق کا غصہ محبت کے لیے	اور جفا ہے بس وفا کے واسطے
جنگہای خلق بہر آشتی ست	دام راحت دائما بی راحتی ست	لڑتی[2] ہے خلق آشتی کیواسطے	دام راحت کا ہے زحمت کے لیے
ہر زدن بہر نوازش را بود	ہر گلہ از شکر آگہ مے کند	ہے ہر اک صدمہ نوازش کیلیئے	ہر گلہ آگہ کرے ہے شکر سے
بوی بر از جزو تا کل اے کریم	بوی بر از ضد تا ضد اے حکیم	جزو سے کل تک بو کو لیجا اے کریم	ضد سے ضد تک بو کو لیجا اے حکیم
چون عصا در دست موسیٰ گشت مار	جملہ عالم را بدینسان می شمار	دست موسیٰ مین ہوا جو مار عصا	جملہ عالم کو تو جان ایسا بھلا
جنگہائے آشتی آرد درست	مارگیر از بہر یاری مار جست	آشتی کو جنگ رکھے دلپذیر	مار یاری کے لیے لے مارگیر
بہر یارے مار جوید آدمے	غم خورد بہر حریف بیغمے	یار ہر دم ڈھونڈھی یاری کیلیے	کھاتی غم ہین بے غمی کیواسطے
او ہمی جستے یکے مار شگرف	گرد کوہستان و در ایام برف	اسلیے[3] وہ ڈھونڈھتا تھا مار کو	برف کے موسم میں گرد کوہ وو
اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم	کہ دلش از شکل او شد پر ز بیم	اژدہا اک مردہ دیکھا وان پڑا	کہ دل اُسکا شکل سے اُسکی ڈرا
مارگیر اندر زمستان شدید	مار می جست اژدہای مردہ دید	مارگیر اُس موسم سردی مین جا	ڈھونڈھتا تھا مار پایا اژدہا
مارگیر از بہر حیرانے خلق	مارگیرد اینست نادانی خلق	مارگیر اک مار پکڑے اس لیے	تا کہ حیران خلق ہو نادان ہے
آدمی کوہ است چون مفتون شود	کوہ اندر مار حیران چون شود	آدمی ہے کوہ کیون مفتون ہو	کوہ مین ہے مار کیون حیران ہو وہ
خویشتن نشناخت مسکین آدمی	از فزونی آمد و شد در کمی	خود کو پہچانے نہ مسکین آدمی	آیا افزونی سے اور رکھے کمی
خویشتن را آدمی ارزان فروخت	بود اطلس خویش را بر دلق دوخت	بیچا ارزان آدمی نے آپ کو	اس سیہ گدڑی پہ خود اطلس تھا وہ

[1] آئے الخ ہ شعر جس جا بوئے خوش آئے تم بو کو لیجاؤ جانب راز کے کیونکہ آگاہ ہو جس جا تم دیکھو کسی سے لطف کو پس لطف کی اصل کی جانب چلو یہ نہرین ایک بڑے دریا کی ہین تو جزو کو چھوڑو اور کل کو لے و خلق کی زشتی ہے خوبی کے واسطے اور مفلسی ہے آسودگی کے واسطے خلق کا غصہ محبت کے واسطے ہے اور جفا وفا کے واسطے یعنے اول تم تکلیف اُٹھاؤ و بعدہٗ نفع پاؤ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-۱۲-

[2] لڑتی ہے الخ ہ شعر جنگ مخلوق آشتی کیواسطے دام راحت کا ہے زحمت کے واسطے ہر ایک صدمہ ہے نوازش کے واسطے اور ہر ایک گلہ آگاہ کرتا ہے شکر سے پس تو جزو سے کل تک بو کو لیجا اے کریم ضد سے ضد تک بو کو لیجا اے حکیم موسیٰ کے ہاتھ مین جو مار عصا ہو تمام عالم تو ایسا ہے جان آشتی کو جنگ دلپذیر کہتا ہے واسطے یاری کے مارگیر مار کو پکڑتا ہے مردم یار یاری کے واسطے ڈھونڈھتے ہین اور غم کھاتے ہین بیغمی کے واسطے یعنے مخلوق تکلیف اٹھاتی ہے راحت کے لیے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

[3] اس لیے الخ ہ شعر اس لیے وہ ڈھونڈھتا تھا مار کو برف کے موسم مین گرد کوہسار کے اُس جگہ ایک اژدہا مردہ دیکھا کہ اُسکا دل اُسکی شکل سے ڈرا مارگیر اس موسم سردی مین جاکر مار ڈھونڈھتا تھا اژدہا پایا گیا مارگیر ایک مار اسلیے پکڑے کہ تا خلق حیران ہو نادان ہے آگے حقائق ہین آدمی کوہ ہے کیون مفتون ہو وہ مرد مسکین خود کو نہین پہچانتا ہے افزونی سے آیا اور کمی رکھتا ہے آدمی نے خود کو بیچا ارزان اس سیاہ گدڑی پر اور خود اطلس تھا سیکڑون مار اسمین ہین حیران ہو کس لیے وہ حیران مار ہے یعنے انسان مین نفس خود ایک اژدہا ہے یہ مار کو دیکھکر کیون حیران ہوتا ہے اس سیاہ گدڑی پر خود کیواسطے خود کو ارزان بیچا حالانکہ خود اطلس ہے اور مار اس سے حیران ہوتے ہین کس لیے یہ مار سے حیران ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

صد ہزاران مار گہ حیران او ست ❊ او چرا حیران شدست و مار دوست
مارگیر آن اژدہا را بر گرفت ❊ سوی بغداد آمد از بہر شگفت
اژدہائے چون ستون خانۂ ❊ میکشیدش از پئے دانگانۂ
کاژدہائے مردہ آوردہ ام ❊ در شکارش من جگرہا خوردہ ام
او ہمی مردہ گمان بردش ولیک ❊ زندہ بود و او ندیدش نیک نیک
او ز سرماہا و برف افسردہ بود ❊ زندہ بود اما بشکل مردہ بود
عالم افسردہ ست و نامِ او جماد ❊ جامد افسردہ بود اے اوستاد
باش تا خورشید حشر آید عیان ❊ تا ببینی جنبشِ جسمِ جہان
چون عصائے موسی اینجا مار شد ❊ عقل را از ساکنان اخبار شد
پارۂ خاکِ ترا چون زندہ ساخت ❊ خاکہا را جملگی باید شناخت
مردہ زین سو اند زان سو زندہ اند ❊ خامش اینجا و آن طرف گویندہ اند
چون از آن سوشان فرستد سوی ما ❊ آن عصا گردد سوی ما اژدہا
کوہہا ہم لحن داؤدی شود ❊ جوہر آہن بکف مومی شود
باد حمال سلیمانے شود ❊ بحر با موسے سخندانے شود
ماہ با احمد اشارت بین شود ❊ نار ابراہیم را نسرین شود
خاک قارون را چو مارے در کشد ❊ استن حنانہ آید در رشد
سنگ احمد را سلامے میکند ❊ کوہ یحییٰ را پیامے میکند
جملۂ ذرات عالم در نہان ❊ با تو میگویند روزان و شبان

سیکڑون مار اُس سے بس حیران ہو ❊ کس لئے حیران ہی وہ بس مار سے
مارگیر اُس اژدہے کو باندھکر ❊ سوئے بغداد آیا حیران ہون بشر
اژدہا کو جون ستون تھا کھینچتا ❊ تاکہ پیسے دیوین ہر اک اُسکو جا
اژدہائے مردہ اک لایا ہون مین ❊ اور شکار اسکے مین کی ہین کوششین
جانتا تھا ایک وہ مردہ اُسے ❊ تھا وہ زندہ جانا نہ زندہ اُسے
برف اور سردی سے افسردہ تھا وہ ❊ جیتا تھا پر صورتِ مردہ تھا وہ
عالم افسردہ ہی نام اُسکا جماد ❊ جامد افسردہ ہی بس اے اوستاد
ٹھہر تا خورشید محشر ہو عیان ❊ تا تو دیکھے حرکتِ جسمِ جہان
جون عصائے موسیٰ مار اسجا ہوا ❊ عقل کو ساکن سے آگہ کردیا
تیرے پارہ خاک کو زندہ کیا ❊ چاہیئے سب خاک کو اب جاننا
اسطرف مردہ اُدھر زندہ ہین وہ ❊ یان خمش اور وان یہ گویندہ ہین وہ
ہی ہماری سو اُدھر سے بھیجتا ❊ مار ہوتا ہے ہماری سو عصا
کوہ بھی بس لحن داؤدی کرے ❊ موم ہو وے ہاتھ مین لوہا جو لے
اور سلیمان کی ہوا حامل بنے ❊ اور دریا باتین موسیٰ سے کرے
ماہ احمد کا اشارہ بین بنے ❊ آگ ابراہیم کی نسرین بنے
خاک قارون کو نگلے مثل مار ❊ اور حنانہ ستون ہو باوقار
کرتے ہین بس سنگ احمد کو سلام ❊ دیتا ہی بس کوہ یحییٰ کو پیام
اس جہان کی جزو کل ذرے نہان ❊ راتدن ہے کرتی ہین تجھسے یہ بیان

سلہ مارگیر الخ شعر مارگیر اُس اژدہا کو باندھکر بغداد کی طرف آیا کہ تا مردم حیران ہون اژدہا کو ستون کے مانند کھینچا تھا تاکہ ہر ایک پیسے دیوے اسکو کہتا تھا کہ ایک اژدہاے مردہ مین لایا ہون اور اُسکے شکار مین کوششین کی ہین وہ جانتا تھا اسے ایک مردہ وہ زندہ تھا اُسے زندہ نہ جانا سردی و برف سے وہ افسردہ تھا ولیکن مُردہ صورت تھا آگے اسکے حقایق ہین فافہم ۱۲ سلہ عالم الخ شعر یہ عالم افسردہ ہے اور نام اسکا جماد ہے جماد افسردہ ہے اے اُستاد تو ٹھہر جا تاکہ خورشید محشر عیان ہو اور تو دیکھے جسم جہان کی حرکت مانند عصاے موسیٰ کے اس جا مار ہوا اور عقل کو ساکن سے آگاہ کردیا تیرے پارۂ خاک کو زندہ کیا سب خاک کو اب جاننا چاہیئے ادھر مُردہ ادھر زندہ ہین یہان خاموش وہان وہ گویندہ ہین ہماری طرف ادھر سے بھیجتا ہے اور ہماری طرف مار ہوتا ہے عصا کوہ بھی لحن داؤدی کرے جو ہاتھ مین آہن لے موم ہووے یعنے اشیاء دنیا مثل جماد کے افسردہ ہین تو ٹھہر خورشید محشر کے ظاہر ہونے سے جہان کی تو حرکت دیکھے گر تیرے پارۂ خاک کو زندہ کیا ہی کہ تو سب خاک کو جانے یہ حال عارفان حق کے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ سلہ اور سلیمان الخ شعر اور سلیمان کی ہوا اٹھانیوالی بنے اور دریا موسیٰ سے باتین کرے ماہ احمد صلعم کا اشارہ دیکھنے والا بنے اور آتش ابراہیم پر نسرین بنے خاک قارون کو مثل مار کے نگلے اور ستون حنانہ ہووے باوقار سنگ احمد صلعم کو سلام کرتے ہین اور کوہ یحییٰ عم کو پیغام دیتا ہی اس جہان کے ذری جزو کل پوشیدہ تجھ سے یہ بیان کرتے ہین ہم سننے والے اور دیکھنے والے اور ہم خوش ہین جمادون کی طرف تم جاتے ہو جمادون کے تم محرم نہین ہو یعنے ذرے کائنات کے سب گویا ہین مگر غافلان دنیا کی آواز کو نہین سنتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم	با شما نامحرمان ما خامشیم	ہم سمیع اور ہم بصیر اور خوش ہین ہم	ساتھ نامحرم کے بس خاموش ہین ہم
چون شما سوے جمادی می‌روید	محرمِ جانِ جمادان کے شوید	جو جمادون کی طرف جاتے ہو تم	محرم جان جمادان نے ہو تم
از جمادی عالمِ جان ترروید	غلغلِ اجزاے عالم بشنوید	عالمِ جان کو جمادی سے چلو	غلغلہ اجزاے عالم کا سُنو
فاش تسبیح جمادات آیدت	وسوسہ تاویلہا بربایدت	سُن تو تسبیح جمادی ظاہرا	وسوسہ تاویل لیجائے ترا
چون ندارد جان تو قندیلہا	بہر بینش کردہ تاویلہا	روشنی جو ہے نہ تیری جان کو	دیکھنے کو کرتا ہے تاویل تو
دعوی دیدن خیال غار بود	بلکہ مر بینندہ را دیدار بود	دعوی دید اک خیال عار تھا	دیکھنے والے کو بل دیدار تھا
کہ غرض تسبیح ظاہر کے بود	دعوی دیدن خیال وئی بود	الغرض تسبیح ظاہر کب ہوئی	دید کا دعوی خیال واحمق
بلکہ ہر بینندہ را دیدار آن	وقت عبرت میکند تسبیح خوان	دیکھنے والے کو دید اُنکی بیان	ہو وقت عبرت کرتا ہی تسبیح خوان
انچہ از تسبیح یادت می‌دہد	آن دلالت ہمچو گفتن می‌شود	جو کہ تسبیح یاد دیتی تجکو ہے	جون دلیل قال تو اک جان لے
این بود تاویل اہل اعتزال	وائے آنکس کہ ندارد نور حال	معتزل کی ہر یہی تاویل قال	حیف اسپر کہ نہ رکھے نور حال
چون ز حس بیرون نیاید آدمی	باشد از تصویر غیبی اعجمے	جو نہین چھوٹا حسون سے آدمی	کب سمجھ تصویر غیبی کی ہوئی
این سخن پایان ندارد مارگیر	می کشد آن مار را با صد زحیر	بات یہ بعید ہے کیسے مارگیر	کھینچتا تھا مار کو کرکے اسیر
تا بہ بغداد آمد آن ہنگامہ جو	تا نہد ہنگامہ را ہر چارسو	آیا وہ بغداد مین ہنگامہ جو	تا کہ ہنگامہ رکھے ہر چارسو
بر لبِ شط مرد ہنگامہ نہاد	غلغلہ در شہر بغداد اوفتاد	نہر پر ہنگامہ اُس نے آکیا	شہر مین بغداد کے شہرہ ہوا
مارگیرے اژدہا آوردہ است	بوالعجب نادر شکارے کردہ است	مارگیر اک اژدہا لایا ہی جو	اور شکار اُسنے عجب پایا ہی وہ
جمع آمد صد ہزاران خام ریش	صید او گشتہ چو او از ابلہیش	بیوقوف اکثر وہان پر جمع تھے	صید اُسکے تھی وہ تھا جس طرح سے
منتظر ایشان و او ہم منتظر	تا کہ جمع آیند خلقِ منتشر	منتظر وہ اُسکے وہ بھی منتظر	جمع ہووی تا کہ خلقِ منتشر

سلہ عالم جان کو الخ ۶ شعر جمادی سے عالم جان کو چلو اجزاے عالم کا غلغلہ سُنو اب تو سُن تسبیح جماد کو ظاہر کہ وسوسہ تاویل کو تیری لے جاے گا جو روشنی تیری جان کو نہین ہے تو دیکھنے کو تاویل کرتا ہے دعوی دید کا ایک خیال عار تھا بلکہ دیکھنے والے کو دیدار تھا الغرض تسبیح کب ظاہر ہوتی ہے دید کا دعوی خیال احمق ہے دیکھنے والے کو اُنکی دید بیان پر ہے اور وقت عبرت کے تسبیح خوانی کرتا ہے یعنے اولیاء اللہ تسبیح ذرات جہان کو سنتے ہین اور تیری جان دیکھنے کو تاویل کرتے ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ ۷ شعر جو کہ تسبیح تجکو یاد دلاتی ہے تو مانند دلیل قال کے جان لے معتزلہ کی بھی تاویل قال ہے اسپر افسوس ہے کہ جو حال نہ رکھے جو آدمی حسون سے نہ چھوٹا وہ تصویر غیبی کو کب سمجھے پس نور باطن حاصل کر آگے رجوع بقصہ ہے بات یہ بعید ہے مارگیر کیسے کھینچتا تھا مار کو اسیر کرکے ہنگامہ ڈھونڈھنے والا بغداد مین آیا ہنگامہ ہر چارسو کیے پس نہر پر اسنے ہنگامہ آکر کیا اور شہر بغداد کے شہرہ ہو لچار گیر ایک اژدہا لایا ہے اور عجب شکار اسنے پایا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ بیوقوف الخ ۲ شعر اکثر وہان پر بیوقوف جمع تھے اور شکار اُسکے تھے وہ جس طور سے شکار ہوا تھا منتظر وہ اُسکے اور وہ بھی منتظر تا کہ خلق منتشر جمع ہووے مردم ہنگامہ کے زیادہ ہونے دون تاکہ کوڑی پیسہ کی آمد زیادہ ہو وہان بیکر دن بیہودہ آگئے گرد حلقہ کرکے ایک ایک پر آگے مثال ہے جیسے گرد جامہ کے زرنے حلقہ کیا اور جیسے گرد مغز کے گردہ ترسائی کا جمع ہوا مرد عورتون سے اژدحام مین بخیر جیسے محشر مین خاص عام یعنے اُسکے گرد اژدحام مخلوق کا اسقدر ہوا تھا جیسے محشر مین ہجوم خاص و عام کا ہوگا آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

مردم ہنگامہ افزون تر شود / گدیہ و توزیع نیکو تر رود
جمع آمد صد ہزاران ژاژخا / حلقہ کردہ پشت پا بر پشت پا
حلقہ کرد او چو زر گرد عریش / ہمچنانکہ بت پرستان بر کنیش
مرد را از زن خبر نے ز ازدحام / رفتہ درہم چون قیامت خاص و عام
چون ہمی حراقہ جنبانید او / میکشادند اہل ہنگامہ گلو
اژدہا کز زمہریر افسردہ بود / زیر صد گونہ پلاس و پردہ بود
بستہ بودش با رسنہاے غلیظ / احتیاطی کردہ بودش آن حفیظ
در درنگ و اتفاق و انتظار / در بہا ہوے و فغان بیشمار
وز غلوی خلق و نکتہ و طمطراق / تافت بر آن مار خورشید عراق
آفتاب گرم سیرش گرم کرد / رفت از اعضای او اخلاط سرد
مردہ بود و زندہ گشت او از شگفت / اژدہا بر خویش پیچیدن گرفت
خلق را از جنبش آن مردہ مار / گشتشان آن یک تحیر صد ہزار
با تحیر نعرہا انگیختند / جملگان از جنبشش بگریختند
می شکست آن بند زان بانگ بلند / ہر طرف میرفت چاقا چاق بند
بندہا بگسست و بیرون شد ز زیر / اژدہاے زشت غران ہمچو شیر
در ہزیمت بس خلائق کشتہ شد / از فتادہ کشتگان صد پشتہ شد
مارگیر از ترس بر جا خشک گشت / کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت
گرگ را بیدار کرد آن کور میش / رفت نادان سوے عزرائیل خویش

مردم ہنگامہ افزون ہوئے دون / کوڑی پیسے کی ہوا مدنا فزون
سیکڑون بیہودہ وان پر آگئے / حلقہ کرکے گرد تھے اک ایک کے
مثل گردو جامہ زر حلقہ کیا / مثل گرد مغ گردہ ترسائی کا
عورتون سے مرد اندر ازدحام / بیخبر محشر مین جیسے خاص و عام
ڈگڈگی جسدم بجاتا اپنی وہ / مردم ہنگامہ کرتے ہائے ہو
اژدہا افسردہ تھا بس برف سے / ٹاٹ اور کمل مین باندھا تھا اسے
اور بندھا تھا رسیون سے سخت وہ / احتیاط اسکی کری تھی اسنے جو
انتظار اور مجمع اور دیر سے / اور ہا ہو و فغان غیر سے
شور و غل اور کر و فر سے خلق کے / چمکا خورشید عراق اس مار پے
گرم اسکو کر دیا خورشید نے / خلط سرد اسکی ہوئی دور عضو سے
مردہ تھا زندہ ہوا وہ اژدہا / اژدہا نے خود بخود انگڑائی لی
خلق سب حرکت سے مردہ مار کے / ہوگئی سو حصے حیران ایک سے
ہوگئے حیران شور و غل کرنے لگے / اور سب حرکت سی بھاگے مار کے
ٹوٹتے وہ بند تھے اس شور سے / اور جدا ہر جا سی ہوتے بند تھے
بند ٹوٹے نکلا ہو کر کے دلیر / اژدہا جیسے کہ غران آئے شیر
بھاگنے مین لوگ بس کشتے ہوئے / اور کشتون کے بہت پشتے ہوئے
مارگیر اس ڈر سے بیدم ہوگیا / کہ مین لایا کوہ سے یہ کیا بلا
بھیڑ اندھی نے جگایا گرگ کو / خود گیا ہی سوئے عزرائیل وہ

ڈگڈگی الخ، شعر دہ ڈگڈگی جسدم اپنی بجاتا مردم ہنگامہ کرتے اژدہا برف سے افسردہ تھا اور ٹاٹ و کمل مین اسکو باندھا تھا اور رسیون سے سخت وہ بندھا تھا جو احتیاط اسنے کی تھی انتظار اور جمع اور دیر سے اور غیر کی ہا ہو فغان سے اور خلق کے شور و غل اور کر و فر سے خورشید عراق اسپر چمکا اسکو خورشید نے گرم خلط کیا سردی عضو سے اسکے دور ہوئی وہ مردہ تھا زندہ ہوا اژدہا نے خود بخود انگڑائی لی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ؎ خلق سب الخ، شعر مار مردہ کی حرکت سے خلق سب ایک سے سو حصہ حیران ہو گئی حیران ہوکر شور و غل کرنے لگی اور سب مار کی حرکت سے بھاگے وہ بند اس شور سے ٹوٹے اور تڑاق ہر جا سے بند ہوئے بند ٹوٹے اور نکلا دلیر ہوکر اژدہا جیسے کہ شیر غران آئے بھاگنے مین از بس کہ لوگ کشتے ہوئے وہان مارگیر اس ڈر سے خشک ہوگیا کہ مین کوہ سے یہ کیا بلا لایا آگے اسکے مثال ہے فافہم ۱۲-۱۲-

؎ بھیڑ الخ، شعر اندھی بھیڑ نے گرگ کو جگایا اور وہ خود گیا طرف عزرائیل کے وہ اژدہا اس مرد کو کھا گیا پس خون کھانا سہل ہے کیا ظالم کا اور وہ ایک ستون پر وہان لپٹا اور اسنے اپنی خورش کی ہڈیون کو توڑا اژدہا نے شہر کو چھوڑا اور بھاگا جانب کوہ کے بیابان سے گیا آگے نفس تیرا اژدہا ہے زندہ مردہ کب ہے اور غم سے بغیر اسباب کے عاجز ہے اگر اسباب فرعون کا اسے ملے کہ آب وان تھا اسکے حکم سے جو کہ وہ فرعونکو پیدا کرے سو ہارون و موسیٰ راہ انکی مار کے ویسے تب اژدہا نفس مردہ نہین ہے مگر بسبب بے اسبابی فرعونی کے عاجز ہے فافہم ۱۲-

اژدها یک لقمه کرد آن گیج را — سهل باشد خون خوری حجاج را
خویش را بر استنی پیچیده سست — استخوان خویش را در هم شکست
شهر خالی گشت و اژدرها براند — سوی که گرد از بیابان بر نشاند
نفست اژدرهاست او کی مرده است — از غم بی آلتی افسرده است
گر بیابد آلت فرعون را — که بامر او همی رفت آب زا
آنگه او بنیاد فرعونے کند — راه صد موسی و صد هارون زند
کرم گشت این اژدها از دست فقر — پشه گردد ز مال و جاه صقر
اژدها را دار در برف فراق — هین مکن او را بخورشید عراق
تا فسرده می بود آن اژدهات — لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او ز اهل صلات
کان تف خورشید شهوت بر زند — وان خفاش مرده رنگت بر زند
می کش او را در جهاد و در قتال — مرد وار الله یجزیک الوصال
چونکه آن مرد اژدها را آورید — در هوای گرم خوش شد آن مرید
لاجرم آن فتنها کرد ای عزیز — هست صد چندان که گفتیم نیز
تو طمع داری که او را بے جفا — بسته داری در وقار و در وفا
هر کسے را این تمنا کے رسید — موسی می باید که اژدرها کشید
صد هزاران خلق ز اژدرهای او — در هزیمت کشته شد از رای او
در طمع هم خویش را بر باد داد — گفته شد والله اعلم بالصواب

کھا گیا اُس مرد کو وہ اژدہا — خون کھانا سہل ہی ظالم کو کیا
اور لپٹا اک ستون پر وہ وہان — اُس نے اپنی کی توڑین ہڈیان
شہر چھوڑا اور بھاگا اژدہا — کوہ کی جانب بیابان سو گیا
نفس تیرا اژدہا مُردہ ہی کب — غم سے بے اسباب کے عاجز ہی اب
گر ملے اسباب فرعون کا اُسی — کہ روان تھا آب اُسکے حکم سے
جو کہ وہ فرعون کو پیدا کرے — راہ سو ہارون موسیٰ کی کدے
اژدہا کیڑا ہوا ہے فقر سے — مال و جہ سے ایک مچھر باز ہی
برف محرومی مین رکھ تو اژدہا — اسکو خورشید عراقی مین نہ لا
تا ترا افسردہ رہوے اژدہا — تجکو وہ کھائے اگر ہووی رہا
مات کر اسکو ہو ایمن مات سے — رحم کم کر وہ نہ تیرا یار ہے
کہ وہ گرمی شمس شہوت کی کرے — اور چمگادڑ سا وہ اُڑنے لگے
مار اُسے اندر جہاد و قتل کے — مرد وار اللہ جزا ے وصل دے
اژدہا کو جو کہ لایا مرد وہ — اور محبت مین کیا خوش آپ کو
اسلیے ظاہر وہ فتنے ہوگئے — جو کہا مین نے وہ اس سے بڑھ کے تھے
تو طمع رکھے کہ اُسکو بے جفا — خود بندھا رکھون باعزاز و وفا
ہر کسی کو یہ تمنا کب ملے — موسیٰ ہو کہ اژدہا کشتہ کرے
خلق صدہا اژدہا سے اُسکے ہی — بھاگنے مین مر گئے افسوس ہے
اور طمع سے کردیا خود کو خراب — کہہ دیا واللہ اعلم بالصواب

بیان پاسخ او تهدید ها و سوال ها و جوابهای فرعون با حضرت موسی علیه الصلوة والسلام است

بیان ہدایت کرنا اور دھمکانا و سوال و جواب کرنا فرعون کا ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

سلے اژدہا الخ، شعر اژدہا فقر سے کیڑا ہوا ہے اور مال و جاہ سے مچھر باز ہے تو اژدہا کو برف محرومی مین رکھ اور اسکو خورشید عراقی مین نہ لا یعنے نفس کو آسودگی مت دے کہ پُر غرور ہووے تا کہ اژدہا تیرا افسردہ رہے اگر وہ رہا ہووے تجکو کھانے اُسکو مات کر اور ایمن ہو تو مات سے اور رحم کم کر کہ وہ تیرا یار نہین ہے کیونکہ وہ گرمی شمس شہوت کی کرے اور وہ مانند چمگادڑ کے اڑنے لگے اُسکو جہاد و قتل مین مانند مرد کے کہ اللہ جزا وصل کی دے یعنے تو نفس کو فقر و فاقہ سے مُردہ رکھ اور آسودگی نہ دے بلکہ جہاد مین اُسکو مار مردون کے مانند کہ اللہ اسکی جزا وصل کی دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلے اژدہا الخ، شعر وہ مرد جو کہ اژدہا کو لایا اور خود کو محنت مین خوش کیا اس لیے وہ فتنے [illegible] ہوئے [illegible] مین نے کہا وہ اس سے بھی بڑھ گئے تھے تو طمع رکھے کہ مین اُسکو بے جفا خود باندھے رکھون اعزاز و وفا سے یہ تمنا ہر کسی کو کب ملے موسیٰ ہو کہ اژدہا کو کشتہ کرے صدہا خلق اس کے اژدہا سے بھاگنے مین مر گئی افسوس ہے اور طمع سے خود کو خراب کر دیا اور دکھ پایا اللہ خوب جانتا ہے یعنے صدہا خلق اُسکے اژدہائے نفس سے خراب و برباد ہو گئی آگے رجوع بقصہ فرعون ہے فافہم ۱۲

گفت فرعونش چرا تو ای کلیم
خلق را کشتی و افگندی به بیم

در هزیمت از تو افتادند خلق
در هزیمت کشته شد مردم ز زلق

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت
کین تو در سینه مرد و زن گرفت

خلق را میخواندی و بر عکس شد
از خلاف مرد و زن نیست بد

من هم از شرت اگر پس میخزم
در مکافات تو دیگر می‌پزم

دل ازین برکن که بفریبی مرا
یا بحرفی پس روی گردم مرا

تو بدان غره مشو کش ساختی
در دل خلقان هراس انداختی

صد چنین آری و هم رسوا شوی
خوار گردی مضحکه غوغا شوی

همچو تو سالوس بسیاران بدند
عاقبت در شهر ما رسوا شدند

بولا فرعون کس لیئے تو نے کلیم
خلق کو مارا رکھا پر خوف و بیم

بھاگ گئے مین خلق بس تجھسے گری
بھاگ گئے مین ٹھوکرین کھا کر مری

اسلیئے مردم ترے دشمن ہوئے
مرد و زن بے کینے بس تجھ سے رکھے

خلق کو تو نے بلایا پھر گئی
اس خلافی سے وہ عاجز ہو گئی

مین بھی گرچہ تیری شر سے ہٹتا ہون
فکر اس بدلے کی تیری کرتا ہون

چھوڑ تو اسکو کہ دھوکا مجکو دی
یا کرے اک حرف سے پیرو مجھے

تو بناوٹ اپنی پر غرہ نہ کر
اور دل مخلوق مین رکھا ہے ڈر

سو بنائے ایسے پر رسوا ہو تو
خوار ہو تو مسخرہ غوغا ہو تو

تجھسے مکار اب یہان کثرت سے تھے
میرے آخر شہر مین رسوا ہوئے

جواب گفتن موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را در تہدیدے کہ با او مے نمود

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو ازراہ ہدایت کے کہ اسکو کرتے تھے

گفت با امر حقم اشراک نیست
گر بریزد خونم امرش باک نیست

راضیم من شاکرم من ای حریف
این طرف رسوا و پیش حق شریف

پیش خلقان خوار و زار و ریشخند
پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

این سخن میگویم این ورنه خدا
از سیه رویان کند فردا ترا

عزت آن اوست و آن بندگانش
ز آدم و ابلیس برمیخوان نشانش

شرح حق پایان ندارد همچو حق
هان دهان بربند و برگردان ورق

بولا حکم حق مین شرکت ہی نہین
حکم گر مارے مین ڈرتا ہون نہین

راضی اور شاکر ہون مین بس اے حریف
یان پہ رسوا پاس حق کے ہون شریف

نزد مخلوقات خوار و مستمند
نزد حق محبوب و مطلوب و پسند

بات اک کہتا ہون مین ورنہ تجھے
رو سیہ اللہ محشر مین کرے

عزت اسکی ملک خاصون اسکی کی
آدم و ابلیس سے لے آگہی

شرح حق بے انتہا ہے جیسے حق
کر زبان کو بند اور لوٹ اب ورق

سلہ بولا فرعون الخ یہ شعر فرعون نے کہا کہ تو نے کلیم کس لیئے مخلوقات کو مارا اور پر خوف و بیم رکھا تجھسے خلق بھاگ گئے مین گری اور بھاگ گئے مین ٹھوکرین کھا کر مری اسواسطے مردم تیرے دشمن ہوئے اور مرد و زن نے تجھ سے کینے رکھے خلق کو تو نے بلایا وہ پھر گئی اور اس خلافی سے وہ عاجز ہو گئی اگرچہ مین بھی تیری خلافی سے ہٹتا ہون اور تیرے اس بدلے کی فکر کرتا ہون تو چھوڑ اسکو کہ مجکو دھوکا دیا ہے یا ایک حرف سے مجکو پیرو کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ تو بناوٹ الخ یہ شعر تو اپنی بناوٹ پر غرور مت کر اور مخلوق کے دل مین رکھا ہے ڈر ایسے سو بنائے ولیکن تو رسوا ہووے اور خوار ہووے اور مسخرہ غوغا کا تو ہووے تیرے مانند یہان مکار اب کثرت سے تھے میرے شہر مین آخر رسوا ہوئے آگے جواب موسیٰ عم کا ہے فافہم ۱۲۔
سلہ بولا حکم الخ یہ شعر کہا کہ حکم حق مین شرکت نہین ہے اگر حکم مارے مین کہین ڈرتا ہون مین راضی و شاکر ہون اے حریف مین یہان پر رسوا ہون ولیکن پاس حق کے شریف ہون مخلوق کے نزدیک خوار و مستمند ہون حق کے نزدیک محبوب و مطلوب و پسند ہون مین ایک بات کہتا ہون ورنہ تجکو اللہ روسیاہ محشر مین کرے عزت اسکی ملک اور اسکے خاصونکی تو آدم و ابلیس سے آگہی لے حق کے شرح بے انتہا ہے جیسے حق ہے تو زبان کو بند کر اور ورق لوٹ یعنے جیسے حق تعالیٰ بے انتہا ہے اسی طرح اسکی شرح ہے تو زبان بند کر اور حال آگے بڑھ آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ۱۲۔

پاسخ دادن فرعون موسی علیه السلام را و مهلت خواستن تا چهل روز از موسی علی نبینا و علیه السلام

گفت فرعونش ورق در دست ماست　　دفتر و دیوان حکم این دم مراست
مر مرا بخریده اند اهل جهان　　از همه عاقل تری تو ای فلان
موسیا تو خود خریدے این برو　　خویشتن کم بین بخود غره مشو
جمع آرم ساحران دهر را　　تاکه جهل تو نمایم شهر را
این نخواهد شد بروزی یا دو روز　　مهلتم ده تا چهل روز تموز

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور مہلت چاہنا چالیس روز کی موسیٰ علیہ السلام سے

بولا فرعون ہے ورق اسدم مرے　　ہاتھ میں دفتر و دیوان حکم کے
اہل عالم نے کیا مقبل مجھے　　عقل سب عالم سے تو بڑھ کر رکھے
موسیٰ تو مقبل جو جانے خود کو جا　　مت ہو خود بین اور نہ کر غرہ بھلا
جمع لاؤں ساحران دہر کو　　اور دکھاؤں یہ جہالت شہر کو
ایک دو دن میں یہ جھگڑا ہو تو طے　　مہلت اب چالیس دن کی دی مجھے

جواب دادن موسی علیه السلام مر فرعون را

گفت موسی مر مرا دستور نیست　　بنده ام امهال تو مامور نیست
گر تو چیری و مرا خود یار نیست　　بنده فرمانم بدانم کار نیست
می زنم با تو بجد تا زنده ام　　من چکاره نصرتم من بنده ام
میزنم با تو رسد حکم خدا　　او کند هر خصم از خصمی جدا

جواب دینا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو

بولا موسیٰ نے اجازت ہی مجھے　　بندہ ہوں مہلت میں دوں کیسے تجھے
گر تو غالب ہے نہ میرا یار ہے　　بندہ حکمی ہوں نہ مطلب کام سے
تجکو ماروں جب تلک زندہ ہوں میں　　میری نصرت بندہ گو زندہ ہوں میں
ماروں میں جبتک کہ ہو حکم خدا　　دشمنی سے وہ کرے دشمن جدا

جواب فرعون موسی علیه السلام را و وحی آمدن بموسی علیه السلام

گفت نے مهلتم باید نهاد　　عشوها کم ده تو کم پیمای باد
حق تعالی وحی کردش در زمان　　مهلتش ده متسع مهراس ازان
این چهل روزش بده مهلت مطوع　　تا سگالد مکرها او نوع نوع

جواب دینا فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو و وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کو

بولا نے مجکو مہلت چاہیے　　غمزہ کم کر مت تو بیہودہ بکے
حق نے بھیجی بس اسیدم وحی اسے　　مہلت اسکو دے بڑی اور مت ڈرے
مہلت اب چالیس دن کی دے اسے　　سوچ لیوے مکر تا ہر طور سے

---

١ بولا فرعون الخ ۵ شعر فرعون نے کہا کہ ورق اسدم میرے ہاتھ میں ہے اور دفتر دیوان و حکم ہے اہل عالم نے مجھے مقبل کیا ہے تو سب عالم سے عقل بڑھ کے رکھتا ہے موسیٰ کہ خود کو مقبل جانتا ہے خودبین مت ہو اور غرہ مت کر میں زمانے کے جادوگروں کو جمع کروں اور یہ جہالت تیری شہر کو دکھاؤں ایک دو دن میں یہ جھگڑا طے نہو اب چالیس دن کی مہلت دے آگے جواب موسیٰ عم کا ہے فافہم ١٢۔

٢ بولا موسیٰ الخ ۴ شعر موسیٰ عم نے کہا کہ مجکو اجازت نہیں ہے میں بندہ ہوں مہلت کیسے دوں اگر تو غالب ہے و میرا یار نہیں ہے بندہ حکمی ہوں مطلب سے کام نہیں ہے جبتک تجکو ماروں میں زندہ ہوں نصرت میری بندہ ہے گو میں بندہ ہوں جب تک میں ماروں کہ حکم خدا ہو دشمنی وہ دشمن جدا کرے یعنے اوّل نفس تو میرا بندہ ہے میں تجکو ماروں جب تک خدا تجکو دشمنی سے جدا کرے آگے جواب فرعون کا ہے فافہم ١٢

٣ بولا نے الخ ۳ شعر کہا کہ نہیں نہیں مجکو مہلت چاہیے تو غمزہ کم کر اور بیہودہ مت بک حق نے اسی دم وحی اسکو بھیجی کہ اسکو بڑی مہلت دے اور مت ڈر اسکو مہلت اب چالیس دن کی دے تاکہ مکر ہر طور سے سوچ لے تاکہ کوشش کرے کہ میں غافل نہیں ہوں کرے کہ باتیں نے راہیں بند کر دیں یعنے حق تعالیٰ نے کہا کہ تو اسکو مہلت چالیس دن کی دے کہ نا یہ اچھی کوشش کر کے سوچتے ہیں کرے باقی حال آگے ہے فافہم ١٢۔

آنکہ بشد او کہ نہ من خفتہ ام / تیز رو کو پیش رہ بگرفتہ ام
حیلہائے شان ہمہ برہم زنم / وانچہ افزایند من بر کم زنم
آب را آرند من آتش کنم / نوش خوش گیرند من ناخوش کنم
مہر پیوندند من ویران کنم / آنچہ اندر وہم ناید آن کنم
تو نہ ترس و مہلتش بدہ دراز / گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

تاکرے کوشش کہ مین غافل نہین / کہدے جا تو مین نے کی راہین بند کین
اسکے سب حیلونکو بس مین توڑ دون / وہ زیادہ جو کرے مین کم کرون
آب وہ لائے تو مین آتش کرون / نوش وہ کھائے تو مین ناخوش کرون
جو محبت باندھے وہ مین توڑ دون / جو نہ آئے وہم مین وہ کرون
تو نہ ڈر مہلت دے اسکو بس بڑی / کہہ سپہ لے آ تو کر حیلہ گری

مہلت دادن موسی علیہ السلام فرعون را تا ساحران را جمع کند

مہلت دینی موسی علیہ السلام کی فرعونکو تا ساحرونکو جمع کری

گفت امر آمد برو مہلت ترا / من بجائے خود شدم رستی بلا
او ہمی شد اژدہا اندر عقب / چون سگِ صیاد دانا و محب
چون سگِ صیاد جنبان کردہ دم / سنگ را میکرد ریگ او زیر سم
سنگ و آہن را بدم در میکشید / خرد می خائید آہن را پدید
در ہوا میکرد سر بالائے چرخ / کہ ہزیمت میشد از وی روم و کرخ
کف می انداخت چون اشتران کام / قطرہ بر ہر کہ میزد شد جذام
زغژغ دل و دندان می شکست / جان شیران سیہ میشد ز دست
چون بقوم خود رسید آن مجتبا / شدق او بگرفت باز او شد عصا
تکیہ بر وی کرد میگفت ای عجب / پیش ما خورشید و پیش خصم شب
ای عجب چون می نہ بیند این سپاہ / عالمے پر آفتاب چاشتگاہ
چشم باز و گوش باز و این ذکا / خیرہ ام در چشم بندی خدا

بولا آیا حکم مہلت ہے تجھے / مین ہون جاتا تو بچا آفات سے
وہ گیا اور اژدہا پیچھے چلا / دانا کتا جس طرح صیاد کا
وہ ہلاتا جون سگِ صیاد دُم / ریزہ کرتا سنگ کو وہ زیر سم
سنگ و آہن کو وہ دم سے کھینچتا / ظاہرا آہن کے ٹکڑے چابتا
اور ہوا مین ہوتا تھا بالای چرخ / بھاگتی تھی اُس سے قوم روم و کرخ
جون شتر وہ جھاگ منہ سے الٹتا / خون بگڑتا قطرہ جس پر ڈالتا
دانت کی آواز سے دل ٹوٹتا / اور ہوتی جان شیرون کی ہوا
جبکہ آئے قوم مین وہ مجتبا / اسکا چھین پکڑا ہوا وہ پھر عصا
تکیہ اُس سے کرکے کہتے ای عجب / ہمکو یہ خورشید دشمن کو ہی شب
ای عجب ہے جو نہ دیکھے یہ سپاہ / ہی جہان مین آفتاب صبح گاہ
کان و آنکھین ہین کھلین اور نہ جنون / اس نظر بندی سے حق کی دنگ ہون

ل اُسکے سب الخ یہ شعر مین اُسکے سب حیلون کو توڑ دون جو وہ زیادہ کرے مین کم کردون وہ آب لائے تو مین آتش کرون جو وہ خوش چیز کھائے تو مین ناخوش کردون جو وہ محبت باندھے تو مین توڑ دون جو وہم مین نہ آئے مین وہ کردون تو مت ڈر اور اُسکو بڑی مہلت دے کہہ دے خوب سپاہ لاکر حیلہ گری کرے آگے مہلت دینے مین موسیٰ ع کا حال ہی فافہم ۱۲ ع ۲ بولا الخ یہ شعر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ حکم مہلت کا تجھے آیا ہے مین جاتا ہون تو آفتون سے بچا وہ گیا اور اژدہا پیچھے دوڑا جیسے صیاد کا دانا کتا وہ مانند سگ صیاد کے دم ہلاتا تھا اور سنگ کو ریزہ کرتا تھا زیر سم کے سنگ و آہن دُم سے کھینچتا اور ظاہرا ٹکڑے آہن کے چابتا اور ہوا مین بلند آسمان تک ہوتا اور قوم روم و کرخ اس سے بھاگتے اور مانند شتر کے منہ سے جھاگ ڈالتا خون بگڑتا جسپر قطرہ کف کا ڈالتا دانت کی آواز سے دل ٹوٹتا اور شیرون کی جان ہوا ہوتی جبکہ وہ مجتبیٰ قوم مین آئے اُسکا چھین پکڑا کہ وہ پھر عصا ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع ۳ تکیہ اُس سے الخ یہ شعر اُس سے تکیہ کرکے کہتے کہ ای عجب ہمکو یہ خورشید اور دشمن کو شب ہم عجب ہے کہ جو یہ سپاہ نہ دیکھے جہان مین آفتاب صبحگاہی کو کان و آنکھین کھلی ہین اور جنون نہین ہے مین حق کی اس نظر بندی سے دنگ ہون آنسے مین حیران ہون اور یہ بھی عجب ہے ہین یہ بہار خار سے اور مین گل سے ہون مین اُنکے آگے لے گیا جام شراب کا وہ اب سنگ ہوا اُنکے سامنے گلدستہ باندھکر گئے ڈ گیا نوش نیش اور گل خار ہوا جو اُنکا نصیب جان ہو یا خود اُن کو کس طرح وہ حاصل ہو ایسے غافلان دنیا مجھسے حیران ہین اور مین اُنسے حیران ہون جو جنکا نقد جان ہے ناخود اسے کب پاسکتے ہین باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

من ز ایشان خیره ایشان هم ز من — از بهار خار ایشان من سمن
پیش شان بُردم بسے جام رحیق — سنگ شد آبش بپیش آن فریق
دستهٔ گل بستم و بُردم بپیش — هر گلی چون خار گشت و نوش نیش
آن نصیب جان بی خویشان بود — چونکه باخویش اند پیدا کے شود
خفتهٔ بیدار باید پیش ما — تا به بیداری به بیند خوابها
دشمن این خواب خوش شد فکر خلق — تا نه خسپد فکرتش بسته است حلق
حیرتے باید که رو بد فکر را — خورد حیرت فکر را و ذکر را
هر که کامل تر بود او در هنر — او بصورت پس به معنی پیشتر
راجعون گفت و رجوع اینسان بود — که گله واگردد و خانه رود
چونکه گله باز گردد از ورود — پس فتد آن بز که پیش آهنگ بود
پیش افتد آن بز لنگ پسین — اضحک الرجعی وجوه العابسین
از گزافه کی شدند این قوم لنگ — فخرها دادند و بخریدند ننگ
پا شکسته میروند ایشان بحج — از حرج راهیست پنهان تا فرج
دل ز دانشها بشستند این فریق — زانکه این دانش نداند آن طریق
دانشے باید که اصلش زان سرست — زانکه هر فرعی باصلش رهبرست
هر پری بر عرض دریا کے پرد — تا لدن علم لدنی مے برد
پس چرا علمی بیاموزے بمرد — کش بباید سینه را زان پاک کرد
پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش — وقت واگشتن تو پیش آهنگ باش

انسے مین حیران ہمن یہ بھی مجھسے ہین — یہ بہار خار سے اور گل ہو ہمین
آگے اُنکے لے گیا مین جام مے — وہ ہوا سنگ آب اُنکے سامنے
باندھ گلدستہ مین آگے لے گیا — نوش نیش اور گل ہر اک کانٹا ہوا
بیخودون کا جو نصیب جان ہو — باخودونکو کس طرح حاصل ہو وہ
پاس[1] میرے خفتۂ بیدار ہو — تاکہ بیداری مین دیکھو خواب کو
فکر خلق اس خواب خوش کی ہے عدو — تا نہ سوئے فکر نے باندھا گلو
چاہیئے حیرت کو جھاڑے فکر کو — کھائے حیرت فکر کو اور ذکر کو
سست کاہل تر ہنر مین جو کہ ہین — پیچھے صورت پہلے معنی کو رکھین
راجعون بولا رجوع اس طور سے — جون پلٹ کر جائے گلہ گھر کو ہی
جبکہ گلہ کوئی صحرا سے پھرے — جب بڑھے آگے کی بز پیچھے پہ ہے
آگے ہووے بھیڑ وہ لنگڑی پسین — ضحکت الرجعی وجوہ العابسین
جھوٹ[2] سے یہ کب ہوئی ہے قوم لنگ — فخر کو دیکر خریدا اُسنے ننگ
حج کو جاتے ہیں یہ لنگڑے پانون سے — رنج سے راہ نہان تا گنج ہے
دل کو دانش سے یہ دھوتا ہے فریق — کیونکہ یہ دانش نہ جانے وہ طریق
ہو وہ دانش جسکی جڑ ہے اُس سرے — کیونکہ رہبر جڑ کی ہر اک شاخ ہے
عرض دریا پر نہ ہر اک پر اڑے — علم کب علم لدنی پا سکے
کس لیئے یہ علم سیکھا مرد سے — اُس سے سینہ پاک کرنا چاہیئے
اُس[3] سرے سے تو نہ بڑھ لنگڑا رہ — وقت پھرنے کے تو آگے تاکہ ہو

[1] میرے پاس الخ۔ شعر میرے پاس خفتہ بیدار ہو تاکہ بیداری مین خواب کو دیکھو اس خواب خوش کی فکر خلق عدو ہے جبتک نہ سوئے فکر نے گلو باندھا ہے حیرت چاہیئے کہ فکر کو جھاڑے اور حیرت فکر و ذکر کو کھائے جو کہ ہنر مین سست و کاہل تر ہین پہلے معنی تو پیچھے صورت رکھتے ہین راجعون حق نے کہا اس طرح سے کہ جیسے گلہ پلٹ کر گھر کو جائے جبکہ کوئی صحرا سے اسنے جب بڑھے اگلی بز پیچھے رہے آگے وہ بھیڑ لنگڑی ترجمہ ہنسا لوٹنا میرا اٹھتا ہے ترش رو یون کا یعنی فکر دنیا بجز خواب کچھ نہین ہے پس حیرت چاہیئے کہ فکر و ذکر دور کر دے جو دنیا مین کاہل تر ہے وہ صورت سے معنے کو آگے رکھتا ہے۔ اسواسطے حق نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون یعنے جب گلہ بزون کا صحرا سے گھر کو لوٹتا ہے تو لنگڑی بز کہ پیچھے گلہ کے ہوتی ہے وہ آگے ہو جاتی ہے اسی کو حضرت رسول مقبول صلعم نے آخرون السابقون فرمایا ہے یعنے یہ اُمت مرحومہ کہ سب کے پیچھے ہے ہنگام واپس جانے نام کے سب سے آگے ہو گی باقی آگے ہی فافہم۔ [2] جھوٹ الخ۔ شعر قوم جھوٹ سے کیا لنگڑی ہوئی فخر کو بیچا اور خرید کیا ننگ کو حج کو جاتے ہین یہ حق جو لنگڑے پاؤن سے رنج سے راہ پوشیدہ ہے گنج تک۔ یہ فریق دل کو عقل کو دھوتا ہے کہ عقل وہ طریق نہین جانتی ہے وہ عقل ہے کہ جسکی جڑ ہے اُس سرے سے کیونکہ ہر ایک شاخ سے جڑ کی رہبر ہے ہر ایک پر عرض دریا پر نہین اڑتا ہے یہ علم کب علم لدنی پا سکتا ہے کس واسطے یہ علم سیکھا مرد سے کہ اس سے سینہ کو پاک کرنا چاہیئے یعنے عقل معاش اس عقل معاد کو کب پا سکتی ہے پس اس علم کو سینہ سے دور کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ [3] اس سرے الخ۔ شعر تو اس سرے سے آگے مت بڑھ لنگڑا رہ وقت لوٹنے کے تاکہ تو آگے ہو آخرون السابقون وہ کہ پیچھے پہلے ہوتا ہے آگے اسکی مثال اگلے صفحہ پر ہے فافہم ۱۲۔

آخرون السابقون باش ای حریف ۔ بر شجر سابق بود میوہ لطیف
گرچہ میوہ آخر آید در وجود ۔ اول ست او زانکہ او مقصود بود
چون ملائک گوئی لاعلم لنا ۔ تا بگیرد دست تو علمتنا
گر درین مکتب ندانی تو ہجے ۔ ہمچو احمد پرے از نور حجے
گر نباشے نامدار اندر بلاد ۔ گم نہ و اللہ اعلم بالعباد
اندرین ویرانہ کاین معروف نیست ۔ از برائے حفظ گنجینہ زر ست
موضع معروف کے بنہند گنج ۔ زین قبل آمد فرج در زیر رنج
خاطر آرد بس شکال اینجا ولیک ۔ بگسلد شکال را رہوار نیک
دست عشقش آتشے اشکال سوز ۔ ہر خیالے را بروید نور روز
ہم ازانسو جو جواب اے مرتضا ۔ کاین سوال آمد ازان سو مر ترا
گوشۂ بے توشۂ دل شہرہی ست ۔ تاب لاشرقی و غربی از مہی ست
تو ازین سو و ازان سو چون گدا ۔ ای کہ معنی چہ مے جوئی صدا
ہم ازان سو جو کہ وقت درد تو ۔ میشوی در ذکر یاربے دو تو
وقت درد مرگ آن سوے نمی ۔ چونکہ دردت رفت چونی اعجمی
وقت محنت گشتۂ اللہ گو ۔ چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو
در زمان درد و غم یادش کنی ۔ چون شدی خوش باز بر غفلت تنی
این ازان آمد کہ حق را بیگمان ۔ ہر کہ بشناسد بود دائم بر آن
آنکہ در عقل و گمان ہستش حجیب ۔ گاہ پوشیدہ است و گہ بدریدہ جیب

آخرون السابقون رہ ای حریف ۔ کہ شجر پر پہلے ہو میوہ لطیف
میوہ[1] گرچہ پیدا آخر مین ہوا ۔ اس لئے پہلے کہ وہ مقصود تھا
جون ملائک کہہ تو لاعلم لنا ۔ ہاتھ تیرا پکڑے ما علمتنا
گر نہ اس مکتب مین تو ابجد پڑھے ۔ مثل احمد نور دانش سے اڑے
گر نہ تو مشہور ہو اندر بلاد ۔ گم نہین اللہ اعلم بالعباد
یہ خرابا[2] جو نہین معروف ہے ۔ گنج زر کی ہی حفاظت کیلیے
کب جگہ معروف مین رکھتے ہین گنج ۔ اسطرح راحت ہوئی ہی زیر رنج
دل کو اس جا مشکل آئی ہی ولیک ۔ توڑتا ہی بانگ ڈور اب اسپ نیک
آتش عشق اسکا مشکل سوز ہی ۔ فکر کو جھاڑے وہ نور روز ہے
اسطرف سے ہی جواب اسکا تو لی ۔ جس طرف سی یہ سوال آیا تجھے
خانۂ بے خانۂ دل شاہراہ ۔ تاب لاشرقی و غربی شمع راہ
تو ادھر سے ہی ادھر مثل گدا[3] ۔ ای کہ معنی تو کیا ڈھونڈھے صدا
ڈھونڈھ اُدھر سے تو کہ وقت درد تو ۔ ذکر یاربے میں جھکتا ہے نکو
وقت درد مرگ جھکتا ہی ادھر ۔ درد تیرا جو گیا پھر بے خبر
وقت محنت کے کہے اللہ تو ۔ جو گئی محنت تو ڈھونڈھے راہ کو
درد و غم کے وقت یاد اسکو کرے ۔ جبکہ خوش ہووی تو پھر غافل رہے
اس سبب سے یہ کہ حق کو اے فتا ۔ جو کہ پہچانے رہے اسیر سدا
جبکہ عقل و ہوش میں ہووی فتور ۔ گاہ غافل اور گہ ہووی حضور

[1] میوہ الخ یعنی شعر اگرچہ میوہ آخر پیدا ہوا مگر اس لئے پہلا ہو کہ وہ مقصود تھا تو ملائک کے مانند کہ ترجمہ نہین ہی علم ہمکو تاکہ تیرا ہاتھ پکڑے کہ ترجمہ جتنا علم دیا تونے ہمکو اگر تو اس مکتب مین ابجد نہ پڑھے احمد صلعم کے مانند نور دانش سے اڑے اگر تو مشہور نہو شہر مین تو گم نہین ہوا ہے یعنے علم ظاہر حجاب ہے علم باطن کا ہی اسواسطے حضور نے فرمایا ہی کہ العلم حجاب الاکبر یعنے ضرور کہ علم بڑا پردہ ہی پس علم حق کامل کو پردہ ہی اہل دنیا سے اور ظاہر ا ناقص کو پردہ حق سے ہی باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] یہ خرابا جو نہین الخ شعر اس ویرانہ مین جو مشہور نہین ہے گنج زر کی حفاظت کے لئے ہے۔ جاے مشہور مین کب گنج رکھتے ہین اسی طرح راحت زیر رنج ہوتی ہے اس جگہ دل کو ایک مشکل آئی ہے و لیکن اب باگ ڈور اسپ توڑتا ہے اسکا آتش عشق مشکل سوز ہے فکر کو جھاڑے وہ نور روز ہے اس طرف سے تو اب اسکا جواب ہے کہ جس طرف سے یہ سوال تجھے آیا ہے خانۂ بے خانہ دل کا شاہ راہ ہے اسمین لاشرقی ولاغربی کی روشنی یعنی خدا کی مثل راہ کے ہے یعنے تو شہرت اپنی مت چاہو کہ گنج ویرانہ مین رکھتے ہین اسی طرح راحت رنج مین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] تو ادھر سے الخ شعر تو ادھر سے ہی اور اُدھر سے گدا کے مانند ہی اے کہ معنے کے تو کیا ڈھونڈھتا ہے اُدھر سے صدا اُدھر سے تو ڈھونڈھ کہ وقت درد کے ذکر یاربی مین جھکتا ہے وقت درد و مرگ کے اُدھر جھکتا ہی جب تیرا درد گیا پھر بیخبر ہے وقت محنت کے تو اللہ کہے اور ہیچی مین کہے کہ راہ کہان ہے وقت درد و غم اسکو یاد کرے جبکہ خوش ہووے پھر تو غافل ہی یہ اس سبب سے ہی کہ بے شبہ حق کو پہچانے اسیر سدا رہے جبکہ عقل و ہوش مین فتور ہووے کبھی غافل ہووے اور کبھی حضور رہے یعنے وقت درد کے تو خدا کی طرف رجوع ہوتا ہی بعدہ خدا کو بھول جاتا ہی اور جو کہ حق کو پہچانتا ہے وہ ہمیشہ اُسکی طرف رجوع رہتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

فارسی		اردو	
عقل جزوی گاہ چیرہ گہ نگون	عقل کلی ایمن از ریب المنون	عقل جزو گہ کج و گہ حیران ہے	عقل کل بیخوف شبہوں سے رہے
عقل بفروش و ہنر حیرت بخر	رو بخواری نے بخارا ای پسر	لے تو حیرت بیچ عقل و ہوش کو	جا تو خواری مین بخارا کو نہ جا
تا بخارا خود دگر یابے درون	ساکنان در محفلش لایفقہون	تو بخارا مین اگر پائے درون	اہل محفل اُسکے ہین لایفقہون
ما چو خود را در سخن آغشتہ ایم	کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم	اس سخن میں جو ہوا ہیں مبتلا	بس حکایت سے حکایت مین بنا
من عدم افسانہ گردم در حنین	تا تقلب یابد اندر ساجدین	مین نے قصہ یہ عدم میں بھی کیا	تا تقلب ساجدین مین ہو مرا
این حکایت نیست پیش مرد کار	وصف حال ست و حضور یار غار	نے حکایت ہے یہ پیش مرد کار	وصف حال اور ہے حضور یار غار
آن اساطیر اولین کہ گفت عاق	حرف قرآن را بد آثار نفاق	حرف قرآن کو اساطیر اولین	جو کہا بوجہل نے از راہ کین
لامکانی کہ درو نور خدا ست	ماضی و مستقبل و حالش کجاست	لامکان کہ نور حق آئین عیان	ماضی مستقبل و حال آئین کہان
ماضی و مستقبلش نسبت بہ تست	ہر دو یک چیزند تو دانی دو ست	تیری نسبت ماضی مستقبل ہے دو	دونون ہین اک چیز تو جانے کہ دو
یک تنے او را پدر ما را پسر	بام زیر زید بر عمران زبر	ایک تن اُسکا پدر میرا پسر	زید کو چھت زیر عمر کو ہے زبر
نسبت زیر و زبر شد زین دو کس	سقف سوے خویش یک چیزست بس	نسبت زیر و زبر دو کس سے ہے	ورنہ چھت اک چیز ہی تو جان لے
نیست مثل آن مثالی ست این سخن	قاصر از معنے نو حرف کہن	مثل اُسکا کب مثل ہے یہ سخن	معنے نو سے ہی تنگ حرف کہن
چون لب جو نیست مشکا لب ببند	بےلب و ساحل بدست این بحر قند	نہر بے لب مشک تو کر لب کو بند	بےلب و ساحل ہے یہ دریا قند
این سخن پایان ندارد باز گرد	سوے فرعون ببین تا چہ کرد	بات یہ بے انتہا ہے لوٹ جا	جانب فرعون کیا اُسنے کیا

لے وہ نہین سمجھتے ہین ۱۲

فرستادن فرعون بمدائن در طلب ساحران — بھیجنا فرعون کا مدائن کیطرف ساحروں کی طلبی مین

فارسی		اردو	
چونکہ موسیٰ بازگشت و او بماند	اہل راے و مشورت را پیش خواند	جو گیا موسیٰ فقط فرعون رہا	بس طلب اُسنے مشیروں کو کیا
مجتمع گشتند و بفشردند پاے	ہر کسے کردند عرض مکر و راے	مجتمع ہو کر کے آمادہ ہوئے	دی ہر اک نے رائے اپنی فکر سے

لے عقل جزانخ ۔ شعر عقل جزو کبھی کج و کبھی حیران ہے اور عقل کل شکوکون سے ایمن رہتی ہے حیرت مول لے اور عقل بیچ دے خواری کی جانب جا نہ بخارا کو یعنے افلاس اختیار کر اور دنیا کو حاصل نہ کر اگر تو بخارا مین ہے اور عیش سے بے خبر پائے اور اہل محفل اسکے نہین سمجھنے والے ہین اس سخن مین جو مین مبتلا ہوا بس حکایت بیان کرنے سے مین حکایت ہو گیا مین نے یہ قصہ عدم مین بھی کیا ترجمہ تا پلٹنا ساجدین مین میرا ہو مرد کار کے سامنے یہ حکایت نہین ہے وصف حال اور حضور یار غار ہے یعنے عقل جزوی کھو اور حیرت حاصل کر مین حکایت کہتے کہتے حکایت ہو گیا مگر اہل معنے کے روبرو حکایت نہین ہے وصف یار ہے چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲ سے حرف انخ ۔ شعر قرآن کے حروف کو قصہ اولین کے ابوجہل نے کہے از راہ کینہ کے لامکان کہ اُسمین نور حق کا عیان ہے مستقبل و حال کہان ہے اور وہ تیری نسبت ماضی و مستقبل ہے پس دونون ایک چیز ہین اور تو جانتا ہے ایک جسم ہے کہ اسکا پدر میرا پسر ہے چھت زید کو زیر ہے عمر کو زبر ہے نسبت زیر و زبر کے دو کس سے ہے ورنہ چھت ایک چیز ہے تو جان لے اُسکا مثل نہین ہے یہ سخن مثال ہے تو معنے نو سے حرف کہنہ تنگ ہے نہر بے لب ہے اے مشک تو لب کو بند کر لے لب و ساحل ہے یہ دریا قند کا یعنے اے وجود عاقل کے تو چپ رہ کہ دریاے توحید ناپیدا کنار ہے پس تجکو کب اس سے بہرہ حاصل ہو یہ بات بے انتہا ہے تو لوٹ طرف فرعون کے کہ کیا اس نے کیا آگے قصہ فرعون کا ہے فافہم ۱۲ سے جو گیا انخ ۔ شعر جبکہ موسیٰ گیا اور فقط فرعون رہا اُس نے مشیرون کو طلب کیا وہ جمع ہو کر آمادہ ہوئے اور ہر ایک نے رائے اپنی فکر سے دی آخر اس ہامان بے سامان نے رائے دی کہ اُسے ایک راہ بتائی کہ اے بادشاہ با ظفر جو غم سوار ہوا ساحروں کو جمع کر اور جلد بلا ہماری سلطنت مین جادوگر ہین اور ہر ایک جادو مین فرد زمانہ کا ہے اور اب یہ صلاح ہے کہ مصر کے اطراف سے انکو جمع کر تو بادشاہ اطراف سے بلاتا حال آگے ہے فافہم ۱۲

عاقبت ہامان بی‌سامان دون — رای پیش آورد گردش رہنمون
کای شہ صاحب ظفر چون غم فزود — ساحران را جمع باید کرد زود
در ممالک ساحران داریم ما — ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
مصلحت آنست کز اطراف مصر — جمع آرد سان شہ و صراف مصر
او بسے مردم فرستاد آن زمان — در نواحی بہر جمع جادوان
ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار — کرد پران سوی او دہ مرد کار
دو جوان بودند ساحر مشتہر — سحر ایشان در دل مہ مستمر
شیر دوشیدہ زمہ فاش آشکار — در سفرہا رفتہ بر خمّے سوار
شکل کرپاسے نمودہ آفتاب — او بپیمودہ فروشیدہ شتاب
سیمبردہ مشتری آگاہ شدہ — دست از حسرت بہ رخہا برزدہ
صد ہزاران ہمچنین در جادوئی — بودہ اُستاد و نمودہ چون روی
چون بایشان آمد این پیغام شاہ — کز شما شاہ است اکنون چارہ خواہ
از پی آنکہ دو درویش آمدند — بر شہ و بر قصر او موکب زدند
نیست با ایشان بغیر یک عصا — کہ ہمے گردد باامرش اژدہا
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند — زین دو کس جملہ بافغان آمدند
چارہ جویان بندہ را پیش شما — شاہ ازان ارسال فرمودست تا
چارہ سازید اندر دفع شان — گنجہا بخشد عوض شہ بیکران
آن دو ساحر را چو این پیغام داد — ترس و مہرے در دل ہر دو فتاد
عرق جنسیت چو جنبیدن گرفت — سر بزانو بر نہادند از شگفت

آخر اس ہامان بے سامان نے — رای دیگر اک بتائی راہ اُسے
ای شہ منصور جو یہ غم ہوا — ساحرون کو جمع کر جلدی بُلا
ہین ہماری سلطنت مین ساحران — سحر مین ہر ایک ہی فرد زمان
ہی صلاح یہ مصر کی اطراف سے — جمع اُنکو کر تو شہ ہر اف سے
نبھیجے[1] اُسنے آدمی اطراف کو — ساحرون کو تا بلا کر لائین وہ
جس طرف تھے نام آور ساحران — بس ہوئے اُس سمت کو وہ سب روان
جو کہ تھے مشہور ساحر دو جوان — سحر اُنکا ماہ کے دل مین روان
ماہ کا وہ دودھ دہتے تھے عیان — بیٹھ مٹکے پر سفر کرتے ہر آن
شکل اک کھادی کی کر کے دہوپ کی — ناپ کر کے بیچ دیتے جلد وہ
دام دیتے مشتری آگاہ ہو — پیٹتے حسرت سے پھر رُخسار کو
ایسے[2] سحر و نمین بہت اُستاد تھے — اور نہ تھے حرف کوی کے طور سے
جبکہ پہونچا اُنکو یہ پیغام شاہ — کہ بلا کر تم سے لیوی کام شاہ
اسلیئے کہ آئے ہین درویش دو — شہ کو گھیرا ہی اور اُسکے قصر کو
پاس اُنکے کچھ نہین ہی جز عصا — حکم سے ہوتا ہے اُنکے اژدہا
شاہ و لشکر جملہ عاجز ہو گئے — اور ان دو کس سے سب ہین چیختے
چارہ[3] جوئی کے لئے ہمکو یہان — شاہ نے بھیجا تمھارے ہی یہان
دفع اُنکے ہین علاج اب تم کرو — گنج سے دامن عوض مین تم بھرو
دونون ساحر کو پیام آ کر دیا — دل مین اُنکے بس بڑا خوف رجا
جنسیت کی رگ نے حرکت اُنکی کی — سر رکھا زانو پہ حیرانی رہی

[1] بھیجے الخ ۵ شعر اُس نے آدمی بھیجے اطراف کو تا وہ ساحرون کو بلا کر لائین جسطرف ساحر نام آور تھے وہ سب اُدھر روانہ ہوئے جو کہ دو جوان ساحر مشہور تھے اور سحر اُنکا دل مین ماہ کے روان تھا ماہ کا وہ دودھ ظاہر دوہتے تھے اور مٹکے پر بیٹھ کر سفر کرتے تھے دھوپ کو بشکل کھادی کر کے بیچ دیتے ناپ کر جلدی سے وہ مشتری دام دیتے اور پھر آگاہ ہو کر حسرت سے رخسار پیٹتے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] ایسے الخ ۶ شعر اس طرح کے سحرون مین بہت اُستاد تھے اور مانند حرف روی کے نہ تھے جب کہ یہ پیغام شاہ کا اُنکو پہونچا کہ تم کو بلا کر شاہ کام لیوے اسواسطے کہ دو درویش آئے ہین اور شاہ کو اور اُسکے قصر کو اُنھون نے گھیرا ہی اُنکے پاس کچھ نہین ہی بجز عصا کے اور وہ عصا اُنکے حکم سے اژدہا ہوتا ہے بادشاہ و لشکر سب عاجز ہو گئے اور ان دو آدمیون سے چیختے تھے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] چارہ الخ ۵ شعر چارہ جوئی کے لئے یہان پر ہمکو بھیجا ہی بادشاہ نے تمھارے پاس اُنکے دفع کرنے مین تم اب علاج کرو اور اُسکے عوض گنج سے دامن کو بھر دو یہ پیام دونون ساحرون کو آ کر دیا اُنکے دل مین خوف و رجا پڑا جنسیت کی رگ نے اُنکی حرکت کی سر زانو پہ رکھا اور حیرانی رہی آگے حقائق ہین صوفی کے بیٹھ زانو و بیتاب ہی اور دونون زانو حل مشکل کے لئے صحرا ہی یعنے مراقبہ کو زانو پر سر رکھ کر کرتے ہین اور ہر امر کو سوچتے ہین صوفی کے واسطے انکشاف امور باطنی مین حکم سحر کا رکھتا ہے پس حل مشکل مین سر زانو پر ہونا صوفی کے لئے تائید الٰہی ہی آگے قصہ ساحرون کا ہی کہ اُدھر سے مدد پہونچی ہی فافہم ۱۲

چون بہ پیرستان صوفی زانو ست | حل مشکل را دو زانو جادو ست

ہو دبستان زانو صوفی کے لیئے | حل مشکل کو دو زانو سحر ہے

رفتن آن دو تن ساحر بر سر گور پدر و پرسیدن از روان او حقیقت موسیٰ علیہ السلام را

جانا اُن دونون ساحرونکا باپ کی قبر پر اور پوچھنا اُسکی روح سے حقیقت موسیٰ علیہ السلام کی

بعد از ان گفتند ای مادر بیا | گور بابا کو تو ما را رہ نما
بردشان بر گور او بنمود راہ | پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
بعد از ان گفتند ای بابا بما | شاہ پیغام فرستاد از وجا
کہ دو مرد او را بہ تنگ آوردہ اند | آبرویش پیش لشکر بردہ اند
نیست با ایشان سلاح و لشکری | جز عصا و در عصا شور و شری
تو جہان راستان در رفتہ | گرچہ در صورت بجائے خفتہ
آن اگر سحرست دہ ما را خبر | ور خدائی باشد ای جانِ پدر
ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم | خویش را بر کیمیائے بر زنیم
نا امیدانیم اُمیدے رسد | در شب دیجور خورشیدے رسد
از ضلال آئیم در راہِ رشد | راندہ گانیم و کرم بار اکشد

بعدہٗ بولے کہ ای مان چل کے تو | گور بابا کی ہمین تبلادے تو
گور تبلائی اُنھین تو وہ گئے | تین روزے شاہ کی خاطر رکھے
بعدہٗ بولے کہ ای بابا ہمین | شاہ نے پیغام بھیجا سخ مین
کہ کیا ہو تنگ اُسے دو مرد نے | پیش لشکر آبرو لی اُسکی ہے
لشکر و ہتھیار نہ پاس اُنکے ہے | جز عصا پر وہ عصا آفت کہے
تو گیا سچّے جہانِ پاک مین | گرچہ ظاہر مین تو سویا خاک مین
وہ اگر ہے سحر دے ہم کو خبر | گر خدا والا ہے ای جانِ پدر
بھی خبر دے تا کہ ہم سجدہ کرین | آپ کو اس کیمیا پر ہم کسین
ہم ہین نا امید امید اک ملے | ہین شبِ ظلمت مین خورشید اک ملے
گمرہی سے نیک رہ ہمکو ملے | زندہ درہین کرم تا ہمکو ملے

جواب گفتن ساحر مُردہ با فرزندان خود

جواب دینا ساحر مُردہ کا فرزندون اپنے کو

گفت شان در خواب کای اولادِ من | نیست ممکن ظاہر این را دم زدن
فاش مطلق گفتنم دستور نیست | لیک راز از پیش چشمم دور نیست
یک نشانے وا نمایم با شما | تا شود پیدا شما را این خفا
نورِ چشمانم چو آنجا مے روید | از مقامِ خوابِ شان آگہ شوید

خواب مین اُسنے کہا کہ ای پسر | کہ نہین سکتا ہون ظاہر یہ خبر
صاف کہنے کی اجازت نہ مجھے | پر نہ پنہان راز آنکھون سے مرے
اک نشانی تمکو تبلاتا ہون مین | تا کہ ظاہر ہو یہ پوشیدہ تمھین
نورِ دیدہ جاؤ تم وان پر ذرا | اُنکے سونے کی کرو دریافت جا

سلہ بعد از ان الخ اشعر بعدہ کہا کہ ای مادر تو چلکر ہمین باپ کی قبر بتادے اُنکو قبر بتلائی وہ گئے تین روزے بادشاہ کی خاطر رکھے یعنے مولانا تعلیم فرماتے ہین کہ اولیاءاللہ کے مزار سے اسیطرح فیض حاصل کرتے ہین بعدہ اُنھون نے کہا کہ ای بابا ہمکو بادشاہ نے بحالت رنج پیغام بھیجا ہی کہ اسکو دو مردون نے تنگ کیا ہے اور آگے لشکر کے اُسکی آبرو لی ہے اور ہتھیار انکے پاس نہین ہے بجز عصا کے ولیکن عصا آفت رکھتا ہی تو سچے جہان پاک مین گیا ہی اگرچہ ظاہر مین تو سویا خاک مین ہے وہ اگر سحر ہے تو ہمکو خبر دے اور اگر خدا والا ہے ای جان پدر اس سے بھی ہمکو خبر دے کہ ہم سجدہ کرین اور خود کو اس کیمیا پر کسین ہم ناامید ہین امید ہمکو ملے اور شب ظلمت مین ہین کہ خورشید اسکو ملے گمراہی سے راہ نیک ہمکو ملے ہم راندہ درگاہ ہین کہ تا کرم ہمکو ملے یعنے [illegible] تدادھا کر حاصل کرتے ہین فافہم ۱۲ سلہ جواب مین الخ سہ شعر یعنے جواب مین کہا کہ ای پسر مین یہ خبر ظاہر نہین کر سکتا ہون مجھے صاف کہنے کی اجازت نہین ہے ولیکن راز آنکھون سے میری پوشیدہ بھی نہین ہے ایک نشانی بتاتا ہون تاکہ یہ پوشیدہ تمکو ظاہر ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نور دیدہ الخ ۶ شعر ای نور دیدہ جب تم اُس جگہ جاؤ اُسکی خوابگاہ دریافت کرو جسوقت کہ وہ حکیم سوتا ہو اُس عصا کو بیخوف تم لے لو اگر وہ چرالو جادوگر ہے تم چارہ جادوگری جانتے ہو اگر تم نہ لے سکو وہ حق والا ہے اور رسول حق و نبی اللہ ہے اگر فرعون شرق سے غرب تک جہان لیوے حق سے لڑنے [illegible] بچادیا ہی ای جان پدر ہمکو نگہ رکھو اللہ خوب جانتا ہی آگے [illegible] فافہم ۱۲

آنزمان که خفته باشد آن حکیم	آن عصا گیرید و بگذارید بیم	جس گھڑی کر سوتا ہووے وہ حکیم	اُس عصا کو لیو تم بیخوف و بیم
گر بدزدید آن عصا شان ساحرست	چارهٔ ساحر شما را حاضرست	گر چُرا لو وہ عصا ہے جادوگر	جانتے ہو چارۂ ساحر بسپر
ورنه بتوانید هان آن ایزدی ست	او رسولِ ذو الجلالُ مهتدی ست	گر نہ لے سکتے ہو حق والا ہے وہ	اور رسولِ حق نبی اللہ ہے وہ
گر جهان فرعون گیر شرق و غرب	سرنگون آید ز حق در کار حرب	شرق سے تا غرب فرعونِ جہان	حق سے عاجز ہووے لڑنے مین یہان
این نشان راست دادم جان باب	بر نویس و الله اعلم بالصواب	یہ نشان سچا دیا اے جان باب	لکھ رکھو واللہ اعلم بالصواب
جان بابا چون بخسپد ساحرے	سحر و مکرش را نباشد رهبرے	جبکہ[1] سوجاتا ہے ساحر اس گھڑی	سحر کرتا ہے نہ اُسکی رہبری
چونکه چوپان خفت گرگ ایمن شود	چونکه خفت آن جهد او ساکن شود	سوئے چرواہا امان ہو گرگ کو	کیونکہ کوشش سوئے کی بیکار ہو
لیک حیوانے که چوپانش خداست	گرگ را آنجا امید و ره کجاست	پر وہ حیوان جبکا چرواہا خدا	گرگ کا کب ہاتھ اُس جا ہو رسا
جادوئی که حق کند حق ست راست	جادوئی خواندن مر آن حق را خطاست	حق جو کرے جادو تو حق ہے اور روا	جادوگر حق کو ہے بس کہنا خطا
جان بابا این نشان قاطع ست	گر بمیرد نیز حقش رافع ست	یہ نشان روشن ہے اے جان پدر	اگر مرے حق دیوے درجہ بیشتر

تشبیه کردن قرآن مجید بعصاے موسی علیه السلام و وفات مصطفی علیه السلام را تشبیه نمودن بخواب موسی علیه السلام قاصدان تفسیر قرآن را بآن دو ساحر بچه که قصد بردن عصا کرده بودند چون موسی علیه السلام را خفته یافتند

قرآن مجید کو تشبیہ دینا ساتھ عصاے موسی علیہ السلام کے اور وفات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینا ساتھ خواب موسی علیہ السلام کے اور مدعیان تفسیر قرآن کو ساتھ ان دو ساحر بچون کے کہ ارادہ لیجانے عصا کا کیا تھا جو موسی علیہ السلام کو سوتا پایا

مصطفی را وعده کرد الطاف حق	گر بمیری تو نمیرد آن سبق	حق نے احمد سے کیا اس عہد کو	فوت گر تو ہو نہ قرآن فوت ہو

[1] جبکہ سوجاتا ہے الخ یہ شعر جبکہ سو جاتا ہے الخ اسکا سحر رہبری نہین کرتا ہے آگے اسکی مثال ہے جب چرواہا سو جاتا ہے گرگ کو امن ہوتی ہے کیونکہ خفتہ کی کوشش بیکار ہوتی ہے ولیکن وہ حیوان کہ جسکا چرواہا خدا ہے ہاتھ گرگ کا اس جا کب پہونچتا ہے اگر حق جادو کرے تو حق ہے اور روا ہے اور جادوگر حق کو کہنا خطا ہے اور نشان روشن ہے اگر مرے حق درجہ بیشتر دیوے یعنے فرق درمیان معجزہ و کرامت و سحر کے یہ ہے بغیر تصرف ہمت رسول کے خدا کی جانب سے ہے اور نفس الامر مین معجزہ موجود ہے اور کرامت اولیا کے تصرف روحانیہ سے ہوتی ہے اور کثرت تصرف ہمت اولیا کا ہوتا ہے اور اگر بغیر تصرف ہمت ولی سے کرامت واقع ہو پس اُس ولی کے علم مین وہ کرامت واقع ہوتی ہوگی اور سحر تصرف قوت نفسانیہ ساتھ سے ہوتا ہے افسون پڑھنے سے اور جو حس ناظرین مین وہ موجود ہے اور اصل مین خلاف واقع ہے چنانچہ آگے اسکی مثال مین قرآن و وفات حضرت رسول مقبول صلعم کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲ سے حق الخ یہ شعر حق تعالی نے احمد صلعم سے یہ عہد کیا کہ اگر تو فوت ہو تو قرآن فوت نہو معجزہ اور قرآن کا مین حافظ ہون اور بیش و کم قرآن کو نہونے دون دونون عالم میں تیرا نگہبان رہون اور باغی کو دور حدیثون سے کردون اُسمین کوئی بیش و کم نہ کرسکے اور نگہبان مجھے بہتر مت کرے دن بدن تیری رونق زیادہ کرون اور نام تیرا سیم و زر پر کھودون منبر و مسجد تیرے لیئے کردون اور میرا قہر محبت مین تیرا قہر ہے یعنے رونق تیری شریعت کی قرآن سے کردون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من کتاب و معجزت را رافعم ۔ بیش و کم کن را ز قرآن مانعم
من ترا اندر دو عالم حافظم ۔ طاعنان را از حدیثت رافعم
کس تاند بیش و کم کردن درو ۔ تو به از من حافظے دیگر مجو
رونقت را روز افزون می کنم ۔ نام تو بر زر و بر نقره زنم
منبر و محراب سازم بهر تو ۔ در محبت قهر من شد قهر تو
نام تو از ترس پنهان میکنند ۔ چون نماز آرند پنهان میشوند
خفیه میگویند نامت را کنون ۔ خفیه هم بانگ نماز ای ذوفنون
از هراس و ترس کفار لعین ۔ دینت پنهان میشود زیر زمین
من مناره پر کنم آفاق را ۔ کور گردانم دو چشم عاق را
چاکرانت شهرها گیرند و جاه ۔ دین تو گیرد ز ماهی تا بماه
تا قیامت باقیش داریم ما ۔ تو مترس از نسخ دین ای مصطفی
ای رسول ما تو جادو نیستی ۔ صادقی هم خرقهٔ موسیستی
هست قرآن مر ترا همچون عصا ۔ کفرها را درکشد چون اژدها
تو اگر در زیر خاکے خفتهٔ ۔ چون عصایش دان تو آنچه گفتهٔ
گرچه باشے خفتهٔ در زیر خاک ۔ چون عصا آگه بود آن گفت پاک
قاصدان را بر عصایت دست نے ۔ تو بخسپ ای شه مبارک خفتنے
تن بخفته نور جان در آسمان ۔ بهر پیکار تو زه کرده کمان
فلسفی و آنچه پوزش میکند ۔ قوس نورت تیر دوزش میکند
آنچنان کرده از آن افزون که گفت ۔ او بخفت و بخت و اقبالش نخفت

تجزو کا قرآن کے حافظ مین ہون ۔ بیش و کم قرآن مین کرنے نہ دون
دونون عالم مین ترا حافظ ہون ۔ دور باغی کو حدیثون سے کرون
بیش و کم کوئی نہ اُس مین کر سکے ۔ مجھسے بہتر اور نگہبان مت کرے
دن بدن رونق تری بہتر کرون ۔ سیم و زر پر نام تیرا کھود دون
منبر و مسجد کرون تیرے لئے ۔ قہر میرا حب مین تیرا قہر ہے
ڈر سے مخفیہ نام تیرا لیتے ہین ۔ اور نمازین ہو کے مخفی پڑھتے ہین
خفیہ تیرا نام کو اب کہتے ہین ۔ خفیہ بس بانگ نماز اب دیتے ہین
کافرونکے ڈر سے جو کہ ہین لعین ۔ دین ترا چھپتا رہے زیر زمین
مین منارہ کر دون عالم مین بلند ۔ اور مردود کی کر دون راہ بند
تیرے چاکر شہر لین اور عز و جاہ ۔ دین ترا ماہی سے پکڑے تا بماہ
باقی رکھون تا قیامت دین ترا ۔ نسخ دین سے تو نہ ڈر ای مصطفی
ای پیمبر میرے جادو ہے نہ تو ۔ تو ہی صادق خرقۂ موسیٰ ہی تو
اور قرآن ہے ترا مثل عصا ۔ کفر کو کھاتا ہے مثل اژدہا
خاک کے نیچے اگر سوتا ہی تو ۔ چون عصا جان اُسکو جو کہتا ہی تو
گرچہ تو سوتا ہے نیچے خاک کے ۔ چون عصا آگاہ تیرا قول ہے
مدعی تیرا عصا کب پا سکے ۔ سو تو ای سلطان اب آرام سے
سویا تن اور نور جان نے چرخ پے ۔ لڑنے والون نے کمان کھینچی ترے
فلسفی اور قول اُسکا جو کہ ہے ۔ تیر مارے اُسکو تیرے نور نے
وہ کیا اُس سے زیادہ کہ کہا ۔ وہ کہ سویا بخت بیدار اُسکا تھا

سلہ ڈر سے الخ ۵ شعر تیرا نام ڈر سے خفیہ لیتے ہین اور مخفی ہو کر نمازین پڑھتے ہین تیرے نام کو خفیہ آپ لیتے ہین اور بانگ نماز خفیہ دیتے ہین ڈر سے کفار معین کے دین تیرا زیر زمین چھپتا ہے مین عالم مین منارہ مانند بلند کر دون اور مردون کی آنکھ بند کر دون تیری چاکر عزت و جاہ اور شہر لین اور ماہ سے ماہی تک دین تیرا دوش ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ باقی الخ ۹ شعر تا قیامت باقی رکھون دین تیرا تو نسخ دین سے مت ڈر ای مصطفیٰ اے پیغمبر میرے تو جادو نہین ہے تو صادق ہے اور خرقہ موسیٰ ہے اور قرآن مثل عصا کے تیرا ہے اور کفر کو مثل اژدہے کے کھاتا ہے اگر تو خاک کے نیچے سوتا ہے اسکو مانند عصا کے جان کہ جو حدیث کہتا ہے اگرچہ تو زیر خاک سوتا ہے ولیکن مانند عصا کے تیری حدیثین خبردار ہین تیرا عصا کب مدعی پا سکے تو ای شاہ آرام سے اب سو تن سویا اور جان نے آسمان پر تیرے لڑنے والون پر کمان کھینچی فلسفی اور قول جو اسکا ہے اسکو تیر مارے تیرے نور نے اس سے زیادہ وہ کیا کہ جو کہا وہ کہ سویا بخت اُسکا بیدار تھا یعنے خداوند عالم نے جو حضرت رسول مقبول صلعم سے اقرار فرمایا تھا بعد رحلت حضور کے اُس سے زیادہ کیا کیونکہ وہ آرام فرماتے ہے اور اُنکا دل بیدار تھا آگے باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی ہے فافہم ۱۲

بقیۂ حکایت موسیٰ علیہ السلام

جان بابا چونکہ ساحر خواب شد — کار او بے رونق و بے آب شد
ہر دو از گور شہ روان گشتند تفت — تا بمصر از بہر آن پیکار رفت
چون بمصر از بہر آن کار آمدند — طالب موسیٰ و خانہ او شدند
اتفاق افتاد کان روز ورود — موسیٰ اندر زیر نخلے خفتہ بود
پس نشان دادند شان مردم عیان — کش بہ نخلستان بجوئید این زمان
آمدند آن ہر دو تا خرما بنان — خفتہ بود او لیک بیدار جہان
بہر نازش بستہ بود او چشم سر — عرش و فرشش جملہ در پیش نظر
ای بسا بیدار چشم خفتہ دل — خود چہ بیند چشم اہل آب و گل
و آنکہ دل بیدار دارد چشم سر — گر بخسپد برکشاید صد بصر
گر تو اہل دل نۂ بیدار باش — طالب دل باش در پیکار باش
گر دلت بیدار شد می خسپ خوش — نیست غائب ناظرت از ہفت شش
گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من — لیک کے خسپد دلم اندر وسن
شاہ بیدار است حارس خفتہ گیر — جان فدای خفتگان دل بصیر
وصف بیداری دل ای معنوی — در نگنجد در ہزاران مثنوی
چون بدیدندش کہ خفتہ است او دراز — بہر دزدی عصا کردند ساز
ساحران قصد عصا کردند زود — کز پسش باید شدن آنگہ ربود

باقی حکایت موسیٰ علیہ السلام کی

جبکہ[۱] ساحر سو گیا جان پدر — کام بے رونق ہوا اسکا ہنر
گور سے اسکی روان دونون ہوئے — مصر تک وہ پہونچے لڑنے کیلئے
مصر کو اس کام کی خاطر گئے — موسیٰ اور گھر کو تھے اسکے ڈھونڈھتے
اتفاقاً[۲] پہونچے وہ جسدن وہان — موسیٰ نخلستان مین سوتے تھے نہان
بس دیا مردم نے انکو یہ نشان — سوتا نخلستان مین ہے وہ اس زمان
آئے نخلستان مین وہ دونون جوان — سوتا تھا پر تھا وہ بیدار جہان
بند اسکی ناز سے تھی چشم سر — عرش فرش اسکے تھا سب پیش نظر
ہین بہت بیدار چشم و خفتہ دل — دیکھے کیا خود چشم اہل آب و گل
جو کہ دل بیدار رکھے چشم سر — گر ہو خفتہ کھولتا ہے سو بصر
گر تو اہل دل نہین بیدار ہو — دل کا طالب ہو و بس لڑتا رہو
گر ہو[۳] دل بیدار سو تو خوب سا — نے چھپا چھ سات سے ناظر ترا
بولے حضرت میری خفتہ چشم ہین — پر نہ خفتہ ہو مرا دل ونگ مین
شاہ بیدار و نگہبان خفتہ ہے — جان فدا اس خفتہ بیدار پے
دل کی بیداری کا وصف ای معنوی — کب سمائے گر ہون صدہا مثنوی
دیکھا موسیٰ کو کہ ہے سوتا ہوا — چوری کرنا چاہا اس دم وہ عصا
ساحرون نے بس کیا قصد عصا — جا کے ہم پیچھے سے لائین وہ اٹھا

---

۱ جبکہ الخ ۳ شعر جبکہ ساحر سو گیا تو کام بے رونق اسکا ہوا اور بدتر ہوا اسکی گور سے وہ دونون روان ہوئے اس کام کی خاطر مصر کو گئے موسیٰ علیہ السلام اور گھر کو ڈھونڈھتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ اتفاقاً الخ ۶ شعر اتفاقاً وہ جس دن وہان پہونچے موسیٰ علیہ السلام نخلستان میں سوتے تھے وہ دونون وہان نخلستان مین آئے وہ سوتے تھے ولیکن بیدار جہان تھے چشم سر انکی نیند ناز سے تھی عرش و فرش انکے سب پیش نظر تھا آگے حقائق انکے ہین بہت بیدار چشم و خفتہ دل ہین کیا دیکھے چشم اہل آب و گل کی جو کہ دل بیدار رکھے اگر چشم سر خفتہ ہو سو بصر کھولتا ہے اگر تو اہل دل نہین ہے بیدار ہو دل کا طالب ہو ولڑتا رہ یعنے اگر تو اہل دل نہین ہے بیداری اختیار کر کہ اس سے بیداری دل حاصل ہو اور نفس سے فائدہ کرتا رہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۳ اگر ہو الخ ۸ شعر اگر دل بیدار ہو تو خوب سا سو کہ ناظر تیرا شش جہت میں اور ہفت سبع سے پوشیدہ نہین ہے جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ میری چشم خفتہ ہین ولیکن میرا دل خفتہ نہین ہے غنودگی مین شاہ بیدار اور نگہبان خفتہ ہے جان فدا ہے اس خفتہ بیدار پر یعنے اگر جان بیدار ہے اور دست و پا خفتہ ہین تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ جان انکی خود محافظ ہے وصف بیداری دل کا اے معنوی کب سمائے اگر صدہا مثنوی ہون آگے رجوع بقصہ ہے موسیٰ کو دیکھا کہ سوتے ہین اس دم اس عصا کو چرانا چاہا ساحرون نے قصد عصا کا کیا کہ ہم پیچھے سے جاکر اٹھا لائین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

اندکے چون پیشتر کردند ساز	اندر آمد آن عصا در اہتزاز	آگے بڑھنے کا ارادہ جو کیا	بس وہین حرکت میں آیا وہ عصا
آنچنان بر خود بلرزید آن عصا	کان دو بر جا خشک گشتند از وجا	اسطرح پر تھرتھرایا وہ عصا	فق دونون کا وہ چہرہ ہوگیا
بعد ازان شد اژدہا و حملہ کرد	ہر دو آن بگریختند و روے زرد	بعدہٗ حملہ کیا ہو اژدہا	دونون بھاگے اور ہر اک از بس ڈرا
رو در افتادن گرفتند از نہیب	غلط غلطان منہزم اندر نشیب	ڈر کے مارے گر پڑے نہ جا سکے	اور لڑھکتے بھاگے اندر غار کے
پس یقین شان شد کہ ہست از آسمان	زانکہ مے دیدند حد ساحران	آسمانی ہے یقین اُن کو ہوا	جانتے تھے ساحروں کی انتہا
پس ازین، دو علم سحر آموختن	نیست ممنوع و حرام و ممتہن	اس لئے ہے علم جادو سیکھنا	بس نہ ممنوع اور حرام اور نہ برا
بعد ازان اطلاق و تب شان شد پدید	کارشان تا نزع و جانکندن رسید	بعدہٗ تپ دست اُنھین آنے لگے	کام اُنکا نزع تک پہونچا ولے
پس فرستادند مردی در زمان	سوی موسیٰ از برائے عذر آن	بھیجا موسیٰ پاس اُنھون نے آدمی	عذر خواہی کے لئے بس اُس گھڑی
کامتحان کردیم مارا کے رسد	امتحان تو اگر نبود حسد	امتحان کرنا ہمین لائق نہ تھا	گو حسد سے ہو نہین کب ہے روا
مجرم شاہیم مارا عذر خواہ	ای تو خاص الخاص درگاہ اللہ	مجرم شہ ہین ہمارا عذر چاہ	تو ہے خاص الخاص درگاہ الٰہ
عفو کرد و در زمان نیکو شدند	پیش موسیٰ ساجد دو تو شدند	عفو کرتے ہی وہ بس اچھے ہوئے	آگے موسیٰ کے وہ سجدہ مین گرے
در گذر از ما کہ ما کردیم بد	ای ترا الطاف و فضل بیعدد	بخش دے ہمکو کیا ہم نے برا	تجھپہ ہے الطاف اور فضل خدا
گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام	گشت بر تو نرخ تن و جان تان حرام	بولا موسیٰ مین نے بخشا ای کرام	ہوگئی بس تمپہ دوزخ اب حرام
من شمارا خود ندیدم اے دو یار	اعجمی سازید خود را ز اعتذار	مین نے خود دیکھا نہ تمکو ای دو یار	عذر سے لا علم جانو خود کو یار
آنچنان بیگانہ شکل و آشنا	در نبرد آئید پیش بادشا	اس طرح بیگانہ شکل و آشنا	جنگ مین تم آؤ پیش بادشا
آنچہ باشد مر شمارا از فنون	جمع آرید از برون و از درون	یاد ہون جو کچھ کہ افسون بس تمھین	ظاہر و باطن سے لاؤ جنگ مین
پس زمین را بوسہ دادند و شدند	انتظار وقت فرصت می بدند	بس زمین چومی اُنھون نے اور گئے	منتظر وہ وقت فرصت کے رہے

بچنان

(۱) آگے الخ ۲ شعر جو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا کہ وہین عصا حرکت مین آیا اس طرح سے وہ عصا تھرتھرایا کہ ڈر سے دونون کا چہرا فق ہوگیا اس جگہ بعدہٗ حملہ کیا اژدہا ہو کر دونون بھاگے اور ہر ایک پُرخوف ہوا ڈر کے مارے گر پڑے اور نہ جا سکے اور لڑھکتے بھاگے اندر غار کے یقین اُنکو ہوا کہ یہ آسمانی ہے کیونکہ ساحرون کی انتہا جانتے تھے آگے حقائق ہیں اسواسطے علم سحر سیکھنا ممنوع ہے نہین اور نہ حرام ہے اور برا ہے یعنے علم سیکھنا واسطے بچنے سحر کے ممنوع نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

(۲) بعدہٗ الخ ۷ شعر بعدہٗ دست و تپ اُنھین آنے لگے اور کام اُنکا نزع تک پہونچا موسیٰؑ کے پاس اُنھون نے آدمی بھیجا عذر خواہی کے لئے کہ ہمکو ہین امتحان کرنا لائق نہ تھا گو حسد سے نہین ہو اکب روا ہے ہم مجرم شاہ ہین عذر ہمارا چاہ تو خاص الخاص درگاہ خدا کا ہے عفو کرتے ہی وہ اچھے ہوگئے اور موسیٰ عم کے روبرو سجدے مین گرے تو ہمکو بخش دے ہمنے برا کیا تجھپر الطاف و فضل خدا کا ہے موسیٰ عم نے کہا کہ مین نے بخشا اے کرام کہ تمپر دوزخ ہوگئی اب حرام باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

(۳) مین نے الخ ۴ شعر مین نے خود تمکو نہ دیکھا اے دونون یار اور عذر سے خود کو تم بھی لا علم جانو اس طرح بیگانہ شکل و آشنا تم جنگ مین آؤ بادشاہ کے مقابل مین جو کچھ کہ افسون تمھین یاد ہون ظاہر و باطن سے جنگ مین لاؤ پس اُنھون نے زمین چومی اور گئے اور منتظر وقت فرصت کے رہے باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲-

جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفها از وی یافتن و دست بسینه زدن در قہر خصم که این کار را دفع بر ما بس

جمع ہونا ساحرونکا اطراف سے فرعون کے پاس اور خلعت پانا و چھاتی ٹھوکنا قہر دشمن مین کہ یہ حاجت روائی ہمپر لکھدے

تا بفرعون آمدند آن ساحران / دادشان تشریفهای بیکران
وعدہاشان کرد و ہم پیشین بداد / بندگان اسپان و نقد و جنس و زاد
بعد ازان شان گفت ہان ای سابقان / گر فزون آئید اندر امتحان
برفشانم بر شما چندین عطا / کہ بدرد پردهٔ جود و سخا
پس بگفتندش باقبال تو شاہ / غالب آئیم و شود کارش تباہ
ما درین فن صفدریم و پہلوان / کس ندارد پای ما اندر جہان
ذکر موسی بند خاطرہا شدست / کاین حکایتہاست که پیشین بدست
ذکر موسی بہر روپوش ست لیک / نور موسی نقد تست ای یار نیک
موسی و فرعون در ہستی تست / بایدت این دو خصم را در خویش جست
تا قیامت ہست از موسی نتاج / نور دیگر نیست دیگر شد سراج
این سفال و این فتیلہ دیگرست / لیک نورش نیست دیگر زان سرست
گر نظر در شیشه داری گم شوی / زانکه در شیشه است اعداد دوی
ور نظر بر نور داری وارہی / از دوی و اعداد جسم منتہی
از نظرگاہ است ای مغز وجود / اختلاف مومن و گبر و جہود

پاس[1] فرعون کے وہ سب ساحر گئے / بھاری بھاری خلعت انکو بس دیے
اور دیے وعدے وہ بھی پہلے دیے / کچھ غلام و اسپ و نقد و جنس سے
پھر کہا اسنے کہ ہان ای سابقان / بڑھ کے نکلوگے جو اندر امتحان
اسقدر تم پر کرونگا میں عطا / کہ پھٹے گا پردہ جود و سخا
بولے سب اس سے کہ با اقبال شاہ / ہم ہون غالب کام ہو اسکا تباہ
صفدر اس فن مین ہین ہم اور پہلوان / کب مقابل ہو کوئی اندر جہان
ذکر[2] موسی سے بند خاطر ہو گیا / کہ حکایت میں یہ پہلے کہہ چکا
ذکر موسی بہر روپوشی دے / نور موسی نقد تیرا یار ہے
موسی و فرعون تری ہستی مین ہین / ڈھونڈھ ان دو دشمنو نکو آپ مین
یہ نتیجہ حشر تک موسی سے ہے / گو چراغ اب دوسرا نور اک رکھے
یہ چراغ و بتی گر ہے دوسری / دوسرا نور اسکا کب ہے ای اخی
گر نظر شیشہ پہ ہو ہی گمرہی / کیونکہ شیشہ مین ہے اعداد دوئی
گر نظر ہو نور پر تیری چھٹے / تو دوئی اور جسم کے اعداد سے
یہ نظرگہ سے ہے ای روح وجود / اختلاف مومن و گبر و جہود

[1] پاس الخ شعر وہ سب ساحر پاس فرعون کے گئے اور بھاری بھاری خلعت انکو دیے اور وعدے کیے وہ بھی اول اول کچھ غلام و اسپ و نقد و جنس انکو دیے پھر اسنے کہا کہ اے شائقو جو بڑھ کے نکلوگے امتحان مین اسقدر بخشش تمپر کرونگا کہ جود و سخا کا پردہ پھٹے گا سب نے کہا اس سے کہ اقبال بادشاہ سے ہم غالب ہون اور کام اسکا تباہ ہو ہم اس فن مین صفدر و پہلوان ہین کب کوئی مقابل جہان مین ہو ذکر موسی نے دل کو بند کیا کہ حکایت اول مین کہہ چکا ہون یعنے ان دونون ساحرون کے دل کو محبت موسی عم کی پیدا کر دی کیونکہ پہلی حکایت مین انکے رجوع ہونے کا ذکر کر چکا ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

[2] ذکر الخ شعر ذکر موسی واسطے روپوشی کے ہے ولیکن نور موسی تیرا نقد یار ہے یعنے نشاندہی پدر اپنے سے وہ ساحر اور پر نور موسی عم کے اول ایمان لائے یعنے موسی اور فرعون تیری ہستی مین ہین تو خود مین ان دونون دشمنونکو ڈھونڈھ لے یہ نتیجہ حشر تک موسی عم سے ہے گو چراغ دوسرا ہے ولیکن نور ایک رکھتا ہے یہ چراغ و بتی اگر دوسری ہے دوسرا ہو نور اسکا کب ہے اگر شیشہ پر نظر ہو گمراہی ہے کیونکہ شیشہ مین دوئی ہے اگر تیری نظر نور پر ہو تو چھوٹے دوئی اور اعداد جسم سے اے روح وجود یہ نظرگاہ سے اختلاف مومن و گبر و جہود کا ہے یعنے جو صورت کو دیکھتا ہے نظر اسکی دوئی پر ہے اور جو نور کو دیکھتا ہے وہ دوئی سے چھوٹتا ہے پس یہ اختلاف مذہب نظر صورت پر رکھنے سے ہے چنانچہ حکایت ہاتھی کی آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-

اختلاف کردن در چگونگی شکل پیل در شب تار

پیل اندر خانۂ تاریک بود ‌‌ عرضه را آورده بودندش ہنود

از برائے دیدنش مردم بسے ‌‌ اندر آن ظلمت ہمی شد ہر کسے

دیدنش با چشم چون ممکن نبود ‌‌ اندر آن تاریکیش کف می بسود

آن یکے را کف بخرطوم او فتاد ‌‌ گفت ہمچون ناودانستش نہاد

آن یکے را دست بر گوشش رسید ‌‌ آن برو چون بادبیزن شد پدید

آن یکے بر پشت او بنہاد دست ‌‌ گفت خود این پیل چون تختے بدست

آن یکے را کف چو بر پایش بسود ‌‌ گفت شکل پیل دیدم چون عمود

ہمچنین ہر یک بجزوے چون رسید ‌‌ فہم آن میکرد ہر جائے شنید

از نظرگہ گفتشان بد مختلف ‌‌ آن یکے دالش لقب داد آن الف

در کف ہر کس اگر شمعے بدے ‌‌ اختلاف از گفتشان بیرون شدے

چشم حس ہمچون کف دست و بس ‌‌ نیست کف را بر ہمہ آن دسترس

چشم دریا دیگرست و کف دگر ‌‌ کف بہل وز دیدۂ دریا نگر

جنبش کفہا ز دریا روز و شب ‌‌ کف ہمے بینے و دریا نے عجب

ما چو کشتیہا بہم بر میزنیم ‌‌ تیرہ چشمیم و در آب روشنیم

اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب ‌‌ آب را دیدی نگر در آب آب

آب را آبی ست کو میراندش ‌‌ روح را روحی ست کو میخواندش

اختلاف کرنا بیچ کیفیت شکل ہاتھی کے شب تاریک مین

خانۂ تاریک مین اک پیل تھا ‌‌ لائے تھے ہندو دکھانے کو بھلا

مردم اسکے دیکھنے کو واسطے ‌‌ اندر اس تاریک تر گھر کے گئے

دیکھ سکتے تھے نہ اسکو آنکھ سے ‌‌ ہاتھ تاریکی مین اسپر پھیرتے

جو پڑا ہاتھ ایک کا بس سونڈ پے ‌‌ بولا اسکا جسم پرنالہ سا ہے

ہاتھ اک کا کان کے اوپر گیا ‌‌ مثل پنکھا اسکو وہ ظاہر ہوا

ہاتھ اک کا پیٹھ کے اوپر پڑا ‌‌ بولا یہ ہاتھی ہے خود اک تخت سا

ہاتھ اک نے پانون کے اوپر رکھا ‌‌ بولا یہ ہاتھی مجھے کھمب سا دکھا

اسطرح ہر جزو پر ہر اک گیا ‌‌ سوچتا تھا وہ ہی ہر جا سنتا تھا

وہ نظرگہ سے تھے کہتے مختلف ‌‌ دال نام اک نے رکھا اسنے الف

شمع گر ہر اک کے ہوتی ہاتھ مین ‌‌ اختلاف آتا نہ انکی بات مین

چشم حس مثل ہتھیلی ہے و بس ‌‌ کب ہتھیلی پر ہو سب کو دسترس

چشم دریا اور ہے جھاگ اور ہے ‌‌ چھوڑ جھاگ اور دیکھ دریا آنکھ سے

رات دن دریا سے حرکت جھاگ کو ‌‌ جھاگ کو تو دیکھے نے دریا کو تو

ہاتھ پانون مارین ہم جون کشتیان ‌‌ ہم ہین اندھے آب روشن مین یہان

کشتی تن مین گیا تو خواب مین ‌‌ آب دیکھا دیکھ پھر آب آب مین

آب کو ہے آب جو جاری کرے ‌‌ روح کو ہے روح کہ کھینچے اسے

سلہ خانۂ تاریک الخ۔ شعر ایک خانۂ تاریک مین ہاتھی تھا اور ہندو واسطے دکھانے کے لائے تھے مردم اسکے دیکھنے کے لیئے جو اندر تاریک گھر کے گئے اسکو آنکھ سے دیکھ نہ سکتے تھے ہاتھ تاریکی مین اسپر پھیرتے تھے جو ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا کہ اسکا جسم مثل پرنالے کے ہے اور ایک کا ہاتھ کان کے اوپر پڑا اسکو مثل پنکھے کے وہ ظاہر ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ہاتھ الخ ۴ شعر ایک کا ہاتھ پانون کے اوپر پھیرا کہا کہ مثل تھم کے ہاتھی معلوم ہوا ایک نے ہاتھ پیٹھ کے اوپر رکھا کہا کہ ہاتھی خود ایک تخت کے مانند ہے اسطرح ہر ایک جزو پر ہر ایک گیا سوچتا تھا وہ ہی ہر جا سنتا تھا وہ نظرگاہ کے سبب سے مختلف کہتے تھے ایک نے دال نام رکھا اور دوسرے نے الف رکھا اگر شمع ہر ایک کے ہاتھ مین ہوتی تو انکی بات مین اختلاف نہوتا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ چشم حس الخ ۴ شعر چشم حس مانند ہتھیلی کے ہے کب سب کو دسترس ہے ۳ چشم دریا اور ہے اور جھاگ اور ہے جھاگ کو چھوڑ اور دریا کو دیکھ آنکھ سے رات دن دریا سے جھاگ کو حرکت ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دریا کو نہین دیکھتا ہے ہم ہاتھ پانون مارین مانند کشتیون کے ہم اندھے ہین آب روشن مین یہان پر اے کشتی بدن مین گیا خواب مین آب دیکھا پھر آب کو آب مین دیکھو آب کو آب ہے کہ جاری کرے اسکو روح کو روح ہے کہ اسے کھینچے تو موسیٰ و عیسیٰ اسوقت کہان تھے کہ آفتاب امکان کے کھیت کو آب دیتا تھا آدم و حوا اسدم کہان تھے کہ خدا نے یہ کمان چڑھائی تھی یعنے چشم ظاہر مانند کف دست کے ہے کہ سب جسم کو کب دیکھ سکے اسیطرح صورت پرست معنی کو چشم ظاہر سے کب دیکھ سکتے ہین پس تو صورت کو چھوڑ اور معنی کو دیکھ کہ صورت مثل جھاگ کے آب معنی سے حرکت رکھتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

موسی و عیسی کجا بد کافتاب — کشت موجودات را مید داد آب
آدم و حوا کجا بود آن زمان — که خدا افگند این زه در کمان
این سخن هم ناقص ست و ابتر ست — آن سخن که نیست ناقص زان سرست
گر بگویم زان بلغزد پاے تو — ور نگویم هیچ ازان ای واے تو
ور بگویم در مثال صورتے — بر همان صورت بچفسی ای فتے
بسته پائی چون گیا اندر زمین — سر بجنبانے ببادے بالیقین
لیک پایت نیست تا نقلے کنی — یا مگر پا را ازین گل بر کنی
چون کنی پا را حیاتت زین گل ست — این حیاتت را رهائی مشکل ست
چون حیات از حق بگیری ای روی — بس غنی گردی زگل در دل روے
شیر خواره چون ز دایه بگسلد — لوت خواره شد مرا و را هلد
بستهٔ شیر زمینے چون حبوب — چون فطام خویش از قوت القلوب
قوت حکمت خور که شد نور ستیر — ای تو نور بے حجب را ناپذیر
تا پذیرا گردی اے جان نور را — تا ببینی بے حجب مستور را
چون ستاره سیر بر گردون کنی — بلکه بے گردون سفر بیچون کنی
آنچنان کز نیست در هست آمدی — هین بگو چون آمدی مست آمدی
راههاے آمدن یادت نماند — لیک رمزی با تو بر خواهیم خواند
هوش را بگذار آنگه هوش دار — گوش را بر بند آنگه گوش دار

موسی و عیسی نہ تھے جب آفتاب — کھیت کو امکان کے دیتا تھا وہ آب
آدم و حوا کہان تھے اُس زمان — کہ خدا نے تھی چڑھائی یہ کمان
[1] یہ سخن ناقص و ابتر ہے وے — جو سخن ناقص نہین اُس جا کا ہے
گر کہون اُسکو تو لغزش ہو تجھے — گر نہ کچھ اُس سے کہون افسوس ہے
گر کہون شکل مثالی میں تجھے — بس اُسی تو شکل پر چپکا رہے
تو زمین مین گھانس سا پابند ہے — سر ہلائے بے یقین کے باد سے
پر نہین پانون ترا کہ تو چلے — یا نکال اس پانو کو تو خاک سے
کیسے پانو نکلے تو زندہ گل سے ہے — زندگی یہ تیری بس مشکل سے ہے
زندگی جو حق سے لے تو ہو غنی — گل سے نکلے دل مین جائے ای اخی
[2] دودھ کا بچہ جو دائی سے چھٹے — کھانا کھائے تو وہ اُسکو چھوڑ دے
مثل دانہ کھائے شیر خاک کو — ڈھونڈھ ترک شیر قوت دل سے تو
قوت حکمت کھا ہوا روشن ہی نور — نور بے پردہ ہے تو جو کہ دور
جب کیا تو نے قبول ایجاد نور — بچھپہ بے پردے کرے مخفی ظہور
چون ستارہ سیر گردون تو کرے — بے فلک بل سیر گردون تو کرے
اسطرح جو نیست سے ہست آیا تو — کس طرح آیا کہو مست آیا تو
[3] یاد رہ آنے کی نے تجکو رہی — پر کہونگا رمز اک تجھ سے اخی
ہوش کو تو چھوڑ اسدم ہوش رکھ — گوش کو کر بند اُسدم گوش رکھ

لوٹ

[1] یہ سخن الخ، شعر یہ سخن ابتر و ناقص ہے ولیکن جو سخن ناقص نہین ہے وہ اُس جا کا ہے اگر اُسکو کہون تو لغزش تجھے ہو اور اگر اُس سے کچھ نہ کہون افسوس ہو اور اگر شکل مثالی مین تجھے کہون تو اُسی شکل پر چپکا رہے کیونکہ تو زمین مین گھانس کے مانند پابند ہے اور بغیر یقین کے ہوا سے سر ہلاتا ہے لیکن تیرا پانون نہین ہے کہ تو چلے پانون کو نکال خاک سے کیسے پانون نکلے کہ تو زندہ خاک سے تیری زندگی یہ تیری ہے مشکل سے چلے اگر تو زندگی حق سے لیوے غنی ہووے گل سے نکلے اور دل میں جائے یعنے تو پابند وجود و نفس ہے۔ اس عالم مین کیونکر راہ چل سکتا ہے اور بغیر اس وجود خاکی کے تو زندہ کب رہ سکتا ہے اگر زندگی تو حق سے حاصل کر غنی ہووے اور گل سے نکل کر مقام دل کو پہونچے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] دودھ الخ ۶ شعر دودھ کا بچہ جو دایہ سے چھوٹے اگر کھانا کھائے تو وہ اسکو چھوڑ دے مثل دایہ کے شیر خاک تو کھائے تو قوت دل سے ترک شیر ڈھونڈھتا ہے قوت حکمت کا کھا کہ نور روشن ہوا ہے نور بے پردہ یعنے جو کہ تو دور ہے جبکہ تو نے نور قبول کیا تجھپر بے پردہ ظہور پوشیدہ کرے مانند ستارے کے تو سیر آسمان کی کرے بلکہ بغیر فلک تو سیر بیچون کی کرے اسیطرح جو تو نیست سے ہست ہوا کس طرح آیا یعنے جب تو نے نور حاصل کیا آسمانون پر سیر خدا کی تجکو حاصل ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] یاد الخ، شعر راہ آنے کی تجکو یاد نہین رہی پھر کہونگا ایک امر مین تجھے تو ہوش کو چھوڑ اسدم ہوش رکھ اور گوش کو بند کر اُسدم گوش رکھ مین نہین کہتا ابھی تو جان خام ہے بہار مین ہے اور خزان دیکھی آگے مثال ہے یہ جہان مثل درخت کے ہے اور ہم اسپر مانند میوہ نیم خام کے ہین شاخ کو مضبوط پکڑے خام ہے کیونکہ خامی مین لائق محل کی نہین ہے جبکہ پکا د شیرین و کام کا ہوا اسکی شاخ کمزور ہو بعد اسکے جو اس اقبال سے شیرین دہان ہوا آدمی پر ملک جہان سرد ہو یعنے جو دُنیا پر مائل ہے وہ ثمر خام ہے اور جو راغب مولا ہوا وہ میوہ پختہ کار کہ ادنے حرکت سے تاک ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

نے نگویم زانکہ تو خامے ہنوز	در بہارے و ندیدستے تموز	مین نہین کہتا کہ ہی تو خام جان	ہی بہار و تین نہین دیکھی خزان
این جہان ہمچون درخت ست ای کرام	ما برو چون میوہ ہاے نیم خام	ہی جہان مثل درخت ای نیکنام	اُسپہ ہم جون میوہ ہاے نیکنام
سخت گیرد خامہا مر شاخ را	زانکہ در خامے نشاید کاخ را	شاخ کو مضبوط پکڑتے خام ہے	کیونکہ خامی مین نہ لائق محل ہے
چون بہ پخت و گشت شیرین لب گزان	سست گیرد شاخہا را بعد ازان	جبکہ پکا اور ہوا شیرین لبکار	شاخ ہو کمزور اُسکی بعد بار
چون ازان اقبال شیرین شد دہان	سرد شد بر آدمی ملک جہان	ہو جو اُس اقبال سے شیرین دہان	آدمی پر سرد ہو ملک جہان
سخت گیری و تعصب خامے ست	تا جنینے کار خون آشامی ست	ہی[1] تعصب سخت گیری خام پن	ہین جنین جبتک پیے ہی خون تن
چیز دیگر ماند اما گفتنش	با تو روح القدس گوید بے منش	دوسری چیز اک ہی با جان سنے	مین نہین روح قدس تجھ سی کہے
نے تو گوئی ہم بگوش خویشتن	نے من و نے غیر من اے ہم تو من	تو نہین کہتا ہی اپنے کان مین	بے مرے بے غیر میرے ای تو مین
ہمچو آن وقتے کہ خواب اندر روے	تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی	جس طرح سے خواب مین ای نیک خو	اپنے آگے آپ خود ہوتا ہی تو
بشنوی از خویش و پنداری فلان	با تو اندر خواب گفت ست آن نہان	خود سے سنتا ہی و جانے غیر سے	خواب پوشیدہ مین وہ تجھسے کہی
تو یکی تو نیستی ای خوش رفیق	بلکہ گردونے و دریاے عمیق	تو نہین ہے ایک تو ای خوش رفیق	بلکہ ہے گردون دریاے عمیق
آن توے زفت ست کان نہصد تو ست	قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست	وہ[2] تو ہی خود ہی کہ تو سو بنگیا	بحر ہے اور ڈوبنے کی سو کی جا
خود چہ جائے حد بیداری و خواب	دم مزن واللہ اعلم بالصواب	خود ہی وہ کیا جا ہے بیداری و خواب	چپ رہو واللہ اعلم بالصواب
دم مزن تا بشنوی زان مہ لقا	الصلا ای پاک بازان الصلا	چپ رہو تا تم سنو اُس سے صدا	الصلا ای پاک بازان الصلا
دم مزن تا بشنوی اسرار حال	از زبان بے زبان کہ قم تعال	چپ رہو تا تم سنو اسرار حال	بے زبانی سے کہے کہ قم تعال
دم مزن تا بشنوی زان دم زنان	آنچہ ناید در بیان و در زبان	چپ ہو تا تم سنو اُس یار سے	جو زبان و قال سے افزون ہے
دم مزن تا بشنوی زان آفتاب	آنچہ ناید در کتاب و در خطاب	چپ ہو تا تم سنو اُس شمس سے	لکھنے اور پڑھنے سے جو کہ دور ہے

لہ ہی تعصب الخ شعر تعصب سخت گیری خام پن ہے جبتک جنین ہے خون تن پیتا ہے دوسری ایک اور چیز رہی مین نہین کہون روح القدس تجھسے کہے یعنی حضرت رسول مقبول صلعم تجھ سے کہہ دینگے تو اپنے کان مین نہین کہتا ہے بے میرے و بغیر میرے اے تو مین ہون آگے اسکی مثال ہے جس طرح خواب مین اپنے آگے تو خود ہوتا ہے تو خود سے سنتا ہے و غیر سے جانتا ہے خواب مین جو تجھ سے پوشیدہ کہے تو ایک نہین ہی بلکہ گردون و دریا تجھ مین ہین کیونکہ جو چیز تجکو خواب مین مشاہدہ ہوتی وہ تو ہی ہے اور جس سے تو باتین کرتا ہے وہ تیری صورت ہے دوسرا نہین ہے چنانچہ جبرئیل عم کہ وحی لاتے تھے وہ حقیقت جبرائیل ایک قوت رسل سے تھے کہ عالم مثال مین متصور ہو کر رسول کو دکھائی دیتی تھی پس رسول خود سے مستفیض ہوتے نہ غیر سے اسی طرح ملک الموت بھی ہر ایک قوت میت سے ہے کہ وہ صورت اُسکو دکھتی ہی اور اسیطرح منکر نکیر بھی قبر مین دکھتے ہین بقول بحر العلوم باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ع۲ وہ الخ شعر وہ خود تو ہی ہے کہ تو سو بنا بحر ہے اور سو کے ڈوبنے کی جا ہے وہ خود ہے کیا جگہ بیداری و خواب کی چپ رہو اللہ خوب جانتا ہے تم چپ رہو تا اس سے صدا سنو آؤ اے پاکبازو آؤ چپ رہو تم اسرار حال سنو بے زبانی سے کہے کہ اُٹھ آؤ چپ رہو تا تم اُس یار سے سنو جو زبان و قال سے زیادہ ہے چپ رہو تم اُس شمس سے سنو جو کہ لکھنے و پڑھنے سے دور ہے چپ رہو تا تجھ سے جان کہے نوح کی کشتی مین پھرنا چھوڑو مثل کنعان کے کہ وہ پھرتا تھا کہ مین کشتی نوح کی نہین چاہتا یعنے وہ خود پیراک تھے خاموشی اختیار کرو کہ آواز یار کی تمھین محتاجی دے کر لکھنے دکھنے مین وہ نہین آسکتا ہے اور اپنی کوشش کو چھوڑو کہ بے تائید حق وہ کچھ نفع پذیر نہین ہے جیسے کنعان کی کوشش سے کچھ نہوا آگے قصہ نوح کا مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲

دم مزن تا دم زند بہر تو روح / آشنا بگذار در کشتی نوح

ہمچو کنعان کآشنا می‌کرد او / کہ نخواہم کشتی نوح عدو

چپ رہو تا جان کہے تجھسے بھلا / نوح کی کشتی مین چھوڑو پیرنا

مثل کنعان کے کہ وہ تھا پیرتا / کہ نہ کشتی نوح کی مین چاہتا

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر را و سرکشیدن او کہ بر سر کوہ روم و چارہ کنم و منت تو نہ کشم

دعوت کرنا نوح علیہ السلام کا بیٹے کو اور انکار کرنا اسکا کہ مین پہاڑ پر جاکر اسکا بندوبست کرتا ہون اور تیرا احسان نہین لیتا

ہین بیا در کشتی بابا نشین / تا نگردی غرق طوفان ای مہین

گفت نے نے آشنا آموختم / من بجز شمع تو شمع افروختم

ہین مکن کاین موج طوفان بلاست / دست و پای آشنا امروز لاست

باد قہرست و بلائے شمع کش / جز کہ شمع حق نمی‌پاید خمش

گفت نے رفتم بران کوہ بلند / عاصمست آن کہ مرا از ہر گزند

ہین مکن کہ کوہ کاہست این زمان / جز حبیب خویش را ندہد امان

گفت من کی پند تو بشنودہ ام / کہ طمع کردی کہ من زین دودہ ام

خوش نیامد گفت تو ہرگز مرا / من بری ام با تو در ہر دو سرا

ہین مکن بابا کہ روز ناز نیست / مر خدا را خویشی و انباز نیست

تاکنون کردی و این دم نازکیست / اندرین درگاہ گیرا ناز کیست

لم یلد لم یولدست او از قدم / نے پدر دارد نہ فرزند و نہ عم

ناز فرزندان کجا خواہد کشید / ناز بابایان کجا خواہد شنید

نیستم مولود پیرا کم بناز / نیستم والد جوانا کم بناز

کشتی[1] بابا مین آکر بیٹھ تو / تا نہووے غرق طوفان تندخو

بولا نے سیکھا ہین نے پیرنا / شمع روشن کی تری شمع سوا

مت کر یہ موج طوفان ہی بلا / پیرنے والے کے دست و پا ہین لا

ہے ہوا قہر و بلا کی شمع کش / شمع حق کے بس سوا باقی خمش

بولا[2] جاتا ہون بلند اک کوہ پر / کہ مرا عاصم ہے وہ بس سربسر

مت کہہ کہ کوہ کہ ہی اس زمان / جز حبیب اپنے نہ دیوے وہ امان

بولا مین تیری نصیحت کب سنون / طمع مت کر اہل سے تیرے ہون

خوش نہین آتا مجھے کہنا ترا / دو جہان مین تجھسے بس ہون مین جدا

مت کرے بابا نہ دن ہے ناز کا / نے خدا کا ہے شریک و اقربا

بس کیا ابتک یہ نازک وقت ہے / ناز اس درگہ مین ہے کوئی کرے

لم[3] یلد لم یولد آیا وہ قدیم / باپ رکھتا ہی نہ بیٹا وہ کریم

ناز بیٹونکا اٹھائیگا وہ کب / ناز بابا کا سنے گا وہ تو کب

ناز کم کر بابا مین بیٹا نہین / ناز کم کر اے جوان بابا نہین

[1] کشتی الخ یہ شعر بابا کی کشتی مین تو آکر بیٹھ تا غرق طوفان نہووے ای تندخو کہا کہ نہین نہین مین پیرنا سیکھا ہون اور تیری شمع سے سوا شمع روشن کی ہے۔ نوح عم نے کہا کہ مت انکار کر کہ یہ موج طوفان بلا ہے اور پیرنے والے کے دست و پا فنا ہین قہر و بلا کی ہوا شمع کش ہے اور خدا کی شمع کے سوا باقی خاموش ہین آگے جواب کنعان کا ہے فافہم ۱۲ [2] بولا الخ ۶ شعر کہا کہ بلند ایک کوہ پر جاتا ہون کہ وہ میرا نگہبان ہے بالکل نوح عم نے کہا کہ تو انکار مت کر کوہ کاہ ہے اسوقت سوا اپنے دوست کے وہ امن نہ دیوے کہا کہ مین تیری نصیحت کب سنون تو طمع مت کر مین تیری اہل سے نہین ہون مجھے تیرا کہنا خوش نہین آتا دونون جہان مین مین تجھسے جدا ہون نوح علیہ السلام نے کہا کہ ای پسر ناز کا دن نہین ہے خدا کا شریک و اقربا کوئی نہین ہے پس ابتک کیا یہ نازک وقت ہے اس درگاہ مین نہ کوئی ناز کرے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [3] لم یلد الخ ۶ شعر وہ قدیم لم یلد و لم یولد ہے باپ و بیٹا وہ کریم نہین رکھتا ہے وہ کب ناز بیٹوں کا اٹھائیگا اور ناز بابا کا وہ کب سنیگا ناز کم کر ای جوان مین بابا نہین ہون مین شوہر نہین ہون نہ شہوت رکھتا ہون ای خانم ناز کو چھوڑ مین کہتا ہون سوا خضوع اور بندگی اور اضطرار کے اس درگاہ مین اعتبار نہین رکھتا ہے یعنے درگاہ حق مین بجز عجز و نیاز کے اعتبار نہین ہے تو اسپر ناز مت کر آگے رجوع بقصہ ہے۔ کنعان نے کہا کہ اے بابا تو نے یہ برسوں کہا اب تو جل سے پھر کہتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

نیستم شوہر نیم من شہوتے ؛ نازرا بگذار اینجا اے ستے
جز خضوع و بندگی و اضطرار ؛ اندرین حضرت ندارد اعتبار
گفت بابا سالہا این گفتۂ ؛ باز میگوئی بجہل آشفتۂ
چند ازینہا گفتۂ باہر کسے ؛ تا جواب سرد بشنودے بسے
این دم سرد تو در گوشم نرفت ؛ خاصہ اکنون کہ شدم دانا و زفت
گفت بابا چہ زیان دارد اگر ؛ بشنوی یک بار تو پند پدر
ہمچنین میگفت او پند لطیف ؛ ہمچنین میگفت او دفع عنیف
نے پدر از نصح کنعان سیر شد ؛ نے دمی در گوش آن ادبیر شد
اندرین گفتن بدند و موج تیز ؛ بر سر کنعان زد و شد ریز ریز
نوح گفت ای بادشاہ بردبار ؛ مر مرا خر مرد و سیلت بُرد بار
وعدہ کردے مر مرا تو بارہا ؛ کہ بیابد اہلت از طوفان رہا
دل نہادم بر امیدت ای سلیم ؛ پس چرا بربود سیل از من گلیم
گفت او از اہل و خویشانت نبود ؛ خود ندیدی تو سفیدی از کبود
چونکہ دندان ترا کرم او فتاد ؛ نیست دندان برکنش ای اوستاد
تا کہ باقی تن نگردد زار از و ؛ گرچہ بود آن نیز شو بیزار از و
گفت بیزارم زغیرت ذات تو ؛ غیر نبود آنکہ او شد مات تو
تو ہمے دانی کہ چونم با تو من ؛ بیست چندانم کہ باباران چمن
زندہ از تو شاد از تو عائلے ؛ مغتذی بیواسطہ بے حائلے

نہ میں شوہر ہوں نہ شہوت کو رکھوں ؛ چھوڑ خانم ناز کو کہتا ہوں یوں
جز خضوع اور بندگی اور اضطرار ؛ رکھے اس درگاہ میں نے اعتبار
بولا بابا برسوں یہ تو نے کہا ؛ پھر تو کہتا جہل سے ہے اب بھلا
یہ[1] بہت تو نے کہا ہر ایک سے ؛ اور جواب سرد بس تو نے سُنے
سرد دم تیرا یہ کب میں نے سُنا ؛ خاص کر اب کہ ہوا ہوں میں بڑا
بولا بابا کیا کرے نقصان اگر ؛ ایک باری سُن لے تو پند پدر
ایسی ہی کرتا تھا اُسکو پند وہ ؛ ایسا ہی دیتا جواب تند وہ
پند کنعان سے نہ ساکن تھا پدر ؛ تھا نہ اکدم کان میں اسکے اثر
تھے ابھی باتوں میں آئی موج تیز ؛ کر دیا کنعان کو اُسنے ریز ریز
نوح[2] بولا کہ اے شاہ بُردبار ؛ خر کو مارا لے گئی سیل اُسکا بار
مجھسے وعدہ تھا یہ تیرا بارہا ؛ اہل تیری ہو وین طوفان سے رہا
مطمئن تھا میں تری اُمید پے ؛ سیل نے کملی مری لی کس لئے
بولا تیرے اہل سے بس وہ نہ تھا ؛ دیکھا نہ تو نے سفیدی سے سیاہ
دانت میں تیرے جو ہو کیڑا لگا ؛ دانت وہ کب ہے تو کر اُسکو جدا
تا نہ اس سے باقی تن بیمار ہو ؛ ملک ہو وہ تو بھی تو بیزار ہو
بولا ہوں بیزار تیرے غیر سے ؛ غیر کب ہو جو کہ تجھ میں بات ہو
جانتا[3] ہی تو میں کیسا تجھسے ہوں ؛ بیس حصہ ہوں چمن میں میں فزون
شاد و زندہ تجھسے ہوں محتاج ہوں ؛ اور غذا بیواسطہ میں تجھسے لوں

[1] یہ بہت الخ۔ شعر یہ تو نے ہر ایک سے بہت کہا اور جواب سرد بس تو نے سُنے یہ سرد دم تیرا کب میں نے سُنا خاص کر اب میں جوان ہوا ہوں نوح علیہ السلام نے کہا کہ ای بابا کیا نقصان کرے اگر ایک بار تو پند پدر سن لے اسی طرح وہ پند اُسکو کرتا تھا اور ایسے ہی وہ جواب تند دیتا تھا پند کنعان سے پدر ساکن نہ تھا اور نہ اکدم کام میں اُسکے اثر تھا ابھی باتوں میں تھے کہ موج تیز آئی اور کنعان کو زیر و زبر کر دیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] نوح بولا الخ۔ شعر نوح علیہ السلام نے کہا کہ ای بادشاہ بُردبار خر کو مارا اور سیل اُسکا بارے گیا یہ تیرا بارہا مجھ سے وعدہ تھا کہ اہل تیرے طوفان سے رہا ہو وین میں تیری اُمید پر مطمئن تھا میری کملی سیل نے کس واسطے لی آگے قول حق تعالیٰ ہی کہا کہ وہ تیرے اہل سے نہ تھا تو نے نہیں دیکھا سفیدی سے سیاہ کو آگے مثال ہے جو ایک کیڑا تیرے دانت میں لگے وہ دانت کب ہے تو اُسکو جدا کر تاکہ اس سے باقی تن بیمار نہو اگرچہ ملک ہی ہو تو اس سے بیزار ہو کہا کہ میں بیزار ہوں تیرے غیر سے غیر کب ہو جو کہ تجھ میں بات ہو یعنے جو کہ تجھ میں محو ہے وہ تیرا غیر نہیں ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲ [3] جانتا ہی الخ۔ شعر تو جانتا ہی کہ میں تجھ میں کیسا ہوں بیس حصہ میں چمن سے سوا ہوں میں شاد و زندہ تجھ سے ہوں اور محتاج ہوں اور غذا بے واسطہ تجھ سے لیتا ہوں نہ متصل و منفصل نہ یہ کمال اور اتحاد اور محبت یعنی ان تینوں درجہ سے مل ہوا ہوں کہ جدا نہیں ہوں ہم مچھلی ہیں و تو دریائے صفات ہے اور تیرے لطف سے ہم زندہ ہیں نہ فکر کی تو بغل میں آسکتا ہے اور نہ ساتھ اہل علت کے تو علت سے ہے تو قبل طوفان اور بعد طوفان میرا مخاطب رہا ہے جرے میں تجھ سے کتا اُسنے نہیں کہتا تھا سخن کہ کہنہ و نو تو نے اُسے بخشا ہی سخن یعنے میں و تو ایک ہیں کچھ جدا نہیں ہیں کیونکہ میں تجھ میں فنا ہوں آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

متصل نے منفصل نی این کمال — بلکہ بیچون و چگون و اعتدال
ماہیانیم و تو دریاے حیات — زندہ ایم از لطفت ای نیکو صفات
تو نہ گنجی در کنار فکرتے — نے تو معلولے قرین با علتے
پیش ازین طوفان و بعد این مرا — تو مخاطب بودہ در ماجرا
با تو میگفتم نہ با ایشان سخن — ای سخن بخش نو و آن کہن
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن — گاہ با اطلال و گاہی با دمن
روی در اطلال کردہ دائما — او کرا میگوید این مدحت کرا
شکر طوفان را کنون بگماشتے — واسطہ اطلال را برداشتے
زانکہ اطلال لئیم بد بُدند — نے ندائی نے صدائی میزدند
من چنان اطلال خواہم در خطاب — کز صدا چون کوہ واگوید جواب
تا مثنے بشنوم من نام تو — عاشقم بر نام جان آرام تو
ہر نبی زان دوست دارد کوہ را — تا مثنے بشنود نام ترا
آن کہ پست شال سنگلاخ — موش را شاید نہ ما در مناخ
من نگویم او نگردد یار من — بے صدا ماند دم گفتار من
یا زمین آن بہ کہ ہموارش کنی — نیست ہمدم با قدم یارش کنی
گفت ای نوح ار تو خواہی جملہ را — حشر گردانم بر آرم از ثری
بہر کنعان نے دل تو بشکنم — لیکت از احوال او آگہ کنم
گفت نی نی راضیم کہ تو مرا — ہم کنی غرقہ اگر باید ترا

متصل نے منفصل نے یہ کمال — اعتدالی سی بھی ہو بے قیل و قال
ہم ہیں مچھلی تو ہے دریای حیات — لطف سے ہم زندہ ای نیکو صفات
نے بغل میں فکر کی تو آ سکے — اہل علت کو نہ ساتھ علت سے ہی
قبل طوفان اور بعد اسکے مرا — تو مخاطب ماجرا میں بس رہا
مجھسے کہتا تھا نہ میں اُنسے سخن — کہنہ اور نوای تو بخشے ہے سخن
نے کہ عاشق رات دن باتیں کرے — گہ کھنڈر اور گاہ بستی سے کرے
منہ کھنڈر کی سمت کر کے ظاہرا — وہ کہے کس سے یہ ہے کس کی ثنا
شکر طوفان کا کہ اب قائم کیا — واسطہ کھنڈروں کا دفع کر دیا
کیونکہ بد تھے یہ کھنڈر اور بس برے — نہ صدا اور نے ندا دیتے تھے وے
وہ کھنڈر چہتا ہوں میں وقت خطاب — کہ صدا سے مثل کوہ دیوے جواب
تا دو بارہ نام تیرا میں سنوں — نام پر تیری میں عاشق زار ہوں
دوست رکھتا ہر نبی کو اس لئے — تا دو بارہ نام تیرا وہ سُنے
کوہ چھوٹے جو شال سنگ ہیں — چاہیے چوہوں کو وہ اور نہ ہیں
میں کہوں نے یار ہو کر وہ مرا — وقت کہنے کو وہ ہووے بے صدا
کر زمین کے بس برابر تو اسے — اور کر پامال کب ہمدم وہ ہے
بولا ای نوح گر تو چاہے سب کو میں — حشر کر کے خاک سے لاؤں ابھیں
نے تجھے دوں رنج کنعان کے لئے — پر کروں حال اُسکے سے آگہ تجھے
بولا نے نے راضی اب ہوں کہ مجھے — غرق کر دی ہو اگر خواہش تجھے

سلہ نے کہ عاشق الخ۔ شعر نے کہ عاشق رات دن باتیں کرتا ہے کبھی کھنڈر اور کبھی بستی سے کرتا ہے یعنے کبھی وجود غافل و کبھی دل بیدار سے باتیں کرتا ہے منہ کھنڈر کی سمت کر کے ظاہر وہ کس سے کہے اور یہ کس کی ثنا ہے طوفان کا شکر ہے کہ اب قائم کیا اور واسطہ کھنڈروں کا دفع کر دیا کیونکہ یہ کھنڈر بد تھے اور بُرے کہ نہ صدا اور نہ ندا وہ دیتے تھے میں وہ کھنڈر چاہتا ہوں کہ وقت خطاب کے صدا سے جواب دیوے مثل کوہ کے تاکہ نام تیرا میں دو بارہ سنوں کیونکہ تیرے نام پر عاشق زار ہوں یعنے طالب صادق ہوں میں چاہتا ہوں کہ وہ تیرا نام لے اور میں اس سے تیرا نام سنوں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ دوست رکھتا الخ۔ شعر اس لئے ہر نبی دوست رکھتا ہے کوہ کو کہ تا وہ دو بارہ نام تیرا سنے چھوٹے پہاڑ کہ جو مثل سنگ کے ہیں وہ چوہوں کو چاہیئے یعنی وہ وجود بے معنی فلان فلان دنیا کو لائق ہیں کہ وہ گھر مٹی کا بناتے ہیں معنی نہیں رکھتے ہیں میں کہوں اور وہ میرا یار نہووے اور وقت کہنے کے وہ بے صدا ہووے تو زمین کے برابر اسے کر اور پامال کر کہ وہ ہمدم کب ہے حق نے کہا کہ اے نوح اگر تو چاہے میں حشر کر کے اُن کو خاک سے لاؤں تجکو رنج کنعان کے لئے نہ دوں دیکن حال اسکے سے تجھے آگاہ کروں کہا نہیں نہیں اب راضی ہوں کہ مجھے غرق کردے اگر خواہش تجھے ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

هر زمانم غرقه می کن من خوشم — حکم تو جان ست چون جان میکنم
نگرم کس را و گر هم بنگرم — او بهانه باشد و تو مخبرم
عاشق صنع توام در شکر و صبر — عاشق مصنوع کی باشم چو گبر
عاشق صنع خدا با فر بود — عاشق مصنوع او کافر بود
درمیان این دو فرق بس خفی ست — خود شناسد آنکه در بیت صفی ست

ہر گھڑی کر غرق مجکو خوش ہون میں — حکم تیرا جان ہے کیون میں جان دون
ذ کیسکو دیکھون اور دیکھون اگر — وہ بہانہ تو مرا مد نظر
عاشق صنعت ہون شکر و صبر میں — عاشق مصنوع نہیں جون گبر میں
عاشق صنع خدا با فر ہو بس — عاشق مصنوع اک کافر ہو بس
درمیان اُن دو کی فرق ہے اک خفی — جانے وہ جسکو صفا ہو دید کی

توفیق میان این دو حدیث که الرضا بالکفر کفر و حدیث دیگر که من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

موافقت کرنا درمیان اُن دو حدیث کی کہ الرضا بالکفر کفر اور حدیث دوسری کی کہ من لم یرض بقضائی و لم یصبر علی بلائی فلیطلب ربا سوائی

دی سوالے کرد سائل مر مرا — زانکه عاشق بود او بر ماجرا
گفت نکته الرضا بالکفر کفر — این پیمبر گفت و گفت اوست مهر
باز فرمود او که اندر هر قضا — مر مسلمان را رضا باید رضا
نی قضای حق بود کفر و نفاق — گر بدین راضی شوم باشد شقاق
ور نیم راضی بود آن هم زیان — پس چه چاره باشدم اندر میان
گفتمش این کفر مقضی نی قضاست — هست آثار قضا این کفر راست
پس قضا را خواجه از مقضی بدان — تا اشکالات حل شود اندر جہان

مجھسے سائل نے سوال اک کل کیا — کیونکہ وہ عاشق تھا اپنی بحث کا
بولا نکتہ الرضا بالکفر کفر — یہ پیمبر نے کہا قول اُنکا مہر
پھر کہا اُسنے کہ اندر ہر قضا — چاہیئے از بس مسلمان کو رضا
ذ نفاق و کفر ہے حق کی قضا — اُسپہ گر راضی ہو اکافر ہوا
گر نہ راضی ہون تو وہ بھی ہے زیان — کیا کرو میں ب علاج اس درمیان
بولا اُس سے کفر مقضی نے قضا — کفر ہے یہ ایک آثار قضا
پس قضا کو خواجہ تو مقضی سے جان — حل ہو مشکل تا تری اندر جہان

سلہ ہر گھڑی الخ یہ شعر ہر گھڑی مجکو غرق کر میں خوش ہون حکم تیرا جان ہے میں جان کیون دون یعنی جان امر الٰہی ہے پس امر مسترد نہ کرنا چاہیئے ذ کسی کو دیکھون اور اگر دیکھون وہ بہانہ ہے اور تو میرا مد نظر ہے میں عاشق صنعت ہون شکر و صبر میں اور عاشق مصنوع مانند کافر کے نہیں ہون کیونکہ عاشق صنع خدا اہل فر ہوتا ہے اور عاشق مصنوع کافر ہوتا ہے درمیان ان دونون کے ایک فرق پوشیدہ ہے کم وہ جانے کہ جسکو صفائی دید کی ہے یعنے عاشق صنعت مومن اور عاشق مصنوع کافر ہے کیونکہ مصنوع سے صانع کو دیکھنا بت پرستی ہے چنانچہ اسکی مثال میں دو حدیث نبوی آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ مجھسے الخ یہ شعر ایک سائل نے مجھ سے سوال کل کیا کیونکہ وہ عاشق اپنی بحث کا تھا ایک نکتہ کہا ترجمہ راضی ہونا اوپر کفر کے کفر ہے یہ پیغمبر صلعم نے فرمایا قول حضور کا ہادی ہے پھر اُسنے کہا کہ ہر قضا میں مسلمان کو چاہیئے راضی ہونا نفاق و کفر نہیں حق کی قضا اگر اسپر راضی ہوا کافر ہوا اگر راضی نہوئن تو وہ بھی نقصان ہے اب کیا علاج اس کے درمیان کرون یعنی بموجب حدیث کے راضی ہونا کفر پر کفر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ ہر قضا میں مسلمان کو راضی ہونا چاہیئے پس قضاے کفر پر کیونکر راضی ہو چنانچہ اسکا جواب آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا اُس سے الخ یہ شعر اس سے کہا کہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے اور یہ کفر ایک آثار قضا ہے پس قضا کو اسے خواجہ تو مقضی سے جان تا اشکال تیرا حل ہو جہان میں ہیں کفر پر راضی ہون جو ساتھ قضا کے ہو اور ہمارے کفر کے مانند نہیں ہے مقتضی قضا ہے [illegible] کہتے ہیں پس کفر مقتضے قضا نہیں ہے اس صورت میں قضا پر راضی ہونا چاہیئے جو کفر قضا [illegible] کرب ہے حق کو تو کافر ست کہ اس جگہ کفر جہل ہے اور قضاے کفر علم ہے دونون ایک کب ہون آخر ختم و ظلم آگے مثال ہے زشتی خط کی زشتی نقاش نہیں ہے بلکہ وہ زشتی اُس سے ظاہر کرے نقاش کو طاقت ہوتی ہے کہ وہ زشت کو نیک کر سکتا ہے اگر اچھی طرح اس بحث کو کھولون تا سوال و جواب زیادہ ہون مجھ سے ذوق نکتہ عشق ہو جاتا ہے اور نقش خدمت دوسرا نقش ہوتا ہے یعنے نقش کی برائی نقاش کو برا نہیں کرتی کیونکہ نقاش نقش بھلا و برا دونون کرتا ہے اسواسطے برائی اپنے ذمہ ہے اور نیکی خدا کی طرف سے پس بحث نہ کرنا چاہیئے آگے عدم بحث کی مثال کا بیان ہے فافہم

راضیم بکفر زان رو کہ قضاست — نی ازان رو کہ نزاع کفر ماست
کفر از روی قضا خود کفر نیست — حق را کافر مخوان اینجا بایست
کفر جہل ست و قضائی کفر علم — ہر دو یک کی باشد آخر خلم و حلم
زشتی خط زشتی نقاش نیست — بلکہ از وی زشت را بنمودنیست
قوت نقاش باشد آنکہ او — ہم تواند زشت کردن ہم نکو
گر کشایم بحث این را من بساز — تا سوال و تا جواب آید دراز
ذوق نکتہ عشق از من میرود — نقش خدمت نقش دیگر میشود

کفر پر راضی ہون جو ہو با قضا — اور نہ ہووے ہمارا کفر سا
جو قضا سے کفر ہو کب کفر ہے — حق کو کافر مت کہو اسجائے پے
کفر جہل اور ہے قضائی کفر علم — دونون کب ہون ایک آخر خشم و حلم
خط کی زشتی زشتی نقاش نے — بلکہ زشتی اُس سے وہ ظاہر کرے
ہوتی ہے نقاش کو طاقت کہ وہ — زشت کو بھی کر سکے اور نیک کو
کھولون گر اچھی طرح اس بحث کو — تا سوالات و جواب از بسکہ ہو
مجھسے جا ناذوق نکتہ عشق کا — نقش خدمت نقش ہنا دوسرا

در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر ست

بیان مین اسکے کہ حیرت مانع بحث و فکر کی ہے

آن یکی مرد دو مو آمد شتاب — پیش یک آئینہ دار مستطاب
گفت از ریشم سفیدی کن جدا — کہ عروس نو گزیدم ای فتا
ریش او ببرید و کل پیشش نہاد — کہ تو بگزین چون مرا کاری فتاد
این سوال و این جوابست ای گزین — کہ سر اینہا ندارد مرد دین
این یکی زد سیلیی مر زید را — حملہ کرد او ہم برای کید را
گفت سیلی زن سوالی میکنم — پس جوابم گوی و آنگہ می زنم
بر قفای تو زدم آمد طراق — یک سوالی دارم اینجا در وفاق
این سوال از تو ہمی پرسم بگو — حل کن اشکال مرا ای نیک خو
این طراق از دست من بودست یا — از قفاگاہ تو ای فخر کیا
گفت از درد این فراغت نیستم — کہ درین فکر و تامل بیستم
تو کہ بی دردی ہمی اندیش این — نیست صاحب درد را این فکر ہین

مرد[1] کھچڑی ریش کا آیا شتاب — پاس اک حجام کے با اضطراب
بولا داڑھی سے سفیدی کر جدا — کہ نئی عورت کو مین نے ہی کیا
داڑھی اُسکی کل کتر آگے رکھی — کہ تو بنا کر ہے مجھکو کام اخی
یہ سوال اور یہ جواب اب کر یقین — کہ خیال اسکا نہ رکھے مرد دین
مارا تھپڑ ایک نے بس زید کے — حملہ اُسنے بھی کیا بس مکر سے
بولا تھپڑ مارا تو پہلے مجھے — دے جواب اسکا کہ مارا کس لئے
مارا گردن پر صدا آئی تڑاق — ہے سوال اک مجھکو یان از رہ وفاق
تجھسے میرا یہ سوال اب تو بتا — کر مری مشکل کو حل ای دلربا
ہاتھ سے میرے تڑاق آواز کا — یا کہ گردن سے تری پیدا ہوا
بولا از اس درد سے فرصت مجھے — کہ گردن مین فکر اب اس بات کی
تو ہے بے درد اور تجھے یہ فکر ہے — فکر اہل درد یہ بس کب رکھے

[1] مرد کھچڑی ریش الخ ۱۱ شعر ایک مرد کھچڑی داڑھی کا جلد آیا حجام کے پاس بیقرار ہو کر کہا کہ سفید بال داڑھی سے جدا کر دے کہ مین نے نئی عورت کو کیا ہے اُسنے داڑھی کل کتر کے آگے رکھی کہ تو بنا کر مجھے کام ہے آگے حقائق ہین - یہ سوال و یہ جواب اب یقین کر کہ خیال اسکا مرد دین نہ رکھے آگے اسکے مثال ہے - ایک نے تھپڑ مارا زید کے اُسنے بھی حملہ کیا مکر سے زید سے کہا کہ ایک سوال ہے مجھکو تو جواب دے کہ کس لئے مارا گردن پر صدا تڑاق کی آئی مجھکو یہان ایک سوال از راہ محبت کے تجھسے ہے میرا یہ سوال اب بتا تو کہ میری مشکل حل ہووے میرے ہاتھ سے تڑاق کا آواز تھا یا تیری گردن سے پیدا ہوا کہا کہ اس درد سے مجھکو فرصت نہین ہے کہ مین فکر اس بات سے کرون تو بے درد ہے اور تجھکو فکر ہے اور یہ فکر اہل درد کب رکھتا ہے یعنے اہل حیرت بحث و فکر سے بیزار ہوتے ہین کہ وہ مشاہدہ حق مین غرق رہتے ہین اور جو بحث کرتے ہین وہ محجوب ہین کہ انکو شغل یار کا نہین ہے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲

وردمندان را نباشد فکر غیر
خواہ در مسجد برو خواہی بدیر

غفلت و بیدردیت فکر آورد
در خیالت نکتۂ بکر آورد

جز غم دین نیست صاحب درد را
می شناسد مرد را او گرد را

حکم حق را بر سر و رُو مے نہد
حفظ فکر خویش یکسو مے نہد

وردمندونکو نہووے فکر غیر[۱]
خواہ مسجد مین ہو خواہی ہو بدیر

غفلت و بیدردی دیتی فکر ہے
اور نکتے دے خیالون مین ترے

جز غم دین کب ہے اہل درد کو
جانتا ہے مرد کو اور گرد کو

رُو و سر پر حکم حق کو وہ رکھے
فکر اپنی کی حفاظت نے کرے

در بیان آنکہ در میان صحابہؓ حافظ کسے نبود

بیان مین اسکے کہ درمیان صحابہؓ کے کوئی حافظ نہ تھا

در صحابہ کم بُدی حافظ کسے
گرچہ شوقی جان شان را بُد بسے

زانکہ چون مغزش در آگند و رسید
پوستہا شد بس رقیق و واکفید

مغز علم افزود کم شد پوستش
زانکہ عاشق را بسوزد دوستش

قشر جوز و فستق و بادام ہم
مغز چون آگندشان شد پوست کم

وصف مطلوبی چو ضد طالبی ست
وحی برق نور سوزان نبی ست

چون تجلی کرد او صاف قدیم
پس بسوزد وصف حادث را گلیم

ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود
جل فینا از صحابہؓ مے شنود

جمع صورت با چنین معنے ژرف
نیست ممکن جز ز سلطانی شگرف

در چنین مستی مراعات ادب
خود نباشد ور بود باشد عجب

پس صحابہ مین نہ تھا حافظ کوئی[۲]
گرچہ رکھتے شوق جان سے تھے سبھی

کیونکہ اُنمین مغز جو از بس بھرا
پوست بس باریک ہو کر کے پھٹا

مغز علم افزون ہوا اور پوست کم
کیونکہ عاشق کو جلائے سوز غم

پستہ و بادام و اخروٹ کے پوست
مغز جو بھرتا ہی کم ہوتا ہی پوست

وصف مطلوبی ہی ضد طالبے
برق نور وحی سی جلتے ہین نبی

جو کہ متجلی ہوا وصف قدیم
پس جلائی وصف حادث کی گلیم

پاؤ پارہ یاد قرآن تھا جسے
جل فینا سُنتا وہ اصحاب سے

جمع صورت ایسے معنی سے رہی[۳]
نہ ہی ممکن جز بڑے سلطان کے

ایسی مستی مین رعایات ادب
ہوتی کب ہے اور اگر ہو ہے عجب

[۱] وردمندون الخ یہ شعر دردمندونکو غیر کی فکر نہووے خواہ مسجد مین ہون یا بُت خانہ مین غفلت و بیداری فکر دیتی ہے اور نکتے خیالون مین تیرے دیتی ہے اہل درد کو سوائے غم دین کے کب ہے کیونکہ جانتا ہی مرد کو اور گرد کو حکم حق کو منھ و سر پر رکھتا ہی اور اپنی فکر کی حفاظت نہین کرتا ہی یعنے اہل درد کو بجز غم یار کے فکر نہین ہوتی ہی کیونکہ فکر غفلت و بیدردی پیدا کرتی ہے اسیواسطے صحابۂ کرام مین کوئی حافظ تمام قرآن کا نہ تھا کہ انکو فکر کرنے کی فرصت نہ تھی چنانچہ صحابہ کا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۲] پس صحابہ الخ شعر کوئی حافظ صحابہ مین نہ تھا اگرچہ سب ہی شوق جان سے رکھتے تھے کیونکہ مغز انکا بھرا تھا اور پوست باریک ہو کر کے پھٹا تھا مغز علم زیادہ اور پوست کم کیونکہ عاشق کو سوز عشق جلائے آگے مثال اسکی ہی پستہ و بادام و اخروٹ کا جو مغز بھرتا ہے پوست کم ہوتا ہے وصف مطلوبی ضد طالبی ہے برق نور وحی سے نبی جلتا ہے جبکہ متجلی وصف قدیم ہوا وصف حادث کی گلیم جلادے آگے رجوع بقصہ ہے پاؤ پارہ قرآن کا جسکو یاد تھا ترجمہ بزرگ تم مین ہے اصحاب سے سنتا تھا یعنے اصحاب کا علم بڑھتا تھا اور جسم گھٹتا تھا کیونکہ انکو فرصت مشاہدۂ یار سے کم تھی اسواسطے حفظ کرنے قرآن مین وہ کوشش کم کرتے تھے کہ حفظ قرآن کرنا تعلق فکر سے رکھتا ہے اور حیرت مین فکر کا ہونا محال چنانچہ اسکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ -
[۳] جمع صورت الخ یہ شعر جمع ہونا صورت کا ساتھ معنے کے ممکن نہین ہے بجز بڑے سلطان کے یعنے حدوث و قدم کا باہم جمع ہونا بجز جناب رسول صلعم کے ممکن نہین ایسی مستی مین ادب کی رعایت کب ہوتی ہے اور اگر ہو تعجب ہے جو غنا مین رعایت نیاز کی ہو ضدین جمع ہین کیونکہ دراز ہو دو ضد جمع ہین نیاز و ناز سے پھر گر مین اسکو تمیز رہے اندھون کا جو عصا معشوق ہے خود اندھا قرآن کا صندوق ہے قول اندھون کا خود صندوق ہے حدیثون اور قرآن سے پھر صندوق بھرے ہوئے خوب ہین اس سے کہ صندوق خالی ہاتھ مین ہو پھر ایک صندوق خالی بار سے بہتر ہے اس سے کہ وہ سانپ سے بھرا ہو یعنے اس عالم سے جاہل بہتر ہے کہ جو ایذا پہونچائے مخلوق کو آگے مثال ہے فافہم ۱۲ -

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
اندر استغنا مراعات نیاز	جمع ضدین ست چون گرد و دراز	جو غنا میں ہو رعایات نیاز	جمع ہین ضدین کیونکر ہو دراز
جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز	ناز در وقت تحیر امتیاز	جمع ذو ضد ہین نیاز و ناز سے	پھر تحیر مین تمیز اُسکو رہے
چون عصا معشوق عمیان میشود	کور خود صندوق قرآن میشود	جو عصا اندھونکا بس معشوق ہے	اندھا خود قرآن کا صندوق ہے
گفت کوران خود صنادیق اند پُر	از حدیث و مصحف و ذکر و نذر	قول ان اندھونکا خود صندوق ہے	بس حدیثون سے وہ اور قرآن سے
باز صندوقی پُر از قرآن بہ است	زانکہ صندوقی بود خالی بدست	پھر بھرے صندوق قرآن خوب ہین	اُس سے جو صندوق خالی ہاتھ مین
باز صندوقی کہ خالی شد ز بار	بہ ز صندوقی کہ پُر موش ست و مار	پھر ہی اک صندوق خالی بار سے	بہتر اُس سے کہ بھرا ہو مار سے
حاصل اندر وصل چون افتاد مرد	گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد	الغرض[1] جو وصل ہووے مرد کو	اُس گھڑی دلالہ بس بیکار ہو
چون بمطلوبت رسیدی اے ملیح	شد طلبگاری علم اکنون قبیح	جبکہ تو مطلوب سے اپنے ملا	علم کا کرنا طلب پھر ہو بُرا
چون شدی بر بامہای آسمان	سرد باشد جست و جوی نردبان	آسمان کی چھت پہ جبکہ تو چڑھا	پھر عبث سیڑھی کا ہووے ڈھونڈھنا
جز برای یاری و تعلیم غیر	سرد باشد راہ خیر از بعد خیر	بس سوا تعلیم غیرون کے لئے	خیر کی رہ سرد پیچھے خیر ہے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی	جہل باشد بر نہادن صیقلی	آئینہ روشن کہ جو ہووے صفا	جہل ہو صیقل کرین اسکو بھلا
پیش سلطان خوش نشستہ در قبول	جہل باشد جستن نامہ رسول	شہ کے آگے جو ہو خوش بیٹھا ہوا	جہل ہووے قاصد و خط ڈھونڈھنا

داستان مشغول شدن عاشق بہ عشق نامہ و خواندن و مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق و معشوق آن را ناپسند داشتن کہ طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

(طلب کردن دلیل وقت حاصل شدن مدلول بد است)

داستان مشغول ہونا عاشق کا ساتھ عشق نامہ کے اور پڑھنا عشق نامہ کو حضوری معشوق مین اور ناپسند کرنا معشوق کا اسکو کہ طلب الدلیل عند حصول المدلول قبیح والاشتغال بالعلم بعد الوصول الی المعلوم مذموم

(طلب کرنا دلیل کا وقت حاصل ہونے مدلول کے بُرا ہے)

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
آن یکے را یار پیش خود نشاند	نامہ بیرون کرد و پیش یار خواند	اک[2] کو پاس اپنے بٹھایا یار نے	خط لگا پڑھنے وہ آگے یار کے

[1] الغرض جو وصل الخ، شعر الغرض جو مرد کو وصل ہوا اُسدم دلالہ بیکار ہووے یعنے عبادت ظاہری بعد وصال یار کے بیکار ہے جبکہ تو اپنے مطلوب سے ملا علم طلب کرنا بُرا ہووے جبکہ تو آسمان کی چھت پر چڑھا پھر سیڑھی کا ڈھونڈھنا عبث ہوئے سوا واسطے تعلیم غیرون کے سرہوئی راہ خیر کی اور خیر کی آگے مثال ہے جو آئینہ روشن کہ صفا ہوئے اگر صیقل اُسکو کرین جہل ہوئے جو آگے شاہ کے خوش بیٹھا ہوا ہے قاصد و خط ڈھونڈھنا جہل ہووے یعنے جبکہ یار سے ملا پھر تدبیر وصال کی کرنا اُسکو خطا ہے کیونکہ تحصیل حاصل کرنا بے فائدہ ہے۔ چنانچہ قصہ عاشق کا آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] ایک کو یار نے اپنے پاس بٹھایا وہ خط آگے یار کے پڑھنے لگا خط مین اشعار مدح و ثنا و زاری و الحاح و مسکینی و نالہ تھا اپنا درد و غم و زاری و فغان و خواری بزاری اہل خانمان کی بھی دوری سے اور رنجوری فراق یار سے اور جھوٹ سچ پیغام کے ذکر دن سے اسقدر آگے معشوق کے پڑھا کہ وہ حد و انداز سے گذرا کہا معشوق نے اگر یہ میرے لئے ہے تو وصل مین یہ عمر ضائع مت کر مین تیرے پاس ہون تو خط کو پڑھتا ہے عاشقون کا یہ دستور نہین ہے۔ کہا کہ تو حاضر اس جا پر ہے ولیکن مین اپنی قسمت نیک نہین پاتا ہون جو مین تجھ سے پارسال دیکھتا تھا وہ اب نہین ہے اگرچہ وصال ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

بیتہا در نامہ و مدح و ثنا / زاری و مسکینی و بس لابہا
گریہ و افغان حزن و درد خویش / خواری و بیزاری با اہل خویش
دوری و رنجوری ز ہجران دوست / ذکر پیغام و رسول از مغز و پوست
ہمچنان میخواند با معشوق خود / تا کہ بیرون شد ز حد و از عدد
گفت معشوق این اگر بہر منست / گاہ وصل این عمر ضائع کردن است
من بپیشت حاضر و تو نامہ خوان / نیست این باری نشان عاشقان
گفت اینجا حاضری اما ولیک / من نمی یابم نصیب خویش نیک
آنچہ می دیدم ز تو پارینہ سال / نیست اینَدم گرچہ می بینم وصال
من ازین چشمہ زلالی خوردہ ام / دیدہ و دل ز آب تازہ کردہ ام
چشمہ می بینم ولیکن آب نے / راہ آبم را مگر زد رہزنے
گفت پس من نیستم معشوق تو / من ببلغار و مرادت در قتو
عاشقی تو بر من و بر حالتے / حالت اندر دست نبود یا فتے
پس نیم کلی مطلوب تو من / جزو مقصودم ترا اندر زمن
خانۂ معشوقہ ام معشوق نے / عشق بر نقدست بر صندوق نے
ہست معشوق آنکہ او یک تو بود / مبتدا و منتہایت او بود
چون بیابیش نباشی منتظر / ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
میر احوال ست نے موقوف حال / بندۂ این ماہ باشد ماہ و سال
چون بگوید حال را فرمان کند / چون بخواہد جسمہا را جان کند
منتہی نبود کہ موقوفست او / منتظر بنشستہ باشد حال جو
کیمیائی حال باشد دست او / دست جنباند شود مس مست او

خط مین تھے اشعار اور مدح و ثنا / زاری و الحاح و مسکینی بکا
اپنا درد و غم و زاری و فغان / خواری و بیزاری اہل خانمان
دوری رنجوری و ذوق یار سے / جھوٹ سچ پیغام کا اذکار سے
اسقدر آگے بڑھا معشوق کے / کہ وہ حد سے گذرا اور اندازے سے
بولا معشوق یہ گر میرے لئے / وصل مین یہ عمر مت ضائع کرے
پاس ہین تیرے ہون تو خط کو پڑھے / عاشقون کا یہ نہین دستور ہے
بولا تو حاضر ہے اس جا پر لیک / مین نہین پاتا ہون قسمت اپنی نیک
دیکھا تھا تجھسے جو مین نے پار سال / اب نہین ہے وہ اگرچہ ہے وصال
مین نے اس چشمہ سے آب خوش پیا / اور دل و دیدہ کو بس تازہ کیا
دیکھتا ہون چشمہ پر پانی نہین / میرا پانی روکا رہزن نے کہین
بولا مین تیرا نہین معشوق مین / ہون مین مشرق مین تو وہ ہے مغرب مین
تجھپہ تو عاشق ہے اور بھی حال ہے / پر نہین قبضہ مین ہوتا حال ہے
پس نہین مطلوب کل ہون مین ترا / تجھ مین مقصد ہے ترا اک جز ترا
خانۂ معشوق ہون معشوق نے / نقد پر ہے عشق نے صندوق پے
جو کوئی یکتا ہو وہ معشوق ہے / ابتدا اور انتہا تیرا رہے
پائے جو اسکو نہو تو منتظر / بھی وہ ظاہر ہووے بھی ہووے وہ سر
حال کا ہے میر نے پابند حال / ہوتا بندہ ماہ کا ہے ماہ و سال
حال کو کہدے اطاعت تو کرے / جو کہ چاہے جسم کو جان وہ کرے
جو کہ ہے پابند نے وہ منتہی / منتظر ہے حال کا وہ اے اخی
کیمیائے حال اسکا دست ہو / جو ہلائے ہاتھ وہ مس مست ہو

سلہ مین نے الخ، شعر آب خوش مین نے اس چشمہ سے پیا اور دل و دیدہ کو تازہ کیا چشمہ کو دیکھتا ہون لیکن پانی نہین ہے کہین رہزن نے میرا پانی روکا ہو کہا کہ مین تیرا معشوق نہین مین مشرق مین ہون تو مغرب مین ہے تو مجھ پر عاشق ہے اور حال پر ولیکن حال قبضہ مین نہین ہوتا ہے پس کل مطلوب مین تیرا نہین مجھ مین تیرا مقصد ایک جز تیرا ہے مین خانہ معشوق ہون معشوق نہین ہون۔ نقد پر عاشق ہے صندوق پر نہین ہے یعنے عاشق صورت نہین ہے عاشق معنی ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ جو کوئی الخ، شعر وہ معشوق ہے جو کوئی یکتا ہو اور ابتدا اور انتہا تیرا وہ ہووے جو تو اسکو پاوے منتظر نہووے بھی وہ ظاہر ہووے و بھی پوشیدہ ہووے حال کا حاکم ہے پابند حال نہین ہے ماہ کا بندہ ہوتا ہے حال کو کہے تو اطاعت کرے جو کہ چاہے جسم کو وہ جان کرے جو کہ پابند ہے وہ منتہی نہین ہے اور وہ حال کا منتظر ہے حال کی کیمیا اسکا دست ہو جو ہاتھ ہلائے وہ مس مست ہو اگر وہ موت چاہے بھی شیرین بنے خار و نشتر نرگس و نسرین بنجینے جو ابو الوقت ہے وہ معشوق ہے اور وہ ابن الوقت نہین ہے کیونکہ جب حال وہ چاہے ظہور مین آئے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

گر نخواہد مرگ ہم شیرین شود — خار و نشتر نرگس و نسرین شود
او بود سلطان حال اندر روش — نے چو تو محروم از حال و کشش
آنکہ او موقوف حال آدمی ست — گہ فزون و گاہی در کمی ست
لیک صافی فارغ ست از وقت حال — صوفی ابن الوقت باشد در مثال
حالہا موقوف فکر و رای او — زندہ از نفخ مسیح آسای تو
عاشق حالی نہ عاشق بر منی — بر امید حال بر من مے تنی
آنکہ گہ ناقص گہے کامل بود — نیست معبود خلیل آفل بود
وانکہ آفل باشد و گہ آن و این — نیست دلبر لا احب الآفلین
آنکہ او گاہی خوش و گہ ناخوش ست — یک زمانی آب و یکدم آتش ست
برج مہ باشد و لیکن ماہ نے — نقش بت باشد ولی آگاہ نے
ہست صوفی صفا چون ابن وقت — وقت را ہمچون پدر بگرفتہ سخت
لیک صافی غرق عشق ذوالجلال — ابن کس نے فارغ از اوقات و حال
غرقہ نوری کہ او لم یولد ست — لم یلد لم یولد آن ایزد ست
رو چنین عشقے گزین گر زندۂ — ورنہ وقت مختلف را بندۂ
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش — بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش

گر وہ چاہے موت بھی شیرین بنے — خار و نشتر نرگس و نسرین بنے
وہ ۵۱ طریقت میں ہو سلطان حال ہے — تجھسا نہ محروم جذب و حال سے
حال کا پابند جو ہے آدمی — کہ کبھی افزون کبھی رکھے کمی
پر ہے صافی رستہ وقت و حال سے — اور مثل میں صوفی ابن الوقت ہے
حال اُسکی رائے کا بندہ ہے بس — اسکے عیسیٰ دم سے بس زندہ ہے کس
حال کا عاشق ہے نے میرا تو ہے — حال کی اُمید پر مجھ سے ملے
جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وہ — نے ہے معبود خلیل آفل ہے وہ
جو ہے آفل گاہ کامل گہ نہیں — کب ہے دلبر لا احب الآفلین
جو ۵۲ کبھی خوش ہے کبھی ناخوش ہے وہ — دم میں پانی دم میں اک آتش ہے وہ
ماہ کا ہے برج لیکن مہ نہیں — نقش بت کا ہو وے آگہ نہیں
جو کہ صوفی صفا ہے ابن وقت — وقت کو مثل پدر پکڑا ہے سخت
پر ہے صافی غرق عشق ذوالجلال — نے کسی کا بیٹا نے پابند حال
غرق نور ایسے ہیں لم یولد جو ہے — لم یلد لم یولد حق کی ملک ہے
عشق ایسا کر اگر ہے زندہ تو — ورنہ بندہ مختلف وقتوں کا تو
نیک ۵۳ و بد نقش اپنے کو مت دیکھ تو — دیکھ اپنے عشق اور مطلوب کو

۵۱ وہ طریقت الخ۔ شعر وہ طریقت میں حال پر سلطان ہے تیرے مانند وہ جذب حال سے محروم نہیں ہے حال کا پابند جو آدمی ہے کبھی زیادہ کبھی کمی رکھے لیکن صافی وقت حال سے فارغ ہے اور مثال میں صوفی ابن الوقت ہے اسکی رائے کا حال بندہ ہے اسکے دم عیسیٰ سے مُردہ زندہ ہے یعنے صافی کا حال تابعدار ہے اور صوفی حال کا پابند ہے آگے رجوع بقصہ ہے تو حال کا عاشق ہے میرا نہیں ہے اور حال کی امید پر مجھ سے ملتا ہے آگے حقائق ہیں جو کبھی ناقص و کبھی کامل ہو وہ معبود خلیل اللہ نہیں ہے وہ ڈوبنے والا ہے جو ہے ڈوبنے والا کبھی کامل کبھی ناقص ہے وہ کب دلبر ہے ترجمہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں ڈوبنے والے کو یعنے وہ کامل نہیں ہے ناقص ہے فافہم ۱۲ ۵۲ جو کبھی الخ۔ شعر جو کبھی خوش و کبھی ناخوش وہ ہے دم میں آب و دم میں آتش ہے۔ برج ماہ ہے ولیکن ماہ نہیں ہے نقش بت کا ہے ولیکن آگاہ نہیں ہے جو کہ صوفی صفا ابن الوقت ہے اُسنے وقت کو مانند پدر کے پکڑا ہے ولیکن صافی غرق عشق خدا ہے نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ پابند حال ہے جو ایسے کوزہ میں غرق ہے کہ لم یلد نہ جنا گیا ہے ترجمہ نہ جنا اور نہ جنا گیا ہے وہ حق کی ملک ہے ایسا عشق کر اگر تو زندہ ہے ورنہ بندہ مختلف وقتوں کا ہے یعنے وہ صوفی ابن الوقت ہے وہ کبھی خوش و کبھی ناخوش ہے اور جو صافی ابو الوقت وہ عشق خدا میں غرق ہے اور کسی کا پابند نہیں ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔
۵۳ نیک و بد الخ۔ شعر تو اپنے نقش نیک و بد کو مت دیکھ اپنے عشق و مطلوب کو دیکھ حقیر و ضعیف اپنی ہمت کو دیکھ اے شریف تو جس حال میں ہووے طلب کر اور ہمیشہ ڈھونڈھ پانی کو اے خشک لب تیرا خشک لب گواہی دیتا ہے کہ وہ کہ چشمہ پر تو آخر جائیگا خشکی لب کی پیغام آب کا ہے کہ بتیابی مجھ سے ملادے تجکو یہ طلبگاری عجب جنبش رکھتی ہے کہ راہ حق میں ایک مانع کش ہوتی ہے یہ طلب کنجی مطلوبات کی ہے اور نصرت ورایات کی یہ سپاہ ہے یہ طلب مثل نعرہ مرغ کی ہے کہ سحر آتی ہے تو چلاکر کہتا ہے یعنی تو عشق و ہمت اور طلب یار کی حاصل کر کہ تشنگی تجکو خود یار سے ملادیگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

منگر این را کہ حقیرے یا ضعیف — بنگر اندر ہمت خود ای شریف
تو بہر حالے کہ باشی می طلب — آب میجو دائما ای خشک لب
کان لب خشکت گواہی میدہد — کو بآخر بر سر منبع رود
خشکی لب ہست پیغامی ز آب — کہ بآب آرد یقین این اضطراب
کاین طلبگاری مبارک جنبشی ست — این طلب در راہ حق مانع کشی ست
این طلب مفتاح مطلوبات ہست — این سپاہ نصرت ورایات ہست
این طلب ہمچون خروسے در صباح — مے زند نعرہ کہ می آید صباح
گرچہ آلت نیستت تو می طلب — نیست آلت حاجت اندر راہ رب
ہر کرا بینی طلبگار اے پسر — یار او شو پیش او انداز سر
کز جوار طالبان طالب شوی — وز ظلال غالبان غالب شوی
گر یکے مورے سلیمانی بجست — منگر اندر جستن او سست سست
ہرچہ دارے تو ز مال و پیشہ ہا — نی طلب بود اول و اندیشہ
گر یکے گنجے بیابد نادرست — در باستد از طلب ہم قاصرست
ہر کہ چیزی جست بیشک یافت او — چون بجد اندر طلب بشتافت او
چون نہادی در طلب پا ای پسر — یافتی و شد میسر بے خطر
ہین مباش ای خواجہ یکدم بے طلب — تا بیابی ہرچہ خواہی ای عجب
عاقبت جویندہ یابندہ بود — چونکہ در خدمت شتابندہ بود
در طلب چالاک شو ای فتحیاب — در طلب واللہ اعلم بالصواب

دیکھ مت اسکو حقیر اور یا ضعیف — دیکھ ہمت کو تو اپنی ای شریف
ہووے تو جس حال مین کر تو طلب — ڈھونڈھ پانی کو سدا ای خشک لب
خشک لب دیتا گواہی ہی ترا — کہ دو چشمہ پر تو آخر جائے گا
خشکی لب آب کا پیغام ہے — کہ ملادیگی تجھ سے بیتابی تجھے
یہ طلبگاری عجب جنبش رکھے — راہ حق مین مانع کشش کی آئی ہی
یہ طلب کنجی ہے مطلوبات کی — یہ سپہ ہی نصرت ورایات کی
یہ طلب ہی مثل نعرہ مرغ کے — کہ سحر آتی ہے چلا کر کہے
گرچہ[1] بے سامان ہی تو کر طلب — حاجت سامان نہ رکھے راہ رب
جسکو دیکھے تو طلبگار ای پسر — یار اسکا ہو رکھ آگے اسکے سر
طالبونکی سائے سی طالب ہو تو — غالبونکی سایہ سے غالب ہو تو
ایک چیونٹی گر سلیمانی کرے — ڈھونڈھنی مین سست قسمت دیکھ اسی
جو کہ مال و پیشہ رکھتا ہی اخی — نی طلب و رفکر پہلے اسکی تھی
گنج اک پائے اگر نادر ہی وہ — اور طلب سے ٹھہری گر قاصر ہی وہ
چیز ڈھونڈھی جسنے بیشک پائی ہی — جو طلب کی راہ مین کوشش کری
جو[2] قدم رکھا طلب مین ای پسر — پایا اور حاصل ہوا وہ بے خطر
مت رہو ای خواجہ اکدم بے طلب — تا تو پائے جو کہ چاہی ای عجب
آخر اب ڈھونڈھیگا جو وہ پائے گا — جو کوئی خدمت مین جلدی جائیگا
تو طلب مین تیز ہو ای فتحیاب — کر طلب واللہ اعلم بالصواب

[1] گرچہ الخ ے شعر اگرچہ تو بے سامان ہے ولیکن طلب کر کیونکہ سامان کی حاجت نہین ہے راہ خدا مین جسکو تو طلبگار دیکھے اسکا یار ہو اور سر کو اسکے آگے رکھ کہ طالبون کے سایہ سے تو غالب ہو آگے اسکی مثال ہے اگر تو ایک چیونٹی سلیمانی کرے سست مت دیکھ اسکو ڈھونڈھنے مین جو کہ تو مال و پیشہ رکھتا ہے کہ طلب و فکر اول اسکی نہ تھی یعنے تھی اگر ایک گنج پائے وہ نادر ہے اور اگر طلب سے ٹھہرے تو وہ قاصر ہے جس نے جو چیز ڈھونڈھی وہ بیشک پائی ہے جو راہ طلب مین کوشش کرے یعنے جس نے ڈھونڈھا اسنے پایا پس طلب جزو اعظم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] جو قدم الخ ہم شعر جو طلب مین قدم رکھا وہ پایا اور حاصل ہوا بے خوف و خطر پس اے خواجہ بے طلب ایکدم مت رہو تاکہ تو پائے جو چاہے آخر اب جو ڈھونڈھے گا وہ پائے گا جو کوئی خدمت مین جلدی جائے گا تو طلب مین تیز ہو دروازہ کشادگی کا ہے پس طلب کر کہ اللہ خوب جانتا ہے یعنے جس چیز کی تجکو خواہش ہو طلب اختیار کر کہ جویندہ یابندہ ہوتا ہے فافہم ۱۲۔

حکایت آن مرد کہ در عہد داؤد نبی علیہ السلام شب و روز دعا مے کرد و از خدا طلب رزق حلال مے نمود بے رنج کسب

حکایت اُس مرد کی کہ عہد مین داؤد نبی علیہ السلام کے رات دن دعا کرتا تھا اور خدا سے طلب رزق حلال کی کرتا تھا بے رنج کسب کے

آن یکے در عہد داؤد نبی ۔ نزد ہر دانا و پیش ہر غنی
این دعا می کرد دائم کای خدا ۔ ثروتے بے رنج روزی کن مرا
چون مرا تو آفریدے کاہلے ۔ زخم خوارے سست جنبی منبلی
بر خران پشت ریش بے مراد ۔ بار اسپان و شتران نتوان نہاد
کاہلم چون آفریدی اے ملے ۔ روزیم دہ ہم ز راہ کاہلے
کاہلم من سایہ خسپم در وجود ۔ خفتم اندر سایۂ احسان و جود
کاہلان و سایہ خسپان را مگر ۔ روزی بنہادۂ نوعے دگر
ہر کرا پا ہست جوید روزیے ۔ ہر کرا پا نیست کن دلسوزیے
رزق را میران بسوی این حزین ۔ ابر را باران بسوے ہر زمین
چون زمین را پا نباشد جود تو ۔ ابر را راند بسوے او دو تو
طفل را چون پا نباشد مادرش ۔ آید و ریزد وظیفہ بر سرش
روزی خواہم بناگہ بے تعب ۔ کہ ندارم من ز کوشش جز طلب

عہد مین داؤد کے اک آدمی ۔ پاس دانا اور نادانون کے بھی
یہ دعا کرتا تھا ہر دم کہ خدا ۔ دے مجھے بے رنج تو ثروت سدا
تو نے اک کاہل مجھے پیدا کیا ۔ سست بازو زخم خوار و مبتلا
پس گدھون پر جنکی زخمی پیٹھ ہے ۔ بوجھ اونٹون کا نہ رکھنا چاہیئے
مجھکو کاہل جو کیا پیدا سخی ۔ روزی مجکو دے براہ کاہلی
مین ہون کاہل سایہ پرور جسم مین ۔ سویا تیری سایہ مین بخشش کے مین
جو کہ سست اور سایہ پرور ہین بشر ۔ دے انھین روزی بھی با نوع دگر
ڈھونڈھے روزی وہ کہ جسکا پاؤن ہے ۔ کر تو دلسوزی نہ جو پاؤن رکھے
رزق اس غمگین کی جانب بھیج تو ۔ ہر زمین کی سمت برسا ابر کو
جو زمین کا پا نہین تیری سخا ۔ ابر کو بھیجے ہے اسکی سو سدا
طفل کا پاؤن نہین تو اسکی مان ۔ دودھ اُسے آکر پلائے ہر زمان
چاہتا روزی ہون بے رنج اب ۔ کہ نہ کوشش سے ملے کچھ جز طلب

سلہ حکایت پنجم طلب راہ خدا مین ۱۲ سلہ عہد مین الخ ۵ شعر حضرت داؤد عم کے عہد مین ایک آدمی پاس دانا اور نادان کے یہ دعا ہر دم کرتا تھا کہ اے خدا مجکو بغیر رنج کے ثروت ہمیشہ دے تو نے مجکو ایک کاہل پیدا کیا سست بازو زخم کھانے والا و مبتلا آگے اسکی مثال ہے کہ گدھون پر جنکی پیٹھ زخمی ہے بوجھ اونٹون کا نہ رکھنا چاہیئے جو کاہل پیدا کیا اے کریم پس روزی مجکو دے از راہ کاہلی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین ہون الخ ۶ شعر مین جسم مین کاہل سایہ پرور ہون مین سایہ مین بخشش تیرے کے سوتا ہون آگے حقائق ایسکے ہین۔ کاہلون اور سایہ پرور کی دوسری صورت روزی ہے روزی ڈھونڈھتا ہے کہ جسکا پاؤن ہے تو دلسوزی کر جو پاؤن نہین رکھتا ہے تو اس غمگین کی جانب رزق بھیج اور ہر زمین کی سمت ابر کو برسا آگے مثال اسکی ہے جو زمین کا پاؤن نہین ہے تو تیرا کرم ابر کو بھیجتا ہے ہمیشہ اُسکی طرف طفل کا پاؤن نہین ہے تو اُسکی مان دودھ اُسکو آکر ہر دم پلاتی ہے آگے رجوع بقصّہ ہے فافہم ۱۲ سلہ چاہتا روزی الخ ۷ شعر مین روزی چاہتا ہون بغیر رنج کے کہ کوشش نہین رکھتا ہون سوا طلب کے ایک بہت مدت سے دعا کرتا تھا شب سے تا روز اور صبح سے تا شام تمام مخلوق اسکی باتون پر ہنستی تھی اور اُسکی طمع خام اور بیکاری پر کہ یہ احمق کیا کہتا ہے یا کسی نے اسکو بھنگ دی ہے اب راہ روزی کی کسب و رنج ہے یہ نادر نہین ہے اگر جو تعجب ہے جسکو طلب اور پیشہ دیا کسب محنت کے راستہ سے دیا ترجمہ طلب کرو رزق کو سببون سے اور داخل ہو طلبون مین دروازون سے یعنے روزی کا حاصل ہونا بغیر کسب و پیشہ کے نہین ہے اور جسکو خدا معنت دے تو اُسکی قدرت ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

مدتے بسیار میکرد این دعا — روز تا شب شب همه شب تا ضحا
خلق مے خندید بر گفتار او — بر طمع خامے و بر بیکار او
کہ چہ میگوید عجب این سست ریش — یا کسے داد ست بنگ بی ہشتیش
راہ روزی کسب و رنج ست و تعب — ہرگز این نادر نشد در شد عجب
ہر کرا او پیشہ داد و طلب — از رہ کسب و تعب با رنج و تب
اطلبوا الارزاق من اسبابہا — ادخلوا الاوطان من ابوابہا
شاہ و سلطان و رسول حق کنون — ہست داؤد نبی ذو فنون
ہست در فرمان او از وحش و طیر — در ہمہ روے زمین او راست سیر
با چنان عزی و نازی کاندر وست — کہ گزیدستش عنایتہاے دوست
معجزاتش بے شمار و بے عدد — موج بخشایش مدد اندر مدد
ہیچکس را خود ز آدم تا کنون — کے بدست آواز ہمچون ارغنون
کو بہر وعظے بمیراند دویست — آدمی را صوت خوبش کرد نیست
شیر و آہو جمع گردد آن زمان — سوے تذکیرش مغفل این از آن
کوہ و مرغان ہم رسائل با دمش — ہر دو اندر وقت دعوت محرمش
این و صد چندان مر او را معجزات — نور رویش بے جہات و در جہات
با ہمہ تمکین خدا روزے او — کردہ باشد بستہ اندر جستجو
بے زرہ بافی خداے روزیش — می نیابد با ہمہ پیروزیش
اینچنین مخذول واپس ماندہ — خانہ گندہ دون گردون راندہ
اینچنین مدبر ہمے خواہد کہ او — گنج یابد تمار و دپالش فرد

اک بہت مدت سی کرتا تھا دعا — شب سے تا روز و سحر سے تا مسا
خلق ہنستی اسکی بس گفتار پر — اسکی طمع خام اور بیکار پر
کہ کیا کہتا ہی احمق ای عجب — یا کسی نے بھنگ اسکو دی ہی اب
راہ روزی کسب ہے اور ہی تعب — یہ تو نادر ہے اگر ہووی عجب
جسکو پیشہ اور طلب اسنے دیا — کسب اور محنت کے رستے سے دیا
اطلبوا الارزاق من اسبابہا — ادخلوا الاوطان من ابوابہا
(طلب کو رزق کو اسباب سے — اور داخل ہو وطنوں میں دروازوں سے)
[1] شاہ و سلطان و رسول کبریا — ہے جو داؤد نبی با صفا
حکم میں اسکے وحوش و طیر ہے — اسکی کل روئے زمین پر سیر ہے
باوجود اس ناز کے جو اسمین ہے — کہ کیا مقبول لطف دوست نے
معجزے اسکے بہت اور بی عدد — موج بخشش کی مدد اندر مدد
حضرت آدم سی ابتک کون ہے — جو کہ آواز ارغنون سی بس رکھے
دو سو مردم کو جو مارے وعظ سے — لحن اسکا بس اسی سے شایان ہے
[2] شیر و آہو جمع ہو وین اس زمان — سوی ذکر اسکے و غافل خود سی دان
اسکے دم کو پہونچی کوہ و مرغ بھی — وقت دعوت اسکے محرم وہ سبھی
یہ اس سے زیادہ اسکے معجزات — نور اسکا بے جہات و با جہات
باوجود جملہ تمکین رزق کو — جستجو پر حق نے رکھا اسکے سو
بے زرہ بننے کے نہ روزی ملے — باوجود اس فتحمندی کے اسے
تو ہے گمرہ اور برگشتہ ہے تو — گندہ گھر مردود گردون کا ہی تو
اس طرح بدبخت چاہے گر اسے — گنج حاصل ہووی دہنے پاؤن سے

[1] شاہ و سلطان الخ، شعر بادشاہ و سلطان خدا کے جو داؤد نبی عم با صفا ہین اُنکے سیر کل روے زمین ہے باوجود اس ناز کے جو اُن مین ہے کہ لطف دوست نے مقبول کیا ہے معجزے اُنکے بہت اور بے عدد اور موج بخشش کی مدد اندر مدد ہے حضرت آدم سے ابتک کون شخص ہے کہ جو آواز مثل ارغنون کے رکھتا ہے دو سو مرد کو جو وعظ سے مارے لحن اُنکا پس لائق اُنکو ہے۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] شیر و آہو الخ، شعر شیر و آہو جمع ہو دین اسوقت اُنکے ذکر کی طرف اور وہان خود سے غافل اُسکے دم کو پہونچے کوہ و مرغ بھی اور وقت دعوت اُنکے وہ سب محرم ہیں اور اس سے زیادہ انکے معجزات ہین اور نور اُنکا بے جہات ہے باوجود جملہ تمکین کے رزق کو انکی جستجو پر حق نے رکھا ہے بغیر زرہ بننے کے روزی نہین ملتی اُنھین باوجود اس فتحمندی کے تو گمراہ ہے اور برگشتہ ہے اور گندہ گھر و مردود آسمان ہے بدبخت اس طرح چاہے کہ اُسے گنج حاصل ہووے پاؤن دہنے سے یعنے جب داؤد عم کو بغیر کسب کے روزی نہ پہونچی تو تجھ گمراہ کو بے کسب کے کیونکر روزی مفت حاصل ہوگی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ز احمقی خواہد کہ بے رنجش رود | بے تجارت پر کند دامن ز سود
اینچنین گنجے نیابد در جہان | کہ بر آید بر فلک بے نردبان
این ہمی گفتش کہ تسخر زر بگیر | کہ رسیدت روزی و آمد بشیر
وان ہمی خندید ما را ہم بدہ | زانچہ یابی ہدیہ ای سالار دہ
او ازین تشنیع مردم وین فسوس | کم نمی کرد از دعا و چاپلوس
تا کہ شد مشہور در شہر و شہیر | کو ز انبان تہی جوید پنیر
شد مثل در خام طبعی آن گدا | او ازین خواہش نمی آمد جدا
کم نمی کرد از دعا و ابتہال | کرد اجابت مستعان ذو الجلال
گر گران و گر شتابندہ بود | عاقبت جویندہ یابندہ بود

احمقی[1] سے چاہی بے تکلیف و رنج | بے تجارت حاصل اُسکو ہووے گنج
کس کو ایسا گنج عالم مین ملا | آسمان پر کون بے سیڑھی چڑھا
بس ہنسی سے کہتے اسکو زر تو لے | ہی یہ خوشخبری کہ روزی آئی ہی
وہ بھی ہنس کر کہتا لاؤ ہمکو دو | جیسے ہدیہ پایا تم نے ای نکو
اس ہنسی اور طعنۂ مردم سے وہ | کم نہ کرتا تھا دعا و عجز کو
ہوگیا مشہور شہرون مین حقیر | چرم خالی سے وہ ڈھونڈھی ہی پنیر
طمع مین ضرب المثل وہ ہوگیا | پر نہ اس خواہش سے ہوتا وہ جدا
کم نہین کرتا تھا وہ زاری و دعا | حق نے کرلی بس قبول اُسکی دعا
گر کوئی دوڑے یا آہستہ چلے | پائے آخر کو تجسس جو کرے

دویدن گاؤ در خانۂ آن دعا کنندہ بہ الحاح

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا زیرا کہ دعا کنندہ عین خواستہ ہست از حق تعالی والحاح خواہندہ ہست از انچہ میخواہد آنرا از وے

گھس آنا بیل کا بیچ گھر اُس دعا و زاری کرنیوالے کے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الملحین فی الدعا کسواسطے کہ دعا کرنیوالا عین خواستہ خدا ہی اور واسطے زاری کرنیوالے کی موجود ہی جو کچھ چاہتا ہی اُس سے

تا کہ روزی ناگہان در چاشتگاہ | این دعا میکرد با زاری و آہ
ناگہان در خانہ اش گاوی دوید | شاخ زد بشکست دربند کلید
گاو گستاخ اندر خانہ بجست | مرد بر جست و قوائمہاش بست

یا تنگ[2] اک دن ناگہان وہ صبح کو | یہ دعا کرتا تھا اور زاری نکو
بس گھسا بیل اُسکے گھر مین یکبار | توڑا بس زنجیر در کو سینگ مار
گھر مین جو گستاخ بیل اُسکے گھسا | مرد دوڑا اُسکو باندھا خوب سا

سلہ احمقی سے الخ ۹ شعر احمقی سے بغیر تکلیف و رنج کے چاہے اور بغیر تجارت کے اُسکو گنج حاصل ہووے کس کو ایسا گنج عالم مین حاصل ہوا اور آسمان پر کون بغیر سیڑھی کے چڑھا پس ہنسی سے کہتے تھے کہ یا تو زر لے اور یہ خوشخبری ہے کہ روزی آئی ہے۔ وہ بھی ہنس کر کہتا تھا کہ لاؤ مجکو دو جیسے تحفہ کتنے پایا ہے اس ہنسی اور طعنۂ مردم سے وہ دعا و عجز کو کم نہین کرتا تھا وہ شہرون مین مشہور حقیر ہوگیا تھا کہ چرم خالی سے وہ پنیر ڈھونڈھتا ہے طمع مین وہ ضرب المثل ہوگیا و لیکن اس خواہش سے کم نہین ہوتا تھا اور زاد براہ دعا کم نہین کرتا تھا پس حق نے اُسکی دعا قبول کری اگر کوئی دوڑے یا آہستہ چلے آخر کو پائے جو تجسس کرے یعنے جو کوئی جس شے کو ڈھونڈھتا ہے وہ آخر کو پاتا ہے کیونکہ جویندہ یابندہ ہوتا ہے آگے قصہ دعا والے کا ہے فافہم ۱۲ سلہ یہان تک الخ ۵ شعر یہان تک کہ ایک دن وہ ناگہان صبح کے وقت یہ دعا کرتا تھا اور زاری ایک بیل اُسکے گھر مین ایک بار گھسا اور سینگ مار کر زنجیر دروازہ کو توڑا جو بیل گستاخ اُسکے گھر مین گھسا مرد دوڑا اور اُسکو بجو بی باندھا اور اُسوقت اُسکو ذبح کیا بے تامل و بیدرنگ و بے اذن اُسکا سر کاٹا اور قصاب کی طرف گیا تا کھال اُسکی اُدھیڑ جلدی آگے اسکے حقایق ہین فافہم ۱۲

پس گلوی گاو ببرید آن زمان بی توقف بی تامل بے امان
چون سرش ببرید شد سوی قصاب تا اہابش بر کند در دم شتاب
ای تقاضا گر درون ہمچون جنین چون تقاضا میکنی اتمام این
سہل کن آن رہ نما توفیق دہ یا تقاضا را بہل بر ما منہ
چون ز مفلس زر تقاضا میکنی زر ببخشش در سرای شاہ غنی
بے تو نظم و قافیہ شام و سحر زندہ کے دارد کہ آید در نظر
نظم و تجنیس و قوافی اے علیم بندۂ امر تو اند از ترس و بیم
چون مسبح کردہ ہر چیز را ذات بے تمیز و با تمیز را
ہر یکے تسبیح بر نوعے دگر گوید و از حال آن این بیخبر
آدمی منکر ز تسبیح جماد وان جماد اندر عبادت اوستاد
بلکہ ہفتاد و دو ملت ہر یکے بیخبر از یکدگر اندر شکے
چون دو ناطق را ز حال ہمدگر نیست آگہ چون بود دیوار و در
چون من از تسبیح ناطق غافلم چون بداند سبحہ صامت دلم
ہست سنی را یکے تسبیح خاص ہست جبری را ضد آن در مناص
سنی از تسبیح جبری بے خبر جبری از تسبیح سنی بے اثر
این ہمی گوید کہ آن ضال اند و گم بے خبر از حال و از امر قم
وان ہمی گوید کہ آنرا چہ خبر جنگ شان افگند یزدان قدر
گوہر ہر یک ہویدا مے کند جنس از ناجنس پیدا میکند

اور گلا بس اسکا کاٹا اس زمان بے تامل بے درنگ و بے امان
کاٹا سر اسکا گیا سوی قصاب تا ادھیڑی کھال اسکی وہ شتاب
اے تقاضا گر تقاضا باطنا جون جنین کرتا ہے اسکے ختم کا
سہل کر رستہ بتا توفیق دے یا تقاضا چھوڑ مجھپر مت رکھے
جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے اے غنی زر بخش پوشیدہ آسے
قافیہ اور نظم صبح و شام کا کسکو طاقت ہے ترے دیکھے بھلا
قافیہ اور نظم و تجنیس اے علیم بندے حکمی ہین ترے از راہ بیم
تو نے تسبیح خوان کیا ہر چیز کو ذات بے تمیز و با تمیز کو
ہر کوئی تسبیح ہر اک طور پر کھوئے اسکے حال سے وہ بیخبر
آدمی نے جانی تسبیح جماد اس عبادت مین جمادات استاد
بل بہتّر مذہبون سے اے نیک بیخبر اک دوسرے سے ہے ہر ایک
جو کہ دو ناطق ہون باہم بیخبر کیسے ہون آگاہ یہ دیوار و در
بیخبر تسبیح ناطق سے مین ہون کیسے تسبیح جمادون کو سنون
خاص تسبیح ایک بس سنی کی ہے اور جبری اسکی ضد مین بس رکھے
جبری سنی کی نہ تسبیح سے خبر سنی نہ جبری کی تسبیح سے خبر
یہ کہین انکو کہ وہ گمراہ ہیں نے خبر وہ حال محشر سے رکھین
وہ کہین انکو کہ یہ ہین بیخبر جنگ رکھی انمین حق نے سربسر
وہ گہر ہر ایک کا ظاہر کرے جنس کو ناجنس سے ماہر کرے

سلہ اے تقاضا گر الخ ۹ شعر اے تقاضا کرنے والے تقاضا باطناً مانند جنین کے کرتا ہے اسکے ختم کا سہل کر و راستہ بتا د توفیق دے یا تقاضا چھوڑ اور مجھپر مت رکھ جو تقاضا زر کا مفلس سے کرے اے غنی زر بخش پوشیدہ اسکو قافیہ و نظم صبح و شام کا کس کو طاقت ہے کہ بغیر تیرے دیکھے قافیہ و نظم و تجنیس اے علیم تیرے بندے حکمی ہین از راہ خوف کے تو نے تسبیح خوان کیا ہر ایک چیز کو ذات بے تمیز و با تمیز کو ہر کوئی تسبیح ہر ایک طور پر کہے اور اس کے حال سے وہ بیخبر آدمی نہین جانتا ہے تسبیح جماد کو اور اس عبادت مین جماد استاد ہے بلکہ بہتر مذہبوں سے اے نیک بیخبر اس دوسرے سے ہر ایک ہے یعنے ہر ایک اپنی اپنی تسبیح کرتا ہے اور خود اس سے بیخبر ہے آدمی تسبیح کو نہین جانتا ہے جماد اس عبادت مین خود ایک استاد ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ چوکہ دو ناطق الخ ۷ شعر جب کہ دو ناطق باہم بیخبر ہون پس کیسے آگاہ ہون یہ دیوار و در بیخبر تسبیح ناطق سے مین ہون کس طرح تسبیح جمادون کو سنون ایک ایک تسبیح خاص سنی کی ہے اور اسکی ضد ایک جبری کی ہے جبری سنی کی تسبیح سے بیخبر اور سنی جبری کی تسبیح سے بیخبر یہ انکو کہین کہ وہ گمراہ ہین اور حال محشر سے خبر نہین رکھتے ہین وہ انکو کہین کہ یہ بیخبر ہین انمین جنگ حق نے رکھی ہے سربسر وہ ہر ایک کا ظاہر گہر کرے جنس کو ناجنس سے ماہر کرے یعنے جبری سنیون کو برا جانین اور انکے عیبون کو کھولین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

قہر را از لطف داند ہر کسے	خواہ نادان خواہ دانا یا خسے	قہر کو ہر ایک جانے لطف سے	خواہ دانا یا کوئی نادان ہے
لیک لطفے قہر در پنہان شدہ	یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ	لطف مین پر قہر نہان ہوگیا	قہر مین یا لطف پوشیدہ ہوا
کم کسے داند مگر ربانیے	کش بود در دل محک جانیے	کم ہوئی جانے مگر خاصان رب	ہے کسوٹی جان اُنکی دلمین اب
باقیان زین دو گمانے می برند	سوی لانہ خود بیک پرے پرند	باقی ان دو سے گمان کو رکھتے ہین	ایک پر سے آشیان کو جاتے ہین
علم را دو پر گمان را یک پرست	ناقص آمد ظن بہ پرواز ابترست	علم کے دو پر گمان کا ایک پر	ہے گمان ناقص و اڑنے مین ابتر

در بیان آنکہ علم را دو پر و گمان را یک پرست — بیان مین اسکے کہ علم کے دو پر اور گمان کا ایک پر ہے

مُرغ یک پر زود اُفتد سرنگون	باز بر پرد و دو گامے یا فزون	مُرغ اُڑے اک پا سر کے بل گرے	دو قدم یا کچھ سوا جو پھر اُڑے
اُفتد و خیزد آن مُرغ گمان	با یکے پر بر اُمید آشیان	اُڑتا ہی گرتا ہے وہ مرغ گمان	ایک پر سے با اُمید آشیان
چون ز ظن وا رست علمش رو نمود	شد دو پر آن مرغ پرہا وا کشود	جو گمان سے چھوٹا علم اُسکو ہوا	مُرغ دو پر کا ہوا وہ اور اُڑا
بعد ازان یمشی سویا مستقیم	نے علی وجہہ مکبا او سقیم	بعدہٗ یمشی سویا مستقیم	نے علی وجہہ مکبا یا سقیم
با دو پر بر مے پرد چون جبرئیل	بے گمان و بے مگر بے قال و قیل	ساتھ دو پر کے اُڑے جون جبرئیل	بے گمان بے فکر اور بے قال و قیل
گر ہمہ عالم بگویندش توئی	بر رہ یزدان و دین مستوی	گر تمام عالم کہے اُسکو تو ہے	راہ حق پر اور سچے دین پے
او نگردد گرم تر از گفتشان	جان طاق او نہ گردد جفت شان	اُنکے کہنے سے نہین خوشتر ہو وہ	جان طاق اُسکی نہ اُنکی جفت ہو
در ہمہ گویند او را گمرہے	کوہ پنداری و تو برگ کہے	گر کہین سب اسکو تو گمراہ ہے	کوہ جانے خود کو تو اک کاہ ہے
او نیفتد در گمان از طعن شان	او نگردد دردمند از طعن شان	پر وہ طعنون سے گمانمین کب پڑے	اور نہ اُن طعنون سے رنجیدہ رہے
بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت	گویدش با گمرہی یاری جفت	بلکہ گر دریا و کوہ اُسکو کہے	کہ تو گمراہی کا جفت اور یار ہے

سلہ قہر کو الخ ۵ شعر قہر کو لطف سے ہر ایک جانے خواہ دانا یا کوئی نادان ہے لطف مین قہر پوشیدہ ہوگیا اور قہر مین لطف چھپ گیا کوئی کم جانے مگر خاصان حق اُنکی جان کسوٹی ہے دل مین باقی ان دو سے گمان کو رکھتے ہین اور ایک پر سے آشیانہ کو جاتے ہین علم کے دو پر گمان کا ایک پر ہے گمان ناقص ہے اُڑنے مین بدتر ہے یعنے گمان علم کے مقابل مین ناقص و بدتر ہے فافہم ۱۲—

سلہ مُرغ اُڑے الخ ۶ شعر ایک پر کا مُرغ اُڑے اور سر کے بل گرے دو قدم یا کچھ سوا جو کہ پھر اُڑے اُڑتا ہے اور گرتا ہے وہ مُرغ گمان ایک پر سے بامید آشیانہ کے جبکہ گمان سے چھوٹا و علم اُسکو ملا مُرغ دو پر کا ہوا اور اُڑا ترجمہ بعدہ چلتا ہے برابر بغیر منھ کے بل اوندھا گرتا ہے نہ بیمار ہے دو پر کے ساتھ اُڑے مانند جبرئیل کے بیگمان و بے فکر و بے قال و قیل کے اگر تمام عالم اسکو کہے کہ تو راہ خدا پر و سچے دین پر ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

سلہ اُنکے کہنے سے الخ ۸ شعر اُنکے کہنے سے وہ خوشتر نہین ہو جان طاق اُسکی جفت اُنکی نہو اور اگر اسکو کہین کہ تو گمراہ ہے خود کو کوہ جانے اور تو ایک کاہ ہے ولیکن وہ طعنون سے کب گمان مین پڑے اور اُن طعنون سے کب رنجیدہ رہے بلکہ اگر دریا و کوہ اُسکو کہو وے کہ تو گمراہی کا جفت اور یار ہے ایک ذرہ خیالون مین نہ پڑے وہ حال پر مطمئن اور قانع رہے یعنے اگر تمام عالم اُسکو بُرا کہے وہ ایک ذرہ خیالون مین نہ پڑے جیسے معلم لڑکون کے کہنے سے بسبب خیال کے بیمار بنا چنانچہ اُسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲—

ہیچ یک ذرہ نیفتد در خیال   مطمئن و موقن و بے احتیال

ایک ذرہ نے خیالون مین پڑے   حال سے وہ مطمئن قانع رہے

رنجور شدن آدمی بوہم تعظیم خلق و رغبت مشتریان بوے وحکایت معلم کودکان

بیمار ہونا آدمی کا اوپر تعظیم خلق کے اور رغبت مشتریونکی ساتھ اُسکے اور حکایت لڑکونکی معلّم کی

کودکان مکتبے از اوستاد   رنج دیدند از ملال و اجتہاد
مشورت کردند در تعویق کار   تا معلم در فتد در اضطرار
چون نمی آید درا رنجورئیے   کہ بگیرد چند روز او دورئیے
تا رہیم از حبس و از تنگی کار   ہست او چون کوہ خارا برقرار
آن یکی زیرک ترین تدبیر کرد   کہ بگوید اوستا چونی تو زرد
خیر باشد رنگ تو برجا نیست   این اثر یا از ہوا یا از تپی ست
اندکے اندر خیال افتد ازین   تو برادر ہم مدد کن این چنین
چون درآئی از در مکتب بگو   خیر باشد اوستا احوال تو
آن خیالش اندکے افزون شود   کز خیال عاقلے مجنون بود
آن سوم وان چارم و پنجم چنین   در پئے ما غم نمایند و چنین
تا چو سی کودک تواتر این خبر   متفق گویند یابد مستقر
ہر یکے گفتش کہ شاباش اے ذکی   باد بختت بر عنایت متکی
متفق گشتند در عہد وثیق   تا نہ گرداند سخن را یک رفیق
بعد ازان سوگند داد او جملہ را   تا کہ غمازے نہ گوید ماجرا

لڑکے اک مکتب کے بس اُستاد سے[1]   رنج پاتے تھے جو کوشش تھی اُسے
مشورت کی اپنی فرصت کے لئے   تا مرض مین یہ مُعلم بس پڑے
کیون نہین آتا مرض اب اُسکو ہی   چند مُدت تا ہمین فرصت ملے
تا رہائی ہووے ہمکو قید سے   جو وہ قائم ہی مثالِ کوہ کے
اُنمین اک زیرک نے یہ تدبیر کی   کہ کہو اُستاد کیا حالت تری
خیر ہے کیون رنگ تیرا زرد ہی   یا ہوا کا ہی اثر یا تپ تجھے
کچھ خیال اس سے ہو تھوڑا سا اُسے[2]   تم مدد اُسمین کرو اِس طور سے
جو کہ مکتب مین گھسو تم یہ کہو   خیر ہی اُستاد اب تم کیسے ہو
وہ خیال اُسکا ذرا افزون ہو   کیونکہ عاقل فکر سے مجنون ہو
تیسرا چوتھا و ایسے پانچوان   میرے پیچھے غم کرے اُسکا عیان
تیس لڑکون تک تواتر یہ خبر   متفق کہوین ہو قائم بیشتر
بس کہا ہر اک نے شاباش اے ذکی   بخت ہو بیدار تیرا اے اخی
ہو گئے سب متفق اس عہد پے   کہ نہ پھیرے بات کوئی آپ سے
بعدہٗ اُسنے قسم بس سب کو دی   تا نہ غمازی کرے اُسکی کوئی

[1] لڑکے الخ ۶ شعر لڑکے ایک مکتب کے اُستاد سے رنج پاتے تھے جو کہ اُسکو کوشش تھی مشورہ کیا اپنی فرصت کے لئے تاکہ یہ مُعلّم مرض مین پڑے اسکو مرض کیون نہین آتا ہے تاکہ چند مُدت ہم کو فرصت ملے تاکہ ہم کو رہائی ہووے قید سے جو کہ وہ قائم ہے مثل کوہ کے ایک زیرک نے اُن مین یہ تدبیر کی کہ اُستاد کو کہا کیا حالت ہے تیری خیر ہے تیرا کیون رنگ زرد ہے یا ہوا کا اثر ہے یا تجکو تپ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] کچھ خیال الخ ۸ شعر کچھ خیال تھوڑا سا اُسکو ہو امداد اُسمین اس طور سے کرو کہ جو تم مکتب مین گھسو یہ کہو خیر ہے اُستاد آپ کیسے ہین وہ خیال اُسکا ذرا زیادہ ہو کیونکہ عقلمند خیال سے مجنون ہو تیسرا و چوتھا و ایسے ہی پانچوان میرے پیچھے اُسکا غم عیان کرے تیس لڑکون تک تواتر یہ خبر متفق کہہ دین تو زیادہ قائم ہووے پس ہر ایک نے کہا شاباش اے ذکی بخت تیرا بیدار رہو اے اخی سب متفق ہو گئے اس عہد پر کہ آپ سے کوئی بات نہ پھیرے بعدہ اُسنے سب کو قسم دی تاکہ غمازی کوئی اُنکی نہ کرے آگے فرق عقلون کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

در بیان آنکه عقول خلق متفاوت ست در اصل فطرت و نزد معتزله متساویست و تفاوت عقول از تحصیل علم است

رای آن کودک بچربید از همه | عقل او درپیش میرفت از رمه
آن تفاوت هست در عقل بشر | که میان شاهدان اندر صور
زین قبل فرمود احمد در مقال | در زبان پنهان بود حسن رجال
اختلاف عقلها در اصل بود | بر وفاق سنیان باید شنود
بر خلاف قول اهل اعتزال | که عقول از اصل دارند اعتدال
تجربه و تعلیم بیش و کم کند | تا یکی را از یکی اعلم کند
باطل ست این زانکه رای کودکی | که ندارد تجربه در مسلکی
بگذرد ز اندیشهٔ مردان کار | عاجز آید کارشان در اضطرار
بر دمید اندیشهٔ زان طفل خرد | پیر با صد تجربه بوئے نبرد
خود فزون آن به که آن از فطرت ست | تا ز افزونی که جهد و فکرت ست
تو بگو داده خدا بهتر بود | یا که لنگے راهوارانه رود

بیان اسکا کہ مخلوق کی عقلوں میں فرق ہے اصل پیدائش سے اور معتزلہ کے نزدیک برابر ہے مگر فرق عقلوں میں تحصیل علم سے ہے

رائے غالب سب پہ لڑکے کی ہوئی | عقل اسکی سب پہ سبقت لے گئی
ہے تفاوت عقل کا فطرت میں ہے | شاہدوں کی جسطرح صورت میں ہے
اس قسم سے مصطفے نے بھی کہا | حسن انسان کا زبان میں ہے چھپا
اصل میں کل اختلاف عقلوں کا ہے | یہ مقولہ سنیوں کا جان لے
معتزل ہیں برخلاف اس عقل میں | کہ برابر عقل ہے سب اصل میں
تجربہ تعلیم زیادہ کم کرے | تا کہ اک کو ایک سے اعلم کرے
اس سے باطل یہ مقولہ ہو گیا | طفل کی رائے نہ رکھے تجربا
آزمودوں کی وہ گذرے فکر سے | کام انکا رنج سے عاجز کرے
طفل سے اندیشہ وہ پیدا کرے | کہ نہ بوڑھے کو پتا اسکا لگے
برتری بہتر جو پیدائش سے ہے | اس فزونی سے کہ جو کوشش سے ہے
تو کہو بہتر خدا کی دین ہے | یا کہ لنگڑا اسپ جو رستہ چلے

در وهم افگندن کودکان استاد را به مکر

روز گشت و آمدند آن کودکان | بر همین فکرت بمکتب شادمان

وہم میں ڈالنا لڑکوں کا استاد کو ساتھ مکر کے

دن ہوا تو آئے سب اس فکر میں | سوی مکتب طفل خوش ہوتے ہوئے

سے رائے غالب الخ ۱۱ شعر رائے غالب سب پہ لڑکے کی ہوئی اور عقل اُسکی سب پر سبقت لے گئی آگے حقائق اسکے ہیں پس عقل کا تفاوت فطرت میں ہے جس طرح شاہدوں کی صورت میں ہے اسی قسم سے مصطفے صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ حسن انسان میں پوشیدہ ہے اصل میں اختلاف کل عقلوں کا ہے یہ مقولہ سنیوں کا جان لے اور معتزلہ برخلاف اس عقل میں ہیں تجربہ و تعلیم کم و زیادہ کرے تاکہ ایک کو ایک سے اعلم کرے اس سے یہ مقولہ باطل ہو گیا کہ رائے طفل کی کہ تجربہ نہیں رکھتی ہے آزمودوں کی وہ فکر سے گذرے اسکا کام رنج سے عاجز کرے وہ اندیشہ طفل سے پیدا ہو کہ بڈھوں کو پتا اسکا نہ لگے یعنے اہل سنت جماعت کہتے ہیں کہ عقلیں اصل میں تفاوت رکھتی ہیں بموجب حدیث نبوی کے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ عقلیں اصل میں برابر ہیں مگر تجربہ و تعلیم سے کم یا زیادہ ہوتی ہیں اس سے ثابت ہوا قول اہل سنت و جماعت کا کہ لڑکوں کو تجربہ نہیں ہوا ہے پس اُنکی عقل استاد پہ کیوں غالب آئی پس برتری و بہتری پیدایش سے ہے اُس زیادتی سے ہے جو کہ کوشش سے ہے تو کہو خدا کی بخشش بہتر ہے یا کہ لنگڑا اسپ راہ چلے آگے حال لڑکوں کا ہے فافہم ۱۲

سے دن ہوا الخ ۹ شعر دن ہوا تو سب اس فکر پر آئے طرف مکتب کے خوش ہوئے سب باہر کھڑے رہے منتظر تاکہ اندر وہ یار پہلے آئے آگے حقائق ہیں جو کہ وہ سرچشمہ رائے کا ہو کیونکہ پاؤں کا سر ہمیشہ پیشوا ہے اے مقلد تو پیشوا اسکا مت ہو جو نور فلک سے چشمہ ہو آگے رجوع بہ قصہ وہ آیا اور استاد کو اُسنے سلام کیا کہا خیر ہے کیوں زرد رو تیرا ہوا استاد نے کہا میں بیمار نہیں ہوں تو جا بیٹھ اور مت کہہ اس سے سوا نفی کی ولیکن وہم کا اک غبار اُسکے دل میں ذرا پڑ گیا دوسرا لڑکا آیا اور وہی اُسنے کہا اسکا وہم اور تھوڑا سا بڑھ گیا اسی طرح وہم بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ اپنے حال میں پھنس گیا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

جملہ استادند بیرون منتظر | تا در آید از در آن یار مُصر
زانکہ منبع اوست این رای را | سر امام آمد ہمیشہ پائے را
ای مقلد تو مجو بیشی بر آن | کو بود منبع ز نور آسمان
او در آمد گفت استا را سلام | خیر باشد رنگ رویت زرد فام
گفت استا نیست رنجے مر مرا | تو برو بنشین مگو یاوہ ہلا
نفی کرد اما غبار وہم بد | اندکے اندر دلش ناگاہ زد
اندر آمد دیگرے گفت اینچنین | اندکے آن وہم افزون شد برین
ہمچنین تا وہم او قوت گرفت | ماند اندر حال خود بس در شگفت

سب کھڑے باہر رہے بس منتظر | تاکہ اندر آئے وہ یار مُصر
جو وہ سرچشمہ ہوا اس رائے کا | پاؤن کا سر ہے ہمیشہ پیشوا
ای مقلد مت ہو اس کا پیشوا | جو فلک کے نور سے چشمہ ہوا
آیا استا کو سلام اس نے کیا | خیر ہے کیون زرد رو تیرا ہوا
بولا استا مین نہین بیمار ہون | جا تو بیٹھ اور مت بک اس سے فزون
کی نفی لیکن غبار اک وہم کا | اسکے دلمین بس ذرا سا پڑ گیا
دوسرا آیا وہی اس نے کہا | وہم اسکا اور تھوڑا سا بڑھا
وہم اسکا اس طرح بڑھتا گیا | یان تلک وہ حال مین اپنے پھنسا

رنجور شدن فرعون بہ وہم از تعظیم خلقان
بیمار ہونا فرعون کا بسبب وہم تعظیم مخلوق کے

سجدۂ خلق از زن و از طفل و مرد | زد دل فرعون را رنجور کرد
گفتن ہر یک خداوند و ملک | آنچنان کردش ز وہمی منتہک
کہ بدعوی الٰہی شد دلیر | اژدہا گشت و نمی شد ہیچ سیر
عقل جزوی آفتش وہمست و ظن | زانکہ در ظلمات شد او را وطن
بر زمین گر نیم گز راہے بود | آدمی بے وہم ایمن می رود
بر سر دیوار عالی گر روے | گر دو گز عرضش بود کژ میشوی
بلکہ می افتی ز لرز دل بوہم | ترس وہمے را نکو بنگر بفہم

مرد و زن[1] کے سجدہ کرنے نے کیا | جلد تر بیمار دل فرعون کا
سب کے کہنے سے خداوند و شہا | ایسا اسکو وہم سے رسوا کیا
کہ ہوا دعوی خدائی سے دلیر | اژدہا تھا وہ نہین ہوتا تھا سیر
عقل جزوی اسکو ہے وہم و گمان | کیونکہ تاریکی مین ہے اسکا مکان
گر زمین پر آدھ گز اک راہ ہے | آدمی بے وہم و خوف اسپر چلے
اونچی گر دیوار پر بس جاے تو | عرض دو گز ہو مگر جھک جائے تو
بل پڑے تو لرز دل سے وہم مین | وہم کو ڈر دیکھ لا تو فہم مین

رنجور شدن استاد معلم بہ وہم و خیال
بیمار ہو جانا استاد معلم کا بسبب وہم و خیال کے

گشت استا سخت سست از وہم و بیم | بر جہید و می کشانید او گلیم

بس[2] پریشان وہم سے استا ہوا | اوڑھا کمل اور وہان سے وہ اٹھا

[1] مرد و زن الخ، شعر سجدہ کرنے نے مرد و زن کے کیا جلد تر فرعون کا دل بیمار سب کے کہنے نے خداوند و شاہ اسکو وہم سے ایسا بیمار کیا کہ دعوی خدائی سے دلیر ہوا اژدہا تھا کہ وہ اسیر نہین ہوتا تھا آگے حقائق ہین عقل جزوی اسکو وہم و گمان ہے کیونکہ تاریکی مین اسکا مکان ہے اگر زمین پر آدھ گز راہ ہے آدمی بے وہم و خوف اسپر چلے اگر بلند دیوار پر تو جائے تو لرز دل سے وہم مین پڑے وہم دوڑ کو دیکھ اور فہم مین لا یعنے عقل جزوی کے سبب سے تو وہم و گمان مین نہ پڑے کیونکہ دل تو تاریکی رکھتا ہے اور جنکا دل روشن ہے وہ مقام یقین مین رہتے ہین آگے استاد کا حال ہے فافہم ۱۲ [2] بس پریشان الخ شعر بس استاد وہم سے پریشان ہوا اور کمل اوڑھا اور وہان سے اٹھا عورت پر غصہ ہوا کہ بیوفا نے اول حال نہ میرا پوچھا نہ خبر مجھکو کی میرے رنگ سے ارادہ چھوٹنے کا ہے مجھے ننگ سے وہ اپنے جلوۂ حسن مین مست ہے اور بیخبر میری بیماری کہنے سے آیا اور وہ دروازہ خشم سے کھولا اور لڑکے سب پیچھے تھے استاد کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

خشمگین با زن که مهر اوست سست
من بدین حالم نه پرسید او نخست

خود مرا آگہ نکرد از رنگ من
قصد دارد تا رہد از ننگ من

او بحسن و جلوهٔ خود مست گشت
بیخبر کز بام من افتاد طشت

آمد و در را بتندی برگشاد
کودکان اندر پی آن اوستاد

گفت زن خیرست چون زود آمدی
که مبادا ذات نیکت را بدی

گفت کوری رنگ و حال من ببین
از غم بیگانگان اندر حنین

تو درون خانه از بغض و نفاق
می نه بینی حال من در احتراق

گفت زن ای خواجه عیبی نیستت
وہم و ظن و لاش بی معنیستت

گفت ای غر تو ہنوزی در لجاج
می نه بینی در تغیر و ارتجاج

گر تو کور و کر شدے ما را چه جرم
ما درین رنجیم و در اندوه گرم

گفت اے خواجه بیارم آئینه
تا بدانی که ندارم من گنه

گفت رو چه تو چه آئینه ات
دائما در بغض و کینے و عنت

جامهٔ خواب مرا رو گستران
تا بخسپم که سر من شد گران

زن توقف کرد مردش بانگ زد
کای عدو زوتر ترا این می سزد

غصہ عورت پر ہوا کہ بے وفا
پہلے حال اُسکے نہ پوچھا یہ مرا

نے خبر کی مجکو میرے رنگ سے
ہے ارادہ چھوٹے میری ننگ سے

اپنی جلوہ حسن مین وہ مست ہے
بیخبر گہنے سے بیماری مرے

آیا اور دروازہ کھولا خشم سے
لڑکے سب پیچھے تھے اُس اُستاد کے

[۱] بولی عورت خیر ہے جلد آئے کیون
کہ طبیعت کیا ہوئی تیری زبون

بولا اندھی دیکھ میرا رنگ و حال
دوسرون کے غم مین رکھتی ہے ملال

گھر مین اب بغض و نفاق اپنے سے تو
دیکھتی کب میرے ابتر حال کو

بولی عورت کچھ نہ بیماری تجھے
ہے گمان و وہم بے معنی تجھے

بولا تجہ ہے تجھے پر خاش ابھی
نے تغیر دیکھے نے لرزہ کو بھی

[۲] تو ہے اندھی بہری میرا کیا گناہ
مین کہون یہ رنج و غم و درد و آہ

بولی ای خواجہ مین لاؤن آئینہ
تاکہ جانے تو کہ میرا کیا گنہ

بولا جا جا کیا تو اور کیا آئینہ
بغض و کینہ مین سدا تو مبتلا

جا بچھا دے تو مرا اب بسترا
تاکہ مین سوؤن ہے بھاری سر مرا

ٹھہری عورت مرد نے اس سے کہا
دیر مت کر جلد لا تو بسترا

در جامهٔ خواب افتادن اُستاد و نالیدن او بوہم رنجوری

لیٹ جانا بستر پر اُستاد کا اور رونا اسکا وہم بیماری سے

جامهٔ خواب آورد و گسترد آن عجوز
گفت امکان نی و باطن پُر ز سوز

گر بگویم متہم دارد مرا
ور نگویم جد شود این ماجرا

[۳] لائے بستر کو بچھایا اُسنے پر
کہہ نہین سکتی وہ باطن پُر شرر

گر کہون مین متہم مجکو کرے
چپ رہون مین ماجرا بالکل بڑھے

[۱] بولی الخ ۵ شعر عورت نے کہا خیر ہے جلد آئیے کیون کہ طبیعت بیمار تیری کیا ہوئی کہا کہ اندھی دیکھ میرا رنگ حال دوسرون کے غم مین ملال رکھتی ہے تو گھر مین اپنے بغض و نفاق سے میرے ابتر حال کو کب دیکھتی ہے عورت نے کہا کہ کچھ بیماری تجکو نہین ہے تجکو گمان ہیجے ہے کہا اے قحبہ ابھی تجکو پرخاش ہے نہ تغیر و نہ لرزہ کو دیکھتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[۲] تو ہے الخ ۵ شعر تو اندھی و بہری ہے میرا کیا گناہ ہے مین رکھتا ہون یہ رنج و درد و غم و آہ عورت نے کہا کہ اے خواجہ مین آئینہ لاؤن تاکہ تو جانے کہ میرا کچھ گناہ نہین ہے کہا کہ جا جا تو کیا تیرا آئینہ کیا و بغض و کینہ مین تو سدا مبتلا ہے تو جا بچھا دے بستر تاکہ مین سوؤن میرا بھاری سر ہے عورت ٹھہری مرد نے اُس سے کہا دیر مت کر جلد تو بستر لا-
باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[۳] لائے الخ ۲ شعر بستر لاکر اُس نے بچھا دیا لیکن کہہ نہین سکتی تھی و باطن پر شرر تھا اگر مین کہون وہ مجکو متہم کرے اور اگر چپ رہون بالکل ماجرا بڑھے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲-

فال بد رنجور گرداند همے | آدمی را که نبودستش غمے
قول پیغمبر قبوله یفرض | ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر بگویم او خیالے بد زند | فعل دارد زن که خلوت میکند
مرد را از خانه بیرون مے کند | بهر فسقے فعل و افسون میکند
جامه خواب افگند استاد و فتاد | آه آه و ناله از وے می نزاد
کودکان آنجا نشستند و نهان | درس میخواندند با صد اندهان
کاین همه کردیم و ما زندانیم | بد بنائے بود و ما بد بانی ایم
هین دگر اندیشهٔ باید نمود | تا ازین محنت فرج یابیم زود

فال بد بیمار انسان کو کرے[1] | کہ تدارک کچھ نہ اسکا ہو سکے
قول پیغمبر کو مانو یفرض | ان تمارضتم لدینا تمرضوا
گر کہون مین بد خیال آوے اسے | کوئی مطلب ہے جو خلوت چاہتی ہے
گھر سے باہر وہ نکالے بس مجھے | فسق کو یہ مکر و افسون کرتی ہے
اُسنے لا کر کے بچھایا بسترا | لیٹا اُستاد آہ و نالہ کرتا تھا
لڑکے اس جا آن کر بیٹھے نہان | درس کرتے تھے مگر غم سے وہان
ہمنے سب کچھ یہ کیا پر قید ہین | یہ بنا ہم نے بُری کی کیا کرین
دوسری تدبیر کرنا چاہیے | تاکہ اس محنت سے بس فرصت ملے

دوم بار در وہم افگندن اُستاد را کہ او را از قرآن خواندن صداع آید و درد سر افزاید

دوبارہ وہم مین ڈالنا اُستاد کو کہ اُسکو قرآن پڑھنے سے درد سر زیادہ ہو۔

گفت آن کودک که ای قوم پسند | درس خوانید و کنید آوا بلند
چون همی خواندند گفت ای کودکان | بانگ ما استاد را دارد زیان
درد سر افزاید استا را ز بانگ | ارزد این کو درد یابد بهر دانگ
گفت استا راست میگوید روید | درد سر افزون شدم بیرون روید
سجده کردند و بگفتند ای کریم | دور بادا از تو رنجوری و بیم
پس برون جستند سوی خانها | همچو مرغان در هوای دانها

بولا وہ لڑکا[2] کہ اے قوم پسند | اب پڑھو قرآن بآواز بلند
جو پڑھا بولا اے لڑکو اوستا | اس صدا سے پاتا ہے نقصان سوا
درد سر اُستا کو ہو آواز سے | کب ہے لائق زر کی خاطر درد لے
بولا اُستا سچ تو کہتا ہے بھلا | جاؤ تم اب درد سر افزون ہوا
بس کیا سجدہ و بولے ای کریم | دور تجھ سے ہو یہ تیرا رنج و بیم
پس گئے وہ گھر کی جانب اُڑ اُڑ | جس طرح دانہ پہ جاتا مُرغ ہی

[1] فال بد الخ ۲ شعر فال بد انسان کو بیمار کرے کہ اُسکا رُک کچھ نہو سکے قول پیغمبر کا مانو فرض ہے ترجمہ اگر مرض کو اپنے اوپر رکھو گے مریض ہو جاؤ گے آگے رجوع بقصہ ہے اگر مین کہون اُسے خیال بد آئے کہ کوئی مطلب ہے جو خلوت چاہتی ہے وہ گھر سے باہر نکالے مجھے فسق کو یہ مکر و افسون کرتی ہے اُسنے لا کر بستر بچھایا اُستاد لیٹا اور آہ و نالہ کرتا تھا لڑکے اُس جگہ آکر پوشیدہ بیٹھے اور درس کرتے تھے مگر غمگین تھے ہمنے یہ سب کچھ کیا و لیکن قید ہین یہ بنا بُری کی اب کیا کرین اب دوسری تدبیر کرنا چاہیے تاکہ اس محنت سے فرصت ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] بولا الخ ۶ شعر اس لڑکے نے کہا کہ اے قوم پسند اب قرآن پڑھو آواز بلند سے جو پڑھا کہا کہ اے لڑکو اُستاد اس صدا سے نقصان پاتا ہے سوا اور درد سر اُستاد کو ہو آواز سے لائق کب ہے کہ زر کی خاطر درد لے کہا اُستاد نے کہ تو سچ کہتا ہے جاؤ تم اب درد سر زیادہ ہوا پس سجدہ کیا اور کہا کہ اے کریم تجھ سے دور ہو جو رنج و خوف پس وہان سے وہ گھر کو اُڑے جس طرح مرغ دانہ پہ جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خلاصی کودکان از مکتب بدین مکر و سوال مادران از ایشان

مادران شان خشمگین گشتند و گفت / روز کتاب شما با لهو جفت
وقت تحصیل ست اکنون و شما / میگریزید از کتاب و اوستا
عذر آوردند کای مادر بالیست / این گناه از ما و از تقصیر نیست
از قضای آسمان استاد ما / گشت رنجور و سقیم و مبتلا
مادران گفتند مکرست و دروغ / صد دروغ آرید بهر طمع دوغ
ما صباح آئیم پیش اوستا / تا ببینیم اصل این مکر شما
کودکان گفتند بسم الله روید / بر دروغ و صدق ما واقف شوید

رہائی پانا لڑکون کا مکتب سے ساتھ اس مکر کے اور سوال کرنا ماؤن کا ان سے

غصہ ہو کر انکی ماؤن نے کہا[1] / کھیلتے ہو کیون نہین تم نے پڑھا
وقت تحصیل علوم اب کس لیے / بھاگتے ہو تم کتاب استاد سے
عذر لائے کہ اے اماں تو مت کہو / یہ گنہ ہم سے نہ اور تقصیر ہے
کہ قضائے آسمان سے اوستا / ہو گیا بیمار اور رو د مبتلا
بولین مائین جھوٹ ہے اور مکر ہے / حیلے سو ہین کھیلنے کیواسطے
صبح کو ہم پاس استا کے چلین / اصل کو اس مکر کے ہم دیکھ لین
بولے سب لڑکے کہ بسم اللہ چلو / جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو

بعیادت رفتن مادران علی الصباح معلم فرزندان را

بامدادان آمدند آن مادران / خفته استا همچو بیمار گران
هم عرق کرده ز بسیاری لحاف / سر ببسته رو کشیده در لحاف
آه آه میکند آهسته او / جملگان گشتند هم لاحول گو
خیر باشد اوستاد این درد سر / جان تو ما را نبوده زین خبر
گفت من هم بیخبر بودم ازان / آگهم کردند این مادر غران
من بُدم غافل بشغل قال و قیل / بود در باطن چنین رنجے ثقیل
چون بجد مشغول باشد آدمی / او ز دید رنج خود باشد عمی
از زنان مصر یوسف شد سمر / جمله از مشغولی خود بیخبر

عیادت کو جانا ماؤن لڑکون کا معلم فرزندون کے پاس صبح کو

صبح کو مائین گئین تو اوستاد[2] / مثل بیمارون کے تھا سویا ہوا
تھا لحافون سے پسینہ بس آ رہا / منہ چھپایا سر کو باندھا درد سے
کرتا تھا بس آہ آہ آہستہ وہ / سب نے بس اس دم پڑھا لاحول کو
خیر ہے استاد نے ہمکو خبر[3] / جان تیری کو ہوا یہ درد سر
بولا مین بھی بیخبر بس اس سے تھا / قحبہ زادون نے مجھے آگہ کیا
شغل قال و قیل مین غافل مین تھا / رنج ایسا بس تھا باطن مین تھا
آدمی مشغول جو کوشش مین ہو / دیکھنے سے رنج کے اندھا ہو وہ
عورتون سے مصر کے یوسف شہیر / اپنی مشغولی سے وہ سب بیخبر

[1] غصہ الخ، شعر انکی ماؤن نے غصہ ہو کر کہا کہ کیون کھیلتے ہو جو تم نے نہین پڑھا وقت تحصیل علوم اب کس لئے تم بھاگتے ہو کتاب و استاد سے عذر کیا کہ اے ماں تو ست گہے یہ گناہ ہم سے نہین ہے بلکہ قضا آسمان سے استاد بیمار ہو گیا اور مبتلا ماؤن نے کہا کہ جھوٹ ہے اور مکر ہے سو حیلے ہین کھیلنے کے لئے ہم صبح کو استاد کے پاس جائین اور اس مکر کی اصل کو ہم دیکھ لین لڑکون نے کہا کہ بسم اللہ تم چلو اور جھوٹ سچ کو تم ہمارے جان لو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] صبح کو سا شعر صبح کو مائین گئین تو استاد بیمار کے مانند سویا ہوا تھا لحاف سے اسکو پسینا تھا منہ چھپایا تھا اور سر کو درد سے باندھا تھا وہ آہستہ آہستہ آہ آہ کرتا تھا سب نے اسوقت لاحول کو پڑھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] خیر ہے الخ، شعر خیر ہے استاد ہمکو خبر نہین کہ تیری جان کو یہ درد سر ہوا کہا کہ مین بھی بیخبر اس سے تھا قحبہ زادون نے مجھے آگاہ کیا مین شغل قال و قیل مین غافل اور ایسا رنج میرے باطن مین تھا آگے حقائق ایسے ہین جو آدمی مشغول کوشش مین ہو وہ رنج کے دیکھنے سے اندھا ہو آگے اسکی مثال ہے یوسف عم مصر کے عورتون سے مشہور اور وہ سب اپنے مشغولی سے بیخبر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

پاره پاره کرده ساعدهای خویش / روح والہ کو نہ پس ماند نہ پیش
ای بسا مرد شجاع اندر حراب / کہ ببُرّد دست یا پایش خراب
او ہمہ دست آورد در گیرودار / بر گمان آنکہ ہست او برقرار
خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر / خون ازو بسیار رفتہ بے خبر

ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ اپنے کو کیا / روح والہ پیش وپس نے جانتا
ای بہت مرد قوی کے جنگ مین / ہاتھ پاؤن ضرب سے بس کٹتے ہین
وہ اُنھین ہاتھون سے حربہ کرتے ہین / اس گمان پر کہ درستی رکھتے ہین
دیکھتے ہین نہ کٹے ہاتھ اپنے پر / خون جاتا ہی بہت وہ بے خبر

در بیان آنکہ تن روح را چون لباسی ست و این دست آستین دست روح ست و این پاے موزہ پاے روح

بیان مین اُسکے کہ بدن روح کو مانند لباس کے ہے اور یہ ہاتھ آستین روح کی ہے اور یہ پاؤن موزہ روح کے پاؤن کا ہے

تا بدانی کہ تن آمد چون لبیس / رو بجو لابس لباسے را ملیس
روح را توحید اللہ خوشتر ست / غیر ظاہر دست و پاے دیگر ست
دست و پا در خواب بینی ایتلاف / آن حقیقت دان مدانش از گزاف
آن توی کہ بے بدن داری بدن / پس مترس از جسم جان بیرون شدن
روح دارد بے بدن بس کاروبار / مرغ باشد در قفس بس بے قرار
باش تا مرغ از قفس آید برون / تا بہ بینی ہفت چرخ او را زبون
یک حکایت گو بمیت گر بشنوی / در حقیقت بر حقیقت بگروی

جو نہ لباس آیا بدن مین ڈھونڈھ تو / پہننے والے کو نہ ملبوس کو
روح کو توحید حق ہے خوشنما / ہاتھ پاؤن اور ہین انکے سوا
ہاتھ پاؤن خواب مین دیکھے ملا / وہ حقیقت جان تو نہ جھوٹ لا
تو بدن کے ہی بدن وہ تو ہی ہی / جان تن سے جاے تیری مت ڈرے
بے بدن کے جان کرتی ہی کاروبار / مرغ ہوتا ہی قفس مین بے قرار
ٹھہر تا باہر قفس سے مرغ ہو / پہنچ جانے ساتھ افلاک کو دو
اک حکایت کہتا ہون گر تو سُنے / تا حقیقت کا تو گرویدہ رہے

حکایت آن درویش کہ در کوہ خلوت کردہ بود و بیان حلاوت انقطاع و خلوت و داخل شدن درین منقبت

حکایت اُس درویش کی کہ پہاڑون مین خلوت اختیار کی تھی اور بیان لذت قطع تعلقات اور داخل ہونا اُس منقبت مین

سلہ ٹکڑے ٹکڑے الخ ۴ شعر ہاتھ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا روح والہ پیش وپس نہین جانتی ہین ای بہت مرد بہادر کے جنگ مین ہاتھ پاؤن کٹتے ہین ضرب سے وہ انھین ہاتھون سے حربہ کرتے ہین اس گمان پر کہ درستی رکھتے ہین اپنے ہاتھ کٹے نہین دیکھتے ولیکن خون بہت رہتا ہی اور وہ بےخبر ہین یعنے انسان حالت مشغولی خود سے بےخبر ہوتا ہے گو کہ جسم کٹے روح کو اُس سے کچھ خبر نہین ہوتی ہے چنانچہ آگے جان و تن کا حال مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ جون لباس الخ ۳ شعر مانند لباس کے بدن آیا تو ڈھونڈھ پہننے والے کو نہ ملبوس کو روح کو توحید حق کی خوشنما ہے اور ہاتھ پاؤن روح کے اور ہین انکے سوا ہاتھ پاؤن خواب مین تو ملے دیکھے وہ حقیقت تو جان جھوٹ نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ بے بدن الخ ۴ شعر ہے بدن کے ایک بدن ہے وہ تو ہی ہے جان تیرے تن سے جانے تو مت ڈرے بغیر بدن کے جان کاروبار کرے مرغ قفس مین بیزار ہوتا ہے تو ٹھہر کہ مرغ قفس سے باہر ہو اور سات افلاک کو وہ پہنچ جانے مین ایک حکایت کہتا ہون اگر تو سُنے تا حقیقت مین گرویدہ رہے یعنے اس جسم کے سوا اور ایک جسم نورانی ہے کہ وہ بغیر اس جسم عنصری کے کام کرتا ہی اور افلاک سے بڑھ کر جاتا ہے یہ تو حکایت سُن کر تو راغب حقیقت کا ہووے چنانچہ وہ حکایت آگے ہے فافہم ۱۲

که انا جلیس من ذکرنی و انیس من استانس بی
گر با همه چو بی منی بی همه ور بی همه چو با منی با همه

که انا جلیس من ذکرنی و انیس من استانس بی
گر با همه چو بی منی بی همه ور بی همه چو با منی با همه

بود درویشی بکهساری مقیم	خلوت او را بود همخواب و ندیم
چون ز خالق میرسید او را شمول	بود از انفاس مرد و زن ملول
همچنان که سهل شد ما را حضر	سهل شد هم قوم دیگر را سفر
آنچنان که عاشقی بر سروری	عاشق ست آن خواجه بر آهنگری
هر کسی را بهر کاری ساختند	میل آن را در دلش انداختند
دست و پا بی میل جنبان کی شود	خار و خس بی آب و بادی کی رود
گر ببینی میل خود سوی سما	پر دولت بر گشا همچون هما
ور ببینی میل خود سوی زمین	نوحه میکن هیچ منشین از حنین
عاقلان خود نوحها پیشین کنند	جاهلان آخر بسر بر می زنند
ز ابتدای کار آخر را ببین	تا نباشی تو پشیمان یوم دین

کوہ مین درویش اک بس تھا مقیم[1]	اسکی ہمصحبت تھی خلوت اور ندیم
جو کہ تھا اللہ سے اُسکو وصال	مرد و زن کے نفس سے رکھتا ملال
ہوگیا جیسے ہمین آسان حضر	دوسری ہم قوم کو آسان سفر
جیسے تو محبوب رکھے سروری	خواجہ کو مرغوب ہے آہنگری
ہر کسی[2] کو کام کے لائق کیا	دل مین اسکے اُسکی رغبت کو رکھا
کب ہلین بے خواہشون کے دست و پا	کب دواہون خار بے آب و ہوا
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے سما	کھول پر دولت کا تو مثل ہما
دیکھے رغبت اپنی تو سوئے زمین	نالہ کر اور بیٹھ تو اندوہگین
نالہ اول سے کرین ہین عاقلان	اور سر پیٹے ہین آخر جاہلان
دیکھ انجام ابتدا مین کام کے	تا نہ محشر مین پشیمان تو رہے

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستعیر ترازو

دیکھنا زرگر کا انجام کام کو اور باتین کرنا موافق انجام کے ساتھ استعارہ ترازو کے

آن یکی آمد بپیش زرگری	که ترازو ده که بر سنجم زری
گفت خواجه رو مرا غربال نیست	گفت میزان ده برین تسخر مایست

پاس[3] اک زرگر کے آیا اک بشر	کہ ترازو دو مجھے تولون مین زر
بولا وہ چھلنی نہ میرے پاس ہے	بولا میزان دے مسخر مت کرے

ف۱ کوہ مین الخ ہر شعر ایک درویش پہاڑون مین مقیم تھا خلوت اسکی ہم صحبت اور ندیم تھی جو کہ اللہ سے اُسکو وصال تھا مرد و زن کے نفس سے ملال رکھتا تھا آگے اسکی مثال ہے جیسے ہم کو حضر آسان ہے دوسری قوم کو سفر آسان ہے جیسے تو سروری محبوب رکھے خواجہ کو آہنگری مرغوب ہے فافہم ۱۲۔

ف۲ ہر کسی کو الخ ۶ شعر ہر کسی کو ایک کام کے لائق کیا دل مین اُسکے اُسکی رغبت کو رکھا کب بغیر خواہش کے دست ہلین اور خار و خس بغیر ہوا کے روان ہون اگر تو اپنی رغبت آسمان کی جانب دیکھے پر دولت کو تو کھول مثل ہما کے اور اگر اپنی رغبت دیکھے طرف زمین کے نالہ کر اور بیٹھ تو غمگین نالہ اول سے عقلمند کرتے ہین اور سر پیٹتے ہین آخر کو جاہل ابتدا سے کام مین انجام دیکھ تا محشر مین تو پشیمان نہ رہے یعنے حق تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا اور اسی کام کی رغبت اُسکے دل مین ڈالی وہ عقلمند ہے کہ اول مین انجام کو دیکھے جیسے ایک زرگر انجام بین تھا چنانچہ اسکی حکایت آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

ف۳ پاس الخ ۲ شعر ایک شخص ایک زرگر کے پاس آیا کہ ترازو دے مین زر کو تولون کہا کہ تو جا میرے پاس چھلنی نہین ہے کہا کہ میزان دے مسخرمت کر کہا کہ جا تو میری دکان پر نہین ہے کہا بس کر اور مزاق مت کر مین ترازو تجھ سے چاہتا ہون کر دے تو بہرا مت ہو اور ہر طرف مت پھر کہا مین بات سنتا

گفت جاروبے ندارم بر دکان
من ترازو ئے کہ میخواہم بدہ
گفت بشنیدم سخن کر نیستم
این شنیدم لیک پیرے مرتعش
فہم کردم لیک پیر ناتوان
وان زر تو ہم قراضہ خرد و مرد
پس بگوئی خواجہ جاروبے بیار
چون بروبی خاک را جمع آوری
من ز اول دیدم آخر را تمام
ہر کہ اول بین بود اعمے بود
ہر کہ اول بنگرد پایان کار
حکم چون بر عاقبت اندیشی است
عاقبت بینان بوند اہل رشاد
این سخن پایان ندارد راز گوے
کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد

گفت بس بس این مضاحک را بمان
تو نشستن را اگر مکن ہر سو بجہ
تا نپنداری کہ بے معنیستم
دست لرزان جسم تو نا منتعش
دست لرزد پس بریزد زر خرد
تا بجویم زر خود را از غبار
گوئیم غربال خواہم اے اخی
جائے دیگر رو ازینجا والسلام
ہر کہ آخر بین چہ با معنے بود
اندر آخر او نگردد شرمسار
بادشاہی بندہ درویشی است
ورنگر واللہ اعلم بالسداد
قصۂ آن مرد زاہد باز گوے
کاندران کہسار بودش خواب و خورد

بولا نہ جھاڑو ہے دوکان پر مرے
مین ترازو تجھ سے چاہتا ہون کہ دے
بولا سنتا بات ہون بہرا نہین
یہ سنا پر رعشہ پیری سے ترے
سمجھا پر پیری سے تو ہے ناتوان
اور وہ زر ریزہ ریزہ ہے ترا
پس کہے تو خواجہ جھاڑو مجکو دے
خاک کو تو جھاڑ کر جمع کرے
مین نے اول دیکھا آخر کو تمام
دیکھے جو اول کو بس اندھا ہے وہ
دیکھتا اول جو ہے انجام کار
حکم جو کہ آخر اندیشی پہ ہے
ہوتے آخر بین ہین بس اہل صواب
بات یہ بے انتہا ہے راز گو
بات کر شیخ مجرد کی تمام

بولا بس کر یہ مذاق اب مت کری
بہر امت ہو اور ہر سو مت پھرے
تا کہ تو جانے مین بی معنی نہین
ہاتھ کانپے اور لاغر جسم ہے
ہاتھ کمزوری سی کانپے ہر زمان
ہاتھ کانپے زر وہ گر جائے ترا
تا کہ ڈھونڈھون زر کو اپنے خاک سے
پھر کہے چلنی تو بھائی دے مجھے
جا کہین تو جا یہان سے والسلام
دیکھے جو آخر کو با معنا ہے وہ
ہوتا آخر کو نہین ہے شرمسار
شاہی بس موقوف درویشی پہ ہے
دیکھے تو واللہ اعلم بالصواب
مرد زاہد کا تو قصہ پھر کہو
وہ جو مین کھتا تھا وہ خواب و طعام

بقیہ قصۂ آن زاہد کوہی کہ نذر کردہ کہ میوہ کوہی
از درخت باز نگیرم و درخت نیفشانم و کسے را
نگویم بصریح و کنایت کہ بیفشان تا آن را بخورم
مگر آنکہ باد از درخت افگندہ باشد

باقی قصہ اُس زاہد کوہی کا کہ عہد کیا تھا کہ میوہ
درخت کوہی سے نہ توڑونگا اور نہ درخت کو ہلاؤنگا
اور نہ کسی سے اشارۃً و صراحۃً کہونگا کہ تم توڑو مین کھاؤن
ہان مگر وہ کہ ہوا درخت سے گرادے

سلہ یہ سنا الخ یہ شعر یعنی مین نے سنا و لیکن رعشہ پیری سے تیرے ہاتھ کانپتے اور لاغر جسم ہے مین سمجھا و لیکن تو پیری سے ناتوان ہے اور کمزوری سے ہاتھ کانپے ہر وقت اور تیرا زر ریزہ ریزہ ہے ہاتھ کانپنے اور وہ تیرا زر گر جائے پس تو کہے کہ اے خواجہ جھاڑو مجکو دے تاکہ اپنے زر کو مین ڈھونڈھون خاک سے تو خاک کو جھاڑ کر جمع کرے پھر تو کہے کہ بھائی چلنی مجکو دے مین نے اول دیکھا انجام کام کو تمام اور کہین تو جا والسلام فافہم ۱۲
سلہ دیکھے الخ یہ شعر جو اول کو دیکھے وہ اندھا ہے اور جو آخر کو دیکھے وہ با معنی جو اول دیکھتا ہے انجام کار وہ آخر کو نہین ہوتا ہے شرمسار جو کہ حکم کہ آخر اندیشی پہ ہے شاہی درویشی پہ موقوف ہے اہل صواب آخر بین ہوتے ہین تو دیکھ اللہ خوب جانتا ہے یہ بات بے انتہا ہے اسے راز گو تو مرد زاہد کا پھر قصہ کہہ بات شیخ مجرد کی تمام کر وہ کہ وہ مین رکھتا تھا خواب و طعام یعنی جو انجام بین ہین وہ درویشی مین شاہی کرتے ہین آگے قصہ زاہد کوہ نشین کا ہے فافہم ۱۲

اندران کہ بود اشجار و شمار — سیب و امرود و انار و بے شمار
قوت آن درویش بود آن میوہ ہا — غیر آن چیزے نخوردے دائما
گفت آن درویش یا رب با تو من — عہد کردم کہ نہ چینم در زمن
خود نہ چینم میوہ را در کل حین — نیز غیرے را نگویم کہ بچین
جز ازان میوہ کہ باد اندازدش — من نہ چینم از درختِ منتعش
مدتے بر نذر خود بودش وفا — تا در آمد امتحاناتِ خدا
زین سبب فرمود استثنا کنید — گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید
زانکہ حکمِ کار در دستِ من ست — اختیارِ جملگان پیشِ من ست
ہر زمان دل را دہم میلِ دگر — ہر زمان بر دل نہم داغِ جگر
کل اصباحٍ لنا شانٌ جدید — کل شیءٍ عن مرادی لا یحید
در حدیث آمد کہ دل ہمچون پری ست — در بیابانی اسیرِ صرصری ست
باد پر را ہر طرف راند گزاف — گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
در حدیثِ دیگر این دل دان چنان — کآب جوشان ز آتش اندر قازغان
ہر زمان دل را دگر رائے بود — آن نہ از وے لیک از جائے بود
پس چرا ایمن شوی بر رای دل — عہد بندی تا شوے آخر خجل
این ہم از تاثیرِ حکم ست و قدر — چاہ مے بینی و نتوانی حذر
نیست خود از مرغِ پران این عجب — کو نہ بیند دام و افتد در عطب

[1] کوہ میں پھل کے درخت ازبسکہ تھے — سیب نار امرود کی وہ قسم سے
قوت اُس درویش کا میوے تھے وہ — اُس سوا کھاتا نہ کوئی چیز کو
بولا درویش اے خدا میں اس گھڑی — عہد کرتا ہوں نہ توڑونگا کبھی
خود نہیں توڑونگا میوہ آپ سے — نے کہونگا غیر کو کہ توڑ دے
ہاں وہ میوہ جو ہوا سے خود گرے — میں چنوں اور خود نہ توڑوں پیڑ سے
عہد پر اپنے کی اک مدت وفا — یاں تلک کہ امتحان حق نے کیا
[2] انشاء اللہ کو کہا اسواسطے — عہد گر چاہے خدا پورا کرے
کام اجرا کیونکہ میرے ہاتھ ہے — اختیار اب کل مرے قبضہ میں ہے
ہر گھڑی دل کو میں رغبت اور دوں — ہر گھڑی داغِ جگر دل پر رکھوں
کل اصباح لنا شانِ جدید — کل شی عن مرادی لا یحید
ہے حدیث اندر کہ دل جوں پر کے ہے — قید صحرا میں وہ بس صرصر کے ہے
ہر طرف پر کو اُڑاتی ہے ہوا — گاہ اُلٹا گاہ سیدھا جابجا
[3] ہے حدیث اندر کہ دل پر جوش ہے — جیسے پانی دیگ میں ہو آگ سے
دل کو ہر دم اور ہی اک رائے ہے — وہ نہ اُس سے لیکن اور ہی جا سے ہے
پس نہ ہے بیغم ہے دل کی رائے پر — ہووے آخر عہد سے شرمندہ تر
حکم حق کی یہ بھی ہے تاثیر سے — چاہ دیکھے اور نہ اُس سے بچ سکے
نے تعجب اُڑنے والے مرغ سے — دام سے دیکھے ہلاکت میں پڑے

[1] کوہ میں الخ، شعر کوہ میں درخت میوے کے ازحد تھے قسم سیب و انار و امرود کے وہ میوے قوت اس درویش کے تھے اُسکے سوا چیز کھاتا نہیں تھا درویش نے کہا کہ میں اس گھڑی عہد کرتا ہوں کہ کبھی نہ توڑونگا آپ سے اور غیر سے نہیں کہونگا کہ توڑ دے ہاں وہ میوہ کہ جو خود ہوا سے گرے میں چنوں اور خود نہ توڑوں درخت سے اپنے عہد پر ایک مدت وفا کی یہاں تک کہ امتحان حق نے لیا فافہم ۱۲۔
[2] انشاء اللہ الخ، شعر انشاء اللہ کو اسواسطے کہا کہ خدا عہد کو چاہے پورا کرے کیونکہ سب کام کا اجرا میرے ہاتھ پر ہے اور اختیار سب میرے قبضہ میں ہیں ہر گھڑی دل کو رغبت دوں اور ہر گھڑی داغ دل پر رکھوں ترجمہ میرے واسطے نئی شان ہے ہر شے میری خواہش سے رغبت نہیں کرتی حدیث میں ہے کہ دل میرا مانند پر ہے اور صحرا میں وہ قید صرصر کا ہوا ہے پر کو ہر طرف اُڑاتی ہے کبھی اُلٹا کبھی سیدھا جابجا لے جاتی ہے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ اسواسطے ہے کہ حق وعدہ کو پورا کرتا ہے پس اُس درویش صحرانشین نے انشاء اللہ نہیں کہا اسواسطے حق نے اسکا امتحان لیا باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲
[3] ہے حدیث الخ، شعر حدیث میں ہے کہ دل پر جوش ہے جیسے پانی دیگ میں آگ سے جو دل پر ہر دم ایک رائے اور ہی ہے وہ اُس سے نہیں اور ہی جگہ سے ہے پس کسواسطے دل کی رائے پر بیغم ہے آخر عہد سے شرمندہ تر ہو یعنے ہر عہد پر انشاء اللہ کہنا چاہیئے کہ امتحان شرمندہ و خجل نہو یہ بھی حکم حق کی تاثیر سے ہے چاہ دیکھے اور اُس سے بچ نہ سکے اُڑنیوالوں مرغ سے تعجب نہیں ہے کہ دام نہ دیکھے اور ہلاکت میں پڑے یہ تعجب ہے کہ دام کو دیکھے خواہ مخواہ اُس دام میں جا کر قید ہو کان و آنکھ کھلے ہیں اور دام آگے ہے اپنے پر سے دام کی جانب اُڑے یعنے بے قضا دل کچھ نہیں کر سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ دام بلا میں پھنستا ہے آگے تشبیہ دام کا قضا سے بیان ہے فافہم ۱۲۔

این عجب کہ دام بیند باوتد چشم باز و گوش باز و دام پیش	گر بخواہد ور نخواہد مے فتد سوی امی می پرد با پر خویش	یہ تعجب ہے کہ دیکھے دام کو کان و آنکھین باز و آگے دام کے	خواہ مخواہ اس دام مین جا قید ہو اپنے پر سے دام کی جانب اڑے

تشبیہ بند دام بقضا کہ بصورت پنہان و باثر پیداست

تشبیہ گرفت دام کی ساتھ قضا کی کہ ساتھ صورت کے پنہان اور ساتھ اثر کے عیان ہے

بنگر اندر دلق مہتر زادۂ	سر برہنہ در بلا افتادۂ	دیکھا[1] اک گدڑی مین مہترزادہ کو	سر برہنہ اور بلا افتادہ کو
در ہوائے نابکاری سوختہ	قمشہ و املاک خود بفروختہ	تھا وہ بدکاری کی خواہش مین جلا	مال املاک اپنا تھا بیچے ہوا
خوار گشتہ درمیان قوم خویش	مرہمش نایاب و دل ریش از مریش	قوم مین اپنی ہوا تھا خوار وہ	ہمسری سے لا دوا بیمار وہ
خانمان رفتہ شدہ بدنام خوار	کام دشمن مے رود ادبار دار	خانمان برباد و بدنام اور خوار	مقصد دشمن ہوا ادبار دار
زاہدے بیند بگوید اے ضیا	ہمتے میدار از بہر خدا	کوئی[2] زاہد پایا کہتا مشفقا	کر مدد میری تو اب بہر خدا
کاندرین ادبار زشت افتادہ ام	مال و زر و نعمت از کف دادہ ام	کہ مین اس ادبار و آفت مین پڑا	مال و دولت ہاتھ سے مین نے دیا
ہمتے تا بو کہ من زین وارہم	زین گل تیرہ بود کہ برجہم	کر مدد تا ہوؤن مین اس سے رہا	ہوؤن خاک تیرہ سے شاید جدا
این دعا میخواہد او از عام و خاص	کالخلاص الخلاص الخلاص	یہ دعا چاہتا تھا وہ با عام خاص	کالخلاص الخلاص الخلاص
دست باز و پای باز و بند نے	نے موکل بر سرش نے آہنے	ہاتھ پاؤن اسکا نہ کچھ تھا بندھا	نے موکل سر پہ نے زنجیر پا
از کدامی بند می جوئی خلاص	از کدامی قید میخواہی مناص	تو خلاصی چاہتا کس قید سے	تو رہائی چاہتا کس قید سے
بند تقدیر و قضائے مختفی	ہان زبندان بجز ذات صفی	قید و تقدیر و قضاے مختفی	نے کوئی جانے بجز ذات صفی
گرچہ پیدا نیست آن در مکمن ست	بدتر از زندان و بند آہن ست	گرچہ[3] وہ ظاہر نہین پنہان ہو وہ	ہے بتر زنجیر اور زندان سے وہ

[1] دیکھا الخ شعر ایک گدڑی مین برہنہ سر اور بلا افتادہ مہترزادہ کو وہ بدکاری کی خواہش مین جلا تھا اور مال و املاک کو بیچے ہوئے تھا اپنی قوم مین وہ خوار ہوا تھا اور ہمسری سے وہ لا دوا تھا خانمان برباد و بدنام و خوار تھا اور دشمن کا مقصد پورا ہوا ادبار کے مانند یعنے یہان گدڑی سے وجود امیرزادہ سے مراد روح ہے پس روح خواہش دنیا کے سبب سے خوار و ذلیل تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] کوئی زاہد الخ شعر کسی زاہد کو پاتا تو کہتا مشفق میری مدد کر تو واسطے خدا کے کہ مین اس ادبار و آفت مین پڑا اور مال و دولت مین نے ہاتھ سے دیا مدد کرو تاکہ مین ہوؤن اس سے رہا اور خاک تیرہ سے ہوؤن مین شاید جدا یہ دعا وہ خاص سے چاہتا تھا- ترجمہ ضرور کر رہائی اور رہائی ہو ہاتھ و پاؤن اسکا کچھ بندھا نہ تھا نے نگہبان سر پر اور پاؤن مین زنجیر آگے اسکا جواب ہے تو خلاصی کس قید سے چاہتا ہے اور رہائی کس قید سے چاہتا ہے قید و تقدیر قضای پوشیدہ کی کوئی نہین جانتا ہے بجز واللہ باقی یعنے بجز اولیاء اللہ کے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

[3] اگرچہ الخ، شعر اگرچہ وہ ظاہر نہین پوشیدہ ہے وہ بدتر ہے زنجیر و زندان سے کیونکہ اسکو آہنگر توڑتا ہے اور نقب زن زندان کو کھودتا ہے یہ تعجب ہے کہ قید پوشیدہ اور گران ہے آہنگر توڑنے سے عاجز ہے اس قید سے آگہی احمد صلعم کو ہے کہ قید رسی کھجور کی گردن پر ہے لکڑیون کا بوجھ ابولہب کی عورت اٹھائے ہوئے تھی کہا حمالۃ الحطب یعنے لکڑیون کی اٹھانے والی انکی سواری و لکڑی کون دیکھے رسول اللہ پر ظاہر ہوتا ہے ہر ایک مخفی انکے ما بقا تاویل کرتے ہین کہ یہ بیہوش اور آشنا ہین یعنے قید قضا الٰہی کی پوشیدہ ہے اور بجز حضرت رسول مقبول صلعم کے کوئی نہین جانتا ہے فقط دوسری تاویلین کرتے ہین آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

زانکہ آہنگر مر آنرا بشکند — حفرہ گر ہم خشت زندان بر کند
این عجب این بند پنہان گران — عاجز از تکسیر آن آہنگران
دیدن آن بند احمدؐ را رسد — بر گلوئے بستہ حبل من مسد
دید بر پشت عیال بولہب — تنگ ہیزم گفت حمال الحطب
حبل و ہیزم ما جز او چشمے ندید — کہ پدید آید برا و ہر نا پدید
باقیانش جملہ تاویلے کنند — کاین ز بیہوشی ست و ایشان باہوشمند
لیک از تاثیر آن پشتش دو تو — گشتہ و نالان شدہ در پیش او
کہ دعائے ہمتے تا دا رہم — تا ازین بند نہان بیرون جہم
آنکہ داند این علامتہا پدید — چون نداند اوشقی را از سعید
داند و پوشد بامر ذوالجلال — کہ نداند کشف راز حق حلال
این سخن پایان ندارد آن فقیر — از مجاعت شد زبون و تن اسیر

کیونکہ آہنگر بس اسکو توڑ دے — اور نقب زن کھودے بس زندان کو ہی
یہ عجب ہے قید پنہان اور گران — توڑنے سے عاجز اب آہنگران
آگہی احمدؐ کو ہے اُس قید سے — بند حبل من مسد گردن پہ ہے
لکڑیون کا بوجھ زوجہ بولہب — تھی اُٹھائے بولی حمال الحطب
رسی لکڑی دیکھے کون انکے سوا — اُنپہ ظاہر ہوتا ہے ہر اک چھپا
کرتے ہین تاویل اسکی مابقا — کہ ہین جو بیہوش وہ ہین آشنا
اُسکی پر تاثیر[1] سے عاجز ہوا — اور نالان آگے اُسکے بس گیا
کہ دعا سے ہو دُن تیری مین رہا — اور ہون اس قید نہان سے جدا
جو کہ جانے یہ علامت ظاہری — کیون نہ جانے وہ سعیدون سی شقی
جانے پر مخفی کرے بہر خدا — راز کہنے کو بُرا ہے جانتا
بات یہ بے انتہا ہے وہ فقیر — بھوک سے لاغر ہوا اور تن اسیر

مضطر شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امرود از درخت و گوشمال حق تعالےٰ رسیدن بے مہلت او

بیقرار ہو کے توڑنا اُس فقیر عہد کرنیوالے کا امرود کو درخت سے اور گوشمال دینا حق تعالےٰ کا اُسکو بے مہلت کے

پنج روز آن باد امرودے نریخت — ز آتش جوعش صبورے سنگ ریخت
بر سر شاخے امرودے چند دید — باز صبری کرد خود را وا کشید
باد آمد شاخ را سر زیر کرد — طبع را بر خوردن او چیر کرد
جوع و ضعف و قوت جذب قضا — کرد زاہد را ز نذرش بیوفا
چونکہ از امرود بن میوہ شکست — گشت اندر عہد و نذر خویش سست
ہم در آن دم گوشمال حق رسید — چشم او بگشاد و گوش او کشید

پانچ دن[2] میوہ ہوا سے نے گرا — بھوک کی شدت سے صبر اُسکا گیا
دیر تک امرود وہ تکتا رہا — باز رکھا خود کو صبر اُسنے کیا
پھر ہوا نے سر جھکایا شاخ کا — اُسکا پھل کھانے پہ دل للچا دیا
قوت جذب قضا اور بھوک نے — بیوفا اُسکو کیا بس عہد سے
توڑا اُسنے شاخ سے امرود کو — عہد مین اپنے ہوا بس سست وہ
گوشمالی اُسکو دی اللہ نے — بس کھلین آنکھین وہ کان اُسکے کھینچے

[1] اُسکی پر تاثیر الخ شعر لیکن اُسکی تاثیر سے عاجز ہوا اور اُسکے آگے نالان گیا کہ مین تیری دعا سے رہا ہوؤن اور اس قید پنہان سے جدا ہوؤن آگے جو کہ اس علامت پوشیدہ کو جانے اور مخفی کرے خدا کے لئے کیونکہ راز کہنے کو بُرا جانتا ہے وہ کیونکر شقی سعید کو جانے بات یہ بے انتہا وہ فقیر بھوک سے لاغر اور تن اسیر ہوا فافہم ۱۲-

[2] پانچ دن الخ شعر میوہ ہوا سے نہین گرا اُسکا صبر بھوک کی شدت سے گیا وہ دیر تک امرود کو تکتا رہا خواہش کو باز رکھا اور اُسنے صبر کیا پھر ہوا نے شاخ کا سر جھکایا اُسکا دل پھل کھانے پر للچاویا جذب قضا کی قوت اور بھوک نے عہد سے اُسکو بیوفا کیا اُسنے شاخ سے امرود کو توڑا اور وہ عہد مین سست ہوا گوشمالی اُسکو اللہ نے دی آنکھین کھلین اور اُسکے کان کھینچے فافہم ۱۲-

مخلصان ہستند دائم در خطر	امتحانہاست در راہ اے پسر	رہتے ہین دام خطر مین مخلصان	راہ مین ہوتے ہین اُنکے امتحان
یا مکن نذرے کہ نتوانی وفا	بر خطر منشین و بیرون جہ ہلا	عہد مت کر جو وفا نے کر سکے	مت خطر مین پڑ تو بھاگ اور چھوڑ دے
باز گشتم سوئے قصہ کان فقیر	عہد چون بشکست و در دم شد اسیر	پھر سوئے قصہ پھرا کہ وہ فقیر	عہد جو ٹوٹا ہوا اُسدم اسیر
غیرت حق گوشمالش داد زود	زانکہ فرمودست اوفوا بالعہود	گوشمالی حق نے دی بس اُسکو زود	کیونکہ فرمایا ہے اوفوا بالعہود

متہم شدن آن شیخ با دزدان و بریدن دستش ۱۲

متہم ہونا اُس شیخ کا چورونکے ساتھ اور ہاتھ کٹنا اُسکا

اتفاقاً دزد چندے تافتند	واندر آن کہسار منزل ساختند	اتفاقاً چور کتنے بھاگ کے	اُن پہاڑون مین وہ بس جا کر رہے
بیست از دزدان بُدند آنجا و بیش	بخش میکردند مسروقات خویش	بیس چور اور بل زیادہ اُس جگہ	مال چوری کا وہ خود تھے بانٹتے
شحنہ را غماز آگہ کردہ بود	مردم شحنہ در افتادند زود	مخبری سے کوتوال آگہ ہوا	اُسکے پیادون نے بس اُسکو جالیا
ہم بدانجا پای چپ و دست راست	جملہ ببریدند و غوغائے بخاست	ہاتھ سیدھا پاؤن اُلٹا اس جگہ	اُن سبھونکا کاٹا بس اک شور تھا
دست زاہد ہم بریدہ شد غلط	پاش را میخواست ہم کردن سقط	ہاتھ زاہد کا بھی دھوکے سے کٹا	اور پاؤن کو بھی چاہا کاٹنا
در زمان آمد سوارے بس گزین	بانگ زد بر عوان کای سگ ببین	اک بزرگ اسوار اُسدم آگیا	چیخ کر بولا کہ اے کُتّو بھلا
این فلان شیخ ست و ابدال خدا	دست او را تو چرا کردی جُدا	یہ فلان ہے شیخ ابدال خدا	کر دیا ہاتھ اسکا کیون تمنے جُدا
آن عوان بدرید جامہ تیز رفت	پیش شحنہ داد آگاہیش تفت	وہ سپاہی بھاگے کپڑے پھاڑ کر	کوتوال اپنے کو دی آکر خبر
شحنہ آمد پا برہنہ عذر خواہ	کہ ندانستم خدا بر من گواہ	کوتوال آیا وہان بس عذر خواہ	کہ نہ جانا مین نے حق میرا گواہ
ہین بحل کن مر مرا زین کار زشت	ای کریم و سرور اہل بہشت	بخش دے اس فعل بد سے تو مجھے	تو کریم اہل بہشت اور میر ہے
گفت میدانم سبب این نیش را	میشناسم من گناہ خویش را	بولا مین جانون سبب اس نیش کا	اور گنہ اپنے کو جانون خوب سا
من شکستم حرمت پیمان او	پس یمینم برد داوستان او	مین نے توڑی حرمت اُسکے عہد کی	ہاتھ کاٹا عہد نے اسکے اخی

سلہ رہتے ہین الخ یہ شعر مخلص دام خطر مین رہتے ہین اور راہ مین اُنکے امتحان ہوتے ہین جو وفا نہ کر سکے عہد مت کر خطر مین مت پڑ اور بھاگ و چھوڑ دے پھر طرف قصہ کے پھرا کہ اُس فقیر سے جو عہد ٹوٹا اُسدم اسیر ہوا گوشمالی حق نے دی اُسکو جلدی کیونکہ فرمایا ہے وفا کرو تم عہد اپنے کو یعنے مخلصون کی دوستی کے سبب امتحان ہوتے ہین جو تجھ سے ایفاے عہد نہو سکے پس تو عہد مت کر ورنہ مثل اس شیخ کے حال ہوگا چنانچہ بدعہدی کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ اتفاقاً الخ، شعر اتفاقاً کئی چور بھاگ کے اُن پہاڑون مین جا کر رہے بیس بلکہ زیادہ چور اُس جگہ مال چوری کا وہ خود بانٹتے تھے مخبری سے کوتوال خبردار ہوا اُسکے پیادون نے اُنکو جالیا ہاتھ سیدھا پاؤن اُلٹا اُس جگہ اُن سبھون کا کاٹا ایک شور تھا ہاتھ زاہد کا بھی دھوکے سے کاٹا اور پاؤن کو بھی کاٹنا چاہا کہ ایک سوار بزرگ اُسدم آیا اور چیخ کر کہا کہ ای کتو بھلا یہ فلانا شیخ ہے ابدال خدا کا تمنے ہاتھ اُسکا کیون کاٹا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ وہ سپاہی الخ، شعر وہ سپاہی کپڑے پھاڑ کر بھاگے اور کوتوال اپنے کو آکر خبر دی پس کوتوال وہان آیا عذر خواہ کہ مین نے نہ جانا حق میرا گواہ ہے تو اس فعل بد سے مجکو بخش دے تو کریم اہل بہشت اور سردار ہے کہا کہ مین جانتا ہون سبب اُس نیش کا اور اپنے گناہ کو خوب سا جانتا ہون اُسکے عہد کی مین نے حرمت توڑی تو اُسکے عہد نے ہاتھ کاٹا مین نے عہد توڑا اور بُرا جانا اور میرا ہاتھ اُسکی شومی سے کٹا ہاتھ و پاؤن سب میرے فداے حکم یار پر اے کوتوال باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

من شکستم عهد و دانستم بدست
پوست ما و پای ما و مغز و پوست
قسم من بود این ترا کردم حلال
آنکه او دانست او فرمان رواست
ای بسا مرغان ز معده در مغص
ای بسا مرغ پرنده دانه جو
ای بسا ماهی در آب دوردست
اے بسا مستور در پرده بده
اے بسا قاضی خیر نیک خو
ای بسا حاجی بحج رفته بعشق
بلکه در هاروت و ماروت این سرآب
بایزید از بهر این کرد احتراز
از سبب اندیشه کرد آن ذو لباب
گفت تا سالی نخواهم خورد آب
این کمینه جهد او بد بهر دین
چون بریده شد جزای حلق دست
انچنین باشد چو یک در بسته شد

تا رسید آن شومی جرأت بدست
باد ای والی فدائی حکم دوست
تا ندانستی ترا نبود وبال
با خدا سامان پیچیدن کراست
بر کنار بام محبوس قفص
کر بریده خلق او هم حلق او
گشته از حرص گلو ماخوذ شست
شومی فرج و گلو رسوا شده
از گلوی رشوتے او زرد رو
وقت باز آمد شده او یار فسق
از عروج چرخ شان شد سد باب
دید در خود کاہلے اندر نماز
دید علت خوردن بسیار آب
آنچنان کرد و خدایش داد تاب
گشت او سلطان و قطب العارفین
مرد زاهد را در شکوی ببست
صد در دیگر براو اشکسته شد

عہد توڑا مین نے اور جانا برا
ہاتھ پانون میرا اور سب جان و مال
میری[1] قسمت مین تھا یہ تجھپر حلال
اُسنے جو جانا وہ ہی فرمان روا
ای بہت سے مرغ بھوکے باامید
ای بہت ہین مرغ اُڑتے دانہ جو
ای بہت مچھلی بڑے پانی مین ہین
ای بہت سی عورتین پردہ نشین
ای[2] بہت سے قاضی دانا و نکو
ای بہت کعبے گئے حاجی بعشق
یہ طمع ہاروت اور ماروت مین
بایزید اس سے ہوئے پرہیزگار
جو سبب ڈھونڈھا انھون نے آپ مین
بولنے پانی پیونگا ایک سال
کوشش ادنی اُنکی یہ تھی بہر دین
جو کٹا ہاتھ حلق کی پاداش سے
ایسا ہوتا ہے جو بند اک در رہے

ہاتھ میرا شومی اُسکی سے کٹا
ہو فدائے حکم یار اے کوتوال
تا تو جانے تجھپہ کب ہووے وبال
ساتھ حق کے کس کو لڑنا ہی روا
ہین کنار بام پر پنجرے مین قید
کاٹا اُنکے خلق نے حلق اُنکے کو
پھنس گئین حرص گلو شست مین
بس گلو و فرج سے رسوا ہوئین
کھائی رشوت سے ہوئے ہین زرد رو
جبکہ لوٹے تو ہوئے وہ یار فسق
آسمان سدرہ بسر اُنکے ہین
ہوگئے کاہل نمازون مین جو یار
پانی پینے کی ملی علت اُنھین
حق نے بھی ویسی رکھی طاقت بحال
وہ ہوئے سلطان و قطب العارفین
مرد زاہد کو نہ کچھ شکوے رہے
کھلتے ہین بس اُسپہ سو در دوسرے

کرامت شیخ اقطع و زنبیل بافتن او بدو دست در خلوت

کرامت شیخ اقطع کی اور زنبیل بُننا اُسکا دونون ہاتھ سے خلوت مین

[1] میری قسمت مین الخ، شعر یہ میری قسمت مین تھا اور تجھپر حلال ہے تو نہین جانتا ہے یہ وبال تجھپر کب ہووے اُسنے جو جانا وہ فرمانروا ہے۔ حق کے ساتھ کس کو لڑنا روا ہے آگے اسکی مثال ہے ای مُرغ بہت سے امیدوار ہوکر کنارہ بام پر پنجرے مین قید ہین ای بہت سے مرغ اڑتے دانہ جو ہین کہ اُنکے خلق نے کاٹا اُنکے حلق کو اے بہت سی مچھلیان گہرے پانی مین ہین حرص گلو سے شست مین پھنس گئین ای بہت سی عورتین پردہ نشین بس گلو و فرج مین رسوا ہوئین یعنے صدہا طمع سے گرفتار بلا ہوئے اور یہ میرے عہد شکنی کی سزا ہے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲

[2] ای بہت سے الخ ۹ شعر ای بہت سے قاضی دانا و نیکخو کہ رشوت کھانے سے زرد رو ہوئے ای بہت سے حاجی کعبہ کو گئے بسبب عشق کے جبکہ لوٹے تو وہ ہوئے فسق کے یار یہ طمع ہاروت و ماروت مین آسمان سے انکی سدراہ ہوئی اس سے بایزید پرہیزگار ہوا جو کاہل ہوگئے نماز مین جو سبب انھون نے ڈھونڈھا خود مین انکو پانی پینے کی علت ملی کہا ایک سال پانی نہین پیونگا حق نے بھی طاقت رکھی ویسی بحال اُنکی ادنے کوشش یہ تھی دین کے لئے وہ سلطان ہوئے و قطب عارفین ہوئے جو ہاتھ کٹا پاداش سے خلق کے مرد زاہد کو کچھ شکوے نہین رہے جو ایک دربند ہے دوسرے سو در اسپر کھلتے ہین یعنے صدہا کام نیک کئے اور طمع سے ایک کے آخر بلا مین پڑے آگے ظہور کرامت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

شیخ اقطع گشت نامش پیش خلق — کرد معروفش بدین القاب خلق
گر تو نام اولش خواهی روان — هین بر دبو الخیر بنیالش بخوان
در عریش او را یکے زائر بیافت — که بهر دو دست خود زنبیل بافت
گفت او را ای عدوی جان خویش — در عریشم آمدے سر کرده پیش
این چرا کردی شتاب اندر سباق — گفت از افراط مهر و اشتیاق
پس تبسم کرد و گفت اکنون بیا — لیک مخفی دار این را اے کیا
تا نه میرم من مگو این با کسے — نے قرینے نے حبیبے نے خسے
بعد ازان قومی دگر از روزنش — مطلع گشتند بر بافیدنش
گفت حکمت را تو دانی کردگار — من کنم پنهان تو کرده آشکار
آمد الهامش که یک چندے بدند — که درین غم بر تو منکر مے شدند
که مگر سالوس بود او در طریق — که درین رسواش کرد اندر فریق
من نخواهم کان گره کافر شوند — وز ضلالت در گمان بد روند
این کرامت را بکردیم آشکار — که دهیمت دست اندر وقت کار
تا که این بیچارگان بدگمان — رو نگردند از جناب آسمان
من ترا بے این کرامت از پیش — خود تسلی دادمی از ذات خویش
این کرامت بهر ایشان دادمت — وین چراغ از بهر این بنهادمت
تو ازان بگذشته ز مرگ تن — ترسی از تفریق اجزای بدن
وهم تفریق از سراپای تو رفت — دفع وهم اسپر سیت نیک زفت

خلق میں نام انکا شیخ اقطع ہوا — خلق نے مشہور اسکو کر دیا
پہلا نام اسکا تو چاہے جاننا — جا تو پڑھ بوالخیر بنیا نام تھا
دیکھا اک زائر نے چھپر میں اسے — بنتا وہ زنبیل دونوں ہاتھ سے
پس کہا اس سے ای دشمن جان کے — بے کہے چھپر میں آیا کس لیئے
پیشقدمی جلد کی یہ کس لئے — بولا زیادہ شوق سے دیدار کے
بس ہنسا اور اس سے بولا اب تو آ — پر کسی سے یہ نہ کہنا تو بھلا
میں جیوں جبتک تو اسکو مت کہے — نے قریب و یار و نے اغیار سے
بعدہٗ روزن سے اکثر دیکھ کے — مطلع بننے سے اسکے ہو گئے
بولا حکمت جانے تو ای کردگار — میں چھپاؤں تو کرے ہے آشکار
یہ ندا آئی کہ تجھ سے مردمان — اس وقائع میں ہوئے تھے بدگمان
کہ طریقت میں مگر مکار تھا — جو خدا نے اسکو رسوا کر دیا
یہ گروہ کافر ہو میں چاہتا نہیں — اور ضلالت سے رہے یہ بد یقین
یہ کرامت میں نے کی ہے آشکار — کہ تجھے بس ہاتھ دوں میں وقت کار
تا جناب آسمان سے بدگمان — ہو سکے روگردان نہوں یہ عاجزان
میں نے پہلے اس کرامت سے تجھے — خود تسلی دی ہے اپنی ذات سے
یہ کرامت دی تجھے انکے لیے — یہ چراغ انکے لیے بخشا تجھے
اس سے تو گذرا کہ مرگ جسم سے — عضو کی تفریق ہونے سے ڈرے
وہم تفریق بدن تجھ سے گیا — دفع وہم اب تجکو باطن سے ملا

سلہ خلق میں الخ ۳ شعر مخلوق میں اسکا شیخ اقطع نام ہوا خلق نے اسکو مشہور کر دیا اگر تو پہلا نام اسکا جاننا چاہے تو جا پڑھ لے ابو الخیر بنیا نام تھا ایک زائر نے چھپر میں اسے دیکھا کہ وہ زنبیل دونوں ہاتھ سے بنتا تھا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ پس کہا الخ ۶ شعر پس اسے کہا کہ اے دشمن جان کے بے کہے چھپر میں کس واسطے آیا پیشقدمی جلد کس واسطے کی کہا کہ زیادہ شوق دیدار سے بس ہنسا اور اس سے کہا کہ اب تو آ لیکن اور کسی سے ہرگز نہ کہنا میں جب تک جیوں تو اسکو مت کہنا نے قریب و نے یار و اغیار سے بعدہٗ اکثر لوگ روزن سے دیکھکر بننے سے اسکے مطلع ہو گئے کہا کہ تو حکمت جانتا ہے اے خدا میں چھپاتا ہوں اور تو ظاہر کرتا ہے آگے جواب حق تعالیٰ کا ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ ندا الخ ۹ شعر یہ ندا حق سے آئی کہ تجھسے مردم اس وقائع میں بدگمان ہو گئے تھے کہ شاید طریقت میں مکار تھا جو خدا نے اسے رسوا کیا میں نہیں چاہتا کہ یہ گروہ کافر ہو اور ضلالت سے یہ بد یقین رہے یہ کرامت میں نے کی ہے ظاہر کہ تجھے میں ہاتھ دیتا ہوں کام کے وقت تا جناب آسمان سے بدگمان ہو کر یہ عاجز روگردان نہوویں میں نے اول اس کرامت سے خود تسلی اپنی ذات سے دی ہے یہ کرامت تجکو دی انکے لیے اور یہ چراغ تجھے بخشا انکے لئے تو اس سے گذرا کہ مرگ جسم کے عضو جدا ہونے سے ڈرے وہم جدائی جسم کا تجھ سے گیا اور دفع وہم تجکو باطن سے ملا یعنے اولیا کو مرگ جسم سے کچھ خوف و خطر نہیں ہوتا ہے جیسے ساحران فرعون بیخوف و بے خطر تھے چنانچہ انکا حال مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ۱۲

سبب جرأت ساحران فرعون بہ قطع دست و پاے خود

ساحران را نی کہ فرعون لعین
کرد تہدید سیاست بر زمین

کہ برم دست و پاتان از خلاف
پس در آویزیم ندارم تان معاف

او چنان پنداشت کایشان ہمان
در وہم و تخویف اند و وسواس و گمان

کہ بودشان لرزہ و تخویف و ترس
از توہمہا و تہدیدات نفس

او نمیدانست کایشان رستہ اند
بر دریچہ نور دل بنشستہ اند

سایۂ خود را از خود دانستہ اند
چابک و چست و کش و برجستہ اند

ہاون گردون اگر صد بارشان
خرد کوبد اندرین گلزارشان

اصل آن ترکیب را چون دیدہ اند
از فروغ وہم کم ترسیدہ اند

این جہان وہم ست اندر ظن ماست
گر رود در خواب دستے باک نیست

گر بخواب اندر سرت ببرید گاز
ہم سرت برجاست ہم عمرت دراز

گر ببینی خواب در خود را دو نیم
تندرستی چون بخیزی نے سقیم

حاصل اندر خواب نقصان بدن
نیست باکے از دو صد پارہ شدن

این جہان را کہ بصورت قائم ست
گفت پیغمبر کہ حلم نائم ست

از رہ تقلید تو کردی قبول
سالکان این دیدہ پیدا بے رسول

ساحران فرعون کی بہادری کا سبب ہاتھ پانون کے کٹنے مین

ساحرون پہ کیا نہ کی فرعون نے
پس سیاست اس زمین پر جان لے

دست و پا کاٹون کہ تم ہو بر خلاف
تمکو ٹکاؤن رکھون مین معاف

ایسا جانا اُسنے بس کہ سب یہ ہین
وہم اور خوف و گمان و سواس مین

کہ یہ ڈر جائین و خوف و ترس ہو
وہم سے دھمکی کے جو ہو نفس کو

وہ نہ جانے تھا کہ یہ آزاد ہین
نور دل کے در پہ یہ آباد ہین

اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو
چست و چالاک و ہر اک شاد کو

گرچہ ہاون دستہ گردون انھین
ریزہ ریزہ کوٹے اس گلزار مین

اصل اس ترکیب سے واقف ہین جو
روشنی وہم سے بے ڈر ہین وہ

مت گمان مین پڑ یہ عالم وہم ہے
خواب مین گر ہاتھ ٹوٹے مت ڈرے

خواب مین گر کاٹے سر تیرا چھری
سر ہو قائم عمر زیادہ ہو تری

خواب مین دو ٹکڑے دیکھے خود کو تو
جو اُٹھے تو پائے اچھا آپ کو

الغرض نے خواب مین نقصان تن
کیا ہی ڈر گر دو سو ٹکڑے ہو بدن

اس جہان کو جو کہ صورت پر رکھا
حلم نائم ہے پیمبر نے کہا

تو نے تقلیداً کیا اُسکو قبول
سالکون نے دیکھا اسکو بے رسول

سلہ ساحران الخ ۶ شعر ساحرون پر فرعون نے زمین پر کیسی سیاست کی تو جان لے کہ دست و پا کاٹون اور ٹکاؤن اور معاف نہ رکھون اُسنے بس ایسا جانا کہ سب ہین وہم و خوف و گمان و وسواس مین کہ یہ ڈر جائین و خوف و ترس ہو دھمکی کے وہم سے جو نفس پر ہو فرعون نہین جانتا تھا کہ یہ آزاد ہین اور نور دل کے در پہ آباد ہین ساحرون نے اپنا سایہ جانا اپنے جسم کو چست و چالاک و ہر ایک شاد تھا یعنے جسم مانند سایہ کے ہے کہ اُسکے دور ہونے سے کچھ روح کو رنج نہین ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

سلہ اگرچہ الخ ۶ شعر اگرچہ ہاون دستہ آسمان کا انھین ریزہ ریزہ کوٹے اس گلزار مین اس ترکیب کی اصل سے جو واقف ہین وہ روشنی وہم سے نڈر ہین اگرچہ آگے حقائق ہین مت گمان مین پڑ یہ عالم وہم ہے اگر خواب مین ہاتھ ٹوٹے مت ڈرے اگر خواب مین سر تیرا چھری سے کاٹے سر قائم ہو اور تیری عمر زیادہ ہو خواب مین خود کو دو ٹکڑے دیکھے جو تو بیدار ہوا اچھا آپ کو پائے الغرض خواب مین نقصان بدن کو نہین ہی کیا ڈر ہے اگر دو سو ٹکڑے جسم ہووے یعنے دنیا خواب ہے پس اس خواب مین بدن ٹکڑے ہوئے روح کو کچھ نقصان نہین فافہم ۱۲-

سلہ اس جہان کو الخ ۵ شعر جو کہ اس جہان کو صورت پر رکھا پیمبر نے فرمایا کہ خواب مخلوق کی ہے تو نے اُسکو تقلید قبول کیا سالکون نے اُسکو دیکھا بغیر پیشوا کے یہ دن خواب ہے مت کہو خواب نہین ہے شاخ سایہ ہے و جڑ مہتاب ہے وہ خواب بیداری اپنی جان دے دل خواب مین کوئی دیکھے کہ مین سو گیا گمان اُسکو ہوا مین سو گیا اور یہ نہ جانا کہ دوسرے خواب مین گیا یعنے یہ بیداری اس جہان کی خواب ہی اور یہ خواب اسکی بیداری ہے پس جو اس جہان سے غافل ہوا اُدھر شاغل ہوا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

روز و شب خوابی مگو کاین خواب نیست — سایہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست
خواب بیداریست آن دان ای عضد — کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
او گمان بردہ کہ اینہ دم خفتہ ام — بیخبر زان کوست در خواب دوم
کوزہ گر گر کوزۂ را بشکند — چون بخواہد باز خود قائم کند
کور را ہر گام باشد ترس چاہ — با ہزاران ترس می آید براہ
مرد بینا دید عرض راہ را — پس بداند او مغاک و چاہ را
پاو زانویش نہ لرزد ہر دمے — رو ترش کے دارد او از ہر غمے
خیز فرعونا کہ ما آن نیستیم — کہ بہر بانگے زغولے بایستیم
خرقہ ما را بدر دوزندہ است — ور نہ خود ما را برہنہ تن بہ است
بے لباس این خواب را اندر کنار — خوش بگیریم ای عدوئے نابکار
خوشتر از تجرید از تن و مزاج — نیست ای فرعون بے الہام کیج

خواب دن ہی مت کہو نہ خواب ہے — شاخ سایہ ہی و جز مہتاب ہے
خواب بیداری وہ جان اپنی دلا — خواب مین دیکھے کوئی مین سو گیا
ہو گمان اسکو کہ اب مین سو گیا — یہ نجانا خواب دو یم مین گیا
کوزہ گر گر ایک کوزہ توڑ دے — پھر وہ چاہے اسکو قائم بس کرے
ہر قدم پر چاہ کا اندھے کو ڈر — سیکڑون ڈر سے چلے وہ راہ پر
مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو — جانتا ہے غار کو اور چاہ کو
ہر گھڑی لغزش نہووے پانون کو — اور ہر غم سے ترش رو ہو نہ وہ
جا تو ای فرعون اب وہ ہم نہین — غول کی آواز پر ٹھہرین کہین
سینے والا ہے تو جامہ چاک کر — ورنہ عریان تن ہمین ہی خوبتر
بے لباس اس خواب کو اندر کنار — لیوین بہتر ای عدوئے نابکار
خوش چراگہ مین ہین ہم نہ جسم سے — نہ ہے ای فرعون بے الہام کے

شکایت کردن استر پیش شتر کہ من بسیار در روی می افتم و تو می افتی الا نادر و جواب گفتن آن

شکایت کرنا خچر کا اونٹ سے کہ مین بہت منہ کے بل گرتا ہون اور تو نہین گرتا ہی الّا کبھی کبھی اور جواب دینا اُسکا

گفت استر با شتر ای خوش رفیق — در فراز و شیب و در راہ عمیق
تو نیائی در سر و خوش میروی — من ہمی آیم بسر در چون غوی
من ہمے افتم برو در ہر دمے — خواہ در خشکی و خواہ اندر یمے
این سبب را باز گو یا من زچیست — تا بدانم من کہ چون باید زیست

بولا خچر اونٹ سے ای باوفا — اونچی نیچی راہ گھری مین سدا
نہ گرے تو سر کے بل اور خوش چلے — اور مین گرتا ہون جون گمراہ کے
ہر گھڑی بس منھ کے بل گرتا ہون مین — خواہ خشکی مین وہ خواہ گل آب مین
یہ سبب مجھ سے کہو باعث ہی کیا — تا کہ مین جانون طریقہ زیست کا

۵۱ کوزہ الخ ۔ شعر اگر ایک کوزہ گر کوزہ توڑے پھر وہ چاہے اُسے قائم کرے اندھے کو ہر قدم پر چاہ کا ڈر ہے وہ راہ پر سیکڑون ڈر سے چلے مرد بینا دیکھتا ہے راہ کو اور جانتا ہے غار کو و چاہ کو ہر گھڑی پانو کو لغزش نہووے اور ہر غم سے وہ ترش رو نہووے جا تو ای فرعون اب وہ ہم نہین ہین غول کی آواز پر کہین ٹھہرتے ہین حق سینے والا ہے تو جامہ کو چاک کر ورنہ تن عریان ہمین خوب ہے بغیر لباس کے اس خواب کو بغل مین لیوین بہتر بغیر جسم کے ہم چراگاہ مین خوش ہین نہین ہے ای فرعون یہ کہنا ہمارا بغیر الہام کے یعنے ای فرعون ہمارا حکم ہو تو ہلاک کرے ہمین کچھ خوف نہین ہے کیونکہ ہم بے جسم کے خوش ہین کہ روح ہماری بغل مین بے لباس تن کے بہتر و خوش ہے کہ ہم اُس جہان مین بغیر اس جسم کے خوش و خرم رہین پس دور بینی بہتر ہے پیش بینی سے چنانچہ اسکا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔
۵۲ بولا خچر الخ ۔ شعر خچر نے کہا اونٹ سے ای باوفا راہ گمراہی مین اونچی نیچی ہمیشہ تو نہین گرتا ہے بلکہ بہتر چلتا ہے اور مین گرتا ہون مانند گمراہ کے ہر گھڑی منہ کے بل مین گرتا ہون خواہ خشکی مین و خواہ آب گل مین مجھ سے یہ سبب کہو کیا باعث ہے تا کہ مین طریقہ زیست کا جانون آگے جواب شتر کا ہے فافہم ۱۲۔

گفت از چشم تو چشم من یقین | بیگمان روشن ترست و دوربین
بعد ازان هم از بلندی ناظرم | زین سبب زرو نیفتم حاضرم
خوش بر آیم بر سر کوه بلند | آخرِ عقبه به بینم هوشمند
پس همه پستی و بالائی راه | دیده ام را وانماید هم آله
هر قدم من از سرِ بینش نهم | از عثار و او فتادن وارهم
تو به بینی پیش خود یک دو سه گام | دانه بینی و نه بینی رنج دام
یستوی الاعمیٰ لدیکم والبصیر | فی المقام والنزول والمسیر
چون جنین را در رحم حق جان دهد | جذب اجزا در مزاجِ او نهد
از خورش او جذب اجزا میکند | تار و پودِ جسم خود را می تند
تا چهل سالش بجذبِ جزوها | حق حریصش کرده باشد در نما
جذب اجزا روح را تعلیم کرد | چون نداند جذب اجزا شاه فرد
جامع این ذره ها خورشید بود | بے غذا اجزات را داند ربود
آن زمانی که در آئی تو ز خواب | هوش و حس رفته را خواند شتاب
تا بدانی کان ازو غائب نشد | باز آید چونکه فرماید که عد

بولا[له] میری آنکھ تیری آنکھ سے | دوربینی روشنی افزون رکھے
بعدہ مین دیکھتا اوپر سے ہون | اس سبب سے منھ کے بل مین کب گرون
خوب چوٹی پر پہاڑونکی چڑھون | اور گھاٹی کی مین آخر دیکھ ہون
کُل بلندی اور سب پستی راہ | آنکھ میری کو دکھاتا ہے الٰہ
ہر قدم از راہ دانش مین رکھون | لغزش پا اور گرنے سے بچون
اپنے آگے دیکھے تو اک دو قدم | دانہ دیکھے تو نہ دیکھے دام غم
یستوی الاعمیٰ لدیکم والبصیر[عہ] | فی المقام والنزول والمسیر[عہ]
جو[۲] رحم مین جان حق بچہ کو دے | جذب اجزا کو طبیعت مین رکھے
وہ خورش سے جذب اجزا کرتا ہے | تانا بانا تن کا اپنے بنتا ہے
جذب اجزا مین اُسے چالیس سال | حق حریص اُسکو رکھے تا ہو نہال
جان کو جذب اجزا کی دی جب دستگاہ | کیون نہ لے پھر جذب اجزا کو وہ شاہ
جمع ذرون کو کیا خورشید نے | بے غذا اجزا کو بھی لے جا سکے
جس گھڑی تو خواب سے بیدار ہو | ہوش و حس رفتہ پھر دے جلد وہ
جان لے غائب نہ وہ اس سے ہوئے | پھر وہ آجائین طلب جو وہ کرے

اجتماع اجزای خر عزیر علیہ السّلام بعد از مردنش باذن اللہ تعالیٰ و در ہم مرکب شدن پیش چشم عزیر علیہ السّلام

جمع ہونا اجزای خر عزیر علیہ السّلام کی بعد مرنے اسکے کے حکم خدا تعالیٰ سے اور اسی دم مرکب ہوجانا بروبرو عزیر علیہ السّلام کے

عہ تمھارے نزدیک برابر ہے اندھا و بینا ۱۲ عہ بیچ مقام نزول و سیر کے ۱۲

لہ بولا میری الخ، شعر کہا کہ میری آنکھ تیری آنکھ سے دوربینی اور روشنی زیادہ رکھتی ہے بعدہ مین اوپر سے دیکھتا ہون اس سبب سے منھ کے بل کب گرون پہاڑ کی چوٹی پر خوب چڑھون اور اخیر گھاٹی کو مین دیکھ لون سب بلندی اور پستی راہ کی میری آنکھ کو حق دکھاتا ہے ہر قدم از راہ دانش کے مین رکھتا ہون لغزش پا اور گرنے سے بچتا ہون اور تو اپنے آگے ایک دو قدم رکھے دانہ دیکھے دام غم کو نہ جانے ترجمہ تمھارے نزدیک برابر ہے اندھا و بینا مقام نزول و سیر مین یعنے برابر نہین ہے آگے اسکی مثال ہے خافہم ۱۲۔

سلہ جو رحم مین الخ، شعر جو حق رحم مین بچہ کو دے جذب اجزا کہ طبیعت مین رکھے وہ خورش سے جذب اجزا کرتا اپنے تن کا تانا و بانا بنتا ہے جذب اجزا مین اُسکو چالیس برس حق حریص رکھے تاکہ نہال ہووے جبکہ جان کو جذب اجزا کی قدرت دے وہ شاہ جذب اجزا کو کیون نجانے خورشید نے جمع ذرون کو کیا بے غذا کے اجزا کو بھی لے جا سکے جس دم تو خواب سے بیدار ہو ہوش حواس گئے ہوئے کو جلدی پھر وہ دے جان لے کہ وہ اُس سے غائب نہین ہوئے پھر وہ آجائین جو وہ طلب کرے یعنے جان کو قدرت دیتا ہے کہ وقت بیداری کے ہوش و حواس رفتہ پھر آجاتے ہین کیونکہ وہ غائب اُس سے نہین ہوتے ہین جیسے اجزا عزیر کے سو برس کے بعد جمع کئے چنانچہ اُنکا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

ہین عزیزا ور نگرا اندر خرت | کہ بوسیدست وریزیدہ برت
پیش تو گرد آوریم اجزاش را | آن سر و دُم دو گوش و پاش را
دست نے وجزو برہم مے نہد | پارہا را اجتماعے مے دہد
در نگر در صنعت پارہ زنے | کو ہمی دوزد کہن بے سوزنے
ریسمانے سوزنے نے وقت خرز | آنچنان دوزد کہ پیدا نیست درز
چشم بکشا حشر را پیدا بہ بین | تا نماند شبہات در یوم دین
تا بہ بینی جامعیم را لتمام | تا نہ لرزی وقت مردن اہتمام
ہمچنان کہ وقت خفتن ایمنی | از فوات جملہ حسہائے دنی
بر حواس خود نہ لرزی وقت خواب | گرچہ میگردد پریشان و خراب

اے عزیز اب دیکھ اپنے خر کو تو | کہ گلا بکھرا ترے نزدیک وہ
تیرے آگے کرتا ہون اب اُسکے مین | جمع اجزا جو سر و دُم کان ہین
ہاتھ نے اور جز کو باہم رکھتا ہے | اور ٹکڑے سب وہ جمع کرتا ہے
دیکھ پارہ دوز کی صنعات کو | بے سوئی سیتا ہے ٹکڑے کُہنہ وہ
وقت سینے کے نہ تاگا نے سوئی | ایسا سیتا ہے نہ پیدا اور بھی
کھول آنکھین دیکھ ظاہر حشر کو | تا نہ شک محشر مین باقی تجکو ہو
جمع کرنے کو مرے تا دیکھے تو | وقت مرنے کے نہ تا گھبرائے تو
جیسے بے غم وقت سونے کے ہے تو | سب حسون کو فوت ہو جانے سے تو
نہ ڈرے تو اپنی حس سے وقت خواب | گرچہ ہوتی ہین پریشان و خراب

جزع ناکردن آن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش

نہ رونا اُس شیخ بزرگوار کا اور مرگ فرزندون اپنے کے

بود شیخے رہنمائے پیش ازین | آسمانے شمع بر روئے زمین
چون پیمبر در میان امتان | در کشائے روضۂ دار الجنان
گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش | چون نبی باشد میان قوم خویش
یک صباحی گفتش اہل بیت او | سخت دل چونی بگو اے نیک خو
ما زہجر و مرگ فرزندان تو | نوحہ میداریم با پشت دو تو
تو نمے گریی نمے زاری چرا | یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا

پہلے اس سے شیخ ہادی زمان | تھا زمین پر ایک شمع آسمان
جیسے اُمت کے پیمبر درمیان | کھولتا ہے بس در باغ جنان
بولے پیغمبر کہ شیخ پیشوا | قوم مین اپنے ہے مثل انبیا
اُسکی زوجہ نے کہا اک دن اُسے | سخت دل تو ہو گیا کس طور سے
موت و فرقت سے تری اولاد کے | مین تو روتی ہون بس اُسکے رنج سے
اور نہین روتا ہے بس تو کس لیے | یا نہین رحمت ہے کیا دل مین ترے

ف۱ اے عزیزا الخ = شعر اے عزیزا اپنے خر کو تو دیکھ کہ وہ تیرے نزدیک گلا و بکھرا ہے تیرے آگے اب مین کرتا ہون اجزا جمع جو سر و دم و کان ہین ہاتھ نہین ہے اور اجزا کو باہم رکھتا ہے اور سب ٹکڑے وہ جمع کرتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

ف۲ دیکھ الخ = شعر پارہ دوز کی صنعات کو تو دیکھ کہ بغیر سوئی کے دو ٹکڑے کہنہ سیتا ہے وقت سینے کے نہ تو تاگا ہے نہ سوئی ہے ایسا سیتا ہے کہ درز بھی ظاہر نہین ہے تو آنکھین کھول و ظاہر حشر کو دیکھ تا محشر مین تجکو شک باقی نہو میرے جمع کرنے کو تا تو دیکھے وقت مرنے کے تا تو گھبرائے نہین آگے مثال ہے جیسے وقت سونے کے تو بے غم ہے سب حسون کے فوت ہو جانے سے تو نہین ڈرتا ہے وقت خواب کے اپنی حسون سے اگرچہ خراب و پریشان ہوتی ہین یعنے وقت سونے کے جو تجکو فوت ہونے حسون سے رنج نہین ہوتا ہے اسی طرح وقت مرگ کے بھی رنج نہوگا چنانچہ اسکی مثال مین قصہ شیخ نہ گریہ کرنے والے کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

ف۳ پہلے اس سے الخ = شعر اس سے پہلے ایک شیخ وقت تھا اور زمین پر گویا شمع آسمان تھا جیسے امت کے درمیان پیغمبر کھولتا ہے دروازہ باغ جنت کا آگے اسکے حقائق ہین کہا پیغمبر صلعم نے کہ شیخ پیشوا اپنی اپنی قوم مین ہے مثل انبیا کے ہے آگے رجوع بقصہ ہے اسکی زوجہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ تو سخت دل کس طور سے ہو گیا مرگ و فرقت سے میری اولاد کے مین تو روتی ہون اُسکے رنج مین تو نہین روتا ہے کس لئے یا تیرے دل مین رحمت نہین ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

چون ترا رحمے نباشد در درون ٭ پس چہ امید ست مان از تو کنون
جب نہووے رحم باطن مین ترے ٭ پس مجھے اُمید اب کیا تجھسے ہی

ما بامیدِ تو ایم اے پیشوا ٭ کہ نہ بگذارے تو مارا در عنا
مجکو ہے امید تجھ سے پیشوا ٭ تو نہ چھوڑے گا جب مجھے اندر عنا

چون بیارانید روزِ حشر تخت ٭ خود شفیع ما توئی آن روز سخت
حشر کو جو تخت ہو آراستا ٭ ہوگا حامی تو مرا روزِ جزا

در چنان روز و شب بے زینہار ٭ ما باکرامِ تو امیدوار
ایسے دن اور رات مین انجام کار ٭ مین تری بخشش کی ہون امیدوار

دست ما و دامنِ تست آن زمان ٭ کہ نماند ہیچ مجرم را امان
میرا ہاتھ اور تیرا دامن اُس زمان ٭ کہ کسی مجرم کو نہ ہووے امان

گفت پیغمبر کہ روزِ رستخیز ٭ کے گذارم مجرمان را اشک ریز
بولے پیغمبر کہ محشر مین بھلا ٭ مجرمونکو چھوڑون کب روتا ہوا

من شفیعِ عاصیان باشم بجان ٭ تا رہانم شان ز اشکنجہ گران
مین شفیعِ عاصیان ہوؤن بجان ٭ تا چھڑاؤن رنج سے انکو وہان

عاصیان و اہل کبائر را بجہد ٭ وارہانم از عتابِ نقضِ عہد
دونگا[1] مین اہلِ کبائر کو بچا ٭ عہد شکنی کی نہووے تا سزا

صالحانِ امتم خود فارغ اند ٭ از شفاعتہاے من روزِ گزند
فارغ امت کے ہین صلحا اتقیا ٭ بس شفاعت سے مری روزِ جزا

بلکہ ایشان را شفاعتہا بود ٭ گفتِ شان چون حکمِ نافذ میرود
بلکہ وہ خود ہین شفیعِ عاصیان ٭ حکمِ نافذ کی طرح اُنکا بیان

ہیچ وازر وزرِ غیرے بر نداشت ٭ من نیم وازر خدایم بر فراشت
بوجھ[2] اُٹھاتا ہے نہ کوئی غیر کا ٭ مین نہ وازر حق نے اعلی کر دیا

آنکہ بے وزر ست شیخ ست اے جوان ٭ در قبولِ حق چو اندر کف کمان
جو کوئی بے وزر ہے وہ شیخ ہے ٭ جون کمان در کف قبول اللہ کے

شیخ کہ بود پیر یعنے مو سفید ٭ معنے این مو بدان اے نا امید
شیخ[3] کیا ہے پیر یعنے مو سفید ٭ معنے اس مو کے تو جان اے نا امید

ہست آن موے سیہ ہستی او ٭ تا ز ہستیش نماند تار مو
ہے یہ ہستی اُسکی وہ موے سیاہ ٭ تا نہو ہستی سے اسکی رہ دلا

چونکہ ہستیش نماند پیر اوست ٭ گر سیہ مو باشد و یا خود دو موست
جسکی ہستی نہ رہے وہ پیر ہے ٭ مو سیہ ہو یا ہو کھچڑی جان لے

ہست آن موی سیہ وصفِ بشر ٭ نیست آن مو موے ریش و موے سر
وہ سیہ مو کہ جو ہے وصفِ بشر ٭ ہے نہ وہ مو داڑھی اور نے موی سر

ے بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا نہین اٹھا سکتا ہے ۱۲

سلہ جب نہووے الخ، شعر جب تیرے باطن مین رحم نہین ہووے تو مجھے اُمید اب کیا تجھسے ہے آگے حقائق مین مجکو اُمید ہے تجھسے اے پیشوا تو مجکو نہ چھوڑیگا رنج مین جب کہ تخت آراستہ ہو تو شفیع ہوگا دن قیامت کے ایسے دن و برکت مین آخر کار مین تیرے بخشش پر اُمیدوار ہون میرا ہاتھ اور تیرا دامن اُسوقت ہو کہ کسی مجرم کو امن نہووے پیغمبر صلعم نے کہا کہ محشر مین مجرمون کو کب چھوڑون روتا ہوا مین شفیع عاصیان اسلیے ہوا ہون تا رنج سے انکو وہان چھوڑاؤن یعنے حضرت رسول مقبول صلعم شفیع عاصیان ہونگے بروز جزا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ دونگا مین الخ ہ شعر اہل کبائر کو مین بچادون تا عہد شکنی کی سزا نہووے اُمت کے صلحا و متقی فارغ ہین شفاعت سے میری روز جزا کے بلکہ وہ خود شفیع عاصیان ہین اور حکم جاری کی طرح اُنکا بیان ہے ترجمہ کوئی بوجھ اُٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا نہین اُٹھاتا ہے مین بوجھ اُٹھانے والا نہین ہون حق نے مجکو اعلی کردیا ہے جو کوئی بوجھ سے بے تعلق ہے وہ شیخ ہے مانند کمان کے قبول اللہ کے ہاتھ مین یعنے جو بوجھ تعلقات کا نہین رکھتا ہے وہ اویا ہے خدا کے قبضہ مین مانند کمان کے کہ فعل کمان کا عین فعل کماندار کا ہے چنانچہ آگے شیخ کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ شیخ کیا ہے الخ ۹ شعر شیخ کیا ہے پیر یعنی سفید مُو اس مُو کے معنی تو جان اے نا امید وہ موے سیاہ اسکی یہ ہستی ہے تا نہ ایک مُو اسکی ہستی سے رہوے جسکی ہستی نہین رہی وہ پیر ہے مو سیاہ یا کھچڑی ہون جان لے وہ مُو سیاہ مُو کہ وصف بشر ہے وہ نہ مُو داڑھی کا ہے نہ مُو سر کا ہے آگے مثال ہے بس جھوٹے ہین عیسے علم نے بیان کیا کہ مین شیخ و پیر ہون نے جوان ہون اگر بعضے اوصاف بشری سے چھٹے آدھا پیر ہے بالکل شیخ نہین موئے سیاہ کہ وہ ہمارا وصف ہے جسمین ایک ہو وہ شیخی نہین رکھتا ہے اگر سفید مو ہون اور خودی رکھے وہ پیر نہین ہے نہ خاص خدا ہے اگر بال بھرا سمین وصف باقی ہے اہل دُنیا ہے عرش اللہ کا نہین ہے یعنے پیر و شیخ وہ ہے کہ جسمین خودی نہین ہے اور سفید بال ہونے سے پیر نہین ہوتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲-

جهد در عیسیٰ برآرد صد نفیر | که جوان ناگشته ماگشتیم پیر
گر رهید از بعض اوصاف بشر | شیخ نبود کهل باشد ای پسر
موسیه گر باشد او اوصاف ماست | نیست بر وی شیخ و مقبول خداست
چون بود موئیش سپید از با خودست | او نه پیرست و نه خاص ایزدست
ور سر موئیش ز وصفش باقی ست | ور نه از عرش خدا آفاقی ست
ما همه اُمیدواران توئیم | ریزه چین خوان احسان توئیم
لیک با این جمله چون بے شفقتے | بهر فرزندان چرا بے رافتے
یا مگر خود دل نمے سوزد ترا | بازگو اے شیخ ما را ماجرا

بس کیا چھوٹی مین عیسیٰ نے بیان | کہ مین شیخ و پیر ہون نے ہون جوان
بعض اوصاف بشر سے گر چھٹے | پیر آدھا ہے نہ بالکل شیخ ہے
موسیہ کہ وہ ہمارا وصف ہے | ایک ہو جسمین نہ وہ شیخی رکھے
گر سفید اب مُو ہون اور کچھ خودی | ہے نہ وہ پیر اور نہ خاص ایزدی
بال بھر گر وصف باقی اُسمین ہے | اہل دُنیا ہے نہ عرش اللہ سے
ہم رکھین[1] اُمید تجھ سے بالیقین | خوان احسان کے ترے ہین خوشہ چین
باوجود اس جملہ شفقت کے تجھے | کیون نہین اُلفت ہے اب اولاد سے
یا نہ شاید اُنپہ دل جلتا ترا | پھر کہو اے شیخ مجھ سے ماجرا

عذر کردن شیخ بهر ناگریستن بر مرگ فرزندان

عذر کرنا شیخ کا بسبب نہ رونے فرزندون کے

شیخ گفت او را مپندار ای رفیق | که ندارم رحم و مهر و دل شفیق
بر همه کفار ما را رحمت ست | گرچه جان جمله کافر نعمت ست
بر سگانم رحمت و بخشایش ست | که چرا از سنگهاشان مالش ست
آن سگے که مے گزد گویم دعا | که ازین خو وارهانش اے خدا
این سگان را هم درین اندیشه دار | که نباشد از خلائق سنگسار
زان بیاورد اولیا را بر زمین | تا کندشان رحمة للعالمین
خلق را خواند سوے درگاه خاص | حق را خواند که وافر کن خلاص
جهد بنماید ازین سو بهر پند | چون نشد گوید خدایا در مبند

شیخ نے[2] اس سے کہا مت جان تو | کہ نہ رکھا ہون مین مهر و رحم کو
جملہ کفارون پہ رحمت ہے مجھے | گرچہ جان کفران نعمت کرتی ہے
مجکو کُتون پر بھی آتا رحم ہے | کہ اُنھین کیون مارتے ہین سنگ سے
کاٹے جو کُتا مین کرتا ہون دعا | کہ چھڑا اس خو سے اسکو اے خدا
اور کُتون کو بھی رکھ اس فکر مین | خلق کے نے سنگسار اب وہ رہین
اس لئے[3] بھیجے ولی سُوئے زمین | تا کرین وہ رحمة للعالمین
خلق کو کھینچین سوے درگاہ خاص | حق کو کہوین کہ زیادہ کر خلاص
کرتے خود کوشش نصیحت کر لیے | جو نہ چاہے کہوین حق در کھولدے

[1] ہم رکھین الخ ۔ شعر ہم تجھ سے اُمید رکھین بالیقین ہم خوان اُمید کے خوشہ چین ہین باوجود اس تمام شفقت کے تجکو اُلفت کیون نہین ہے اولاد سے یا اُسپر شاید تیرا دل جلتا نہین ہے پھر اے شیخ مجھسے ماجرا کہو آگے قصہ شیخ کا ہے فافہم ۱۲۔

[2] شیخ نے الخ ۔ شعر اُس سے شیخ نے کہا کہ تو مت جان کہ مین مہر و رحم نہین رکھتا ہون مجکو جملہ کفارون پر رحم ہے اگرچہ جان کفران نعمت کرتی ہے مجکو کُتون پر بھی رحم آتا ہے کہ اُنکو کیون سنگ سے مارتے ہین جو کُتا کاٹے مین دعا کرتا ہون کہ اسکو اے خدا اس خُو سے چھڑا اور کُتون کو بھی اس ذکر مین رکھ خلق کے سنگسار اب وہ نہ رہین آگے خالق ہین فافہم ۱۲۔

[3] اس لئے الخ ۔ شعر اسواسطے ولی طرف زمین کے بھیجے تاکہ وہ رحمت عالم پر کرین خلق کو طرف درگاہ خاص کے کھینچین اور حق کو کہوین کہ زیادہ خلاص کر خود کوشش کرتے ہین اور جو نہ چاہے تو کہین ہے حق دروازہ کھول دے عام کو رحمتین جزوی ہوتی ہین خاص کو رحمتین کلی ہوتی ہین اُسکی رحمت جزء ملی ہوئی کل سے ہے رحمت ایک دریا ہے ہادی راہ کی رحمت جزء ہے تو کل سے اب ملی اور رحمت حق کو تو اپنا ہادی جان جبتک جزء ہے نہ جانے راہ بحر کی مانند کب نہر ہوتی ہے جو بحر کو نہ جانے راہ کب ملے اور خلق طرف دریا کے کب لاسکے متصل دریا کے اُسوقت ہو کہ بحر سے مل جائے مانند سیل جو کہ اگر دعوت کرے تقلیدی ہو ورنہ عیان و وحی و تائیدی سے ہو یعنے اولیاء کرام کو واسطے رحمت کے دُنیا مین بھیجا ہے کہ تا مخلوق کو جانب حق کے کھینچین کیونکہ رحمت جزء اپنے کل سے ملی ہے جو جزء سے ملا وہ کل کو پہونچا آگے اوجوج بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

رحمتِ جزوی بود مر عام را — رحمتِ کلّی بود ہمام را
رحمتِ جزوش قرین گشتہ بہ کل — رحمتِ دریاست ہادی سبل
رحمتِ جزوی بہ کل پیوستہ شو — رحمتِ کل را تو ہادی بین و رو
تا کہ جزوست او نداند راہِ بحر — ہر غدیرے را کند اشباہ بحر
چون نداند راہ یم رہ کے برد — سوی دریا خلق را چون آورد
متصل گردد بہ بحر آنگاہ او — رو برو تا بحر ہمچون سیل جو
در کند دعوت بہ تقلیدے بود — نز عیان و وحی و تائیدی بود
گفت پس چون رحم داری بر ہمہ — ہمچو چوپانے بگرد این رمہ
چون نداری نوحہ فرزند خویش — چونکہ فصادِ اجل شان زد بہ نیش
چون گواہِ رحم اشک دیدہاست — دیدۂ تو بے نم و گریہ چراست
شیخ دانا زین عتابش گرم شد — ور سخن یکبارہ بے آزرم شد
رو بہ زن کرد و بگفتش کای عجوز — خود نباشد فصل دے ہمچون تموز
جملہ گر مردند ایشان ور حی اند — غائب و پنہان ز چشمِ دل کے اند
من چو بینم شان معین خویش پیش — از چہ رو ور اکنم ہمچون تو ریش
گرچہ بیرون اند از دورِ زمان — با من اند و گرد من بازی کنان
گرچہ از ہجران بود یا از فراق — با عزیزانم وصالست و عناق
خلق اندر خواب می بیندشان — من بہ بیداری ہمی بینم عیان
زین جہان خود را ہمی پنہان کنیم — برگ حس را از درخت افشان کنیم
حس اسیر عقل باشد ای فلان — عقل اسیر روح باشد ہم بدان

عام کو ہوتی ہین جزوی رحمتین — خاص کو ہوتی ہین کلی رحمتین
رحمتِ جزو اسکی کل سے ہی ملی — رحمت اک دریا ہی ہادی راہ کی
رحمتِ جزو ہی تو کل سے مل اس آن — رحمتِ کل کو تو ہادی اپنا جان
جب تلک جزو ہی نہ جانے راہ بحر — بحر کے ہم شکل کب ہوتی ہی نہر
جو نہ جانے بحر کو رہ کب ملے — سوی دریا خلق کو کب لا سکے
متصل دریا کے ہو اُسوقت وہ — بحر سے مل جائے مثل سیل جو
گر کرے دعوت تو تقلیدی سے ہو — نی عیان وحی و تائیدی سے ہو
بولی[۵۱] جو تو رحم رکھتا سب پہ ہی — گرد گلہ مثل چرواہے کے ہی
کیون نہین پھر روتا لڑکون کے لیے — مار فصادِ اجل نے نیش سے
آنکھ کا آنسو گواہِ رحم ہے — آنکھ بے آنسو تری پھر کس لیے
شیخ ناخوش اُسکے طعنہ سے ہوا — بحث سے یکبارگی لڑنے لگا
بولا عورت سے کہ ای پیر زنان — کب بہار اب ہووی مانند خزان
گروہ سب جیتے رہے یا مر گئے — آنکھ سے پوشیدہ دل کی کب ہوئے
پیش[۵۲] خود پاتا ہون اُنکو برقرار — کس لیے رؤون مین تجھسا زار زار
گرچہ اس عالم سے باہر ہو گئے — پر مری ہین سامنے وہ کھیلتے
گریہ ہوتا ہے فراق ہجر سے — پر عزیزون سے وصال اب ہی مجھے
خلق اُنکو دیکھتی ہی خواب مین — اور بیداری مین دیکھون اُنکو مین
اس جہان سی مخفی اکدم ہوتا ہون — اور حواسونکو مین پت جھڑ کرتا ہون
حس[۵۳] ہی قیدی عقل کی ای راز گو — عقل قیدی روح کی ہی جان تو

۵۱ بولی جو تو الخ ۶ شعر عورت نے کہا کہ تو رحم رکھتا ہی سب پر اور مثل چرواہے کے گرد گلہ کے ہی پھر کیون نہین لڑکون کیواسطے روتا ہی مار فصادِ اجل نے نیش سے آنسو آنکھ کا گواہ رحم ہی پھر تری آنکھ بے آنسو کسواسطے ہی اُسکے طعنہ سے شیخ ناخوش ہوا بحث کرنے سے ایکبارگی لڑنے لگا عورت سے کہا کہ ای پیر زنان کب بہار مانند خزان کے ہوے اگر وہ سب جیتے رہے یا مر گئے آنکھ سے دل کی کب پوشیدہ ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ پیش خود الخ ۵ شعر اُنکو اپنے آگے برقرار پاتا ہون مین تیرے مانند کسواسطے رؤون زار زار اگرچہ اس عالم سے باہر ہو گئے لیکن میرے پاس کھیلتے ہین اگرچہ گریہ فراق و ہجر سے ہوتا ہی ولیکن عزیزون سے اب مجھے وصال ہے مخلوق اُنکو خواب مین دیکھتی ہے اور مین بیداری مین دیکھتا ہون مین اس جہان سے اکدم مخفی ہوتا ہون اور حواسون کو معطل کرتا ہون آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

۵۳ حس ہے الخ ۶ شعر اے راز گو حس قیدی عقل کی ہے اور عقل قیدی روح کی ہے عقل کے عقدہ کو جان نے کھولا اور کام بندھے ہوے کو جاری کر دیا حس اور اندیشے آب صاف پر ہین جس طرح خاشاک پانی پر پھرتا ہے دست عقل اس حس کو ایک طرف کرتا ہی اور اک عقل کے آگے پیدا ہوتا ہی خس جمع تھا نہر پر مانند حباب کے خس ہٹا تو پیدا ہو گیا آب جو عقل کا ہاتھ خدانہ کھولے خس کو ہوا زیادہ کرتی ہے آب پر یعنے عقل کی نہ یاد تی سے ہر حس دہوا اور ہوستے ہین اور آب معنوی ظاہر ہوتا ہے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

دست بستہ عقل را جان باز کرد کارہائے بستہ را ہم ساز کرد
حسہا و اندیشہ بر آب صفا ہمچو خس بگرفتہ روئے آب را
دست عقل آن خس بیکسو می برد آب پیدا می شود پیش خرد
خس بس انبہ بود بر جو چون حباب خس چو یکسو رفت پیدا گشت آب
چونکہ دست عقل نکشاید خدا خس فزاید از ہوا بر آب ما
آب را ہر دم کند پوشیدہ او از ہوا خندان و گریان عقل تو
چونکہ تقوی البست دو دست ہوا حق کشاید ہر دو دست عقل را
پس حواس چیرہ محکوم تو شد چون خرد سالار و مخدوم تو شد
حس را بی خواب خواب اندر کند تا کہ غیبہا ز جان سر بر زند
ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا ہم ز گردون بر گشاید بابہا

عقل کے عقدہ کو جان نے وا کیا اور کے کامون کو جاری کر دیا
حس و اندیشے ہین آب صاف پے جسطرح خاشاک پانی پر پڑے
دست عقل اُس حس کو اکسو کرتا ہے آب پیش عقل پیدا ہوتا ہے
جمع خس تھا نہر پر مثل حباب خس ہٹا تو ہو گیا پیدا بس آب
عقل کا جو ہاتھ نے کھولے خدا خس زیادہ آب پہ کر دے ہوا
آب کو پوشیدہ وہ ہر دم کرے روتی اور ہنستی ہوا سے عقل ہے
دست طمع دونون باندھے زہد نے کھولے حق نے ہاتھ دونون عقل کے
ہو گئے تیرے مطیع غالب حواس عقل حاکم ہو گئی جو تیرے پاس
حس کو بے سوئے معطل گر کرے عیب سب ظاہر ہون تیری جان کے
اور بیداری مین دیکھے خواب کو آسمان سے کھولے دروازہ کو تو

قصہ خواندن شیخ ضریر قرآن را از روی مصحف و در وقت خواندن قرآن بینا شدن باذن اللہ تعالیٰ

قصہ پڑھنا شیخ نابینا کا قرآن کو ناظرہ اور بینا ہونا وقت پڑھنے قرآن کے بحکم خدای تعالیٰ

دیدہ در ایام آن شیخ فقیر مصحفے در خانہ پیر ضریر
پیش او مہمان شد او وقت تموز ہر دو زاہد جمع گشتہ چند روز
گفت اینجا ای عجب مصحف چراست چونکہ نابیناست این درویش راست
اندرین اندیشہ تشویشش فزود کہ جز او نیست اینجا باش بود

دیکھا اس ایام مین درویش نے گھر مین قرآن ایک اندھے پیر کے
اسکے یان مہمان وہ گرمی مین ہوا چند روز اسکے وہ بس باہم رہا
سوچا یان قرآن اب ہے کس لیے کیونکہ نابینا یہ بس درویش ہے
بڑھ گئی تشویش اسے اس فکر مین کہ سوا اسکے نہ یان پر اور ہین

سلہ آب کو الخ ۵ شعر وہ آب کو پوشیدہ ہر دم کرے اور ہوا سے عقل روتی و ہنستی ہے دونون ہاتھ ہوا کے تقوی اور زہد نے باندھے اور حق نے کھولے دونون ہاتھ عقل کے تیرے مطیع حواس غالب ہو گئے جو تیرے پاس عقل حاکم ہو گئی اگر بے سوئے حس کو معطل کرے تیری جان پر غیب سب ظاہر ہون اور خواب کو بیداری مین دیکھے اور آسمان کے دروازہ کو کھولے یعنے حالت مراقبہ مین تو حواسون کو معطل کرے غیب بجھپر منکشف ہو اور خواب تو بیداری مین دیکھے اور سیر آسمان کی کرے جیسے اندھا قرآن کو ناظرہ پڑھتا ہے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ دیکھا اس ایام مین الخ ۹ شعر ایک درویش نے اُس ایام مین دیکھا قرآن گھر مین ایک اندھے پیر کے وہ اُسکے یہان مہمان گرمی مین ہوا اور چند روز اُسکے وہ باہم رہا سوچا کہ یہان قرآن کس واسطے ہے کیونکہ درویش نابینا ہے اُسکو تشویش بڑھ گئی۔ اس فکر مین کہ اُسکے سوا یہان پر اور نہین ہے وہ تنہا ہے اور ایک قرآن ٹنگا ہوا ہے مین گستاخ نہین ہون اور نے ملا ہون تا نہ پوچھون اور چپ رہون تا کہ صبر سے مراد مین اپنی لون جو صبر کیا اور رنج مین رہا کھل گیا ترجمہ کہ ضرور صبر کنجی کشادگی کی ہے آگے حقائق ہین صبر ایک گنج ہے اے برادر تو صبر کرتا شفا اس رنج سے پائے صبر رہبر ہر اسرار کے کشف کا ہے صبر تلخ ہے ولیکن ثمر میٹھا ہے یعنے صبر واسطے کشود کار کے بہتر ہے پس ہر حال مین صبر کرنا چاہیے چنانچہ اسکی مثال مین قصہ لقمان کا آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

اوست تنہا مصحفے آویختہ　　من نیم گستاخ یا آویختہ
تا بپرسم نے خمش صبرے کنم　　تا بصبرے بر مرادے پر زنم
صبر کردند بود چندے در حرج　　کشف شد کالصبر مفتاح الفرج
صبر گنج ست ای برادر صبر کن　　تا شفا یابی تو زین رنج کہن
صبر سوی کشف ہر سر رہبر ست　　صبر تلخ آمد بر او شکر ست

وہ ہی تنہا مصحف اک ٹکا ہوا　　میں نہیں گستاخ اور نہ ہوں ملا
تا نہ پوچھوں اور بس میں چپ پہ ہوں　　صبر سے تا کہ مراد اپنی میں لوں
جو کیا صبر اور رہا اندر حرج　　کھل گیا کالصبر مفتاح الفرج
صبر ہے گنج اے برادر صبر کر　　تا شفا اس رنج سے پائے مگر
صبر رہبر کشف ہر اسرار ہے　　صبر ہے تلخ اور ثمر میٹھا رکھے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از آہن راست میکرد از سوال باین نیت کہ صبر از سوال موجب فرح و راحت ست

صبر کرنا لقمان علیہ السلام کا سوال سے جو دیکھا کہ داؤد علیہ السلام حلقہ لوہے کا بناتے ہیں اس نیت سے کہ صبر کرنا سوال سے موجب راحت ہے

رفت لقمان سوئے داؤد از صفا　　دید کو می کرد ز آہن حلقہ ہا
جملہ را با ہمدگر در مے فگند　　ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
صنعت زرّاد او کم دیدہ بود　　در عجب مے ماند و سواسش فزود
کاین چہ شاید بود وا پرسم از و　　کہ چہ مے سازی ز حلقہ تو بتو
باز با خود گفت صبر اولی ترست　　صبر با مقصود زوتر رہبر ست
چون نہ پرسی زود تر کشفت شود　　مرغ صبر از جملہ پران تر شود
ور بپرسی دیر تر حاصل شود　　سہل از بے صبریت مشکل شود
چونکہ لقمان تن بزد اندر زمان　　شد تمام از صنعت داؤد آن
پس زرہ سازید و در پوشید او　　پیش لقمان حکیم صبر خو
گفت این نیکو لباس ست ای فتا　　در مصاف و جنگ دفعِ زخم را

سوئے داؤد نبی لقمان گیا[1]　　دیکھا لوہے سے بناتا حلقے تھا
ڈالتا اک دوسرے میں سب کو وہ　　لوہے اور پولاد سے وہ نیک خو
جو زرہ بنتے نہ دیکھی تھی کبھی　　ہو گیا حیران پریشانی بڑھی
کہ میں پوچھوں انسے یہ کیا چیز ہے　　ہیں بناتے حلقہ جو اوپر تلے
پھر کہا[2] خود سے کہ بہتر صبر ہے　　مقصدوں کا زیادہ رہبر صبر ہے
جو نہ پوچھے جلد ظاہر تجکو ہو　　اڑتا مرغ صبر افزوں سب سے جو
گر تو پوچھے دیر میں حاصل ہو وہ　　سہل بے صبری سے بس مشکل ہو وہ
جو کیا لقمان نے صبر اس گھڑی　　اور زرہ آخر تمام اسکی ہوئی
پہنی اسنے بس بنا کر کے زرہ　　آگے لقمان کے کہ تھا دانا ئے رہ
بولا[3] یہ اچھا لباس اور خوب ہے　　جنگ میں بھی ہے بچاتا زخم سے

[1] سوئے داؤد الخ ہم شعر لقمان عم حضرت داؤد عم کی جانب گئے دیکھا کہ حلقہ لوہے کے بناتے ہیں اور ایک دوسرے میں سب کو وہ ڈالتے ہیں لوہے اور پولاد سے جو کبھی زرہ بنتے نہ دیکھی تھی حیران ہوگئے اور پریشانی بڑھی سوچے کہ میں انسے پوچھوں یہ کیا چیز ہے جو حلقے اوپر تلے بناتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پھر کہا الخ ۵ شعر پھر خود سے کہا کہ صبر کرنا بہتر ہے کہ مقصدوں کا صبر زیادہ رہبر ہے جو تو نہ پوچھے تجکو جلد ظاہر ہووے کہ مرغ صبر کا سب سے زیادہ اڑتا ہے اگر تو پوچھے وہ دیر میں حاصل ہو اور سہل بے صبری سے مشکل ہو لقمان عم نے اسدم صبر کیا اور زرہ آخر کو تمام ہوئی پس اسنے زرہ بنا کر کے پہنی آگے لقمان کے کہ دانائے راہ تھا آگے جواب داؤد عم کا ہے فافہم ۱۲—

[3] بولا یہ الخ ہم شعر کہا کہ یہ لباس اچھا و خوب ہے کہ جنگ میں بچاتا زخم سے ہے لقمان نے کہا کہ صبر بھی خوب ہے کہ غم دفع کرتا ہے ہر جگہ تو حق کے ساتھ صبر نزدیک کر اور آخر سورۃ العصر کو پڑھ حق نے صدہا کیمیا پیدا کیں صبر کے مانند کیمیا نہیں دیکھی یعنے صبر ایک عجب کیمیا ہے کہ اسکے برابر حق نے دوسری کیمیا پیدا نہیں کی ہے آگے باقی قصہ زلیخا کا ہے فافہم ۱۲—

گفت لقمان صبر ہم نیکو دمی ست — کو پناہ و دافع ہر جا غمی ست
صبر را با حق قرین کرد ای فلان — آخر والعصر را آگہ بخوان
صد ہزاران کیمیا حق آفرید — کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید

بولا لقمان صبر بھی اب خوب ہے — کہ کرے یہ دفع غم ہر جا ہے بے
ساتھ حق کے صبر کو نزدیک کر — آخر والعصر کو پڑھ اے پسر
حق نے صدہا کیمیا پیدا کرین — کیمیا جون صبر بس دیکھی نہین

بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آن

مرد مہمان صبر کرد و ناگہان — کشف گشتش حال مشکل در زمان
نیم شب آواز قرآن را شنید — جست از خواب آن عجائب را بدید
کہ ز مصحف کور میخواند درست — گشت بے صبر و ز کور آن حال جست
گفت چون در چشمہایت نیست نور — چون ہمی بینی ہمی خوانی سطور
آنچہ میخوانی بران افتادہ — دست را بر حرف آن بنہادہ
اصبعت در سیر پیدا مے کند — کہ نظر بر حرف داری مستند
گفت ای گشتہ ز جہل تن جدا — این عجب مے داری از صنع خدا
من ز حق درخواستم کای مستعان — بر قرأت من حریصم ہمچو جان
نیستم حافظ مرا نورے بدہ — در دو دیدہ وقت خواندن بگرہ
باز گردان دیدہ ام را آن زمان — کہ بگیرم مصحف و خوانم عیان
آمد از حضرت ندا کای مرد کار — ای بہر رنجے بما امیدوار
حسن ظن ست و امیدی خوش ترا — کہ ترا گویم بہر دم بر ترا
ہر زمان کہ قصد خواندن باشدت — یا ز مصحفہا قرأت بایدت
من در آن دم وادہم چشم ترا — تا فرو خوانی معظم جوہرا

باقی قصہ نابینا و قرآن پڑھنے اُسکے کا

صبر مہمان نے کیا تو ناگہان[1] — حال مشکل ہوگیا اُسپر عیان
نیم شب آواز قرآن کی سُنی — خواب سے اُٹھا عجائب اک دیکھی
کہ پڑھے اندھا صحیح قرآن کو — ڈھونڈھا حال اندھے کا وہ بے صبر ہو
بولا[2] تیری آنکھ نے رکھے ہی نور — دیکھکر پڑھتا ہے تو کیونکر سطور
جو کہ تو پڑھتا ہی قائم اس پہ ہے — ہاتھ کو حرفون پہ رکھتا اُسکی ہے
پھیرتا ظاہر ہے اُنگلی کے سرے — کہ نظر حرفون کے اوپر تو رکھے
بولا جہل تن سے بس چھوٹا ہی تو — صنعت حق سے عجب کھتا ہی تو
مین نے حق سے کی دعا کہ مستعان — شوق ہی قرأت کا مجھکو مثل جان
مین نہ حافظ ہون مجھے تو نور دے — آنکھ مین پڑھنے کے وقت اب لطف سے
بخش[3] دونون آنکھ مجھکو تو اس آن — کہ پڑھون قرآن کو بس مین عیان
آئی حضرت سے ندا ای مرد کار — مجھسے ہی ہر رنج مین امیدوار
حسن ظن اور مستمندی ہی تجھے — کہ کہون ہر وقت تو پڑھتا ہے
جس گھڑی ہو قصد پڑھنے کا تجھے — با قرأت تو کرے قرآن سے
اُس گھڑی مین تجکو دون آنکھین بھلا — تا پڑھے ظاہر معظم جوہرا

---

[1] صبر مہمان نے الخ ۱ شعر مہمان نے صبر کیا تو ناگہان حال مشکل اُسپر ظاہر ہوگیا آدھی رات کو آواز قرآن کی سُنی خواب سے اُٹھا تو عجائب ایک دیکھا کہ اندھا قرآن کو صحیح پڑھتا ہے اُسنے بے صبر ہو کر حال اندھے کا ڈھونڈھا فافہم ۱۲-

[2] بولا الخ ۶ شعر کہا کہ آنکھ تیری نور نہین رکھتی ہے تو کیونکر سطور دیکھکر پڑھتا ہی جو تو پڑھتا ہی اُسپر قائم ہے اور ہاتھ کو اُس کے حرفون پر رکھتا ہی ظاہر اُنگلی کے سرے پھیرتا ہی کہ نظر حرفون کے اوپر ہے کہا کہ جہل جسم سے تو چھوٹا ہی اور صنعت حق سے عجب رکھتا ہی مین نے حق سے دعا کی ای مستعان مین حریص قراءت کا ہون مانند جان کے مین حافظ نہین تو مجکو نور دے آنکھ مین وقت پڑھنے کے لطف سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] بخش الخ ۸ شعر تو دونون آنکھ اُسوقت بخش کہ قرآن کو مین پڑھون ظاہر درگاہ حق سے ندا آئی کہ اے مرد کار مجھ سے تو ہر رنج مین اُمیدوار ہے حسن ظن اور آرزومندی تجکو ہے کہ کہون مین تجکو ہر وقت تو پڑھتا رہو جسدم پڑھنے کا تجکو قصد با قراءت تو قرآن سے ہو مین اُس گھڑی تجکو آنکھین دون تاکہ تو پڑھے ظاہر معظم جوہر کو اُسنے ایسا ہی کیا جس وقت مین کھول کر پڑھتا ہون قرآن مین وہ خبردار ہے اور غافل نہین کام سے فخر اُس سے نہین وہ کردگار اور بادشاہ والا جاہ ہے پھر وہ بینائی مجکو بخشے اُس دم جیسے چراغ رات کا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

ہمچنان کرد و ہر آنکہ چو کرمن — واکشاییم مصحف اندر خواندن
آن خبیرے کہ نشد غافل ز کار — آن گرامی بادشاہ کردگار
باز بخشد بخشیم آن شاہ فرد — در زمان ہمچون چراغ شب نورد
زین سبب نبود ولی را اعتراض — ہر چہ بستانند فرستد زاعتیاض
گر بسوزد باغت انگورے دہد — در میان ماتمت سورے دہد
آن شل بیدست را دستے دہد — کان غمہا را دل مستے دہد
لا نسلم و اعتراض از ما برفت — چون عوض مے آید از مفقود زفت
چونکہ بے آتش مرا گرمی رسد — راضیم گر آتشش ما را کشد
چونکہ بی حشمت بہ بخشد دیدنے — اینچنین کوری ہست چشم روشنی
بے چراغے چون دہد او روشنی — گر چراغت شد چہ افغان میکنی

ایسا ہی اسنے کیا جسوقت مین — کھولکر پڑھتا ہون بس قرآن مین
وہ خبردار اور نہ غافل گاہ ہے — کردگار اور شاہ والاجاہ ہے
پھر وہ بینائی بے تجھے بخشش کرے — اس گھڑی جیسے چراغ اب رات کے
نہ ولی کو اعتراض اسواسطے — جو کہ وہ لیوے عوض اسکے وہ دے
باغ گر پھونکے ترا انگور دے — اور ماتم مین تجھے وہ خوش کرے
ٹوٹے جسکا ہاتھ اسکو ہاتھ دے — غم ہو جسکے دل مین مست اسکو کرے
نا قبول اعتراض ہم سے گیا — جو عوض آتا ہے مقصد سے بڑا
پہونچے جو گرمی مجھے بن آگ کے — ہون مین راضی آگ گر فانی کرے
جو بجز آنکھ دیوے دیکھنا — ایسا اندھا پن ہے چشم پر ضیا
روشنی جو دی تجھے وہ بے چراغ — کیون فغان ہے گر گیا تجھ سی چراغ

قصہ اولیا کہ راضی باحکام قضای الٰہی اند ولا نکنند کہ این حکم بگردان

قصہ اولیا کا کہ راضی بحکم قضای الٰہی ہین اور خوشامد نہین کرتے کہ حکم پھیرے

بشنو اکنون قصہ آن رہروان — کہ ندارند اعتراضے در جہان
ز اولیا اہل دعا خود دیگر اند — کہ ہمی دوزند و گاہی مے درند
قوم دیگر مے شناسم ز اولیا — کہ دہان شان بستہ باشد از دعا
از رضا کہ ہست رام آن کرام — جستن دفع قضا شان شد حرام
در قضا ذوقے ہمی بینند خاص — کفر شان آید طلب کردن خلاص

قصہ اب ان سالکون کا تم سنو — کہ نہ رکھتے اعتراض عالم مین وہ
اولیا اہل دعا ہین دوسرے — ہین کبھی سیتے کبھی ہین پھاڑتے
دوسری قوم اک ولی اللہ ہے — جانو انکا منہ دعا سے بند ہے
بس رضا جو ہے رضا جوئے کرام — ڈھونڈھنا دفع قضا انکو حرام
ذوق پاتے ہین قضا مین اولیا — کفر انکو ہے رہائی چاہنا

سلہ نے ولی الخ شعر اسواسطے ولی کو اعتراض نہین جو وہ لیوے وہ عوض اسکو دیوے اگر تیرے باغ کو وہ جلائے تو انگور دے اور ماتم مین وہ تجکو خوش کرے جسکا ہاتھ ٹوٹے اسکو ہاتھ دے جسکے دل مین غم ہو مست اسکو کرے انکار و اعتراض ہم سے گیا جب مقصد سے عوض آتا ہی بڑا جو گرمی مجکو پہونچے بغیر آگ کے مین راضی ہون اگر آتش میری بجھائے جو بغیر آنکھ کے دیکھنا تجکو دے ایسا اندھا پن چشم پر ضیا ہی وہ روشنی تجکو دے بغیر چراغ کے کیون چلاتا ہی اگر چراغ تجھ سے گیا یعنے اگر تجکو نابینا کرے اس سے زیادہ تجکو دیدیوے کہ نافص کرنا اسکا عین کاملی ہے اور زیان دینا اسکا عین سود ہے جیسے اولیاء اللہ رضا بقضا رہتے ہین چنانچہ قصہ اولیا کا آگے مثال مین لکھتے ہین فافہم ۱۲
سلہ قصہ الخ سات شعر تم قصہ ان سالکون کا اب سنو کہ وہ اعتراض عالم مین نہین رکھتے تھے اولیا و اہل دعا دوسرے ہین کہ کبھی سیتے و کبھی پھاڑتے ہین۔ دوسری قوم ایک ولی اللہ ہے کہ انکا منہ دعا سے بند ہے یعنے ایک اولیاء اللہ اہل دعا ہین اور ایک اہل رضا ہین آگے انکا بیان ہے فافہم ۱۲
سلہ بس رضا الخ شعر بس رضا خود ان بزرگون کی رضا جو ہے انکو ڈھونڈھنا دفع قضا کا حرام ہے قضا مین ذوق پاتے ہین اولیا رہائی چاہنا انکو کفر ہے انکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا کہ نیلا جامہ غمزدہ نہین پہنتے ہین جو کچھ انکے آگے آوے وہ خوش ہون آب حیات اگر آتش بھی ہو زہر بھی حلق مین شکر ہے اور سنگ انکی راہ مین گوہر ہے انکو نیک و بد سب یکسان ہو گیا اس سبب سے یعنے حسن ظن سے دعا کرنا انکے نزدیک کفر ہے کہ اے خدا تو ہم سے قضا پھیر لے یعنے اہل رضا کے نزدیک دعا کرنا کفر ہے کیونکہ وہ رضا بقضا رہتے ہین چنانچہ قصہ بہلول کا مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

حسن ظنی بر دل ایشان کشود ❊ کہ نپوشند از غمی جامۂ کبود
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود ❊ آب حیوان گردد ار آتش بود
زہر در حلقوم شان شکر بود ❊ سنگ اندر راہ شان گوہر بود
جملگی یکسان بود شان نیک و بد ❊ ارچہ باشد این ز حسن ظن خود
کفر باشد نزد شان کردن دعا ❊ کای خدا آلہ ازما بگردان این قضا

انکے دل پر حسن ظن ایسا کھلا ❊ کہ نہ پہنے جامہ میلا غم زدا
جو کچھ آگے آئے انکے خوش ہون وہ ❊ آب حیوان ہو اگر آتش بھی ہو
زہر انکے حلق مین شکر بنے ❊ سنگ انکی راہ مین گوہر بنے
نیک و بد یکسان سب انکو ہو گیا ❊ کس سبب حسن ظن سے ای دلا
کفر نزدیک انکے ہو کرنا دعا ❊ کہ خدا تو پھیر یہ ہم سے قضا

سوال کردن بہلول از یک صاحب دل و جواب او

سوال کرنا بہلول کا ایک صاحب دل سے اور جواب دینا اسکا

گفت بہلول آن یکی درویش را ❊ چونی ای درویش واقف کن مرا
گفت چون باشد کسی کہ جاودان ❊ بر مراد او رود کار جہان
سیل و جوہا بر مراد او روند ❊ اختران آنسان کہ او خواہد شوند
زندگی و موت سرہنگان او ❊ بر مراد او روانہ کو بہ کو
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت ❊ ہر کجا خواہد ببخشد تہنیت
سالکان راہ ہم بر کام او ❊ ماندگان راہ ہم در دام او
ہیچ دندانی نخندد در دہان ❊ بی رضا و امر او فرمان روان
بی رضای او نیفتد ہیچ برگ ❊ بی قضای او نیاید ہیچ مرگ
بی مراد او نجنبد ہیچ رگ ❊ در جہان از اوج ثریا تا سمک
گفت ای شہ راست گفتی ہمچنین ❊ در فر و سیمای تو پیداست این
آن صد چندانی ای صادق ولیک ❊ شرح کن این را بیان کن نیک نیک
آنچنان کہ فاضل و مرد فضول ❊ چون بگوش او رسد آرد قبول

بولا بہلول ایک اس درویش سے ❊ کیسا ہے درویش تو بتلا مجھے
بولا کیسا ہو وہ کہ جاودان ❊ اسکی بس خواہش پہ ہو کار جہان
سیل و دریا اسکی خواہش پر چلین ❊ اور ستارے اسکی رائے سے پھرین
اسکے پیادے زندگی اور موت کے ❊ جائین ہر کوچہ مین اسکی رائے سے
چاہے جس جا پر وہ بھیجے تعزیت ❊ چاہے جس جا پر وہ بخشے تہنیت
سالکان راہ اسکے کام مین ❊ عاجزان راہ اسکے دام مین
دانت منہ مین نہ کوئی جنبش کرے ❊ بے رضا و حکم ان حکام کے
بے رضا انکی گرے نہ کوئی برگ ❊ بے قضا انکی نہ آئے کوئی مرگ
بے مراد انکی نہ رگ حرکت کرے ❊ اس جہان مین تا زمین افلاک سے
بولا ای شہ سچ کہا ایسا ہی ہے ❊ تیری پیشانی سے یہ جلوہ کرے
ہو وہ اور اس سے زیادہ ای صادق ولیک ❊ شرح و تشریح اسکی کر تو نیک نیک
اسطرح پر کر کہ فاضل اور فضول ❊ ہو سنے اسکو تو کر لیوے قبول

سلہ بولا الخ شعر بہلول نے کہا اس درویش سے کیونکر ہو ای درویش مجکو بتلا کہ وہ کیسا ہو جو ہمیشہ اسکی خواہش پر جہان کا کام ہو سیل و دریا کی اسکی خواہش پر چلین اور ستارے اسکی زندگی پر پھرین اسکی زندگی و موت کے پیادے اسکی رائے پر جائین ہر ایک کوچہ مین جس جا پر وہ چاہے تعزیت بھیجے اور جس جا پر وہ چاہے تہنیت بخشے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سالکان الخ ۶ شعر سالک راہ کے اسکے کام مین ہین اور عاجز راہ کے اسکے کام مین ہین دانت منہ مین نہ جنبش کرے بغیر رضا اس حاکم کے کوئی برگ بغیر رضا انکی کے نہ گرے اور کوئی مرگ بغیر انکے چاہے نہ آئے بغیر مراد انکے رگ حرکت نکرے اس جہان مین آسمان سے زمین تک کہا کہ ای شاہ تو نے سچ کہا ہے ایسا ہی ہے یہ تیری پیشانی سے جلوہ کرتا ہے اے صادق وہ اس سے زیادہ ہو ولیکن تو تشریح و شرح اسکی بخوبی کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ اسطرح الخ ۲ شعر اس طرح پر شرح کر کہ اہل معنی و بے معنی جو اسکو سنے قبول کر لے اسکی شرح ایسی کلام مین کر کہ اس سے فائدہ عام کی جان پائے عقل کامل جو خوان کو بچھائے اسکے خوان پر ہر ایک غذا موجود ہو کہ مہمان کوئی محروم نہو جو آئے ہر کوئی اپنی غذا اسپر پائے آگے اسکی مثال ہے قرآن کے کہ نکات باطنی ہین اور خاص و عام کی غذا قرآن مین ہے کہا کہ یہ سب کو یقین ہو گیا کہ جہان تابع حکم خدا ہے یہئے اولیاء اللہ پاس جو کوئی آرزو والا آئے وہی مراد پائے کہ انکے خوان کرم مین سب چیز موجود ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲

آنچنانش شرح کن اندر کلام / که ازان هم بهره یابد جانِ عام
ناطقِ کامل چو خوان باشی بود / بر سرِ خوانش ز هر آشی بود
که نماند هیچ مهمان بی نوا / هر کسی یابد غذای خود جدا
همچو قرآن که بمعنی هفت توست / خاص او عام را مطعم دروست
گفت این باری یقین شد پیش عام / که جهان در امرِ یزدان ست رام
هیچ برگی در نیفتد از درخت / بی قضا و حکم آن سلطان بخت
از دهان لقمه نشد سوی گلو / تا نگوید لقمه را حق کادخلوا
میل و رغبت کان زمام آدمی ست / جنبش آن رام امر آن غنی ست
در زمین و آسمان ها ذرهٔ / پر نه جنباند نه گردد پرهٔ
جز بفرمانِ قدیم نافذش / شرح نتوان کرد و جلدی نیست خوش
کاشمرد برگِ درختان را تمام / بی نهایت کی شود در نطق رام
اینقدر بشنو که چون کلی کار / می نگردد جز به امرِ کردگار
چون قضای حق رضای بنده شد / حکم او را بندهٔ خواهنده شد
بی تکلف نی پی مزد و ثواب / بلکه طبع او چنین شد مستطاب
زندگی خود نخواهد بهر خود / نی پیِ ذوقِ حیاتِ مستلذ
هر کجا امرِ قدم را مسلکی ست / زندگی و مردگی پیشش یکی ست
بهر یزدان می زید نی بهر گنج / بهر یزدان میرد نی خوف و رنج
هست ایمانش برای خواهِ او / نی برای جنت و اشجار و جو

شرح اسکی ایسی کر اندر کلام / اس سے پائے فائدہ بھی جانِ عام
عقل کامل جو بجائے خوان کو / اسکے خوان پر ہر غذا موجود ہو
کہ نہو مہمان کوئی محروم آ / ہر کوئی اپنی غذا پائے جدا
مثل قرآن کے کہ باطن سات ہیں / خاص و عاموں کی غذا قرآن میں
بولا یہ سب کو یقین اب ہو گیا / کہ جہان تابع ہے با امرِ خدا
١ نے شجر سے کوئی اک پتا گرے / بے قضا اور حکم اس سلطان کے
منہ سے لقمہ جائے نہ سوئے گلو / تا نہ لقمہ کو کہے حق کادخلو
میل و رغبت آدمی کی باگ ہے / بے خدا کے حکم نہ رغبت کرے
نہ زمین و آسمان میں اڑ سکے / کوئی ذرہ اور جنبش پر کوے
جز قدیمی حکم جاری اسکے کے / شرح نے ممکن نہ جلدی خوب ہے
جب نہ گن سکتا ہو تو پتے تمام / بے نہایت کب ہو پابند کلام
اسقدر سن لو کہ جو کل کار و بار / ہو نہ ہرگز جز بحکم کردگار
٢ جو قضا حق کی رضا بندہ کی ہو / چاہتا بندہ ہے اسکے حکم کو
بے تکلف نے ثوابون کے لیئے / بل طبیعت اسکی ہی اس طور سے
زندگی چاہے نہ خود اپنے لیئے / اور نہ ذوقِ زندگی کے واسطے
جس جگہ امرِ قدم کی رہ چلے / جینا مرنا اسکے آگے ایک ہے
واسطے حق کے جیئے نہ بہر گنج / واسطے حق کے مرے نہ بہر رنج
ہو اسے ایمان خاص حق کے لیئے / نہ بہشت و نہر و پھل کیواسطے

١ نے شجر الخ، شعر کوئی برگ شجر سے نہیں گرے بغیر قضا و حکم اس بادشاہ کے طرف گلو کے منہ سے لقمہ نہ جائے جب تک نہ کہے ترجمہ کہ داخل ہو تو خواہش و رغبت آدمی کی باگ ہے بغیر حکم خدا کے حرکت کرے زمین و آسمان میں نہ اڑ سکے کوئی ذرہ اور نہ پر کو جنبش دے بجز اس قدیمی حکم جاری کے نہ شرح ممکن ہو ونہ جلدی خوب ہی جبکہ تو تمام پتے نہیں گن سکتا ہے تو بے نہایت کب کلام میں آسکتا ہی اسقدر سن لو کہ تمام کار و بار کسب ہوتا ہے بجز حکم خدا کے یعنے کوئی کام بجز حکم خدا کے نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ سب اسکے اختیار میں ہی فافہم ۱۲۔

٢ جو قضا الخ، شعر جبکہ قضا حق کی رضا ہو بندہ چاہتا ہے اسکے حکم کو بے تکلف اور ثوابون کے لیے نہیں بلکہ اس کی طبیعت اس طور سے ہے زندگی اپنے لیئے نہ خود چاہے ورنہ ذوق زندگی کے واسطے جس جگہ امر قدم کی راہ چلے اسکے آگے جینا و مرنا ایک ہے واسطے حق کے جیئے نہ گنج کے واسطے۔ واسطے حق کے مرے نہ رنج کے واسطے اسکو ایمان ہے خاص حق کے واسطے نہ بہشت و نہر و ثمر کے واسطے یعنے جو کام اولیاء اللہ کرتے ہین خاص حق کے واسطے کرتے ہین کیونکہ انکو ایمان خاص خدا کے واسطے ہے جنت و دوزخ کے واسطے نہیں اسیواسطے حضور نے فرمایا ہے حدیث شریف الایمان بین الخوف والرجاء یعنے ایمان درمیان خوف و رجا کے ہی یعنے وہ ایمان خدا کے واسطے کا ہین نہ امید جنت و نہ خوف دوزخ کے لیئے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

ترک کفرش ہم برائے حق بود ۔ نے ز بیم آنکہ در آتش شود
ہمچنین آمد ز اصل خوے او ۔ نے ریاضت نے ز جست و جوے او
آنگہان خندد کہ او بیند رضا ۔ ہمچو حلواے شکر او را قضا
بندۂ کش خوی و خصلت این بود ۔ نے جہان بر امر و فرمانش رود
پس چرا لابہ کند او یا دعا ۔ کہ بگردان اے خداوند این قضا
مرگ او و مرگ فرزندان او ۔ بہر حق پیشش چو حلوا در گلو
نزع فرزندان بر او باوفا ۔ چون قطائف پیش شیخ بینوا
پس چرا گوید دعا الا مگر ۔ در دعا بیند رضاے دادگر
آن شفاعت وان دعا نز رحم خود ۔ مے کند آن بندۂ صاحب رشد
رحم خود را او ہمان دم سوختہ است ۔ کہ چراغ عشق حق افروختہ است
دوزخ اوصاف او عشق ست و او ۔ سوخت مر اوصاف خود را مو بمو
ہر طروقے این فروقے کے شناخت ۔ چون دقوقی کو درین دولت بتاخت

ترک کفر اسکو ہی حق کیواسطے ۔ اور نہین ہے خوف دوزخ کے لئے
ایسی عادت آئی اسکی اصل سے ۔ نہ ریاضت اور نہ تلاش کے
اسکو ہی خوش ہو وہ جب دیکھے رضا ۔ میٹھے حلوا کی طرح اسکو قضا
خو و خصلت ایسی جس بندہ کی ہے ۔ کیون نہ عالم حکم پر اسکے چلے
کیون خوشامد وہ کرے اندر دعا ۔ کہ خدا تو پھیر دے اب یہ قضا
موت اسکی اسکے بس اولاد کی ۔ واسطے حق کے ہے اسکو چاشنی
نزع فرزندونکی نزدیک اسکے ہے ۔ جیسے لوزینہ گدا کے سامنے
پس وہ مانگے کس لئے حق سے دعا ۔ پر دعا مین دیکھے اللہ کی رضا
وہ شفاعت وہ دعا نے رحم سے ۔ اپنی کرتا ہے وہ بندہ جان لے
سوخت اپنے رحم کو اسدم کیا ۔ کہ چراغ عشق حق روشن ہوا
عشق دوزخ اسکے ہے اوصاف کو ۔ کہ جلایا وصف اسکا مو بمو
جانا ہر سالک نے کب اس فرق کو ۔ جسطرح جانا دقوقی نے ہے وہ

قصۂ دقوقی رحمہ اللہ تعالیٰ وکراماتش

قصۂ دقوقی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کرامات اسکی

آن دقوقی داشت خوش دیباچۂ ۔ عاشق و صاحب کرامت خواجۂ
بر زمین می شد چو مہ بر آسمان ۔ شب روان را گشتہ زو روشن روان
در مقامے مسکنے کم ساختے ۔ کم دو روز اندر دہے انداختے

وہ دقوقی چہرہ زیبا رکھتا تھا ۔ عاشق و صاحب کرامت اولیا
تھا زمین پر مثل ماہ آسمان ۔ سالکونکی تھی روشن اس سے جان
ہر مقام او پر وہ کمتر ٹھہرتا ۔ گانونمین دو دن سے کم رہتا سوا

سلہ ترک کفر الخ یہ شعر اسکو ترک کفر حق کے واسطے ہے اسکی ایسی عادت اصل سے آئی تھی بغیر ریاضت اور تلاش کے اسدم خوش ہو جو وہ رضا دیکھے و حلوہ شیرین کی طرح قضا اسکو ہو جس بندہ کی خو خصلت ایسی ہے کیون نہ حکم پر اسکے عالم چلے کیون نہ دعا مین وہ خوشامد کرے کہ اے خدا تو یہ قضا پھیر دے موت اسکی اولاد کی واسطے حق کے اسکو چاشنی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ نزع فرزندان الخ ۹ شعر نزع فرزندون کی اسکے نزدیک ایسی ہے جیسے لوزینہ گدا کے روبرو پس وہ حق سے دعا کس واسطے مانگے لیکن دعا مین اللہ کی رضا دیکھتا ہے وہ شفاعت وہ دعا رحم سے اپنے وہ بندہ نہین کرتا ہے اپنے رحم کو اس دم سوخت کیا کہ جب چراغ عشق اسکے دل مین روشن ہوا عشق اسکے اوصاف کو دوزخ ہے کہ وصف اسکا جلایا بالکل پھر ایک سالک نے کب اس فرق کو جانا جس طرح دقوقی نے وہ جانا یعنی رضا بقضا مین وہ بندہ خدا کا خوش ہے کہ جب چراغ عشق خدا اسمین روشن ہوا پھر دعا کس واسطے مانگے اور اگر دعا بھی وہ مانگتا ہے تو رحم کے سبب سے نہین مانگتا ہے بلکہ رضائے حق کے سبب سے مانگتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اہل دعا بھی اہل رضا ہین کہ رضا دیکھتے ہین جب دعا کرتے ہین یہ فرق بجز دقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے کون جانتا ہے فہم من فہم ۱۲۔
سلہ قصہ فرق اہل رضا و اہل دعا مین ۱۲ سلہ وہ دقوقی الخ ۳ شعر دقوقی چہرہ زیبا رکھتا تھا عاشق و صاحب کرامت و الا تھا وہ زمین پر مثل ماہ فلک کے تھا اور سالکون کی اس سے روشن جان ہوتی تھی وہ ہر مقام پر کمتر ٹھہرتا تھا گانون مین دو دن سے سوا نہین رہتا تھا کہتا اگر دو دن ایک مکان مین رہون اس گھر کی محبت و عشق مجھ مین زیادہ ہو ترجمہ خوف کرتا ہون فریفتہ ہونے مکان سے سفر کرائے نفس سفر کرنے والے واسطے فنا کے مین اپنے دل کی عادت مکان کی نہین ڈالتا ہو وے خالص امتحان مین یعنے محبت مکان کی مانع راہ سلوک ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت در یک خانہ باشم گر دو روز | عشق آن مسکن کند در من فروز
عزة المسکن احاذرها انا | انتقلی یا نفس سافر للغنا
لا اعود خلق قلبی بالمکان | کے یکون خالصاً فی الامتحان
روز اندر سیر بد شب در نماز | چشم اندر شاہ باز او ہمچو باز
منقطع از خلق نے از بد خوئی | منفرد از مرد و زن نے از دوئی
مشفقے بر خلق نافع ہمچو آب | خود شفیقے و دعاہاش مستجاب
نیک و بد را مہربان و مستقر | بہتر از مادر شہے تر از پدر
گفت پیغمبر شما را اے مہان | چون پدر ہستم شفیق و مہربان
زان سبب کہ جملہ اجزاے منید | جزو را از کل چرا بر مے کنید
جزو از کل قطع شد بیکار شد | عضو از تن قطع شد مردار شد
تا نہ پیوندد بہ کل بار دگر | مردہ باشد نبودش از جان خبر
ور بجنبد نیست خود را او سند | عضو نو ببریدہ ہم جنبش کند
جزو ازین کل گر برد یکسو رود | این نہ آن کل است کو ناقص شود
قطع و وصل او نیاید در مقال | چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال

کہتا وہ دن ایک گھر مین گر رہون | عشق اس گھر کا ہو مجھ مین بیش فزون
عزة المسکن احاذرها انا | انتقلی یا نفس سافر للغنا
لا اعود خلق قلبی بالمکان | کے یکون خالصاً فی الامتحان
دن کو چلتا رات کو پڑھتا نماز | کھولتا تھا چشم شہپر مثل باز
خلق سے تارک تھا نہ بدخوئی سے | مرد و زن سے تھا جدا نہ دوئی سے
خلق پر مشفق و نافع مثل آب | تھا شفیق اسکی دعا تھی مستجاب
نیک و بد پر مہربان تھا آپ سے | مان سے بہتر زیادہ راغب باپ سے
بولے پیغمبر کہ تم پر اے بشر | مین شفیق و مہربان ہون جون پدر
اس لیے کہ سب ہو اجزا تم مرے | تم جدا جز کرتے کل سے کس لیے
جزو کل سے جو کٹے بیکار ہو | عضو تن سے جو کٹے مردار ہو
جب تلک کل سے نہ پھر جا کر ملے | رہے مردہ بے خبر ہو جان سے
گر کرے حرکت وہ کب ہووے روا | گر کرتا حرکت عضو ہے تازہ کٹا
جزو اس کل سے کٹے ہووے جدا | یہ نہ وہ کل ہے کہ ناقص ہو بھلا
ملنے اور کٹنے مین اسکے ہو نہ فال | چیز ناقص کو کہا بہر مثال

بازگشتن بہ قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

پھر پھرنا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

مر علی را بر مثال شیر خواند | شیر مثل او نباشد گرچہ راند
گر مثل مین شیر علی کو کہہ دیا | شیر مثل اسکے نہو گرچہ کہا

سلہ دن کو الخ یعنی دن کو چلتا اور رات کو نماز پڑھتا اور چشم کھولتا تھا شاہ پر کی مانند باز کے خلق سے تارک تھا مگر نہ بدخوئی سے مرد و زن سے جدا تھا دوئی سے نہ تھا خلق پر مشفق و نافع مثل آب کے تھا اور شفیق تھا و اسکی دعا تھی مستجاب آپ سے نیک و بد پر مہربان تھا مان سے بہتر و عنب باپ سے زیادہ آگے حقائق ہین پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ تمہارے بشر و مین شفیق و مہربان ہون مانند پدر کے اسواسطے کہ تم سب اجزا میرے ہو تم کل سے جز جدا کرتے ہو کسواسطے جو جزو کل سے کٹے بیکار ہو جو عضو تن سے کٹے مردار ہو یعنے تمام مخلوق جز حضرت رسول مقبول صلعم کی ہے۔ کیونکہ آنکے نور سے پیدا ہوئی ہو بس جو چیز کہ اپنے کل سے جدا ہو بیکار و مردار ہو اسواسطے کفار کو حق نے نجس کہا ہو باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ سلہ جب تلک الخ یہ شعر جب تک کل سے پھر جا کر نہ ملے مردہ ہوئے اور جان سے خبر نہووے اگر حرکت کرے وہ کب روا ہی کہ کٹا عضو تازہ حرکت کرتا ہی اس کل سے جزو کٹے و جدا ہووے یہ کل وہ نہین ہو کہ ناقص ہووے اسکے ملنے و کٹنے مین گفتگو ہو ناقص چیز کو واسطے مثال کے کہا ہی یعنے جزو کے جدا ہونے سے کل ناقص ہو جاتا ہی مگر یہ کل تفرقہ جز سے ناقص نہین ہوتا ہے کیونکہ نور محمدی کا کل جامع ہو آگے قصہ دقوقی کا ہے فافہم ۱۲ سلہ اگر مثل الخ یہ شعر اگر مثال مین علی کرم اللہ وجہہ کو شیر کہہ دیا پس شیر انکی مثال کب ہو اگرچہ کہہ دیا ہے تو چھوڑ فرق مثل و مثال کو اور پھر قصہ دقوقی کا کہو کہ وہ تقویٰ مین امام مخلوقات کا تھا اور تقویٰ مین فرشتہ سے سوا تھا سیر کرنے مین وہ ماہ کو مات دیتا اور دینداری مین وہ رشک دیتا دین کو باوجود اس زہد و تقویٰ کے ہمیشہ رہتا تھا وہ طالب خاصان خدا کا سفر مین یہ بڑی اسکی مراد تھی کہ کوئی دم خاص خدا سے شاد ہوؤن یہ دعا کرتا جبکہ راہ چلتا تھا ای خدا خاصون سے مجکو ملادے یارب انکو کہ میرا دل جانتا ہی مین جان و دل سے انکا بندہ ہوا یعنے سفر مین ہمیشہ تلاش اسکو اولیاء اللہ کی رہتی تھی کیونکہ ملاقات ولی سے ولی کو ترقی مدارج ہر دم ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہو فافہم ۱۲۔

عہ خوف کرتا ہون نہین فریفتہ ہونے مکان سے ۱۲ لہ نہین لوٹے گا خوف میرے دل کا ساتھ مکان کے ۱۲ سفر کر اے نفس سفر کرنیوالے واسطے فنا کے ۱۲ لہ تا ہووے خالص امتحان مین ۱۲

از مثال و مثل و فرق آن بران ۔ جانب قصه و قوقی باز ران
چھوڑ تو فرق و مثال و مثل کو ۔ اور پھر قصہ و قوقی کا سنو

آنکه در فتوی امام خلق بود ۔ گوی تقوی از فرشته می ربود
کہ وہ فتوی میں امام خلق تھا ۔ اور تقوی میں فرشتہ سے سوا

آنکه اندر سیر مه را مات کرد ۔ هم ز دینداری او دین رشک خورد
مات دیتا سیر میں وہ ماہ کو ۔ رشک دینداری میں دیتا دین کو

با چنین تقوی و اوراد و قیام ۔ طالب خاصان حق بودی مدام
باوجود اس زہد تقوی کے سدا ۔ رہتا تھا طالب وہ خاصان خدا

در سفر معظم مرادش آن بدے ۔ که دمے با بندهٔ خاصے زدے
تھی سفر میں یہ بڑی اسکی مراد ۔ کہ کوئی دم خاص حق سے ہوں شاد

این همی گفتے چو می رفتے براه ۔ کن قرین خاصگانم اے اله
یہ دعا کرتا تھا جو چلتا تھا راہ ۔ کر ملا خاصوں سے مجکو اے اله

یارب آنها را که بشناسد دلم ۔ بندهٔ بسته میان و مجملم
یارب انکو جانتا ہے دل مرا ۔ جان و دل سے انکا میں بندہ ہوا

وانکه نشناسد تو ای یزدان جان ۔ بر من محجوب شان کن مهربان
جنکو[1] نہ پہچانوں ای یزدان جان ۔ کر تو مجھ ناآشنا پر مہربان

حضرتش گفتے که ای صدر مهین ۔ اینچه عشق است و چه استسقاست این
اسکی درگہ سے کہا اے ملتجی ۔ کیسا یہ عشق اور کیسی تشنگی

مهر من داری چه می جوئی دگر ۔ چون خدا با تست چه جوئی بشر
مہر رکھے میری ڈھونڈھے اور کو ۔ حق ہے تیرے ساتھ ڈھونڈھے غیر کو

او بگفتے یارب ای دانائے راز ۔ تو گشودے در دلم راه نیاز
بولا وہ یارب تو ہے دانائے راز ۔ کھولی مجھ میں تو نے اک راہ نیاز

در میان بحر اگر بنشسته ام ۔ طمع در آب سبو هم بسته ام
گرچہ بیٹھا ہوں میں اندر بحر کے ۔ آب مٹکے کی بھی طمع ہے مجھے

همچو داؤد نود نعجه مراست ۔ طمع در نعجهٔ حریفم هم بجاست
نوے عورت میری جوں داؤد ہیں ۔ طمع عورت یار کی رکھتا ہوں میں

حرص اندر عشق تو فخر است و جاه ۔ حرص اندر غیر تو ننگ و تباه
حرص تیرے عشق میں ہے فخر و جاہ ۔ حرص تیری غیر میں ننگ و تباہ

شهوت و حرص نران پیشی بود ۔ وان ز خیلان ننگ و درویشی بود
حرص[2] و شہوت نر کو پس آگے کی ہو ۔ ننگ و خواری بلکہ ہو نامرد کو

حرص مردان از ره پیشی بود ۔ در مخنث حرص سوے پس رود
مرد کو آگے کی ہوتی حرص ہے ۔ اور مخنث حرص پیچھے کی رکھے

آن یکی حرص از کمال مردی است ۔ وان دگر حرص افتضاح سردی است
حرص کہا اک انتہا مردی کی ہے ۔ دوسرے کو حرص نامردی کی ہے

آه سریست این جا بس نہان ۔ که سوی خضر شد موسی ودان
آہ پوشیدہ یہاں پر بھید ہے ۔ کہ گیا موسی ہے جانب خضر کے

همچو مستسقی کز آبش سیر نیست ۔ بهر آنچه یافتی بالله مایست
جیسے مستسقی نہ پانی سے ہے سیر ۔ جو کہ پایا ہے نہ واللہ اسپہ ٹھیر

---

[1] جنکو نہ الخ، شعر جنکو میں نہیں پہچانتا ہوں ای خدا انکو مجھ ناآشنا پر مہربان کر اسکی بارگاہ نے کہا کہ ای ملتجی کیسا یہ عشق کیسی تشنگی میری محبت رکھتا ہے اور غیر کو ڈھونڈھتا ہے خدا تیرے ساتھ ہے اور تو غیر کو ڈھونڈھتا ہے اسنے کہا کہ ای رب تو دانائے راز ہے اور میرے دل میں کھولی راہ نیاز کی اگرچہ میں اندر بحر کے بیٹھا ہوں مگر آب سبو کی بھی مجکو طمع ہے میری نوے عورتیں مانند داؤد کے ہیں یار کی عورت کی طمع رکھتا ہوں تیرے عشق میں حرص فخر و جاہ ہے اور تیرے غیر میں حرص ننگ دنیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] حرص و شہوت الخ، شعر حرص و شہوت مرد کو آگے سے ہو اور نامرد کو ننگ و خواری جبکہ ہو مرد کو حرص آگے کی ہوتی ہے اور مخنث حرص پیچھے کی رکھتا ہے ایک کو حرص مردی کی بجد اور دوسرے کو حرص نامردی کی ہے افسوس یہاں پر بھید پوشیدہ ہے کہ موسی جانب خضر کے گیا ہے جیسے مستسقی پانی سے سیر نہیں ہے جوکہ حاصل ہوا ہے واللہ اسپر مت ٹھہر اسکی بارگاہ بے نہایت ہے تو سرداری کو چھوڑ تیرا سینہ راہ ہے یعنے خدا کے واسطے حرص کرنا محمود ہے اور امورات دنیا میں حرص کرنا مذموم ہے جیسے موسی نے دریافت راز الہی میں حضرت خضر سے حرص کی چنانچہ انکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲

بی نہایت حضرتست این بارگاہ	صدر را بگذار صدر تست راہ	بے نہایت اسکی ہے یہ بارگاہ	چھوڑ سرداری ترا سینہ ہی راہ

سر طلب کردن موسی علیہ السلام خضر را با کمال نبوت

اسرار پوچھنا موسی کا خضر سے باوجود کمال نبوت و قربت کے

از کلیم حق بیاموز اے کریم	بین چہ میگوید ز مشتاقی کلیم	تو کلیم حق سے سیکھ اب ای کریم	دیکھ مشتاقی سے کیا کہوے کلیم
با چنین جاہ و چنین پیغمبری	طالب خضرم ز خود بینی بری	باوجود ایسی نبوت جاہ کے	خضر ڈھونڈون ہون خود بینی بچی
موسیا تو قوم خود را ہشتہ	در پئے نیکوئے تو سرگشتہ	تونے موسیٰ چھوڑا اپنی قوم کو	واسطے اک نیک کے در پے ہے تو
کیقبادی رستہ از خوف و رجا	چند گردی چند جوئی تا کجا	تو ہے شہ چھوڑ ما رجا و خوف سے	ڈھونڈھتا کبتک پھریگا تو اسے
آن تو با تست و تو واقف برین	آسمان تا چند پیمائی زمین	تو رکھے حصہ تجھے اُس پر یقین	ای فلک کبتک تو ناپیگا زمین
گفت موسیٰ این ملامت کم کنید	آفتاب و ماہ را رہ کم زنید	بولا موسیٰ یہ ملامت کم کرو	چاند و سورج کی نہ رد کو راہ کو
میروم تا مجمع البحرین من	تا شوم مصحوب سلطان زمن	مجمع البحرین تک جاتا ہون مین	تا خضر سے بس ملاقی ہوون مین
اجعل الخضر لامری سببا	ذاک او امضی و اسری حقبا	اجعل الخضر لامری سببا	ذاک او امضی و اسری حقبا
سالہا پرم بپر و بالہا	سالہا چہ بود ہزاران سالہا	بال و پر سے مین اڑون برسون تلک	کیا برس بلکہ بہت قرنون تلک
میروم یعنی نمے ارزد بدین	عشق جانان کم مدان از عشق نان	جاتا ہون لائق نہیں اُسکے ایمان	عشق نان ہو عشق جانان کم نجان
این سخن پایان ندارد ای عمو	داستان آن دقوقی بازگو	یہ سخن بے انتہا ہی جان لو	داستان پھر اُس دقوقی کی کہو

بازگشتن بہ قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ

پھر پھرنا طرف قصۂ دقوقی علیہ الرحمۃ کے

آن دقوقی رحمۃ اللہ علیہ	گفت سافرت مدی فی خافقیہ	وہ دقوقی رحمۃ اللہ علیہ	بولا سافرت مدی فی خافقیہ
سالہا رفتم سفر از عشق ماہ	بے خبر از راہ و حیران در الٰہ	عشق مین مہ کے گئے برسون سفر	حق مین حیران اور رہ سے بیخبر

مذکنی

سلہ تو کلیم الخ۔ شعر تو کلیم اللہ سے سیکھ اور دیکھ مشتاقی سے کہ کلیم کیا کہتا ہے باوجود ایسی نبوت و جاہ کے مین خضر کا طالب ہون تجکو خود بینی تونے اپنی قوم کو چھوڑا اور پیچھے ایک نیک کے تو جاتا ہے تو شاہ ہے اور چھوٹا خوف و رجا سے کب تک تو ڈھونڈھتا پھریگا اُسکو تو اپنا حصہ رکھے دیکھے اسپر یقین ہے اے فلک نبوت تو کب تک زمین ناپے گا موسیٰ نے کہا کہ یہ ملامت کم کرو مہر و ماہ کی راہ مت روکو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مجمع البحرین الخ۔ شعر مجمع البحرین تک مین جاتا ہون تا خضر سے مین ملاقات کرون ترجمہ مین خضر کو کرتا ہون اپنے کام کا وسیلہ یا وہ کہ مین جاتا ہون اور سیر کرتا ہون مدتون مین بال و پر سے برسون تلک اڑون برس کیا بلکہ بہت قرنون تلک مین جاتا ہون یہ اُسکے لائق نہین تو عشق نان سے عشق جانان کو کم نہ جان یہ بات بے انتہا ہے جان لو پھر داستان اُس دقوقی کی کہو یعنی عشق خدا مین اگر قرنون اڑے اسکی انتہا کو کب پہونچے کیونکہ انسان عشق نان مین برسون پھرتا ہے اگرچہ مین عشق خدا مین پھرون تو یہ بھی ادنیٰ ہے آگے قصہ دقوقی کا ہے فافہم ۱۲۔
سلہ وہ دقوقی ۔ شعر دقوقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ترجمہ مسافرت کی مین نے ایک مدت مشرق و مغرب مین ماہ کے عشق مین برسون سفر کیے حق مین حیران اور بے خبر راہ سے برہنہ کانٹون پر جاتے ہو تم کہا کہ مین حیران و بیخود و گم ہون اس پانو لگو زمین پر مت دیکھو کیونکہ مشتاق تو دل پر جاتا ہے راہ و منزل کم زیادہ سے دل کیا جانے کہ وہ مست خدا ہے کم زیادہ یہ بدن کا حال ہے جان کے اور ہی چال ہے یعنے کم زیادہ راہ سے بدن جاتا ہے اور جان کے جانے کا اور ہی ڈھنگ ہے چنانچہ اسکے حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔

عه کرتا ہون خضر کو وسیلہ کام اپنے کام کا ۱۲ عه یا وہ کہ جب آتا ہون مین اور سیر کرتا ہون مین برسون دراز ۱۲

پا برہنہ می دوی بر خار و سنگ / گفت من حیرانم و بیخویش و دنگ
تو مبین این پای را بر زمین / زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز / دل چہ داند کوست مست دلنواز
آن دراز و کوتہ او صاف تن ست / رفتن ارواح دیگر رفتن ست
تو سفر کردی ز نطفہ تا بہ عقل / نے بگامی بود منزل نے بنقل
سیر جان بیچون بود در دور دیر / جسم ما از جان بیاموزید سیر
سیر جان ہر کس نبیند جان من / لیک سیر جسم باشد در علن
سیر جسمانہ رہا کرد او کنون / میرود بیچون نہان در شکل چون

پا برہنہ کانٹوں میں جاتے ہو تم / بولا میں حیران ہوں بیخود و گم
تم زمین پر کیوں مت اس پانوں کو / کیونکہ دل پر جاتا ہے عشاق کو
راہ و منزل کم زیادہ سے ذرا / جانے کیا دل کہ وہ ہے مست جدا
یہ زیادہ کم بدن کا حال ہے / جان کے جانے کی اور ہی چال ہے
عقل تک نطفہ سے بس تو نے کیا / جو سفر نے منزل اور قدموں سے تھا
سیر جان بیچون چراہ اس لئے / سیر تن نے سیر سیکھی جان سے
سیر جان ہر ایک کب دیکھی اے جان / لیک سیر جسم ہوتی ہے عیان
سیر جسمی چھوڑی جسنے اے جوان / شکل چون میں پھرتا ہے بیچون نہان

نمودن مثال ہفت شمع در ساحل

دیکھنا سات صورت شمع کی کنارہ دریا پر

گفت روزے می شدم مشتاق وار / تا بہ بینم در بشر انوار یار
تا بہ بینم قلزمے در قطرۂ / آفتابے درج اندر ذرۂ
چون رسیدم سوے یک ساحل بگام / بود بیگہ گشتہ روز و وقت شام
ہفت شمع از دور دیدم ناگہان / اندران ساحل شتابیدم بدان
نور شعلہ ہر یکے شمعے ازان / بر شدہ خوش تا عنان آسمان
خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت / موج حیرت عقل را از سر گذشت
کاین چگونہ شمعہا افروختہ است / وین دو دیدۂ خلق از انہا دوختہ است
خلق جویان چراغے گشتہ بود / پیش آن شمعے کہ بر مہ می فزود
چشم بندی بد عجب بر دیدہا / بندشان میکرد یہدی من یشا

بولا اک دن میں گیا مشتاق وار / تا کہ میں دیکھوں بشر میں نور یار
تا کہ اک قطرہ میں دیکھوں بحر کو / اور اک ذرہ میں دیکھوں مہر کو
جو کہ میں پہونچا کنارے بحر کے / دن گیا اور وقت کم تھا روز سے
سات شمعیں دیکھیں میں نے دور سے / اس کنارہ پر چلا میں دوڑ کے
ان ہر اک شمعوں کا شعلہ اور نور / سقف گردوں تک وہ دکھاتا تھا ظہور
ہوگیا حیران میں حیرت رہی / موج حیرت عقل کے سر پر گئی
کہ یہ روشن شمع کیں کس طور کی / خلق کی بند آنکھ اس سے ہوگئی
خلق تھی جویان چراغوں کی ہوئی / شمع کے آگے کہ تھی مہ سے بڑی
تھی نظر بندی عجائب ظاہرا / بند کرتا ان پہ یہدی من یشا

سلہ عقل تک الخ، شعر تو نے نطفہ سے عقل تک جو سفر کیا وہ منزل اور قدموں سے نہ تھا سیر جان کی اس لئے بیچون و چرا ہے سیر سے بدن نے سیکھی ہے جان سے ہر اک سیر جان کی کب کی دیکھی و لیکن سیر جسم کی ظاہر ہوتی ہے سیر جسمی جسنے چھوڑی شکل چون میں بیچون پوشیدہ پھرتا ہے یعنے جو شخص اس سیر بدن سے چھٹا وہ بیچون ہے کہ شکل چون میں پوشیدہ ہے سیر کرتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے دقوقی نے کہا کہ میں ایک دن گیا مشتاق کے مانند کہ تاکہ میں دیکھوں بشر میں نور یار کو تا کہ ایک قطرہ میں بحر کو دیکھوں اور ایک ذرہ میں مہر کو دیکھوں چنانچہ سات اولیا میں نور حق دیکھنے کا حال آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ، شعر جو کہ میں کنارہ دریا پہونچا دن گیا اور وقت کم رہا میں نے سات شمعیں دور سے دیکھیں اس کنارہ پر میں دوڑ کے چلا شعلہ و نور ان ہر اک شمعوں کا سقف گردون تک ظہور رکھتا تھا میں حیران ہوا اور حیرت رہی اور موج حیرت کی عقل کے سر پر گذری کہ یہ کس طور کی شمعیں روشن ہیں کہ مخلوق کی آنکھ اس سے بند ہو گئی خلق جویان چراغوں کی ہوئی ان شمعوں کے آگے کہ ماہ سے سوا تھیں عجائب نظر بندی تھی مخلوق پر کہ انپر بند کرتا تھا ترجمہ ہدایت کرتا ہے وہ جسکو چاہتا ہے میں نے جو دیکھا تو وہ سات ایک ہو گئیں اور آسمان تک نکا نور پہنچتا تھا آگے ایک شمع ہونے کا بیان ہے فافہم ۱۲

باز می‌دیدم کہ میشد هفت یک | نوراو بشگافتے جیب فلک

دیکھا پھر مینے ہوئین وہ سات ایک | آسمان تک جاتا انکا نور نیک

شدن آن هفت شمع بر مثال یک شمع

ہو جانا اُن سات شمع کا بصورت ایک شمع کی

باز آن یکبار دیگر هفت شد | مستی و حیرانی من زفت شد
اتصالاتے میان شمعها | کہ نیاید بر زبان و گفت ما
آنکہ یکدیدن کند ادراک آن | سالها نتوان نمودن از زبان
آنکہ یکدم بیندش ادراک و ہوش | سالها نتوان نمودن آن بگوش
چونکہ پایانی ندارد رو الیک | زانکہ لا احصی ثناءً علیک
پیشتر رفتم دوان کان شمعها | تا چہ چیزست از نشان کبریا
میشدم مدہوش و بیخویش و خراب | تا بیفتادم ز تعجیل و شتاب
ساعتے بیعقل و بیہوش اندرین | اوفتادم بر سر خاک زمین
باز با ہوش آمدم بر خاستم | در روش گوئی نہ سر نے پاستم

ہوگئین[۱] وہ سات اک اکبارگی | مستی و حیرت ہوئی افزون بری
درمیان شمعون کے وہ تھا اتصال | کہ بیان اُنکا نہوئے مجھسے حال
جسنے دیکھا اک نظر نے کرسکے | برسون ادراک اُسکا قیل و قال سے
جسنے دیکھا ایکدم نے کرسکے | برسون ادراک اُسکا از رہ کان کے
جو کہ ہے بے انتہا جا مرد نیک | کیونکہ لا احصی ثناءً علیک
دوڑا[۲] مین آگے کہ کیا یہ چیز ہے | شمعونکے ظاہر نشان اللہ سے
بیخود اور مدہوش بس مین ہوگیا | یان تلک کہ دوڑنے سے گر پڑا
اک گھڑی بیہوش ہوکر گر پڑا | خاک پر بے عقل مین لیٹا رہا
پھر ہوا جو ہوش مجھکو تو اُٹھا | گویا چلنے مین نہ سر نہ پانون تھا

نمودن آن شمعها در نظر آن شیخ هفت مرد

دکھائی دینا اُن شمعونکا بیچ نظر اُس شیخ کی سات مرد

هفت شمع اندر نظر شد هفت مرد | نورشان میشد بسقف لاجورد
پیش آن انوار نور روز درد | از صلابت نورها را می سترد
باز حیران گشتم اندر صنع رب | کاین چنین چون شد چگونہ ست ای عجب
پیشتر رفتم کہ نیکو بنگرم | تا چہ حالست اینکہ میگردد سرم

سات[۳] شمعین سات مرد آئی نظر | نور جاتا انکا تھا افلاک پر
آگے اُن نورونکے دن کا نور گرد | کرتے سختی سے تھی نورونکو وہ سرد
پھر مین حیران صنعت رب مین رہا | کہ یہ ایسا کس طرح کیونکر ہوا
مین بڑھا آگے کہ دیکھون خوب سا | حال کیا ہے یا کہ میرا سر پھرا

باز نمودن آن هفت مرد هفت درخت

پھر دکھائی دینا اُن سات مرد کا سات درخت

[۱] ہوگئین الخ یہ شعر وہ ساتون ایکبارگی ایک ہوگئین میری مستی و حیرت زیادہ ہوگئی شمعون کے درمیان وہ اتصال تھا کہ انکا حال مجھسے بیان نہوئے جسنے ایک نظر دیکھا برسون ادراک اسکا قیل و قال سے نہ کرسکے جو کہ یہ حال بے انتہا ہے جا ای مرد نیک ترجمہ کیونکہ نہین گھیری جاتی ہے ثنا ہم سے تیری طرف یعنے اُس شمع کو جسنے دیکھا ہرگز ادراک نہ کرسکا کہ لا احصی ثنا صفت اُسکی ہے یعنے وہ نور الٰہی تھا کہ ادراک نہین ہوسکتا تھا آگے حال اُس شمع نور الٰہی کا ہے فافہم ۱۲ [۲] دوڑا مین الخ یہ شعر مین آگے دوڑا کہ یہ کیا چیز ہے شمعون کے نشان ظاہر اللہ سے ہین مین بیخود و مدہوش ہوگیا یہان تک کہ مین دوڑنے سے گر پڑا بیہوش ہوکر مین ایک گھڑی گر گیا اور بے عقل خاک پر لیٹا رہا پھر جو مجکو ہوش ہوا تو مین اُٹھا گویا چلنے مین نہ سر نہ پانون تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] سات شمعین الخ یہ شعر وہ سات شمعین سات مرد نظر آئے انکا نور آسمان پر جاتا تھا آگے اُن نورون کے نورون کا گرد تھا اور نورون کو وہ سختی سے کرتے تھے سرد پھر مین حیران صنعت رب مین رہا کہ یہ ایسا کیون ہوا مین آگے بڑھا کہ خوب سا دیکھون کیا حال ہے یا کہ میرا سر پھرتا ہے باقی حال آگے ہے۔ فافہم ۱۲

بازہر یک مرد شد شکلِ درخت — چشم از سبزی ایشان نیکبخت
زانبہی برگ پیدا نیست شاخ — برگ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
ہر درختے شاخ بر سدرہ زدہ — سدرہ چہ بود از خلا بیرون شدہ
بیخ ہر یک رفتہ در قعر زمین — زیر تر از گاؤ ماہی بد یقین
بیخ شان از شاخ خندان روی تر — عقل زان اشکال شان زیر و زبر
میوہ کز سختی شکافیدی عیان — ہمچو آب از میوہ جستے نور آن

مرد ہر اک پھر ہوا مثل درخت — آنکھ سبزی انکی سے تھی نیکبخت
شاخ پوشیدہ ہجوم برگ سے — برگ بس میوی کی کثرت سے چھپے
ہر شجر کی شاخ سدرہ تک گئی — کیا ہے سدرہ بل خلا سے بڑھ گئی
جڑ زمین کی تہ مین ہر اک کے گئی — بل زیادہ گاؤ مچھلی سے بڑھی
شاخ سی جڑ انکی بھی بس خندہ تر — عقل اس مشکل سے تھی زیر و زبر
جو کہ میوی پھٹ گئے تھی ظاہرا — مثل پانی نور جاری انسے تھا

مخفی بودن آن درختان از چشم خلق

پوشیدہ ہونا ان درختون کا چشم مخلوقات سے

آن عجب کہ بر ایشان می گذشت — صد ہزاران خلق از صحرا و دشت
آرزوئے سایہ جان می باختند — از گلیمے سایبان می ساختند
سایہ آن را نمی دیدند ہیچ — صد تفو بر دیدہ ہاے پیچ پیچ
ختم کردہ قہر حق بر دیدہا — کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا
ذرہ را بیند و خورشید نے — لیک از لطف و کرم نومید نے
کاروانہا بے نوا وین میوہ ہا — پختہ میریزد چہ سحرست اے خدا
سیب پوسیدہ ہمی چیدند خلق — در ہم افتادہ ز یغما خشک حلق
گفتہ ہر برگ و شکوفہ آن غصون — دمبدم یا لیت قومی یعلمون
بانگ می آمد ز سوے ہر درخت — سوی ما آئید خلق شوربخت

یہ عجب کہ پاس سے انکے گذر — کرتے تھے صحرا مین بس صدہا بشر
آرزوی سایہ مین کھوتی تھی جان — اور کمل سے بناتے سائبان
دیکھتا کوئی نہ انکے سایہ کو — دیکھنے پر انکے سو تف ہو جو جو
مہر کر دی قہر حق نے آنکھ پر — کہ سہا دیکھین دیکھین نہ قمر
دیکھے ذرہ اور نہین خورشید کو — پر کرم سے نا امید انسکے نہو
کاروان مفلس ہو دہ میوی گرے — پختہ ہو کر اے خدا کیا سحر ہے
بینتی تھی سیب پوسیدہ کو خلق — اور پڑی تھی لوٹ مین وہ خشک حلق
ہر شگوفہ پتا کہتا سرنگون — دمبدم یا لیت قومی یعلمون
ہر شجر سے آرہی تھی یہ صدا — کہ ہمارے سمت اے مخلوق آ

۵۱ مرد ہر اک الخ۔ شعر وہ مرد ہر اک شکل درخت ہوا کہ انکی سبزی سے آنکھ نیکبخت تھی شاخین پوشیدہ ہجوم برگ سے اور برگ پوشیدہ کثرت میوہ سے ہر اک درخت کی شاخ سدرہ تک گئی ہر اک درخت کی جڑ زمین سے تہ مین پہونچی بلکہ گاؤ مچھلی سے زیادہ ہو گئی شاخ سے انکی جڑ خندہ زن زیادہ تھی یا عقل اس مشکل سے زیر زبر تھی جو کہ میوے ظاہرا پھٹ گئے تھے آب کے مانند انسے نور جاری تھا یعنے شاخین ان درختون کے خلا سے بڑھ گئی تھین خلا مقام تنزیہ کو کہتے ہین کہ جو عرش سے اوپر ہی چنانچہ اسکا حال آگے لکھ آیا ہون پس اولیاء کرام نور دل عرش سے وراء انور ہین آگے پوشیدہ ہونے درختون کا حال ہے فافہم ۱۲۔ ۵۲ یہ عجب الخ۔ شعر یہ تعجب ہی کہ انکے پاس سے صدہا بشر صحرا مین گذر کرتے تھے سایہ کی آرزو مین جان کھوتے تھے اور کمل سے سائبان بناتے تھے اور کوئی انکے سایہ کو نہین دیکھتا تھا انکے دیکھنے پر سو تف ہو جو آگے اسکے حقائق ہین قہر حق نے مہر کر دی آنکھ پر کہ وہ سہا دیکھین اور قمر نہ دیکھے ذرہ دیکھے اور خورشید کو نہ دیکھے لیکن کرم سے اسکے نا امید نہ ہووے کاروان مفلس اور یہ میوہ گری پختہ ہو کر اے خدا یہ کیا سحر ہے سیب پوسیدہ کو خلق بینتی تھی اور وہ لوٹ مین وہ خشک حلق پڑے تھے اور ہر ایک شگوفہ و پتا سرنگون ہو کر دمبدم کہتا تھا ترجمہ اے کاش قوم میری جانتے تم یعنے اولیاء کرام غافلان دنیا پر افسوس کرتے ہین کہ یہ ہمکو نہین پہچانتے ہین کہ ہم سے انکو نفع پہونچے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ ہر شجر الخ۔ شعر ہر شجر سے آواز آتی تھی کہ ہماری طرف اے مخلوق آؤ یہ آواز حق سے ہر شجر سنتا تھا پھر آؤ قیامت نہ چھوڑیگی اگر کوئی انمین کہتا کہ اس طرف چلو اور ان شجر سے چل کر فائدہ لو سب اسکو کہتے کہ یہ گدا مست ہی اور قضاے حق سے دیوانہ ہوا ہی اس مسکین کا مغز خشک ہوا ہی اور مبتلا ہی اور پاجی کے مانند ریاضت سے موا ہی وہ حیران تھا کہ اے خدا یہ کیا حال ہی اور خلق گمراہی مین کسواسطے ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

بانگ مے آمد ز غیرت ہر شجر چشم شان بستیم کلا لا وزر
گر کسے میگفت شان کاین سو دوید تا ازین اشجار مستسعد شوید
جملہ میگفتند کاین مسکین مست از قضا اللہ دیوانہ شدست
مغز این مسکین ز سودائے دراز در ریاضت گشت فاسد چون پیاز
در عجب مے ماند یا رب حال چیست خلق را این پردۂ اضلال چیست
خلق گوناگون با صد رای و عقل یک قدم این سو نمی آرند نقل
عاقلان و زیرکان شان ز اتفاق گشتہ منکر این چنین باغے و عاق
یا منم دیوانہ و خیرہ شدہ دیو برمن غالب و چیرہ شدہ
چشم مے مالم بہر لحظہ کہ من خواب می بینم خیال اندر زمن
خواب چہ بود بر درختان میروم میوۂ شان میخورم چون نگروم
باز چون من بنگرم در منکران کہ ہمی گیرند زین بستان کران
با کمال احتیاج و افتقار ز آرزوے نیم غورہ جان سپار
ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت میزنند این بی نوایان آہ سخت
در ہزیمت این درخت و زین شمار این خلائق صد ہزار اندر ہزار
باز میگویم عجب ہین بیخودم دست بر شاخ خیالے در زدم
ہین بخوان استیاس الرسل عمو تا بظنوا انہم قد کذبوا
این قرأت خوان بہ تخفیف کذب این بود کہ خویش بیند محتجب
در گمان افتاد جان انبیا ز اتفاق منکرے اشقیا
جاءہم بعد التشکک نصرنا ترک شان گو بر درخت جان بیا

سنتا یہ آواز حق سے ہر شجر آنکھیں باندھیں ہمنے کلا لا وزر
گر کوئی کہتا انھیں اس سو چلو ان شجر سے فائدہ چل کرکے لو
کہتے سب اسکو کہ یہ مست ہی گدا اور قضاء حق سے دیوانہ ہوا
مغز اس مسکین کا خشک اور مبتلا بس ریاضت سے ہوا ہی پیاز سا
تھا وہ حیران یہ خدا کیا حال ہے خلق گمراہی مین ہی کس واسطے
ہر قسم[1] کی خلق کو سو عقل ہے اس طرف کو اک قدم نہ وہ رکھے
از رہِ گمراہی انکی عقل اب ہو گئی منکر و باغی سب کی سب
یا کہ مین دیوانہ اور حیران ہوا اور غالب دیو مجھپر ہو گیا
آنکھ مین ملتا ہون ہر لحظہ کہ مین دیکھتا ہون خواب یا ہون خیال مین
خواب کیسا جب شجر پر جاتا ہون کیون نہ جا ہون میوہ انکا کھاتا ہون
منکرو نمین دیکھتا ہون پھر جو مین کہ کنارہ کش وہ اس بستان سے ہین
باوجود اس احتیاج و فقر کے نیم غورہ کی تمنا مین پڑے
اشتیاق[2] و حرص مین اک برگ کے آہ کرتے ہین یہ مفلس جان سے
ان درختون اور پھلون سے بھاگتی ہی یہ مخلوقات صدہا اے اخی
پھر مین کہتا ہون عجب بیخود ہون مین ہاتھ مارا مین نے شاخ فکر مین
ہان تو پڑھ استیاس الرسل کو تا بظنوا انہم قد کذبوا
یہ قرأت پڑھ بہ تخفیف کذب اسلیے کہ جانے خود کو محتجب
انبیا کی جان گمان مین پڑ گئی اشقیا کی منکری جو بڑھ گئی
جاءہم بعد التشکک نصرنا ترک کر انکو درخت جان پہ آ

[1] ہر قسم الخ، شعر خلق کو ہر قسم کی عقل ہی ایک قدم اس طرف کو وہ نہ کر سکے از راہ گمراہی کے انکی عقل منکر و باغی ہو گئی بالکل یا کہ مین حیران اور دیوانہ ہوا اور مجھپر دیو غالب ہو گیا مین آنکھ ملتا ہون ہر لحظہ کہ مین خواب دیکھتا ہون یا خیال مین ہون خواب کیا ان شجر کے پاس جاتا ہون کہ میوہ انکا کھاتا ہون پھر منکرون مین جو مین دیکھتا ہون کہ وہ اس بستان سے کنارہ کش ہین باوجود اس احتیاج اور فقر کے نیم غورہ کی تمنا مین پڑے ہین یعنے مخلوق اولیاء اللہ کو کیون نہین دیکھتے اور اُن سے کیون فائدہ نہین لیتی ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲—

[2] اشتیاق و حرص الخ، شعر اشتیاق و حرص مین ایک برس کے مفلس آہ کرتے ہین جان سے ان درختون اور پھلون سے یہ مخلوقات صدہا بھاگ گئی ہے پھر مین کہتا ہون کہ عجب بیخود ہون مین کہ مین نے ہاتھ مارا شاخ خیال مین آگے حقائق ہین ہان تو پڑھ ترجمہ کہ رسول مایوس ہوے ایمان قوم سے اور گمان کیا کہ ہمکو جھٹلاوینگے میعاد سے پڑھ ساتھ تخفیف کذب کے اسواسطے کہ اسمین کوئی حجاب نہین ہے یعنے انبیا کی جان گمان مین پڑ گئی جو اشقیا کی منکری بڑھ گئی ترجمہ آئی بعد شک کے مدد ہماری اب اُنکو ترک کر اور درخت جان پر آ آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

بشخور و میخند دران کش روزی است	ہردم و ہر لحظہ سحر آموزی است	کھاو دی اُنکو کہ ہی روزی تری	ہردم و ہر لحظہ ہی جادوگری
خلق گویان ای عجب این بانگ چیست	چونکہ صحرا از درخت و بر تہی ست	خلق کہتی ہے یہ کیا آواز ہے	خالی صحرا ہے ثمر اشجار سے
ہیچ گشتم از دم سودائیان	کہ بنزدیک شما باغ ست خوان	عاجزان سودائیون کی قول سے	کہ تمھارے پاس خوان اور باغ ہی
چشم می مالم کہ اینجا باغ نیست	یا بیابانی ست یا مشکل رہی ست	آنکھ ملتا ہون کہ یان گلزار ہے	یا بیابان یا رہِ دشوار ہے
ای عجب چندین دراز این ماجرا	چون بود بیہودہ و ہزل و خطا	اے عجب یہ ہی بڑا اک ماجرا	کیسے بیہودہ ہوا ور ہزل و خطا
من ہمیگویم چو ایشان ای عجب	اینچنین مہرے چرا از صنع رب	مثل اُنکے مین بھی کہتا ہون اخی	صنع رب نے مہر ایسی کیون کری
زین تنازع با محمد در عجب	در تعجب نیز مانده بولہب	اس تنازع سے ہی احمد کو عجب	بھی تعجب مین رہا ہی بولہب
زین عجب تا آن عجب فرقی ست ژرف	تا چہ خواہد کرد سلطان شگرف	اس عجب سے اُس عجب تک فرق ہی	کیا کریگا تا وہ سلطان دیکھیے
ای دقوقی تیز تر رو مین خموش	چند گوئی چند چون قحط است گوش	ای دقوقی بھاگ تو اور رہ خموش	کب تلک کہویگا یان ہی قحط گوش

یک درخت شدن آن ہفت درخت در نظر او

ایک درخت ہونا اُن سات درخت کا بیچ نظر اسکے کی

گفت راندم پیشتر من نیکبخت	باز شد آن ہفت جملہ یک درخت	بولا جو آگے بڑھا مین نیکبخت	پھر ہوے وہ سات جملہ اک درخت
ہفت میشد فرد میشد ہر دمے	من چسان می گشتم از حیرت ہمی	سات ہوتے ایک ہوتے ہر گھڑی	مین بہت حیران ہوتا ای اخی
بعد ازان دیدم درختان نماز	صف کشیدہ چون جماعت کردہ ساز	بعد ہا دیکھے درخت اندر نماز	چون جماعت باندھی صفین با نیاز
یک درخت از پیش مانند امام	دیگران اندر پس او در قیام	اک درخت آگے ہو مثلِ امام	اسکے پیچھے دوسرے اندر قیام
آن قیام و آن رکوع و آن سجود	از درختان پس شگفتم می نمود	وہ قیام اور وہ رکوع اور وہ سجود	ان درختون سی تھی حیرانی فزود
یاد کردم قول حق را آن زمان	گفت والنجم والشجر یسجدان	یاد آیا قول حق کا اُس زمان	بولا والنجم و شجر کو یسجدان
این درختان را نہ زانو نی میان	اینچہ ترتیب نماز ست آنچنان	ان درختون کا نہ زانو نے کمر	کس طرح پڑھتے نماز ا ہین شجر
آمد الہام خدا کاے با فروز	می عجب داری ز کار ما ہنوز	آیا الہامِ خدا عاشق میرے	حیران ابتک ہی تو میرے کام سے

۱۹ کھاو دی الخ ۹ شعر انکو کھا اور ہنسے کہ روزی تیری ہی ہر دم و ہر لحظہ جادوگری ہی مخلوق کہتی ہے کہ کیا کہتے ہین کیونکہ صحرا خالی ہی ثمر و اشجار سے عاجز ہین ہم ان سودائیون کے قول سے کہ خوان و باغ تمھارے پاس ہین آنکھ ملتے ہین ہم کہ ریحان گلزار ہین یا بیابان یا راہ دشوار ہی آگے قول دقوقی کا ہے آہ عجب یہ اک بڑا ماجرا ہے کیسے بیہودہ و ہزل و خطا ہوا انکے مانند مین بھی کہتا ہون ایسے مہر صنع رب نے کسواسطے کری اس تنازع اور تعجب مین بولہب با ہی اس عجب سے اُس عجب تک فرق ہی دیکھے وہ سلطان کیا کریگا ای دقوقی تو بھاگ اور خاموش رہ تو کب تک کہویگا کہ بیان قحط گوش ہے یعنی اولیاء اللہ کو بیان کوئی نہین پہچانتا ہی کہ اُنکے پاس کیا تعجب ہے اولیاء غافلان دُنیا سے تعجب مین ہین اور غافل اولیا سے تعجب مین ہین پس تعجب دونون طرف ہی آگے ایک درخت ہونے کا بیان ہی فافہم ۱۲ ۲۰ بولا جو الخ ۸ شعر دقوقی نے کہا کہ جو مین آگے بڑھا پھر وہ سات درخت ایک درخت ہوگئے ہر گھڑی وہ سات ہوتے اور ایک ہوتے پس مین بہت حیران ہوتا بعد وہ درخت نماز مین دیکھے کہ مانند جماعت کے صف باندھے ہوے ہین با نیاز ایک درخت آگے ہوا امام کے مانند اور دوسرا اسکے پیچھے قیام و در رکوع اور وہ سجود اُن درختون سے مجھے حیرانی سوا تھی اُسوقت قول حق کا یاد آیا کہا ترجمہ کہ ستارے و درخت سجدہ کرتے ہین اُن درختون کا نہ پاؤن ہی نہ کمر ہی پھر شجر کس طرح نماز پڑھتے ہین الہام ہوا خدا کا کہ ای عاشق میرے تو اب تک حیران ہی میرے کام سے باقی حال سات مرد خدا کا آگے ہی فافہم ۱۲ —

ہفت مرد شدن آن ہفت درخت

بعد دیرے گشتہ آنہا ہفت مرد — جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
چشم میمالم کہ آن ہفت ارسلان — تا کیانند و چہ دارند از جہان
چون بہ نزدیکے رسیدم من ز راہ — کردم ایشانرا سلام از انتباہ
قوم گفتندم جواب آن سلام — ای دقوقی مفخر و تاج کرام
گفتم آخر چون مرا بشناختید — پیش ازین بر من نظر ننداختید
از ضمیر من بدانستند زود — یکدگر را بنگریدند از فرود
پاسخم دادند کاے جان عزیز — چون بپوشیدست اینہا بر تو نیز
بردلی کو در تحیر با خداست — کی شود پوشیدہ راز چپ و راست
گفتم از سوی حقائق بشگفید — چون ز اسم و حرف رسمی واقفید
گفت اگر اسمے شود غیب از ولی — آن ز استغراق دان نز جاہلے
بعد ازان گفتند ما را آرزوست — اقتدا کردن بتو ای پاک دوست
گفتم آرے لیک یک ساعت کہ من — مشکلاتے دارم از دور زمن
تا شود آن حل بہ صحبتہاے پاک — کہ بہ صحبت روید انگورے ز خاک
دانۂ پُر مغز را خاک دژم — خلوتے و صحبتے کرد از کرم
خویشتن در خاک کلی محو کرد — تا نماندش رنگ و بوی سرخ و زرد
از پس آن محو قبض او نماند — برگشاد و بسط شد مرکب براند

سات مرد بن جانا اُن سات درختون کا

[۵۱] سات کس وہ تھوڑی عرصہ مین ہوے — جملہ قعدہ مین خدا کے واسطے
آنکھ ملتا ہون کہ وہ ساتون جوان — کون ہین کیا رکھتے ہین آثار جہان
پاس اُنکے راہ سے جو مین گیا — اور سلام انکو ادب سے بس کیا
بس دیا مجکو جواب اس قوم نے — ای دقوقی فخر اہل فقر کے
بولا آخر کیسے پہچانا مجھے — پہلے تمنے تو نہ دیکھا تھا مجھے
بس ضمیر دل سے واقف میرے ہو — دیکھا اک نے دوسرے کی سمت کو
یہ دیا مجکو جواب ہر ایک نے — ز کیا پوشیدہ ہمکو تجھ پہ ہے
ایسے دل پر کہ تحیر حق سے ہے — کب ہون مخفی راز اسکے گرد کے
[۵۲] بولا مین کہ تم حقائق سے کہو — اسم رسمی سے جو واقف کار ہو
بولے گر غائب ولی سے اسم ہے — ہے وہ استغراق سے نہ جہل سے
بعدہ بولے ہمین ہے آرزو — اقتدا تیری کرین ای پاک رو
بولا مین سچ ہے ولیکن اک گھڑی — کہ مجھے مشکل ہے عالم سے اخی
تا وہ حل ہو صحبتون سے پاک کے — گل کی صحبت سے اُگے انگور ہے
[۵۳] دانۂ پُر مغز کو جو خاک نے — صحبتی اپنا کیا بس جود سے
محو خود کو خاک مین بالکل کیا — رنگ و بو سے اُسکے نہ باقی رہا
محویت سے قبض نے اُسکا رہا — کھل گیا اور بسط سے بڑھنے لگا

---

۵۱ سات کس الخ، شعر وہ تھوڑے عرصہ مین سات مرد ہوگئے سب قعدہ مین خدا کے واسطے آنکھ ملتا ہون کہ وہ ساتون جوان کون ہین اور کیا رکھتے ہین آثار جہان سے جو اُنکے پاس مین راہ سے گیا اور سلام اُنکو ادب سے کیا اُس قوم نے جواب مجکو دیا کہ ای دقوقی فخر اہل فخر کے کہا کہ آخر کیسے پہچانا مجکو تمنے کہ پہلے نہ دیکھا تھا پس ضمیر دل سے میرے واقف ہوکر ایک دوسرے کی طرف دیکھا ہر اک نے یہ جواب مجکو دیا ہمکو پوشیدہ نہین کیا تجھپر پوشیدہ ہے ایسے دل پر کہ حق سے متحیر بنے اُسکے گرد اگرد کے کب راز مخفی ہونگے آگے جواب دقوقی کا ہے فافہم ۱۲

۵۲ بولا مین الخ، شعر مین نے کہا کہ تم حقائق سے کہو اسم رسمی ہے جو واقفکار ہو کہا کہ اگر دلی سے غائب اسم ہے وہ استغراق سے ہے جہل سے نہین بعدہ کہا کہ ہمین آرزو ہے کہ ہم تیری اقتدا کرین مین نے کہا کہ سچ ہے ولیکن ایک گھڑی عالم سے مشکل ہے تا وہ صحبتون سے پاکون کے حل ہو گل کی صحبت سے اگتا انگور ہے یعنے صحبت سے مشکل حل ہوتی ہے اگرچہ آلودگی خاک وجود سے مشکل مین پڑا ہون آگے مثال اُسکی ہے فافہم ۱۲-

۵۳ دانۂ پُر مغز الخ، شعر دانۂ پُر مغز کو جو کہ خاک نے اپنا ہم صحبت کیا بخشش سے خاک مین خود کو بالکل محو کیا اسکی نہ رنگ و بُو سے باقی رہا محویت سے جاتا رہا اور بسط سے بڑھنے لگا اصل کے آگے جو بیخود ہوا وہ صورت سے چھوٹا اور معنی مین بڑھا آگے رجوع بقصہ ہے سر ہلاکر کہا سچ ہے دل کی گرمی سر کے ہلانے سے بڑھی اُس گروہ کے ساتھ ایک ساعت تک مین مراقب اور خود سے جدا ہوا جو اس ساعت مین چھوٹی جان ساعت سے ہے کیونکہ ساعت بوڑھا کرتی ہے جوان کو یعنے جب اُس قوم نے سر ہلاکر اقرار کیا تو دقوقی اُنکے ساتھ مراقب ہوا آگے مراقبہ کا حال ہے فافہم ۱۲-

پیش اصل خویش چون بیخویش شد — رفت صورت جلوهٔ معنیش شد
سر چنین کردند هین فرمان تراست — تف دل زان سر چنین کردن بخاست
ساعتے باآن گروه مجتبےٰ — چون مراقب گشتم و از خود جدا
همدران ساعت ز ساعت رست جان — زانکه ساعت پیر گرداند جوان
جمله تلوینها ز ساعت خاسته است — رست از تلوین که از ساعت برست
چون ز ساعت ساعتے بیرون شوی — چون نماند محرم بیچون شوی
ساعت از بی ساعتے آگاه نیست — زانکه آنسو جز تحیر راه نیست
هر نفر را بر طویله خاص او — بسته اند اندر جهان جست و جو
منتصب بر هر طویله رایضی — جز بدستورے نیاید رافضی
از هوس از یک طویله گر رود — در طویله دیگرے اندر شود
در زمان آخرچیان چست و خوش — گوشهٔ افسار او گیرند و کش
حافظانرا گر نه بینی اے عیار — اختیارت را ببین بے اختیار
اختیاری میکنی و دست و پا — برکشاده ستت چرا حبسی چرا
روی در انکار حافظ کرده — نام تهدیدات نفسش کرده

آگے اصل اپنی کی جو بیخود ہوا — چھوٹا صورت سے وہ اور معنی بڑھا
سر ہلا کر کے کہا سچ ہی اخی — دل کی گرمی سر ہلانے سی بڑھی
اُس گروہ کے ساتھ اک ساعت ہا — مین مراقب اور ہوا خود سے جدا
چھوٹی اس ساعت مین جو ساعت سی جان — کیونکہ ساعت بوڑھا کرتی ہی جوان
ہوتی تلوین[1] پیدا کل ساعت سے ہی — جو چھٹے ساعت سے تلوین سے چھٹے
جو تو اک ساعت جدا ساعت سے ہو — جو نہ رہوی محرم وحدت سے ہو
ساعت اس بے ساعتے سی بے خبر — کیونکہ جز حیرت نہ رہ کا وان گذر
ہر نفر کو ہر طویلہ خاص پے — عالم تلاش مین باندھا اُسے
ہر طویلہ مین ہی اک چابک سوار — بے اجازت نے کرے تا کوئی کار
گر ہوس سے اک طویلہ سے وہ جاے — دوسرا اندر طویلہ کے وہ آئے
اُس گھڑی داروغہ جلدی آن کے — باگڈور آ کر کے دے کہ کھینچ اسے
گر نگہبانون[2] کو نے دیکھے ای یار — اختیار اپنے کو پا بے اختیار
اختیاری جانتا اپنی تو ہے — ہاتھ اور پانون کھول قیدی کس لیے
بس نگہبان سے تو انکار اب کیا — نفس کی تہدید نام اسکا رکھا

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم — آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اُس قوم کے

این سخن پایان ندارد تیز رو — هین نماز آمد دقوقی پیش شو
یہ سخن[3] بعید ہی اب جلدی چلو — ای دقوقی پڑھ نماز آگے تو ہو

[1] ہوتی تلوین الخ، شعر کل ساعت سے تلوین پیدا ہوتی ہی جو ساعت سے چھوٹے تلوین سے چھٹے ایک ساعت جو تو ساعت سے جدا ہووے تو خود نہووے محرم خدا کا ہووے ساعت اس بے ساعتی سے بیخبر ہی کیونکہ بجز حیرت کے وہان گذر نہین ہی آگے اُسکی مثال ہی ہر اک نفر کو ہر ایک طویلہ خاص پر عالم تلاش مین اُسے باندھا ہر اک طویلہ مین ہر ایک چابک سوار ہی اسکے بغیر اجازت کے کوئی کام نہین کرتا ہی اگر ایک طویلہ سے وہ از راہ ہوش کے دوسرے طویلہ مین آئے تو داروغہ آکر اسکی باگڈور کھینچ لے یعنے مراقبہ مین ایک ساعت دُنیا سے اگر جدا ہوگا تو جہان جائیگا یہی کام دُنیا کا کرنا پڑیگا و اگر مراقب رہے گا تو وصل بحق رہے گا اور اس دُنیا کی تکلیفات سے چھٹیگا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] گر نگہبانون الخ ۳ شعر اگر نگہبانون کو نہ دیکھے اپنے اختیار کو بے اختیار دیکھ لے اگر اپنی اختیاری تو جانتا ہی ہاتھ پانونکو کھول قیدی کس لئے ہی اے پس نگہبان سے اب انکار کیا اُسکا نام نفس کی ہدایت رکھا یعنے محرم اسرار ہووے اور جسنے اپنے نگہبان کو جانا وہ با اختیار ہوا اور جسنے نہ جانا وہ بے اختیار رہا اور جانا کہ وہ نفس کی ہدایت ہی آگے حال دقوقی کا ہی فافہم ۱۲

[3] یہ سخن الخ، شعر یہ بات بے انتہا ہی جلدی چلو اے دقوقی نماز پڑھ اور آگے ہو اے یگانے اس دوگانے کو پڑھ تا زمانہ تجھ سے بارونق ہووے امام چشم روشن ہونا بہتر ہی یہ شریعت مین مکروہ و ناروا ہی آگے اندھا امامت مین کھڑا ہو اگرچہ حافظ ہو یا عالم ہو چشم روشن بہتر ہے اگر جاہل بھی ہو نجاست سے کوئی اندھا نہین بچتا ہے اور بچنے کی فقط جڑ آنکھ ہے راہ مین پلیدی اُسکو نہ دیکھے کیون وہ قول و فعل مین اندھا ہے ظاہری اندھے مین نجاست ظاہری باطنی مین نجاست باطنی یعنے اندھے کے پیچھے نماز نہین ہوتی ہے کہ وہ نجاست راہ سے نہین بچ سکتا ہے اسی طرح اندھے باطنی مین نجاست باطنی ہوتی ہی اقتدا اسکی ناروا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

ای یگانہ ہین دو گانہ برگذار	تا مزین گردد از تو روزگار	ای یگانے اُس دوگانہ کو پڑھو	تا کہ بارونق زمانہ تجھ سے ہو
ای امام چشم روشن الصلا	چشم روشن باید اندر پیشوا	ای امام چشم روشن اب تو آ	چشم روشن ہونا بہتر پیشوا
در شریعت ہست مکروہ ای کیا	در امامت پیش کردن کور را	ہی شریعت مین یہ مکروہ ناروا	آگے اندھا ہو امامت مین کھڑا
گرچہ حافظ باشد و چست و فقیہ	چشم روشن بہ اگر باشد سفیہ	گرچہ حافظ ہو و یا عالم ہو وہ	چشم روشن خوب گر جاہل ہو وہ
کور را پرہیز نبود از قذر	چشم باشد اصل پرہیز و حذر	ز نجاست سے کوئی اندھا بچے	اور بچنے کی فقط جڑ آنکھ ہے
او پلیدی را نہ بیند در عبور	زانکہ اندر فعل و قولش ہست کور	راہ مین اُسکو پلیدی نے دکھے	کیونکہ فعل و قول مین اندھا وہ ہے
کور ظاہر در نجاست ظاہر ست	کور باطن در نجاسات سرست	ظاہر اندھے ہین نجاست ظاہری	باطن اندھی ہین نجاست باطنی
این نجاست ظاہر از آبی رود	وان نجاست باطنی افزون بود	جائے[1] پانی سے نجاست ظاہری	اور زیادہ ہو نجاست باطنی
جز بآب چشم نتوان شست آن	چون نجاسات بواطن شد عیان	کب دُھلے وہ آنکھ بے پانی سوا	جو نجاست باطنی مین ہو بھرا
چون نجس خواندست کافر را خدا	آن نجاست نیست در ظاہر ورا	جب نجس فرمائے کافر کو خدا	ز نجاست اسمین ہی کچھ بھی ذرا
ظاہر کافر ملوث نیست زین	آن نجاست ہست در اخلاق این	ظاہر اکافر نجس ہے کچھ نہین	پر نجس اخلاق دین مین ہی لعین
این نجاست بوش آید بیست گام	وان نجاست بویش از ری تا بشام	اس نجاست کی ہو بس بو بیس گام	اس نجاست کی ہو بو تا روم شام
بلکہ بویش آسمانہا بر رود	بر دماغ حور و رضوان بر شود	بلکہ جائے آسمان پر اسکی بو	ہو تنفر حور اور رضوان کو
آنچہ می گویم بقدر فہم تست	مردم اندر حسرت فہم درست	کہتا[2] ہون نہین کہ ہی یہ لائق ترے	مین مرا حسرت مین پانی فہم کے
فہم آبست و وجود تن سبو	چون سبو بشکست ریزد آب او	فہم پانی اور مٹکا جسم ہے	ٹوٹے جو مٹکا تو پانی کب رہے
این سبو را پنج سوراخ ست ژرف	اندرو نی آب ماند خود نہ برف	پانچ جو سوراخ اس ٹکے مین ہین	کیسے ٹھہری پانی اُسکے بیچ مین
امر غضوا اغضة ابصارکم	ہم شنیدی راست ننہادی قدم	امر غضوا[3] اغضة ابصارکم	بھی سُنا رکھا نہین ثابت قدم
از دہانت نطق فہمت را برد	گوش چون ریگ ست فہمت را خورد	منہ سے تیرے نطق لیوی فہم کو	کان مثل زنگ کہائے فہم کو

[1] جائے پانی الخ، شعر نجاست ظاہری پانی سے جائے اور نجاست باطنی زیادہ ہووے بجز آب چشم کے وہ کب دُھلے جو کہ نجاست باطنی مین بھرا ہو آگے اسکے حقائق ہین جبکہ کافر کو خدا نجس فرمائے اُسمین نجاست ظاہرا کچھ نہین ہے ظاہرا کافر کچھ نجس نہین ہے مگر اخلاق دین مین نجس ہے اس نجاست ظاہری کی بُو دس بیس قدم ہو اس نجاست کی بو روم و شام مین ہو بلکہ آسمان پر اسکی بُو جائے اور تنفر حور و رضوان کو ہووے یعنے کفار نجس باطن ہین کہ انکی بُو آسمان پر پہونچتی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

[2] کہتا ہون الخ، شعر مین تیری فہم کے لائق کہتا ہون کہ مین حسرت مین پانی پانے کے مرا فہم پانی اور جسم مٹکا ہی جب مٹکا ٹوٹے تو کب پانی رہے اس مٹکے مین جو پانچ سوراخ ہین کیسے پانی ٹھہرے اُسکے اندر حکم ترجمہ چھپاؤ تم اپنی آنکھون کو بھی سُناؤ سیدھا قدم نہین رکھتا سیدھا قدم تیرے منہ سے نطق فہم کو لیوے اور مانند زنگ کے کان فہم کو کھائے ایسے دوسرے سوراخ تیرے پانی کھوتین فہم کا جو کہ پوشیدہ ہے اگر پانی دریا سے تو باہر کرے بے عوض اس بحر کو تو بر کرے یعنے ہد اس خمسہ ظاہری کو جو متوجہ فہم اسکا ضائع و بیکار کرے جسکا فہم عالی ہو وہ جسقدر خرچ کرے اُتنا عوض اُسکے پیدا ہو چنانچہ اس عوض کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲

[3] چھپاؤ تم آنکھون کو اپنی ۱۲

ہمچنین سوراخہاے دیگرت ۔ مے کشاید آب فہم مضمرت
گر ز دریا آب را بیرون کنی ۔ بے عوض آن بحر را ہامون کنی
بے گہ است ار نے بگویم حال را ۔ مدخل اعواض را و ابدال را
کان عوض یا آن بدلہا بحر را ۔ از کجا آید ز بعدِ خرجہا
صد ہزاران جانور زو میخورند ۔ ابرہا ہم از برونش میبرند
باز دریا آن عوضہا مے کشد ۔ از خدا دانند اصحاب رشد
قصہ ہا آغاز کردم از شتاب ۔ ماند بے مخلص درون این کتاب
ای ضیاء الحق حسام الدین ادا ۔ کہ فلک ارکان چو تو شاہی نزاد
تو بنادر آمدی در جان و دل ۔ ای دل و جان از قدوم تو خجل
چند کردم مدح قوم ما مضی ۔ قصد من ز انہا تو بودی در ثنا
خانۂ خود را شناسد خود دعا ۔ تو بنام ہر کہ خواہی کن ثنا
بہر کتمان مدیح از نامحل ۔ حق نہادست این حکایات و مثل
گرچہ آن مدح از تو ہم آمد خجل ۔ لیک بپذیرد خدا جہد المقل
حق پذیرد کسر را وا دار معاف ۔ کز دو دیدہ کور دو قطرہ کفاف
مرغ و ماہی داند آن الہام را ۔ کہ ستودم مجمل این خوش نام را
تا برو آہِ حسودان کم وزد ۔ تا خیالش را بدندان کم گزد
خود خیالش را کجا یابد حسود ۔ در وثاق موش طوطے کے غنود
آن خیالِ او بود از احتیال ۔ موی ابروے ویست آن نے ہلال

دوسرے سوراخ ایسے ہین ترے ۔ کھولین پانی فہم کا مخفی جو ہے
پانی دریا سے تو گر باہر کرے ۔ بے عوض اُس بحر کو تو بر کرے
بے جگہ ہے ورنہ کہنا حال کو[۵۱] ۔ داخل ہونے عوضونکے فال کو
وہ عوض در وہ بدل سب بحر کے ۔ خرچ کے بعد آتے ہین کسطرح سے
جانور صدہا وہ پیتے اس سے ہین ۔ ابر بھی باہر سے اسکو لیتے ہین
پھر وہ دریا عوض اسکے لیتے ہین ۔ کان سے حق کے خاص آگاہی رکھین
جلد قصونکو شروع مین نے کیا ۔ ناتمام اس مثنوی مین یہ رہا
ای ضیاء الحق[۵۲] حسام الدین علا ۔ تے فلک عنصر نے تجھ سا شہ جنا
ای تو نادر آیا دل اور جان مین ۔ ای خجل بس تجھ سے دل اور جان ہین
کی بہت قوم گذشتہ کی ثنا ۔ قصد میرا اُنسے بس تو ہی تو تھا
اپنا گھر پہچانتی ہے خود دعا ۔ نام پر جسکے تو چاہے کر ثنا
مدح بیجا کے چھپانے کے لیئے ۔ کین حکایات و مثل اللہ نے
وہ ثنا گرچہ خجل تجھ سے ہوئی ۔ پر قبول اللہ کرے وہ سعی تری
کرتا ہی اللہ شکستہ کو قبول ۔ گر گرین وہ آنسو اندھی سی نزول
مُرغ کو الہام سے ہے آگہی ۔ مدح مجمل کی جو اس خوش نام کی
آہ کمتر[۵۳] تا حسود اسپر کرے ۔ تا خیال اسکو نہ کاٹے دانت سے
کب خیال اسکو حسودونسے ملے ۔ طوطی کب سوراخ چوہی مین گھسے
مکر و حیلہ سے ہون اسکے وہ خیال ۔ بال ابرو کا ہی اُسکی نے ہلال

[۵۱] بے جگہ الخ یہ شعر بے جگہ ہی ورنہ عوضون کے داخل کرنے کا حال بیان کرتا کہ عوض اور بدل کہان سے آتے ہین جانور صدہا اُس سے پیتے ہین اور باہر سے ابر بھی اُسکو لیتے ہین پھر وہ دریا انکا عوض بنتے ہین حق کی کان خاص سے آگاہی رکھتے ہین مین نے قصہ جلد شروع کیا اس مثنوی مین یہ ناتمام رہا فافہم ۱۲۔

[۵۲] ای ضیاء الحق الخ شعر ای ضیاء الحق حسام الدین علا آسمان و عنصر نے تجھ سا بادشاہ نہ دیکھا ای تو نادر دل جان مین آیا تجھ سے خجل دل اور جان ہین قوم گذشتہ کی بہت ثنا کی اُنسے میرا مقصد تو ہی تو تھا اپنا گھر خود دعا پہچانتی ہی جسکے نام پر چاہے ثنا کر مدح بیجا کے چھپانے کے لیے مثالین و حکائتین کین اللہ نے وہ ثنا تجھ سے اگرچہ خجل ہوئی لیکن اللہ قبول کرے وہ سعی تری آگے انکی مثال ہی اللہ شکستہ کو قبول کرتا ہی اگر اندھے کے دو آنسو نکلین مرغ کو الہام سے آگہی ہی مدح مجمل جو اس خوش نام کی کرے یعنے مین نے مدح و ثنا دوسرون کی کری اس سے میرا مقصد یا رسول اللہ صلعم ہی تو تھے یعنے در پردہ وہ مدح تمہاری ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۵۳] آہ کمتر الخ یہ شعر تا حسود اُسپر آہ کمتر کرے تا خیال اسکو دانت سے نہ کاٹے کب اسکا خیال حسودونکو ملے کب طوطی سوراخ موش مین گھسے مکر و حیلے سے اُسکے وہ خیال ہون ابرو کا اُسکے بال ہی ہلال نہین ہی یعنے یہ مدح حضرت رسول مقبول صلعم کی در پردہ اسواسطے کری تا حسود اسپر خیال بُرائی کا نہ کرین آگے امامت کرنا و قوتی کا حال ہی فافہم ۱۲۔

پیش رفتن دقوقی بامامت آن قوم غیبی

مدح تو گویم برون از پنج و هفت / بر نویس اکنون دقوقی پیش رفت
در تحیات و سلام الصالحین / مدح جمله انبیا آمد عجین
مدحها شد جملگی آمیخته / کوزه ها در یک لگن در ریخته
زانکه خود ممدوح بر کیش منست / کیش ها زین روی جز یک کیش نیست
زانکه هر مدحے بنور حق رود / بر صور اشخاص عاریت بود
مدحها جز مستحق را کے کنند / لیک بر پندشت گمره میشوند
همچو نورے تافته بر حائطے / حائط آن انوار را چون رابطے
لاجرم چون سایه سوے اصل راند / ضال مه گم کرد و ز استایش بماند
یا ز چاهے عکس ماهے وا نمود / سر بچه در کرد و آنرا مے ستود
در حقیقت مادح ماهست او / گرچه جهل او بعکسش کرد رو
مدح او مه راست نے آن عکس را / کفر شد آن چون غلط شد ماجرا
کز شقاوت گشت گمره آن دلیر / مه ببالا بود و آن پنداشت زیر
زین بتان خلقان پریشان میشوند / شهوتی رانده پشیمان میشوند
زانکه شهوت با خیالی رانده اند / در حقیقت دور تر وا مانده اند
با خیال مثل تو چون پر بود / تا بدان پر بر حقیقت بر شود
چون برانندی بشهوت پر بریخت / لنگ گشتی آن خیال از تو گریخت

آگے بڑھنا دقوقی کا واسطے امامت اس قوم غیبی کے

بڑھ کے[۵۱] پانچ اور سات سے تیری ثنا / مین کہون لکھ تو دقوقی اب بڑھا
پس تحیات و سلام الصالحین / مدح جملہ انبیا ہے کر یقین
سب کے شامل اسطرح ہین مدحتین / اک لگن مین جیسے کوزے سب پڑین
کیونکہ ممدوح خود نہین جز ایک کے / کل مذاہب ایک مذہب سے ہوے
مدح[۵۲] ہر اک نور حق مین جاتی ہے / عاریت صورت پہ ہے اور جسم پے
مدحتین جز مستحق کے کب کرین / پر سمجھ سے اپنی گمراہی رکھین
نور جھکے جس طرح دیوار پے / رابطہ اُس نور کو دیوار ہے
نور اپنی اصل سے جو پھر چلے / گمرہی مہ کی ہو گم بے مدح کے
یا کہ عکس ماہ چہ مین خود دیکھے / جھانک کر چہ مین ثنا اُسکی کرے
ماہ[۵۳] کا مادح حقیقت مین وہ ہے / جہل سے گو عکس کی مدح کرے
مدح مہ کو چاہیے نے عکس کو / کفر ہے جو دھوکا کھایا اُسنے وو
بس شقاوت سے وہ گمراہ ہو گیا / ماہ اوپر تھا وہ نیچے جانتا
خلق ان بتون سے پریشان ہو گئی / مارے شہوت کے پشیمان ہو گئی
کیونکہ شہوت ہے خیالون سے اُسے / اور حقیقت سے وہ دوراز بس پڑے
مثل پر رغبت خیالون سے تجھے / تا تو اُس پر سے حقیقت تک اُڑے
پوری جب شہوت ہوئی تو پر گرا / یانون ٹوٹا تو خیالون سے چھٹا

سطلہ[۵۱] بڑھ کے الخ ہ شعر جو اس خمسہ و اوصاف سے تیری ثنا بڑھ کے ہے مین کہون اور تو لکھ کہ دقوقی اب بڑھا پس تحیات اور سلام صالحین جملہ انبیا کی مدح ہے یقین کر اس طرح مدحتین سب کی شامل ہین جیسے اک لگن مین سب کوزے پڑین آگے حقائق ہین کیونکہ ممدوح خود نہین ہے ایک کے سوا کل مذاہب اس سے ہوئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سطلہ[۵۲] مدح ہر اک الخ ہ شعر مدح نور حق مین جاتی ہے صورت و جسم پر عاریت ہے بجز مستحق کے کب مدحتین کرین ولیکن اپنی سمجھ سے گمراہی رکھین گے اسکی مثال ہے جس طرح نور جھکے دیوار پر اس نور کو رابطہ دیوار سے اپنی اصل سے نور جو پھر چلے گمراہی ماہ کی گم ہو یا مدح ہے یا عکس ماہ کا چاہ مین خود دیکھے چاہ مین جھانک کر ثنا اُسکی کرے یعنے عکس کی نہین ہے مدح صورت کی ہے اسیطرح مدح مخلوق کی مدح جناب رسول مقبول صلعم کی ہے کیونکہ کل مخلوق عکس ہے حضور کا فافہم ۱۲۔
سطلہ[۵۳] ماہ کا مادح الخ، شعر وہ حقیقت مین ماہ کا مداح ہے گو جہل سے مدح عکس کی کرتا ہے ماہ کو مدح چاہیے نہ عکس کو کفر ہے کہ جو اُسنے وہ دھوکا کھایا پس وہ گمراہ ہو گیا شقاوت سے ماہ اوپر تھا اور وہ نیچے جانتا تھا خلق ان بتون سے پریشان ہو گئی مارے شہوت کے پشیمان ہو گئی کیونکہ انکو شہوت خیالون سے ہے اور حقیقت سے وہ از بس دور پڑے پر کی مانند تجکو رغبت خیالون سے ہے تاکہ اُس پر سے تو حقیقت تک اُڑے جب پوری شہوت ہوئی تو پر تیرا گرا پانون ٹوٹا اور تو خیالون سے چھٹا یعنے مخلوق معشوقان مجازی کے سبب سے پریشان ہو گئی اور خواہشات دنیوی سے پشیمان ہو گئی اور حقیقت سے محروم رہی کیونکہ عشق اسکو ذات پر آیا ہے کہ جو اس معشوق سے ظاہر ہے پس اُس صورت کو معشوق جاننا کفر ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔

برنگهدار چنین شهوت گران ۔ تا پر ملیت برد سوے جنان
خلق میداند که عشرت میکنند ۔ بر خیالے پر خود پرّے کنند
دام دار شرح این نکته شدم ۔ مهلتم ده معسرم ان تن زدم
باز گردم زانکه قصه شد دراز ۔ وقت تنگ و خلق موقوف نماز

چھوڑ شہوت پر کا ہو تو پاسبان ۔ تاکہ پر رغبت کری سوے جنان
خلق جانے ہے کہ عشرت مین پڑا ۔ ان خیالوں سے وہ پر ہے توڑتا
قرضدار اس شرح نکتہ کا رہا ۔ دی تو فرصت مفلسی سے چپ ہوا
پھر مین لوٹا جو ہوا قصہ دراز ۔ وقت تنگ اور خلق ہے در پے نماز

اقتدا کردن قوم از پس دقوقی ۔ مقتدی ہونا قوم کا پیچھے دقوقی کے

پیش در شد آن دقوقی در نماز ۔ قوم همچون اطلس آمد او طراز
اقتدا کردند آن شاهان قطار ۔ در پے آن مقتداے نامدار
چونکه با تکبیرها مقرون شدند ۔ همچو قربان از جهان بیرون شدند
معنے تکبیر اینست اے امیم ۔ کاے خدا پیش تو قربان شدیم
وقت ذبح الله اکبر تو کنی ۔ همچنین در ذبح نفس کشتنی
گوئی الله اکبر و این شوم را ۔ سر ببر تا رهد جان از عنا
تن چو اسمعیل جان همچون خلیل ۔ کرد جان تکبیر بر جسم جلیل
گشت کشته تن ز شهوتها و آز ۔ شد به بسم الله بسمل در نماز
چون قیامت پیش حق صفها زده ۔ در حساب و در مناجات آمده
ایستاده پیش یزدان اشک ریز ۔ بر مثال راست خیز و رستخیز
حق همی گوید چه آوردی مرا ۔ اندرین مهلت که دادم من ترا
عمر خود را در چه پایان برده ۔ قوت و قوت در چه فانی کرده

پس[۲] امام انکا دقوقی تب ہوا ۔ مثل اطلس قوم اور وہ نقش تھا
باندھ کر صف کی انھوں نے اقتدا ۔ پیچھے اس شہ کے کہ تھا وہ مقتدا
جبکہ وہ تکبیر سے باہم ملے ۔ باہر اس عالم سے جون قربان ہے
معنے[۳] تکبیر یہ ہین اے امام ۔ اے خدا قربان تجھ پر ہم تمام
وقت ذبح الله اکبر تو کرے ۔ ایسے ہی تو مارنے مین نفس کے
کہہ تو الله اکبر اس شوم کا ۔ کاٹ سر تا جان غم سے ہو رہا
تن جون اسمٰعیل و جان مثل خلیل ۔ جان کی تکبیر تن پر اے جلیل
جسم شہوت سے ہوا اندر نماز ۔ کشتہ بسم اللہ سے اور بے نیاز
جون[۴] قیامت آگے حق کے ہین کھڑے ۔ اور مناجات و حسابوں مین پڑے
آگے حق کے اشک ریزان ہین کھڑے ۔ جسطرح روز قیامت مین کھڑے
حق کہے کیا لایا تو میرے لیے ۔ اتنی مہلت مین کہ دی مین نے تجھے
عمر اپنی کس مین آخر تو نے کی ۔ قوت و قوت تو نے فانی کیسی کی

سلہ چھوڑ شہوت الخ یہ شعر شہوت چھوڑ اور نگہبان پر کا ہو تاکہ پر رغبت کرے طرف جنت کے خلق جانتی ہے کہ عشرت مین پڑا اور ان خیالوں سے پر توڑتا ہے اس شرح نکتہ کا قرضدار رہا تو فرصت دی مفلسی سے چپ رہا یعنے خواہشات دنیا چھوڑ اور تعشق کا نگہبان رہ تاکہ تعشق رغبت یار ہو پھر مین پلٹا جو قصہ دراز ہوا وقت تنگ اور خلق در پے نماز ہے آگے نماز کا حال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ۲ پس امام الخ یہ شعر تب انکا امام دقوقی ہوا قوم اطلس کے مانند اور وہ مثل نقش کے تھا انھون نے صف باندھ کر اقتدا کی اس شاہ کے پیچھے کہ مقتدا تھا جبکہ وہ باہم تکبیر سے ملے مانند قربان کے باہر اس عالم کے ہوئے باقی اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ۳ معنے تکبیر الخ یہ شعر اے امام معنے تکبیر یہ ہین کہ اے خدا قربان تجھ پر ہم بالکل ہین وقت ذبح الله اکبر تو کرے ایسے ہی نفس کے مارنے مین الله اکبر کہہ اور اسی طرح کہ تا جان غم سے رہا ہو تن مانند اسمٰعیل کے اور جان مثل خلیل کے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ۴ جون قیامت الخ یہ شعر قیامت کے مانند آگے حق کے کھڑے ہین و مناجات و حسابون مین پڑے ہین حق کے روبرو اشک ریزان کھڑے ہین حق کہے کہ میرے لئے کیا لایا ہے اتنی مہلت مین نے تجھکو دی تو نے اپنی عمر کس مین تمام کی غذا و قوت تو نے کیسے فانی کی گوہر چشم کو کس جا پر گھسا اور حواس خمسہ کو کس جا پر فنا کیا آنکھ و کان و ہوش عرش کے گوہر ہین خرچ کر کے کیا خریدا فرش سے یعنے حق تعالیٰ نے یہ جوارح جو دیے ہین انکو خدا کی راہ مین خرچ کرنا چاہیے ورنہ بروز حساب پشیمان ہونا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گوهر دیده کجا فرسوده‌ / پنج حس را در کجا پالوده‌
گوش و چشم و هوش گوهرهای عرش / خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
دست و پا دادمت چون بیل و کلند / من ببخشیدم ز خود آن کی شدند
همچنین پیغامهای دردناک / صد هزاران آید از یزدان پاک
در قیام این گفتهاو ادر رجوع / وز خجالت شد دوتا اندر رکوع
قوت استادن از خجلت نماند / در رکوع از شرم تسبیحی بخواند
باز فرمان میرسد بردار سر / از رکوع و پاسخ حق برشمر
سر برآرد از رکوع آن شرمسار / باز اندر رو فتد آن خام کار
باز فرمان آیدش بردار سر / از سجود و واده از کرده خبر
سر برآرد او دگره شرمسار / اندر افتد باز در رو همچو مار
باز گوید سر برآرد بازگو / که بخواهم جست از تو مو بمو
رکعت دیگر بیاید همچنین / از نهیب و سهم یزدان را این
چون خطاب آمد دگر باره که خیز / تا چه کردستی زبان بگشای تیز
قوتی پا ایستادن نبودش / که خطاب هیبتی بر جان زدش
پس نشیند قعده زان بار گران / حضرتش گوید سخن گو با بیان
نعمتت دادم بگو شکرت چه بود / دادمت سرمایه هین بنمای سود
چون نه سرمایه بود او را نه سود / شافعی خواهد که آرد عذر زود

آنکھ کے گوہر کو کس جا پر گھسا / پانچ حس کس جا گئے تو نے فنا
آنکھ کان اور ہوش گوہر عرش کے / خرچ کرکے کیا خریدا فرش سے
جون کدال اور پھاوڑے دئے دست و پا / مین نے بخشے کب ہوئے وہ خود بھلا
اس طرح پیغام جملہ دردناک / سیکڑون فرمائیگا یزدان پاک
گفتگو یہ جو قیام اندر کرے / اور خجالت سے رکوع مین بس جھکے
نے کھڑے رہنے کی قوت جو رہی / بس رکوع مین شرم سے تسبیح کی
حکم پھر ہو کہ اٹھا اب سر کو تو / اس رکوع سے دے جواب اللہ کو
سر اٹھائے وہ رکوع سے شرمسار / پھر گرے وہ منہ کے بل انجام کار
حکم پھر ہووے اسے کہ سر اٹھا / پھر کرے وہ سجدہ اپنا سر اٹھا
سر اٹھائے وہ دوبارہ شرمسار / پھر گرے وہ منھ کے بل مانند مار
پھر کہے کہ سر اٹھا کہہ حال تو / پوچھتا ہون تجھسے اب مین مو بمو
دوسری رکعت پڑھے اس طور سے / حق کے ڈر سے وہ امانت دار سے
جو خطاب آیا کہ پھر سر کو اٹھا / کیا کیا تو نے ہے اب اسکو بتا
نے کھڑے رہنے کی طاقت اسکو ہے / کہ خطاب ہیبتی اس جان کو ہے
بیٹھے قعدہ مین وہ بھاری بوجھ سے / کہو خالق کر بیان کیا حال ہے
تجھکو نعمت دی کہو کیا شکر تھا / تجھکو پونجی دی کہ سود اسکا بتا
جو نہ پونجی سود پاس اسکے رہا / عذر کرنے کو ہے شافع ڈھونڈھتا

بیان اشارت سلام سوی دست در قیامت از هیبت محاسبهٔ حق تعالی و از انبیا استعانت و شفاعت خواستن

بیان اشارہ سلام کا طرف ہاتھ سیدھے کے قیامت کے دن ہیبت محاسبہ حق سے اور انبیا سے مدد و شفاعت چاہنا

سلہ جون کدال ۱۲ نخہ ستور کدال و پھاوڑے کے مانند دست و پا مین نے دیئے وہ خود کب ہوئے اس طرح جملہ پیغام دردناک سیکڑون حق فرمائے گا جبکہ گفتگو قیام میں کرے خجالت سے رکوع مین جھکے کھڑے رہنے کی جو قوت نہ تھی رکوع مین شرم سے تسبیح کی پھر حکم ہوا کہ تو اب سر کو اٹھا اس رکوع سے جواب اللہ کو دے وہ رکوع سے سر اٹھائے شرمسار پھر منھ کے بل گرے انجام کار پھر حکم اسے ہووے کہ سر اٹھا سجدے سے اور بتلا کہ تو نے کیا کیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ سر اٹھائے ۱۲ نخہ ستور دوبارہ وہ شرمسار سر اٹھائے اور پھر منھ کے بل گرے مانند مار کے پھر حق کہے کہ سر تو اٹھا اور حال کہہ اب مین پوچھتا ہون تجھ سے مو بمو اسی طور سے دوسری رکعت پڑھی خوف حق سے کہ امانت دار ہے جو خطاب آیا کہ سر اٹھا تو نے کیا کیا ہے اسکو نہ کھڑے رہنے کی طاقت ہو کہ خطاب ہیبت کا ہے جان کو وہ قعدہ مین بیٹھے بوجھ بھاری سے حق کہے بیان کر کیا حال ہے جو تجکو دے نعمت کہو کیا شکر تھا جو تجکو پونجی دی اسکا نفع بتا تو پونجی و نفع اسکے پاس نہ رہا عذر کرنے کو شفیع ڈھونڈھتا ہے یعنی یہ قیام و قعود نماز کا نمونہ محاسبہ حشر کا ہے آگے اشارہ اسلام کا بیان ہے فافہم ۱۲

رو بدست چپ آرد در سلام ‌‌ ‌ سوی جان انبیا و آن کرام
یعنی ای شاہان شفاعت کاین لئیم ‌ سخت در گل ماندش پای گلیم
انبیا گویند روز چارہ رفت ‌ چارہ آنجا بود و دست افزار زفت
مرغ بی ہنگامی ای بدبخت رو ‌ ترک ما گو خون ما اندر مشو
رو بگرداند بسوے دست چپ ‌ در تبار و خویش گویندش کہ خپ
ہین جواب خویش گویا کردگار ‌ ما کہ ایم ای خواجہ دست از ما بدار
نی ازین سو نی از آنسو چارہ شد ‌ جان آن بیچارہ دل صد پارہ شد
از ہمہ نومید گردد آن دغا ‌ پس برآرد ہر دو دست اندر دعا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا ‌ اول و آخر توئی و منتہا
ہست امیدی کہ عنایت در سجد ‌ گردد او ایمن ز حبل من مسد
در نماز این خوش اشارتہا ببین ‌ تا بدانی کاین بخواہد شد یقین
بچہ بیرون آر از بیضہ نماز ‌ سر مزن چون مرغ بی تعظیم و ساز

منہ سلام اندر وہ سیدھے ہاتھ کے[1] ‌ انبیا کی جان کی جانب کرے
یعنے ای شاہو شفاعت تم کرو ‌ کہ یہ عاجز مبتلا ہے جان کو
انبیا کہوین نہ کہ چارہ رہا ‌ چارہ وان تھا اور دعا کا مانگنا
مرغ بے ہنگام تو بدبخت جا ‌ چھوڑ ہمکو خون ہمارا تو نہ کھا
پھیرے منہ پھر جانب اُلٹی ہاتھ کے ‌ اپنے خویشون مین کہین جانب بکی
یہ جواب اپنون کا جا حق سے کہو ‌ ہم ہین کون ای خواجہ ہمسے ہاتھ دھو
نا ادھر اور نا ادھر پرسش ہوئی ‌ جان کو اس عاجز کے مایوسی ہوئی
سب سے وہ مکار بس عاجز ہوا ‌ ہاتھ اٹھائے دونون پھر بہر دعا
کہ ہوا نومید سب سے ای خدا ‌ اول و آخر ہے تو اور انتہا
ہے امید اب کہ عنایت ہو عیان[2] ‌ ہمکو حبل من مسد سے ہو امان
یہ نماز اندر اشارے دیکھ تو ‌ کر یقین کہ ایسا ہوگا حشر کو
بچہ بے بیضہ نمازون سے ای یار ‌ مرغ یان بولین نہ بے تعظیم یار

شنیدن دقوقی در نماز فغان اہل کشتی در غرق شدن

سننا دقوقی کا نماز مین فریاد اہل کشتی کی غرق ہونے مین

آن دقوقی در امامت کرد ساز ‌ اندر آن ساحل در آمد در نماز
وان جماعت در پی او در قیام ‌ اینت زیبا قوم بگزیدہ امام
ناگہان چشمش سوی دریا فتاد ‌ چون شنید از سوی دریا داد داد
در میان موج دید او کشتئی ‌ در بلا و در قضا و زشتئی

کی دقوقی نے امامت با نیاز[3] ‌ اُس کنارہ بحر پہ پڑھتا نماز
اُسکے پیچھے اُس جماعت کو قیام ‌ ہی عجب قوم اور عجب اُنکا امام
ناگہان آنکھ اُسکی دریا پر پڑی ‌ جو سُنی آواز بس فریاد کی
اُسنے دیکھی موج مین کشتی پڑی ‌ اور بلا مین اور قضا مین ہے پھنسی

---

[1] منہ سلام الخ ۹ شعر منہ سلام مین سیدھے ہاتھ کو انبیا کی جان کے جانب کرے یعنی ای شاہو کہ تم شفاعت کرو کہ یہ عاجز مبتلا ہے انبیا کہوین کہ اب کچھ علاج نہ رہا علاج وہان تھا اور دعا مانگنا ای مرغ بے ہنگام تو بدبخت ہے جا ہمکو چھوڑ ہمارا خون نہ کھا پھر منہ پھیرے اُلٹے ہاتھ کو اپنے عزیزون کی جانب وہ کہین یہ جواب عزیزون کا ہے حق سے کہو ہم کون ہین ای خواجہ ہم سے دور رہو نہ ادھر نہ اُدھر پرسش ہوئی جان کو اس عاجز کی مایوسی رہی سب سے وہ مکار عاجز ہوا پس دونون ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ مین ناامید سب سے ہوا ای خدا اول و آخر تو ہے اور منتہا تو ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ [2] ہے امید الخ ۳ شعر اب امید ہے کہ عنایت ظاہر ہو اور ترجمہ رسی کھجور سے امان ہو یہ نماز مین اشارہ تو دیکھ اور یقین کر کہ حشر مین ایسا ہی ہوگا ای یار بغیر نماز سے بچے اور مرغ کے مانند بے تعظیم بھونکے مت یعنے اشارات نماز سے یقین کر کہ یونہی حشر کے روز ہوگا پس تو نماز سے نتیجہ حاصل کر اور مانند مرغ کے زمین پہ ٹھونگین مت مار بقول اُستاد ؎ بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد ۰ کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی ۰ آگے حال دقوقی کا ہے فافہم ۱۲ [3] کی دقوقی نے الخ ۵ شعر دقوقی نے امامت با نیاز کی اُس کنارہ بحر پر جو نماز پڑھتا تھا اُسکے پیچھے اُس جماعت کو قیام تھا قوم عجب تھی و عجب انکا امام تھا اسکی آنکھ ناگہان دریا پر پڑی جو سُنی آواز فریاد کی اُسنے دیکھا کہ کشتی موج مین پڑی ہے اور بلا و قضا مین پھنسی ہے رات ہے اور ابر ہے اور موج ہے تین طرح کی تاریکی مین ہے اور خوف غرق ہے یعنے کشتی سے مراد وجود انسان ہے وہ دریاے مراد دنیا ہے کہ اسکی تین طرح کی تاریکی مین انسان گرفتار ہے بقول خواجہ حافظ ؎ شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل ۰ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا ۰ پس وقت مرگ کے انسان کا یہی حال ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

ہم شب وہم ابر وہم موج عظیم　　آن سہ تاریکی و از غرقاب بیم
تندبادی ہمچو عزرائیل خاست　　موج ہا آشفتہ اندر چپ و راست
اہل کشتی از مہابت کاستہ　　نعرہ و واویلہا برخاستہ
دستہا در نوحہ بر سر مے زدند　　کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
با خدا با صد تضرع آن زمان　　عہدہا و نذرہا کردہ بجان
سر برہنہ در سجود آنہا کہ ہیچ　　روی شان قبلہ ندید از ہیچ پیچ
گفت کہ بیفائدہ است این بندگی　　آن زمان دیدہ در آن جان زندگی
از ہمہ امید ببریدہ تمام　　دوستان و خال و عم بابا و مام
زاہد و فاسق شدہ آندم متقے　　ہمچو در ہنگام جان کندن شقے
نی چپ شان چارہ بود نی ز راست　　حیلہا چون مرد ہنگام دعاست
در دعا ایشان و از زاری و آہ　　بر فلک زیشان شدہ دود سیاہ
دیو آندم از عداوت تیز بین　　بانگ زد کای سگ پرستان لعین
مرگ جسکہ اہل انکار و نفاق　　عاقبت خواہد بدن این اتفاق
چشم تان تر باشد از بعد خلاص　　کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص
یاد تان ناید کہ روزے در خطر　　دست تان بگرفت یزدان از قدر
این ہمی آمد ندا از دیو لیک　　این سخن را نشنود جز گوش نیک
راست فرمودست با ما مصطفے　　قطب و شاہنشاہ و دریای صفا
کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت　　عاقلان بینند اول مرتبت

رات ہی اور ابر ہی اور موج ہی　　تین تاریکی و ڈر ہی غرق سے
[ف] تند ہوا نے مثل عزرائیل کے　　کردیا موجون کو ابتر زور سے
اہل کشتی ڈر کے مارے مرتے ہین　　شور اور واویلا از بس کرتے ہین
روتے ہین اور سر کو اپنے پیٹتے　　کافر و ملحد سبھی مخلص ہوے
ساتھ حق کے کرکے صدہا التجا　　مانین نذرین عہد جان سی بس کیا
سر برہنہ کرکے سجدے مین گرے　　کہ کبھی قبلہ نہ دیکھا جہل سے
بولا حق بے فائدہ یہ بندگی　　دیکھی ایسی اس گھڑی سوزندگی
منقطع امید سب لوگون سے کی　　باپ ماں ماموں چچا یارون سے کی
زاہد و فاسق ہوئے سب متقی　　جانکنی کے وقت ہو جیسے شقی
نے کسی سو سے علاج انکا رہا　　نے چلے حیلے تو کرتے تھے دعا
انکی زاری اور دعا سے بس الم　　چرخ پر انکا چڑھا تھا درد و غم
دشمنی سے دیو تب حیران ہوا　　اور کہا ای سگ پرستو بیوفا
موت و رنج ای اہل انکار و نفاق　　ہوتا ہی آخر یہ اک دن اتفاق
بے نجاتی سے جواب تم روتے ہو　　ہو گئے ہو دیو تم شہوت سے جو
نہ ہوئی یاد ایک دن آفت مین جو　　حق نے پکڑا تھا تمہارے ہاتھ کو
دیو سے بس یہ ندا آئی و لیک　　نہ سنے اس بات کو جز گوش نیک
مصطفے نے سچ کہا یہ ہم سے ہی　　قطب و شاہنشاہ و الاجاہ نے
بعد مین دیکھین گے جو کچھ جاہلان　　دیکھتے اول ہین ہین وہ عاقلان

سلہ تند ہوا الخ شعر باد تند نے مثل عزرائیل کے موجون کو ابتر کردیا ہی اور اہل کشتی مارے ڈر کے مرتے ہین شور و واویلا از حد کرتے ہین روتے ہین اور سر کو پیٹتے ہین کافر و ملحد تو سبھی مخلص ہوئے ہین خدا کے ساتھ صدہا التجا کرتے ہین نذرین مانین اور عہد جان سے کیا سر برہنہ کرکے سجدہ مین گرے کہ سر جہل سے کبھی قبلہ نہ دیکھا آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ بولا حق الخ شعر حق نے کہا کہ یہ بندگی بے فائدہ ہی اُس گھڑی آمین دیکھی ہی سوزندگی سب لوگون سے امید منقطع کی مان باپ و ماموں چچا یارون سے زاہد و فاسق سب متقی ہوئے جیسے شقی جانکنی کے وقت ہون کسی طرف سے انکا علاج نہ رہا حیلے چلے پھر دعا کرتے تھے انکی زاری و دعا سے از بس الم ہوا چرخ پر درد و غم جواب دیو حیران ہوا دشمنی سے اور کہا ای سگ پرستو بے وفا موت و رنج سے اہل انکار و نفاق آخر ایک دن ہوتا ہی یہ اتفاق باقی حال آگے ہو فافہم ۱۲ سلہ بے نجاتی الخ شعر جو تم بے نجاتی سے روتے ہو پس تم شہوت سے دیو ہوگئے ایک دن آفت مین یاد نہوئی جو حق نے تمھارے ہاتھ کو پکڑا تھا دیو سے یہ بات آئی ولیکن نہ سُنے اس بات کو بجز گوش نیک کے یہ مصطفے صلعم نے سچ کہا ہی ہم سے اور قطب شاہنشاہ والاجاہ نے کہ جو کچھ آخر مین دیکھتے ہین جاہل وہ اول مین عاقل کام کے ہونے سے پہلے کام کا انجام وہ دیکھ لیتے ہین قصۂ غیب کو دیکھے سیل کہ بہے جائے تیرے حرم کو یعنے انجام کار اگر تو دیکھے تو ہوشیاری زانکان مچاکہ انجام ہی بہتر حال ہی کیا نچانجام بینی ہی بہتر فافہم ۱۲

کار ہا از آغاز غیبت و سر	عاقل اول دیدہ آخر آن مصر	ابتدا مین کام عدم اور غیب کے	عاقل اول باغی آخر دیکھتے
اولش پوشیدہ باشد و آخر آن	عاقل جاہل بہ بیند در عیان	اول اسکا مخفی اور انجام کار	دیکھنے مین جاہل عاقل آشکار
در بہ بینی واقعہ غیب ای عنود	حزم را سیلاب کے اندر ربود	غیب کے قصے کو گر دیکھے جو تو	سیل کب لے جای تیرے حزم کو

تصورات مرد حازم — تصورات مرد حازم کے

حزم چہ بود بدگمانی در جہان	دمبدم دیدن بلائی ناگہان	حزم کیا رہنا جہان مین بدگمان	دیکھنا ہر دم بلائے ناگہان
آنچنان کہ ناگہان شیری رسید	مرد را بربود در بیشہ کشید	جس طرح اک شیر ناگہ آگیا	مرد کو جنگل مین پھاڑ لے گیا
او چہ اندیشد دران بردن ببین	تو ہمان اندیش ای استاد دین	کیا وہ لیجانے مین اندیشہ کرے	تو وہی اندیشہ رکھے جان لے
میکشد شیر قضا در بیشہا	جان ما مشغول کار و پیشہا	کھینچتا صحرا مین ہے شیر قضا	جان ہماری کام مین ہے مبتلا
آنچنان کز فقر مے ترسند خلق	زیر آب شور رفتہ تا بہ حلق	اسطرح بس فقر سے ڈرتی ہے خلق	کھاری پانی مین ہے ڈوبی تا بہ حلق
گر بترسیدے ازان فقر آفرین	گنجہاشان کشف گشتے در زمین	ڈرتے گر اس فقر کے خلاق سے	گنج ملتے انکو اندر خاک کے
جملہ شان از خوف غم در عین غم	در پے ہستی دویدہ در عدم	خوف سے غم کے وہ سب غم مین پڑے	اور عدم کو دوڑے ہستی کیلیے

دعا و شفقت دقوقی در خلاص کشتی و اہل او — دعا و شفقت دقوقی کی رہائی مین کشتی و اہل کشتی کے

چون دقوقی آن قیامت را بدید	رحم او جوشید و اشک او دوید	جو دقوقی نے قیامت دیکھی وہ	رویا اور جوش آیا اسکے رحم کو
گفت یا رب منگر اندر فعل شان	دست شان گیر ای شہ نیکو نشان	بولا یا رب دیکھے مت فعل انکے تو	دستگیری انکی کر شاہ نکو
خوش سلامت شان بساحل باز بر	ای رسد دست تو در ہر بحر و بر	پھر کنارہ پر سلامت انکو لا	بحر و بر مین ہاتھ پہونچے ہے ترا
ای کریم و اے رحیم سرمدی	در گذار از بدسگالان این بدی	اے کریم اور اے رحیم سرمدی	عفو کر ان بدسگالونکی بدی

سلہ حزم کیا رہنا الخ، شعر ہوشیاری کیا چیز ہے دنیا مین بدگمان رہنا اور دیکھنا بلائے ناگہانی کو ہر دم آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک شیر ناگاہ آگیا اور مرد کو جنگل مین پھاڑا اور لے گیا وہ لے جانے مین کیا اندیشہ کرے بس تو وہی اندیشہ رکھتا ہے آگے اسکے حقائق ہین شیر قضا کا کھینچتا ہے صحرا مین اور جان ہمارے کام مین مبتلا ہے اسی طرح فقر سے خلق ڈرتی ہے کھاری پانی مین ڈوبتی ہے حلق تک اگر فقر کے ہوتے خالق سے ڈرتے گنج خاک کے اندر دکھائی دیتے ڈر کے خوف سے وہ سب غم مین پڑے اور عدم کو ہستی کے لیے دوڑے یعنے وہ اہل کشتی غرق ہونے کے غم سے غم مین پڑے آگے حال دقوقی کے دعا مانگنے کا ہے انکی رہائی کے واسطے فافہم ۱۲۔

سلہ جو دقوقی نے الخ ۳ شعر جب کہ دقوقی نے وہ قیامت دیکھی رویا اور اسکے رحم کو جوش آیا کہا کہ اے رب تو انکے فعلون کو مت دیکھ اور دستگیری انکی کر اور کنارہ پر پھر انکو سلامت لا کیونکہ بحر و بر مین تیرا ہاتھ پہونچا ہے آگے اسکی مناجات ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اے کریم الخ ۶ شعر اے کریم و اے رحیم سرمدی ان بدخواہون کی بدی کو عفو کر تو مفت مین دیتا ہے سو چشم و گوش و بغیر رشوت لینے کے بخشتا ہے عقل و ہوش استحقاق سے اول عطا بخشتا ہے اور بالکل ہم سے دیکھا کفران و خطا اے بزرگ ہم سے گناہ بڑے تو عفو کر سکتا ہے اے رحیم ہم نے خود کو جلایا حرص سے بھی دعا کو ہم نے سیکھا تجھ سے اسکی برکت سے کہ ہم کو دعا سکھائی ہے جو شمع کو ظلمت مین روشن کیا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

ای بداده رایگان صد چشم و گوش ز رشوت بخش کرده عقل و هوش
ای تو دیتا مفت ہے سو چشم و گوش بے رشوت کے بخشے عقل و ہوش

پیش از استحقاق بخشیده عطا دیده از ما جمله کفران و خطا
نہلے استحقاق سے بخشے عطا دیکھا بالکل ہم سے کفران و خطا

اے عظیم از ما گناہان عظیم تو توانی عفو کردن در حریم
اے بزرگ ہم سے گناہان عظیم عفو کر سکتا ہی بس تو ای رحیم

ما ز حرص و آز خود را سوختیم وین دعا ہم ز تو آموختیم
بس جلایا ہمنے خود کو حرص سے بھی دعا کو ہمنے سیکھا تجھ سے ہی

حرمت آن که دعا آموختی در چنین ظلمت چراغ افروختی
اسکی برکت سے کہ سکھلائی دعا شمع کو ظلمت مین جو روشن کیا

دستگیر و رہنما توفیق ده جرم بخش و عفو کن بکشا گره
کر مدد توفیق دے رستہ بتا جرم بخش اور کھولدے عقدہ مرا

ہمچنین می رفت بر لفظش دعا آن زمان چون مادران باوفا
اسطرح کرتا تھا وہ منہ سے دعا اس گھڑی جون مادران باوفا

اشک میرفت از دو چشمش آن دعا بیخود از وے می بر آمد بر سما
آنکھ سے بہتے تھے آنسو بر ملا چرخ پر جاتی تھی بیخود وہ دعا

آن دعای بیخودان خود دیگر است آن دعا زو نیست گفت داور است
بیخودونکی وہ دعا خود اور ہی وہ دعا اس سے نہین اللہ سے ہی

آن دعا حق میکند چون او فناست آن دعا و آن اجابت از خداست
جو فنا وہ ہی دعا وہ حق کرے وہ دعا اور وہ اجابت حق سے ہی

واسطہ مخلوق نے اندر میان بیخبر زان نالہ کردن جسم و جان
واسطہ نے خلق کا ہی درمیان بیخبر زاری سے ہی اسکے جسم و جان

بندگان حق رحیم و بردبار خوی حق دارند در اصلاح کار
حق کے بندے ہین رحیم اور بردبار عادت حق سے کرین اصلاح کار

مہربان بی رشوتان یاری گران در مقام سخت و در روز گران
مہربان بے رشوت اور یاری کرین سخت جا مین اور روز حشر مین

ہین بجو این قوم را ای مبتلا ہین غنیمت دارشان پیش از بلا
ڈھونڈھ تو اس قوم کو ای مبتلا اور غنیمت جان انہین پیش از بلا

رست کشتی از دم آن پہلوان واہل کشتی را بجہد خود گمان
اسکی برکت سے ہوئی کشتی رہا اہل کشتی کو گمان سعی اپنی کا

کہ مگر بازوی ایشان در حذر بر ہدف انداخت تیرے از ہنر
کہ نشانے پر ہمارے ہاتھ نے تیر شاید کہ لگایا خوف سے

پا رہاند روبہان را در شکار وان ز دم دانند روباہان غرار
پانون سے رکھ وہ بچے اندر شکار دم سے اپنی جانے وہ ناکردہ کار

سله کر مدد الخ ۵ شعر مدد کر توفیق دے رستہ بتا جرم بخش اور عقدہ میرا کھول دے اسطرح وہ منہ سے دعا کرتا تھا اسدم مانند مادر مشفقہ کے آنکھ سے آنسو بہتے تھے اور چرخ پر وہ دعا بیخود جاتی تھی آگے حقائق ہین بیخودونکی دعا وہ اور ہی وہ اس سے نہین ہے اللہ سے ہی جو گروہ فنا ہی وہ دعا حق کرتا ہی اور وہ دعا اور وہ اجابت اللہ سے ہی یعنے جو کہ ذات حق تعالی ین فنا ہین فعل انکا عین فعل اسکا ہی اور دعا انکی دعا و اجابت حق کی ہی کہ وہ خود نہین ذات خدا کی ہین باقی حقائق ہین فافہم ۱۲

سله واسطہ مخلوق الخ ۴ شعر واسطہ مخلوقات کا درمیان مین نہین ہی اور اسکی زاری سے جسم و جان بیخبر ہی حق کے بندے رحیم و بردبار ہین اور عادت حق سے اصلاح کام کی کرتے ہین مہربان بے رشوت کے ہین اور یاری کرتے ہین سخت جا مین اور حشر مین تو ڈھونڈھ اس قوم اولیا کو ای مبتلا اور غنیمت جان انکو پیش از بلا اسکی برکت سے کشتی رہا ہوئی اور اہل کشتی کو گمان تھا کہ ہمارے ہاتھ سے نشانے پر شاید کہ تیر لگا خوف سے یعنے اولیاء اللہ کو پیش از بلا تو تلاش کر کہ انکی برکت سے تو نجات پائے آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲

سله پانون سے الخ ۲ شعر روبہ شکار مین پانون سے بچے اور وہ اپنی دم سے جانتی ہی وہ دم سے اپنے عشق بازی کرتی کہ یہ بلا سے مجھکو بچاتی ہی وہ دم کو چومتی ہی اور از راہ گمراہی کے چاٹتی ہی اور خوش ہوتی ہی اے روبہ پتھرون سے پانو نکو بچا اگر پانون نہو تو دم سے کیا فائدہ آگے اسکے حقائق ہین ہم مانند روبہ کے ہین اور ہمارے پانون اولیاء ہین کہ دفع کردیتے ہین صدہا بلا کو اور دم کے مانند ہمارے حیلہ ہین کہ ہم فشباز دم سے کرتے ہین ہم دم ہلاتے ہین دلیل و مکر سے تاکہ ہر ایک ہم سے حیران ہو یعنے ہمکو اولیاء اللہ آفت سے بچاتے ہین اور ہم اپنے حیلون کو دافع بلا جانتے ہین باقی حال آگے ہی فافہم

عشقها با دم خود بازند کین   دے باند جان مارا از کمین
از ضلالت بوسها بر دم دهند   رقص گیرند و ز شادی بر جهند
روبها پا را نگهدار از کلوخ   پا چو نبود دم چه سود ای چشم شوخ
ما چو روباهان و پای ما کرام   می رهاند مان ز صد گون انتقام
حیلهٔ باریک ما چون دم ماست   عشق ها بازیم با دم چپ و راست
دم بجنبانیم ز استدلال و مکر   تا که حیران گردد از ما زید و بکر
طالب حیرانی خلقان شدیم   دست طمع اندر الوهیت زدیم
تا به افسون مالک دنیا شویم   این نمی بینیم ما کاندر گوئیم
در گوے و در چہے اے قلتبان   دست وادار از سبلتان دیگران
چون به بستانی رسی زیبا و خوش   بعد از آن دامان خلقان اکش
ای مقیم حبس چار و پنج و شش   نغز جائے دیگران را هم بکش
ای چو خربنده حریف کون خر   بوسه گاہے یافتے ما را ببر
چون نداوت بندگی دوست دست   میل شاهی از کجایت خاست است
در هوای آنکه گویندت زہے   بسته بر گردن جانت رسے
روبها این دم حیلت را بهل   وقف کن دل بر خداوندان دل
در پناه شیر کم ناید کباب   روبها تو سوے جیفه کم شتاب
تو دلا منظور حق آنگه شوے   که چو جزوی سوی کل خود روے
حق همی گوید نظر ما بر دلست   نیست بر صورت که آن آب و گلست
تو همی گوید نظر ما بر دلست   دل فراز عرش باشد نی به پست

عشق بازی دم سے وہ اپنی کرے   کہ بچاتی ہے بلا سے وہ مجھے
چومتی ہے دم کو گمراہی سے وہ   ناچتی ہے اور خوش ہوتی ہے وہ
پتھروں سے پا کو اے روبہ بچا   پا نہو تو دم سے پھر کیا فائدا
مثل روبہ پا ہمارے اولیا   دفع کرتے ہم سے ہین صدہا بلا
مثل دم کے ہین ہمارے حیلہ سب   عشق بازی دم سے ہم کرتے ہین اب
دم ہلاتے ہین ہم دلیل و مکر سے   تا کہ حیران ہم سے بس ہر اک رہے
خلق کی حیرانی بس ہم چاہتے ہین   اور الوہیت کی طمعین رکھتے ہین
مالک دنیا ہون تا ہم مکر سے   یہ نہ دیکھین ہم گڑھے مین ہین پھنسے
اس گڑھے اور چاہ پستی مین اجی   ہاتھ اٹھا مونچھون سے اب تو غیر کی
پہونچے اس بستان مین تو جو شادمان   کھینچ پھر مخلوق کا دامن وہان
پانچ چار اور چھ کا اے قیدی ہے تو   گر ہے نادر جا مین تو کھینچ اونکو
مثل خربندہ تو یار کون خر   تجکو لے چل جائے بوسہ پائے گر
جو نہ حاصل بندگی ہے دوست کی   خواہش شاہی تجھے کیسے ہوئی
طمع مین اسکی کہ اچھا کہوین سب   باندھی یہ رہ تو نے اپنی جان پہ اب
مکر حیلہ چھوڑ اے روباہ تو   اپنا دل کر وقف اہل اللہ کو
کب پناہ شیر مین کم ہین کباب   روبہ مت مردار کی سو جا شتاب
ای دلا منظور حق اس دم رہے   کہ تو جزو اپنے کل سے جو ملے
حق کہے میری نظر تو دل پہ ہے   ہے نہ صورت پہ کہ آب و گل پہ ہے
تو یہ کہتا ہے کہ دل میرا بھی ہے   عرش پہ ہوتا ہے دل نے فرش پے

١ خلق کی حیرانی الخ، شعر ہم خلق کی حیرانی چاہتے اور الوہیت کی طمع رکھتے ہین تا کہ ہم مکر سے مالک دنیا ہون یہ ہم نہین دیکھتے کہ گڑھے مین پھنسے ہوئے ہین اس گڑھے اور چاہ پستی مین ہاتھ اٹھا تو غیر کی مونچھون سے یعنے تو غیرون پر طعنہ زنی مت کر جب تو اس بستان مین پہونچے خوش پھر وہان مخلوق کا دامن کھینچ پانچ حواس اور چار عنصر اور شش جہت کا تو قیدی ہے اگر تو نادر جا مین ہے اور ونکو کھینچ مثل خربندہ کے اے یار کون خر کے تجکو بھی لے چل اگر بوسہ پائے کی پائے تو دوست کی بندگی تجھکو حاصل نہین ہے تجھے کیسی خواہش شاہی کی ہوئی یعنے اگر تجکو اس عالم مین رسائی ہووے تو دوسرون کو ادھر کھینچ اور اگر رسائی تجھے نہین ہے تو پیشوا کس واسطے ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

٢ طمع مین الخ، شعر اسکی طمع مین کہ سب اچھا کہین یہ راہ تو نے باندھی اپنی جان پر اے روبہ اس دم حیلہ کو تو چھوڑ اور اپنا دل وقف کر اہل اللہ کو کب پناہ شیر حق مین کباب کم ہین اے روبہ مردار کی طرف مت دوڑے اے دلا منظور حق اس دم رہے کہ تو جزو ہے اپنے کل سے ملے حق کہتا ہے کہ میری نظر دل پر ہے اور صورت پر نہین ہے کہ وہ آب و گل سے ہے اور تو کہتا ہے کہ میرا بھی دل ہے دل عرش پر ہوتا ہے نہ فرش پر یعنے حق تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے صورت کو نہین دیکھتا ہے اور دل سے مراد جسم نورانی ہے نہ یہ دل پارہ گوشت ہے بس اولیا اللہ کی خدمت حاصل کر کہ سب کچھ تجکو ملے اس مردار دنیا کی طرف نہ جا کہ آفت مین پڑے آگے

در گل تیره یقین هم آب هست — لیک از آن آبت نشاید آبدست
زانکه گر آبست مغلوب گِلست — پس دلِ خود را مگو کاینهم دلست
آن دلی کز آسمانها برترست — آن دلِ ابدال یا پیغمبرست
پاک گشته آن ز گل صافی شده — در فزونی آمده وافی شده
ترکِ گل کرده سوی بحر آمده — رسته از زندانِ گل بحری شده
آبِ ما محبوسِ گل ماندست هین — بحرِ رحمت جذب کن مارا ز طین
بحر گوید من ترا در خود کشم — لیک می‌لافی که من آبِ خوشم
لافِ تو محروم می‌دارد ترا — ترکِ آن پندار کن در من در آ
آبِ گل خواهد که در دریا رود — گل گرفته پای او را میکشد
گر رهاند پای خود از دستِ گل — گل بماند خشک و او شد منتقل
آن کشیدن چیست آن گل آب را — جذبِ تو نقل و شرابِ ناب را
همچنین هر شهوتی اندر جهان — خواه مال و خواه آب و خواه نان
خواه باغ و مرکب و تیغ و چمن — خواه ملک و خانه و فرزند و زن
هر یکی زانها ترا مستی کند — چون نیابی آن خمارت بشکند
این خمارِ غم دلیل آن شدست — که بدان مفقود مستی ات بدست
جز باندازهٔ ضرورت زین مگیر — تا نه گردد غالب و بر تو امیر
سر کشیدی تو که من صاحبدلم — حاجتِ غیری ندارم واصلم
آنچنان که آب در گل سر کشد — که منم آب و چرا جویم مدد

جو گل تیرہ مین جانو آب ہی[۱] — نی وضو اُس آب سے لائق تجھے
کیونکہ پانی ہی مگر مغلوب گل — دل کو اپنے مت کہو یہ بھی ہی دل
جو کہ دل ہی آسمانون سے بڑا — ہی نبی کا یا وہ دل ابدال کا
پاک وہ گل سے ہوا اور بس صفا — آیا افزونی مین اور افزون ہوا
چھوڑا گل کو اور دریا سے ملا — قید سے گل کے چھٹا دریا ہوا
قید مین گل کے ہمارا آب ہے — بحر رحمت کھینچ ہمکو خاک سے
بحر کہتا تجکو کھینچون آب مین[۲] — تو کرے دعوی کہ ہون خوش آب مین
تیرا دعوی تجکو محروم اب رکھے — چھوڑ دعوی مجھ سے مل تو آن کے
آب گل چاہے کہ دریا مین ملے — گل ملے پا اُسکو روکے بحر سے
گر چھڑائے گل سے اپنے پانون کو — خشک رہ جائے گل اور پھر جا وہ
وہ کنارہ کیا ہی گل کا آب کو — نقل اور بادہ کی خواہش تجکو ہو
ایسی ہی عالم مین ہر خواہش تجھے — خواہ مال اور خواہ آب و نان سے
خواہ تیغ و ڈھال گھوڑا اور چمن — خواہ ملک و خانہ اور فرزند و زن
مست اُسمین سے تجھے ہر اک کرے[۳] — جو نہ پائے وہ خمار اُسکا ہے
یہ خمارِ غم دلیل اُس کا ہوا — کہ ترا مقصود مستی اُس سے تھا
بس ضرورت کی تو مقدار اُس سے لے — تا نہو غالب وہ بس دل پر ترے
تجکو غرہ ہی کہ صاحبدل ہون مین — غیر کی حاجت نہین واصل ہون مین
آب جیسے گل مین کرتا ہی غرور — آب مین خود ہون مدد کیا ہی ضرور

[۱] جو گل تیرہ الخ۔ شعر جو گل تیرہ مین جانو آب ہی اُس آب سے تجکو وضو لائق نہین ہی کیونکہ اگرچہ پانی ہی ولیکن مغلوب گل کا ہی اپنے دل کو مت کہہ کہ یہ بھی دل ہی جو کہ دل آسمانون سے بڑا ہی وہ پیغمبر یا اولیاء ابدال کا دل ہی وہ زیادتی مین آیا اور زیادہ ہوا گل کو چھوڑا اور دریا سے ملا قید گل سے چھوٹا اور دریا ہوا قید گل مین ہمارا آب ہی اے بحر رحمت ہم کو خاک سے کھینچ لے یعنے جو دل کہ بیہودگی دنیا مین پڑا وہ اس عالم مین کب رسا ہوا اور جو دل کہ اس آلودگی سے پاک وصاف ہے وہ اس دریائے معنی مین واصل ہی آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲۔

[۲] بحر کہتا ہی کہ مین تجکو کھینچون آب مین اور تو دعوی کرتا ہی کہ آب خوش مین ہون تیرا دعوی تجکو اب محروم رکھے تو دعوی چھوڑ اور مجھ سے مل آن کر آب وگل چاہتا ہی کہ دریا مین ملے گل ملی ہوئی پانون اسکا روکے بحر سے اگر چھوڑائے اپنے پانونکو گل سے گل خشک رہ جائے اور نقل کر جائے وہ روکنا گل کا آب کو کیا ہی نقل اور بادہ کی خواہش جو تجکو ہو اسی طرح عالم مین ہر خواہش تجکو ہو خواہ مال و خواہ آب و نان سے ہو خواہ گھوڑا خواہ تیغ و ڈھال و چمن خواہ خانہ و ملک اور فرزند و زن ہو یعنے خواہشات دنیا بحر معنے مین نہین جانے دیتے ہین باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

[۳] مست اُسمین الخ۔ شعر اُسمین سے ہر ایک تجھے مست کرے جو نہ پائے اُسی کا خمار ہے یہ خمار غم دلیل اُسکا ہوا کہ تیرا مقصود مستی اس سے تھا تو بمقدار ضرورت اس سے لے تا وہ غالب تجھپر نہو جاوے تجکو غرہ ہی کہ مین صاحبدل ہون غیر کی حاجت نہین کہ مین واصل ہون آگے اسکی مثال ہی جیسے آب گل مین دعوی کرتا ہی غرور مین کہ مین آب خود ہون مدد کیا ضرور ہی تو نے اس دل آلودہ کو دل جانا ہی اس لیے تو اہل دل سے بھاگتا ہی تو روا رکھتا ہی کہ یہ دہی ہی کہ جو عشق [illegible] ۱۲

دل تو این آلوده را پنداشتی   لاجرم دل ز اہل دل بر داشتی
تو روا داری که آن دل باشد این   که بود در عشق شیر و انگبین
لطف شیر و انگبین عکس دلست   ہر خوشی را آن خوش از دل حاصلست
پس بود دل جوہر و عالم عرض   سایۂ دل چون بود دل را غرض
آن دلی کو عاشق مال ست و جاه   یا زبون این گل آب و سیاه
یا خیالاتی که در ظلمات او   می پرستد شان برای گفتگو
دل نباشد غیر آن دریای نور   دل نظرگاه خدا و آنگاه کور
نی دل اندر صد ہزاران خاص و عام   در یکی باشد که ہست آن کدام
ریزۂ دل را بہل دل را بجو   تا شود آن ریزه چون کوہی ازو
دل محیط ست اندرین خطۂ وجود   زر ہمی افشاند از احسان وجود
از سلام حق سلامتہا نثار   می کند بر اہل عالم اختیار
ہر کرا دامن درست ست و معد   آن نثار دل بر آن کس میرسد
دامن تو آن نیاز ست و حضور   ہین منه در دامن آن سنگ فجور
تا نه درّد دامنت آن سنگہا   تا بدانی نقد را از رنگہا
سنگ پر کردی تو دامن از جہان   ہم ز سنگ سیم و زر چون کودکان
آن خیال سیم و زر چون زر نبود   دامن صدقت درید و غم فزود
کی نماید کودکان را سنگ سنگ   تا نگیرد عقل دامنشان بجنگ

تو نے دل جانا ہے اس آلودہ کو   اہل دل سے اس لیے بھاگے ہے تو
تو روا رکھے کہ یہ ہی دل وہ ہے   عشق شیر اور شہد کا جو کہ رکھے
[۵۱] لطف شیر و شہد پرتو دل کا ہے   ہر خوشی وہ ذائقہ دل سے رکھے
پس ہے دل جوہر عالم ہے عرض   سایۂ دل کا کیسے ہو دل کی غرض
ایسا دل کہ وہ ہے عاشق مال کا   یا زبون آب و گل ہے یا پھنسا
یا خیال ایسے کہ ظلمت انکی مین   واسطہ کہنے کے رکھتے ہین انہین
دل نہین اس نور کے دریا سوا   اندھا کب ہو جو نظرگاہ خدا
دل ہزارون خاص و عالم مین نہین   ایک مین ہو کو نسا ہے کر یقین
[۵۲] دل کا ریزہ چھوڑ دل کو ڈھونڈھ تو   اس سے وہ ریزہ مثال کوہ ہو
دل محیط اس ملک مین ہے جسم کے   بخشتا ہے زر سخاؤ جود سے
فیض حق سے فیض کرتا ہے نثار   اہل عالم پر جو رکھے اختیار
جو کوئی دامن درست اپنا رکھے   ان نثارونکو وہی بس لے سکے
تیرا دامن وہ نیاز اور ہے حضور   مت رکھے دامن مین وہ سنگ فجور
تا نہ پھاڑے تیرا دامن سنگ وہ   تا تو جانے نقد کو اور قلب کو
[۵۳] تو نے دامن سنگ عالم سے بھرا   مثل طفلان سنگ سیم و زر رکھا
وہ خیال سیم و زر چون زر نہ تھا   پھاڑا دامن صدق کا اسنے ترا
سنگ کب لڑکو نکو ہوتا سنگ ہے   عقل تا دامن نہ پکڑے جنگ سے

۵۱ لطف شیر الخ ۶ شیر و شہد کا لطف پرتو دل کا ہے وہ ذائقہ ہر خوشی دل سے ہے پس دل جوہر ہے اور عالم عرض ہے سایہ دل کا کیسے غرض ہوا ایسا دل کہ وہ عاشق مال کا ہے یا زبون آب و گل سے پھنسا ہوا ہے یا ایسے خیال کہ انکی ظلمت مین واسطے کہنے کے انکو رکھتے ہین اس نور کے دریا کے سوا نہین ہے وہ اندھا کب ہے کہ جو نظرگاہ خدا ہے ہزارون خاص عالمون مین دل نہین ہے ایک مین ہون کونسا ہے یقین کر یعنے دل ہزارون مین ایک ہے اور وہ نظرگاہ خدا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۵۲ دل کا ریزہ الخ ۶ شعر ریزۂ دل کو چھوڑ اور دل کو ڈھونڈھ اس سے وہ ریزہ مثل کوہ کے ہو اس ملک مین دل محیط جسم کا ہے اور بخشتا ہے زر جود و کرم سے فیض حق سے فیض نثار کرتا ہے جو اہل عالم پر اختیار رکھتا ہے جو کوئی اپنا دامن درست رکھتا ہے اس نثار دل کو وہ لے سکتا ہے وہ تیرا دامن نیاز ہے اس دامن مین مت رکھ سنگ و فجور کو تا دامن تیرا نہ پھاڑے وہ سنگ تاکہ تو جانے نقد کو اور قلب کو اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲-

۵۳ تو نے دامن الخ ۶ شعر تو نے دامن کو سنگ عالم سے بھرا مثل طفلون کے سیم و زر سنگ کا رکھا وہ خیال سیم و زر کا مانند زر کے نہ تھا تیرا دامن صدق کا اسنے پھاڑا سنگ لڑکون کو کب دکھائی دیتا ہے عقل دامن کو کب پکڑے جنگ سے عقل پیر ہے اور نہین ہے وہ سفید بال بس بال کی گنجائش بیان پر نہین ہے یعنے حضوری و نیاز تو اختیار کر اور فسق و فجوری کو چھوڑ دے کہ خواہشات دنیا تجکو آفت مین نہ ڈالین اور تیرے صدق کو خراب کر دین چنانچہ وقوقی کی شفاعت کے انکار کرنے کا حال آگے ہے فافہم ۱۲-

پر عقل آمد نہ آن موے چو شیر	مو نمی گنجد درین جاے فقیر	عقل ہے پیر اور نے وہ موسفید	مو کی گنجایش نہین یان پر آزید

انکار کردن آن جماعت دعا و شفاعت وقوقی و ناپدید شدن در پردۂ غیب و حیران شدن وقوقی کہ ایشان بہ ہوا رفتند یا بہ زمین نہان شدند

انکار کرنا اس جماعت کا اوپر دعا و شفاعت وقوقی کے اور چھپ جانا انکا پردۂ غیب مین اور حیران ہونا وقوقی کا کہ وہ ہوا پر گئے یا زمین مین پوشیدہ ہوئے

چون رسید آن کشتی و آمد بکام — شد نماز آن جماعت ہم تمام

فجفجی افتادشان باہمدگر — کین فضولی نیست از ما بادر

ہر یکے باہمدگر گفتند سر — از پس پشت وقوقی مستتر

گفت ہر یک من نکردستم کنون — این دعا از برون نی از درون

گفت مانا کہ امام ما ز درد — بوالفضولانہ مناجاتے بکرد

گفت آن دیگر کہ ای یار قرین — مر مرا ہم مے نماید این چنین

او فضولی بودہ است از انقباض — کرد بر مختار مطلق اعتراض

چون نگہ کردم سپس تا بنگرم — کہ چہ میگویند آن اہل کرم

یک از ایشان را ندیدم در مقام — رفتہ بودند از مقام خود تمام

نی چپ و نی راست نے بالا و زیر — چشم تیز من نہ شد بر قوم چیر

ذرہ ہا بودند گوئی آب گشت — نی نشان پا و نی گردی بدشت

در قباب حق شدند آندم ہمہ — در کدامین روضہ رفتند آن رمہ

جو چھٹی وہ کشتی اور آئی بکام[1] — ہوئی نماز ان سب کی بھی اسدم تمام

پرچا آپس مین یہ انکے بس پڑا — کہ فضولی ہم سے ہوئی نے ظاہرا

پوچھتا ہر اک تھا آپس مین نہان — پیٹھ کے پیچھے وقوقی کے نہان

بولے[2] آپس مین ہر اک ہمنے دعا — نے کرے باطن مین اور نے ظاہرا

بولا تحقیق اس امام اپنے نے کی — بوالفضولانہ دعاے باطنی

دوسرا بولا کہ اے یار و مرے — مجکو بھی ایسا دکھائی دیتا ہی

اسنے کی ہی بوالفضولی درد سے — اعتراض اسنے کیا مختار پے

جو نگہ کی پیچھے تا دیکھین انھین — کہ یہ اہل جود اب کیا کہتے ہین

ایک انمین سے نہ دیکھا پھر وہان — کہ ہوئے اپنی جگہ سے وہ نہان

نے وہ[3] دہنے بائین اور نے اوپر تلے — نے نگاہ تیز سے مجکو ملے

تھے وہ ذرے گویا پانی ہو گئے — نے نشان پا نہ گرد راہ سے

حق کے قبو مین گئے اسدم وہ سب — یا کسی روضہ کے اندر ای عجب

[1] جو چھٹی الخ ۳ شعر جبکہ وہ کشتی چھٹی اور باد مراد آئی اسدم ان سب کی نماز تمام ہوئی یہ آپس مین پرچا انکے پڑا کہ فضولی ہم سے ظاہر نہین ہوئی ہی ہر ایک آپس مین وہان پوچھتا تھا وقوقی کی پیٹھ کے پیچھے پوشیدہ آگے جواب ہر نیک ابدال کا ہی فافہم ۱۲ [2] بولے آپس مین الخ ۶ شعر آپس مین ہر ایک نے کہا کہ ہمنے نہ دعا باطن مین کری نہ ظاہر مین کہا کہ اس امام نے تحقیق کی بوالفضولون کے مانند دعا باطن مین اور دوسرے نے کہا کہ اے میرے یارو مجکو بھی ایسا ہی دکھلائی دیتا ہی اسنے بوالفضولی درد سے کی ہی اسنے اعتراض مختار پر کیا ہی جبکہ نگہ پیچھے کی کہ تا انھین دیکھون کہ یہ اہل جود کیا کہتے ہین ایک انمین سے پھر وہان نہ دیکھا کہ وہ اپنی جاے پوشیدہ ہو گئے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] وہ دہنے الخ ۲ شعر نہ وہ دہنے بائین اور نہ اوپر تلے ہین نہ نگاہ تیز سے مجکو دکھائی دیتے ہین گویا ذرہ تھے کہ پانی ہو گئے نہ نشان پانون کا و نہ گرد راہ سے ہی حق کے قبون مین اسدم وہ سب گئے یا کسی روضہ کے اندر چھپے یعنے وہ اولیاے حق ہین پوشیدہ ہوتے ہین بموجب حدیث شریف کے ان اولیای تحت قبابی لایعرفہم غیری یعنے اولیا میرے نیچے قبون میرے کے ہین نہین پہچانتا ہے انکو سوا میرے مین حیران رہا کہ اس قوم کو کیون حق نے چھپایا ہے مجھ سے آگے اسکی مثال ہے اسطرح وہ سب کی آنکھ سے چھپ گئے جیسے مچھلی غوطہ مار کر چھپ جاتی ہے وہ برسون انکی حسرت مین ۱۲ عمر بھر انکے شوق مین رو دیا گیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

در تحیر مانده ام کاین قوم را — چون بپوشانید حق از چشم ما
آنچنان پنهان شدند از چشم او — مثل غوطه ماهیان در آب جو
سالها در حسرت ایشان بماند — عمرها در شوق ایشان اشک راند
تو نگوئی مرد حق را در نظر — کے در آید با خدا ذکر بشر
خر ازین می خسپد اینجا ای فلان — کر بشر دیدی تو ایشان را ز جان
کار ازین ویران شدست ای مرد خام — که بشر دیدی تو ایشان را چو عام
تو همان دیدی که ابلیس لعین — گفت من ز آتشم آدم ز طین
چشم ابلیسانه را یکدم به بند — چند بینی صورت آخر چند چند
ای دقوقی با دو چشم همچو جو — هین مبر امید و ایشان را بجو
هین بجو که رکن دولت جستن است — هر گشادی در دل اندر بستن است
از همه کار جهان پرداخته — کو و کوئی گو بجان چون فاخته
نیک بنگر اندر این ای محتجب — که دعا را بست حق بر استجب
هر کرا دل پاک شد از اعتدال — آن دعایش میرود تا ذو الجلال

مین رہا حیران کہ اس قوم کا — کیون چھپایا حق نے مجسے تم کہو
اسطرح وہ چھپ گئے آنکھ اُسکی سے — جیسے مچھلی غوطہ مارے اور چھپے
اُنکی حسرت مین وہ بس برسون رہا — عمر بھر شوق اُنکے مین رویا کیا
[۱] مت کہو کہ مرد حق پیش خدا — ذکر کب کرتا ہی وہ انسان کا
اس سبب سوتا ہی خر تیرا یہان — کہ بشر دیکھا انھین تو نے نجان
اس سبب ابتر ہوا ای مرد خام — کہ بشر دیکھا انھین مانند عام
تو نے وہ دیکھا کہ جو ابلیس نے — بولا مین آتش سے آدم خاک سے
چشم ابلیسی کو اپنے بند کر — کب تلک دیکھے گا صورت ای پسر
[۲] ای دقوقی روی مت مانند جو — چھوڑ مت امید ڈھونڈھ اب انکو تو
ڈھونڈھ تو ہی رکن دولت ڈھونڈھنا — قبض ہے ہر بسط دل مین ای دلا
چھوڑ تو عالم کے سب کام ای پسر — کو کو مثل فاختہ جان سی تو کر
خوب دیکھ اندر تو اسکے ای غبی — کہ اجابت پر دعا حق نے رکھی
علتون سے پاک دل جسکا ہوا — حق تلک اُسکی دعا ہووی رسا

باز شرح کردن حکایت طالب روزی حلال بغیر کسب و رنج بعهد داود علیه السلام و مستجاب شدن دعای او

پھر شرح کرنا حکایت طالب روزی حلال کا بے کسب و رنج کی عہد داود علیہ السلام مین اور قبول ہونا اُسکی دعا کا

یادم آمد آن حکایت کان فقیر — روز و شب میکرد افغان و نفیر

[۳] یاد آئی وہ حکایت کہ گدا — رات دن چلاتا اور تھا چیختا

[۱] مت کہو الخ یہ شعر مت کہو کہ مرد خدا پیش حق کب ذکر کرتا ہی انسان کا اس سبب سے تیرا خر یہان سوتا ہے کہ تو نے انھین بشر دیکھا ہی نہ جان اس سے تیرا کام ابتر ہوا اے مرد خام کہ عام کے مانند انھین بشر دیکھا تو نے وہ دیکھا کہ جو ابلیس نے کہا کہ مین آتش سے ہون اور آدم خاک سے ہی تو اپنی چشم ابلیسی کو بند کر کب تک تو صورت دیکھیگا ای پسر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۲] دقوقی الخ یہ شعر اے دقوقی مت رو مانند جو کے اُمید مت چھوڑ اور ڈھونڈھ انکو کہ ڈھونڈھنا رکن دولت کا ہی ڈھونڈھ کہ قبض ہر بسط مین ہے تو سب کام عالم کے چھوڑ اور مثل فاختہ کو کو جان سے کر خوب دیکھ تو اسکے اور اپنے ارادے غیبی کہ حق نے دعا اجابت پر رکھی ہے جس کا دل علتون سے پاک ہوا ہے اُسکی دعا حق تک رسا ہے یعنے تلاش کو طلب کر کہ حق نے دعا اجابت پر رکھی ہی اور دعا پاکی دل سے مقبول ہوتی ہی آگے طلب روزی حلال کا پھر قصہ بیان کرتے ہین اجابت دعا مین فافہم ۱۲۔

[۳] یاد آئی الخ یہ شعر وہ حکایت یاد آئی کہ گدا رات دن چلاتا تھا اور چیختا تھا وہ حق سے چاہتا تھا روزی حلال بے تردد و رنج و بے کسب حلال اس سے پہلے اسکا کچھ حال کہا لیکن بسبب ڈھیل کے رہ گیا مین اُسکو کہونگا وہ کہان جا سکتا ہی جو حکمت بر سے فضل حق کے ابر سے اُسکو صاحب گاؤ نے دیکھا اور کہا کہ گاؤ میری کو کیسے کشتہ کیا عدالت مین چل کہ تا انصاف ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

از خدا میخواست روزی حلال
بی شکال رنج و کسب و انتقال
پیش ازین گفتیم بعضے حال او
لیک تعویق آمد و شد رنج تو
هم بگوئیمش کجا خواهد گریخت
چون ز ابرِ فضل حق حکمت بریخت
صاحبِ گاوش بدید و گفت هین
ای بظلمت گاو من کشته زکین
هین چرا کشتی بگو گاو مرا
ابلهٔ طرار انصاف اندر آ
گفت من روزی ز حق میخواستم
قبله را از لابه مے آراستم
سالها بود ست کارِ من دعا
تا که بفرستاد گاوے را خدا
چون بدیدم گاو را برخاستم
روزے من بود کشش میخواستم
آن دعای کہنه ام شد مستجاب
روزی من بود کشتم نک جواب
او ز خشم آمد گریبانش گرفت
چند مشتی زد بر ویش تا شگفت

چاہتا حق سے وہ روزی حلال
بے غم و بے رنج و بے کسب ملال
پہلے اس سے حال کچھ اسکا کہا
ڈھیل کے باعث سے لیکن رہ گیا
میں کہوں اسکو کہاں وہ جا سکے
ابر سے حکمت فضل حق کے ابر سے
اسکو صاحب گاؤ نے دیکھا کہا
گاؤ میرا ظلم سے کشتہ کیا
تو نے کیسے مارا میرے گاؤ کو
چل عدالت میں کر اب انصاف کو
بولا[1] میں روزی خدا سے چاہتا
اور خوشامد سے دعا تھا مانگتا
تھی دعا میری یہ بس اک عمر سے
گاؤ بھیجی تھی مجھے اللہ نے
گاؤ کو دیکھا کھڑا میں ہو گیا
روزی میری تھی کہ تھا میں چاہتا
وہ دعا میری ہوئی پس مستجاب
تھی میری روزی کہ مارا یہ جواب
بس گریبان اسکا پکڑا خشم سے
چند گھونسے اسکے منہ پر اور جڑے

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ السلام

جانا دونوں دشمنوں کا آگے داؤد علیہ السلام کے

مے کشیدش تا بہ داؤدِ نبی
که بیا اے ظالم گیج غبی
حجت بارد رہا کن ای دغا
عقل در تن آور و با خویش آ
این چہ میگوئی دعا چہ بود مخند
بر سر و ریش من و خویش ای لوند
گفت من با حق دعاہا کردہ ام
اندرین لابه بسی خون خوردہ ام
من یقین دارم دعا شد مستجاب
سر بزن بر سنگ ای منکر خطاب
گفت گرد آئید هین ای مسلمین
ژاژ بینید و فشارِ این لعین
ای دغا تا چند خائی ژاژ را
حجت قاطع بگو چہ بود دعا
اے مسلمانان دعا مالِ مرا
چون از آنِ او کند بہرِ خدا

سوئے[2] داؤد نبی کھینچا اسے
کہ تو آ ظالم و مت حیلہ کرے
چھوڑ اپنی حجتِ سست ای دغا
ہوش میں آ عقل کی کر تو دوا
کہتا کیا ہے تو دعا کیسی نہ ہنس
مجھ پہ اور اپنے پہ ای نادان بس
بولا[3] میں نے حق سے کی از بس دعا
خون کھایا اس خوشامد میں سوا
ہے یقین کہ ہوئی دعا میری قبول
مار سر پتھر پہ تو ای بوالفضول
بولا آؤ جمع ہو اے مسلمین
دیکھو بیہودہ بکے ہے یہ لعین
جھوٹھ تو کب تک کہے گا ای دغا
حجتِ قاطع کہو کیسی دعا
ای مسلمان مال میرا یہ دعا
کیسے ملک اسکا کری بہرِ خدا

[1] بولا میں الخ ۵ شعر کہا کہ میں خدا سے روزی چاہتا تھا اور خوشامد سے دعا مانگتا تھا یہ دعا میری ایک عمر سے تھی تا مجھے اللہ نے گاؤ بھیجی میں نے جو گاؤ کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہ وہ میری روزی تھی کہ میں نے اسکو مارا یہ اسکا جواب ہے پس گریبان اسکا خشم سے پکڑا اور چند گھونسے اسکے منہ پر مارے فافہم ۱۲ [2] سوئے داؤد نبی الخ ۳ شعر اسکو داؤد نبی کی طرف کھینچا کہ تو اے ظالم آ اور حیلہ مت کر تو اپنی حجت سست چھوڑ اور ہوش میں آ اور اپنی عقل درست کر جو کہتا ہے تو دعا کیسی مت ہنسے مجھپر اور خود پر اے نادان بس کر آگے جواب گاؤ کش کا ہے فافہم ۱۲ [3] بولا میں ۲ الخ ۷ شعر کہا کہ میں نے خدا سے از بس دعا کی اور بہت خون خوشامد میں کھایا یقین ہے کہ دعا میری قبول ہوئی تو سر پر پتھر مار اے فضول کہا کہ اے مسلمانو جمع ہو دیکھو بیہودہ بکتا ہے یہ لعین تو کب تک جھوٹ کہے گا اے دغاباز حجت قاطع کہو کیسی دعا اے مسلمانو میرا مال تھا یہ دعا کیسی کہ خدا میری ملک اُسکی کر دے ایسا اگر ہوتا جہان دعا کر کے کینے سے اپنے ملک کرتے یہان پر اگر ہوتا تو گدایان حقیر آسودہ ہوتے اور سلطان و امیر بنتے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گر چنین بودے ہمہ عالم بدین
یک دعا املاک بردندی بکین

گر چنین بودے گدایان ضریر
محتشم گشتہ بدندی و امیر

روز و شب اندر دعا و در ثنا
لابہ گویان کہ تو دہ مال ای خدا

تا تو ندہی ہیچ کس ندہد یقین
ای کشایندہ تو بکشا بند این

مکسب کوران بود لابہ دعا
جز لب نانے نیابند از عطا

قوم گفتہ این مسلمان است گشت
دین فروشندہ دعاہا ظلم جست

این دعا کے باشد از اسباب ملک
کی کشد این را شریعت خود بہ سلک

بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
یا ز جنس این شود ملکے ترا

در کدامین دفترست این شرع تو
گاؤ را تو باز دہ یا حبس رو

اندر آ در حبس در زندان او
ورنہ گاوش را بہ حجت مگو

او بہ سوے آسمان میکرد رو
کای خداوند کریم لطف خو

من دعاہا کردہ ام زین آرزو
واقعہ ما را کہ داند غیر تو

در دل من آن دعا انداختی
صد امید اندر دلم افراختی

من نمی کردم گزافہ آن دعا
ہمچو یوسف دیدہ ام من خوابہا

دید یوسف آفتاب و اختران
پیش او سجدہ کنان چون چاکران

اعتمادی بود بر خواب درست
در چہ و زندان جز آن را می نجست

زاعتماد او نبودش ہیچ غم
از غلام و از ملام بیش و کم

اعتمادی داشت او بر خواب خویش
کہ چو شمعے می فروزیدش ز پیش

ایسا گر ہوتا دعا کر کے جہان
ملک اپنی کرتے کینے سے یہان

ایسا گر ہوتا گدایان حقیر
ہوتے آسودہ وہ سلطان و امیر

رات دن کرتے خوشامد سے دعا
کہ ہمین تو مال دے بس ای خدا

تو نہ جبتک دے نہ دیوین ہمکو وہ
کھول ای مشکلکشا اس بند کو

کسب اندھونکا خوشامد اور دعا
نے بجز روٹی کے پائین کچھ عطا

قوم بولی یہ مسلمان سچ کہے
بیچنے والے دعا کا ظلم ہے

یہ دعا اسباب ہو کب ملک کی
کب روا رکھے شریعت اسکو بھی

بیع و بخشش یا وصیت ملک ہو
یا اسی کی جنس سے ہم سلک ہو

کس کتاب اندر نئی یہ شرع ہے
گاؤ کو تو پھیر دے یا قید لے

قید خانے مین تو اسکی قید لے
ورنہ دے تو گاؤ حجت مت کرے

آسمان کی سمت وہ کرتا تھا رو
ای خداوند کریم لطف خو

اس تمنا سے کری مین نے دعا
کون قصہ میرا جانے تجھ سوا

دل مین ڈالی وہ دعا تو نے نہان
سیکڑون امید دلمین کین عیان

مین نہین کرتا تھا وہ جھوٹی دعا
مثل یوسف خواب دیکھے بارہا

دیکھا یوسف نے کہ مہر و اختران
سجدہ اسکو کرتے ہین جون چاکران

اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پے
چاہ و زندان مین وہ ڈھونڈھے تھا اسے

اعتماد اسکے سے اسکو غم نہ تھا
کچھ ملامت اور غلامی کے سوا

اعتماد اسکو تھا اپنے خواب پے
مثل شمع روشن اسکے سامنے

سلہ رات دن الخ یہ شعر رات دن خوشامد سے دعا کرتے کہ تو ہمین مال دے ای خدا تو جبتک ہمین نہ دے ہمکو وہ نہ دین ای مشکلکشا تو کھول بند کو اندھون کا کسب خوشامد اور دعا ہی بجز روٹی کے نہ پاے کچھ عطا قوم نے کہا یہ مسلمان سچ کہتا ہے دعا کے بیچنے والے کا ظلم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ یہ دعا الخ یہ شعر یہ دعا کب اسباب ہو ملک کی کب شریعت بھی اسکو روا رکھے بیع و بخشش یا وصیت سے ملک ہو یا اسی کی جنس سے ہم سلک ہو کس نئی کتاب مین یہ شرع ہے گاؤ کو تو پھیر دے یا قید اختیار کر تو اسکے قید خانہ مین قید ہو ورنہ گاؤ دے فضول حجتین مت کر آگے حقائق ہین وہ آسمان کی طرف منہ کرتا تھا کہ اے خداوند کریم لطف وجود مین نے اس تمنا سے دعا کری میرا واقعہ کون جانے تیرے سوا تو نے دل مین عیان کی دعا اور صدہا امیدین پوشیدہ کر دین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ مین نہین الخ یہ شعر مین نہین وہ جھوٹی دعا کرتا ہون مثل یوسف کے خواب بیشک دیکھے ہین یوسف نے دیکھا کہ مہر و اختر اسکو سجدہ کرتے ہین مانند چاکرون کے اسکو اپنے خواب پر اعتماد تھا وہ چاہ و زندان مین اسکو ڈھونڈھتا تھا اسکو اسکے اعتماد سے غم نہ تھا کچھ غلامی اور ملامت کے سوا اسکو اعتماد تھا اپنے خواب پر مثل شمع روشن تھی اسکے سامنے چاہ مین جس دم یوسف کو ڈالا یہ آواز اسنے اللہ سے سنی یعنے اہل اللہ کو اعتماد اپنے خواب پر ہوتا ہے کہ وہی ظہور مین آتا ہے کس واسطے کہ انبیا و اولیا کے خواب جالے ہوتے ہین اور خواب صالح چالیسوان حصہ نبوت کا ہے

چون درافگندند یوسف را بچاه ۔ بانگ آمد سمع او را از اله
که تو روزی شه شوی ای پهلوان ۔ تا بمالی این جفا بر روی شان
قائل این بانگ ناید در نظر ۔ لیک دل بشناخت قائل از اثر
قوتے و راحتے و مسندے ۔ در میان جان فتادش زان ندے
چاه شد بروے بدان بانگ جلیل ۔ گلشن و بزمی چو آتش بر خلیل
هر جفا که بعد از انش میرسید ۔ او بدان قوت بشادی میکشید
همچنانکه ذوق آن بانگ الست ۔ در دل هر مومنی تا حشر هست
تا نباشد در بلاشان اعتراض ۔ نی ز امر و نهی حق شان انقباض
لقمهٔ تلخے چو شکر مے شود ۔ خار ریحان سنگ گوهر مے شود
لقمهٔ حکمی که تلخی مے نهد ۔ گل شکر ازان گوارش میدهد
گل شکر آن را که نبود مستند ۔ لقمه را ز انکار او قی مے کند
هر که خوابی دید از روز الست ۔ مست باشد در رهِ طاعات مست
مے کشد چون اشتر مست این جوال ۔ بی فتور و بی گمان و بے ملال
کفک تصدیقش بگرد پوز او ۔ شد گواه مستی دلسوز او
اشتر از قوت چو شیر نر شده ۔ زیر ثقل بار اندک خور شده
ز آرزوے ناقه صد فاقه او ۔ مے نماید کوه پیشش تار مو
دار الست آن کو چنین خوابی ندید ۔ اندرین دنیا نشد بنده مرید
در بشد اندر تردد صد وله ۔ یک زمان شکر ستش و سالے گلہ

چاہ مین یوسف کو ڈالا جس گھڑی ۔ اُسنے یہ آواز اللہ سے سنی
[۱] کہ تو اک دن ہوگا شہ ای باوفا ۔ تا ملے گا اُنکے منہ پر یہ جفا
قائل اس آواز کا کب مل سکے ۔ نیک دل قائل اثر سے جان لے
[۲] اعتماد و قوت اور راحت وے ۔ ڈالا اسکی جان مین اس آواز سے
تھا کنوان اُسپر باواز جلیل ۔ بزم اور گلزار چون نار خلیل
جو جفا کہ بعد اُس کے پہونچتی ۔ اُسکو اُس قوت سے وہ ہوتی خوشی
اسطرح سے ذوق آواز الست ۔ حشر تک مومن کا دل رکھی ہے مست
تا نہو اُسکو بلا مین اعتراض ۔ اور امر و نہی مین نے انقباض
[۳] تلخ لقمہ مثل شکر ہوتا ہے ۔ خار ریحان سنگ گوہر ہوتا ہی
لقمۂ حکمی کہ تلخی رکھتا ہے ۔ گل شکر کی لذت اسکو دیتا ہی
اعتماد و گل شکر جس کو نہو ۔ لقمہ کو انکار سے قی کردے وہ
جسنے دیکھی روز الستی سے ہی خواب ۔ مست ہے طاعت مین بیحد و حساب
بار اُٹھائی چون یہ اشتر مست کے ۔ بیگمان اور بی ملال و رشوق سے
جھاگ منہ کے گرد اسکے صدق کے ۔ ہین گواہ کہ مستی دلسوز ہے
[۴] اونٹ قوت سے جو شیر نر ہوا ۔ بوجھ بھاری کے تلے کم خور ہوا
اونٹنی کے شوق مین فاقہ کری ۔ کوہ اُسکے آگے مثل بال ہے
خواب جسنے پہلے دن دیکھا نہ تھا ۔ وہ نہ دُنیا مین مُرید آخر ہوا
گر تردد مین پریشان ہوگیا ۔ اک گھڑی ہو شکر برسون ہو گلا

[۱] کہ تو اکدن الخ، شعر کہ اک دن تو بادشاہ ہوگا یہ جفا تو اُنکے مُنہ پر ملے گا یعنے بھائیون پر اپنے اس آواز کا کہنے والا کب مل سکے نیکدل کہنے والے کو اثر سے جان لے
[۲] اعتماد اور قوت اور راحت ولیکن اسکے دل مین اس آواز سے ڈالا چاہ اُسکے اوپر آواز جلیل سے بزم اور گلزار ہوا مانند خلیل کے بعد اسکے جو جفا پہونچی اس قوت سے اُسکو خوشی اسکی ہوتی آگے اسکے حقائق ہین اسیطرح ذوق الست کا مومن کے دل کو حشر تک مست رکھے گا تا انکو بلا مین اعتراض نہو اور امر و نہی مین انقباض نہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲
[۳] تلخ لقمہ الخ، شعر تلخ لقمہ شکر ہوتا ہی خار ریحان و سنگ گوہر ہوتا ہی لقمہ حکمی کہ تلخ ہوتا ہی اسکو گل شکر کی لذت دیتا ہے جسکو اعتماد گل شکر نہو لقمہ کو انکار سے وہ قی کردے جس نے بروز الست خواب دیکھا ہی وہ طاعت مین مست بیحد و بے حساب ہے یہ بار اُٹھائے مانند اشتر مست کے بیگمان و بے ملال اور شوق سے اُسکے منہ کے گرد جھاگ صدق کے گواہ ہین کہ اسکو مستی دلسوز ہی یعنے ذوق آواز الست جسکے کان مین پڑا ہی وہ حشر تک اسکو مست رکھیگا طاعت مین اور صدق اسی سے پیدا ہوگا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲
[۴] اونٹ قوت سے الخ، شعر شتر جو قوت سے مانند شیر کے ہوا اور بوجھ بھاری کے نیچے فاقہ کرے شوق مین اونٹنی کے فاقہ کرے اسکو کوہ مثل بال کے ہے یہ خواب جسکو الست مین نہ دکھائی دیا وہ مُرید دُنیا مین آخر نہوا اگر تردد مین پریشان ہو گیا اک گھڑی شکر ہوا اور گلہ برسون ہوا اسنو تردد راہ مین کہ کبھی پاؤن آگے و کبھی پیچھے رکھے قرھندار اور گرد اس شرح کا ہو اگر جلدی ہی تم الم نشرح کو سنو شرح اس معنی کی بے انتہا ہی تو مدعی لگاؤ کی جانب جا یعنے جس نے یہ خواب بروز الست نہ دیکھا وہ دُنیا مین مرید نہوگا اور متردد رہیگا آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲

پای پیش و پای پس در راه دین	می نهد با صد تردد بی یقین	راہ دین مین سو تردد سے رکھے	پانون آگے اور کبھی پیچھے رکھے
وام دار شرح انیم نک گرو	در شتاب ست ازالم نشرح شنو	قرضدار اس شرح کا ہو اور گرو	گر ہی جلدی تم الم نشرح سُنو
چون ندارد شرح این معنی گران	خر بہ سوی مدعی گاو ران	شرح اس معنی کی ہی بے انتہا	مدعی گاؤ کی جانب تو جا
گفت کورم خواند زین جرم آن دعا	پس بلیسانہ قیاس ست ای خدا	بولا[له] اسنے مجکو اندھا بس کیا	اس گنہ سے مثل شیطان ای خدا
من دعا کورانہ کی میکردہ ام	جز بخالق گدیہ کی آوردہ ام	مثل اندھو کبھی دعا کب مین نے کی	جز خدا کے بھیک مین نے کس سے لی
کور از خلقان طمع دارد ز جہل	من ز تو کز تست ہر دشوار سہل	خلق سے اندھے کو طمع جہل سے	مجکو تجھسے کہ تو حل مشکل کرے
آن یکی کورم ز کوران شمرید	او نیاز جان و اخلاصم ندید	اسنے اندھا مجکو اندھون سی گنا	دیکھا نی اخلاص میری جان کا
کوری عشق ست این کوری من	حب یعمی و یصم ست ای حسن	میرا اندھاپن ہی سارا عشق کا	حب یعمی و یصم ہے مشفقا
کورم از غیر خدا بینا بدو	مقتضای عشق این باشد نکو	غیر حق سے اندھا بینا اس سے ہون	مقتضاے عشق ہی یاد رجنون
تو کہ بینائی ز کورانم مدار	دائرم بر گرد نقطہ این مدار	تو ہی بینا[سله] مت کہہ اندھون مین مجھے	پھرنے والا گرد نقطہ مت رکھے
آن چنانکہ یوسف صدیق را	خواب بنمودی و گشتش متکا	جس طرح سے یوسف صدیق کو	خواب دکھلائے ہو بے فکر وہ
مر مرا لطف تو ہم خوابی نمود	آن دعای بیحدم بازی نبود	لطف نے تیری دکھائی مجکو خواب	وہ دعا نئی کھیل بھی بس ای وہاب
می نداند خلق اسرار مرا	ژاژ می دانند گفتار مرا	خلق جانے کب مرے اسرار کو	جانے بیہودہ مری گفتار کو
حق نہان ست و کہ داند راز غیب	غیر علام سر و ستار عیب	حق ہی پنہان کون جانے راز غیب	راز دان جانے ہی اور ستار عیب
خصم گفتش ہین بمن کن حق بگو	ہو چہ سوی آسمان کردی عمو	بولا دشمن دیکھ ادھر اور سچ کہو	دیکھتا ہی کس لیے افلاک کو
شید می آری غلط می افگنی	لاف عشق و لاف قربت میزنی	مکر کر کے دھوکے مین ڈالے ہی تو	شیخی قرب و عشق کی مارے ہی تو
با کدامی روی چون دل مردہ	روی سوی آسمانہا کردہ	کس سبب سے جو کہ دل مردہ ہی تو	آسمان کی سمت مُنہ کرتا ہے تو
غلغلی در شہر افتادہ ازین	آن مسلمان می نہد رو بر زمین	شہر[سله] مین اک غل ہوا اس بات سے	وہ مسلمان ہی زمین پر سر رکھے

[له] بولا اسنے الخ یہ شعر کہا کہ اسنے مجکو اندھا کہا کہ اس گناہ سے مانند شیطان کے اے خدا پس مین نے اندھون کے مانند کب دعا کی اور بجز خدا کے کس سے مین نے بھیک مانگی بسبب جہل کے اندھے کو طمع خلق سے ہی اور مجکو تجھ سے ہی کہ تو مشکل حل کرتا اُسنے مجکو اندھا اندھون سے گردانا اور میرے خلاص جان کا نہین دیکھا میرا اندھاپن تمام عشق کا ہے کہ محبت اندھا و بہرا کرتی ہے اے مشفق غیر حق سے اندھا اور اُس سے بینا ہون یہ مقتضاے عشق و جنون ہے ترجمہ مین بسبب ولولۂ عشق خدا کے غیر حق سے اندھا اور یار سے بینا ہون کہ آتش عشق بجز یار کے ماسوا کو جلا دیتی ہے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ [سله] تو ہی بینا الخ یہ شعر تو بینا ہی مجھے اندھون مین مت رکھ اور پھرنے والا گرد تعظیم کے مت رکھ جس طرح یوسف صدیق کو خواب دکھائے وہ بیفکر ہوا تیرے لطف نے مجکو خواب دکھائے وہ دعا کھیل نہ تھی ای خدا کب خلق جانے میرے اسرار کو میری گفتار تو حق کے ساتھ پوشیدہ ہے کون راز غیب کو جانے راز دان جانتا ہی اور خدا اگاؤ والے نے کہا اے دشمن ادھر دیکھ اور سچ کہہ افلاک کو کس لیے دیکھتا ہے تو مکر کر کے دھوکے مین ڈالتا ہے اور شیخی قرب عشق کی مارتا ہی جو کہ تو دل مردہ ہی کس سبب سے آسمان کی طرف مُنہ کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [سله] شہر مین الخ یہ شعر اس بات سے شہر مین ایک غل ہوا کہ وہ مسلمان زمین پر سر رکھتا ہے اے خدا تو بندہ کو رُسوا مت کر اگر بد ہون تو راز ظاہر مت کر تو جانتا ہی کہ مین شب بھر تجکو پکارتا تھا سوز و گداز و آہ و نیاز سے آگے خلق کے اسکی قدر نہین ہے چراغ روشن تیرے آگے ہے اے خدا یہ گاؤ مجھ سے مانگتا ہے تو نے بھیجا ہے اور مین نے خطا نہین کی ہے آگے داؤد علیہ السلام کا دریافت حال کرتا ہے فافہم ۱۲

کای خدا این بندہ را رسوا مکن ۔۔ گر بدم من سر من پیدا مکن
تو ہمی دانی و شب ہائے دراز ۔۔ کہ ہمے خواندم ترا با صد نیاز
پیش خلق این را اگر خود قدر نیست ۔۔ پیش تو ہمچون چراغ روشنی ست
گاو میخواہند از من اے خدا ۔۔ چون فرستادی نہ کردم من خطا

اے خدا بندے کو تو رسوا نہ کر ۔۔ گر ہوں بد میں راز تو پیدا نہ کر
جانتا ہے تو کہ میں شب بھر تجھے ۔۔ تھا بلاتا بس سو نیاز و آہ سے
قدر نے اسکی ہے آگے خلق کے ۔۔ جوں چراغ روشن آگے ہے ترے
مانگتا ہے گائے مجھسے اے خدا ۔۔ تو نے بھیجا ہے نہ کی میں نے خطا

شنیدن حضرت داؤدؑ سخن خصمان را در ظاہر

سننا حضرت داؤد علیہ السلام کا ماجرا دشمنوں کا ظاہر میں

چونکہ داؤد نبی آمد برون ۔۔ گفت ہین چہ ہست این احوال چون
مدعی گفت اے نبی اللہ داد ۔۔ گاو من در خانۂ او وا فتاد
کشت گاوم را بپرسش کہ چرا ۔۔ گاو من کشت و بیان کن ماجرا
گفت داؤدش بگو ای بو الکرم ۔۔ چون تلف کردی تو ملکش ای لئیم
ہین پراگندہ مگو حجت بیار ۔۔ تا بیک سو گردد این دعوی و کار
گفت ای داؤد بودم ہفت سال ۔۔ روز و شب اندر دعا اندر سوال
این ہمی جستم ز یزدان کای خدا ۔۔ روزی خواہم حلال و بے عنا
مرد و زن بر نالۂ من واقف اند ۔۔ کودکان این ماجرا را وصف اند
تو بپرس از ہر کہ خواہی این خبر ۔۔ تا بگوید بے شکنجہ بے ضرر
ہم ہویدا پرس و ہم پنہان ز خلق ۔۔ کہ چہ میگفت این گدای ژندہ دلق
بعد ازین جملہ دعا و این فغان ۔۔ گاو اندر خانہ دیدم ناگہان
چشم من تاریک شد نہ بہر قوت ۔۔ شادی آن کہ قبول آمد قنوت
کشتم آنرا تا دہم در شکر آن ۔۔ کہ دعای من شنید آن غیب دان

باہر آئے جو کہ داؤد نبی[1] ۔۔ بولے کیا ہے کیفیت اس حال کی
مدعی بولا کہ حضرت ہے جفا ۔۔ گاؤ میرا اسکے گھر میں جو گیا
گاؤ میرا مارا اس سے پوچھیے ۔۔ حال کو کہ گاؤ مارا کس لیے
بولے داؤد اس سے کہ اے نیک خو ۔۔ کیوں تلف کی تو نے اسکی ملک کو
مت کہے بیہودہ اور حجت تو لا ۔۔ تا کروں فیصل میں یہ دعوی ترا
بولا اے داؤد گذری سات سال ۔۔ رات دن کرتا دعا میں اور سوال
مانگتا تھا[2] حق سے میں کہ اے خدا ۔۔ روزی دے مجکو حلال اور بے جفا
مرد و زن نالے سے ہیں واقف مرے ۔۔ لڑکے سب یہ ماجرا ہیں جانتے
جس سے چاہے پوچھ لے تو یہ خبر ۔۔ تا کہیں بے رنج دہ اور بے ضرر
پوچھ پوشیدہ و ظاہر خلق سے ۔۔ کہ یہ کیا بکتا گدا تھا حلق سے
بعد اس پوری دعا کے اس زماں ۔۔ گاؤ گھر میں دیکھا میں نے ناگہاں
قوت کی خاطر نہ تیرہ آنکھ ہوئی ۔۔ ہوئی قبولیت دعا سے اور خوشی
مارا وہ تا شکر میں دوں اس لیے ۔۔ کہ دعا میری سنی اللہ نے

[1] باہر آئے الخ، شعر جو باہر آئے داؤد نبی نے فرمایا کہ کیا کیفیت ہے اس حال کی مدعی نے کہا کہ حضرت جفا ہے گاؤ میرا جو اسکے گھر میں گیا اس سے حال پوچھیے کہ میرا گاؤ مارا کس واسطے داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اے نیک خو تو نے اسکی ملک کیوں تلف کی تو بیہودہ مت کہہ اور حجت لا تا یہ دعوی میں فیصل کروں کہا کہ اے داؤد سات برس گذرے کہ میں رات دن دعا و سوال کرتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] مانگتا تھا الخ، شعر میں حق سے مانگتا تھا کہ اے خدا روزی مجکو حلال کی بے جفا دے مرد و زن میرے نالے سے واقف ہیں اور لڑکے یہ سب ماجرا جانتے ہیں تو جس سے چاہے یہ خبر پوچھ لے تا وہ بے رنج و بے ضرر کہیں ظاہر اور پوشیدہ خلق سے پوچھ کہ یہ گدا کیا بکتا تھا منہ سے بعد اس تمام دعا کے اس وقت گاؤ گھر میں ناگہاں دیکھا یہ آنکھ لقمے کی خاطر اندھی نہیں ہوئی قبولیت دعا سے ہوئی اس گاؤ کو اس لیئے مارا کہ تا شکر میں خرچ کروں کہ میری دعا اللہ نے سنی آگے ماجرا ہے حکم داؤد علیہ السلام کا ہے۔
فافہم ۱۲۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ

گفت داؤد این سخن ہا را بشو
حجت شرعی درین دعوی بگو

تو روا داری کہ من بے حجتے
بنہم اندر شرع باطل نسبتے

این کہ بخشیدت خریدی وارثی
ریع را چون مے ستانی حارثی

کسب را ہمچون زراعت دان عمو
تا نکاری دخل نبود آن تو

انچہ کاری بدروی آن آن تست
ورنہ این بیداد بر تو شد درست

رو بدہ مال مسلمان کژ مگو
رہ بجو دام و بدہ باطل مجو

گفت ای شہ تو ہم این میگوییم
کہ ہمی گویند اصحاب ستم

حکم دینا داؤد علیہ السلام کا مارنے والے گاؤ کو

چھوڑ یہ باتین کہا داؤد نے[۵۱]
حجت شرعی کہو تردید سے

تو روا رکھے کہ بے حجت کی مین
اک طریقہ رکھون باطل شرع مین

کس نے یہ بخشا دیا وارث ہی تو
جو محاصل لیتا ہی حارث ہی تو

جان تو مثل زراعت کسب کو
تا نہ بوئے کیسی آمد ملک کو

جو کہ بوئے کاٹے تو وہ ملک ہے
ورنہ تجکو ظلم یہ کب چاہیے

مت بک مال اس مسلمان کا تو دے
قرض لے اور نسی لیکن اسکو دے

بولا ای شہ تو بھی کہتا ہو وہی
بات مین نبے ظالمون سے جو سنی

تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد بہ نزد خدا

پس دل آہی بر آورد و بہ گفت
ای خدا تو ہر کجا طاقی ز جفت

سجدہ کرد و گفت ای دانای سوز
در دل داؤد انداز آن فروز

در دلش نہ انچہ تو اندر دلم
اندر افگندی برازی مفضلم

این بگفت و گریہ در شد ہای ہای
تا دل داؤد بیرون شد ز جای

گفت ہین امروز ای خواہان گاؤ
مہلتم دہ این دعاوی را مکاؤ

تا روم من سوی خلوت در نماز
پرسم این احوال از دانای راز

خوی دارم در نماز آن التفات
معنی قرة عینی فی الصلوة

زاری کرنا اس شخص کا انصاف داؤد ع سے پیش خدا

آہ دل سے کرکے وہ کہنے لگا[۵۲]
طاق ہی تو جفت سے میرے خدا

سجدہ کرکے کہنے لگا کہ اے خدا
وہ چمکے داؤد کے دل مین تبا

دل مین ڈال اسکے جو ہی دل مین مرے
ڈالا تو نے راز اپنے فضل سے

یہ کہا اور ہائے کر رونے لگا
یان تلک داؤد کا کہ دل دکھا

بولے آج اے مدعی گاؤ تو[۵۳]
مجکو مہلت دے ستا مت اسکو تو

سوی خلوت جاتا ہون اندر نماز
پوچھون یہ احوال حق سے با نیاز

ہی نماز اندر وہ خوئے التفات
معنی قرة عینی فی الصلوة

ٹھنڈی ہوتی ہین میری آنکھین نماز مین ۱۲

---

۵۱ چھوڑ یہ باتین الخ، شعر داؤد علیہ السلام نے کہا کہ یہ باتین چھوڑ دو حجت شرعی تردید کے ساتھ کہو کب روا ہی کہ مین بغیر حجت کے ایک طریقہ باطل شرع مین رکھون کس نے یہ بخشا دیا تو وارث ہی جو محاصل لیتا ہی تو بونے والا ہی تو کسب کو مثل زراعت کے جان جب تک نہ بوئے کیسے آمدنی ملک سے ہو جو تو بوئے اور کاٹے وہ ملک ہی ورنہ تجکو یہ ملک کب ملے تو مت بک اور مال اس مسلمان کا دے دوسری جا سے قرض لے ولیکن اسکو دے کہا ای شاہ تو بھی یہی کہتا ہی جو یہ ظالم ظلم سے کہتے ہین آگے اس گاؤ کش کا حال ہی فافہم ۱۲-

۵۲ آہ دل سے الخ شعر وہ آہ دل سے کرکے کہنے لگا اے خدا تو طاق ہے جفت سے ہر جا سجدہ کرکے کہنے لگا کہ ای خدا وہ چمک داؤد علیہ السلام کے دل مین ڈال فضل سے یہ کہا اور ہائے ہا کرکے رونے لگا یہان تک کہ داؤد علیہ السلام کا دل دکھ گیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

۵۳ بولے آج الخ، شعر کہا اے مدعی گاؤ تو مجکو مہلت دے اور مت ستا خلوت کی طرف جاتا ہون نماز مین اور خدا سے یہ حال پوچھون از راہ نیاز کے یعنے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین الصلوة معراج المومنین یعنے نماز مومن کی معراج ہی آگے حقائق ہین خوے التفات نماز مین ہی ترجمہ ٹھنڈی آنکھ میری نماز مین ہوتی ہی اک روزن جان مین بسبب صفائی کے کھلا ہی پہونچتی ہی بے واسطہ وحی خدا وحی و بارش نور کی سوراخ سے میرے گھر مین رہتی معدن سے وہ گھر دوزخ ہی کہ جو بے روزن ہی اور روزن کرنا اصل دین ہی یعنے دل مین روزن ہونا طرف باطن کے اصل دین ہی اور اسے کشود کہتے ہین کہ علم اسی راہ سے حاصل ہوتا ہی آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲-

روزن جانم گشاده است از صفا — میرسد بی واسطه نامهٔ خدا
نامه و باران و نور از روزنم — می فتد در خانه ام از معدنم
دوزخست آن خانه کان بی روزنست — اصل دین ای بنده روزن کردنست
تیشه در هر بیشهٔ کم زن بیا — تیشهٔ زن در کندن روزن هلا
یا نمی دانی که نور آفتاب — عکس خورشید برین ست از حجاب
نور آن دانی که حیوان دیده ام — پس چه کرمنا بود بر آدمم
من چو خورشیدم درون نور غرق — می ندانم خویش کرد از نور فرق
رفتنم سوی نماز و آن خلا — بهر تعلیم ست ره مر خلق را
کژ نهم تا راست گردد این جهان — حرب خدعه این بود ای پهلوان
نیست دستوری وگرنه ریختم — گرد از دریای راز انگیختم
همچنین داود میگفت این نسق — خواست گشتن عقل خلقان محترق
پس گریبانش کشید از پس یکی — که ندارم در یکی اش من شکی

جان میں اک روزن صفائی سی کھلا — پہونچی ہے بے واسطہ وحی خدا
وحی و بارش نور کے سوراخ سے — ہی برستی گھر میں معدن سے مرے
ہی وہ دوزخ گھر کہ بے روزن ہی جو — کرنا روزن اصل دین ہے جان تو
تیشہ ہر بیشہ میں پانون پر نہ مار — تیشہ سی سوراخ کر اے مردکار
تو نہیں جانے کہ نور آفتاب — عکس باہر مہر کا ہی بے حجاب
دیکھے جو حیوان تو نور اسکو کہے — کس لیئے کرمنا پھر آدم پہ ہے
نور میں ہون غرق جون خورشید کے — خود جدا ہونا نہ جانون نور سے
جانا خلوت اور نمازون میں مرا — خلق کی تعلیم کا ہے راستا
ہو نہیں ٹیڑھا کہ یہ سیدھا ہو جہان — بس یہ ہے الحرب خدعہ ای جوان
نے اجازت ہے وگرنہ گرد کو — میں اٹھاتا راز کے دریا سے تو
اس طرح کہتے تھے داود نبی — عقل مخلوق اس گھڑی بس جلتی تھی
پس گریبان اسکا کھینچا ایک نے — کہ نہ اک ہونے میں اسکے شک مجھے

رفتن داود علیه السلام در خلوت و نمودن به او آن اسرار را

جانا داود علیہ السلام کا خلوت میں اور دکھانا اس اسرار کا انکو

با خود آمد گفت را کوتاه کرد — لب ببست و عزم خلوت گاه کرد
در فرو بست و برفت اندر شتاب — سوی محراب و دعائے مستجاب
حق نمودش آنچه بنمودش تمام — گشت واقف بر سزای انتقام
دید احوالے که کس واقف نبود — راز پنهانی که حیرانی فزود
روز دیگر جمله خلقان آمدند — پیش داود پیمبر صف زدند

ہوش میں آ قال کو کوتہ کیا — باندھا لب اور عزم خلوت گہ کیا
بند دروازہ کیا جلدی گیا — جانب محراب مقبول الدعا
جو دکھانا تھا دکھایا حق نے سب — وہ ہوا واقف سزا اسکی سے تب
حال وہ دیکھا نہ واقف تھا کوئی — راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی
دوسرے دن آئی مخلوق جہان — باندھی صف داود کے آگے وہان

سلہ تیشہ الخ ۶ شعر تیشہ ہر بیشہ میں پانون پر نہ مار بلکہ تیشہ سے سوراخ کر اے مردکار تو نہین جانتا ہی کہ نور آفتاب عکس آفتاب کا باہر ہے۔ بے حجاب تو نور اسکو کہے کہ جون حیوان دیکھتا ہی پھر کس لیئے کرمنا آدم پر ہی یعنے بزرگی نبی آدم کو ہم نے دی نور مین غرق ہون مانند خورشید کے اور خود جدا ہونا نہیں جانتا ہون نور سے آگے رجوع بقصہ ہی میرا نماز مین جانا حق کی تعلیم کا راستہ ہی مین ٹیڑھا ہون کہ جہان سیدھا رہی الحرب خدعۃ یعنے ضرور کر لڑائی دھوکا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

سے نے اجازت الخ ۳ شعر اجازت نہیں ہی ورنہ گرد کو مین دریاے راز سے اٹھاتا اس طرح داود نبی کہتے تھے اور اس دم عقل مخلوق کی جلتی تھی پس گریبان اسکا ایک نے کھینچا کہ ایک ہونے مین اسکے مجھے شک نہیں ہی یعنے خدا ایک ہی اس سے اپنا دعوی لونگا آگے راز کہنا داود علیہ السلام کا ہی فافہم ۱۲ سے ہوش مین الخ ۵ شعر ہوش مین آکر قال کو کوتہ کیا لب باندھا اور عزم خلوت گاہ کا کیا دروازہ بند کیا اور جلدی سے گیا جانب محراب مقبول الدعا کے جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ حق نے سب دکھایا تھا تب وہ واقف ہوا سزا اسکی سے وہ حال دیکھا کہ کوئی واقف نہ تھا راز پوشیدہ سے حیرانی ہوئی دوسرے دن مخلوق آئی اور صف باندھی داود علیہ السلام کے آگے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

ہمچنین این ماجراہا باز رفت — زود زد آن مدعی تشنیع زفت
زود گاوم را بدہ اے نابکار — از خدائے خویشتن شرمے بدار
این چنین ظلمِ صریح و ناسزا — مے رود در عہد پیغمبر ہلا
گاو کشتہ خوردہ بے ترس و بیم — در جواب افزودہ تزویر آن لئیم
گرچہ چندین سال بودم در دعا — من طلب کردم ز حق دادا و مرا
اے رسولِ حق چنین باشد روا — ملکِ من بُد گاو چون دادش خدا

اس[1] طرح پر ماجرا واقع ہوا — مدعی وہ طعنہ پھر دینے لگا
جلد میرا گاؤ دے اے نابکار — شرم اپنے حق سے کر تو زینہار
اس طرح ظلم صریح و ناروا — ہوتا ہے عہدِ پیمبر مین بھلا
گاؤ مارا کھایا بےخوف اور بیم — مکر کرتا ہے جواب اندر لئیم
کہ دعا مین مین رہا کتنے برس — کی طلب حق سے دعا مجکو وہ بس
اے رسولِ حق ہو ایسا کب روا — ملک میری کیسے دے اسکو خدا

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر و تشنیع صاحب گاؤ بر داؤد علیہ السلام

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ گاؤ کا خیال چھوڑ دے اور طعنہ کرنا گاؤ والے کا داؤد علیہ السلام پر

گفت داؤدش خمش کن رو بہل — این مسلمان از گاو تست کن بحل
چون خدا پوشید بر تو اے جوان — رو خمش کن حق ستاری بدان
گفت وا ویلا چہ حکم ست اینچہ داد — از پے من شرعِ نو خواہی نہاد
رفتہ ہست آوازۂ عدلت چنان — کہ معطر شد زمین و آسمان
بر سگان کور این استم نہ رفت — بر زمین تعدی سنگ و کہ بشکافت زفت
ہمچنین تشنیع مے زد بر ملا — کالصلا ہنگام ظلم ست الصلا
این چنین ظلم و جفا بر من مکن — یا نبی اللہ مگو زینسان سخن

بولے[2] داؤد اس سے چپ رہ چھوڑ جا — گاؤ کر تو اس مسلمان کو عطا
حق نے پنہان جو کیا تجھپر جوان — جا تو چپ رہ حق کی ستاری کو جان
بولا یہ کیا ہائے اب انصاف ہی — شرع نو رکھے ہی کیا میرے لیے
شہرہ تیرے عدل کا ہی بس عیان — کہ معطر ہے زمین و آسمان
یہ ستم اندھے سگون پر نہ ہوا — کوہ اور سنگ اس تعدی سے جلا
ایسے طعنے مارتا تھا بر ملا — ظلم کا ہے وقت لوگو الصلا
اس طرح ظلم و جفا مجھپر نہ کر — یا نبی اللہ نہ دے ایسی خبر

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاو کہ جملہ مال خود بوی بخش

حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاؤ والے پر کہ سب مال اپنا اسکو دیدے

بعد ازان داؤد گفتش اے عنود — جملہ مالِ خویش را بخشش زود

بعدہ[3] داؤد نے اس سے کہا — مال سب اپنا اسے دے جلد لا

[1] اس طرح پر الخ شعر اس طرح پر ماجرا واقع ہوا مدعی طعنہ دینے لگا کہ میرا گاؤ جلد دے اے نابکار تو شرم حق سے کر زینہار اس طرح ظلم صریح اور ناروا عہد پیمبر مین ہوتا ہے بھلا میرا گاؤ مارا اور کھایا بلاخوف اور جواب دینے مین مکر کرتا ہے کہ مین دعا مین کتنے برس رہا حق سے طلب کی اسنے مجکو بس دیا اے رسول خدا کے ایسا کب روا ہو میری ملک خدا اسکو کیسے دے آگے داؤد علیہ السلام کے حکم کرنے کا بیان حال ہی فافہم ۱۲

[2] بولے داؤد الخ شعر داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ چپ رہ چھوڑ جا اور گاؤ اس مسلمان کو بخش دے اے جوان جو تجھپر حق نے پنہان کیا جا تو چپ رہ اور حق کی ستاری جان کہا کہ افسوس یہ کیا انصاف ہی شرع نو رکھتا ہی کیا میرے لیے تیرے عدل کا شہرہ ظاہر ہے کہ زمین و آسمان معطر ہے یہ ظلم کتون پر نہین ہوا کوہ و سنگ اس تعدی سے جلا ایسے طعنہ بر ملا مارتا تھا اے لوگو ظلم کا وقت ہی آؤ اس طرح کا ظلم و جفا مجھپر مت کر یا نبی اللہ ایسی خبر نہ دے آگے حکم داؤد علیہ السلام کا ہی فافہم ۱۲

[3] بعدہ داؤد الخ شعر بعدہ داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا سب مال اپنا اسے جلد لا کر دے ورنہ کہتا ہون کہ مشکل تجھپر ہو اور تیرا ستم اس سے ظاہر ہو کپڑے پھاڑ کر اور سر پہ خاک ڈالی کہ ستم در دناک ہر دم کرتے ہو اور اس دم طعنے کرنے لگا پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے پاس بلا کر کہا کہ اے اندھے بدنصیبہ ہی تیرا ظلم تیرا اب تھوڑا تھوڑا کھلا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت | تانہ گردد ظاہر از وی استمت
خاک بر سر کرد جامہ بر درید | کہ بہ ہر دم مے کنی ظلمی مزید
یک دمے دیگر بدین تشنیع راند | باز داؤدش بہ پیش خویش خواند
گفت چون بختت نہ بُدای بخت کور | ظلمت آمد اندک اندک در ظہور
دیدۂ آنگاہ صد در پیش گاہ | ای دریغ از چون تو خر خاشاک راہ
روکہ فرزندان تو با جفت تو | بندگان او شدند افزون مگو
سنگ بر سینہ ہمی زد با دو دست | می دوید از جہل خود بالا و پست
خلق ہم اندر ملامت آمدند | کز ضمیر کار او غافل بُدند
ظالم از مظلوم کے داند کسے | کہ بود سخرہ ہوا ہم چون خسے
ورنہ آن ظالم کہ نفس ست اندرون | خصم ہر مظلوم باشد از جنون
سگ حمارہ حملہ بر مسکین کند | تا توانی زخم بر مسکین زند
شرم شیران راست نی سگ را بر آن | کہ نہ گیرد صید از ہمسایگان
از کمین سگ سان سو داؤد جست | عامۂ مظلوم کش ظالم تراست
روی بر داؤد کردند آن فریق | کہ نبی مجتبےٰ بر من شفیق
این نشاید از تو کین ظلم ست فاش | قہر کردی بے گناہے را بلاش

ارکار

ورنہ کہتا ہون کہ مشکل تجھ پہ ہو | اور ستم تیرا نہ ظاہر اُس سے ہو
پھاڑے کپڑے اور ڈالی سر پہ خاک | کہ ستم کرتے ہو ہر دم دردناک
اور اُس دم طعنے وہ کرنے لگا | پاس پھر داؤد نے اپنے بلا
بولے اندھے بد نصیبہ ہے ترا | ظلم تیرا تھوڑا تھوڑا اب کھُلا
دیکھا[۱] تو نے پہلے یہ انصاف گاہ | تجھ گدھے پر خس کو ہی افسوس آہ
جا تو جورو بچے تیرے سب ہوے | اُسکے بندی اور زیادہ مت کرے
مارتا سینے پہ پتھر ہاتھ سے | دوڑتا جہل اپنے سے اوپر تلے
پس ملامت خلق بھی کرنے لگی | کہ نہ تھی فعلون سے اُسکے آگہی
کون[۲] جانے ظالم و مظلوم سے | اپنے ظالم نفس کا سر کاٹ دے
ورنہ وہ ظالم کہ اندر نفس ہے | دشمن مظلوم ہے وہ جہل سے
کتا حملہ کرتا ہے مسکین پے | کاٹے وہ مسکین کو جب تک ہو سکے
شرم شیرون کو ہی نہ کتون کو ہی | کہ نہ پکڑین صید وہ ہمسائے کے
دوڑا[۳] مثل سگ طرف داؤد کے | عام مظلومونکا ظالم بڑھ کے ہی
سب نے منھ داؤد کی جانب کیا | کہ نبی مجتبےٰ و مشفقا
ظلم تجکو یہ صریح نے چاہیے | بے گنہ پر قہر اتنا مت کرے

عزم کردن داؤد علیہ السلام تا راز را آشکارا بر خلق کنند

ارادہ کرنا داؤد علیہ السلام کا کہ راز خلائق پر ظاہر کرین

سلہ دیکھا الخ ۷ شعر تو نے اس دم دیکھا اس انصاف کی جگہ کو کہ تجھ گدھے کو خس پر افسوس آتا ہے جا تو تیرے اہل و عیال اسکے بندہ ہین اب زیادہ مت کہہ وہ ہاتھ سے پتھر سینہ پر مارتا تھا اور اوپر نیچے جہل سے دوڑتا تھا پس خلق ملامت کرنے لگی کہ اس کے فعلون سے کچھ خبر نہ تھی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ کون جانے الخ ۵ شعر کون ظالم سے جانے کہ مثل خس کے ہوا مین پھنسے ہین ظالم کو وہ کوئی مظلوم سے کہ اپنے نفس ظالم کا سر کاٹے ورنہ ظالم کہ نفس باطن مین ہے وہ دشمن مظلوم کا ہے جہل سے کتا حملہ کرتا ہے مسکین پر جب تک ہو سکے وہ مسکین کو کاٹے شرم شیرون کو ہے کتون کو نہین ہے کہ صید ہمسایہ کو نہ پکڑین یعنے جو شخص اپنے نفس ظالم کو کشتہ کرے وہ ظالم کو مظلوم سے جدا کرے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ دوڑا الخ ۳ شعر داؤد علیہ السلام کی طرف مثل سگ کے دوڑا کہ تو عام مظلومون کا مارنے والا ہے ظالم تر ہے سب داؤد علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوئے کہ اے نبی مجتبےٰ و مشفقا تجکو یہ ظلم صریح نہین چاہیے اتنا قہر بے گناہ پر مت کر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت ای یاران زمان آن رسید — کان سر مکتوم او گردد پدید
جملہ برخیزید تا بیرون رویم — تا ازان سر نہان واقف شویم
در فلان صحرا درختی ہست زفت — شاخہایش انبہ و بسیار جفت
سخت راسخ خیمہ گاہ و میخ او — بوی خون می آیدم از بیخ او
خون شدست اندر تن آن خوش درخت — خواجہ را کشتست این منحوس بخت
مال او برداشتست این قلتبان — وین غلام اوست ای آزادگان
این جوان مر خواجہ را باشد پسر — طفل بود او ندارد زین خبر
تا کنون حلم خدا پوشید آن — آخر از ناشکری این قلتبان
کہ عیال خواجہ را روزی ندید — نی بہ نوروز و نہ موسمہای عید
بے نوایان را بہ یک لقمہ نجست — یاد نا ورد او ز حقہای نخست
تا کنون از بہر یک گاو آن لعین — می زند فرزند او را بر زمین
او بخود برداشت پردہ از گناہ — ورنہ می پوشید جرمش را اِلٰہ
کافر و فاسق درین دور گزند — پردۂ خود را بخود ہا مے درند
ظلم مستورست در اسرار جان — مے نہد ظالم بپیش مردمان
کہ ببینیدم کہ دارم شاخہا — گاو دوزخ را ببیند از ملا

بولے[۵] یارو وقت اب آیا ہو وہ — کہ وہ پنہان راز ظاہر اُسکا ہو
سب اُٹھو تم تاکہ ہم باہر چلین — آگہی اُس راز پنہان سے کرین
اُس فلان جا مین درخت اک ہی بڑا — شاخین رکھتی ہین ہجوم اور بس ہوا
خیمہ ہے مضبوط وہ میخین رکھے — اُسکی جڑ سے بوی خون آتی مجھے
خون ہوا ہی اس شجر کی جڑ تلے — مارا اس منحوس نے خواجہ کو ہی
مال اُسکا سب لیا اسنے نہان — یہ غلام اُسکا ہی اے آزادگان
یہ جوان ہوتا ہی خواجہ کا پسر — تھا یہ بچہ ہی نہ اُس سے کچھ خبر
حلم حق نے آج تک مخفی رکھا — اسکی ناشکری سے ظاہر ہوگیا
کہ عیالِ خواجہ کو روزی نہ دی — عید اور نوروز کو اُس نے کبھی
مفلسون[۵] کو ایک لقمہ نے دیا — اور نہ پہلے یاد حق اُنکا کیا
یان تلک اک گاو کے وہ واسطے — رنج فرزندون کو اُنکے دیتا ہی
اُسنے جو پردہ اُٹھایا جرم سے — ورنہ حق نے آجتک ڈھانکا اُسی
اُس جہان مین کافر و فاسق سبھی — پردہ اپنا پھاڑتے ہین آپ ہی
ظلم تو اسرار جان مین ہی نہان — سامنے سبکے کرین ظالم عیان
کہ یہ دیکھو تم رکھون مین شاخ کو — واسطے دوزخ کے ظاہر دیکھ لو

گواہی[۵] داد دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا — گواہی دینا ہاتھ پاؤن زبان کی اور بھید ظالم کی بھی دُنیا مین

پس ہمین جا دست و پایت در گزند — بر ضمیر تو گواہی می دہند
ہاتھ اور پاؤن گواہی دیتے ہین — اب ضمیری پر تری اس وا رہین

[۵] بولے یارو الخ ۹ شعر کہا ای یارو اب وقت آیا ہی کہ راز پنہان اُسکا ظاہر ہو تم سب اُٹھو کہ ہم باہر چلین آگہی اس راز پنہان سے کرین اُس فلانی جا مین ایک بڑا درخت ہی اور شاخین ازبس ہجوم رکھتی ہین سو ایک خیمہ مضبوط ہی کہ وہ میخین رکھتا ہی اسکی جڑ سے بوے خون مجکو آتی ہی اس شجر کے تلے خون ہوا ہی اُس منحوس نے خواجہ کو مارا ہی اُسنے مال سب لیا اسکا نہان یہ غلام اُسکا ہی ای آزاد یہ جوان خواجہ کا پسر ہوتا ہی یہ بچہ تھا اسے کچھ خبر نہین حلم حق نے آجتک پوشیدہ رکھا اسکی ناشکری سے ظاہر ہوگیا کہ خواجہ کے عیال کو روزی نہ دی عید کو نوروز کو کبھی اسنے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [۵] مفلسون کو الخ ۶ شعر ایک لقمہ مفلسون کو نہین دیا اور نہ حق کو اُنکے اول یاد کیا یہانتک کہ وہ ایک گاو کے واسطے اُسکے فرزندون کو رنج دیتا ہی اُسنے خود جرم سے پردہ اُٹھایا ورنہ حق نے اُسے آجتک ڈھانکا آگے حقائق ہین اس جہان مین فاسق و کافر سب اپنا پردہ آپ ہی پھاڑتے ہین ظلم تو اسرار جان مین پوشیدہ رہے جبکے روبرو ظالم عیان کرین کہ تم یہ دیکھو مین رکھتا ہون شاخ کو واسطے دوزخ کے ظاہر دیکھ لو یعنے جان مین ظلم پوشیدہ ہی اور ظلم سب کے سامنے خود ظاہر کرتا ہی چنانچہ اسکی مثال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [۵] ہاتھ اور پاؤن الخ ۶ شعر ہاتھ و پاؤن گواہی دیتے ہین تیری ضمیر دن پر اس جہان مین جو تجھپر ضمیر موکل ہے کہ اپنا اعتقاد کھو خاصکر غصہ کے وقت اور بحث مین تیرے بھید ظاہر کرتے ہین جسقدر کہ مین جو موکل ظلم و جفا کا ہی کہ ہمین تو ظاہر کرا دو دست و پا وہ گواہ جب باگ کھینچتے ہین خاصکر جب وقت غصہ کا ہوتا ہی پس وہ مالک جو کہ موکل کرتا ہی پس یہ راز صحرا مین ظاہر کرتا ہی یعنے جو کہ دل مین بھید ہوتا ہی وہ موکل ضمیر اُسکا ہنگام خشم کے اُسکو ظاہر کر دیتا ہی اسی طرح ہاتھ و پاؤن بروز حشر کر دینگے چنانچہ اسکا حال آگے ہی فافہم ۱۲

چون موکل مے شود بر تو ضمیر	که بگو تو اعتقادت وا گیر	جو موکل ہوتا ہے تجھپر ضمیر	کہ کہو تو اعتقاد اپنا اسیر
خاصه در ہنگام خشم و گفتگو	مے کند ظاہر سرت را مو بمو	خاصکر غصہ کے وقت اور بحث مین	کرتے تیرے بھید ظاہر جتنے ہین
چون موکل مے شود ظلم و جفا	که ہویدا این مرا ای دست و پا	جو موکل ہوتا ہے ظلم و جفا	کہ تو کر ظاہر ہمین ای دست و پا
چون ہمی گردد گواه سر لگام	خاصه وقت جوش خشم و انتقام	وہ گواہ جب کھینچتے ہین باگ کو	خاص کر غصہ کا جبکہ وقت ہو
پس ہمان کس که موکل مسکند	تا اداے راز بر صحرا زند	پس وہ مالک جو موکل کرتا ہی	راز یہ صحرا مین ظاہر رکھتا ہی
پس موکل ہاے دیگر روز حشر	ہم تواند آفرید از بہر نشر	پس[55] موکل دوسرے وہ روز حشر	پیدا کر دیگا کہ تا ہو جاے نشر
ای بدو دست آمده در ظلم و کین	گوہرت پیداست حاجت نیست این	ای تو کرتا ظلم دونون ہاتھ سے	ہی عیان گوہر نہ حاجت اسکی ہے
نیست حاجت شہره گشتن در گزند	بر ضمیر آتشینت واقف اند	حاجت شہرت نہین کچھ ظلم کو	کہ ضمیر آتشین جانتے ہیں وہ
نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار	که ببینیدم منم اصحاب نار	نفس تیرا لای ہر دم سو شرار	دیکھو تم مجکو مین ہون اصحاب نار
جزو نارم سوی کل خود میروم	من نه نورم که سوی حضرت شوم	نار کا جز ہون مین کل کو جاتا ہون	نوری ہون کہ سوی حضرت چلون
ہمچنان کاین ظالم حق ناشناس	بہر گاوے کرد چندین التباس	اس طرح ظالم یہ حق نا آشنا	گاؤ کی خاطر کرے آتنا گلا
او از و صد گاو برد و صد شتر	نفس نیست ای پدر از وے ببر	گاؤ اور اونٹ اس سے سو اسنے لیئے	نفس ہی یہ ای پدر اب چھوڑ اسے
تیز روزے با خدا زاری نه کرد	یا ربی نامد از و روزے بدرد	ایک دن حق سے نہین گریہ کیا	اور نہ اک دن درد سے یا رب کہا
کای خدا خصم مرا خوشنود کن	گر مشش کردم زیان تو سود کن	میرے دشمن کو خدایا کر تو خوش	گر ستایا مین نے تو کر اسکو خوش
گر خطا گشتم دیت بر عاقله است	عاقله جانم تو بودی از الست	عاقلہ پر ہے دیت قتل خطا	عاقلہ جان کا مرا بس ہے خدا
سنگ می گردد با ستغفار دُر	این بود انصاف نفس ای جان حُر	سنگ استغفار سے ہوتا ہی دُر	دیکھ یہ انصاف نفس ای جان حُر

بیرون رفتن خلائق بسوی آن درخت — باہر جانا خلائق کا طرف اُس درخت کے

چون برون رفتند سوے آن درخت	گفت دستش را ز پس بندید سخت	جو[52] گئے باہر شجر کی سمت وہ	بولے اُسکے ہاتھ پیچھے باندھ دو

[51] پس وہ موکل الخ ۱۱ شعر پس وہ موکل دوسرے حشر کے روز پیدا کریگا تاکہ نشر ہو جاے ای شخص تو ظلم کرتا ہی دونون ہاتھ سے گوہر تیرا عیان ہے اسکی حاجت نہین ہی ظلم کو کچھ حاجت نہین ہی کہ ضمیر آتشین تیرا وہ موکل جانتے ہین تیرا نفس ہر دم سو شہر لائے کہ تم مجکو دیکھو مین اصحاب نار ہون مین اسکا جزو ہون اور کل کو جاتا ہون نور نہین ہون کہ حق کی جانب چلون آگے رجوع بقصہ ہی اس طرف یہ ظالم حق نا آشنا گاؤ کی خاطر اتنا شور کرتا ہی اس سے سو گاؤ اور اونٹ اسنے لیئے یہ نفس ہے اسکو چھوڑ دے حق کے ساتھ ایک دن گریہ نہ کیا اور ایک درد سے یا رب نہ کہا یعنی نفس ظالم نے صدہا جسمون کو مارا مگر واسطے خدا کے ایک دن نہ رویا اور یہ نہ کہا کہ ای خدا میرے دشمن کو خوش کر اگر مین نے ستایا ہی تو اُسکو شاد رکھ آگے مثال ہی دیت قتل خطا کی عاقلہ پر ہی میری جان پر عاقلہ کا حق ہی سنگ استغفار کرنے سے گوہر ہوتا ہے یہ انصاف نفس کا ہی دیکھ ای جان آزاد یعنی استغفار سے نفس پاک ہوتا ہی جیسے دیت دینے سے قاتل خطا سے پاک ہو جاتا ہی آگے احوال گاؤ کش کا ہی فافہم ۱۲۔

[52] جو گئے الخ ہم شعر جو باہر گئے وہ شجر کی سمت کہا کہ اسکے ہاتھ پیچھے باندھ دو تاکہ اسکے جرم کو کھول دون تاکہ مدلل صحرا مین ظاہر کر دون کہا کہ اسکے دادا کو تو نے مارا ہی کیونکہ تو خواجہ کا غلام ہی خواجہ کو مار کر مال اُس کا لیا جسکا حال حق نے ظاہر کر دیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

تا گناہ و جرم آن پیدا کنم　　تا نوای عدل بر صحرا زنم
گفت ای سگ جد این را کشتۂ　　تو غلام خواجہ زین رو گشتۂ
خواجہ را کشتی و بردی مال او　　کرد یزدان آشکارا حال او
آن زنت او را کنیزک بودہ است　　با ہمین خواجہ جفا بنمودہ است
ہر چہ زو زائیدہ مادہ یا کہ نر　　ملک وارث باشد آنہا سر بسر
تو غلامی کسب و کارت ملک اوست　　شرع جُستی شرع بستان و نکوست
خواجہ را کشتی بہ استم زار زار　　ہم بر اینجا خواجہ گویان زینہار
کارد از اشتاب کردی زیر خاک　　از خیالے کہ بدیدی سہمناک
نک سرش با کارد در زیر زمین　　باز کاوید این زمین را ہم چنین
نام این سگ ہم نوشتہ کارد بر　　کرد با خواجہ چنین مکر و حزر
ہم چنین کردند و چون بشگافتند　　در زمین آن کارد با سر یافتند
ولولہ در خلق افتاد آن زمان　　ہر یکے زنار بُبرید از میان
وانگہی سوئے درخت آورد رُو　　گفت زین حالت چہ میدانی بگو
در زمان از شاخ و برگ آن درخت　　آمد از صنعِ خدا آواز سخت
کای رسولِ حق ہمی گفتی تو راست　　صانعِ عالم برین گفتت گواست
خواجہ را این سگ بدینجا چون بکشت　　از فولادک دشنہا بودش بدست
جملہ از داؤد گشتہ عذر خواہ　　زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ

تا کہ اسکے جرم کو مین کھول دون　　تا کہ ظاہر عدل صحرا مین کرون
بولے اسکے جد کو مارا تو نے ہی　　تو غلام خواجہ ہے ہوا اسطے
مار کر خواجہ کو مال اُس کا لیا　　حال اُسکا حق نے ظاہر کر دیا
تیری وہ عورت بھی لونڈی اسکی ہے[1]　　ایسے خواجہ پر جفا کی کس لیے
پیدا اُس سے بیٹی بیٹا جو ہوئے　　ملک وارث کے سراسر وہ ہوئے
کسب تیرا ملک اسکی تو غلام　　شرع ڈھونڈھے شرع دی اے مرد خام
ظلم سے خواجہ کو مارا زار زار　　بھی یہان پر خواجہ کہتا زینہار
اور چھری جلدی سے یان پر گاڑ دی　　مارے ہیبت کے کہ نے دیکھے کوئی
اس زمین مین اسکا سر ہے اور چھری　　اس زمین کو کھود تا نکلے سبھی
نام اُس سگ کا چھری پر ہے لکھا[2]　　ساتھ خواجہ کے کیا مکر و دغا
جو زمین کو کھودا ویسا ہی کیا　　وہ چھری اور سر زمین مین سے ملا
خلق مین اک شور و غل اُس دم پڑا　　توڑین زناّرین سبھون نے برملا
اُس گھڑی سوے شجر آمادہ ہو　　بولے تو کیا جانتا ہے سچ کہو
شاخ پتون نے شجر کی اُس زمان[3]　　صنعتِ حق سے کیا بس یہ بیان
اے رسولِ حق تو کہتا ہے بجا　　صانع اس کہنے کا تیرے ہے گوا
خواجہ اس کتے نے مارا ہی یہان　　ہاتھ مین خنجر ہے فولادی عیان
سب ہوے داؤد سے بس عذر خواہ　　کیونکہ بدظن ہو گئے تھے اور تباہ

قصاص فرمودن داؤد علیہ السلام خونی را بعد الزام

قصاص لینا داؤد علیہ السلام کا خونی سے بعد الزام کے

[1] تیری وہ الخ شعر تیری عورت بھی اسکی لونڈی ہے ایسے خواجہ پر جفا کس واسطے کی جو اُس سے بیٹا بیٹی پیدا ہوئے وہ ملک وارث کے بالکل ہوئے تیرا کسب اسکی ملک اور تو غلام ہے جو تو ڈھونڈھتا ہے تو اب شرع لے خواجہ کو ظلم سے مارا زار زار بھی یہان پر خواجہ نے کہا تھا کہ پناہ دے اور یہان پر چھری جلدی سے گاڑ دی مارے ہیبت کے کہ کوئی نہ دیکھے اس زمین مین اسکا سر اور چھری ہے اس زمین کو کھود دو کہ تا سب نکلے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] نام اس الخ یہ شعر نام اس سگ کا چھری پر لکھا ہے کہ ساتھ خواجہ کے مکر و دغا کی ہے جو زمین کو کھودا اور ویسا ہی کیا تو وہ چھری اور سر زمین مین سے ملا خلق مین اُس دم اک شور و غل پڑا اور سبھون نے زناّرین توڑین برملا اُس گھڑی شجر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو کیا جانتا ہے سچ کہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] شاخ پتون نے الخ یہ شعر اسوقت شاخ و برگ نے شجر کے سبب حق سے یہ بیان کیا اے رسول خدا کے تو بجا کہتا ہے صانع اس تیرے کہنے کا گواہ ہے اس سگ نے خواجہ کو یہان مارا ہاتھ مین خنجر فولادی ظاہر تھا سب داؤد علیہ السلام سے عذر خواہ ہوئے کیونکہ بدظن اور تباہ ہو گئے تھے آگے قصاص کا بیان ہے فافہم ۱۲

بعد ازان گفتش بیا ای داد خواه ۔ داد خود بستان ازین روسیاه
هم بدان تیغش بفرمود او قصاص ۔ کے کند مکرش ز علم حق خلاص
حلم حق گرچه مواساها کند ۔ چونکه از حد بگذرد رسوا کند
خون نخسپد درفتد در هر دلے ۔ میل جست وجو و کشف مشکلے
اقتضای داوری رب دین ۔ سر بر آرد از ضمیر آن و این
کان فلان خواجه چه شد حالش چه گشت ۔ هم چنانکه جوشد از گلزار کشت
جوشش خون باشد آن واجستها ۔ خارش دلها و بحث ماجرا
چون که پیدا گشت سر کار او ۔ معجزهٔ داود شد فاش و دوتو
خلق جمله سر برهنه آمدند ۔ سر بسجده بر زمین ها مے زدند
ما همه کوران اصلی بوده ایم ۔ وانچه می فرمودهٔ نشنوده ایم
وز تو ما صد گون عجائب دیده ایم ۔ لیک معذوریم چون بے دیده ایم
سنگ با تو در سخن آمد شهیر ۔ کز برای غزو طالوتم بگیر
تو بسه سنگ و فلاخن آمدی ۔ صد هزاران خصم را برهم زدی
سنگهایت صد هزاران پاره شد ۔ هر یکے مر خصم را خون خواره شد
آهن اندر دست تو چون موم شد ۔ چون زره سازی ترا معلوم شد
کوه ها با تو رسائل شد شکور ۔ با تو میخوانند چون مقری زبور
صد هزاران چشم دل بکشاده شد ۔ از دم تو غیب را آماده شد

بعدہ فرمایا اے انصاف جو ۔ دادلے اس روسیہ سے اپنی تو
بس قصاص اسنے کیا اس تیغ سے ۔ حلم حق سے مکر اسکا کب چلے
حلم حق کا گرچہ غمخواری کرے ۔ جبکہ گذرے حد سے رسوائی کرے
نہ چھپے خون اور ہر دل مین پڑے ۔ بھید کے کھلنے کی بس رغبت کرے
خواہش انصاف داور کرتی ہے ۔ دل سے ظاہر ہوتی ہے ہر ایک کے
کیا ہوا وہ خواجہ کیا حال اسکا ہے ۔ جیسے کھیتی سبز ہو گلزار سے
اسکا جوش خون ہو دلمین جستجو ۔ دل مین خارش ہو وہ بحث گفتگو
جبکہ اسدم بھید اسکا کھل گیا ۔ معجزہ داؤد کا ظاہر ہوا
خلق جملہ سر برہنہ ہو گئی ۔ سر کو سجدہ سے زمین پر مارتی
اندھے اصلی ہم ہوئے ہین ظاہرا ۔ جو تو کہتا تھا وہ نے ہمنے سنا
سیکڑون دیکھے عجائب تجھ سے ہان ۔ پر ہین ہم معذور نے آنکھین رکھین
پتھرون نے یہ تجھے ظاہر کیا ۔ ہمکو لے طالوت کی کر تو غزا
لے کے گوپھن تین سنگ آیا ہے تو ۔ ماری تو نے صدہا دشمن اور عدو
سنگ تیرے سیکڑون ٹکڑے ہوے ۔ دشمنون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
لوہا تیرے ہاتھ مین جون موم ہے ۔ جو زرہ بنتا تجھے معلوم ہے
کوہ تیرے ساتھ کرتے تھے شکوہ ۔ ساتھ تیرے پڑھتے جون قاری زبور
سیکڑون کے دل کی آنکھین کھول دین ۔ تیرے دم سے غیب کا آیا یقین

سلہ بعدہ فرمایا الخ۔ شعر بعدہٗ کہا کہ اے انصاف چاہنے والے اُس روسیاہ سے اپنی داد لے پس قصاص اسکا کیا اُس تیغ سے حلم حق سے اسکا مکر کب محو ہووے آگے اسکے حقائق ہین حق کا حلم اگرچہ غمخواری کرے جبکہ حد سے گذرے رسوائی کرے خون نہ چھپے اور ہر دل مین پڑے بھید کے کھلنے کی رغبت کرے خواہش انصاف داور کی سب ضمیرون سے ظہور کرتی ہے کہ وہ خواجہ کیا ہوا اور حال اسکا کیا ہے جیسے کھیتی سبز ہو گلزار سے اسکا جوش خون دل مین جستجو ہو دل مین خارش ہو اور بحث و گفتگو ہو جبکہ بھید اسکا اُس دم کھل گیا معجزہ داؤد علیہ السّلام ظاہر ہو گیا یعنے حق تعالیٰ ہر ایک غمخواری سے عیب چھپاتا ہے جبکہ وہ عیب گذرتا ہے تو رسوائی کرتا ہے اور ہر ایک کے دل مین وہ ڈالتا ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ خلق جملہ الخ۔ شعر سب خلق برہنہ سر ہو گئی سر کو سجدہ سے زمین پر مارتی تھی ہم اندھے اصلی ہوئے ہین ظاہرا کہ جو تو کہتا تھا ہم نہین سنا یہ نشان عجائب تجھ سے دیکھتے ہین ولیکن ہم معذور ہین کہ آنکھین نہین رکھتے ہین پتھرون نے ظاہر کیا کہ ہم کو لے اور طالوت کی طرف سے تو غزا کر گوپھن اور تین سنگ لے کر تو آیا صدہا دشمن تو نے مارے اور عدو تیرے سنگ سے سیکڑون ٹکڑے ہوئے اور دشمنون کے ٹکڑے کیے لوہا تیرے ہاتھ مین مثل موم کے ہے جو زرہ بنتا معلوم ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کوہ تیرے الخ۔ شعر کوہ تیرے ساتھ مثل قاری کے زبور پڑھتے ہین صدہا کے دل کی آنکھین کھول دین ویسے یقین غیب کا آیا وہ قوی تر سبب ہے جو کہ دائم زندگی بخشے سدا وہ قائم ہو جملہ معجزون کی جان ہو یہ کہ حیات جاودان مردون کو دے بس ظالم مرا جہان زندہ ہوا ہم سے ہر ایک حق کا بندہ ہوا یہے سب معجزون کی جان ہو کہ دل مردہ کو حیات جاودان بخشے پس نفس ظالم مرا اور ہر ایک حق کا بندہ ہوا آگے نتیجہ اس حکایت کا ہے فافہم ۱۲۔

وان قوی تر زان همه کان اعظم ست / زندگی بخشی که سرمد قائم ست
جان جملهٔ معجزات اینست خود / کو ببخشد مرده را جان ابد
کشته شد ظالم جهانی زنده شد / هر یکی از ما خدا را بنده شد

وہ قوی تر سب سے جو اعظم ہے وہ / زندگی بخشے سدا قائم ہے وہ
جان جملہ معجزون کی بس یہ ہے / کہ حیات جاودان مردون کو ہے
بس مرا ظالم جہان زندہ ہوا / حق کا ہم مین سے ہر اک بندہ ہوا

در بیان آنکه نفس آدمی بجای آن خونی ست که مدعی گاو گشته بود و آن کشندهٔ گاو عقل ست و داود علیه السلام حق ست یا شیخ که نائب حق ست که بقوت و یاری او تواند ظالم را کشتن و توانگر شدن بروزی بے کسب و رنج

بیان مین اسکے کہ نفس آدمی کا بجا اس خونی کے ہے کہ مدعی گاو کا کشتہ کیا ہوا تھا اور مارنیوالا گاو کا عقل ہے اور داود علیہ السلام حق ہے یا شیخ کہ نائب حق ہے کہ ساتھ قوت و یاری کے ظالم کو مار سکتا ہے اور توانگر ہوتا ساتھ روزی بے کسب و رنج کے

نفس خود را کش جهانی زنده کن / خواجه را کشت ست او را بنده کن
مدعی گاو نفس تست هین / خویشتن را خواجه کرده ست و مهین
آن کشندهٔ گاو عقل تست رو / بر کشندهٔ گاو تن منکر مشو
عقل اسیرست و همی خواهد ز حق / روزیی بے رنج و نعمت بر طبق
روزی بے رنج او موقوف چیست / آنکه بکشد گاو را کاصل بدیست
نفس گوید چونکه کشتی گاو من / زانکه گاو نفس باشد نقش تن
خواجه زاده عقل مانده بے نوا / نفس خونی خواجه گشته پیشوا
روزی بے رنج میدانی که چیست / قوت ارواح ست و ارزاق سی ست

مار نفس[1] اپنا جہان کو زندہ کر / مارا خواجہ کو ہے اسکو بندہ کر
مدعی گاو کا تیرا نفس ہے / خواجہ بن بیٹھا ہے وہ خود آپ سے
گاو کش وہ عقل تیری ہے سنو / گاو کش ہے تن کے تو منکر نہ ہو
عقل قیدی اس طرح اللہ سے / روزی بے رنج کی خواہان حق سے ہے
روزی[2] بے رنج موقوف اسپہ ہے / کہ وہ اپنے گاو کو کشتہ کرے
نفس کہوے گاو کیون مارا مرا / کیونکہ گاو نفس نقش ہے جسم کا
خواجہ زادہ عقل کا مفلس رہا / نفس خونی خود ہی خواجہ بن گیا
روزی بے رنج کیا ہے جان لے / رزق نوری اور غذائے جان ہے

[1] مار نفس الخ یہ شعر اپنا نفس مار اور جہان کو زندہ کر واسطے خواجہ کو مارا ہے اسکو بندہ کر مدعی گاو کا تیرا نفس ہے وہ آپ سے خواجہ بن بیٹھا ہے اور گاو کش وہ تیری عقل ہے تو گاو کش سے تن کے منکر مت ہو عقل قیدی اس طرح اللہ سے روزی بے رنج چاہی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ –

[2] روزی بے رنج الخ یہ شعر روزی بے رنج موقوف اسپر ہے کہ وہ اپنے گاو کو کشتہ کرے نفس کہوے کہ میرا گاو کیون مارا کیونکہ نفس جسم گاو ہے نفس کا عقل کا خواجہ زادہ مفلس رہا نفس خونی خواجہ خود ہی بن گیا روزی بے رنج کیا ہے تو جان لے کہ رزق نوری اور غذا کے جو یان ہے گاو کی قربانی پر موقوف ہے گاو مین گنج ہے اے احمق تو جان لے کل شب کو کھا لیا ورنہ بالکل تیرے دست فہم مین لگام دیتا یعنے اگر نفس کشتہ ہو عقل کو غذائے روحی ملے پس حصول گنج معانی کشتگی نفس پر موقوف ہے باقی حال آگے ہے کل شب کو کھا لیا افسانہ کے مانند ہے جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا ہے آنکھ کس سبب سے اسباب پر رکھتا ہے کہ کرشمہ خوش چشمون سے سیکھا ہے انبیا غم سے دوسرے اسباب ہین ان اسباب پر اسبابون کو مت دیکھ انپر نظر کر انبیا علیہ السلام نے ترک اسباب کیا ہے اپنے معجزے پہونچائے ہین آسمان تک دریا کو پھاڑا بغیر اسباب کے اور گندم صاف بغیر زراعت کے کئے ریگ کو کوشش سے آٹا کر دیا پشم کو محنت سے ابریشم کر دیا ترک سبب تمام قرآن مین تحریر ہے اور عزت فقرا کی ہلاکت ابولہب ہے یعنی ان اسبابون کے اوپر دوسرے اسباب ہین تو ان پر نظر رکھ اور یہ اسباب انبیا علیہ السلام نے ترک کئے ہین گو بولہب کے مرنے سے رونق صحابہ کی ہوئی آگے مثال ہے فافہم ۱۲ –

لیک موقوف ست بر قربان گاؤ — گنج اندر گاؤ دان ای گنج کاو
دوش چیزے خوردہ ورنہ تمام — دادمی در دست فہم تو زمام
دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است — ہر چہ می آید ز پنہان خانہ است
چشم بر اسباب از چہ دوختیم — کہ ز خوش چشمان کرشم آموختیم
ہست بر اسباب اسبابے دگر — در سبب منگر دران افگن نظر
انبیا در قطع اسباب آمدند — معجزات خویش بر کیوان زدند
بے سبب مر بحر را بشگافتند — بے زراعت چاش گندم یافتند
ریگہا ہم آرد شد از سعی شان — پشم بز ابریشم آمد کش کشان
جملہ قرآن ست در قطع سبب — عز درویش و ہلاک بولہب

گاؤ کے قربان پہ موقوف ہے — گاؤ میں ہے گنج احمق جان لے
کھالیا کل شب کو کچھ ورنہ تمام — دیتا دست فہم میں تیرے لگام
کھالیا کل شب کو افسانہ سا ہے — جو کچھ آتا ہے وہ اس عالم کا ہے
آنکھ رکھی کس سبب اسباب سے — کہ کرشمہ سیکھا خوش چشموں سے ہے
دوسرے اسباب ہیں اسباب پہ — بے سبب مت دیکھ ان پر کر نظر
ترک اسباب انبیا نے ہے کیا — معجزے پہونچاے اپنے تا سما
پھاڑا بس دریا کو بے اسباب کے — صاف گیہوں بے زراعت کے لیے
ریگ کو کوشش سے آٹا کر دیا — پشم کو محنت سے ابریشم کیا
سارے قرآن میں بھرا ترک سبب — عزت فقرا ہلاک بولہب

مثال

مرغ بابیلے دو سہ سنگ افگند — لشکر اہل حبش را بشکند
پیل را سوراخ سوراخ افگند — سنگ مرغے کو ببالا بر زند
دم گاؤ کشتہ بر مقتول زن — تا شود زندہ ہمان دم در کفن
حلق ببریدہ جہد از جای خویش — خون خود جوید ز خون پالای خویش
ہمچنین ز آغاز قرآن تا تمام — رفض اسباب ست و علت والسلام
کشف این نز عقل کار افزا شود — بندگی کن تا ترا پیدا شود
بند معقولات آمد فلسفی — شہسوار عقل عقل آمد صفی
عقل عقلت مغز و عقل تست پوست — معدۂ حیوان ہمیشہ پوست جوست
مغز جوئے از پوست دارد صد ملال — مغز نغز آمد را حلال آمد حلال
چونکہ قشر عقل صد برہان دہد — عقل کل کے گام بے ایقان نہد

مثال

مرغ بابیل[1] ایک دو کنکر کو ٹے — لشکر اہل حبش کو توڑ دے
پیل میں سوراخ کثرت سے کرے — مرغ کنکر ایسا مارے اوج سے
گاؤ کشتہ کی دہ بس مقتول پے — مار دم کو تا کفن میں جی اٹھے
اٹھ کھڑا ہوا اپنی جا سے سر کٹا — خون چاہے اپنے قاتل سے بھلا
ایسے ہی اول سے آخر تک قرآن — ترک اسبابوں سے ہی پڑا جوان
عقل[2] سے ہرگز نہ یہ معلوم ہو — بندگی کر تا بجھے مفہوم ہم
فلسفی معقول ہیں کہتے ہیں خل — اولیا ہیں شہسوار عقل عقل
مغز عقل عقل تیری عقل پوست — معدۂ حیوان چاہے اکل پوست
مغز جو کو پوست سے ہو دے ملال — مغز نادر اسکو آیا ہے حلال
عقل کا چھلکا جو سو برہان دے — عقل کل کب بے یقین پاؤن رکھے

[1] مرغ بابیل الخ — شعر مرغ ابابیل ایک دو کنکرے کر اہل حبش کے لشکر کو توڑ دے پیل میں سوراخ کثرت سے کرے بلندی سے ایسے کنکر مارے مرغ ابابیل مقتول پر وہ گاؤ کشتہ کی دم کو مار تاکہ وہ کفن میں جی اٹھے اپنی جا سے سر کٹا اٹھ کھڑا ہو اور خون اپنا قاتل سے چاہے ایسے اول سے آخر تک ترک اسبابوں سے قرآن بھرا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[2] عقل سے الخ — شعر عقل سے ہرگز نہ یہ مفہوم ہو بندگی کر تاکہ مفہوم ہو فلسفی معقول میں خل کہتا ہیں اور اولیا شہسوار عقل کی عقل کے ہیں عقل کی عقل مغز اور تیزی عقل پوست ہے معدہ حیوان کا چاہتا ہے اکل پوست و مغز ڈھونڈھنے والے کو پوست سے ملال ہے کیونکہ مغز نادر اسکو حلال آیا ہے پوست عقل جو سو برہان دے عقل کل کب بغیر یقین کے پاؤن رکھے عقل ایک دفتر کو سیاہ کرتی ہے اور عقل کی عقل نور ماہ رکھتی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

عقل دفترہا کند یکسر سیاہ　　عقل عقل آفاق دارد پر زماہ
از سیاہی وز سفیدی فارغ ست　　نور ماہش بر دل و جان بازغ ست
این سیاہ و آن سفیدی قدر یافت　　زان شب قدرست کاختروار یافت
قیمت ہمیان و کیسہ از زرست　　بی زری ہمیان و کیسہ ابترست
ہمچنان کہ قدر تن از جان بود　　قدر جان از پرتو جانان بود
گر بدی جان زندہ بی پرتو کنون　　ہیچ گفتی کافران را میتون
ہین بگو کہ ناطقہ جو مے کند　　تا بہ قرنے بعد ما آبے رسد
گرچہ ہر قرنے سخن آرے بود　　لیک گفتہ سابقان یارے بود
نے کہ ہم تورید و انجیل و زبور　　شد گواہ صدق قرآن ای شکور
روزی بی رنج جوئی بی حسیب　　کز بہشتت آورد جبرئیل سیب
بلکہ رزقے از خداوند بہشت　　بے صداع باغبانی رنج کشت
زانکہ نفع نان دران نان داد اوست　　بد ہدت آن نفع بی توسیط پوست
ذوق پنہان نقش نان چون سفرہ است　　نان بی سفرہ دلی را بہرہ است
رزق جانی کے بری با سعی جست　　جز بعدل شیخ کہ داؤد ست
نفس چون با شیخ بیند گام تو　　از بن دندان شود او رام تو
صاحب آن گاو رام آنگاہ شد　　کز دم داؤد او آگاہ شد

عقل اک دفتر کو کرتی ہے سیاہ　　عقل عقل عالم مین رکھے نور ماہ
ہے سیاہی اور سفیدی کی نہ چاہ[1]　　جان و دل پر روشن اسکے نور ماہ
اس سفید و اس سیہ نے قدر لی　　اس شب قدر منور سے اخی
سیم و زر سے قدر ہمیانی کی ہے　　اور بے زر کون ہمیانی کو لے
جس طرح ہو قدر تن کی جان سے　　قدر جان ہو پرتو جانان سے ہے
جان بے پرتو کے ہوتی زندہ گر　　کہتا کب کافر کو میت حق مگر
کہ کھودے ناطقہ تا نہر کو　　قرن کے بعد آب جاری آئین ہو
گرچہ ہون اہل سخن ہر قرن مین　　لیک قول اگلون کے اچھے یار ہین
کہ نہین[2] توریت و انجیل و زبور　　ہوتین گواہ صدق قرآن ای شکور
روزی بے رنج چاہے اے خلیل　　کہ جنان سے سیب لادے جبرئیل
بلکہ روزی خالق جنت سے لے　　بے تردد باغبان و کشت کے
کیونکہ نان مین ذوق رکھا اُسنے ہی　　بے ذریعہ پوست جکو ذوق دے
ذوق پنہان نقش مثل خوان ہے　　نان بے خوان اولیا کو بس ملے
رزق روحی کب تو پائے سعی سے　　جز توجہ شیخ کہ داؤد ہے
نفس مقصد شیخ سے دیکھے ترا　　گڑگڑا کر تابع ہو جائے ترا
گاؤ والا[3] تب ہوا تابع ترا　　کہ دم داؤد سے آگہ ہوا

[1] ہو سیاہی الخ، شعر سیاہی و سفیدی کی خواہش نہین ہے اسکی جان دل پر نور ماہ روشن ہے اس سفید و سیاہ نے قدر لی اس شب قدر روشن سے آگے اُسکی مثال ہے سیم و زر سے ہمیانی کی قدر ہے اور بے زر ہمیانی کو کون لے جس طرح قدر تن کی جان سے ہے قدر جان کی پرتو جانان سے ہے جان اگر بے پرتو کے زندہ ہوتی کب کافر کو حق میت کہتا کہہ دے کہ ناطقہ کو تا نہر کھودے کہ قرن کے بعد آب جاری اسین ہو دے اگرچہ اہل سخن ہر قرن مین ہون لیکن اگلون کے قول کی مددگاری کرنی چاہیے عقل پوست ہے اور عقل کی عقل مغز ہے پس عقل کے عقل نور ماہ رکھتی ہے اور عقل سیاہ ہے جیسے تن و جان سے زندہ ہے اسی طرح جان سے زندہ ہے اسی طرح جان جانان سے زندہ ہے اگرچہ اہل سخن ہر قرن مین ہوتے ہین مگر ہادا سخن انکو مدد دیتا آگے اس کی مثال ہے فافہم ۱۲-

[2] کہ نہین الخ، شعر کہ نہین توریت و انجیل و زبور گواہ ہوتے ہین صدق قرآن کی روزی بے رنج چاہے اے خلیل کہ سیب جنت سے لادے جبرئیل بلکہ روزی خالق جنت سے بغیر تردد باغبان و کشت کے کیونکہ ذوق رکھا اسنے نان مین بغیر ذریعہ پوست کے تجکو ذوق دے ذوق پوشیدہ کا نقش مانند خوان کے ہے نان بے خوان اولیا کو ملتی ہے غذاء روحی کب تو سعی سے پائے سوائے توجہ شیخ کے کہ وہ داؤد ہے نفس مقصد شیخ سے ہے ترا گڑگڑا کے ترا تابع ہو جاوے یعنے غذاے روحی توجہ شیخ سے حاصل ہوتی ہے جب نفس تیرا شیخ کا مطیع ہوتا ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] گاؤ والا الخ، شعر تب تیرا مطیع گاؤ والا ہوا کہ داؤد سے آگاہ ہوا عقل غالب تب شکار مین آئے سگ نفس پر کہ جب شیخ یار ہو نفس باعث مکر کے اژدہا ہے شیخ اسکو مانند زمرد کے بنا زمرد سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اسی طرح نفس و بد شیخ سے خواہ ظاہر خواہ ہیبت سے پژمردہ ہو جاتا ہے اگر تو چاہے کہ اژدہے سے نڈر ہو اسکے دامن کو مت چھوڑ دے جبر شیخ کے آگے تو خاک ہو دل تا خاک سے تیری کیمیا آگے اگر گاؤ والے کو تو چاہے ڈانٹا مثل خر کے آرا اسکے اندر سے نکال دینے ہیبت شیخ کو قائم رکھ تا نفس ترا مطیع رہے کیونکہ نفس تیرا مرشد سے مردہ ہوتا ہے بقول مولانا روم سے نفس نتوان کشت الا ظل پیر * دامن آن نفس کش را نیست گیر * باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

عقل گاہے غالب آمد در شکار — بر سگِ نفست کہ باشد شیخ یار
نفس اژدرہاست با صد زور و فن — روی شیخ او را زمرد دیدہ کن
گر تو خواہی ایمنی از اژدہا — دستش از دامان مکن ہر دم رہا
خاک شو در پیش خاکِ با صفا — تا ز خاکِ تو بروید کیمیا
گر تو صاحب گاؤ را خواہی تو بن — ہمچون خر منخش کن از ہر دو دن
چون بہ نزدیکِ ولی اللہ شود — آن زبان صد گزش کوتہ شود
صد زبان و ہر زبانش صد لغت — زرق و دستانش نیاید در صفت
مدعی گاؤ نفس آمد فصیح — صد ہزاران حجت آرد ناصحیح
شہر را بفریبد الا شاہ را — رہ نتاند زد شہ آگاہ را
نفس را تسبیح و مصحف در یمین — خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحفِ سالوس او باور مکن — خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
سوی حوضت آورد بہر وضو — واندر اندازد ترا در قعر جو
عقل نورانی و نیکو طالب ست — نفس ظلمانی بر او چون غالب ست
زانکہ او در خانہ عقلِ تو غریب — بر درِ خود سگ بود شیر مہیب
باش تا شیران سوی بیشہ روند — وین سگان کور آنجا بگروند
مکر نفس و تن نداند عام شہر — او نگردد جز بوحی القلب قہر
ہر کہ جنس ست یارِ او شود — جز مگر داؤد کہ شیخت بود
او مبدل گشت و جنسِ تن نماند — ہر کراحق در مقام خود نشاند

عقل غالب آئے تب اندر شکار — نفس کے سگ پر کہ جو ہو شیخ یار
نفس با عثِ مکر کے ہے اژدہا — روئے شیخ اسکو زمرد سا ہوا
گر تو چاہے اژدہا سے ہو نڈر — اُسکے دامن کو نہ چھوڑ لے بے خبر
خاک ہو تو شیخ کے آگے دلا — خاک سے تیرے اُگے تا کیمیا
گاؤ والے کو تو چاہے ڈانٹنا — مثل خر اندر سے آرا اسکے لگا
اولیا کے پاس جو کہ جاے اے — وہ زبان نفس کو تہ پائے ہے
سو زبان اور ہر زبان میں سو لغت — اسکے حیلے مکر کی ہو کب صفت
مدعی گاؤ ہے نفس فصیح — سیکڑوں حجت وہ لائے ناصحیح
دھوکا دیوے شہریان شاہ کو — پر نہ دھوکا دے شہ آگاہ کو
نفس کی تسبیح و قرآن ہاتھ میں — آستین میں خنجر و شمشیر ہیں
مکر کے قرآن کو اُسکے تو نہ مان — مت کرے ہمراز اپنا ہم عنان
حوض پر لائے وضو کے واسطے — تجکو دھوکا دیکے غرق اسمین کرے
عقل نورانی و طالب خوب ہے — نفس ظلمانی کی کیون مغلوب ہے
کیونکہ وہ گھر میں مسافر عقل ہے — ہووے کتا شیر اپنی جائے پے
ٹھہر تا شیر اپنے جنگل کو چلیں — اور یہ اندھے کتے وان بھوکا کریں
مکر نفس و تن نہ جانے خلق ہے — اور نہ وہ مقہور ہو جز وحی کے
جو کہ ہمجنس اُسکا یار اُسکا رہے — بس سوا داؤد کہ وہ شیخ ہے
کہ وہ بدلا قید تن سے بس چھٹا — اپنی جا پر جسکو خالق نے رکھا

سلہ اولیا کے الخ ۔ شعر جو اولیا کے پاس جاتا ہے وہ زبان نفس کو تاہ پاتا ہے سو زبان اور ہر زبان میں سو صفت ہیں اسکے حیلہ و مکر کی کب صفت ہو سکتی ہے نفس مدعی گاؤ کا بس فصیح ہے کہ صد ہا وہ حجت لاتا ہے تا صحیح شہریان شاہ کو دھوکا نہ دیوے لیکن شاہ کا آگاہ دھوکا نہ دیوے تسبیح و قرآن نفس کے ہاتھ میں اور آستین میں خنجر و شمشیر ہیں اُسکے قرآن کو مت مان اور ہمراز و ہمعنان نہ کر وضو کے واسطے حوض پر لائے تجکو دھوکا دے اور اُس میں غرق کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ عقل نورانی الخ ۔ شعر عقل نورانی و طالب خوب ہے نفس ظلمانی کے کیون مغلوب ہے کیونکہ وہ مسافر گھر میں عقل ہے اپنی جگہ پر کتا شیر ہووے تو ٹھہر تا شیر اپنے جنگل کو جائیں اور یہ اندھے کتے وہان پر بھونکا کریں مگر نفس و تن کو خلق نہیں جانتی ہے اور وہ مقہور نہو سوائے وحی کے جو کہ ہم جنس اُسکا ہے سوائے داؤد کے کہ شیخ ہے کہ وہ بدلا اور قید تن سے چھٹا جس کو اپنی جا پر خالق نے رکھا عقل اس تن میں مسافر ہے اور نفس کا بدن گھر ہے اسواسطے نفس عقل کو دھوکا دیتا ہے پس نفس بجز وحی حق کے مردہ نہیں ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

خلق جملہ علتی اند از کمین — یار علت می شود علت یقین
ہر خسے دعویٰ داؤدی کند — ہر کہ بے تمییز کف در وی زند
از صیادے بشنود آواز طیر — مرغ ابلہ می کند آن سوے سیر
نقل را از نقل نشناسد غویست — ہین ازو بگریز گرچہ معنوی ست
رستہ و بربستہ پیش او یکی ست — گر یقین دعوی کند او در شکیست
اینچنین کس گر ذکی مطلق ست — چون ترا این تمییز نبود احمق ست
ہین ازو بگریز چون آہو ز شیر — سوی او مشتاب ای دانا دلیر

خلق[1] ساری علتی ہی گھات ہی — یار علت کی ہو علت جان لے
دعوی داؤدی ہر ناکس کرے — ہاتھ اسکا پکڑے جو نادان ہی
مرغ کی آواز سن صیاد سے — مرغ نادان اس طرف کو جاے ہی
نے کھرا جانے وہ کھوٹے سے بنی — بھاگ اس سے گرچہ ہووے معنوی
قید و آزاد اسکے آگے ایک ہے — گر کرے دعوی الیقین کا شک ہی
گر ذکی مطلق ایسا کوئی ہو — یہ تمیز اسکو نہو احمق ہی وہ
بھاگ اس سے جیسے آہو شیر سے — ورنہ جا اسکی طرف گر عقل ہے

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بفراز کوہ و شخصے در پے او رفتن و سوال کردن

بھاگنا عیسیٰ علیہ السلام کا بلندی کوہ پر اور انکے پیچھے جانا ایک شخص کا اور سوال کرنا

عیسیٰ مریم بہ کوہے می گریخت — شیر گوئی خون او می خواست ریخت
آن یکے در پے دوید و گفت خیر — در پیت کس نیست چہ گریزی چو طیر
باشتاب او آنچنان می تاخت جفت — کز شتاب خود جواب او نہ گفت
یک دو میدان در پے عیسیٰ براند — پس بجد و جہد عیسیٰ را بخواند
کز پے مرضات حق یک لحظہ ایست — کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست
از کہ این سو می گریزی اے کریم — نے پیت شیر و نہ خصم و خوف و بیم
گفت از احمق گریزانم برو — مے رہانم خویش را بندم مشو

عیسیٰ[2] مریم کوہ پر تھا بھاگتا — گویا اسکو شیر تھا اک مارتا
ایک انکے پیچھے دوڑا اور کہا — کون ہی پیچھے اڑے تو مرغ سا
اسطرح تیزی سے تھا وہ بھاگتا — کہ جواب اسکو نہ ہرگز دے سکا
اک دو میدان پیچھے عیسیٰ کے گیا — روکتا عیسیٰ کو با صد التجا
ٹھہر دم بھر تو خدا کے واسطے — بھاگنے میں تیرے مشکل ہے مجھے
کس[3] لیے تو بھاگتا ہی اے کریم — شیر نے پیچھے ترے نے خوف و بیم
بولا میں احمق سے بھاگوں ہوں تو جا — میں بچوں ہوں تو نہو زنجیر پا

[1] خلق ساری الخ ۔ شعر خلق تمام علتی ہی گھات سے یار علت کی علت ہوتی ہے دعویٰ داؤد ہونے کا ہر اک ناکس کرے ہاتھ اسکا پکڑے اور وہ نہ پکڑے کہ جو نادان ہے آگے اسکا بیان ہے صیاد سے مرغ کی آواز سن کر نادان اس طرف کو جاتا ہے نہ کھرا دکھوٹے سے جانے اس سے بھاگ اگرچہ معنوی ہووے اسکے آگے قید و آزاد ایک ہے اگر دعوی کرے یقین کا تو شک رکھے اگر ایسا کوئی ذکی مطلق ہو اور یہ تمیز اسکو نہو وہ احمق ہے اس سے تو بھاگ جیسے آہو تیزی سے بھاگتا ہے اور اسکی طرف نہ جا اگر عقل ہے پیران ریا کہ خود کو کامل جانتے ہیں اور نادانوں کو مرید کرکے جیسے صیاد آزاد مرغ کو پھانستا ہے ایسے ہی پھانستے ہیں پس تو انسے بھاگ جیسے عیسیٰ علیہ السلام نادان سے بھاگتے تھے چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

[2] عیسیٰ مریم الخ ۔ شعر عیسیٰ مریم کوہ پر بھاگتا تھا گویا اک شیر اسکو مارتا تھا اک شخص انکے پیچھے دوڑا اور کہا کون ہے کہ تو مرغ کے مانند اڑتا ہے اسقدر تیزی سے بھاگا کہ اسکو جواب ہرگز نہ دے سکا اک دو میدان عیسیٰ کے پیچھے گیا اور عیسیٰ کو سو التجا سے روکا تو ٹھہر دم بھر خدا کے واسطے تیرے بھاگنے میں مجکو مشکل ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] کس لئے تو الخ ۔ شعر تو کس لیے بھاگتا ہے اے کریم نہ شیر تیرے پیچھے ہے نہ خوف ہے کہا کہ میں احمق سے بھاگتا ہوں تو جا میں بچوں اور تو زنجیر پا نہو کہا کہ تو آخر وہ مسیحا نہیں ہے کہ اندھا بہرا تجھ سے اچھا ہو فرمایا ہاں ہے کہا کہ کیا تو شاہ نہیں ہے کہ افسون غیب تو آگاہ ہو جو کہ تو وہ افسون مردہ پر پڑھے وہ جی اٹھے مانند شیر شکاری کے فرمایا ہاں ہے میں وہی ہوں کہا کہ تو مرغ گل ہے نہیں جانتا ہے خوب دم اسمیں پھونکا کہ تا زندہ ہوا اور تجھا میں اسدم وہ اڑ گیا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

گفت آخر آن مسیحا نه توئی — که شود کور و کر از تو مستوی
گفت آری گفت آن شه نیستی — که فسون غیب را ماده یستی
چون بخوانی آن فسون بر مردهٔ — بر جهد چون شیر صید آوردهٔ
گفت آرے آن منم گفتا که تو — نے ز گل مرغان کنی ای خوبرو
بردمی بر وی سبک تا جان شود — در هوا اندر زمان پران شود
گفت آری گفت بس ای روح پاک — هرچه خواهی میکنی از کیست باک
با چنین برهان که باشد در جهان — که نباشد مر ترا از بندگان
گفت عیسی که بذات پاک حق — مبدع تن خالق جان در سبق
حرمت ذات و صفات پاک او — که بود گردون گریبان چاک او
کان فسون و اسم اعظم را که من — بر کر و بر کو خواندم شد حسن
بر که سنگین بخواندم شد شگاف — خرقه را بدرید بر خود تا به ناف
بر تن مرده بخواندم گشت حی — بر سر لاشے بخواندم گشت شی
خواندم آنرا بر دل احمق که بد — صد هزاران بار و درمانی نشد
سنگ خارا گشت و زان خو بر نگشت — ریگ شد کز وی نروید هیچ کشت
گفت حکمت چیست کانجا اسم حق — سود کرد این جا نبود او را سبق
آن همان رنجست و این رنجے چرا — او نه شد او را و این را شد دوا
گفت رنج احمقی قهر خدا است — رنج کوری نیست قهر آن ابتلاست

بولا آخر وہ مسیحا نے ہے تو — کہ ہوا اندھا بہرا تجھسے بس نکو
بولے سچ ہے بولا وہ نے شہ ہی تو — کہ فسون غیب سے آگہ ہے تو
وہ فسون مردہ پہ جو کہ تو پڑھے — جی اُٹھے وہ جون شکاری شیر کے
بولے سچ ہے مین ہون وہ بولا کہ تو — مرغ نے گل سے بنائے خوبرو
پھونکا دم اُسپر کہ تا زندہ ہوا — پس ہوا مین اُس گھڑی وہ اڑ گیا
بولے سچ ہے[1] بولا بس ای روح پاک — جو کہ چاہو سو کرو کس سے ہے باک
جو جہان مین ایسی برہانین رکھے — کون ہے جو تیرا بندہ نے بنے
بولے عیسی کہ قسم ہے ذات کی — جو ہے خالق جان و تن کا ای اخی
برکت ذات وصفات یار سے — کہ فلک اُسپر گریبان چاک ہے
اُس فسون اور اسم اعظم کو پڑھا — اندھے اور بہرے پہ تو اچھا ہوا
کوہ سنگین پر جو بس مین نے پڑھا — وہ فسون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
جو پڑھا مردہ پہ زندہ ہو گیا — جو پڑھا لاشے پہ وہ شی بن گیا
احمقون کے دل پہ جب ہے جو پڑھا — سیکڑون باری اثر نے کچھ ہوا
نے[2] چھٹی عادت وہ اور پتھر ہوا — ریگ تھا کہ کچھ نہین اسمین اگا
بولا کیا حکمت ہے اسم حق وہان — با اثر ہے نے اثر رکھے یہان
وہ بھی رنج اور رنج یہ بھی کس لیے — وان اثر اور نے اثر یان پر کرے
بولے رنج احمقی قہر خدا — رنج اندھاپن نہ قہر الابلا

سلہ بولے سچ ہے الخ ۶ شعر فرمایا سچ ہے کہا کہ اے روح پاک جو چاہو وہ ہوتا ہے پھر کس سے خوف ہے جہان مین جو شخص ایسی دلیلین رکھے کہ جو نہ تیرا بندہ ہے فرمایا عیسی علیہ السّلام نے کہ قسم ہے ذات حق کی کہ جو جان و تن کا خالق ہے برکت ذات و صفات حق ہے کہ فلک اُسپر گریبان چاک ہے اس افسون اور اسم اعظم کو پڑھا اندھے اور بہرے پر تو اچھا ہوا کوہ سنگین پر جو مین نے پڑھا وہ افسون تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جو لاشے پر پڑھا وہ شے ہو گیا احمقون کے دل پر جو محبت سے پڑھا تو کچھ اثر نہوا یعنے دل احمقون کا سنگ و کوہ سے سخت زیادہ ہے کہ اثر پذیر توجہ مرشد کا نہین ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

سلہ نے چھٹی آہ ۶ شعر وہ عادت نہ چھٹی اور پتھر ہوا ریگ تھا کہ اس مین کچھ اُگا کہ کیا حکمت ہے خدا کے نام نے وہان اثر کیا اور یہان اثر نہین کیا ہے وہ بھی رنج اور یہ رنج ہے کس واسطے وہان اثر اور یہان اثر نہین کرتا ہے عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ رنج احمقی قہر خدا ہے اندھے پن کا قہر نہین ہے لیکن بلا ہے کہ رنج بلا رحمتین لائے اور رنج احمقی کا زحمتین ہین جو کہ اسکو داغ ہے وہ مہر کی ہے کب علاج اسپر کوئی اثر کرے یعنے رنج احمقی سے رنج بلا کا بہتر ہے کہ احمقی کا رنج زحمت لاتا ہے اور بلا کا رنج رحمت لاتا ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲—

ابتلا رنجی ست کان رحم آورد ۔ احمقی رنجیست کان زخم آورد
آنچہ داغ اوست مہر او کردہ است ۔ چارہ بروے نیارد بردہ است
ز احمقان بگریز چون عیسی گریخت ۔ صحبت احمق بسے خونہا بریخت
بر سر آرد زخم رنج احمقی ۔ رحم نبود چارہ جوئی آن شقی
اندک اندک آب را دزدد ہوا ۔ وانچنین دزدد ہم احمق از شما
گرمیت را دزدد و سردی نہد ۔ ہمچنان کو زیر خود سنگے نہد
آن گریز عیسی نے از بیم بود ۔ آمن ست آن پی تعلیم بود
زمہریر ار پر کند آفاق را ۔ چہ غم آن خورشید با اشراق را

کربلا کا رنج لائے رحمتین ۔ احمقی کا رنج لائے زحمتین
مہر کی ہے وہ جو اسکا داغ ہے ۔ کب علاج اسپر اثر پیدا کرے
مثل عیسی احمقون سے بھاگ جا ۔ صحبت احمق نے خون صدہا کیا
سر کو تڑواتا ہے رنج احمقی ۔ رحم کب ہو چارہ جو جو ہے شقی
چوری پانی کی کرے جیسے ہوا ۔ اسطرح احمق بھی لے تجھ سے چرا
لیوے گرمی اور دے سردی تجھے ۔ جیسے پتھر اپنے نیچے تو رکھے
بھاگنا عیسے کا نہ تھا خوف سے ۔ وہ نڈر پر واسطے تعلیم کے
زمہریر آفاق کو گر پر کرے ۔ شمس کو سردی سے بس کیا فکر ہے

قصۂ اہل سبا و حماقت ایشان و اثر ناکردن پند و نصیحت انبیا در آن

قصۂ اہل سبا و حماقت انکی کا اور نصیحت انبیا کا انمین اثر نہ کرنا

یادم آمد قصۂ اہل سبا ۔ کز دم احمق صباشان شد وبا
آن سبا ماند بشہری بس کلان ۔ در فسانہ بشنوی از کودکان
کودکان افسانہا می آورند ۔ درج در افسانہ شان بس سر و پند
ہزلہا گویند در افسانہا ۔ گنج مے جو در ہمہ ویرانہا
بود شہرے بس عظیم و مہ و لے ۔ قدر او از قدر سکرہ بیش نے
بس عظیم و بس فراخ و بس دراز ۔ سخت رفت و تو بتو ہمچون پیاز
مردم دہ شہر مجموع اندرو ۔ لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو

یاد آیا قصۂ اہل سبا ۔ ہوئی حماقت سے صبا انپر وبا
وہ سبا بس اک بڑا سا شہر ہے ۔ تم کہانی مین سنو اطفال سے
ظاہر الڑکے کہانی بس کہین ۔ پر کہانی مین بھرے اسرار ہین
ہزل کہتے ہین کہانی مین ولے ۔ تو خزانہ ڈھونڈھ ویرانہ مین ہے
شہر تھا وہ بس عظیم اور مہ بڑا ۔ قدر اسکی نے سکورے سے سوا
بس بڑا چوڑا وہ دبس تھا دراز ۔ اور گنجان تہ بتہ مثل پیاز
اسمین بس دس شہر کے انسان تھے ۔ تین قسمون پر تھے وہ جملہ ہی

سلہ مثل عیسی الخ ۲ شعر تو مثل عیسی کے احمقون سے بھاگ جا انکی صحبتون نے صدہا خون کیا ہے رنج احمقی سر کو تڑواتا ہے رحم کب ہو کہ جو چارہ جو شقی ہے آگے مثال ہے جیسے چوری پانی کی ہوا کرتی ہے اسی طرح احمق بھی تجھسے چراتا ہے گرمی لیوے اور سردی تجھے دے جیسے پتھر تو اپنے نیچے رکھے عیسی کا بھاگنا خوف سے نہین تھا وہ بے ڈر تھا ولیکن واسطے تعلیم کے تھا اگر دنیا کو زمہریر پر کرے آفتاب کو سردی سے کیا فکر ہے یعنے احمقون مین انبیا اور اولیا کا اثر نہین ہوتا ہے کہ دل انکا پتھر سے سوا ہے جیسے انبیا کا اثر ہدایت اہل سبا مین نہ ہوا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ سلہ قصۂ ہفتم اثر پذیر نہونے احمقان سنگ دل مین فافہم ۱۲-

سلہ یاد آیا آہ ۶ شعر قصۂ اہل سبا کا یاد آیا کہ صبا حماقت سے انپر وبا ہوئی وہ سبا اک بڑا شہر ہے تم اطفال سے کہانیون مین سنو ظاہر الڑکے کہانی کہین لیکن کہانی مین اسرار بھرے ہین کہانی کو ہزل کہتے ہین ولیکن تو خزانہ ڈھونڈھو کہ ویرانہ مین ہے وہ شہر ایک عظیم تھا اور قدر اسکی ایک سکورے سے سوا نہ تھی وہ از بس بڑا اور چوڑا اور دراز و گنجان تھا مثل پیاز کے تہ بتہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ اس مین دس شہر کے ۲ شعر اس مین دس شہر کے انسان تھے اور تین قسمون پر وہ جملہ بٹے ہوئے تھے۔ تینون قسمین تھین مخلوق کی بیشمار گروہ سب مل کر تین تھے انجام کار آگے حقائق ہین جو غافل جائین طرف جانان کے جائین اگر ہزار ون ہین تو آدھا تن وہ ہین ایک ان مین اندھے تھے کہ سلیمان سے اندھے دور بین تھے اور چیونٹی کو دیکھتے تھے دوسرے بہرے تیز گوش انہین سے بال بھر انہین کچھ ہوش نہین تھا تیسرے ننگے بدن تھے ولیکن انکے جامہ کے دامن بڑے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

اندرو نوع خلائق بے شمار / لیک آن جمله سه خام پخته خوار
جان ناکرده بجانان تاختن / گر هزاران ست باشد نیم تن
آن یکی بس دور بین دیده کور / از سلیمان کور دیده پای مور
آن دگر بس تیز گوش و سخت کر / گنج در وی نیست یکجو سنگ زر
وان دگر عور و برهنه لاشه تاز / لیک دامن های جامهٔ او دراز
گفت کور ان یک گروهی میرسند / من همی بینم که چه قوم اند و چند
گفت کر آری شنیدم بانگشان / که چه می گویند پیدا و نهان
آن برهنه گفت ترسان از منم / که ببرند از درازی دامنم
کور گفت اینک به نزدیک آمدند / خیز بگریزیم پیش از زخم و بند
کر همی گوید که آری مشغله / می شود نزدیک تر یاران هله
آن برهنه گفت آوه دامنم / از طمع ببرند و من ناایمنم
شهر را هشتند بیرون آمدند / در هزیمت در دهی اندر شدند
اندران ده مرغ فربه یافتند / لیک ذره گوشت بر وی نی نژند
کور دیده آن کر آوازش شنید / عور بگرفت و بدامن در کشید
مرغ مرده خشک و زخم کلاغ / استخوانها زار گشته چون پناغ
پس طلب کردند دیگی یافتند / بی سر و بی بن سبک بشتافتند
برسر آتش نهادند آن سه تن / مرغ فربه را بدیگ اندر زقن
آتشش کردند چندان ای پسر / کاستخوان شد پخته لحمش بے خبر

انمین تھین قسم خلائق بیشمار / پر وہ سب ال تین تھی انجام کار
سوی جانان جای غافل جان جو / گر ہزاروں ہون تو آدھا تن ہی وہ
ایک اندھے انمین تھے اور دور بین / گہ سلیمان سے تھے اندھی مور بین
دوسرے بہرے تھے انمین تیز گوش / مال بھر انمین نہین تھا گنج ہوش
تیسرے ننگے بدن تھے وہ ولے / انکی جامے کے تھے دامن کش بڑے
بولے اندھے اک گروہ آتا ہی اب / دیکھتے ہین ہم کہ وہ اتنے ہین سب
بولے بہرے ہم صدا انکی سنین / کہ وہ ظاہر باطنا کچھ کہتے ہین
بولے ننگے ہمکو انسے خوف ہین / کہ بڑے دامن ہماری کاٹ لین
بولے اندھے اب وہ نزدیک آ گئے ہین / بھاگئے ہم پہلے سے جو کشتہ کرین
بولے بہرے سچ یہی ہی مشورہ / یار ہوتے اب ہین وہ نزدیک رہ
بولے ننگے ہمکو ہای خوف ہی / کاٹین وہ دامن ہمارا طمع سے
شہر کو چھوڑا وہ اور باہر ہوئے / بھاگ کر اک گانون کے اندر گئے
گانون مین اک مرغ موٹا سا ملا / پر نہ ذرہ بھر بھی اسمین گوشت تھا
دیکھا اندھے نے وہ بہرے نے سنا / اور اسے ننگے نے دامن مین رکھا
مرغ مردہ خشک زخم زاغ سے / گھل گئین تھین ہڈیان جون تار کے
ڈھونڈھ کر لائے وہ پھر اک دیگ کو / کہ نہ سر اور نے تلا رکھتی تھی وہ
اسکو ان تینون نے آتش پر رکھا / مرغ فربہ اسمین ڈالا برملا
آگ سلگائی جو اسمین خوب سی / گوشت کچا اور ہڈی گل گئی

۱؎ بولے اندھے الخ ۶ شعر اندھون نے کہا کہ ایک گروہ اب آتا ہے ہم دیکھتے ہین کہ وہ اتنے سب ہین بہرون نے کہا کہ ہم صدا انکی سنتے ہین کہ ظاہر و باطن وہ کہتے ہین ننگون نے کہا کہ ہمکو انسے خوف ہے کہ ہمارے بڑے دامن ہین کاٹ ڈالین اور اندھون نے کہا کہ وہ نزدیک ہین ہم پہلے سے بھاگین کہ جو کشتہ کرین بہرے نے کہا کہ یہی مشورہ سچ ہے اے یارو اب ہوتے ہین وہ نزدیک راہ کے ننگون نے کہا کہ ہائے ہم کو خوف ہے ہمارے دامن وہ کاٹین طمع سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲؎ شہر کو آہ الخ ۶ شعر شہر کو چھوڑا اور وہ باہر ہوئے اور بھاگ کر اک گانون مین گئے گانون مین اک مرغ موٹا سا ملا ولیکن ذرہ بھر گوشت نہ تھا اندھے نے دیکھا بہرے نے سُنا اور ننگے نے دامن مین رکھا مرغ مردہ زخم داغ سے خشک تھا ہڈیان گھل گئی تھین مانند تار کے وہ ڈھونڈھ کر لائے ایک دیگ کہ وہ سر و تلا نہین رکھتی تھی اُن تینون نے اُسکو آتش پر رکھا اور مُرغ فربہ اُسمین ڈالا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳؎ آگ سلگائی آہ ۶ شعر آگ جو سلگائی اُسمین گوشت کچا اور ہڈیان گل گئین اُسکو کھایا جیسے شیر شکار کھاتا ہے اور اُسکو کھاکر سیر ہوئے مانند پیل کے وہ تینون فربہ ہوئے اس طرح موٹے ہوئے کہ ہر اک جوان نہین سماسکتا تھا جہان مین باوجود ایسے موٹے جسم کے در کی درز سے باہر نکل گئے مرگ خلق کی راہ ناپیدا ہے نظر نہین آتی کہ وہ راہ عجب ہے باقی حال آگے ہے ۔ فافہم ۱۲۔

زان ہمی خوردند چون از صید شیر ۔ ہر یکی از خوردنش چون پیل سیر
ہر سہ زان خوردند بس فربہ شدند ۔ چون سہ پیل او بزرگ و مہ شدند
آن چنان کز فربہی ہر یک جوان ۔ در نگنجیدے ز زفتی در جہان
با چنین گیری ہفت اندام زفت ۔ از شگاف در برون جستند و رفت
راہ مرگ خلق ناپیدا رہیست ۔ در نظر ناید کہ آن بیجا رہیست
یک بہ پاے کاروانہا مقتفے ۔ زین شگاف در کہ ہست آن مختفی
بر در ار جوئی نیابی آن شگاف ۔ سخت ناپیدا و چندین زن خاف
ای ضیاء الحق حسام الدین عیان ۔ باز باید گفت شرح این بیان
ای پسر ہر مختصر افسانہ نیست ۔ آشنا را دے در بیگانہ نیست

اسکو کھایا شیر جون کھائی شکار ۔ سیر اُسے کھا کر ہوئی وہ پیل وار
تینون وہ کھا کر اُسے فربہ ہوئے ۔ تین ہاتھی کی طرح فربہ بنے
اس طرح موٹے ہوئی کہ ہر جوان ۔ نہ سما سکتا تھا بس اندر جہان
باوجود ایسے مٹاپے جسم کے ۔ درز سے در کے نکل باہر گئے
راہ مرگ خلق ناپیدا ہے راہ ۔ نہ نظر آتی کہ وہ بیجا ہی راہ
آگے پیچھے[1] کاروان ہین اب روان ۔ درز سے در کے کہ وہ ہی بس نہان
در پہ گر ڈھونڈھے نہ پائی درز کو ۔ ہی بہت طاقتوں اب پوشیدہ وہ
ای ضیاء الحق حسام الدین عیان ۔ چاہیے پھر کرنا یہ شرح و بیان
ای پسر ہر قصہ نے ہے مختصر ۔ آشنا مائل نہین بیگانے پر

شرح کور دور بین و کر تیز شنو و برہنہ دراز دامن

شرح اندھے دور بین و بہرے تیز گوش و ننگے دراز دامن کی

گر امل را دان کہ مرگ ما شنید ۔ مرگ خود نہ شنید و نقل خود نہ دید
حرص نابیناست بیند مو بمو ۔ عیب خلقان را بگوید فاش او
عیب خود یک ذرہ چشم کور او ۔ می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو
عور مے ترسد کہ دامانش برند ۔ دامن مرد برہنہ کے درند
مرد دنیا مفلس ست و ترسناک ۔ ہیچ او را نیست از دزدانش باک
او برہنہ آمد و عریان رود ۔ وز غم دزدش جگر خون می شود
وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش ۔ خندہ آید جانش را زین ترس خویش
آن زمان داند غنی کش نیست زر ۔ ہم ذکی داند کہ بود او بے ہنر

طول[2] امل کو بہرا ہین تو جان لے ۔ سنتا مرگ غیر و نے اپنی سُنی
اندھا حارص ہی کہ دیکھے عیب کو ۔ خلق کے اور اُسکو کھولے فاش وہ
آنکھ اندھی اسکی ذرہ عیب کو ۔ اپنی نے دیکھے ہی گرچہ عیب جو
ڈرتا ہی ننگا کہ دامن پھاڑ لین ۔ پھاڑتے ننگے کا دامن کون ہین
اہل[3] دنیا مفلس اور پُر خوف ہی ۔ کچھ نہین پاس اور چورون سے ڈرے
آیا وہ ننگا و ننگا جائے ہے ۔ غم سی چورون کے جگر خون کھائی ہی
وقت مرنے کے کہ جا رونے کی ہی ۔ جان اسکی ہنستی ہی اس خوف سے
تب غنی جانے کہ نے وہ میر از زر ۔ بھی ذکی جانے کہ تھا مین بے ہنر

[1] آگے پیچھے الخ یہ شعر کاروان آگے پیچھے اب روان ہین در کی درز سے کہ وہ نہان ہے اگر در پر ڈھونڈھے درز کو نہ پائے بہت طاقتون مین وہ پوشیدہ ہے ای ضیاء الحق حسام الدین ظاہر کرنا چاہیے یہ شرح و بیان اے پسر ہر اک قصہ مختصر ہے آشنا مائل بیگانے پر نہین ہے ایک مخلوق در کی درز سے چلی جاتی ہے اور وہ درز دکھائی نہین دیتی ہے اور وہ درز راہ مرگ خلق ہے کہ دکھائی نہین دیتی ہے آگے اُن تینون شخصون کے نتیجہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] طول امل الخ یہ شعر طول امل کو تو بہرا ہین جان لے دوسرون کے مرگ کو سنتا ہے اور اندھا حارص ہے کہ عیب کو دیکھے خلق کی اور کھولے اُسکو ظاہر اسکی آنکھ اندھی ذرہ عیب کو اپنے نہ دیکھے اگرچہ عیب جو ہے ننگا ڈرتا ہے کہ دامن پھاڑے ننگے کا دامن کون پھاڑتا ہے نتیجہ اسکا آگے ظاہر ہوگا فافہم ۱۲ [3] اہل دنیا الخ یہ شعر اہل دنیا مفلس اور پُر خوف ہی و لیکن چورون سے ڈرتا ہی ننگا آیا و ننگا جاتا ہی اور غم سے چورون کے خون جگر کھاتا ہے مرنے کے وقت کہ جگہ رونے کی ہی اس خوف سے جان اسکی ہنستی ہے غنی تب جانے کہ میر از زر نہین ہی اور ذکی جانے کہ مین بے ہنر تھا آگے اسکی مثال ہی جس طرح بچون کے پاس ٹھیکریان ہون اور وہ اُس سے مانند دولتمندون کے خوف زدہ ہون اگر کوئی ٹھیکری چھینے رونے لگین پھر اگر کوئی اُنھین دیدے ہنسنے لگین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

چون کنارِ کودکی پُر از سفال　　کو بران لرزان بود چون ربِّ مال
گر ستانی پارہ گریان شوند　　پارہ گر بازش دہی خندان شوند
چون نباشد طفل را دانش دثار　　گریہ و خندہ اش ندارد اعتبار
محتشم چون عاریت را ملک دید　　پس بران مال دروغین می طپید
خواب می بیند کہ او را ہست مال　　ترسد از دزدی کہ برباید جوال
چون ز خوابش بر کشاید گوش کش　　پس ز ترس خویش تسخر آیدش
ہمچنین ترسائی این عالمان　　کہ بود شان عقل و علم این جہان
از پی این عاقلانِ ذو فنون　　گفت ایزد در نبی لا تعلمون
ہر کسی ترسان ز دزدی کسے　　خویشتن را علم پندارد بسے
گوید او کہ روزگارم می برند　　خود ندارد روزگارِ سود مند
گوید او کارم بر آوردند خلق　　غرقِ بیکاریست جانش تا بہ حلق
عور ترسان کہ منم دامن کشان　　چون رہانم دامن از چنگال شان
صد ہزاران فضل داند از علوم　　جان خود را مے نداند آن ظلوم
داند او خاصیتِ ہر جوہرے　　در بیان جوہر خود چون خرے
کہ ہمے دانم یجوز و لا یجوز　　خود ندانی تو یجوزے یا عجوز

ٹھیکری ہون جس طرح بچون کے پاس　　اُس سے وہ جون اہل دولت پر ہراس
چھینے گر ٹھکری کوئی رونے لگین　　پھر کوئی دیدے انھین ہنسنے لگین
جو نہین لڑکون کو ہے دانش سے کار　　رونا ہنسنا اُنکا ہی بے اعتبار
عاریت کو ملک اہل جاہ نے　　جانا اور تڑپا وہ جھوٹے مال پے
خواب مین دیکھے کہ میرا مال ہے　　ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے
جو قضا اسکو جگائے خواب سے　　پس ہنسی آئے اُسے اُس خوف سے
یون ڈرانا عالمون کا جان لے　　علم و عقل اُنکو جو اس عالم کا ہی
ان عقیلون کے لیے اے پُر فنون　　حق نے قرآن مین کہا لا تعلمون
ہر کوئی چوری سے ہر اک کے ڈرا　　اور خود کو جانے بس عالم بڑا
کہتے ہین کہ وقت ہمارا کھوتے ہین　　نے زمانہ سے فوائد خود رکھین
کہتے ہین کہ حرج کار اپنا کیا　　اور بیکاری مین خود ہر اک رہا
ڈرتا ننگا کہ مرا دامن بڑا　　کیسے اُنکے ہاتھ سے رکھون رہا
سیکڑون وہ فضل جانین علم سے　　ظلم سے جان کو نہ اپنی جانتے
خاصیت جانین ہر اک جوہر کی یہ　　اپنی جوہر کے بیان مین مثل خر
جانتا ہون مین یجوز و لا یجوز　　خود نہ جانے تو یجوزی یا عجوز

۵۱ جو نہین آہ ۵ شعر جو لڑکون کو دانش سے کام نہین ہے اُنکا رونا و ہنسنا بے اعتبار ہے عاریت مال کو اہل جاہ نے ملک جانا اور جھوٹے مال پر وہ تڑپا آگے مثال ہے کوئی خواب مین دیکھے کہ میرا مال ہے ڈرتا ہے کہ چور میرا مال لے لے جبکہ قضا اسکو خواب سے جگائے اسکو اس خوف سے ہنسی آئے اسی طرح عالمون کا ڈرانا جان لے جو اُنکو علم و عقل اُس عالم کا ہے یعنے اہل دُنیا کو اس مال کے تلف ہونے سے رنج ہوتا ہے جبکہ بعد مرگ کے بیداری ہوگی تو ہنسے گا اور کچھ نقصان اپنا نہ جانے گا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

۵۲ ان عقیلون الخ، شعر ان عقیلون کے واسطے حق نے قرآن مین کہا ہی ترجمہ تم نہین جانتے ہو ہر کوئی ہر ایک کی چوری سے ڈرا اور خود کو جانے ایک عالم بڑا کہتے ہین کہ وقت ہمارا کھوتے ہین اور خود زمانہ سے فائدہ نہین اُٹھاتے کہتے ہین کہ ہمارا حرج کار کیا اور خود بیکاری مین ہر اک رہا ننگا ڈرتا ہے کہ میرا بڑا دامن ہے کیسے اُنکے ہاتھ سے رہا رکھون سیکڑون علم سے وہ فضل جانتے ہین ولیکن ظلم سے اپنی جان کو نہین جانتے ہین خاصیت جوہر کی جانتے ہین ولیکن اپنے جوہر کے بیان مین خر کے مانند ہین یعنی یہ علماء ظواہر علم باطن سے بیخبر ہین اور کہتے ہین کہ لوگ ہمارا وقت ضائع کرتے ہین ہر اک کے جوہر کی خاصیت جانتے ہین اور اپنے جوہر سے بیخبر ہین باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲-

۵۳ جانتا ہون آہ الخ، شعر مین، جانتا ہون جائز اور ناجائز کو اور یہ نہین جانتے کہ یہ بچو یزہ ہے یا عجوز ہی تو یہ روا اور ناروا جانتا ہی ولیکن خود کو روا ناروا دیکھ لے قیمت ہر سامان کی تو جانتا ہے ولیکن اپنی قیمت کو نہین جانتا ہے گدھا پن ہی تو بد و نیک کو جانتا ہے ولیکن نہ دیکھا کہ تو نیک ہی یا بد ہے تمام علمون کی جان یہ ہی کہ تو جانے کہ مین حشر مین کون ہون وہ اصول دین جانا تو نے ولیکن اپنی اصل مین دیکھ کہ تو کون ہے آدمی علم اصول کم ہین اصول اپنے سے کہ تو اپنی اصل جانے یعنے اس علوم ظاہری سے یہ علم بہتر ہے کہ تو خود کو پہچانے بموجب اس حدیث کے یعنے جسنے پہچانا اپنے نفس کو اُسنے پہچانا اپنے رب کو پس خود شناسی مین رب شناسی ہے آگے اہل سبا کا قصہ ہی فافہم ۱۲-

این روا و ناروا دانی و لیک	خود روا یا ناروائی بین تو نیک	یہ روا اور ناروا جاننے والے	خود روا اور ناروا کو دیکھ لے
قیمت ہر کالا میدانی کہ چیست	قیمت خود را ندانی احمقیست	نرخ ہر سامان کا تو جانے اچھی	قیمت اپنی کو نہ جانے ہی خری
سعدہا و نحسہا دانستۂ	ننگری سعدی تو یا ناشستۂ	جانتا ہے بد کو تو اور نیک کو	پر نہ دیکھا نیک ہی یا بد ہی تو
جان جملہ علمہا اینست این	کہ بدانی من کیم در یوم دین	سارے علمونکی یہ جان ہی فنون	کہ تو جانے حشر مین مین کون ہون
آن اصول دین بدانستی و لیک	بنگر اندر اصل خود گو ہست نیک	وہ اصول دین جانا تو نے پر	دیکھ اپنی اصل مین کیا ہی بستر
از اصولیت اصول خویش بہ	کہ بدانی اصل خود ای مرد بہ	ہی اصولیت سے بہتر یہ اصول	کہ تو جانے اصل اپنی ای فضول

قصہ خرمی اہل سبا و ناشکری ایشان — قصہ خوشی و خرمی اہل سبا کا اور ناشکری کرنا انکا

اصل شان بد بود زان اہل سبا	می رمیدندے ز اصحاب بقا	اصل[۵۱] انکی بدبختی وہ اہل سبا	بھاگتے تھے انبیا سے جو بھلا
دادشان چندین ضیاع و باغ و راغ	از چپ و از راست از بہر فراغ	پس بہت انکو دیئے جنگل و باغ	ہر طرف سے تا کہ ہو انکو فراغ
بسکہ می افتاد از پرے شمار	تنگ می شد معبرہ بر رہگذار	میوہ افزونی سے از بس گرتے تھے	کہ مسافر تنگ رہ مین ہوتے تھے
آن نثار میوہ رہ را می گرفت	از پری میوہ رہرو در شگفت	راستے بس تنگ میوون نے کیئے	اور مسافر اس سے بس حیران تھے
سلہ بر سر بر درختستان شان	پر شدی ناخواست از میوہ فشان	ٹوکری سر پر درختون مین بھرین	خود بخود میوے گرین اور وہ بھرین
باد آن میوہ فشاندی بے کسے	پر شدی زان میوہ دامنہا بسے	میوے بے توڑی ہوا سے جھڑتے تھے	خود بخود دامن سبھونکے بھرتے تھے
خوشہ ہاے زفت تا زیر آمدہ	بر سر و روی روندہ مے زدہ	خوشے بھاری ہوکے نیچے جھکتے تھے	اور رہ گیرون کے منہ پر لگتے تھے
مرد گلخن تاب بودے پر ز زر	بستہ بودے بر میان زرین کمر	یان[۵۲] تلک بھرجی تھا صاحب مال و زر	باندھتا تھا ہر گھڑی زرین کمر
سگ کلیچہ کوفتے در زیر پا	تخمہ بودے گرگ صحرا از نوا	ماری پھرتین روٹیان کتون تلے	بھیڑیے بدہضم صحرا مین ہوئے
گشتہ ایمن شہر و از دزد و گرگ	بز نہ ترسیدے ہم از گرگ سترگ	شہر و دہ مین امن گرگ و چور سے	بھیڑیون سے بھیڑ نے دہشت رکھے

[۵۱] اصل انکی الخ، شعر انکی اصل بدبختی کہ وہ اہل سبا بھاگتے تھے انبیا سے انکو بہت جنگل و باغ دیے تا کہ انکو فراغ ہو ہر طرف سے میوے کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر تنگ راہون سے ہوتے تھے تنگ راستے میوے نے کیئے اور مسافر اس سے حیران تھے ٹوکرے لے کر درختون مین بھرین میوے خود بخود گرین اور وہ بھرین میوے بغیر توڑے ہوا سے جھڑتے تھے خود بخود دامن سب کے بھرتے تھے خوشے بھاری ہوکر نیچے جھکتے تھے اور راہگیرون کے منہ پر لگتے تھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۵۲] یان تلک آہ الخ، شعر یان تک کہ بھرجی بھی صاحب مال و زر تھا اور ہر گھڑی باندھتا تھا زرین کمر کتون کے نیچے روٹیان ماری پھرتی تھین اور بھیڑیے بدہضم صحرا مین ہوئے تھے شہر و گانون مین گرگ و چورون سے امن تھا بھیڑیون سے بھیڑ دہشت نہین رکھتی تھین اگر انکے کپڑے میلے ہوجاتے آتش انکی صابون ہوجاتی وہ تنور مین کپڑے جو ڈالتے دم بھر مین وہ صاف ہوجاتے تھے اگر مین انکی نعمت کا بیان کرون دن بدن یہ قصہ رسوا ہو مجکو زیادہ کہنا ناروا ہے انبیا نے فاستقم کو جو سنا ہی یعنے قائم رہو زیادہ مت کہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

جامۂ ایشان اگرچرکین شدے / آتشِ سوزندہ شان صابون بدے
در تنور انداختندے جامہ را / بعد یکساعت شدے خوش باصفا
گر بگویم شرح نعمتہاے قوم / کہ زیادت می شد آن یوما فیوم
مانع آمد از سخنہاے مہم / انبیا بردند امر فاستقم

میلے کپڑے اُنکے ہوجاتے اگر / آگ صابون اُنکی ہوتی بیشتر
دو تنور اندر جو کپڑے ڈالتے / ایک دم مین بس صفا ہوجاتے تھے
گر کرون نعمت کا اُنکی مین بیان / دن بدن زیادہ ہوئے قصہ بیان
مجکو بھی کہنا زیادہ ناروا / انبیا نے حکم فاستقم کیا

آمدن سیزدہ پیغمبر بہ نصیحت اہل شہر سبا

آنا تیرہ پیغمبرون کا واسطے نصیحت اہل سبا کے

سیزدہ پیغمبر آنجا آمدند / گمرہان را جملہ رہبر می شدند
کہ ہلا نعمت فزون شد شکر کو / مرکب شکر ار بجنبد حرکو
شکر منعم واجب آمد در خرد / ورنہ بکشاید در خشم ابد
ہین کرم بینید و این خود کس کند / کز چنین نعمت بہ شکری بس کند
سر بہ بخشد شکر خواہد سجدۂ / پا بہ بخشد شکر خواہد قعدۂ
شکر نعمت نعمتت افزون کند / صد ہزاران گل ز خاری سر زند

تیرہ پیغمبر[سلہ] وہان پر آئے تھے / ہوتے تھے ہادی وہ اُن گمراہون کے
ہوئی فزون نعمت کرو تم شکر کو / ٹھہرا مرکب شکر کا جولان کرو
شکر منعم واجب آیا عقل پے / ورنہ اسکے وہ عوض غصہ کرے
تم کرم دیکھو کوئی ایسا کرے / کہ نہین شکر ایسی نعمت کا کرے
بخشا سر سجدہ کا چاہے شکر وہ / بخشا پا قعدہ کا چاہے شکر وہ
شکر نعمت نعمتین زیادہ کرے / سیکڑون گل خار سے پیدا کرے

جواب دادن قوم انبیا علیہم السّلام را

جواب دینا قوم کا انبیا علیہم السّلام کو

قوم گفتہ شکر ما را برد غول / ما شدیم از شکر و از نعمت ملول
نعمتِ چہ سیر شد جان ما ازین / شکر چہ گوئیم بر گوئید ہین
پیش ما این نعمت آمد محنتے / شکر محنت کس نگفت ست ای فتی
ما چنان پژمردہ گشتیم از عطا / کہ نہ طاعت ما خوش آید نی خطا
ما نمی خواہیم نعمتہا و باغ / ما نمی خواہیم اسباب فراغ

قوم[سلہ] بولی لے گیا شکر اپنا غول / ہم ہوئے ہین شکر و نعمت سے ملول
کیا ہے نعمت سیر جان اس سے ہوئی / شکر کیا کہوین کہو تم ای نبی
نعمت اب یہ ہم پہ محنت ہوگئی / شکر محنت کا بھی کرتا ہے کوئی
ہم عطا سے ایسے پژمردہ ہوئے / کہ نہ طاعت نے خطا خوش ہمکو دے
ہم نہین چہتے ہین نعمت اور باغ / ہم نہین چہتے ہین اسباب فراغ

سلہ تیرہ پیغمبر آہ ۶ شعر وہان پر تیرہ پیغمبر آئے تھے اور ان گمراہون کے ہادی ہوئے تھے کہ فزون نعمت ہوئی تم شکر کرو مرکب شکر کا ٹھہرا ہے تم جولان کرو منعم کا شکر عقل پر واجب آیا ورنہ اسکے عوض وہ غصہ کرے تم کرم کو دیکھو کوئی ایسا کرتا ہے کہ ایسی نعمت کا شکر نہین کرتا ہے سر کو بخشا وہ شکر سجدہ کا چاہیے پاؤن کو بخشا وہ شکر بیٹھنے کا اچھی طرح کرے اور شکر نعمت زیادہ نعمتون کو کرکے سیکڑون گل پیدا خار سے کرے یعنے شکر نعمتون کو زیادہ کرتا ہے بس جو نعمت کہ حاصل ہو شکر واجب ہے آگے جواب قوم کا ہے فافہم ۱۲۔

سلہ قوم بولی الخ ۵ شعر قوم نے کہا کہ ہمارا شکر غول لے گیا ہم شکر نعمت سے ملول ہین نعمت کیا ہے سیر جان سے ہوئے ہم شکر کیا کہوین تم کہو اے نبی یہ نعمت ہو گئی ہم پر محنت محنت کا بھی شکر کوئی کرتا ہے ہم ایسی عطا سے پژمردہ ہوئے کہ نہ طاعت ونہ خطا ہم کو خوشی دے ہم نعمت و باغ نہین چاہتے ہین اور ہم اسباب فراغ نہین چاہتے ہین آگے جواب انبیا علیہم السّلام کا ہے فافہم ۱۲۔

جواب گفتن انبیا علیہم السلام مر قوم را

انبیا گفتند در دل علتی ست — کہ ازان در حق شناسی آفتی ست
نعمت از وی جملگی علت شود — طعمہ از بیمار کے قوت شود
چند خوش پیش تو آمد ای مصر — جملہ ناخوش گشت وصافش کدر
تو عدوے این خوشیہا آمدے — گشت ناخوش ہرچہ بر وے کف زدے
ہر کہ او شد آشنا و یار تو — شد حقیر و خوار در دیدار تو
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم — پیش از تو بس مہ است و محترم
این ہم از تاثیر آن بیماری ست — زہر او در جملہ خلقان ساری ست
دفع آن علت بباید کرد زود — کہ شکر با آن حدث باید نمود
ہر خوشی کاید بتو ناخوش بود — آب حیوان گر رسد آتش شود
کیمیاے مرگ و جسک ست آن صفت — مرگ گردد زان حیات عاقبت
بس غذائے کہ زوی دل زندہ شد — چون بیاید در تن تو گندہ شد
بس عزیزے کہ بناز اشکار شد — چون شکارت شد بر تو خوار شد
آشنائی عقل با عقل از صفا — چون شود ہر دم فزون باشد ولا
آشنائی نفس با ہر نفس پست — تو یقین میدان کہ دم دم کمتر است
زانکہ نفسش گرد علت می تند — معرفت را زود فاسد می کند

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا قوم کو

انبیاؑ بولے کہ علت دل میں ہے — جو ہے آفت حق شناسی کے لیے
ساری نعمت اس سے بس علت بنے — کھانا بیماری میں کب قوت بنے
چند خوش جو پاس تیرے آئیں گر — ہو وین ناخوش منفعت ہووے ضرر
ان خوشی جملہ کا بس دشمن ہے تو — اس سے ناخوش ہووے جو کچھ پائے تو
آشنا اور یار تیرا جو ہوا — وہ حقیر اک تیری نظروں میں رہا
جو کوئی بیگانہ بس تجھ سے ہوا — آگے تیرے محترم وہ ہو گیا
یہ بھی اُس علت کی ہے تاثیر سے — زہر اسکا پہونچا سب خلقت میں ہے
دفع علت جلد کرنا چاہیئے — شکر اُس سے پیدا کرنا چاہیئے
جو خوشی آئے تجھے ناخوش کرے — آب حیوان آئے تو آتش بنے
کیمیائے رنج و دکھ ہے وہ صفت — زندگی ہو موت اس سے عاقبت
وہ غذا کہ اُس سے بس زندہ ہو دل — تیرے تن میں آئے وہ گندہ ہو دل
جو ہوا اک ناز سے تیرا شکار — پاس تیرے وہ ہوا آخر کو خوار
آشنائی عقل کی ہو عقل سے — دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے
آشنائی نفس کی ہو نفس سے — کر یقین کہ دم بدم بس وہ گھٹے
گرد علت کہ جو نفس اسکا پھرے — معرفت کو جلد تر فاسد کرے

سلہ انبیا بولے الخ، شعر انبیا نے کہا کہ دل میں علت ہے جو حق شناسی کے لیئے آفت ہے تمام نعمت اس سے علت بنے کھانا کب بیماری میں قوت بنے چند خوش لوگ اگر تیرے پاس آئیں ناخوش ہووین اور نفع ضرر ہوں اُن سب خوشی کا تو دشمن ہے جو کچھ تو پائے اُس سے ناخوش ہوئے جو تیرا یار و آشنا ہوا وہ تیری نظروں میں حقیر رہا جو کوئی تجھ سے بیگانہ رہا وہ آگے تیرے محترم رہا یعنے دل میں جب علت ہوتی ہے تو سب نعمت علت ہو جاتی ہے اور یار و آشنا حقیر نظر میں آتے ہیں اور بیگانے محترم دکھائی دیتے ہیں باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ یہ بھی آہ الخ، شعر یہ بھی اس علت کی تاثیر سے ہے کہ اسکا زہر سب خلقت میں پہونچا پس علت کو جلدی دفع کرنا چاہیئے اور اُس سے شکر پیدا کرنا چاہیئے جو خوشی آئے تجھے ناخوش کرے آب حیوان آئے تو آگ بنے وہ صفت کیمیائے رنج و دکھ کی ہے موت ہووے زندگی اُس سے آخر کار یعنے ان صفتوں سے رنج و دکھ پیدا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

سلہ وہ غذا الخ، شعر وہ غذا کہ اس سے دل زندہ ہو تیرے تن میں آئی تو اس سے دل گندہ ہو ناز سے تیرا شکار ہوا تیرے پاس وہ ذلیل و خوار ہوا آگے حقائق ہیں آشنائی عقل کی عقل سے ہو دوستی ہر دم صفائی سے بڑھے آشنائی نفس کی نفس سے ہو تو نفس گھٹے دمبدم کیونکہ اُسکا نفس گرد علت کے پھرے معرفت کو جلد فاسد کرے تو اگر نفرت کل دوست سے چاہے تو دوستی عقل اور عاقل سے کر جو علت نفس کی گرمی سے بنے وہ مرض کا آلہ ہو جو کچھ کہ تو حاصل کرے یعنے دوستی نفس کی نفس سے علت کو زیادہ کرتی ہے پس دوستی عقل سے کرنا چاہیئے کہ علت دور ہو و صفائی ملے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲—

گر نخواہی دوست را فردا نفیر ❊ دوستی با عاقل و با عقل گیر
از سموم نفس چون با علتے ❊ ہر چہ گیری تو مرض را آلتے
گر بگیری گوہرے سنگے شود ❊ گر بگیری مہر دل جنگے شود
ور بگیری نکتۂ بکر لطیف ❊ بعد درکت گشت بیذوق و کثیف
کہ من این را بس شنیدم کہنہ شد ❊ چیز دیگر گو بجز آن اے عضد
چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر ❊ باز فردا زو شوی زار و نفیر
دفع علت کن چو علت خو شود ❊ ہر حدیث کہنہ پیشت نو شود
تا کہ از کہنہ برآرد شاخ نو ❊ بشگفد صد خوشۂ کہنہ زگو
ما طبیبانیم شاگردان حق ❊ بحر قلزم دید ما را فانفلق
آن طبیبان طبیعت دیگر اند ❊ کہ بدل از راہ نبضے بنگرند
ما بدل بے واسطہ خوش بنگریم ❊ کز فراست ما باعلیٰ منظریم
آن طبیبان غذا اند و ثمار ❊ جان حیوانی بدیشان استوار
ما طبیبان فعالیم و مقال ❊ ملہم ما پرتو نور جلال
کاین چنین فعلے ترا نافع بود ❊ وان چنان فعلے زرہ قاطع شود
این چنین قولی ترا پیش آورد ❊ وان چنان قولی ترا نیش آورد
آنچنان و این چنین از نیک و بد ❊ پیش تو بنہیم و بنمائیم جد
گر تو خواہی این گزین ور خواہی آن ❊ زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیان

گل نہ نفرت دوست سے تو چاہے گر ❊ دوستی تو عقل اور عاقل سے کر
[1] نفس کی گرمی سے جو علت ہے ❊ ہو مرض کا آلہ تو جو کچھ کرے
گر تو اک گوہر کو لیوے سنگ ہو ❊ گر محبت دل کی لیوے جنگ ہو
گر تو لیوے نکتۂ نادر لطیف ❊ بعد آگاہی ہو بے ذوق و کثیف
یہ سنا میں نے پرانا ہو گیا ❊ دوسری چیز اور کہہ اسکے سوا
جان یوں ہی دوسرے تو چیز کو ❊ کل کو پھر نفرت تجھے بھی اس سے ہو
دفع علت کر جو علت دور ہو ❊ ہر پرانی بات تجکو ہووے نو
تا پرانی سے ہو پیدا شاخ نو ❊ نکلیں خاک کہنہ سے نو خوشہ سو
[2] ہم طبیب اللہ کے شاگرد ہیں ❊ پھٹ گیا جو بحر نے دیکھا ہمیں
وہ طبیبان طبیعت اور ہیں ❊ نبض سے دیکھیں دل بیمار میں
دل میں ہم بیواسطہ ہیں دیکھتے ❊ کہ فراست سے نظر اعلیٰ پہ ہے
وہ طبیب آگہ غذا اور پھل سے ہیں ❊ روح حیوانی کو وہ قائم رکھیں
ہیں طبیب ہم فعل کے اور قال کے ❊ نور حق الہام دیتا ہم کو ہے
کہ یہ ایسے فعل نافع تجکو ہیں ❊ اور ویسے فعل قاطع تجکو ہیں
قول ایسا تجکو بس بہتر کرے ❊ قول ویسا تجکو بس بدتر کرے
[3] نیک و بد سے ایسا ویسا ہم رہیں ❊ آگے تیرے اور بتائیں کوششیں
گر تو چاہے اسکو لے یا اسکو لے ❊ زہر و شکر سنگ و گوہر ہیں کھلے

[1] گر تو ایک الخ، شعر اگر تو ایک گوہر لیوے پتھر ہو اور محبت دل کی لیوے جنگ ہو اگر تو نکتہ نادر و لطیف لیوے، بعد دریافت کے بے ذوق و کثیف ہووے یہ جو میں نے سنا پرانا ہو گیا دوسرے چیز اور کہہ اسکے سوا دوسری تازی چیز کہ تو یون ہی جان کہ کل پھر نفرت اس سے بھی تجکو ہووے تو دفع علت کر جو دور علت ہو اور ہر ایک پرانی بات تجکو نئی ہو پرانی شاخ سے نو پیدا ہو اور خاک پرانی سے خوشے نو نکلیں یعنے علت کے سبب سے جو چیز کہ تو نے دو سرے دن اُس سے تو متنفر ہووے پس علت کو دفع کر دایک شئے تجکو ہر دم بہتر معلوم ہووے۔ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [2] ہم طبیب الخ، شعر ہم طبیب شاگرد ہیں اللہ کے جو بحر نے ہمکو دیکھا پھٹ گیا وہ طبیب طبیعت کے اور ہیں کہ نبض سے دل بیمار میں دیکھیں ہم دل میں بے واسطہ دیکھتے ہیں کہ فراست سے اعلیٰ پر نظر ہے وہ طبیب غذا و ثمر کے آگاہ ہیں اور روح حیوانی کو قائم رکھتے ہیں ہم طبیب قول و فعل کے ہیں نور حق ہمکو الہام دیتا ہے کہ یہ فعل ایسے تجکو نافع ہیں اور ویسے فعل قاطع تجکو ہیں ایسا قول تجکو بہتر کرے اور قول ویسا تجکو بدتر کرے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] نیک و بد آہ الخ ۵ شعر ہم نیک و بد سے ایسا و ویسا رکھیں اور تیرے آگے دو سے کوشش بتائیں اگر چاہے اسکو لے یا اسکو لے زہر شکر سنگ و گوہر ظاہر ہیں ان طبیبوں کا قارورہ دلیل ہے اور انکی رہبر وحی خدا کی ہے ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں ہم کو مزدوری خدا سے ملتی ہے آؤ تم کہ بیماری ناسور کو ایک پر ایک ذرا دویں بیمار کو یعنے طبیبان الٰہی اولیاء اللہ ہیں کہ دل میں بیواسطہ دیکھتے ہیں قول و فعل ہے اور مزدوری نہیں چاہتے اور بیماری ناسور دل کی ایک پر ایک دوا دیتے ہیں آگے معجزون کا انبیا کے حال ہے فافہم ۱۲۔

آن طبیبان را بود بولی دلیل / وین دلیلِ ما بود وحی جلیل
دست مزدی می نخواہیم از کسے / دست مزدِ ما رسد از حق بسے
ہین صلا بیمارِ ناسور را / داروے ما یک بیک رنجور را

اُن طبیبون کا ہے قارورہ دلیل / اور دلیل اپنی ہے بس وحی جلیل
ہم نہ مزدوری کسی سے چاہتے / ہم کو مزدوری ملے اللہ سے
آؤ تم بیمارِ ناسور کو / اک پہ اک دیوین دوا رنجور کو

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبران علیہم السلام سے

قوم گفتند اے گروہِ مدعی / کو گواہِ علم طبِ نافعی
چون شما بستہ ہمین خواب و خورید / ہمچو ما باشید در دہ می چرید
چون شما در دام این آب و گل اید / کے شما صیاد سیمرغِ دل اید
حبِ جاہ و سروری دارد بجان / کہ شمارد خویش از پیغمبران
ما نخواہیم این چنین لاف و دروغ / کردن اندر گوش و افتادن بدوغ
انبیا گفتند کاین زان علت ست / مایۂ کوری حجابِ رویت ست
دعوے ما را شنیدید و شما / می نہ بینید این گہر در دست ما
امتحان ست این گہر مر خلق را / ماش گردانیم گردِ چشم ہا
ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست / کو نمی بیند گہر حبس عماست
آفتابے در سخن آمد کہ خیز / کہ برآمد روز و بر جہ کم ستیز
تو بگوئی آفتابا کو گواہ / گویدت اے کور از حق دیدہ خواہ
روز روشن ہر کہ او جوید چراغ / عین جستن کوریش دارد بلاغ
ورنمے بینی گمانے بردۂ / کہ صباحست و تو اندر پردۂ

قوم بولی اے گروہِ مدعی / نفع ہے کچھ طب کی گواہی کس نے دی
ایسے ہی کھانے مین تم بھی ہو پھنسے / جیسے ہم کھاتے ہین اندر دیہ کے
دام مین اس آب و گل کے تم ہو جو / دل کے کب سیمرغ کے صیاد ہو
حب جاہ و سروری تم رکھتے ہو / خود کو تم پیغمبرون سے تا گنو
ہم نہین سنتے ہین ایسے جھوٹھ کو / سننا اور پڑنا کھٹائی مین سنو
انبیا بولے یہ اُس علت سے ہے / اندھاپن رویت کا جو پردہ بنے
امتحان ہے اس گہر کا خلق کو / نے گہر دیکھو ہمارے پاس جو
امتحان ہے اس گہر کا خلق کو / ہم دکھا دیتے ہین ظاہر اسکو جو
جو گواہ پوچھے ہے قول اُسکا گواہ / وہ نہین دیکھے گہر کہ ہے چھپا
گر کہے خورشید کہ اب تم اٹھو / کہ ہوا بس روز روشن مت لڑو
تو کہے ای شمس کون اسکا گواہ / وہ کہے ای اندھے حق سے چشم چاہ
دن ہے روشن جو ہے شمع ڈھونڈھتا / اندھاپن ہے عین اسکا ڈھونڈھنا
گر نہ دیکھے تو گمان ہو جائے ہے / کہ تو اک لڑکا ہے اور پردہ رکھے

سلہ قوم بولی آہ الخ، شعر قوم نے کہا کہ اے گروہ بد اس نفع طب کی گواہی کسنے دی ایسے ہی تم بھی کھانے مین پھنسے ہو جیسے ہم کھاتے ہین گاؤن مین جو تم اس آب و گل کے دام مین پھنسے ہو تم دل کے سیمرغ کے کب صیاد ہو جب جاہ و سرداری کی تم رکھتے ہو اور خود کو پیغمبرون سے کہتے ہو ایسے جھوٹ کو نہین جانتے ہین سُننا اور کھٹائی مین پڑنا انبیا نے کہا یہ اس علت سے ہے جو رویت کا اندھاپن پردہ بنے تم سنتے ہو ہمارا دعویٰ ولیکن گوہر کو نہین رکھتے ہو کہ ہمارے پاس ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سلہ امتحان الخ، شعر امتحان اس گوہر کا خلق کو ہے جو ہم دکھا دیتے اسکو ظاہر ہے جو گواہ کو پوچھے اُس کا قول گواہ ہی وہ گوہر نہین دیکھے کہ پوشیدہ ہے آگے اسکی مثال ہے اگر خورشید کہے کہ تم اب اٹھو کہ روز روشن ہوا مت لڑو تو کہے کہ ای خورشید اسکا کون گواہ ہے وہ کہے کہ اے اندھے چشم حق سے چاہ دن روشن ہے جو تو شمع ڈھونڈھتا ہے عین ڈھونڈھنا اُسکا اندھاپن ہے اگر تو نہ دیکھے گمان ہے جائے کہ تو ایک لڑکا ہے اور پردہ رکھتا ہے یعنے ہمارا گوہر اظہر من الشمس ہے اور تم دیکھتے ہو ولیکن گواہ چاہتے ہو پس نور آفتاب کا گواہ نور ہے یہ سب بیماری علت کا سبب ہے باقی حال اس کا آگے ہے فافہم ۱۲—

کوری خود را مکن زین گفت فاش
خامشی و در انتظار فضل باش
فضل بے علت مگر دریابدت
زین شقاوت دی دل برتابدت
در بمانی ای چنین کوری اید
آئینہ نہان شد از تو در نمد
در میان روز گفتن روز کو
خویش رسوا کردن است ای تند خو
صبر خاموشی جاذب رحمت ست
وین نشان جستن نشان علت ست
انصتوا بپذیر تا بر جان تو
آید از جانان جزای انصتوا
گر نخواہی نکس پیش این طبیب
بر زمین زن زود سر را ای لبیب
گفت افزون را تو بفروش و بخر
بذل جان و بذل جاہ و بذل سر
تا ثنائے تو بگوید فضل ہو
کہ حسد دارد فلک بر جاہ او
چون طبیبان را نگہدارید بدل
خود ببینید و شوید از خود خجل
دافع این کوری بدست خلق نیست
لیک اکرام طبیبان از ہدیست
این طبیبان را بجان بندہ شوید
تا بہ مشک و عنبر آگندہ شوید

اندھاپن[۱] ظاہر نہ کر اس قول سے
انتظاری مین تو چپ رہ فضل کے
فضل بے علت کو تو پائے مگر
اس شقاوت سے پھرے دل ای بشر
ایسے اندھے پن مین گر رہوی سدا
آئینہ چھپ جائے نمدی مین ملا
دن کہان ہے دن مین جو کہتا ہے تو
آپ کو رسوا نہ کر اے تند خو
صبر کرنا جاذب اس رحمت کا ہے
یہ پتا چنا پتا علت کا ہے
انصتوا کو کر قبول اجان سے تو
آئی جانان سے جزای انصتوا
گر طبیبون سے نہ چاہے گمرہی
سر زمین پر مار جلدی ای اخی
لاف[۲] گوئی بیچ تو اور مول لے
بذل جان و جاہ کو لے جان سے
تا ثنا تیری کہے فضل خدا
جاہ پر تیری حسد رکھے سما
جو طبیبون کا نگہ رکھتے ہو دل
خود کو دیکھو اور خود سے ہو تو بس خجل
خلق اندھاپن نہ دفع کر سکے
پر طبیبون کی ہدایت چاہیے
جان سے بندہ ان طبیبو نکا رہو
تا معطر مشک اور عنبر سے ہو

متہم داشتن قوم انبیا علیہم السّلام را

متہم کرنا قوم کا انبیا علیہم السّلام کو

قوم گفتند انیہمہ زرق ست و مکر
کے خدا نائب کند از زید و بکر
ہر رسول شاہ باید جنس او
آب و گل کو خالق افلاک کو
مغز خر خوردیم تا ما چون شما
پشہ را داریم ہمراز ہما

قوم[۳] بولی یہ ہے سب مکر و دغا
کب کرے زید و عمر و نائب خدا
جنس شہ ہوی رسول اندر جہان
پانی مٹی ہے کہان خالق کہان
ہم ہی احمق ہو گئے ہین تم سے کیا
ہم کہین مچھڑ کو ہمراز ہما

سلہ اندھاپن الخ۔ شعر اس قول سے اندھاپن ظاہر مت کر کہ انتظاری مین فضل کے تو چپ رہ فضل بے علت کو تو شاید کہ تو پائے اس شقاوت سے دل پھرے اگر ایسے اندھے پن مین سدا رہے نمدے مین چھپ جائے جو تو دن مین کہتا ہے کہ دن کہان ہے خود کو رسوا مت کر اے تند خو صبر کرنا اس رحمت کا جاذب ہے اور یہ پتا چاہنا علت کا پتا ہے انصتوا کو قبول کر تو جان سے تا جانان سے آئے چپ رہنے کی جزا اگر طبیبون سے گمراہی نہ چاہے سر زمین پر جلدی مار باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ لاف گوئی الخ۔ شعر لاف گوئی تو بیچ اور بذل جان و بذل جاہ کو جان سے خرید کر تا تیری ثنا کہے فضل خدا کا اور تیری جاہ پر انکا حسد رکھے جو طبیبون کا دل نگاہ رکھتے ہو خود کو دیکھ اور خود سے خجل ہو خلق اندھاپن دفع نہ کر سکے لیکن طبیبون کی ہدایت چاہیے جان سے ان طبیبون کا بندہ رہ تا معطر مشک عنبر سے ہو یعنے طبیبان الٰہی کو تو راضی رکھ کہ تا اندھاپن دل کا تیرے دفع ہو آگے قوم کا انبیا کو متہم کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ قوم بولی الخ۔ شعر قوم نے کہا یہ سب مکر و دغا ہے کہ زید و عمر کو خدا نائب کرے رسول شاہ کا ہم جنس جہان مین ہونا ہے پانی مٹی کہان اور خالق کہان ہے ہم ہی کیا احمق ہو گئے ہین تمھارے مانند کہ مچھڑ کو ہمراز ہما کا ہم کہیں کہان ہما و مچھڑ کہان گل و خدا شمس سے ذرہ کو کیا نسبت ہے و پیوند ہی کیا ہے کب دماغ و عقل مین رسا ہوئے ہم کہان یہ بیہودہ کہنا کہان کیا مکر و دغا و گمان بد ہے کہان و آسمان کہان رسیمان کب دماغ اپنا یہ داستان سُننے ہم اسقدر عقل و دانش رکھتے ہین گند نا کو گاجر سے جانتے ہین یعنے ہم کب تمھارا کہنا سنتے ہین برے و بھلے کو ہم پہچانتے ہین وشل ہاتھی کے کب دھوکا خرگوش سے کھاتے ہین چنانچہ قصہ اسکا آگے مثال مین بتاتے ہین فافہم ۱۲۔

گو ہما کو پشہ کو گل کو خدا — ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ را
این چہ نسبت وین چہ پیوندی بود — تا کہ در عقل و دماغے در رود
تا کجا این گفت بیہودہ کجا — اینچہ زرق ست و چہ شیدست و دغا
خود کجا کو آسمان کو ریسمان — مے نگیرد مغز تا این داستان
غالبا ما عقل داریم این قدر — گندنا را می شناسیم از گزر

کیا ہما مچھر کہان گل اور خدا — شمس سے نسبت بھلا ذرہ کو کیا
ہی یہ کیا نسبت و پیوندی ہی کیا — کب وہ باغ و عقل مین ہووی رسا
ہم کہان یہ کہنا بیہودہ کہان — ہی یہ کیا مکر و دغا اور بدگمان
ہین جدا بس آسمان و ریسمان — کب دماغ اپنا سُنے یہ داستان
اسقدر ہم عقل و دانش رکھتے ہین — گندنا کو جانتے گاجر سے ہین

حکایت خرگوشان کہ خرگوشے را برسالت پیش پیل فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہِ آسمانم لہذا در پیش تو آمدہ ام کہ تو ازین چشمۂ آب حذر کن چنانچہ در کتاب کلیلہ دمنہ بر آمدہ

حکایت خرگوشونکی کہ ایک خرگوش کو قاصد کرکے ہاتھی کے پاس بھیجا کہ کہو کہ مین ماہ آسمان کیطرف سے قاصد ہوکر تیرے پاس آیا ہون کہ تو اس پانی کے چشمہ سے بھاگ جا چنانچہ کتاب کلیلہ دمنہ مین آیا ہے

این بدان ماند کہ خرگوشے بگفت — من رسولِ ماہم و با ماہ جفت
کز رمہ پیلان بران چشمۂ زلال — جملہ نخچیران بُدند اندر وبال
جملہ محروم و ز خوف از چشمہ دور — حیلۂ کردند چون کم بود زور
از سر کُہ بانگ زد خرگوش زال — سوی پیلان در شب غرہ ہلال
کہ بیا رابع عشر اے شاہ پیل — تا درونِ چشمہ یابی این دلیل
شاہ پیلا من رسولم پیش ایست — بر رسولان بند و زجر و خشم نیست
ماہ می گوید کہ اے پیلان روید — چشمۂ آن ماست زان یکسو شوید
ورنہ من تان کور گردانم ستم — گفتم از گردن برون انداختم
ترک این چشمہ بگوئید و روید — تا ز زخم تیغ من ایمن شوید
نک نشان آنست کاندر چشمہ ماہ — مضطرب گردد ز پیل آب خواہ

یہ مثل[۱] وہ ہی کہا خرگوش نے — مہ کا قاصد ہون و ہمراہ ماہ کے
گلۂ پیلون سے چشمۂ آب پر — پہونچا تھا سب شکارونکو ضرر
سب تھے محروم اور تھے چشمہ سے دور — پس کیا حیلہ جو کم تھا انکا زور
کوہ[۲] پر سے بس کہا خرگوش نے — ہاتھیونکو پہلی شب مین ماہ کے
چودھوین شب کو تو آ اے شاہ پیل — تا کہ اس چشمہ مین پائے یہ دلیل
مین ہون قاصد شاہ پیلان آگاہ — قاصدون پر ہی نہین جور و جفا
ماہ کہتا ہی کہ اے پیلو تم اب — چھوڑو یہ چشمہ مرا ہی جاؤ سب
ورنہ اندھا کردون تمکو زور سے — کہہ دیا بوجھا اُتارا سر سے ہے
چھوڑو اس چشمہ کو اور بس جاؤ تم — تا نہ میری تیغ سے کُشتہ ہو تم
ہی پتا یہ چشمہ اندر ماہتاب — مضطرب ہو جو پیئے پیل اسکا آب

۱ یہ مثل الخ ۳ شعر یہ وہ مثل ہے کہ خرگوش نے کہا کہ مین ماہ کا قاصد ہون و ہمراہ ماہ کے ہون چشمۂ آب پر ہاتھیون سے سب شکارون کو ضرر پہونچا تھا سب محروم تھے اور چشمہ سے دور تھے پس حیلہ کیا جو انکو زور کم تھا باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲-

۲ کوہ پر سے الخ، شعر پس خرگوش نے کوہ پر سے کہا ہاتھیون کو ماہ اوّل کے شب مین جو چودھوین شب کو تو آ اے شاہ پیل تا کہ اس چشمہ مین یہ دلیل پائیگے مین قاصد ہون اے شاہ پیل آگے قاصدون پر نہین ہے جور و جفا ماہ کہتا ہے کہ اے پیلو تم اب یہ چشمہ میرا ہے چھوڑو اور جاؤ سب ورنہ اندھا کردون زور سے کہہ دیا و بوجھا اُتارا سر سے اس چشمہ کو چھوڑ دو اور تم جاؤ تا کہ میری تیغ سے تم کُشتہ نہو یہ پتا ہے کہ چشمہ مین ماہتاب مضطرب ہو جو پیل اسکا آب پئے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

آن فلان شب حاضر آئی شاه پیل　　تا درون چشمه یابی آن دلیل
چونکه هفت و هشت از مه بگذرید　　شاه پیل آمد دران چشمه خزید
چونکه زد خرطوم پیل آن شب در آب　　مضطرب شد آب و مه کرد اضطراب
پیل باور کرد ازوی آن خطاب　　چون درون چشمه دید او اضطراب
ترس ترسان بازگشتند آن رمه　　بعد ازان نامد یکے زایشان همه
ما نه زان پیلان گولیم ای گروه　　کاضطراب ماه آرد مان شکوه

اُس فلانی شب کو آئے شاہ پیل[۱]　　تاکہ چشمہ مین تو پائے وہ دلیل
آٹھوین یا ساتوین تاریخ آ　　شاہ پیل اُس آب کے اندر گھسا
آب مین جب سونڈ ڈالی پیل نے　　مہ ہلا اُس آب کی تحریک سے
جانا سچ اُس پیل نے بس وہ خطاب　　جو کیا چشمہ مین مہ نے اضطراب
پس وہ گلہ ڈر کے بھاگا پُشت پا　　بعدہٗ آیا نہ کوئی اُس جگہ
ای گروہ ہم وہ نہ احمق پیل ہین　　اضطرابِ مہ کی دھمکائی ہمین

جواب گفتن انبیا طعن ایشان را و مثل آوردن ایشان را

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا اُنکے طعنے کا اور مثل لانا اُنکا

انبیا گفتند آوه پندمان　　سخت تر کرد ای سفیهان بندتان
ای دریغا که دوا در رنجتان　　گشت زهر قهر جان آهنجتان
ظلمت افزود این چراغ آن چشم را　　چون خدا بگماشت پرده خشم را
چه رئیسی جست خواهیم از شما　　که ریاست ما فزون ست از شما
چه شرف یابد ز کشتی بحر دُر　　خاصه کشتی ز سرگین گشته پُر
ای دریغ آن دیدهٔ کور و کبود　　آفتابے اندرو ذرّه نمود
کادمی کو بود بے مثل و ندید　　دیدهٔ ابلیس جز طینے ندید
چشم دیوانه بهارش دی نمود　　زانطرف جنبید کو را خانه بود
ای بسا دولت که آید گاه گاه　　پیش بے دولت بگردد او ز راه

انبیا بولے کہ ہائے پند نے[۲]　　بند جان کر دی تمھاری سخت ہے
ہای بیماری تمھاری مین دوا　　ہو گئی سم اور قصدِ جان کیا
آنکھ کو اُس شمع نے اندھا کیا　　جو خدا نے ڈالا پردہ خشم کا
کیا حکومت تم سے ہم چاہین بھلا　　ہی حکومت ہمکو بس تم سے سوا
کیا شرف کشتی سے پائے بحر و بر　　خاص وہ کشتی جو گوبر سے ہو پُر
ہای وہ آنکھین کہ اندھی اور سیاہ　　آفتاب اُنمین بس اک ذرہ بنا
ایسا آدم کہ نہ مثل اپنا رکھے　　دیکھا جز خاک اُسکو نے ابلیس نے
چشم دیوی نے بہار اُسکو خزان[۳]　　بس وہ کھائی اور گئی گھر تھا جہان
ای بہت دولت کہ آئی گاہ گاہ　　آگے بے دولت کے بس چھوڑے وہ راہ

سلہ اس فلانی الخ، شعر اس فلانی شب کو آئے شاہ پیل تاکہ تو چشمہ مین پائے وہ دلیل آٹھوین یا ساتوین تاریخ کو آیا شاہ پیل اس آب مین گھسا جب پیل نے سونڈ ڈالی ماہ ہلا اس آب کی تحریک سے پیل نے سچ جانا وہ خطاب جو ماہ نے چشمہ مین اضطراب کیا پس وہ گلہ ڈر کے بھاگا پُشت پا بعدہٗ پھر کوئی نہ آیا اس جگہ آگے قول قوم کا ہے ای گروہ انبیا ہم وہ احمق پیل نہین ہین کہ اضطرابی ماہ کی ہمین دھمکائے یعنے انبیا کو قوم نے کہا کہ ہم احمق مثل ہاتھی کے نہین ہین کہ ماہ کی اضطرابی ہمین دھمکائے آگے جواب انبیا کا ہے فافہم ۱۲-

سلہ انبیا بولے الخ، شعر انبیا نے کہا کہ افسوس نصیحت نے تمھاری جان کو سخت بند کر دیا ہے افسوس بیماری تمھاری مین دوا سم ہو گئی اور جان کا قصد کیا اس شمع نے آنکھ کو اندھا کیا جو خدا نے پردہ چشم کا ڈالا ہم تم سے کیا حکومت چاہین ہم کو حکومت تم سے سوا ہے آگے اسکی مثال ہے دریائے گوہر کشتی سے کیا شرف پائے خاصکر وہ کہ جو گوبر سے بھری ہو افسوس وہ آنکھین کہ اندھی و سیاہ ہین آفتاب ان مین ایک ذرہ دکھائی دیتا ہے ایسا آدم کہ مثل اپنا نہین رکھتا ہی اسکو ابلیس نے بجز خاک کے نہ دیکھا یعنے بجز نصیحت کے تمھارا دل اور تیرہ ہو گیا کہ حکم خدا سے تم منکر ہو گئے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ چشم دیوے الخ شعر چشم شیطانی نے بہار اسکو خزان دکھائی اور ادھر حرکت کری جان تھا گھر اُسکا اے دولت بہت کہ گاہ گاہ آئی آگے بے دولت کے وہ راہ کو چھوڑ دے ای معشوق بہت بد کے پاس آتے ہین عشق بازی وہ ناشناس نہین جانتے احمقون کو ایسی مایوسی کس واسطے اُنکو سیدھی راہ پر نہ کرے یعنے ان احمقون کو ایسی بے نصیبی کیون ہی اور کیون نہین عطا فرماتا ہے گمراہون کو راہ نجات کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

ای بسا معشوق کاید ناشناخت | پیش بدبختی نداند عشق باخت
احمقان را این چنین حرمان چراست | می نسازد گمرہان را راہ راست
این غلط دہ دیدہ را حرمان ماست | وین تقلب قلب اسوء القضاست
چون بت سنگین شما را قبلہ شد | لعنت و کوری شما را ظلہ شد
چون نشاید سنگ تان انباز حق | چون نشاید عقل و جان ہمراز حق
پشہ مردہ ہما را شد شریک | چون نشاید زندہ ہمراز ملیک
یا مگر مردہ تراشیدہ شماست | پشہ زندہ تراشیدہ خداست
عاشق خویشید و صنعت کرد خویش | دم ماران را سر مارست کیش
نی در آن دم دولتی و نعمتی | نی در آن سر راحتی و لذتی
گرد سر گردان بود آن دم مار | لائق اند و خورند آن ہر دو یار
آنچنان گوید حکیم غزنوی | در الٰہی نامہ گر خوش بشنوی
کم فضولی کن تو در حکم قدر | در خور آمد شخص خر با گوش خر
شد مناسب عضوہا و ابدانہا | شد مناسب وصفہا با جانہا
وصف ہر جانے مناسب باشدش | بیگمان جانے کہ حق تراشدش
چون صفت با جان قرین کردست او | پس مناسب دانش ہمچون چشم و رو
شد مناسب وصفہا در خوب و زشت | زین مناسب حرفہا کہ حق نوشت
دیدہ و دل ہست بین الاصبعین | ہمچو قلم در دست کاتب ای حسین
اصبع لطف ست و قہر اندر میان | کلک دل با قبض و بسطے زین بنان

ای بہت معشوق آئین بد کے پاس | عشق بازی وہ نہ جانے ناشناس
احمقون کو ایسے حرمان کس لیے | کیون نہ سیدھی راہ پر انکو کرے
یہ غلط بین ہمکو حرمان نے کیا[۵۱] | یہ مقلب قلب کی ہے بد قضا
ہی بت سنگین کے قبلہ پر نگاہ | لعنت و کوری تمھاری ہو پناہ
سنگ کیون لائق شریک حق ہوا | کیون نہ لائق عقل ہمراز خدا
مردہ مچھر تو ہما کا ہو شریک | کیون نہ لائق زندہ ہمراز ملیک
مردہ شاید کہ تمھارا ہے نیا | زندہ مچھر ہے نیا اللہ کا
عاشق اپنی اپنی صنعت کے ہو تم | سر کو مذہب سانپ کی جانے ہے دم
دولت و نعمت نہین وہ دم رکھے | راحت و لذت نہین اس سر مین ہے
گردش سر کے[۵۲] پھرتی ہے وہ دم مار | لائق و معقول ہین وہ دونون یار
ایسا کہتا ہے حکیم غزنوی | سن الٰہی نامہ مین گر ہے خوشی
کم فضولی کر تو با حکم قدر | گوش خر کے لائق آیا جسم خر
پس مناسب جسم کے اعضا ہوئے | پس مناسب جان کی وصف اسکے بنے
وصف ہوتا ہے مناسب جان کے | بیگمان وہ جان کہ حق ترتیب دے
جو گیا نزدیک جان کے جان کو | پس مناسب دیکھ اسے جون چشم رو
ہین[۵۳] مناسب وصف خوب و زشت سے | ہین مناسب حرف جو حق نے لکھے
بس ہین آنکھیں دل کی بین الاصبعین | دست کاتب مین قلم جون ای حسین
انگلیان ہین لطف و قہر اور دل قلم | انکے قبض و بسط مین اے محتشم

[۵۱] یہ غلط بین الخ۔ شعر ہمکو حرمان نے یہ غلط بین کیا اور مقلب قلب کی بد قضا ہے بت سنگین کے قبلہ پر کیون نگاہ ہے لعنت و کوری تمھاری پناہ ہوئی سنگ لائق و شرکت حق کیون ہوا عقل کیون نہین لائق ہمرازی خدا ہوئی مچھر مردہ تو ہما کا شریک ہو کیون نہ زندہ لائق ہمراز پادشاہ کا ہو شاید کہ مردہ تمھارا بنایا ہوا ہے تو زندہ مچھر اللہ کا بنایا ہوا ہے تم عاشق اپنی اپنی صنعت کے ہو سر کو سانپ کے دم مذہب جانتے ہو دولت و نعمت وہ دم نہین رکھتی ہے راحت و لذت اس سر مین نہین ہے یعنے بت سنگین تو خدا کا شریک ہوا اور زندہ تن شریک حق نہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۵۲] گرد سر کے الخ۔ شعر گرد سر کے وہ دم مار پھرتی ہے وہ دونون یار لائق و معقول ہین حکیم غزنوی کہتا ہے الٰہی نامہ مین سن اگر خوشی ہے تو فضول کم کر حکم قدرت سے گوش خر کے لائق جسم خر کا آیا ہے پس جسم کے مناسب اعضا ہوے پس جان کے مناسب وصف ہوتا ہے مناسب جان کے بیگمان وہ جان کہ حق بنائے جو وصف کو نزدیک جان کے کیا پس مناسب اسنے دیکھ مانند چشم ہوگے یعنے جو وصف کہ مناسب جان کے گئے وہ آپس مین ایسے مناسب ہین جیسے چشم و ابرو موزون ہوتے ہین پس جیسے تم ہو ویسے ہی تمھارے بت معبود ہین غرضکہ یہ غلط بینی ہے۔

[۵۳] ہین مناسب الخ۔ شعر خوب و زشت سے کے وصف مناسب ہین حق نے جو حرف لکھے وہ مناسب ہین آنکھین دل کی درمیان دو انگشت حق کے ہین جیسے دست کاتب مین قلم ہو انگلیان ہین لطف و قہر اور دل قلم اسکے قبض و بسط مین ہے یعنی قلم کو دیکھ اگر تو چاہے کہ وہ کس کی انگلیون مین پھنسا ہے ان انگلیون سے تیری جنبش ہے سر تیرا چار راہ جمع پر ہے یعنے مثل قلم کے تیرا قول الطف و قہر الٰہی مین پھنسا ہے اسواسطے سر تیرا چار راہ قہر الٰہی مین کہ جدھر چاہے وہ لے جاوے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

اے قلم بنگر کہ اجلالیستی / گر میان اصبعان کیستی
جملہ قصد و جنبشت زین اصبع ست / فرق تو بر چار راہ مجمع ست
این حروف حالہات از نسخ او ست / عزم و فسخت ہم ز عزم و فسخ او ست
جز نیاز و جز تضرع راہ نیست / زین تقلب ہر قلم آگاہ نیست
این قلم داند ولے ہر قدر خود / قدر خود پیدا کند در نیک و بد
انچہ در خرگوش و پیل آویختند / تا ازل را با حیل آمیختند

اے قلم کچھ دیکھ گر تو ہے صفا / گر وہ کس کی انگلیون مین ہے پھنسا
جنبش اب سب انگلیون سے تیرے ہے / ہے ترا سر چار راہِ مجمع پے
تیرے حرف حال اسکے نسخ سے / عزم و فسخ اسکے ہے عزم و فسخ سے
آہ و زاری کے سوا بس راہ نہین / خامہ اس گردش سے کچھ آگہ نہین
یہ قلم جانے ولے مقدار خود / کرتا پیدا اپنے لائق نیک و بد
ہاتھی اور خرگوش سے نسبت جو دے / دیتے ہو حیلہ ازل کو باہمی

در بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خاصۃً در کارخانۂ الٰہی کہ نامتناہی ست

بیان مین اسکے کہ ہر کسی کو مثل لانا لائق نہین خاصکر کارخانہ الٰہی مین کہ نامتناہی ہے

کے رسد تان این مثلہا ساختن / سوی آن درگاہ پاک انداختن
آن مثل آوردن آن حضرت ست / کہ بعلم و سر و جہر او آیت ست
تو چہ دانی سر چیزے تا تو کل / یا بزلف و یا برخ آرے مثل
موسیٰ آنرا کہ عصا دید و نبود / اژدہا بد سرا و لب بر کشود
چون چنان شاہی نداند سر چوب / تو چہ دانی سر این دام و حبوب
چون غلط شد چشم موسیٰ در مثل / چون شود موشی فضولی مدخل
این مثالت را چو اژدرہا کند / تا بپاسخ جزو جزوت بر کند

یہ مثل کہنا تمھین کب چاہیے / نسبت اس درگاہ والا جاہ کے
یہ مثل کہنا خدا کو ہے روا / کہ وہ جانے علم و ظاہر باطنا
جانے کیا گنجے تو راز چیز کو / یہ مثل زلف اور رخ سے لائے تو
دیکھا موسیٰ نے عصا اور وہ نہ تھا / اژدہا کھولا لب جو بھید کا
نے کھلا بھید ایسے شہ پر چوب کا / بھید دانہ دام کا تو جانے کیا
جو مثل مین دھوکا موسیٰ کو ہوا / تجھ چوہے کو کب فضولی ہے روا
جو مثل کو اژدہا تیری کرے / ٹکڑے ٹکڑے تو جوابون سے کرے

سلہ تیرے حرف الخ ۱۴ شعر حال تیرا اسکے نسخ سے ہین اور عزم و فسخ تیرا اسکے عزم و فسخ سے ہے آہ و زاری کے سوا راہ نہین ہے قلم اس گردش سے آگاہ کچھ نہین یہ قلم جانے ولیکن مقدار اپنی لائق پیدا کرتا ہے نیک و بد ہاتھی اور خرگوش سے نسبت جو دے حیلہ و ازل کو باہم کرتے ہین یعنے خداوند عالم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے سب کچھ اسکے دست قدرت مین ہے جو حیلہ کو خرگوش و ہاتھی سے نسبت دے تو گویا ازل کو حیلہ کے ساتھ برابر کیا پس حیلہ کب ازل کے برابر ہو سکتا ہے آگے اس مثال نالائق کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سعہ یہ مثل کہنا الخ ۱۴ شعر یہ مثل تم کو کہنا کب چاہیے بہ نسبت اس درگاہ والا جاہ کے وہ مثل خدا کو کہنا روا ہے کہ وہ علم ظاہر و باطن جانتا ہی تو اے گنجے کیا جانے راز ہر شے کو کہ تو مثال زلف و رخ کی لائے آگے حقائق اسکے ہین فافہم ۱۲-

سـہ دیکھا موسیٰ نے الخ، شعر موسیٰ نے عصا دیکھا اور وہ نہ تھا بلکہ اژدہا تھا کہ جو لب بھید کا کھولا ایسے شاہ پر بھید چوب کا نہ کھلا تو دانا دام کا بھید تو کیا جانے جو مثال مین دھوکا موسیٰ کو ہوا پس تجھ چوہے کو فضولی کب روا ہے تیری مثال کو جو اژدہا کر دے تو ٹکڑے ٹکڑے جوابون سے کرے یہ مثال جو ابلیس لعین لایا تو ملعون حق کا ہوا حشر تک یہ مثال جو قارون کرے لایا تا گنج دھنسایا خاک مین یہ مثال جو نمرود دغا باز لایا تا مچھر نے اسکا سر کھایا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

سـہ درمیان دو انگشت کے ۱۲-

این مثال آورد ابلیس لعین   تا کہ شد ملعون حق تا یوم دین
این مثال آورد قارون از لجاج   تا فرو شد در زمین با تخت و تاج
این مثال آورد نمرود جہول   تا کہ پشہ مغز سر خوردش عجول
این مثال اندیش گشتہ قوم عاد   کاستخوان شان خرد و بُرد آید زباد
این مثال آورد شداد لئیم   تا کہ شد محروم از ہر دو نعیم
این مثال آورد فرعون از غلط   تا کہ اندر آب دریا شد سقط
این مثال آورد ہر بدبخت دون   تا کہ شد در قعر دوزخ سرنگون
این مثالت را چو زاغ و بوم دان   کہ از ایشان زشت شد صد خاندان

یہ مثل لایا جو ابلیس لعین   تا ہوا ملعون حق تا یوم دین
یہ مثل لایا جو قارون مکر سے   تا دھسایا گنج اندر خاک کے
یہ مثل لایا جو نمرود دغا   تا کہ مچھر نے سر اُسکا کھا لیا
یہ مثل[1] سوچی جو قوم عاد نے   تا کہ ریزہ کردی ہڈی باد نے
یہ مثل لایا جو شداد لئیم   تا نہ پائین اُسنے بس دونون نعیم
یہ مثل لایا جو فرعون مکر سے   تا کہ دریا مین وہ ڈوبائے رکھے
یہ مثل لایا جو ہر بدبخت دون   تا کہ دوزخ مین پڑا وہ سرنگون
ان مثالونکو تو اُلّو زاغ جان   کہ خراب اُنسے ہوئے سو خاندان

مثل زدن قوم نوح باستہزا در کشتی ساختن او

مثالین دینا قوم نوح کی تمسخر کے ساتھ کشتی بنانے مین اُسکو

نوح اندر بادیہ کشتی بساخت   صد مثل گو از پی تسخیر تاخت
در بیابانی کہ چاہ و آب نیست   میکند کشتی چہ نادان ابلہیست
آن یکی می گفت این کشتی بتاز   وان یکی می گفت پرّش ہم بساز
آن یکی می گفت دُنبالش کج است   وان یکی می گفت پشتش کژ مژ است
آن یکی می گفت پالانش کجاست   وان یکی می گفت پایش کژ چراست
آن یکی می گفت کاین مشکی تہیست   وان یکی می گفت این خر بہر کیست
آن یکی می گفت جو چون می خورد   ورنہ بارت کہ بمنزل می برد
آن یکی می گفت بیکاری مگر   یا شدی فرتوت و عقلت شد ز سر
او ہمی گفت این بفرمان خداست   این بچربکہا نخواہد گشت کاست

کشتی صحرا[2] مین بنائی نوح نے   سو مثل گو اُنپہ ہنسنے کو گئے
ایسے جنگل مین کہ نہ چہ آب ہے   ہی بناتا کشتی نہ دانش رکھے
ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا   ایک کہتا تھا کہ پر اسکے لگا
ایک کہتا تھا کہ کج دُم اسکی ہے   ایک کہتا پیٹھ ٹیڑھی اسکی ہے
ایک کہتا اسکا پالان ہے کہان   ایک کہتا پا ہے ٹیڑھا بے گمان
ایک کہتا کہ یہ خالی مشک ہے   ایک کہتا یہ گدھا کس کے لیئے
ایک کہتا کیسے یہ جو کھائے ہے   ورنہ بوجھا تیرا کب لے جائے ہے
ایک کہتا کہ یہ بس بیکار ہے   یا ہوا بوڑھا کہ بے دانش رکھے
وہ یہی کہتے یہ حکم حق سے ہے   یہ تمسخر سے تمہارے کب گھٹے

[1] یہ مثل الخ ۵ شعر یہ مثل جو قوم عاد نے سوچی تا باؤ نے ہڈی ریزہ کردی یہ مثال جو شداد لئیم لایا اُسنے دونون جنتین بنائین یہ مثال فرعون جو مکر سے لایا تا دریا مین وہ بے قیل و قال غرق ہوا یہ مثال جو ہر ایک بدبخت لایا تا دوزخ مین وہ سرنگون پڑا اُن مثالون کو مانند زاغ و اُلو کے جان کہ انسے سو خاندان خراب ہوئے یعنے احکام الٰہی و انبیا و اولیا مین مثال دینا ہر اک درست نہین ہے کہ اسکے وبال مین انسان گرفتار ہو جاتا ہے چنانچہ مثال دینے کی بُرائی کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] کشتی صحرا الخ ۹ شعر حضرت نوح عم کشتی صحرا مین بناتے تھے مثل گو ہنسنے کو اُنپر گئے ایسے جنگل مین کہ نہ چاہ ہے نہ آب ہے اور کشتی بناتا ہے دانش نہین رکھتا ہے ایک کہتا تھا کہ یہ کشتی چلا ایک کہتا تھا کہ اسکے پر لگا ایک کہتا تھا کہ اسکی دُم کج ہے ایک کہتا تھا کہ پیٹھ ٹیڑھی رکھتی ہے ایک کہتا تھا کہ اسکا پالان کس جگہ ہے ایک کہتا تھا کہ ٹیڑھا پاؤن کس لیئے ہے ایک کہتا تھا کہ مشک خالی ہے ایک کہتا کہ یہ گدھا کس لیئے ہے ایک کہتا تھا کہ جو کیسے کھاتا ہے ورنہ تیرا بوجھ کیسے لیجائے ہے ایک کہتا تھا کہ یہ بیکار ہے یا بوڑھا ہوا کہ دانش نہین رکھتا ہے نوح عم یہی کہتے تھے کہ یہ حکم خدا سے ہے یہ تمہارے تمسخر سے کب گھٹے آگے اسکے انجام کھلنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

حکایت آن دزد کہ حفرہ میکند وہی گفت دہل میزنم

این مثل بشنو کہ شب دزد عنید
در بن دیوار حفرہ مے برید

نیم بیداری کہ او رنجور بود
طقطق آہستہ اش را می شنود

رفت بر بام و فرود آویخت سر
گفت او را در چہ کاری ای پدر

خیر باشد نیم شب چہ مے کنی
تو کئی گفتا دہل زن اے سنی

در چہ کاری گفت می کوبم دہل
گفت کو بانگِ دہل ای بو سبل

گفت فردا بشنوی آن بانگ را
نعرۂ یا حسرتا واویلتا

من چو رفتم بشنوی بانگِ دہل
آن زمان واقف شوی بر جزو کل

آن دروغ ست و کژ و بر ساختہ
سرّ آن کژ را تو ہم نشناختہ

در غلط افتادۂ اے نیم خام
پختہ شو در آتش او والسلام

حکایت اُس چور کی کہ نقب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین ڈھول بجاتا ہون

یہ مثل[۱] سن تو کہ چور ایک رات کو
بس نقب دیوار مین دیتا تھا وہ

آدھا جگتا اک مرض مین تھا پڑا
کھٹ کھٹ آہستہ وہ سنتا اسکی تھا

بام پر جاکر جھکا کر اپنا سر
بولا کیا کرتا ہے تو کام ای پدر

خیر ہے کیا کرتا آدھی رات کو
بولا مین ہون ڈھول والا جان تو

کام[۲] کیا بولا بجاتا ڈھول ہون
بولا آواز ڈھول کی مین سنون

بولا کل سن لے گا اس آواز کو
نعرہ واحسرتا واویلا تو

جاون مین سن لیگا بانگِ ڈھول کو
جزو کل سے اس گھڑی واقف ہو تو

وہ بناوٹ کا اگرچہ جھوٹھ تھا
تو نے پر جانا نہ بھید اُس جھوٹھ کا

تو پڑا غلطی مین بس ای نیم خام
پختہ ہو آتش مین اسکے والسلام

جواب آن مثل کہ منکران گفتند از رسالت خرگوش پیغام پیل را از جانب ماہ آسمان

سرّ آن خرگوش دان دیو فضول
کہ بہ پیش نفس تو آمد رسول

تا کہ نفس گول را محروم کرد
ز آب حیوانی کہ ازوی خضر خورد

باژگونہ کردہ معنیش را
کفر گفتی مستعد شو نیش را

اضطراب ماہ گفتی در زلال
کہ بہ ترسانید پیلان را شغال

قصۂ خرگوش و پیل آری و آب
خشیت پیلان ز مہ در اضطراب

جواب اُس مثال کا کہ منکرون نے کہی قاصدی خرگوش سے پیغام پیل کو ماہ آسمان کی طرف سے

بھید[۳] اُس خرگوش کا شیطان ہے
نفس کے پاس آیا قاصد ہو ترے

تا کیا محروم تیرے نفس کو
آب حیوان سے کہ پیتا خضر دو

اُسکے معنی اُلٹے بس تو نے کرے
کفر بولا نیش کے لائق تو ہے

اضطراب مہ کہاں پانی مین ہے
کہ ڈرائے ہاتھی سب خرگوش نے

قصۂ خرگوش و پیل اب لایا تو
مہ سے پانی مین ڈراتا پیل کو

۱؎ یہ مثل الخ یہ شعر تو یہ مثال سن کہ ایک چور رات کو نقب دیوار مین دیتا تھا صاحب خانہ کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا مرض پڑا تھا اور کھٹ کھٹاہٹ اُسکی سنتا تھا بام پر جاکر سر جھکا کے کہا کہ تو کیا کام کرتا ہے اور خیر ہے کہ تو آدھی رات کو آیا ہے کیا کام ہے کہا کہ مین ڈھول والا ہون جان لے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

۲؎ کام کیا الخ ۵ شعر کیا کام ہی کہا کہ ڈھول بجاتا ہون کہا آواز ڈھول کی مین نہین سنتا ہون کہا کہ اس آواز کو کل تو سنے گا نعرۂ واحسرتا واویلا کا مین جاؤن تو سن لے گا آواز ڈھول کو اُسوقت تو جزو کل سے واقف ہوگا اگرچہ وہ جھوٹ بناوٹ کا تھا ولیکن تو نے نہین جانا بھید اس جھوٹ کا تو غلطی مین پڑا ای نیک خام اسکی آتش عشق مین پختہ ہو یعنی اے خام کار تو امورات دنیا کی غلطی مین پڑا ہے اسواسطے انجام کار کو نہین جانتا ہے پس تو آتش محبت حق مین پختہ کار ہو کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے جواب اُس مثال دینے اہل سبا کا ہے فافہم ۱۲-

۳؎ بھید اس الخ ۵ شعر بھید اُس خرگوش کا شیطان ہی تیرے نفس کے پاس قاصد ہوکر آیا ہی تا کہ تیرے نفس کو محروم کیا آب حیوان سے کہ جو خضر پیتا تھا اُسکے معنے تو نے اُلٹے کر دیئے تو نے کفر کیا نیش کے لائق ہے یعنے وہ مثال تم پر صادق آتی ہی کہا کہ اضطراب ماہ کو پانی مین ہی کہ ہاتھیون کو ڈرایا خرگوش نے قصہ پیل کا اب تو لایا ہی ماہ سے پانی مین ڈراتا پیل کو یہ کب اس ماہ کے مقابل ہون کہ جس سے خاص عام مغلوب ہو یعنے خرگوش شیطان ہی اور ہاتھی نفس ہے کہ آبحیات سے نفس کو محروم کیا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

این چہ باشد آخرای کوران قام — باحمی کہ شد زبونش خاص و عام
چہ مہ و چہ آفتاب و چہ فلک — چہ عقول و چہ نفوس و چہ ملک
چہ وحوش و چہ طیور و چہ جماد — چہ ملوک و چہ گدا چہ کیقباد
چہ بلاد و چہ جبال و چہ بحار — چہ مہ و چہ سال و چہ لیل و نہار
چہ تراب و آب و چہ باد و چہ نار — چہ خریف و صیف و چہ دی چہ بہار
جملہ اندر حکم و در فرمان او — ہمچو گوئی در خمِ چوگان او
آفتاب، آفتاب، آفتاب — اینچہ می گویم مگر ہستم بخواب
صد ہزاران شہر را خشمِ شہان — سرنگون کردہ ست ای بدگوہران
کوہ بر خود می شگافد صد شگاف — آفتابے چون خراسی در طواف
خشمِ مردان خشک گرداند سحاب — خشمِ مردان کرد عالم را خراب
خاصہ خشمِ شاہ یا شاہِ شہان — گرد وا زوی ریزہ ریزہ آسمان
بنگرید ای مردگانِ بے حنوط — در سیاست گاہ شہرستان لوط
پیل خود چہ بود کہ سی مرغِ پران — کوفتند آن پیلگان را استخوان
ضعفِ مرغان ابابیل ست و او — پیل را بدرید نہ پذیرد رفو
کیست کو نشنید آن طوفان نوحؑ — یا مصافِ لشکرِ فرعون و روح
روح شان بشکست و اندر آب ریخت — ذرہ ذرہ آب شان بر دی گسیخت
کیست کو نشنید احوالِ ثمود — وانکہ صرصر عادیان را می ربود

کیا ہے اس کے مقابل ہون ای خام — کہ ہووی مغلوب جس سے خاص و عام
کیا مہ[1] و کیا آفتاب و کیا فلک — کیا عقول اور کیا نفوس اور کیا ملک
کیا وحوش اور کیا طیور اور کیا جماد — کیا ملوک اور کیا گدا کیا کیقباد
کیا بلاد اور کیا پہاڑ اور کیا بحار — کیا مہ و کیا سال کیا لیل و نہار
کیا گل آب اور کیا ہوا کیا آگ و نار — کیا خریف اور کیا خزان اور کیا بہار
سب ہین اسکے حکم اور فرمان مین — جیسے گو ہووی خمِ چوگان مین
آفتاب، آفتاب، آفتاب — یہ جو کہتا ہون مگر ہون مین بخواب
خشم[2] نے شاہون کے صدہا شہر کو — کردی اوندھے ہین ای بدگوہرو
اپنے اوپر آپ کہ از خود پھٹے — مثل خر چکی کے ماہ و خور پھرے
خشمِ مردان خشک کردی ہی سحاب — خشمِ مردون نے کیا عالم خراب
خاصہ خشمِ شاہ یا شاہِ جہان — ریزہ ریزہ ہووے اس سے آسمان
دیکھو تم اے بے حیا مردہ دلو — اس سیاست گہ مین قوم لوط کو
اصل کیا ہاتھی کی تیس اک مرغ نے — ہاتھیون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
اُن ابابیلان عاجز مرغ نے — پھاڑے ہاتھی کہ رفو نے ہو سکے
کون[3] ہی کہ نے سنا طوفان نوحؑ — یا کہ جنگِ لشکرِ فرعون و روح
روح نے توڑا و پانی مین رکھا — ریزہ ریزہ انکو پانی نے کیا
کون ہی کہ نے سنا حالِ ثمود — عادیون کا لے گئی صرصر وجود

[1] کیا مہ الخ، شعر کیا ماہ و کیا آفتاب و کیا فلک و کیا عقول و کیا نفوس و کیا ملک و کیا وحوش و کیا جماد و کیا ملوک و کیا گدا و کیا بادشاہ و کیا پہاڑ و کیا دریا و کیا سال و کیا رات دن و کیا پانی مٹی کیا ہوا کیا آگ کیا خریف کیا خزان کیا بہار سب اسکے حکم مین ہین جیسے گیند خم چوگان مین آئے آفتاب ای آفتاب ای آفتاب یہ جو کہتا ہون شاید خواب مین ہون یعنے ای آفتاب نور محمدی یہ ماہ کا جو بیان کیا یہ میری بیہوشی کا باعث ہی کہ تو آفتاب ہے اور سب تیرے مغلوب ہین تجکو پانی مین کیا اضطراب ہوگا کہ تجھ سے پیل نفس ڈرینگے سب تیرے مطیع ہین آگے ہیبت مردان خدا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] خشم نے الخ، شعر شاہون کے خشم نے صدہا شہر اوندھے کر دیئے ہین کوہ اپنے اوپر آپ پھٹا ہے مثل خر چکی کے کہ مہر و ماہ پھرتے ہین مردون کے غصہ نے خشک کر دیئے ہین ابر مردون کے غصہ نے خراب کر دیا ہے عالم خاص کر غصہ بادشاہ یا بادشاہون کے بادشاہ کا کہ ریزہ ریزہ اس سے آسمان ہووے دیکھو تم اے بیحیا مُردہ دلو اس سیاست گاہ مین قوم لوطؑ کو کیا اصل ہاتھی کی ہے کہ اُن تیس مرغ نے ہاتھیون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اُن عاجز مرغ ابابیلون نے ایسے ہاتھیون کو پھاڑا کہ رفو نہو سکے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[3] کون ہی الخ، شعر کون ہی کہ اُسنے طوفان نوحؑ نہین سُنا یا کہ لڑائی لشکر فرعون و انبیا کی انبیا نے اُسے توڑا و پانی مین رکھا اور اُنکو ریزہ ریزہ پانی نے کیا کون ہے کہ اُسنے نہ سُنا حال ثمود کا اور عادیون کا صرصر وجود لے گئی ایسے ہاتھیون پر تو آنکھ کھول کہ وہ جنگ مین پیل کو مارتے تھے ایسے ہاتھی دل سے ہمیشہ سنگھارتے تھے تا ہمیشہ ایک ظلمت مین جاتے ہین و نہ حامی رحمت انبیا کے رہتے ہین شاید کہ نام نیک و بد نہ سنا سب نے دیکھا اور تم کو نہین دکھائی دیا یعنے تم آفات حق کے قابل نہین ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

چشم باری چون چنان پیلان گشا — کہ پدندے پیل کش اندر وغا
آنچنان پیلان و شاہان ظلوم — زیر خشم دل ہمیشہ در رجوم
تا ابد از ظلمتے در ظلمتے — می روند و نیست غوث و رحمتے
نام نیک و بد مگر نشنیدہ اید — جملہ دیدند و شما نادیدہ اید
دیدہ را نادیدہ می آرید نیک[۱] — چشم تانرا واکشاید مرگ نیک
گردو عالم پر بود خورشید و نور — چون روی در ظلمتے مانند کور
بے نصیب آئی ازان نور عظیم — بستہ روزن باشی از ماہ کریم
تو درون چاہ رفتستے زکاخ — چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ
جان کہ اندر وصف گرگی ماند او — چون بہ بیند روی یوسف را نکو
لحن داؤدی بہ سنگ و کہ رسید — گوش آن سنگین دلانش کم شنید
آفرین بر عقل و بر انصاف باد — ہر زمان واللہ اعلم بالرشاد

کھول ایسے ہاتھیون پر آنکھ تو — مارتے تھے جنگ مین وہ پیل کو
ایسے ہاتھی اور شاہ ظلم کار — خشم دل سے تھے ہمیشہ سنگسار
تا ابد ظلمت سے اک ظلمات مین — جاتی ہین جا ہی نہ رحمت کی رہین
نام نیک و بد کا شاید نے سُنا — سب نے دیکھا اور تمکو نے ملا
دیکھ کر انجان بنتے ہو ولیک[۱] — مرگ کھولیگی تمھاری آنکھ نیک
دونون عالم پر ہون بھرے نور سے — مثل اندھون کے تو ظلمت مین چلے
بے نصیبی ہے تجھے اوس نور سے — بند روزن ماہ اکرم سے رہے
چاہ مین آیا ہے تو ایوان سے — کیا گنہ بس وہ بڑا عالم رکھے
جان اُسکی وصف گرگی مین رہی — کیسے دیکھے روی یوسف ای اخی
سنگ و کہ نے لحن داؤدی سنا — کان مین اُس سنگدل کے نہ گیا
آفرین ہو تمکو بس ای عقل و داد — ہر گھڑی واللہ اعلم بالرشاد

صدقوا رسلا کراما یا سبا[۲] — صدقو روحا سباہا من سبا
سچا کرو اُن رسولان کریم کو ای اہل سبا — سچا کرو اُن روح کو کہ لے گئے ہو قید اپنی مین
صدقوہم ہم شموس طالعة — یومنوکم من مخازی القارعة
سچا کرو رسولونکو کہ آفتاب ہدایت کے طلوع کرنیوالے — اور جو سچا کروگے تم امن دینگے تمکو قیامت مین نقصانون سے
صدقوہم ہم بدور زاہرہ — قبل ان یلقوکم بالساہرہ
سچا کرو اُن رسولونکو کہ وہ چاند روشن ہین — قبل اسکے کہ ملاقات کرین تم سے قیامت مین
صدقوہم ہم مصابیح الدجی — اکرموہم ہم مفاتیح الرجی
سچا کرو تم اُن رسولون کو کہ چراغ ہین — تعظیم کرو اُن رسولونکی کہ وہ کنجی ہین اُمید کی

صدقوا رسلا کراما یا سبا — صدقو روحا سباہا من سبا
صدقوہم ہم شموس طالعة — یومنوکم من مخازی القارعة
صدقوہم ہم بدور زاہرہ — قبل ان یلقوکم بالساہرہ
صدقوہم ہم مصابیح الدجی — اکرموہم ہم مفاتیح الرجی

[۱] دیکھ کر الخ، شعر تم دیکھ کر انجان بنتے ہو ولیکن مرگ تمھاری آنکھ کھولے گی دونون عالم پر ہون خورشید و نور سے تو ظلمت مین چلے مانند اندھون کے اس نور سے تجکو بے نصیبی ہے روزن بند ہے ماہ اکرم سے تو چاہ مین آیا ہے ایوان سے وہ بڑا عالم کیا گناہ رکھتا ہے اسکی جان وصف گرگی مین رہے یوسف کے مُنھ کو کیسے دیکھے کوہ سنگ نے لحن داؤدی سُنا سنگ دل کے کان مین نہ گیا تم کو آفرین ہو جیو اے عقل و داد اللہ خوب جانتا ہے نیکی کو یعنے نور انبیا کا جہان مین روشن ہے مگر غافل بسبب کوری دل کے اس نور سے محروم ہین باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

[۲] صدقوا الخ، شعر ترجمہ سچا کرو روح کو کہ لے گئے ہو اپنی قید مین اس روح کو سچا کرو اُنکو کہ آفتاب ہدایت سے طلوع کرنے والے ہین اور جو سچا کروگے تو امن دینگے تم کو قیامت مین سچا کرو اُن رسولون کو کہ وہ چاند روشن ہین قبل اس سے ملاقات کرین تم سے زمین و قیامت مین سچا کرو تم اُن رسولون کو کہ وہ چراغ تاریکی ہین بخشش کرو تم ان رسولون کو کہ وہ گنج امید ہین سچائی کرو تم اسکو کہ امید نہین رکھتا ہے تم سے احسان تمھارے کی گمراہ مت ہو اور مت جھٹلاؤ اور مانع نہو سوا اپنے ایمان سے رسولون پر فارسی کہتا ہون اور تازی چھوڑتا ہون تو جان سے غلام ہو اُس رسول کا یعنے انبیا علیہ السلام کا بہر حال مطیع و تابع ہونا چاہیے کہ موجب نجات ہو آگے بیان حزم کا ہے فافہم ۱۲-

صدقوا من لیس یرجو خیرکم سچا کرو اسکو جو تمھاری خیر کی امید نہین	لا تضلوا لا تصدوا غیرکم گمراہ نہو اور نہ غیر کو روکو	صدقوا من لیس یرجو خیرکم	لا تضلوا لا تصدوا غیرکم
پارسی گویم ہین تازے بہل	ہندوی آن ترک باش از جان و دل	پارسی کہتا ہون تازی چھوڑنا	جان سے ہندو ہو تو اس ترک کا

بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

این گواهیهای شاهان بشنوید / بگرویدند آسمانها بگروید
یا بحال اولینان بنگرید / یا سوی آخر بحزمے بر پرید
حزم چه بود در دو تدبیر احتیاط / از دو آن گیری که دورست از خیاط
آن یکی گوید درین ره هفت روز / نیست آب و هست ریگ پای سوز
آن دگر گوید دروغ است این بدان / که بهر شب چشمهٔ بینی روان
حزم آن باشد که برگیری تو آب / تا رهی از ترس و باشی در صواب
گر بود در راه آب این را بریز / ورنه باشد وای بر مرد ستیز
ای خلیفه زادگان دادے کنید / حزم بهر روز میعادے کنید
آن عدوے کز پدرتان کین کشید / سوی زندانش ز علیین کشید
آن شه شطرنج دل را مات کرد / از بهشتش سخرهٔ آفات کرد
چند جا بندش گرفت آمد نبرد / تا بکشتی درفگندش روے زرد
این چنین کردست با آن پهلوان / سست سستش منگرید ای دیگران
مادر و بابای ما را آن حسود / تاج و پیرایه بچالاکے ربود
کردشان آنجا برهنه زار و خوار / سالها بگریست آدم زار زار

تم گواہی[۱] بادشاہون کی سنو / آسمان گردیدہ تم گردیدہ ہو
یا نظر اگلونکی ڈالو چال پے / یا طرف پچھلون کے دوڑو حزم سے
حزم کیا ہی حفظ و تدبیر ہے / دو سے دو نے پاک ہی جو رنج سے
ایک کہوے سات دن اس راہ مین / نے ہے پانی ریت سے پانون جلین
دوسرا کہوے کہ جھوٹھ اسکو تو جان / کہ ہر اک شب دیکھے تو چشمہ روان
حزم وہ ہے کہ تو لیوے آب کو / تا تو چھوٹے ڈر سے اور بخوف ہو
گر ہو[۲] پانی رہ مین، اسکو پھینک دے / ورنہ ہو افسوس مرد جنگ پے
ای خلیفہ زادو انصاف کرو / حزم محشر کے لیے تم سب کرو
باپ کو لایا تمھارے جو عدو / باغ علیین سے پس زندان کو
وہ شہ شطرنج دل کو مات دے / پھانستا آفت مین ہی جنت سے لی
چند جا اسکو چڑھا کر پیچ پے / مار کشتی مین اسے بس داون سے
اسطرح اس پہلوان سے جب کیا / اسکو عاجز تم نہ ہرگز جاننا
پس[۳] ہمارے اسنے مان او باپ کا / تاج و پیراہن کو دھوکے سے لیا
کردیا اسنے برہنہ اور خوار / روئے آدم اسپہ برسون زار زار

[۱] تم گواہی الخ ۵ شعر تم بادشاہون کی گواہی سنو آسمان گرویدہ ہے تم گرویدہ ہو یا اگلون پر نظر ڈالو یا پچھلون کی طرف دوڑو حزم سے حزم کیا ہے حفظ و تدبیر کی ہے وہ دو سے حاصل کرے کہ جو رنج سے پاک ہے ایک کہے سات دن مین اس راہ مین پانی نہین ہے اور ریت سے پانون جلتے ہین دوسرا کہوے کہ تو اسکو جھوٹھ جان کہ تو ہر شب چشمۂ روان دیکھے حزم وہ ہے کہ تو آب کو لیوے تاکہ تو ڈر سے چھوٹے اور بخوف ہووے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۲] گر ہو پانی الخ ۶ شعر اگر راہ مین پانی ہو تو اسکو پھینک دے اور اگر نہو تو افسوس ہے مرد لڑنے والے پر آگے اسکے حقائق ہین اے خلیفہ زادو اب انصاف کرو اور تم محشر کے واسطے سب حزم کرو وہ دشمن تمھارے باپ کو لایا باغ علیین سے زندان کو اس شاہ شطرنج دل کو مات دے کہ آفت مین پھانسا جنت سے لاکر کئی جا اسکو پیچ پر چڑھا کر کشتی مین مار داون سے جبکہ اس پہلوان سے اس طرح کیا ہرگز تم عاجز مت جاننا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [۳] پس ہمارے الخ ۶ شعر پس اسنے ہمارے مان باپ کا تاج و پیراہن لیا دھوکے سے اسے برہنہ اور خوار کردیا آدم غم اس سے زار زار روئے کہ سبزہ اگا انکے اشک سے کہ دفترین لاکو لکھا کس واسطے اب تم روئے اسکی چوری پر قیاس کرو کہ وہ عاجز کرے انکے زور کو اے گل پرستو تم اسکے شر سے ڈرو اور ہر دم لاحول اسپر پڑھو کہ وہ کہین سے تم کو دیکھتا ہے تم اسکو ذرا نہین دیکھتے ہو یعنے شیطان سے تم ڈرو اور ہر دم اسپر لاحول پڑھتے رہو کہ وہ دیکھتا ہے اور تم اسکو نہین دیکھتے ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

کز اشک چشم او روئید نبت — کہ چرا اندر جریدہ لاست ثبت
تو قیاسے گیر طراریش را — کہ چنان سرور کند زو ریش را
الحذر ای گل پرستان از شرش — تیغ لاحولے زنید اندر سرش
کہ ہمین بیند شما را از کمین — کہ شما او را نمے بینید ہین
دانما صیاد ریزد دانہ ہا — دانہ پیدا باشد و پنہان دغا
ہر کجا دانہ بدیدے الحذر — تا نہ بندد دام بر تو بال و پر
چونکہ دیدی دانہ بگریز ای حمام — ورنہ چون خوردی فرا افتادی بدام
شاد مرغی کو بہ ترک دانہ گفت — در ریاض قدس ہر شش گل شگفت
ہم بدان قانع شد و از دام رفت — ہیچ دامے پر و بالش را نہ بست

کہ اُگا سبزہ بس اُنکے اشک سے — کہ لکھا دفتر مین لا کو کس لیے
اُسکی چوری پر قیاس اب تم کرو — کہ کرے عاجز وہ اُنکے زور کو
اُسکے شر سے گل پرستو تم ڈرو — ہر گھڑی لاحول کو اُسپر پڑھو
کہ کمین سے تم کو ہے وہ دیکھتا — تم نہین ہو دیکھتے اسکو ذرا
ڈالتا صیاد دانے ہے سدا — دانے ظاہر اور پوشیدہ دغا
دانہ دیکھو جس جگہ تو تم ڈرو — تا نہ اُسکے دام مین تم جا پھنسو
ای کبوتر بھاگ دانہ دیکھے جو — گر تو کھائے دام مین بس قید ہو
مُرغ وہ خوش ہے کہ دانہ نہ لے — گلشن قدسی مین گل اسکا کھلے
بھی ہوا قانع و چھوٹا دام سے — پھانسا اسکو نے کسی پھر دام نے

و خامت حال آن مُرغ کہ ترک حزم کرد از حرص و ہوا

نالائق حال اُس مُرغ کا کہ حرص و ہوا سے ترک حزم کیا

بازمرغی فوق دیواری نشست — دیدہ سوی دانہ و دامی بہ بست
یک نظر او سوئے صحرا می کند — یک نظر حرصش بدانہ می کشد
این نظر با آن نظر چالیش کرد — ناگہانی از خرد خالیش کرد
رفت دانہ خورد و اندر دام ماند — صائدش کشت و بجوز و گام راند
بازمرغی کان تردد در گذشت — زان نظر بر کند و بر صحرا گماشت
شاد پر و بال او بخ لہ — تا امام جملہ آزادان شد او
ہر کہ او را مقتدا سازد برست — در مقام امن و آزادی نشست
زانکہ شاہ حازمان آمد دلش — تا گلستان و چمن شد منزلش

مُرغ اک پھر بیٹھ کر دیوار پے — دیکھتا تھا سوئے دانہ دام کے
اک نظر وہ جانب صحرا کرے — اک نظر حرص اسکی دانہ پر رکھے
اس نظر نے اس نظر سے جنگ کی — اسکو خالی عقل سے ناگاہ کی
دانہ کھایا دام مین جا کر پھنسا — مار کر صیاد اسکو چل دیا
چھوڑا پھر اک مُرغ نے اس فکر کو — اُس نظر سے چاند یا صحرا کو دو
خوش ہوا اور بال و پر اسکا بچا — تا امام جملہ آزادان ہوا
مقتدا جو کہ کرے اسکو چھٹا — اور مقام امن مین بس وہ گیا
حازمونکا اُسکا دل جو شہ ہوا — تب گلستان اسپہ منزل گہ ہوا

سلہ ڈالتا صیاد الخ — شعر صیاد ڈالتا ہی ڈالے ظاہر اور دام و دغا پوشیدہ ہی تم جس جگہ دانہ دیکھو ڈرو تاکہ اسکے دام مین جاکر نہ پھنسو ای کبوتر بھاگ جو تو دانہ دیکھے اگر تو کھائے بس دام مین قید ہو وہ مُرغ خوش ہی کہ جو دانہ نہ لے گلشن قدسی مین اسکا گل کھلے بھی قانع ہوا اور دام سے چھوٹا پھر کسی دام نے اسکو نہ پھانسا یعنے جو اول دانہ دیکھ کر بھاگا وہ خوبی دائم مین پڑا اسکو حزم ہوشیاری کہتے ہین آگے ترک حزم کا بیان ہے فافہم ۱۲—

سلہ مرغ اک الخ، شعر ایک مرغ دیوار پر بیٹھ کر طرف دانہ و دام کے دیکھتا تھا ایک نظر وہ جانب صحرا کے کرتا تھا اس نظر نے اُس نظر سے جنگ کی اسکو ناگاہ عقل سے خالی کیا دانہ کھائے اور دام مین جاکر پھنسا صیاد اسکو مار کر چل دیا اک مرغ نے پھر اُس فکر کو چھوڑا اُس نظر سے صحرا کو چل دیا خوش ہوا اور بال و پر اسکا بچا تا امام سب آزادون کا ہوا جو کہ مقتدا اسکو کرے چھٹا اور مقام امن مین وہ گیا یعنے جو کہ حرص دُنیا سے چھٹا وہ امام آزادون کا ہوا و کیا ہین اور جو کوئی اسکو اپنا مقتدا کرے وہ مقام امن مین پہونچے باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲—

سلہ حازمون کا الخ، شعر حازمون کا وہ بادشہ ہوا اُسکا دل اسکا منزل گاہ گلستان ہوا حزم اس سے راضی وہ حزم سے راضی ایسا کر اگر تو کرتا ہے تدبیر و عزم اگر تو دام مین حرص کے پڑا اور حلق اپنا کاٹنے کو دیا تجکو تو بہ قبول کرنے والے نے آزاد کیا تو بہ لی اور خوش و شاد تجھے رکھا ترجمہ کہا کہ اگر گردن گا مین جوڑا کیا فعل کا ساتھ جزا کے اسکی مثال ہی ایک کو جوڑے سے مین جو دور کر یون اسکا جوڑا کیا ایک جوڑا جوا اگر دوسرا بھی آئے جوڑ کو تو جوڑی سے پکڑ لیوے تو مادہ ڈھونڈھتی اُس جوڑے کو آئے یعنے عمل کا جوڑا اثر ہے کہ جب عمل کروگے ضرور اثر پیدا ہوگا یعنے جب حزم کروگے عافیت مین رہوگے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲—

حزم ازو راضی و او راضی ز حزم　　این چنین کس گر کنی تدبیر و عزم
بارہا در دام حرص افتادۂ　　حلق خود را در بریدن دادۂ
بازت آن توّاب لطف آزاد کرد　　توبہ پذرفت و شما را شاد کرد
گفت ان عدتم کذا عدنا کذا　　نحن زوجنا الفعال بالجزا
چونکہ جفتے را بر خود آورم　　آید آن جفتش و دانہ لاجرم
جفت کردیم این عمل را با اثر　　چون رسد جفتی رسد جفتی دگر
چون رباید غارتی از جفت سوی　　جفت می آید پی او شوی جوی
بار دیگر سوی این دام آمدید　　خاک اندر دیدۂ توبہ بدید
بازت آن توّاب بگشودان گرہ　　گفت ہین بگریز زین سو پا منہ
باز چون پروانۂ نسیان رسید　　جان تان را جانب آتش کشید
کم کن ای پروانہ نسیان و شکے　　در پر سوزیدہ بنگر تو یکے
چون رہیدی شکر آن باشد کہ ہیچ　　سوی آن دانہ نداری پیچ پیچ
تا ترا چون شکر گوئی بخشد او　　روزئے بی دام و بی خوف عدو
شکر آن نعمت کہ تان آزاد کرد　　نعمت حق را باید یاد کرد
چند اندر رنجہا و در بلا　　گفت از دامم رہا کن ای خدا
تا چنین خدمت کنم احسان کنم　　خاک اندر دیدۂ شیطان کنم
چون خلاصت داد حق از امتحان　　ہمچنانستے کہ بودی ہمچنان
چون رہا کردت فرامش کردیش　　جان خود را مست و بیہش کردیش

حزم اس سے راضی وہ راضی حزم　　ایسا کر گر تو کرے تدبیر و عزم
دام مین تو حرص کے اکثر پڑا　　حلق اپنا کاٹنے کو بس دیا
کر دیا آزاد پھر تو آپ نے　　توبہ لی اور شاد خوش رکھا تجھے
بولا ان عدتم کذا عدنا کذا　　نحن زوجنا الفعال بالجزا
ایک کو جوڑی سے مین کرون جو دو　　جوڑا اسکا دوڑتا آئے ضرور
اس عمل کا جفت اثر سے جو کیا　　آئے ایک جوڑا تو آئی دوسرا
نر کو جوڑے سے پکڑ لیوے جو تو　　مادہ آئی ڈھونڈھتی اس جفت کو
پھر طرف[1] اس دام کے جو آئی ہو　　خاک ڈالی آنکھ مین توبہ کے جو
بند کھولا توبہ لینے والے نے　　بولا بھاگ اور پھر قدم یان مت رکھ
آیا پھر پروانہ نسیان کا کھین　　جان تمھاری کھینچی اسنے آگ مین
کم کر اے پروانہ نسیان اور گمان　　اور جلا پر دیکھ لے اک کا عیان
جو چھٹا تو شکر اسکا بس یہ ہے　　کہ نہ اس دانہ کی خواہش ہو تجھے
شکر کر[2] اسکا کہ تا بخشے تجھے　　روزی خود بے دام اور بے خوف کے
شکر نعمت کہ دی آزادی تجھے　　نعمت حق یاد کرنا چاہیے
کب تلک ہو ہمپہ یہ رنج و بلا　　دام سے ہمکو رہا کر اے خدا
ایسے ہم احسان اور خدمت کرین　　خاک ہم شیطان کی ڈالین آنکھ مین
امتحان سے چھوڑا جب اللہ نے　　ہوگئے پھر ویسے ہی جیسے کہ تھے
جو کہ چھوڑا تمکو تم بھولے اسے　　مست و بیخود کر دی جان کو آپ سے

[1] پھر طرف الخ ۸ شعر پھر تم اس دام کی طرف آئے ہو تو بہ کی جو آنکھ مین خاک ڈالی توبہ لینے والے نے جو بند کھولا کہا کہ بھاگ اور پھر قدم یہان مت رکھ تھین پھر پروانہ نسیان کا آیا اسنے تمھاری جان کھینچی آگ مین اے پروانہ کم کر نسیان اور گمان اور ایک کا پر جلا دیکھ لے ظاہر جو تھا چھٹا شکر اسکا یہ ہے کہ اس دانہ کی خواہش تجکو نہو یعنی توبہ جو کرے گا وہ دام بلا سے بچے گا اور پھر اس دانہ مکر کی طرف نہ جائے گا باقی اسکا حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] شکر کو الخ ۶ شعر تا تجکو بخشے شکر گوئی کر روزی بے دام و بے خوف کے تجھے دے شکر نعمت کہ جو آزاد تجکو کیا حق کی نعمت یاد کرنا چاہیے کب تلک یہ ہم پر رنج و بلا ہو ہم کو دام سے رہا کر اے خدا ہم ایسے احسان و خدمت کرین اور خاک ہم شیطان کی آنکھ مین ڈالین اللہ نے جب چھوڑا امتحان سے پھر ویسے ہی ہوگے جیسے کہ تھے جو تم کو چھوڑا تم اسے بھولے جان کو مست و بیخود کر دے ایسے یعنے حق جب امتحان سے چھوڑتا ہے تو پھر ویسے ہوتے جاتے ہین جیسے کہ کتے سردی مین توبہ کرتے اور گرمی مین بھول جاتے ہین چنانچہ انکا قصہ آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

[3] اگر رو گردانی کروگے تم ایسے ہی رو گردانی کرونگا مین [4] ہم نے جوڑا کیا ہر فعل کا ساتھ جزا کے ۱۲۔

حکایت عہد کردن سگان در زمستان کہ چون تابستان آید خانہ بسازیم از بہر زمستان

سگ زمستان جمع گردد استخوانش ۔ ز خم سرما خرد گرداند چنانش
کو بگوید این قدر تن کہ منم ۔ خانہ از سنگ باید کردنم
چونکہ تابستان بیاید من بچنگ ۔ بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
چونکہ تابستان بیاید از گشاد ۔ استخوانہا پہن گردد پوست شاد
زفت گردد پا کشد در سایۂ ۔ کاہلے سیرے غرے خود رایۂ
گویداو چون زفت بیند خویش را ۔ در کدام خانہ گنجم اے کیا
گویدش دل خانۂ سازای عمو ۔ گوید او در خانہ کے گنجم نکو
استخوان حرص تو در وقت درد ۔ در ہم آید خرد گردد در نورد
گوئے از توبہ بسازم خانۂ ۔ در زمستان باشدم کاشانۂ
چون بشد درد و شدت آن حرص رفت ۔ ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت
شکر نعمت خوشتر از نعمت بود ۔ شکر بارہ کے سوئے نعمت رود
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ۔ زانکہ شکر آرد ترا تا کوی دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباہ ۔ صید نعمت کن بدام شکر شاہ
نعمت شکرت کند پرچشم و میر ۔ تا کنی صد رحمت ایثار فقیر

حکایت عہد کرنا کتون کا جاڑون مین کہ جو گرمی آئے تو ہم گھر بنائین جاڑون کے واسطے

کتنا[1] جاڑون مین سکڑ از بس گیا ۔ جاڑے کی شدت نے چھوٹا کر دیا
کہتا وہ کہ اسقدر تن جو رہا ۔ سنگ سے گھر اک بنانا بس پڑا
آئے جو گرمی تو مجکو چاہیئے ۔ واسطے جاڑون کے اک گھر سنگ سے
جبکہ گرمی آئے تو خوش ہووے وہ ۔ ہڈیان کھل جائین اور تن شاد ہو
پھول جائے اور سایہ مین گھسے ۔ سست احمق اور خود رایہ بنے
وہ کہے جو موٹا پائے آپ کو ۔ کون سے گھر مین سماؤن دوستو
اسکا دل[2] کہوے بنا خانہ نکو ۔ کہوے کس گھر مین سماؤن کہو
درد کے وقت حرص کی ہڈی تری ۔ سمٹے اور ہوجائے چھوٹی اور بڑی
کہوے توبہ سے بناؤن خانہ اک ۔ ہووے جاڑون مین ہمارا کاشانہ آپ
جو گیا رنج اور ہوئی حرص اب سوا ۔ مثل سگ گھر کا مکان بس ہے گیا
شکر نعمت بہتر اب نعمت سے ہے ۔ شکر کرنیوالا خواری کب رکھے
شکر نعمت جان نعمت پوست ہے ۔ شکر پہونچا دیوے جانان تک تجھے
شکر ہوش اور نعمت اب غفلت کو دی ۔ صید کر نعمت کو دام شکر سے
شکر کی نعمت[3] کرے تجکو امیر ۔ تاکہ لین سو نعمتین تجھ سے فقیر

زخم

۱ کتنا الخ یہ شعر کتا سرما مین از بس سکڑ گیا اور سردی کی شدت نے چھوٹا کیا وہ کہتا کہ اسقدر جو بدن رہا گھر پتھر کا بنانا پڑا اگر گرمی جو آئے تو مجکو چاہیئے سرما کے واسطے ایک گھر پتھر سے بنانا جبکہ گرمی آئے تو وہ خوش ہوے ہڈیان کھل جائین اور جسم خوش ہو پھول جائے اور سایہ مین گھسے مست و احمق اور خود رائے بنے جو کہ خود کو موٹا پائے تو وہ کہے کہ مین کون سے گھر مین سماؤن اے دوستو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۲ اسکا دل الخ یہ شعر دل اسکا کہوے کہ گھر اچھا بنا وہ کہے کہ مین کس گھر مین سماؤن آگے اسکے حقائق ہین درد کے وقت حرص کی ہڈی تیری سمٹے اور وہ بڑے بس چھوٹی ہو جائے کہوے کہ توبہ سے گھر بناؤن کہ میرا گھر سردی مین ایک ہو جائے جبکہ رنج گیا اور حرص ہوا ہوئی سگ کے مانند خیال اس سے گھر کا کیا شکر نعمت بہتر نعمت سے ہے کب شکر کرنے والا خواری رکھے شکر نعمت جان اور نعمت پوست ہے شکر جانان تک مجھے پہونچا دیوے شکر ہوش اور نعمت غفلت دیتی ہے تو نعمت کو صید کر دام شکر سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۳ شکر کی نعمت الخ یہ شعر شکر کی نعمت تجکو امیر کرے تاکہ سو نعمت تجھ سے فقیر لین اور غذائے حق سے سیری ہوئے تاکہ خواہش بھوک کی جاتی رہے حق کی نعمتون کا تم شکر کرو اپنے سر منحوس کو مت توڑو پھر شکر زیادہ نعمت کا کرے اور کفران نعمت مردہ کو کافر کرے یعنے شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور غذا حق سے سیر کرتی ہے اور جو مثل کتون کے وقت تکلیف کے شکر نعمت کرتے ہین اور وقت فراخی کے کفران نعمت کرتے ہین انجام کار وہ محروم رہتے ہین آگے منع کرنا نصیحت کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سیر نوشے از طعام و نقل حق — تا رود از تو شکم خواری و دق
نعمت وہاب را شکرے کنید — تا سر منحوس خود را اشکنید
شکر جذب نعمت وافر کند — کفر نعمت مرد را کافر کند

اور غذائے حق سے ہو سیری تجھے — تاکہ خواہش بھوک کی جاتی رہے
شکر حق کی نعمتوں کا تم کرو — اپنا مت توڑو سر منحوس کو
شکر نعمت کو زیادہ پھر کرے — کفر نعمت مرد کو کافر کرے

منع کردن منکران انبیا علیہم السلام را از نصیحت کردن و حجت آوردن بہ طریقہ جبریان

منع کرنا منکروں کا انبیا علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے اور حجت لانا بہ طریق جبریوں کے

قوم گفتند ای نصوحان بس بود — آنچہ گفتید ار دریں دہ کس بود
قفل بر دلہاے ما بنہاد حق — کس نتاند برد بر خالق سبق
نقش ما این کرد آن تصویر گر — این نخواہد شد بہ گفت و گو دگر
سنگ را صد سال گوئی لعل شو — کہنہ را صد بار گوئی باش نو
خاک را گوئی صفات آب گیر — آب را گوئی عسل شو یا کہ شیر
نار را گوئی کہ نور محض شو — پشہ را گوئی کہ سوے باد رو
قلب را گوئی کہ زر پاک شو — یا کہ اکسیرے شود چالاک شو
ہیچ ازان اوصاف دیگر گون شوند — آب کی گردد عسل ای ارجمند
خالق افلاک و ہم افلاکیان — خالق آب و تراب و خاکیان
آسمان را داد دوران و صفا — آب و گل را تیرہ روئے و نما
کے تواند آسمان دردی گزید — کے تواند آب و گل صفوت خرید
قسمتے کردہ است ہر یک را رہے — کی کہے گردد بجہد تا چون مہے

قوم بولی یہ ہی بس ای ناصحو — جو کہا تم نے کوئی گردہ مین ہو
قفل حق نے دل ہمارے پر دیا — کون غالب ہووے خالق پر بھلا
اس مصور نے یہ نقش اپنا کیا — گفتگو سے یہ نہوگا دوسرا
سو برس پتھر کو کہوے لعل ہو — سو دفعہ کہنہ کو کہوے تو ہو نو
خاک کو کہوے صفات آب لے — آب کو کہوے کہ ہو چون شہد کے
نار کو کہوے کہ بالکل نور ہو — کہوے مچھڑ کو کہ لیے تو باد کو
کہوے کھوٹے کو کہ زر اک پاک ہو — یا کہ ہو اکسیر اور چالاک ہو
کچھ بدل جاوے نہ اُس اوصاف سے — شہد کے مانند کب پانی بنے
خالق افلاک و اہل افلاک نے — خالق گل آب و اہل خاک نے
آسمان کو صاف کر پھرنا دیا — آب و گل کو تیرہ کر بڑھا دیا
آسمان کب تیرگی کو لے سکے — کب صفائی آب و گل وہ لے سکے
بانٹ دی ہر ایک کو اک راہ ہی — کوہ کب کوشش سے مثل مہ بنے

جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریوں کو

سلہ قوم بولی الخ ۳ شعر قوم نے کہا کہ ای ناصحو یہ بس کرتا ہے کہ جو تم نے کہا اگر کوئی گانوں مین ہے حق نے ہمارے دل پر قفل دیا ہی بھلا کون غالب ہووے خالق پر اُس مصور نے یہ نقش ہمارا کیا یہ گفتگو سے دوسرا نہ ہوگا آگے اسکے مثال ہے فافہم ۱۲-

سلہ۲ سو برس الخ ۹ شعر سو برس پتھر کو کہے کہ لعل ہو اور سو دفعہ کہنہ کو کہے کہ نیا ہو خاک کو کہوے کہ صفات پانی کی لے آب کو کہوے کہ مانند شہد کے ہو نار کو کہوے کہ بالکل نور ہو مچھڑ کو کہے کہ تو ہوا کو لے کھوٹے کو کہے کہ زر خالص ہو کہ اکسیر ہو اور چالاک ہو ان صفتوں سے نہ کچھ بدل جائے مانند شہد کے کب پانی سے بنے خالق افلاک و اہل افلاک نے و خالق گل و اہل خاک نے آسمان کو صاف کرکے پھرنا دیا آب و گل کو تیرہ کرکے بڑھا دیا آسمان تیرگی کو کب لے سکے اور آب و گل کب صفائی کو لے سکی ہر ایک کو ایک راہ بانٹ دی ہے کوہ کوشش سے کب ماہ کے مانند بنے یعنے خداوند عالم نے جسکو لائق جس صفت کے پیدا کیا ہے وہ بدل نہین سکتا ہے بس تمھاری ہدایت سے کیا ہوتا ہے آگے جواب انبیا عم کا ہے فافہم ۱۲-

انبیا گفتند کارے آفرید | وصفہائی کہ نتان زان سر کشید
آفرید او وصفہاے عارضی | کہ کسے مبغوض گردد گہ رضی
سنگ را گوئی کہ زر شو بیہدہ است | مس را گوئی کہ زر شو راہ است
ریگ را گوئی کہ گل شو عاجز است | خاک را گوئی کہ گل شو جایز ست
رنجہا دادست کانرا چارہ نیست | آن بہ مثل گنگے و فطس و عمی ست
رنجہا دادست کانرا چارہ ہست | آن بہ مثل لقوہ و درد سرست
این دواہا ساخت بہر ائتلاف | نیست این درد و دواہا از گزاف
بلکہ اغلب رنجہا را چارہ ہست | چون بجد جوئی بیاید آن بدست

انبیا بولے کہ سچ ہی کر دئے | وصف پیدا پر اس سے پھر سکے
عارضی وصفون کو پیدا کر دیا | کہ کبھی راضی کبھی ہووے خفا
کہوے پتھر کو کہ زر ہونا روا | کہوے تانبے کو کہ زر ہو ہی بجا
ریگ کو کہوے کہ گل ہونا رِوا | خاک کو کہوے کہ گل ہو ہی بجا
رنج بعضے ہین نہو انکی دوا | چون نفس اور گونگا پن اندھا سا
رنج بعضے ہین کہ ہو انکی دوا | جیسے لقوہ درد سر لاحق ہوا
یہ دوا کہ واسطے صحت کے ہی | یہ دوا اور درد ہی نہ جھونٹھ سے
بلکہ اکثر رنج کی ہے بس دوا | ڈھونڈھے کوشش سے تو وہ پائے بھلا

منکر گردن آن منکران حجت ہای جبریانہ را | دوبارہ کرنا انکا حجّت جبریانہ کو

قوم گفتند ای گروہ این رنجہا | نیست زان رنجے کہ پذیرد دوا
سالہا گفتید زین فسون و پند | سخت تر می گشت زان ہر لحظہ بند
گر دوا را این مرض قابل بدے | آخر از وے ذرۂ زائل شدے
سدہ چون شد آب ناید در جگر | گر خورد دریا رود جاے دگر
لاجرم آماس گیرد دست و پا | تشنگی را نشکند آن استقا
انبیا گفتند نومیدی بدست | فضل و رحمتہای باری بیحد ست
از چنین محسن نشاید نا امید | دست بر فتراک این رحمت زنید

قوم بولی یہ نہین وہ رنج ہی | جو دوا اون سی بھی ہون اچھے کبھی
اس فسون و پند سی برسون کہا | ہر گھڑی ہوتا تھا بند انکا سوا
یہ مرض قابل دوا کے ہوتا گر | کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا مگر
گر جگر مین سدہ ہو پانی نہ جای | گر پیے دریا تو جای اور جاے
دست و پا کو اس لئے پکڑی ورم | تشنگی نے ہووی استقا سے کم
انبیا بولے کہ نومیدی ہے بد | فضل و رحمت ہی خدا کی بیعدد
ایسے محسن سے نہ تو نومید ہو | اور پکڑ رحمت کی اس فتراک کو

سلہ انبیا بولے الخ یہ شعر انبیا نے کہا کہ سچ ہی وصف پیدا کر دے کہ اس سے پھر نہ سکے عارضی وصفون کو پیدا کیا کہ کبھی راضی و کبھی خفا ہووے آگے اسکے مثال ہے پتھر کو کہے کہ زر ہونا روا ہے تانبے کو کہے کہ زر ہو بجا ہے یعنے وصف عارضی بدل جاتے ہین اور وصف ذاتی نہین بدلتے ہین ایسا ہوا یہ کفر تمھارا وصف عارضی ہے کہ ہدایت سے دور ہو جاتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ۲ رنج بعضے الخ یہ شعر بعضے رنج ہین کہ اسکی دوا نہووے نفس گونگا و اندھا پن ہمیشہ رہے اور بعضے رنج ہین کہ اُنکی دوا ہوتی ہے جیسے کہ لقوہ و درد سر لاحق ہوتا ہے یہ دوا کہ صحت کے واسطے ہے یہ دوا اور درد ہے اور جھونٹھ نہین ہے بلکہ اکثر رنج کی دوا ہے جو کوشش سے ڈھونڈھے وہ پائے یعنے اکثر رنج کی دوا ہے کہ اس سے صحت ہوتی ہے بموجب حدیث کے لکل داءٍ دواءٌ[ع] اور بعضے رنج کی دوا نہین ہے کہ وہ قابل صحت پذیری کے نہین ہے آگے قول قوم کا ہے۔ فافہم ۱۲ سلہ۳ قوم بولی الخ، شعر قوم نے کہا کہ یہ رنج وہ نہین ہے گروہ کہ جو دوا انکی نہ کر سکین اس فسون و نصیحت سے برسون کہا کہ ہر دم انکا بند سوا ہوتا تھا یہ مرض اگر قابل دوا کے ہوتا کچھ ذرا بھی اس سے کم ہوتا آگے مثال ہے اگر جگر مین سدہ ہو باقی نجاے اگر دریا پئے تو اور جگہ جائے دست و پا کو اسواسطے ورم پکڑے تشنگی استقا سے کم نہووے انبیا نے کہا کہ نا امیدی بڑی ہے فضل رحمت خدا کا بے عدد ہی ایسے محسن سے نا امید مت ہو اور رحمت کی اس سے فتراک کو پکڑو یعنے خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو کہ اسکی رحمت بڑی ہے بموجب آیت شریف کے لاتقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے نا امید مت ہو تم رحمت اللہ سے آگے جواب انبیا علیہم السّلام کا ہے فافہم ۱۲۔

ع لکل داءٍ دواءٌ حکمہ یعنے واسطے ہر مرض کے دوا ہے ۱۲۔

باز جواب دادن انبیا علیہم السلام جبریان را

ای بسا کاری کہ اول صعب گشت ... بعد ازان بکشادہ شد سختی گذشت
بعد نومیدی بسے امیدہاست ... از پس ظلمت بسے خورشیدہاست
تو دگر فتم کہ شما سنگین شدید ... قفلہا بر گوش و بر دل برزدید
ہیچ مارا با قبولی کار نیست ... کار ما تسلیم و فرمان بردنیست
او بہ فرمودہ شما این بندگی ... نیست ما را از خود این گویندگی
جان برائے امر او داریم ما ... گر بریگے گوید او کاریم ما
امر حق را ما گروہ بیریا ... می رسانیم این رسالت باشما
غیر حق جان نبی را یار نیست ... با قبول و رد خلقش کار نیست
مزد تبلیغ رسالاتش ازوست ... زشت و دشمن رو شدیم از بہر دوست
ما برین درگہ ملولان نیستیم ... تا ز بعد راہ ہر جا ایستیم
دل فرو بستہ ملول آنکس بود ... کز فراق یار در محبس بود
دلبر و مطلوب با ما حاضرست ... در نثار رحمتش جان شاکرست
در دل ما لالہ زار گلشنے ست ... پیر و پژمردگی را راہ نیست
دائما تازہ جوانیم و لطیف ... تازہ و شیرین و خندان ظریف
پیش ما صد سال و یک ساعت یکیست ... کہ دراز و کوتہ از ما منفکیست
آن دراز و کوتہی در جسمہاست ... خود دراز و کوتہ اندر جان کجاست

پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا جبریون کو

[۱] کام اکثر پہلے مشکل بس رکھے ... بعد ہو جانے کے نے سختی رکھے
بعد نومیدی بہت امید ہین ... بعد ظلمت کے بہت خورشید ہین
ہمنے مانا سنگدل تم ہوگئے ... قفل اپنے کان اور دل پر دیئے
کچھ نہ مقبولی سے ہمکو کام ہے ... حکم کی تعمیل سے تو کام ہے
اسنے فرمائی یہ ہم کو بندگی ... ہم نہین کہتے ہین یہ کچھ آپ ہی
[۲] جان اسکے حکم پر رکھتے ہین ہم ... ریگ مین گر کہوے وہ تو بوئین ہم
حکم حق ہمکو ہوا بے بیش و کم ... یہ رسالت تمکو پہونچاتے ہین ہم
غیر حق جان نبی کا نے ہی یار ... خلق کی مقبولی و رد سے نہ ہی کار
اس رسالت کا اجرہ اس سے ہے ... یار کے ہم واسطے دشمن ہوے
ز ملول اس بارگہ سے ہم ہوئے ... دوری رہ سے کہ ٹھہرین ہر جگہ
[۳] وہ ملول اس بارگہ سے ہم ہوئے ... جو فراق یار مین زندان مین ہے
دلبر و مطلوب اپنے پاس ہے ... شکر اسکی رحمتون کا جان کرے
لالہ زار و گلشن اپنے دل مین ہے ... پیری و پژمردگی کب اسکے ہے
ہم سدا تازہ جوان ہین اور لطیف ... اور شیرین اور خندان اور ظریف
سو برس مثل ایک ساعت کے ہوا ... کہ دراز و کوتہ ہم سے ہی جدا
وہ دراز و کوتہ رکھتا جسم ہے ... نہ دراز و کوتہ اندر جان کے

---

[۱] کام اکثر پہلے الخ ۵ شعر اکثر اول کام مشکل معلوم ہوتا ہے اور بعد ہو جانے کے سختی نہین رکھتا ہے بعد ناامیدی کے بہت امیدین ہین اور بعد ظلمت کے بہت خورشید ہین ہم نے مانا کہ تم سنگدل ہوگے و قفل اپنے کان و دل پر دے گئے ہمکو کچھ مقبولی سے کام نہین ہے حکم کی تعمیل سے کام ہے اسنے یہ ہمکو بندگی فرمائی ہے ہم یہ کچھ آپ ہی نہین کہتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

[۲] جان اسکی الخ ۵ شعر ہم جان اسکے حکم پر رکھتے ہین اگر وہ کہے تو ہم ریگ مین بوئین حکم حق ہمکو بے بیش و کم ہوا یہ رسالت ہم پہونچاتے ہین تمکو نبی کی جان کا غیر حق یار نہین خلق کی مقبولی اور رد سے کام نہین ہے اس رسالت کا اجرہ اس سے ہے یار کے واسطے ہم دشمن ہوئے ہین ہم اس بارگاہ سے ملول نہین ہوسے راہ کی دوری سے کہ ہر جگہ ٹھہرین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—

[۳] وہ ملول الخ ۸ شعر وہ کوئی ملول و تنگدل ہے کہ جو فراق یار سے زندان مین ہے اپنے پاس دلبر و مطلوب ہے اسکی رحمتونکا شکر جان کرتی ہے گلشن و لالہ زار اپنے دل مین ہے کب پیری و پژمردگی آسکے ہم ہمیشہ جوان و تازہ و لطیف ہین اور شریف و خندان و ظریف ہین ہمکو سو برس اور ایک ساعت ایک ہوئی کہ ہم سے دراز و کوتہ جدا رہے دراز و کوتہ جسم رکھتا ہے جان مین دراز و کوتہ نہین ہے یعنے اہل دنیا بسبب فراق یار کے سنگدل ہین اور اولیاء اللہ بسبب وصل کے شیرین و خندان ہین اور ہزار برس اور ایک ساعت انکو برابر ہے کیونکہ جان مین دراز و کوتہ نہین ہین چنانچہ اسکی مثال ہے فافہم ۱۲—

سیصد و نه سال آن اصحاب کهف / پیش شان یکروز بی اندوه و کهف
وانگهی ننمود شان یکروز هم / که بتن باز آمد ارواح از عدم
چون نباشد روز و شب یا ماه و سال / کی بود سیری و پیری و ملال
در گلستان عدم چون بیخودیست / مستی از سغراق لطف ایزدیست
لم یذق لم یدر هر کس کو نخورد / کی بوهم آرد جعل انفاس ورد
نیست موهوم ار بدی موهوم آن / همچو موهوم آن شدی معدوم آن
دوزخ اندر وهم چون آرد بهشت / هیچ نابدوی خوب از خوک زشت
هین گلوی خود مبرّید ای جهان / این چنین لقمه رسیده تا دهان
راه های صعب پایان برده ایم / ره براهل خویش آسان کرده ایم
هین بجوئید از نجوم سعد راه / زانکه در ظلمت رسید و قعر چاه
هرکه مار انگشت پیرو باز رست / از عذاب نار و در جنّت نشست
وانکه نشنید از شقاوت پند ما / در عذاب جاودان شد مبتلا

تین سو نو سال بے رنج و جفا / ان صحاب کہف کو اک روز تھا
اس گھڑی انکو نہ اک دن بھی ہوا / تن مین آئی جان علم سے پھر ذرا
رات دن ہو جو نہ سال و ماہ کو / کب ملال و پیری اور تسکین ہو
جو ہی بستان عدم مین بیخودی / لطف حق کے جام سے ہی آئی
لم یذق لم یدر جس نے نہ چکھا / کب جعل اس بوئے گل کو پاسکا
نہ ہی موہوم ہوتا گر موہوم وہ / ہوتا جون موہوم کے معدوم وہ
وہم دوزخ مین نہ جنت آسکے / خوب و چکنے ہی خوک زشت سے
مت گلا کاٹو تم اپنا اب بھلا / منھ تلک جو ایسا لقمہ آگیا
سخت رہ کو ہم نے آسان کر دیا / سہل اپنی اہل پر اسکو کیا
دوستان حق سی ڈھونڈھو راہ کو / کیونکہ اب تم چاہ اور ظلمت مین ہو
جو ہوا پیرو ہمارا وہ چھٹا / نار دوزخ سے وہ جنّت کو گیا
جو نصیحت کو ہماری نے سنے / وہ عذاب جاودان مین بس ہے

مکرر کردن قوم اعتراض ترجیه بر انبیا علیهم السلام

دوبارہ کرنا قوم کا اعتراض بڑھ کے انبیا علیہ السلام پر

قوم گفتند از شما سعد خود دید / نحس مائید و ضدید و مرتدید
جان ما فارغ بُد از اندیشها / در غم انگندید ما را و عنا
ذوق و جمعیت که بود و اتفاق / شد زفال زشت تان صد فراق

قوم بولی نیک ہو اپنے لیے / نحس و مرتد ہو ہمارے واسطے
جان ہماری فارغ اندیشوں سے تھی / غم مین ڈالا تم نے ہمکو ای نبی
ذوق و جمعیت کہ تھا اور اتفاق / فال بد سے ہو گیا ہم مین نفاق

سے۱ تین سو الخ، شعر تین سو اور نو برس بے رنج و جفا اصحاب کہف کو ایک روز تھا اس دم انکو ایک دن بھی نہ دکھائی دیا پھر تن مین جو عدم سے جان آئے سال و ماہ کو جو رات دن نہو کب ملال و پیری و تسکین ہو جو بیخودی گلستان عدم مین ہے لطف حق کے بادہ جام سے ہے لم یذق لم یدر جس نے نہین چکھا ہے یعنے نہین ادراک کر سکتا ہے کب کیڑا جعل اس بُو کو پا سکتا ہے جو گلاب مین ہے موہوم نہین ہی اگر وہ موہوم ہوتا تو موہوم کے مانند معدوم ہوتا یعنے بیخودی بادہ لطف الٓہی کی گلستان عدم مین ہے جس نے نہ چکھا وہ کب اسکو دریافت کر سکتا ہے اور یہ موہوم اگر موہوم ہوتا معدوم ہوتا آگے اسکی مثال ہے دوزخ کے وہم مین جنت نہین آ سکتی ہی خوک زشت سے کہین خوب و چکنا ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سے۲ مت گلا الخ، شعر اب تم اپنا گلا مت کاٹو جو ایسا لقمہ منھ تک آگیا ہم نے سخت راہ کو آسان کر دیا اسکو اپنے اہل پر سہل کیا راہ کو دوستان حق سے ڈھونڈھو کیونکہ تم چاہ ظلمت مین ہو جو ہمارا پیرو ہوا وہ چھٹا نار دوزخ سے جنت کو گیا جو ہماری نصیحت نہ سنے وہ عذاب جاودان مین رہے یعنے راہ باطنی کو تم دوستان حق سے ڈھونڈھو اور نار دوزخ سے چھٹو اور اگر نہ سنوگے عذاب ہمیشگی مین پڑوگے آگے اعتراض قوم کا ہے فافہم ۱۲۔

سے۳ قوم بولی الخ، شعر قوم نے کہا کہ تم اپنے لیے ہو نیک اور ہمارے واسطے نحس و مرتد ہو ہماری جان اندیشوں سے فارغ تھی تم نے ہم کو غم مین ڈالا ای نبی ذوق و جمعیت اور اتفاق تھا فال بد سے ہمین نفاق ہو گیا ہم طوطی نقل اور شکر خوار تھے ہم تم سے مرغ مرگ اندیش ہوئے ہر جا فسانے غم کے ہوتے ہین ہر جا ذکر رہے اور بدبختی کا ہر جا شور ہے تمکو ذوق فال و قصوں مین ہی اور غم کے بھلانے سے تمکو شوق ہے یعنے تم سے ہماری قوم مین فساد پڑ گیا اور تم کہانیاں کہتے ہو اور غم سوا کرتے ہو آگے جواب انبیا علیہم کا ہے فافہم ۱۲۔ ے۵ جس کسی نے نہین چکھا نہین ادراک کر سکتا ہی۔

طوطی نقل و شکر بودیم ما — مرغ مرگ اندیش گشتیم از شما
هر کجا افسانهٔ غم گستریست — هر کجا آوازهٔ مستنکریست
هر کجا اندر جهان فال بدیست — هر کجا مسخ نکال و خذلیست
در مثال قصه و فال شماست — در غم انگیزی شما را مشتهاست

نقل و شکر خوار طوطی ہم تو تھے — مرغ مرگ اندیش ہم تم سے ہوئے
ہر جگہ غم کے فسانہ ہوتے ہین — ہر جگہ آواز نحوتیرون کے ہین
فال بد کا ہر جگہ مذکور ہے — اور بدبختی کا ہر جا شور ہے
فال اور قصون مین تمکو ذوق ہے — غم کے پھیلانے مین تمکو شوق ہے

باز گفتن انبیا علیہم السلام ایشان را — پھر جواب دینا انبیا علیہم السلام کا انکو

انبیا گفتند فال زشت و بد — از میان جان تان دارد مدد
گر تو جائے خفته باشی با خطر — اژدها در قصد تو آید بسر
مهربانے مر ترا آگاه کرد — که بجه زود ارنه اژدرہات خورد
تو بگوئی فال بد چون میزنی — فال چه برجه ببین در روشنی
از میان فال بد من خود ترا — مے رہانم مے برم سوے سرا
چون نبی آگه کننده است از نهان — کو بدید آنچه ندید اهل جهان
گر طبیبے گویدت غوره مخور — که چنین رنجے بر آرد شور و شر
تو بگوئی فال بد چون مے زنی — پس تو ناصح را مؤثم مے کنی
ور منجم گویدت امروز هیچ — آنچنان کاری مکن اندر بسیچ
زانکه نیکو نیست و ز امروز هان — تا نه گردی نادم و فاسد دران
صد ره ار بینے دروغ اختری — یک دو باره راست آید میخرے
این نجوم ما نشد هرگز خلاف — صحتش چون ماند از تو در خلاف

انبیا بولے[1] کہ فال زشت و بد — جان سے رکھتی تمھاری ہی مدد
پُر خطر جا مین اگر سوتا ہے تو — اژدہا اک آئے تیرے قصد کو
ایک مشفق نے تجھے آگہ کیا — کہ تو بھاگ اب کاٹتا ہے اژدہا
تو کہے گا فال بد تو کیون کرے — فال کیا اُٹھ روشنی مین دیکھ لے
فال بد سے مین چھڑاتا ہون تجھے — اور بچاتا ہون کہ گھر کی راہ لے
جو نبی آگاہ باطن سے کرے — کہ وہ دیکھے جو نہ دیکھے کوئی ہے
گر طبیب[2] اک کہوے تو غورہ نہ کھا — کہ یہ تجھے بیمار کردے بس سوا
تو کہے گا فال بد کیون کہتے ہو — کرتا مجرم کیون ہے اہل پند کو
گر کہے تجھ سے نجومی آج تو — قصد سے اپنے نہ کر کچھ کام کو
کیونکہ دن اچھا نہین ہے آج کا — تا نہ اسمین تو ہو نادم اور بُرا
سَو دفعہ جھوٹھا اسکی تو پائے نجوم — دو دفعہ گر سچ ہو تو لے ای ظلوم
نے ہمارے یہ نجوم ہرگز خلاف — صحت اسکی تم سے پوشیدہ ہے صاف

[1] انبیا بولے الخ ۔ شعر انبیا نے کہا کہ فال بد جان سے تمھاری مدد رکھتی ہے آگے اسکی مثال ہے اگر تو جائے پُر خطر مین سوتا ہی تیرے قصد ہلاکت کو ایک اژدہا آئے اور اب کاٹتا ہے تو کہے گا کہ فال بد تو کیون کرتا ہے وہ کہے کہ فال کیا تو اٹھ روشنی مین دیکھ لے مین فال بد سے تجکو چھڑاتا ہون اور بچاتا ہون کہ گھر کی راہ لے جو نبی باطن سے تجھے آگاہ کرے وہ دیکھتا ہے جو کوئی نہ دیکھے یعنے امر واقعی فال بد نہین ہوتا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

[2] گر طبیب الخ ۔ شعر اگر طبیب کہے کہ تو غورہ مت کھا تجھے بیماری سوا کر دے تو کہے گا فال بد کیون کہتے ہو پس اہل پند کو مُجرم کیون کرتے ہو اگر نجومی تجھ سے کہے کہ آج تو اپنے ہاتھ سے کام نہ کر کیونکہ آج کا دن اچھا نہین ہے تا اسمین تو نادم نہو اور سَو دفعہ اسکی نجوم جھوٹھ پائے اگر دو دفعہ سچ ہو تو لیوے آگے حقائق ہین یہ نجوم ہماری ہرگز خلاف نہین ہے صحت اسکی صاف پوشیدہ تم سے یعنے غیب گوئی انبیا کی صحیح اور درست ہے اور کچھ خلاف اسمین نہین ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲۔

آن طبیب و آن منجم از گمان	میکنند آگاہ و ما خود از عیان	وہ نجومی و طبیب از رہ گمان	کہتے ہین اور ہم کہین از خود عیان
دود مے بینیم و آتش از کران	حملہ مے آرد بسوئے منکران	دیکھتے ہین آگ کو ہم اور دھوان	حملہ کرتی ہے وہ سوئے منکران
تو ہمی گوئی خمش کن زین مقال	کز زیان است خیال شوم فال	تم یہ کہتے ہو کرو مت یہ مقال	دیوے ہمین نقصان فال شوم فال
ای کہ نصح ناصحان را نشنوی	فال بد با تست ہر جا میروی	تم نصیحت ناصحون کی نے سنو	فال بد ہمراہ ہے تم جس جا پھرو
افعی بر پشت تو بر مے رود	او ز بامے بیندت آگہ کند	جا رہا ہو سانپ تیری پیٹھ پے	بام سے اک دیکھے اور آگاہ کرے
گوئیش خاموش غمگینم مکن	گوید او خوش باش خود رفت این سخن	تو کہو چپ مجکو غمگین مت کرے	وہ کہے کہ اچھا صاحب جائیے
چون زند افعی دہان بر گردنت	تلخ گردد جملہ شادی کردنت	سانپ کاٹے جبکہ گردن پر ترے	عیش سارے تلخ ہو جاوین تجھے
پس بدو گوئی ہمین بود ای فلان	چون نہ بدریدی گریبان در فغان	بس کہے تو ای فلان ایسا ہی تھا	کیون نہ چلا کر مجھے تو نے کہا
یار بالایم تو سنگے مے زدی	تا مرا از جد نمودی آن بدی	میرے پتھر مارتا بالا سے تو	وہ بلا مجکو دکھاتا کہہ کے تو
او بگوید زانکہ مے آزردۂ	تو بگوئی نے کہ شادم کردۂ	وہ کہے کہ تو تو ہوتا تھا خفا	وہ کہو کہ خوش مجھے تو کرتا تھا
گفت من کردم جوانمردے و پند	تا رہانم من ترا زین خشک بند	بولے ہم نے کی نصیحت اس لیئے	تا چھڑاوین تمکو ہم اس قید سے
از لئیمی حق آن نہ شناختی	مایۂ ایذا و طغیان ساختی	تم نے حق جانا لئیمی سے نہین	اور کیا پیدا یہ مایہ بغض و کین
این بود خوی لئیمان دنی	بد کنند با تو چو نیکوئی کنی	ہے یہ عادت بد لئیمون کی اخی	جو کرین نیکی کرین تجھ سے بدی
نفس را زین صبر میکن منحنیش	کز لئیم است و نسازد نیکویش	کر تو لاغر نفس کو اس صبر سے	ہے لئیم اور کچھ نہین نیکی کرے
با کریمے گر کنی احسان سزد	ہر یکے را دہ عوض ہفصد دہد	گر کریمون سے کرے احسان کو	ایک کے دیوین عوض وہ سات سو
با لئیمے چون کنی قہر و جفا	بندۂ گردد ترا بس با وفا	جو لئیمون سے کرے قہر و جفا	تیرے بندے ہووین وہ بس باوفا
کافران کارند در نعمت جفا	باز در دوزخ نداشان ربنا	کرتے ہین کفار نعمت مین جفا	پھر ندا دوزخ مین انکی ربنا
کہ لئیمان در جفا صافی شوند	چون وفا بینند خود جافی شوند	ہون لئیم اب صاف جو دیکھین جفا	اور ظالم تر ہون جو دیکھین وفا

سلہ وہ نجومی الخ، شعر وہ نجومی اور طبیب از راہ گمان کے کہتے ہین اور ہم از راہ عیان کے کہتے ہین ہم دیکھتے ہین آگ اور دھوان بھی کہ وہ حملہ کرتی ہے طرف منکرون کے تم کہتے ہو کہ یہ باتین مت کرو ہمین باتین بد فالی کی نقصان دیتی ہین تم نصیحت ناصحون کی مت سنو فال بد ہمراہ ہے جس جا تم پھرو آگے اسکی مثال ہے تو جائے اور سانپ تیری پیٹھ پر ہو بام سے ایک دیکھے اور آگاہ کرے تو کہے کہ چپ رہ مجکو غمگین مت کر وہ کہے کہ اچھا صاحب جائیے جبکہ سانپ کاٹے گردن پر تیری عیش سب تلخ ہو جائین تجھے باقی مثال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ بس کہے الخ، شعر پس تو کہے کہ ای فلانے ایسا ہی تھا تو نے چلا کر کیون نہین مجھے کہا میرے پتھر مارتا تو اوپر سے اور وہ بلا تو مجھکو کہہ کر دکھاتا وہ کہے کہ تو خفا ہوتا تھا تو کہے کہ تو خوش مجھے کرتا تھا کہا کہ ہمنے نصیحت اس لیئے کی کہ تا تمکو چھڑائین اس قید سے تم نے لئیمی سے حق نہ جانا اور مادہ بغض و کینہ کا پیدا کیا آگے حقائق ہین یہ لئیمون کی عادت بد ہے کہ جو کرین نیکی تو بدی اسکا بدلہ دین اور بدون سے بدی پیدا ہوتی ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

سلہ کر تو لاغر الخ، شعر اس صبر سے تو نفس کو لاغر کر کہ لئیم ہے اور نیکی نہین کرتا ہے اگر تو کریمون سے احسان کرے ایک کے سات سو دیوین و لئیمون سے قہر و جفا کرے تو وہ تیرے بندے ہووین باوفا کفار نعمت مین جفا کرتے ہین پھر دوزخ مین وہ ربنا کی ندا کرتے ہین لئیم صاف ہووین جو جفا دیکھین اور جور و جفا دیکھین تو اور ظالم تر ہووین یعنے لئیمون پر اگر جفا کرین تو وہ دغا کرتے ہین اور اگر وفا کرین تو ظالم ہووین چونکہ نفس لئیم ہے تو یہ جفا سے وفا کرتا ہے سو اسطے اللہ نے اہل نفس کے واسطے دوزخ پیدا کی ہے چنانچہ اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

حکمت در آفریدن دوزخ دران جہان و زندان درین جہان تا معبد منکران گردد کہ ائتیا طوعًا و کرہًا

مسجد طاعات شان شد دوزخ ست / پای بند مرغ بیگانہ فخ ست
ہست زندان صومعہ دزد لئیم / کاندران ذکر شود حق را مقیم
چون عبادت بود مقصود از بشر / شد عبادتگاہ گردن کش سقر
آدمی را ہست در ہر کار دست / لیک ازو مقصود این خدمت بدست
ما خلقت الجن والانس این بخوان / جز عبادت نیست مقصود از جہان
گرچہ مقصود از کتاب آن فن بود / گر تواش بالش کنی ہم میشود
لیک ازو مقصود این بالش نبود / علم بود و دانش و ارشاد و سود
گر تو میخی ساختی شمشیر را / برگزیدی بر ظفر ادبیر را
گرچہ مقصود از بشر علم ہدی ست / لیک ہر یک آدمی را معبدی ست
معبد مرد کریم اکرمتہ / معبد مرد لئیم اسقمتہ
مر لئیمان را بزن تا سر نہند / مر کریمان را بدہ تا بر دہند
لاجرم حق ہر دو مسجد آفرید / دوزخ آنہا را و اینہا را مزید

حکایت پیدا کرنے مین دوزخ کے اس جہان مین اور زندان کے اس جہان مین تا عبادتگاہ منکرون کی ہو کہ ائتیا طوعًا و کرہًا

دوزخ[1] انکی مسجد طاعات ہے / پای بندی مرغ کی پھندہ بنے
ہی عبادت گاہ زندان چور کی / جو کرے اسمین وہ حق کی بندگی
جو عبادت تھی غرض انسان سے / ہوئی عبادت گہ سقر کفار پے
اختیار انسان کو ہی ہر کام مین / پر غرض اس سے یہی طاعات ہین
ما خلقت الجن والانس[3] اب پڑھو / جز عبادت نی غرض عالم سے ہو
جو کتابون سے غرض اس فن کی ہے / گر کرے تکیہ تو انکو ہو سکے
پر غرض انکی نہ اس تکیہ سے تھی / علم کی تھی اور خرد ارشاد کی
میخ[2] تونے گر کیا تلوار کو / بس ظفر پر لے لیا ادبار کو
گرچہ انسان سے غرض علم وہدا / پر ہر اک انسان کا ہی معبد جدا
ہے سعادت معبد مرد کریم / ہی شقاوت معبد مرد لئیم
دی لئیمون کو سزا تا رکھین سر / دے کریمونکو سخا تا دین ثمر
اس لئے خالق نے کین دو مسجدین / دوزخین انکو وا انکو جنتین

---

[1] دوزخ الخ، شعر مسجد طاعت دوزخ انکی ہو مرغ کی پابندی دام ہی چور کی عبادت گاہ زندان ہی کہ اسمین حق کی بندگی کرے جو انسان سے غرض عبادت تھی دوزخ عبادت گاہ ہوئی کفار پر انسان کو اختیار ہی ہر کام مین ولیکن اس سے غرض یہی طاعت ہی ترجمہ نہین پیدا کیا ہم نے جنات والانسان کو اب پڑھو کہ سوا عبادت کے غرض عالم سے نہین ہی آگے اسکی مثال ہے جو کتابون سے اس فن کی غرض ہے اگر تکیہ تو انکو بنائے ہو سکتا ہے لیکن غرض تکیہ کی اُن سے نہ تھی علم اور عقل اور ارشاد کی تھی یعنے مُراد انسان کی پیدایش سے عبادت تھی اگر اور کام کرے ہو سکتا ہے لیکن دوزخ کو عبادت گاہ کفار کا اسواسطے کیا کہ آدمی عبادت حالت تکلیف مین کرتا ہے کہ تا عبادت کے وسیلہ سے اس تکلیف سے نجات پائے جبکہ دوزخ کفارون کی عبادت گاہ ہوئی تو بعد عبادت کے نجات پانا ضرور ہے اس سے ثابت ہوا کہ بعد سزائے دوزخ کے کفار بھی تجلی جہیمی سے مشرف ہون کیونکہ دوزخ نام بُعد الٰہی کا ہے جبکہ آہ وزاری کفار سے بُعد الٰہی رفع ہوگا تو قرب رہ جائیگا بس اس قرب مین ہمیشہ رہین گے اور تجلی جہیمی ہوگی جبکہ تجلی ہوئی تو وہ دوزخ کفارون کو جنت ہوگی بس رویت حق کفارون کو دوزخ مین ہوگی بقول بحر العلوم آگے دوسری مثال اسکی ہے فافہم ۱۲۔

[2] میخ تو نے الخ ۵ شعر اگر تو نے تلوار کو میخ کیا بس ظفر پر ادبار کو لے لیا اگرچہ انسان سے غرض علم وہدایت ہی ولیکن ہر ایک انسان کا معبد جدا ہے معبد مرد کریم کی سعادت ہے اور مرد لئیم کی شقاوت ہے لئیمون کو سزا دے تا سر رکھین کریمون کو سخا دے تا ثمر دین اسواسطے خالق نے دو مسجدین کین انکو دوزخین اور انکو جنتین یعنے جنت معبد کریمون کی اور دوزخ معبد لئیمون کی ہی اسواسطے دُنیا مین بادشاہون کو واسطے مطیع کرنے سرکشون کے پیدا کیا کہ تا انکے جبر سے راستی اختیار کرین فافہم ۱۲۔

[3] نہین پیدا کیا ہمنے جنات والانسان کو۔

بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن جباران کہ مسخر حق نیند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام باب صغیر ساخت بر بیض قدس جہتہ رکوع جباران بنی اسرائیل کہ در وقت آمدن فروتنی کنند کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الی آخرہ

بیان اس بات کا کہ حق تعالیٰ نے صورت بادشاہون کی واسطے مطیع کرنے سرکشون کے کہ مطیع حق کے نہین ہین بنائی جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دروازہ چھوٹا حریم بیت المقدس کا بنایا واسطے سر جھکانے بنی اسرائیل کے کہ وقت آنے کے عجز کرین کہ ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ الی آخرہ

ساخت موسیٰ قدس در باب صغیر ۔ تا فرود آرند سر قوم زحیر
زانکہ جباران بدند و سرفراز ۔ دوزخ آن باب صغیرست و نیاز
آنچنان کہ حق ز لحم و استخوان ۔ از شہان باب صغیرے ساخت آن
اہل دنیا سجدۂ ایشان کنند ۔ چونکہ سجدہ کبریا را دشمن اند
ساخت سرگین دانکے محراب شان ۔ نام آن محراب میر و پہلوان
لائق این حضرت پاکے نیند ۔ نیشکرنے لیک در صورت نیند
آن سگان را این خران خاضع شوند ۔ شیر را عارست کو را بگروند
گربہ باشد شحنۂ ہر موش خو ۔ موش کی مدتاز شیران ترسد او
خوف ایشان از کلاب حق بود ۔ خوف شان کز آفتاب حق بود
رب الاعلیٰ ست ورد آن مہان ۔ رب ادنیٰ درخور این ابلہان
موش کے ترسد ز شیران مصاف ۔ بلکہ آن آہوگان مشک ناف

قدس کا در تنگ موسیٰ نے کیا[1] ۔ سر جھکے وان تاکہ گمراہ قوم کا
کیونکہ وہ سرکش تھے اور گردن فراز ۔ دوزخ انکی تنگ دری اور نیاز
جیسے ہڈی گوشت سے اللہ نے ۔ تنگ دروازہ بنای شاہ کے
اہل دنیا انکو تا سجدہ کرین ۔ دشمنی جو سجدۂ حق سے رکھین
انکی محرابونکو سرگین دان کیا ۔ نام رکھا شاہ اس محراب کا
تم نہین لائق ہو اس درگاہ کے[2] ۔ نیشکر پاک اور تم خالی ہونے
ان سگون کے یہ گدھے عاجز بنین ۔ شیر کو عار انکے گرویدہ رہین
ہووی گربہ موش خو کی کوتوال ۔ شیر سے موشونکو کب خوف و ملال
ہی سگان حق سی بس ہیبت انھین ۔ آفتاب حق سے نی دہشت انھین
رب اعلیٰ ورد ان نیکون کا ہی ۔ رب ادنیٰ ہادی بدکارون کا ہی
موش کب شیران جنگی سے ڈرے ۔ بلکہ ان آہو کو انسے خوف ہے

[1] قدس کا در الخ ۵ شعر حضرت موسیٰ نے بیت المقدس کا دروازہ تنگ کیا تھا کہ وہان سر جھکے گمراہون قوم کا کیونکہ وہ سرکش اور گردن فراز تھے در تنگ اور نیاز ان کی دوزخ ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے اللہ نے ہڈی گوشت سے دروازے تنگ بنائے بادشاہون کی اہل دنیا انکو تا سجدہ کرین جو سجدہ حق سے دشمنی رکھتے ہین انکی محرابون کو سرگین دان کیا اور اس محراب کا نام بادشاہ رکھا آگے اس کے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

[2] تم نہین الخ ۶ شعر تم لائق اس درگاہ کے نہین ہو وہ نیشکر پاک ہین اور تم خالی ہو ان سگون کے یہ گدھے عاجز رہتے ہین شیرون کو عار ہے کہ انکے گرویدہ رہین گربہ موش خو کی کوتوال ہے موشون کو شیر سے کب خوف ہے ہیبت انھین سگان حق سے ہے آفتاب حق سے انھین دہشت نہین ہے ان نیکون کا رب اعلیٰ ورد ہے اور بدکارون کو رب ادنیٰ ہادی ہے موش شیران جنگی سے کب ڈرین بلکہ آہو انکو انسے خوف ہے یعنے اہل دنیا انبیاؤن سے ڈرتے ہین کہ اولیا انکی مدارات سے خبردار ہین وہان اہل دنیا بادشاہون سے ڈرتے ہین اسواسطے اللہ نے بادشاہون کو انکے واسطے تنگ دروازہ کیا ہی تاکہ گردن فراز انکے آگے سر جھکائین باقی حال آگے ہے فافہم

رو بہ پیش پا نگیس ای کاسہ لیس — قش خداوندو ولی نعمت نویس
بس کن شرحی بگویم دور دست — خشم گیرد میر ہم اندکہ ہست
حاصل آن آمد کہ بد کن ای کریم — با لئیمان تا نہد گردن لئیم
با لئیم نفس چون احسان کند — چون لئیم آن نفس بد کفران کند
زین سبب بد کاہل نعمت شاکر اند — اہل نعمت طاغیند و ماکر اند
ہست طاغی سرور زرین قبا — ہست شاکر خستہٴ صاحب عبا
شکر کے روید ز املاک و نعم — شکر مے روید ز بلوا و سقم

عارفون کے[1] آگے جا ای طالع تو — لکھ خداوند جہان شاہان کو
شرح بس کر کہنا طولانی رکھے — شاہ غصہ ہووے جا ہے ہست ہے
اس سے یہ حاصل ہوا ابد کر کریم — تو لئیمون سے کہ رکھین سر لئیم
جو لئیم نفس پہ احسان کرے — جون لئیم آخر کو وہ کفران کرے
اہل محنت اس سبب شاکر ہوئے — اہل نعمت اس لیے باغی بنے
بس ہین باغی سرور زرین قبا — بس ہے شاکر خستہ دل کہنہ عبا
شکر کب ہوتا ہی ملک و مال سے — شکر ہوتا رنج اور اشکال سے

قصہ عشق صوفی بر سفرہ تہی از خورش

قصہ عشق صوفی کا خالی دسترخوان پہ کھانے سے

صوفی بر میخ روزے سفرہ دید — چرخ میزد جامہا رامی درید
بانگ میزد نک نوائے بے نوا — قحطہا و دردہا را نک دوا
چونکہ درد و سوز او بسیار شد — ہر کہ صوفی بود با او یار شد
کخ کخے و ہائے ہوئے میزدند — تا کہ چندین مست و بیخودی شدند
بوالفضولی گفت صوفی را کہ چیست — سفرہ آویختہ از نان تہی ست
گفت رو رو نقش بے معنیستی — بجز از خویش و عاشق نیستی
عشق نان بے نان غذاے عاشق است — قید ہستی نیست ہر کو صادق است
عاشقان را کار نبود با وجود — عاشقان را ہست بی سرمایہ سود

صوفی[2] کو کھونٹی پہ دسترخوان ملا — ناچا اور اپنے کپڑے پھاڑتا
کہتا یہ سامان ہے بے سامان کا — قحط کی اور درد کی یہ ہے دوا
درد و سوز اُسکا ہوا جب بے شمار — جو کہ صوفی تھا ہوا وہ اُسکا یار
قہقہے اور ہای ہو وہ کرتے تھے — یان تلک کہ مست بیخود ہوتے تھے
پس کہا صوفی سے اک نادان نے — خالی روٹی سے یہ دسترخوان ہے
بولا[3] جا جا نقش بے معنی ہے تو — نہی عاشق بیخبر ہی خود سے تو
عشق نان بے نان غذا عاشق کی ہے — قید ہستی کب بھلا صادق کی ہے
عاشقونکو تن سے نہ ہوتا ہی کام — عاشقونکو سود بے پونجی تمام

[1] عارفون کی الخ۔ شعر ای طالع تو عارفون کے آگے جا اور لکھ بادشاہون کو خداوند جہان اسکی شرح بس کر یہ کہنا طول ہوتا ہے شاہ غصہ ہو اور تجھے ہست جانتے آگے اسکے حقائق ہین اس سے یہ حاصل ہوا کہ ای کریم تو لئیمون کے ساتھ بدی کرتا کہ وہ لئیم سر رکھین جو تو لئیم نفس پر احسان کرے لئیمون کے مانند وہ آخر کو کفران نعمت کرے اسواسطے اہل محنت شاکر ہوئے اور اہل نعمت باغی ہوئے پس وہ باغی سرداران زرین قبا ہین اور شاکر خستہ دلان کہنہ عبا ہین شکر ملک و مال سے کب ہوتا ہے شکر رنج اور مشکل سے ہوتا ہے یعنے نفس پر تم سختی کرو کہ وہ مثل لئیمون کے مطیع ہووے کیونکہ لئیم بسبب سختی و رنج شکر کیے کرتے ہین چنانچہ اسکا حال قصہ صوفی مین آگے بیان کرتے ہین فافہم ۱۲۔

[2] صوفی الخ۔ شعر ایک صوفی کو دسترخوان کھونٹی پر دکھائی دیا پس وہ ناچا اور کپڑے پھاڑتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سامان ہے بے سامان کا اور قحط و درد کی یہ دوا ہے جب درد و سوز اسکا سوا ہوا جو کوئی صوفی تھا اُسکا وہ یار ہوا قہقہے اور ہا ہُو وہ کرتے تھے یہانتک کہ مست و بیخود ہوتے تھے بس صوفی سے ایک نادان نے کہا کہ یہ دسترخوان روٹی سے خالی ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] بولا جا جا الخ۔ شعر صوفی نے کہا جا تو نقش بے معنے ہے تو عاشق نہین ہے اپنے سے بیخبر ہے کیونکہ عشق نان کا بغیر نان کے عاشق کی غذا ہی قید ہستی صادق کی کب ہے عاشقون کو بدن سے کام نہین ہوتا ہے عاشقون کو بے پونجی کے سود تمام ہوتا ہے پر نہین ہین اور گرد عالم کے اُڑتے ہین اور گیند بغیر ہاتھون کے لے جاتے ہین آگے اسکی مثال ہے یعنے کی درویش نے جو پائی زنبیل بنتا تھا وہ بغیر ہاتھون کے یعنے عاشق محتاج جسم کے نہین ہین بغیر جسم کے کام کرتے ہین اور غذاے روحی وہ کھاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بال نے وگرد عالم مے پرند / دست نی وگوز میدان می برند
آن فقیری کوز معنی بوی یافت / دست ببریده همی زنبیل بافت
عاشقان اندر عدم خیمه زدند / چون عدم یکرنگ ونقش واحدند
شیرخواره کی شناسد ذوق قوت / مر پری را بوی باشد لوت پوت
آدمی کے بو برد از بوی او / چونکه خوئی اوست ضد خوی او
پیش قبطی خون بود آن آب نیل / آب باشد پیش سبط آن جلیل
جاده باشد بحر ز اسرائیلیان / غرقه گه باشد ز فرعون عوان
باد بد بر عادیان گرزه و بتر / لیک بر هود و بر قومش ظفر
گلستان باشد بر ابراهیم نار / لیک بر نمرود باشد زهر مار
بر سمندر باشد آتش خاندان / لیک باشد بر دگر مرغان زیان
نزد عاشق درد وغم حلوا بود / لیک حلوا بر خسان بلوا بود

پر نہین اور گرد عالم اڑتے ہین / گیند بے ہاتھو نکے وہ لیجاتی ہین
بوئے معنی پائی جو درویش نے / بنتا تھا زنبیل وہ بے ہاتھ کے
جو عدم مین عاشقان خیمہ رکھین / نقش واحد جون عدم یکرنگ ہین
ذوق کھانے کا نہ جانے شیرخوار / اور پریونکی غذا ہی بوئے یار
پائے کب بو آدمی بو اسکی سے / کیونکہ خو اسکی سے ضد خو اسکی ہے
قبطیون کو خون ہو آب رود نیل / سبطیون کو آب با حکم جلیل
بحر اسرائیلیون کو راہ دے / غرق گہ فرعونیون کا بس بنے
عادیون پر تھی ہوا گرزہ و بتر / پر تھی ہود اور قوم پر اسکی ظفر
ہو گلستان نار ابراہیم پے / ہو دے نمرود پے آفات سے
اور سمندر پر یہ آتش خانہ ہو / دوسرے مرغون پہ آتش خانہ ہو
عاشقون پر درد و غم حلوا بنے / ناکسون کو حلوا بس کڑوا لگے

مخصوص بودن یعقوب علیه السلام بچشیدن جام حق تعالی از روی یوسف علیه السلام وکشیدن بوی حق از بوی یوسف علیه السلام وحرمان برادران وغیرهم ازین هر دو صفت

خاص ہونا یعقوب علیہ السلام کا جام نوشی حق تعالی مین رخ یوسف علیہ السلام سے اور پانا بوی حق کو بوی یوسف عم سی اور محروم رہنا بھائیون وغیرہ کا ان دونون صفت سے

انچه یعقوب از رخ یوسف بدید / وانچه او از بوی او اندر کشید
وانچه ور وی بود اندر وی بدید / خاص او بد آن باخوان کی رسید

جو رخ یوسف کو بس یعقوب نے / دیکھا اور بو پائی اسکے جسم سے
دیکھا جو اسمین وہ اندر اسکے تھا / حصہ انکا تھا نہ اخوان کو ملا

سلہ جو عدم الخ یہ شعر جو عدم مین خیمہ رکھتے ہین نقش واحد مانند عدم کے ایک رنگ ہین آئے اسکی مثال ہے بچے شیرخوار ذوق کھانے کا نہین جانتے ہین اور پریون کی غذا بو ہے پس آدمی تو کب پائے اسکی بو سے کیونکہ اسکے خو سے اس کی خو ضد ہے آب رود نیل قبطیونکو خون ہے اور سبطیون کو آب ہے بحکم خدا دریا اسرائیلیون کو راہ دے اور غرق گاہ فرعون کا بنے ہوا عادیون پر گرزہ و تبر اور ہود اور اسکی قوم پر ظفر ہی تھی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہو گلستان الخ ۳ شعر نار ابراہیم پر گلستان ہو اور نمرود پر آتش ہو سمندر پر خانہ ہوا دوسری مرغون پر آتش خانہ ہو عاشقون پر درد و غم حلوہ بنے ناکسون کو حلوا کڑوا رکھے یعنے عاشق عدم مین رہتے ہین اسواسطے مانند عدم کے سب ایک رنگ ہین وہی ایک شے ہے کہ دوستان حق کو نفع دیتی ہے اور دشمنان حق کو ضرر پہونچاتی ہے جیسے حسن یوسف عم یعقوب عم کو خوش معلوم ہوتا تھا اور بھائیونکو زبون چنانچہ اسکا قصہ آگے مثال مین ہے فافہم ۱۲۔

سلہ جو رخ الخ ۲ شعر جو رخ یوسف کو دیکھا او اسکے جسم سے بو پائی وہ اسمین دیکھا کہ جو اسکے اندر تھا بھائیون کو نہ ملا یعنی یہ حکایت مولانا مقام تشبیہ مین فرماتے ہین کہ بوی یار کو صورتون مین عاشق پالیتے ہین اور غافل اس سے محروم رہتے ہین آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

این ز عشقش خویش و رحیمے نفتد | وان بکین از بهر او چه می کند
سفرهٔ او پیش این از نان تهی ست | پیش یعقوب ست پر کو مشتهی ست
روئے ناشسته نه بیند روئے حور | لا صلوٰة گفت الا بالحضور
عشق باشد لوت و پوتِ جانها | جوع ازین روئیست قوت جانها
جوع یوسف بود مر یعقوبؑ را | بوئے نانش میرسید از دور جا
آنکه بستد پیرهن را می شتافت | بوی پیراهان یوسف می نیافت
وانکه صد فرسنگ زو آن سو بد او | چونکه بد یعقوبؑ می بوئید بو
ای بسا عالم ز دانش بے نصیب | حافظِ علم ست آنکس نے حبیب
مستمع از وے همے یابد مشام | گرچه باشد مستمع از جنس عام
زانکه پیراهن بدستش عاریه است | چون بدست آن نخاسی جاریه است
جاریه پیشِ نخاسی سرسری است | در کفِ او از برای مشتری ست
قسمتِ حق ست روزی خواه نے | هر یکے را سوے دیگر راه نے
یک خیالِ نیک باغ آن شده | یک خیالِ زشت راه این زده
آن خیالے از اثر باغے شده | وان خیالے عالمے برهم زده
آن خدائے کز خیالے باغ ساخت | وز خیالی دوزخ و جائی گداخت
پس که داند راه گلشن هائے او | پس که داند جائے گلخنهائے او

عشق سے اُسکے یہ خود چہ مین پڑے | کھو دین کینہ سے وہ چہ اسکے لیے
آگے انکے خالی دسترخوان دو | آگے پر یعقوب کے خواہش تھی جو
زشت رُو کب دیکھتا ہی روی حور | لا صلوٰة بولا الا بالحضور
عشق باطن مین غذا ہی جان کی | اس سبب سے بھوک قوتِ جان ہوئی
بھوک یوسفؑ کی تھی بس یعقوبؑ کو | دور سے پہونچی تھی اسکی نان کی بو
جو کہ پیراہن کو لے کر کے چلا | بوئے یوسفؑ کو نہ اس سے پا سکا
جو کہ بس سو کوس کے رستہ پہ تھا | بس وہ تھا یعقوبؑ کہ بو سونگھتا
ای بہت عالم کہ ہین دور عقل سے | ہین وہ علّامہ زمانہ کے بڑے
سُننے والا اُنسے بس پاتا ہی بو | گرچہ جنس عام سامع ہو انکو
کیونکہ پیراہن رکھے وہ عارضی | جیسے بائع رکھے لونڈی اے اخی
عارضی لونڈی فروشندہ رکھے | کہ لیئے ہی مشتری کے واسطے
قسمتِ حق ہی نہ روزی خواہ کے | ایک کو رہ دوسرے کی کب ملے
اک خیالِ نیک باغ اسکا ہوا | اک خیالِ بد نے بس گمرہ کیا
یہ خیال اک باغ اثر سے ہوگیا | وہ خیال عالم کو برہم کر گیا
اُس خدا نے فکر سے گلشن کیا | اور سقر کو فکر سے گلخن کیا
کون جانے اُسکے بس گلشن کی راہ | کون جانے اُسکے بس گلخن کی رہ

سلہ عشق سے الخ، شعر عشق یوسف سے یعقوب عم چاہ مین پڑے اور بھائی کینہ سے چاہ اسکے لیے کھو دین اُنکے آگے وہ دسترخوان خالی تھا اور آگے یعقوب کے پُر تھا کہ انکو خواہش تھی آگے حقائق ہین زشت رو کب دیکھتا ہی روے حور کو ترجمہ نہین ہے نماز مگر ساتھ حضور کے باطن مین عشق غذا جان کی ہے یعقوب کو بھوک یوسف کی تھی دور سے انکی نان کی بو پہونچی تھی جو کہ پیراہن لے کر گیا تھا بوے یوسف کو اس سے نہ پا سکا اور جو کہ سو کوس کی راہ پر تھا وہ یعقوب تھا کہ بو سونگھتا تھا یعنے جو کہ عاشق جسکا ہوتا ہے وہ اُسکی بو پاتا ہے گو سو برس راہ پر ہو اور جسکو عشق نہین ہوتا ہے گو وہ پاس ہو بیخبر رہتا ہے اسی طرح عشاق الٰہی بُو یار کی ہر جا سے پاتے ہین اور غافل محروم رہتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

سلہ ای بہت الخ شعر ای بہت عالم کہ دور عقل سے ہین اور بڑے علامہ زمانہ کے ہین سننے والا اُنسے بو پاتا ہے اگرچہ سامع جنس عام سے ہو کیونکہ وہ پیراہن عارضی رکھتے ہین جیسے بائع لونڈی رکھتا ہے فروشندہ لونڈی عارضی رکھتا ہی کہ مشتری کے واسطے لایا ہے قسمت حق کی ہی روزی خواہ کی قسمت نہین ہے کہ ایک کو دوسرے پر راہ کب ملتی ہے ایک کو خیال اُسکا نیک باغ ہوا ایک کو خیال بد نے گمراہ کیا یعنے ایک عالم عقل نہین کھتا ہے اور علامہ زمانہ کا ہی اور عام لوگ اس سے ہدایت پاتے ہین اور خود وہ محروم ہی یہ خدا کی بخشش ہے کہ جسکو جو چاہا دیا اگر اپنی قسمت ہوتی تو ایک عالم حسب نخواہ پاتا باقی خیال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ یہ خیال الخ، شعر یہ خیال اثر سے باغ ہوگیا وہ خیال رسوائی عالم ہوا اُس خدا نے خیال سے گلشن کیا اور سقر کو خیال سے گلخن کیا کون اسکے گلشن کی راہ جانے اور کون اسکے گلخن کی راہ جانے کیا مجال ہے جو دیدہ بان دل کا دیکھے کہ جان کے کس رکن سے خیال آتا ہے ہان وہ دل کہ جو حق سے مدد چاہے اور ہستی اُسکی اللہ نے نیست کی ہے اگر اسکا مطلع کرے دیکھتا راہ خیال بد کی بند کرتا ولیکن اس جگہ قدم جاسوس کا کب پہونچے کہ سکونت گاہ اُسکی قدم ہی یعنے خداوند عالم نے خیال سے خوشی و غم پیدا کیا ہی ولیکن کون جانتا ہی کہ خیال جان مین کس راہ سے آتا ہے اور اولیاء اللہ جانتے ہین اور اگر ہر کوئی جانتا تو راہ خیال بد کی بند کرتا باقی حال اُسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

دیده بان دل نه بیند در مجال — گر کند این کن جان آید خیال
جز مگر آن دل که دارد عون حق — کون او نهیست کرده کون حق
گر بدیدے مطلعش از احتیال — بند کردے آه هر ناخوش خیال
کے رسد جاسوس ره آنجا قدم — که بود مرصاد و در بند عدم
دامن فضلش بکف کن کوروار — قبضهٔ اعمی این بود اے شهریار
دامن او امر و فرمان وصیت — نیکبختی که تقی جان ویست
آن یکے در مرغزار و جوئے آب — وان یکی پهلوے او اندر عذاب
او عجب مانده که ذوق آن ز چیست — وین عجب مانده که این در حبس کیست
هین چرا خشکے که اینجا چشمه‌هاست — هین چرا زردی که اینجا صد دواست
هین بیا ای همنشین در انجمن — گوید ای جان من نیارم آمدن
هین بیا جانان که پایت بسته نیست — گویدش نی تا نیم تو بایست
یک مثل آمد درین معنی بگفت — بو که یابی زین بیان سر نهفت
اندرین معنی بگویم قصهٔ — گوش بگشا تا بری زان حصهٔ

دیدہ بان دل کا جو دیکھے کیا مجال — جان کے کس رکن سے آتا خیال
ہان وہ دل جو کہ مدد حق سے رکھے — ہستی اسکی نیست کی اللہ نے
دیکھتا گر مطلع اسکا مکر سے — بند کرتا تازہ خیال بد ولے
پہونچے کب جاسوس کا اس جا قدم — کہ سکونت گاہ اسکی ہے عدم
دامن[1] فضل اُسکا کورانہ پکڑ — یہ گرفت اندھون کی ہی ای بےخبر
دامن اُسکا حکم اور فرمان ہے — نیکخو ہی وہ کہ صافی جان ہے
ایک وہ ہی نہر و سبزہ زار مین — اک پھنسا ہی وہ عذاب نار مین
وہ عجب مین ہی کہ ذوق اسکو ہی کیون — یہ عجب مین ہی کہ قید اسکو ہی کیون
کس لیے ہی خشک یان ہین چشمہ ہا — کس لیے ہی زرد یان ہی سو دوا
آؤ تو ای ہمنشین اس باغ مین — کہوے آسکتا نہین ای جان مین
آؤ[2] جانان نے ترا پانون بندھا — کہوے نے آسکتا ہین تو ٹھہر جا
اک مثل یاد آئی اب اس بات پے — بھید مخفی پائے تو امید ہے
کہتا اس معنی مین ہون قصہ نکو — کان کھول اپنا کہ حصہ پائے تو

حکایت امیر و غلامش که نماز باره بود و انس غلام در نماز و مناجات

حکایت امیر اور غلام اُسکے کی کہ نماز کا وقت تھا اور انسیت غلام کو نماز و مناجات سے تھی

در زمانه بود امیرے از کرام — بود سنقر نام او را یک غلام

تھا[3] زمانہ مین امیر اک نیکنام — اور سنقر نام اسکا تھا غلام

[1] دامن فضل الخ ۵ شعر اسکے فضل کا دامن اندھون کے مانند پکڑ یہ اندھون کی گرفت ہی اے بیخبر اسکا دامن کیا ہی حکم اسکا ہی وہ نیکخو ہے کہ جو صافی جان ہی ایک وہ شخص ہی کہ نہر و سبزہ زار مین ہی اور ایک عذاب نار مین پھنسا ہی وہ تعجب مین ہی کہ اسکو ذوق کیون ہی اور یہ تعجب مین ہی کہ اسکو قید کیون ہی خشک کس لیے ہی کہ یہان چشمے ہین زرد کس لیے ہی کہ یہان سو دوا ہی اے ہمنشین آؤ اس باغ مین کہوے کہ مین نہین آسکتا ہون اے جان باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [2] آؤ جانان الخ ۳ شعر جان آؤ تیرا پیر بندھا نہین ہی کہوے کہ نہین آ سکتا ہون تو ٹھہر جا اس بات پر اب ایک مثل یاد آئی امید ہے کہ بھید مخفی تو پائے اس معنے مین ایک قصہ نیک کہتا ہون تو اپنا کان کھول کہ حصہ پائے یعنے اولیاء اللہ ہر ایک اس طرف بلاتے ہین کہ اس باغ مین آؤ اور یہ غافل محبت دُنیا کے سبب سے نہین جاتے چنانچہ اسکی مثال مین امیر و غلام کی حکایت آئی فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] تھا زمانہ مین الخ ۹ شعر ایک امیر نیکنام زمانہ مین تھا اور سنقر اسکا ایک غلام تھا امیر کو حاجت غسل کی ہوئی صبح کے وقت کہا سنقر کو کہ ابھی جلدی اُٹھ لنگ اور لگنی اور گل لونڈی سے لے تا حمام کو ہم چلین صبح سے سنقر آیا اور لنگ و لگنی کو لے کر اپنے خواجہ کے ہمراہ چل دیا وہان راہ پر ایک مسجد تھی سنقر نے آواز بانگ کی سُنی جو سنقر کو بہت شوق نماز کا تھا خواجہ سے کہا کہ اے بندہ نواز تو ذرا اس دکان پر ٹھہر مین لم یکن پڑھ کر فرض ادا کرون الغرض وہ سنقر مسجد کو گیا اور امیر منتظر دکان پر رہا امیر اُس زندہ جان کی خاطر سے ایک ساعت دکان پر ٹھہرا رہا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ —

میر شد محتاج گرمابہ سحر — بانگ زد سنقر ہلا بردار سر
طاس و مندیل و گل از التون بگیر — تا بگرمابہ رویم اے ناگزیر
سنقر آمد طاس و مندیلِ نکو — برگرفت و رفت با او دو بدو
مسجدے در رہ بد و بانگِ صلا — آمد اندر گوش سنقر بر ملا
بود سنقر سخت مولع در نماز — گفت ای میر من ای بندہ نواز
تو بدین دکان زمانے صبر کن — تا گزارم فرض و خوانم لم یکن
رفت آخر میر بر دکان نشست — منتظر از بادۂ پندار مست
میر از بہر دل آن زندہ جان — کرد یک ساعت توقف بر دکان
چون امام و قوم بیرون آمدند — از نماز و وردہا فارغ شدند
سنقر آنجا ماند تا نزدیک چاشت — میر سنقر را زمانے چشم داشت
گفت ای سنقر چرا نائی برون — گفت می نہ گذاردم ای ذو فنون
صبر کن نک آمدم ای روشنی — نیستم غافل کہ در گوش منی
ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد — تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد
پاسخش این بود مے نہ گذاردم — تا برون آیم ہنوز اے محترم
گفت آخر مسجد اندر کس نماند — کیست وا میدارد آنجاکت نشاند
گفت آنکہ بستہ است در برون — بستہ است او ہم مرا از اندرون
آنکہ نگذارد ترا کائے درون — می نہ بگذارد مرا کایم برون
آنکہ نگذارد کزانیسو پاے نہے — او بدینسو بست پاے این رہے

میر کو ہوئی صبح حاجت غسل کی — بولا سنقر کو کہ اٹھ جلدی ابھی
لنگ لنگی اور گل لونڈی سے لے — تا چلیں حمام کو ہم صبح سے
سنقر آیا لنگ اور لنگی کو لے — چل دیا بس ساتھ اپنے خواجہ کے
راہ میں مسجد وہاں پر ایک تھی — بانگ کی آواز سنقر نے سنی
تھا بہت سنقر کو جو شوق نماز — بولا خواجہ سے کہ ای بندہ نواز
ٹھہر اس دکان پر اب تو ذرا — لم یکن پڑھکر میں کرلوں فرض ادا
الغرض مسجد کو وہ سنقر گیا — منتظر بس میر دکان پر رہا
میر بس خاطر سے زندہ جان کے — ایک ساعت ٹھہرا بس دکان پے
[۵۱]جو امام اور مقتدی باہر گئے — ور نماز و ورد سے فارغ ہوئے
چاشت تک سنقر وہاں ٹھہرا رہا — میر بس سنقر کی رہ دیکھا کیا
بولا ای سنقر تو آتا کیوں نہیں — بولا نی چھوڑے ہی مجکو ای امین
ٹھہر تو آتا ہوں ای آقا مرے — میں نہ غافل ہوں مجھے تو یاد ہے
سات بار اسکو پکارا صبر کر — تنگ آیا اُسکے غمزہ سے مگر
تھا جواب اسکا نہیں چھوڑے مجھے — تا میں باہر آؤں اب کس طور سے
بولا مسجد میں نہیں کوئی رہا — کون ہے جسنے پکڑ تجکو رکھا
[۵۲]بولا جسنے روکا باہر سے تجھے — روکتا ہے باہر آنے سے مجھے
جو نہ چھوڑے اندر آنے کو تجھے — وہ نہ چھوڑے باہر آنے کو مجھے
جو نہ چھوڑے کہ یہاں پر آئے تو — اُسنے باندھا یاں پہ میرے پانو کو

۵۱ جو امام الخ، شعر جو امام و مقتدی مسجد کے باہر گئے و نماز و اوراد سے فارغ ہوئے چاشت تک سنقر وہاں ٹھہرا رہا اور امیر راہ سنقر کی دیکھا کیا کہا کہ اے سنقر تو کیوں نہیں آتا ہے کہا کہ مجکو نہیں چھوڑتا ہے تو ٹھہرا اے میرے آقا آتا ہوں میں غافل نہیں ہوں تو مجکو یاد ہے سات بار اسکو صبر کرکے پکارا اگر وہ اسکے غمزہ سے تنگ آیا یہی جواب اسکا تھا کہ مجکو چھوڑتا نہیں ہے میں کس طور سے باہر آؤں کہا کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے رہا کون ہے کہ جس نے تجکو پکڑ رکھا ہے آگے سنقر کا جواب ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ بولا جسنے الخ، شعر کہا کہ جس نے تجکو باہر سے روکا ہے اُسنے اندر سے مجکو روکا ہے جو اندر آنے کو تجھے نہ چھوڑے وہ مجھے باہر آنے کو نہ چھوڑے جو نہیں چھوڑتا ہے کہ تو یہاں پر آئے اُس نے یہاں پر میرے پانوں کو باندھا ہے آگے اسکی مثال ہے دریا مچھلیوں کو باہر نہیں نے دیتا ہے اور خاکیوں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے اصل مچھلی کی آب اور حیوان کی خاک ہے یہاں پر حیلہ و تدبیر باطل ہے آگے اسکے حقائق ہیں قفل بھاری خدا کھولنے والا ہے اب تو اختیار کر تسلیم و رضا اگر ذرہ ذرہ کنجیاں ہو دیں بجز خدائے دادگر کے نہ کھلے یعنے تو رضا و تسلیم اختیار کر وہ مشکل تیری خدا حل کرے گا کہ حلال مشکلات بجز خدا اسکے کوئی نہیں ہے باقی حقائق آگے ہیں فافہم ۱۲۔

ماهیان را بحر نگذارد برون | خاکیان را بحر نگذارد درون
اصل ماهی آب و حیوان از گل ست | حیلهٔ تدبیر اینجا باطل ست
قفل زفت ست و کشانیده خدا | دست در تسلیم زن و اندر رضا
ذره ذره گر شود مفتاح ها | این کشائش نیست جز از کبریا
چون فراموشت شود تدبیر خویش | یابی آن بخت جوان از پیر خویش
چون فراموش خودی یادت کنند | بنده گشتی و آنگه آزادت کنند
گر تو خواهی حری و دل زندگی | بندگی کن بندگی کن بندگی
از خودی بگذر که تا یابی خدا | فانی حق شو که تا یابی بقا
گر ترا باید وصال راستین | محو شو واللّٰه اعلم بالیقین

مچھلیون کو باہر آنے دے نہ بحر | خاکیونکو اندر آنے دے نہ بحر
اصل مچھلی آب و حیوان خاک سے | حیلہ و تدبیر باطل یان پہ ہے
قفل بھاری کھولنے والا خدا | اختیار اب کر تو تسلیم و رضا
ذرہ ذرہ کنجیان ہووین اگر | نے کھلے یہ جز خدائے دادگر
اپنی گر تدبیر کو تو بھول جائے | اپنی پیری سے جوان بختی تو پائے
خود کو جو بھولا تجھے یاد اب کرین | تو ہوا بندہ تو آزاد اب کرین
چاہے گر آزادگی و دل زندگی | بندگی کر بندگی کر بندگی
تو خودی کو چھوڑ تا پائے خدا | حق مین فانی ہو کہ تا پائے بقا
تو اگر چاہے وصال راستین | محو ہو واللّٰه اعلم بالیقین

نومید شدن انبیا علیهم السلام از قبول و پذیرائی منکران قوله تعالی حتی اذا استیئس الرسل الخ

ناامید ہونا انبیا علیہم السلام کا منکرون کے قبول کرنے سے قوله تعالی حتی اذا استیئس الرسل الخ

انبیا گفتند با خاطر که چند | می‌دهیم این را و آن را وعظ و پند
چند کوبیم آهن سردی زغی | در دمیدن در قفس هین تا بکی
جنبش خلق از قضا و وعده است | تیزی دندان ز سوز معده است
عقل اول راند بر عقل دوم | ماهی از سر گنده گردد نی ز دم
لیک هم میدان و خر میران چو تیر | چونکه بلغ گفت حق شد ناگزیر

انبیا نے سوچا اپنے ذہن مین | کب تلک انکو نصیحت ہم کرین
کب تلک ہم کوٹین ٹھنڈے لوہے کو | کب تلک پھونکین قفس مین ای نکو
خلق کی حرکت قضا و عدے سے ہی | منھ کی جنبش گرمی معدہ سے ہی
عقل اول عقل دوم پر رکھی | ماہی سر سے سڑتی نہ دم سے اخی
پر تو جان اور خر بھگا مانند تیر | حق نے جو بلغ کہا ہی ناگزیر

سلہ اپنی گر تدبیر الخ ۵ شعر اگر تو اپنی تدبیر کو بھول جائے تو اپنی پیری سے جوان بختی پائے جو خود کو بھولا اب تجھے یاد کرین تو بندہ ہوا تو اب آزاد کرین اگر آزادگی و دل زندگی چاہے بندگی کر بندگی کر بندگی اگر تو خودی کو چھوڑے خدا پائے حق مین فانی ہو تا بقا پائے اگر تو وصال اہل اللّٰه خوب چاہتا ہے ساتھ یقین کے یعنے تو اپنی خودی کو چھوڑ خدا ملے گا کیونکہ یہ خودی تیری حجاب ہے پس خودی کو چھوڑ تا محویت پائے آگے ناامید ہونا انبیا کا بیان ہے فافہم ۱۲-

سلہ انبیا نے الخ ۶ شعر انبیا نے اپنے ذہن مین سوچا کہ انکو نصیحت ہم کب تک کرین ہم ٹھنڈے لوہے کو کب تک کوٹین اور قفس مین کب تک پھونکین خلق کی حرکت وعدۂ قضا سے ہے جنبش منھ کی گرمی معدہ سے ہے عقل اول عقل دوم پر رکھتی ہے ماہی سر سے سڑتی ہے نہ دم سے یعنے جو کچھ کہ بھلائی و برائی عقل سے پیدا ہوتی ہے وہ اعیان ثابتہ سے آتی ہے کیونکہ جو برائی یہان ہے وہ وہان سے آتی ہے ولیکن تو جان اور خر بھگا مانند تیر کے حق کے جو بلغ کہا ہے ضرور کر یعنے نصیحت تو کر اور جاہلون سے بھاگ مانند تیر کے کہ انبیا کو پیغام خدا پہونچا دینے کا کام ہے تو نہین جانتا ہے کہ آخر کو کون ہے سعی کر اور خود سے باہر ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

تو نمی دانی کہ آخر کیستی / جہد کن چندانکہ دانی چیستی
چون نہی بر پشت کشتی بار را / بر توکل مے کنی آن کار را
تو نمی دانی کہ از ہر دو کئے / غرقہ اندر سفر یا ناجئے
گر بگوئے تا ندانم من کیم / در نخواہم تاخت بر کشتی و یم
من درین رہ ناجیم یا غرقہ ام / کشف گردان کز کدامین فرقہ ام
من نخواہم رفت این رہ با گمان / بر امید خشک ہمچون دیگران
ہیچ بازرگانے ناید ز تو / آنکہ غیب ست سر این دو رد
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جان / در طلب نے سود دارد نے زیان
بل زیان دارد کہ محروم ست و خوار / نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
چونکہ بر بو (احتمال ۱۲) گشت جملہ کار ہا / کار دین اولیٰ کزان یابی رہا
نیست دستوری درینجا قرع باب / جز امید اللہ اعلم بالصواب

تو نہ جانے کہ تو آخر کون ہے / سعی کر جو خود سے ماہر کون ہے
جو رکھے[1] کشتی پہ اپنے بار کو / بس توکل پر کرے اُس کار کو
تو نہ جانے کون ہو اس دو سے تو / ڈوبنے یا بچنے والا اب ہے تو
گر کہے جبتک نہ جانوں کون ہوں / کشتی اور دریا پہ نہ ہرگز چلوں
ناجی یا غرقہ ہوں مین اس راہ مین / کھول دے ہوں کون سے فرقہ سے مین
نہ چلوں یہ گمان و وہم سے / مثل اوروں کے اُمید خشک پے
کچھ تجارت اب نہ تجھ سے ہو سکے / کیونکہ بھید اب غیب مین ان دو کا ہے
تاجر[2] خوف طبع اور شیشہ جان / نے طلب مین سود رکھے نے زیان
بل زیان رکھے کہ مفلس خوار ہے / نور وہ پائے جو شعلہ خوار ہے
جو کہ ساری کام ہین اُمید پے / کار دین بہتر رہائی تا ملے
نے اجازت یان بجاے کوئی باب / جز اُمید اللہ اعلم بالصواب

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست و رجا

بیان مین اسکے کہ ایمان مقلد کا خوف ہے اور رجا

داعی ہر پیشہ امید ست و بوک / گرچہ گردنشان ز کوشش شد چو دوک
بامدادان چون سوے دکان رود / بر امید و بوک روزی می دود
بوک روزی نبودت چون میرسی / خوف حرمان ہست تو چونی قوی
خوف حرمان ازل در کسب لوت / چون نمی گردی سست اندر جستجوت

قصد[3] پیشہ کا امید و خوف ہے / گرچہ گردن سعی سے تکلا بنے
صبح کو جو سوے دکان جای ہے / دوڑتا ہے روزی کی اُمید پے
خوف روزی گر نہین جاتا ہے کیون / خوف حرمان ہے تو پھر سوتا ہے کیون
خوف[4] حرمان نے ازل کے کس لیے / نے کیا عاجز تلاش رزق سے

[1] جو رکھے الخ ۱ شعر جو اپنے یار کو کشتی پر رکھے وہ توکل پر اس کام کو کرے تو نہ جانے کہ اُس دو سے کون ہے تو اب ڈوبنے والا یا بچنے والا ہے تو اگر تو کہے کہ مین جب تک نہ جانون کون ہون کشتی دریا پر ہرگز نہ چلون بچنے والا یا ڈوبنے والا اس راہ مین ہون مین تو کھول دے کہ مین کون سے فرقہ سے ہون یہ راہ نہ چلون گمان وہم سے دوسرون کی مانند امید خشک پر تجھ سے کچھ تجارت اب نہ ہو سکے کیونکہ غیب مین ان دو کا ظاہر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] تاجر خوف الخ ۲ شعر تاجر خوف طبع اور شیشہ جان طلب مین نہ سود رکھتا ہے نہ زیان بلکہ زیان رکھتا ہے کہ مفلس اور خوار ہے جو کہ وہ نور پائے جو شعلہ خوار ہے جو کہ سب کام اُمید پر ہین کام دین کا بہتر ہے تا رہائی ملے یہان اجازت نہین ہے کہ کوئی در بجائے سوا اُمید کے اللہ خوب جانتا ہے یعنے کسی کو اپنا حال معلوم نہین ہے کہ مین کون ہون مقبول سے ہون یا مردود سے ہون پس تمام کام امید پر ہین جیسے ایمان مقلد کا چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] قصد پیشہ الخ ۳ شعر قصد پیشہ کا اُمید و خوف ہے اگرچہ سعی سے گردن تکلہ بنے صبح کو جو طرف دوکان کے جاتا ہے روزی کی امید پر پڑا رہتا ہے اگر خوف روزی کا نہین ہے تو کیون جاتا ہے اور خوف بے نصیبی کا ہے تو پھر سوتا کیون ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[4] خوف حرمان الخ ۴ شعر ازل کے خوف حرمان نے کس واسطے کیا عاجز تلاش رزق سے اگر تو کہے تو خوف حرمان مجکو ہے کاہلی مین یہ خوف زیادہ ہے مجھے امید کوشش مین زیادہ ہے کاہلی مین ڈر زیادہ رکھتا ہون اے بدگمان کار دین مین کس واسطے تیرا دامن پکڑے یہ خوف زیان یا اہل اس بازار کے نہ دیکھے تو نے فائدے کہ انبیا و اولیا رکھتے ہین انکو کیا سامان دکھے اس دکان سے اور انکو کیا بازار سے نفع ملے یہان آنے سے کیا کیا نفع پہونچے یعنے دنیا مین کہ ایک بازار ہے انبیا و اولیا کو یہان آنے سے کیا کیا نفع پہونچے آگے ان نفعونکا بیان ہے فافہم ۱۲-

گوئی ارچه خوف حرمان هست بیش ۔ هست اندر کاهلی این خوف بیش
هست درکوشش امیدم بیشتر ۔ دارم اندر کاهلی افزون خطر
پس چرا در کار دین ای بدگمان ۔ دامنت می گیرد این خوف زیان
یا نه دیدی اهل این بازارها ۔ در چه سود اند انبیاؤ اولیا
زین دکان رفتن چکان شان رو نمود ۔ اندرین بازار چه بستند سود
آتش آنرا رام چون خلخال شد ۔ بحر این را رام چون حمال شد
از دم آن مرده زنده شده ۔ ابر آنرا سایبانے آمده
آهن آنرا رام همچون موم شد ۔ باد آنرا بندهٔ و محکوم شد
شد ورا در دفع دشمن چوب مار ۔ عنکبوتی شد مر این را پرده دار

گر کہے تو خوف حرمان ہی مجھے ۔ کاہلی مین خوف یہ زیادہ رہے
ہی مجھے امید کوشش مین فزون ۔ کاہلی مین کھٹا ہون مین فزون
کار دین مین کس لئے ای بدگمان ۔ تیرا دامن پکڑے یہ خوف زیان
یا نہ دیکھے اہل اس بازار کے ۔ انبیاؤ اولیا کے فائدے
کیا ہوئی شان انکی اس دکان سے ۔ انکو کیا بازار سے نفع ملے
آگ انکے تابع جون خلخال ہے ۔ بحر انکا تابع جون حمال ہے
دم سے اُنکے مُردہ زندہ ہوگیا ۔ ابر انکا سائبان اک بن گیا
لوہا انکا موم سا تابع ہوا ۔ اور ہوئی محکوم انکی بس ہوا
ہوگئی دشمن کی خاطر چوب مار ۔ ہوگئی مکڑی اُنھون کی پردہ دار

معنے حدیث نبوی علیہ السلام ان للہ تعالے اولیا اخفیائ

بیان حدیث نبوی علیہ السلام ان للہ تعالے اولیا اخفیائ

قوم دیگر سخت پنهان میروند ۔ شهرهٔ خلقان ظاهر کے شوند
اینهمه دارند چشم هیچکس ۔ بر سفید بر کیا شان یک نفس
هم کرامت شان هم ایشان در حرم ۔ نامشان را نشنوند ابدال هم
یا نمی دانی کرمهاے خدا ۔ کو ترا مے خواند این سو که بیا
شش جهت عالم همه اکرام اوست ۔ هر طرف که بنگری اعلام اوست
گر کریمے گویدت آتش درآ ۔ اندر آ زود و مگو سوزد مرا
کوز آتش نرگس و نسرین کند ۔ وز میانش غنچه ها سر بر زند
در حقیقت آتش از هیبت چو ماست ۔ کاذ رو دستار خوان انبیاست

جاتی پوشیدہ ہی قوم اک دوسری ۔ خلق مین مشہور ظاہر کب ہوئی
رکھتے یہ سب کچھ ہین نے دیکھے کوئی ۔ ظاہرا انکی بزرگی کو کبھی
بھی کرامت بھی حرم مین وہ رہین ۔ نام انکا سُنتے نہ ابدال ہین
یا نہ جانے تو کرمہائے خدا ۔ وہ بلاتا ہی تجھے اس سمت آ
شش جہت عالم مین اکرام اسکا ہے ۔ جس طرف دیکھے ظہور اُسکا ملے
گر کہے تجکو کریم آتش مین آ ۔ مت کہو مجکو جلاے جلد جا
آگ کو وہ نرگس و نسرین کرے ۔ گل و غنچہ اُسکے اندر بس کھلے
آگ جو پانی ہی اُنکے رعب سے ۔ انبیا کی دھوبی دسترخوان کی ہی

سلہ آگ انکی الخ نہ شعر آتش انکی تابع ہے مانند خلخال کے دریا اُنکے تابع ہے مانند حمال کے انکے دام سے مُردہ زندہ ہوگیا ابر انکا ایک سائبان بن گیا لوہا انکا موم کے مانند تابع ہوا اور ہوا انکی محکوم ہوئی دشمن کے لئے لکڑی سانپ ہوئی اور انکی پردہ دار مکڑی ہوئی یعنے اولیا کا تمام جہان تابعدار ہے مگر کوئی قدر و منزلت کو نہین جانتا ہے کہ وہ پوشیدہ ہین چنانچہ انکی پوشیدگی کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلہ جاتی پوشیدہ الخ ۲ شعر ایک قوم دوسرے سے پوشیدہ جاتی ہی خلق مین ظاہرا مشہور کب ہوتی یہ سب کچھ رکھتے ہین کوئی نہین دیکھتا ہے انکی ظاہر بزرگی کو بھی کرامت بھی حرم مین وہ رہتے ہین نام انکا ابدال سُنتے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ یا نہ جانے الخ ۵ شعر یا تو نہ جانے کرم خدا کا وہ بلاتا ہے تجھکو کہ اس سمت آ عالم شش جہت اسکا ظہور دیکھے اگر تجکو کریم کہے آتش مین آ مت کہو کہ مجکو جلائے تو جلد جا وہ آتش کو نسرین کرے اور گل و غنچہ اسکے اندر کھلے اُنکے رعب سے آگ مانند پانی کے ہوئی ہے اور انبیا کے دسترخوان کی دھوبی ہے یعنے کرم اولیا ہے بھے خبر نہین ہے وہ تجکو جو کہین تو اُسپر عمل کر کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہوگا گو بظاہر وہ تجکو بلا دکھائی دے مگر تجکو اس مین نفع ہوگا جیسے دسترخوان انس بن مالک کا آتش مین پاک و صاف ہوا اور کچھ ضرر نہ پہونچا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

حکایت مندیل در تنور انداختن انس رض بن مالک و ناسوختن آن

از انس فرزند مالک آمده است — کہ بہ مہمانی او شخصے شده است
او حکایت کرد کز بعدِ طعام — دید انس دستارخوانی از زرد فام
چرکن و آلوده گفت ای خادمہ — اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنورِ پُر ز آتش درفگند — آن زمان دستارخوان را ہوشمند
جملہ مہمانان دران حیران شدند — انتظار دود کندری بُدند
بعد یک ساعت برآورد از تنور — پاک و اسپید و ازان اوساخ دور
قوم گفتند اے صحابیِ عزیز — چون نسوزید و منقی گشت نیز
گفت زانکہ مصطفیٰ دست و لبان — بس بمالید اندرین دستارخوان
چون جمادی را چنان تشریف داد — جان عاشق را چہا خواہد کشاد
مر کلوخِ کعبہ را چون قبلہ کرد — خاک مردان باش ای جان در نبرد
بعد ازان گفتند با آن خادمہ — تو نہ گوئی حال خود با این ہمہ
چون فگندی زود این از گفت وے — گیرم او برده ست در اسرار پے
این چنین دستارخوانِ قیمتی — چون فگندی اندر آتش ای ستی
گفت دارم از کریمان اعتماد — از عطاء اللہ دارم بس امید
میزرے چہ بود اگر او گویدم — در رو اندر عین آتش بے ندم

حکایت ڈالنا دسترخوان انس رض بن مالک کا تنور مین اور اُسکا نہ جلنا

یہ انس[1] فرزند مالک سے سُنا — کہ کوئی مہمان کھانے کو گیا
وہ یہ کہتا جبکہ کھانا کھا چکے — دیکھا دسترخوان انس رض نے زرد ہے
اور میلا ہے کہا ای خادما — تو تنور اندر اسے ڈال اب ذرا
اُسنے ڈالا بس تنور اندر اُسے — جو کہ اسدم تھا بھڑکتا آگ سے
سارے مہمان اسمین بس حیران ہی — منتظر بس جلنے دسترخوان کے تھے
پھر[2] نکالا اُسکو بس تنور سے — تھا سفید اور صاف مثل نور کے
قوم بولی ای اصحاب نبی ص — کیون نہین اب تک جلا ہی تھا بھی
بولا دست و لب جو دسترخوان سے — مصطفیٰ نے پونچھے اپنے اس لئے
ایسا خلعت جب جمادی کو دیا — جان عاشق کو کرے کیا کچھ عطا
خاک کو کعبہ کی جو قبلہ کیا — خاک مردون کا ہو لڑنے مین دلا
بعد[3] اُسکے اس کنیزک سے کہا — باوجود اسکے نہ کچھ تو نے کہا
تو نے کیون پھینکا وہ اسکی کہنے پہ — جانا ہمنے وہ تھا واقف بھید سے
ایسا دسترخوان تو نے قیمتی — پھینکا کیون آتش کے اندر ای ستی
بولی رکھتی ہون سخی سے اعتمید — اور عباد اللہ سے رکھتی ہون امید
کیا ہی دسترخوان اگر کہوے مجھے — آگ مین کر مین گرون بخوشی کے

[1] یہ انس الخ۔ شعر یہ انس رض بن مالک سے سُنا کہ مہمان کوئی کھانے کو گیا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ جب کھانا کھا چکے دیکھا انس رض نے دسترخوان زرد ہے اور میلا ہی خادمہ سے کہا کہ اسکو تو تنور مین ڈال اُسنے ڈالا کہ وہ تنور آتش سے اُسدم بھڑکتا تھا سب مہمان اُسمین حیران رہے اور منتظر جلنے دسترخوان کے تھے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [2] پھر نکالا الخ۔ شعر پھر اُسکو تنور سے نکالا سفید و صاف تھا مثل نور کے قوم نے کہا کہ اے صحابی نبی ص یہ کیون نہین جلا بلکہ اُجلا بھی ہو گیا کہا کہ دست و لب کو دسترخوان سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پونچھا اسواسطے نہ جلا ایسا خلعت جب جمادی کو دیا عاشق کی جان کو کیا کچھ عطا فرمائیگا جو کعبہ کی خاک کو قبلہ کیا تو پائے خاک مردون کا ہو لڑنے مین آگے رجوع بقصہ ہی فافہم ۱۲ [3] بعد اسکے الخ ۹ شعر بعد اسکے اُس کنیزک سے کہا کہ باوجود اسکے تو نے کچھ نہ کہا تو نے اسکے کہنے پہ کیون پھینک دیا ہم نے جانا کہ وہ اسکے بھید سے واقف تھا ایسا قیمتی دسترخوان تو نے آتش کے اندر پھینک دیا کہا کہ مین اعتماد سخی سے رکھتی ہون اور عباد اللہ سے امید رکھتی ہون دسترخوان کیا ہی اگر مجھے کہوے آتش مین گردن بے تامل اعتقاد از بس کریمون سے رکھون اُنکے کرم سے ناامید نہین ہون سر کو ڈالون نہ دسترخوان کو کریمون کے بھروسے پر اہل درد اپنے کو اس اکسیر پر ڈال صدق مرد کا صدق زن سے کم نہین ہے وہ مرد کا دل کہ عورت سے کم ہی یہ وہ دل ہی جو شکم پر گندگی سے کم ہے یعنے جو دل مرد کا عورت کے دل سے کمتر ہی اعتقاد مین وہ دل مثل شکم کے پُر گندگی سے ہی پس اولیاء اللہ پر عقیدہ کامل رکھنا چاہیے کہ وہ جو کہین تو دل سے اسپر عمل کر کہ مدد انسے تجکو پہونچے گی جیسے حضرت رسول صلعم سے کاروان عرب کو مدد پہونچی چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲--

اندر افتم از کمال اعتقاد　　نیستم ز اکرام ایشان ناامید
سر در اندازم درین دستار خوان　　زاعتماد هر کریم رازدان
ای برادر خود برین اکسیر زن　　کم نباید صدق مرد از صدق زن
آن دلی مردی که از زن کم بود　　آن دلی باشد که کم ز اشکم بود

اعتقاد از بس کریموں پر رکھوں　　کب کرم سے انکے ناامید ہوں
سر کو ڈالوں اور دستر خوان کو　　بس کریموں کے بھروسے پر سنو
خود کو اس اکسیر پر ڈال اہل درد　　کم نہیں ہے صدق زن سے صدق مرد
مرد کا وہ دل کہ کم عورت سے ہے　　بس کہ دل وہ ہے جو کم ہو پیٹ سے

قصهٔ فریاد رسیدن رسول علیه السلام کاروان عرب را که از تشنگی و بی آبی درمانده بودند و دل بمرگ نهاده و بارکشهای ایشان قریب هلاکت بودند

قصہ[1] فریاد کو پہونچنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کو کہ بسبب نہ ملنے پانی کے پیاس سے مرے جاتے تھے اور شتر وغیرہ قریب ہلاکت تھے

اندران وادی گروہی از عرب　　خشک شد از قحط باران شان قرب
درمیان آن بیابان ماندہ　　کاروانی مرگ بر خود خواندہ
ناگہانی آن مغیث ہر دو کون　　مصطفی پیدا شد از رہ بہر عون
دید کانجا کاروانی بس بزرگ　　بر تف ریگ و رہ صعب سترگ
اشتران شان را زبان آویختہ　　خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ
رحمش آمد گفت ہین زوتر دوید　　چند یاری سوی آن کثبان دوید
کہ سیاہی بر شتر مشک آورد　　سوی میر خود بزودی می برد
آن شتربان سیہ را با شتر　　سوی من آرید با فرمان مر
سوی کثبان آمدند آن طالبان　　بعد یکساعت بدیدند آنچنان
بندہ می شد سیہ با اشتری　　راویہ پر آب چون ہدیہ بری
پس بدو گفتند می خواند ترا　　این طرف فخر البشر خیر الورا

ایک[2] جنگل میں عرب کا اک گروہ　　قحط بارش سے تھا تشنہ اور ستوہ
اس بیابان میں پھنسا اک کاروان　　تشنگی سے آئی انکے لب پہ جان
ناگہان فریادرس کونین کے　　مصطفی آئے مدد کے واسطے
دیکھا واں آکر پڑا اک کاروان　　گرم ریتی پر پڑا ہے تشنہ جان
انکی اونٹوں کی زبان نکلی ہوئی　　خلق اک ریتی پہ واں لیٹی ہوئی
رحم انکو آیا بولے چند بار　　جلد دوڑو جاؤ اس ٹیلے کے پار
اونٹ[3] پر اک مشک حبشی لائے ہے　　جلد میر اپنے کی جانب جائے ہے
اُس شتربان کو مع اس اونٹ کے　　لاؤ میرے پاس تم اس حکم سے
سمت ٹیلوں کے گئے وہ ملتجی　　بعد اک ساعت کے دیکھا وہ سیاہی
اونٹ پر حبشی غلام اک جائے ہے　　مشک پانی کی بھری لے جائے ہے
بس کہا اسکو بلاتے ہیں تو آ　　اس طرف فخر بشر خیر الورا

[1] قصہ ہشتم مددگاری اولیاء اللہ میں ۱۲ [2] ایک جنگل الخ ۹ شعر ایک گروہ عرب کا ایک جنگل میں قحط بارش سے تشنہ آب تھا اس بیابان میں ایک کاروان پھنسا تشنگی سے انکے لب پر جان آتی تھی کونین کے فریادرس مصطفی مدد کے واسطے آئے وہاں آن کر دیکھا ایک بڑا کاروان گرم ریتی پر تشنہ لب پڑا ہے انکے اونٹوں کی زبان نکلی ہوئی ایک خلق ریتی پر لیٹی ہوئی ہے رسول اللہ صلعم کو رحم آیا تو فرمایا چند بار کہ جلد آؤ دوڑ کر ٹیلون کے پار ایک حبشی اونٹ پر مشک لاتا ہے اور جلدی اپنے امیر کی جانب جاتا ہے اُس اونٹ والے کو مع اُس اونٹ کے میرے پاس لاؤ تم اس حکم سے وہ سمت ٹیلون کے گئے و بعد ایک ساعت کے ویسا ہی دیکھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] اونٹ پر الخ ۶ شعر ایک غلام حبشی اونٹ پر جاتا ہے و پانی کی بھری مشک لیئے جاتا ہے اس سے کہا کہ اس طرف بلاتے ہیں تجکو فخر بشر خیر الورا کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں کہا کہ وہ خوشخو و ماہ کونین ہیں سید و سردار محمد نور جان بہتر و افضل و شفیع مجرمان ہیں ہر طرح انکی تعریف کی و لیکن کہا اُسنے کہ وہ تحقیق ایک ساحر ہے کہ ایک گروہ کو سحر سے عاجز کیا ہے آدھا بالشت اُس جگہ میں نہ جاؤں وہ کھینچ کر لائے اسکو اس جگہ وہ چیخ کر برا بھلا کہتا تھا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

گفت من نشناسم او را کیست او | گفت او آن ماہ روی قندخو
سید و سرور محمد نور جان | مہتر و بہتر شفیع مجرمان
نوعہا تعریف کردندش کہ ہست | گفت مانا او مگر آن ساحرست
کہ گروہی را زبون کرد او بسحر | من نیایم جانب او نیم شبر
کشکشانش آوریدند آن طرف | او فغان برداشت در تشنیع و تف
چون کشیدندش بہ پیش آن عزیز | گفت نوشید آب و بردارید نیز
جملہ را زان مشک[1] او سیراب کرد | اشتران و ہر کسی زان آب خورد
راویہ پر کرد و مشک از مشک او | ابر گردون خیرہ ماند از رشک او
این کسی دیدست کز یک راویہ | سرد گردد سوز چندین ہاویہ
این کسی دیدست کز یک مشک آب | گشت چندین مشک پر بی اضطراب
مشک خود روپوش بود و موج فضل | می رسید از امر او از بحر اصل
آب از جوشش ہمی گردد ہوا | وان ہوا گردد ز سردی آبہا
بلکہ بی اسباب بیرون زین حکم | آب رویانید تکوین از عدم
تو ز طفلی چون سببہا دیدۂ | در سبب از جہل بر چفسیدۂ
با سببہا از مسبب غافلی | سوی این روپوشہا زان مایلی
چون سببہا رفت بر سر میزنی | ربنا و ربنا ہا میکنی
رب میگوید برو سوی سبب | چون ز صنعم یاد کردی ای عجب
گفت زین پس من برانیدم ہمہ | نگرم سوی سبب زان دمدمہ

بولا ناواقف ہوں میں وہ کون ہے | بولا وہ خوش خو ماہ کون ہیں
سید و سرور محمد نور جان | بہتر و افضل شفیع مجرمان
ہر طرف تعریف کی انکی وے | بولا وہ تحقیق ساحر ایک ہے
کہ گروہ عاجز کیا ہی سحر سے | آدھا بالشت میں نہ جاؤں اس جگہ
کھینچ کر وہ اسکو لائے اس جگہ | چیخ کر کہتا برا وہ برملا
پاس[1] پس حضرت کے لائے اسکو وہ | بولے تم پانی پیو اور بھر رکھو
سب ہوئے سیراب پس اس مشک سے | اور پیا اونٹوں نے اور ہر ایک نے
مشک و مشکیزہ بھرے اس مشک سے | کہ ہوا حیران ابر اس رشک سے
یہ کسی نے دیکھا اک مشکیزہ سے | اتنی دوزخ سرد کی ہیں ایک نے
یہ کسی نے دیکھا مشک اک آب سے | اتنی مشکیں پر ہوئیں بے سعی کے
مشک پوشیدہ تھی موج فضل تب | آتی بحر اصل سے با حکم رب
جوش[2] سے پانی ہوا جو کہ ہوا | وہ ہوئی سردی سے پانی پھر ہوا
بل علاوہ اس حکم اسباب کے | آب کو تکوین لایا غیب سے
جو تجھے اسباب طفلی سے ملے | جہل سے اسباب کا پابند ہے
اور مسبب بھولا تو اسباب سے | مائل اس روپوش کا ہی اس لیے
ہو گئے اسباب سر پیٹے گا تو | ربنا و ربنا کہوے گا تو
رب کہے اسباب کی جانب تو جا | یاد کیوں صنعت کو میری اب کیا
بولا[3] بعد اسکے رہوں میں تیرا ہو | نہ سبب کو دیکھوں نہ اس مکر کو

[1] پاس پس الخ، شعر پاس حضرت کے وہ اسکو لائے فرمایا کہ تم پانی پیو اور بھر رکھو سب اس مشک سے سیراب ہوئے اور ہر ایک نے و اونٹ نے پیا اور مشک و مشکیزہ بھرے اس مشک سے کہ ابر حیران ہوا اسکی مشک سے یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشکیزہ سے اسنے دوزخ سرد کی ہے یہ کسی نے دیکھا ہی کہ ایک مشک آپ سے اتنی مشکیں پر ہوئیں بغیر سعی کے آگے حقائق ہیں مشک پوشیدہ تھی اور موج فضل آتی تھی بحر اصل سے بحکم خدا یعنے وہ مشک تو پوشیدہ تھی اور موج فضل دریائے اصل سے آتی تھی کہ سب نے پانی پیا اور اپنی مشکیں بھریں اور کسی کو وہ دکھائی نہیں دیتی تھی آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ [2] جوش سے الخ، شعر جو کہ پانی ہوا جوش سے ہوا وہ سردی سے پھر پانی ہوئی بلکہ سوا اس حکم رسول اللہ صلعم و اسباب کے آپ کو غیب سے تکوین لایا جو اسباب تو نے طفلی سے دیکھے جہل سے اسباب کا پابند ہے اور اسباب سے سبب کو بھولا ہے اسواسطے اس روپوشی کا مائل ہے جو اسباب گئے تو سر پیٹے گا ربنا ربنا تو کہے گا رب فرمائے گا کہ اسباب کی جانب تو جا کیوں یاد صنعت کو میری کیا یعنے تو بچپن سے اسباب کا پابند ہے اسواسطے مسبب کو بھولے گا جبکہ اسباب خفا ہونگے اسوقت تو رب کو پکارے گا آگے جواب ہے فافہم ۱۲ [3] بولا بعد الخ، شعر کہا کہ بعد اسکے تیرا ہو رہوں نہ سبب دیکھوں نہ اس مکر کو وہ کہے تیرا کام ہی ترجمہ اگر تم کو لوٹا دیں دنیا میں تو تم پھر گناہ کر دگے تو عہد و توبہ میں بہت خام ہے لیکن وہ نہ دیکھوں میں اور رحمت کر دوں میری رحمت پر ہے میں رحمت پر ہوں بد نہ دیکھوں عطا کرتا ہوں تو میرے کرم سے کیا چاہے مجھ سے سب احسان و وفا ہوتے ہیں تجھ سے بدعہدی و نسیان و خطا ہی الغرض کہ تو سبب میں پھنسا ہی تو معذور ہی اب تو نے یہی راستہ دیکھا ہی یعنے تجھ سے بدعہدی ہوتی ہی اور حق وفاداری کرتا ہی کیونکہ تو اسباب میں پھنسا ہی اور خدا بے سبب عطا کرتا ہی آگے رجوع بقصہ ہی قافلہ انکے کام سے حیران ہوا یا محمد کیا ہی ای ذوالعطا مشکیزہ کو روپوش کر دیا تو نے غرق کر دیا رحم و عرب کو آگے مشک غلام کی پر ہونے کا حال ہی فافہم ۱۲

گویدش رد والعادوا کار تست / ای تو اندر توبہ و میثاق سست
لیک من آن ننگرم رحمت کنم / رحمتم پُر است بر رحمت منم
ننگرم عہد بدت بدہم عطا / از کرم این دم چہ می خواہی مرا
از من آید جملہ احسان و وفا / ور تو بدعہدی و نسیان و خطا
حاصل آنکہ در سبب پیچیدہٗ / لیک معذوری ہمین رادیدہٗ
قافلہ حیران شدند از کار او / یا محمدؐ چیست این ای بحر جو
کردۂ روپوش مشک خرد را / غرقہ کردی ہم عرب ہم کرد را

وہ کہے ردوا لعادوا تیرا کام / ای تو توبہ عہد میں ہی سست خام
پرنہ دیکھوں میں وہ اور رحمت کروں / میری رحمت پُر ہی میں رحمت پہ ہوں
عہد بد نے دیکھوں کرتا ہوں عطا / تو کرم مجھسے کیا چاہے بھلا
مجھسے سب ہوتے ہیں احسان و وفا / تجھسے بدعہدی و نسیان و خطا
توسبب میں الغرض کہ ہے پھنسا / تو ہی معذور اب تجھے یہ ہی ملا
قافلہ کام اُنکے سے حیران ہوا / یا محمدؐ کیا ہے یہ ای ذوالعطا
کردیا روپوش مشکیزہ کو اب / غرق تونے کردیا روم و عرب

مشک آن غلام پُر شدن از غیب بہ معجزۂ رسولؐ خدا و سپید شدن آن غلام سیاہ

اُس غلام کی مشک کا پُر ہونا غیب سے بہ برکت معجزہ رسولؐ خدا کے اور سپید ہو جانا اُس غلام حبشی کا

ای غلام اکنون تو بین مشک خود[1] / تا نہ گوئی در شکایت نیک و بد
آن سیہ حیران شد از برہان او / می دمید از لامکان ایمان او
چشمۂ دید از ہوا ریزان شدہ / مشک او روپوش فیض آن شدہ
آن نظر روپوش ہا ہم بر درید / تامعین چشمۂ غیبی رسید
چشمہا پُر آب کرد آندم غلام / شد فراموشش ز خواجہ وز مقام
دست و پایش ماند از رفتن براہ[2] / زلزلہ افگند در جانش اِلٰہ
باز بہر مصلحت بازش کشید / کہ بخویش آ باز رادای مستفید
وقت حیرت نیست حیرت پیش تست / این زمان درہ درآ چالاک و چست
دست ہائے مصطفےؐ بر رو نہاد / بوسہ ہائے عاشقانہ بس بداد
مصطفےؐ دستِ مبارک بر رخش / آن زمان مالید کرد او فرخش

ای غلام اب دیکھ پُر مشک اپنی خود / تا شکایت تو نہ کہوی نیک و بد
حبشی حیرت میں ہوا برہان سے / لامکان سے آتا تھا ایمان اُسے
دیکھا اک چشمہ ہوا سے ہی رواں / مشک اسکی فیض میں اسکے نہاں
اس نظر نے پھاڑے پردہ اور بھی / چشمۂ جاری غیبی تک گئی
دیکھ کر گریاں ہوا پھر وہ غلام / بھولا وہ خواجہ کو اپنی اور مقام
ہاتھ پاؤں راہ چلنے سے رہے / جان میں اک لرزہ پڑا اللہ سے
مصلحت سے ہوش میں اسکو کیا / کہ تو پھر آ ہوش میں اور واں پہ جا
ہو نہ حیران آگے حیرت ہی ترے / اب تو کر جلدی اس رستہ کو طے
مصطفےؐ کے ہاتھ کو منھ پر رکھا / اور بوسہ عاشقانہ بس دیا
مصطفےؐ نے ہاتھ کو اسکے ملا / منھ پہ اور خرسند اسی اُس دم کیا

[1] ای غلام الخ یہ شعر ای غلام تو اپنی مشک کو خود دیکھ تاکہ شکایت میں نیک و بد تو نہ کہے حبشی حیرت میں ہوا دلیل سے کہ لامکان سے اُسے ایمان آتا تھا دیکھا کہ ایک چشمہ ہوا سے رواں ہی اسکی مشک فیض میں اسکی نہاں ہی اس نظر سے اور بھی پردے پھاڑے چشمہ جاری غیبی تک گئی چشم گریاں وہ غلام اُس دم ہوا وہ خواجہ کو اپنے بھولا اور مقام کو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[2] ہاتھ الخ یہ شعر پاؤں چلنے سے باز رہے جان میں ایک لرزہ اللہ سے پڑا اسکو ہوش میں ایک مصلحت کے واسطے کیا کہ تو ہوش میں پھر آ اور وہاں پر جا اب حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت آتی ہے اب تو جلد سے جلد اس راہ کو طے کر مصطفےؐ کے ہاتھ کو منھ پر رکھا اور بوسہ عاشقانہ دیا مصطفےؐ نے ہاتھ اُسکے منھ پر ملا اور اُسے اُس دم خرسند کیا حبشی کا منھ سفید مثل ماہ کے ہوا اور اُسکی شب روز روشن ہوئی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] اگر لوٹا دیں تم کو طرف دنیا کے تو لوٹ جاؤ تم اسی منہیات پر ۱۲۔

شد سپید آن زنگی و زادۂ حبش — همچو بدر و روز روشن شد شبش
یوسفی شد در جمال و در دلال — گفتش اکنون رو بگو وا گوی حال
او همی شد بی سر و بی پا و دست — پا همی نشناخت در رفتن ز دست
پس بیامد با دو مشک پر روان — سوی خواجه از نواحی کاروان
خواجه بر ره منتظر بنشسته بود — کان غلامش دیر می آمد نه زود
خواجه از دورش بدید و خیره ماند — از تحیر اهل آن ده را بخواند
راویه ما اشتر ما هست این — پس کجا شد بندۂ زنگی جبین

گورا منہ حبشی کا مثل مہ ہوا — روز روشن شب ہوئی اسکی ولا
مثل یوسف[1] وہ جمال اندر ہوا — بولے اب تو جا بیان کر ماجرا
بے سر و پا مست وہ اک ہو گیا — راہ چلنے مین نہ جانے دست و پا
دو بھری مشکین وہ حبشی لے چلا — سوی خواجہ کاروان سے وہ گیا
خواجہ بیٹھا منتظر تھا راہ پے — کہ غلام اسکا نہ آیا دیر سے
دیکھ خواجہ دور سے حیران ہوا — اہل اس دہ کو تحیر سے کہا
یہ ہمارا اونٹ و مشکیزہ تو ہے — کیا ہوا حبشی غلام اب نا ملے

دیدن خواجه غلام خود را سپید رو و ناشناختن و با غلام گفتن که تو غلام مرا کشتهٔ و خون او ترا گرفته

دیکھنا خواجہ کا غلام اپنے کو سفید رو اور نہ پہچاننا اور کہنا غلام کو کہ تو نے میرے غلام کو مار ڈالا اور اسکے خون نے تجکو پکڑا

آن یکی بدر بیست می آید ز دور — میزند بر نور روز از روش نور
کو غلام ما مگر سر گشته شد — یا بد و گرگی رسید و کشته شد
یا مگر او را بکشت این بدگهر — اشترش آورد این جا از غدر
چون بیامد پیش گفتش کیستی — یا یمین زادۂ و یا ترکیستی
تو غلامم را چه کردی راست گو — گر بکشتی وا نما حیلت مجو
گفت گر کشتم تو چون آمدم — چون بپای خود درین خون آمدم
گفت نی نی در نگیرد ما منت — راست باید گفت سر این جنت
کو غلام من بگفت اینک منم — کرده دست فضل یزدان روشنم

ایک وہ[2] آتا ہی بدر از راہ دور — نور دن پر غالب اسکی رخ کا نور
وہ غلام آوارہ شاید ہو گیا — یا کہ اسکو گرگ نے کشتہ کیا
یا کہ اسکو مارا شاید اسنے ہے — اونٹ اسکو لایا یان تقدیر سے
پاس جو آیا کہا تو کون ہے — یا یمین زادہ دیا ہی ترک سے
کیا کیا[3] میرا غلام اب سچ کہو — اسکو گر مارا ہے حیلہ مت کرو
بولا اگر مین مارتا پھر آتا کیون — خون مین اپنے آپ پھر مین پھنستا کیون
بولا نے کرنا قبول اب دم مرا — چاہیئے سچ کہنا بھید اس بات کا
بولا مین ہون وہ غلام ادنی ترا — فضل حق کے ہاتھ نے روشن کیا

سلہ مثل یوسف الخ یہ شعر مثل یوسف کے وہ صاحب جمال ہوا فرمایا کہ اب تو جا اور یہ ماجرا بیان کر وہ ایک مست بے سر و پا ہو گیا راہ چلنے مین دست و پا نہین جانتا وہ حبشی دو بھری مشکین لے چلا اور خواجہ کی جانب اس کاروان سے گیا خواجہ منتظر بیٹھا تھا راہ پر کہ غلام اسکا دیر سے آیا خواجہ دیکھ کر دور سے حیران ہوا اور اس نے اہل دہ کو تحیر سے کہا یہ ہمارا اونٹ و مشکیزہ تو ہے کیا ہوا کہ حبشی غلام نہین دکھائی دیتا ہے آگے شناخت غلام کا حال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ایک وہ الخ یہ شعر ایک وہ بدر آتا ہے راہ دور سے دن کے نور پر اسکے رخ کا نور غالب ہے وہ شاید غلام آوارہ ہو گیا یا کہ اسکو گرگ نے مار ڈالا یا کہ اسکو اسنے شاید مارا ہے اسکو اونٹ تقدیر سے یہان لایا ہے جو نزدیک گیا کہا تو کون ہے یا یمین زادہ یا ترک ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ کیا کیا الخ یہ شعر میرا غلام کیا کیا اب سچ کہو اگر اسکو مارا ہے حیلہ مت کرو کہا کہ اگر مین مارتا پھر کیون آتا اور اپنے خون مین آپ کیون پھنستا کہا کہ اب میرا دل قبول نہین کرتا ہے سچ کہنا چاہیے بھید اس بات کا کہا کہ مین وہی ادنی غلام تیرا ہون فضل حق کے ہاتھ نے روشن کیا صدر کو دیکھا تو مین ایک بدر ہو گیا اور ایک اہل فضل و قدر مین ہو گیا بولا کیا کہتا ہے میرا غلام کہان ہے مین تجکو نہین چھوڑونگا سچ بات کر غلام نے کہا کہ مین تیرے بھید اس غلام کے ساتھ کے سب ایک ایک کہتا ہون تجھ سے آگے بیان بھیدون کا ہے فافہم ۱۲۔

دیده‌ام صدری و بدری گشته‌ام / صاحب فضلی و قدری گشته‌ام
این چه میگوئی غلام من کجاست / این نخواهی رست از من جز براست
گفت اسرار ترا با آن غلام / جمله وا گویم یکایک من تمام
زان زمانے که خریدی تو مرا / تا به اکنون باز گویم ماجرا
تا بدانی که همانم در وجود / گرچه از شبدیز من صبحے گشود
رنگ دیگر شد ولیکن جان پاک / فارغ از رنگست و از ارکان خاک
تن شناسان زود مارا گم کنند / آب نوشان ترک مشک و خم کنند
جان شناسان از عددها فارغ اند / غرقه دریاے بیچونند و چند
جان شو و از راه جان جان را شناس / یار بینش شو نه فرزند قیاس
چون ملک با عقل یک سر رشته اند / بهر حکمت بر دو صورت گشته اند
آن ملک با عقل از یک گوهر اند / در پے هم همچو دنبال و سر اند
آن ملک چون مرغ بال و پر گرفت / وین خرد بگذاشت پر و فر گرفت
لاجرم هر دو مناصر آمدند / هر دو خوشرو پشت همدیگر شدند
هم ملک هم عقل حق را واجدے / هر دو آدم را معین و ساجدے
نفس و شیطان بوده ز اول واحدے / بوده آدم را عدو و حاسدے
آنکه آدم را بدن دید او رمید / وانکه نور مؤتمن دید او خمید
آن دو دیده روشنان بودند زین / وین دو دیده را ندیده غیر طین

صدر دیکھا بدر اک مین ہو گیا / اہل فضل و قدر اک مین ہو گیا
ہین تو کیا کہوے کہان میرا غلام / مین نہ چھوڑون تجکو گر سچا کلام
بولا تیرے بھید اسکے ساتھ کے / کہتا ہون مین ایک ایک اب تجھے
اُن[1] دنون سے کہ خریدا مجکو تھا / اب تلک کا کہتا ہون مین ماجرا
تا تو جانے جسم میرا ہے وہی / گرچہ میری رات سے صبح ہوئی
دوسری رنگت ہوئی پر جان پاک / نے رکھے رنگت اور ارکان خاک
تن شناس اب مجکو ہین بس بھولتے / آب نوش اب مشک و خم ہین چھوڑتے
جان شناس اعداد سے ہین بیخطر / غرق ہین دریاے بیچون مین مگر
جان ہو از راہ جان کے جان شناس / یار بینش ہو نہ فرزند قیاس
ہین[2] ملک اور عقل پیدا ایک سے / واسطے حکمت کے دو صورت ہوے
وہ ملک اور عقل اک گوہر سے ہین / آگے پیچھے مثل دُم اور سر کے ہین
ان ملک نے مرغ سان پر کو لیا / عقل نے پر چھوڑا اور فر کو لیا
اس لیے دونون مددگار آئے ہین / دونون خوشرو اور مدد باہم کرین
بھی ملک بھی عقل حق کو جانتے ہین / دونون آدم کو مدد سجدہ کرین
نفس و شیطان ایک ہین جو قبل سے / دشمن آدم کے وہ حاسد ہوے
جس نے آدم کو بدن دیکھا پھرا / نور کا جس نے امین دیکھا جھکا
وہ دو دیدہ اس سے روشن ہو گئے / اور دو دیدہ ان مین بس مٹی ہی دیکھے

[1] اُن دنون الخ۔ شعر ان دنون سے کہ مجکو خریدا تھا اب تک کا ماجرا کہتا ہون تا کہ تو جانے کہ میرا وہی جسم ہے اگرچہ میری رات سے صبح ہو گئی ہے رنگت دوسری ہوئی ولیکن جان پاک نہ رنگت رکھتی ہے اور نہ ارکان خاک کے حق شناس مجکو بھولتے ہین اور آب نوش مشک و خم چھوڑتے ہین آگے حقائق ہین جان شناس اعداد سے بیخطر ہین دریاے بیچون مین غرق ہین جان ہو اور از راہ جان کے جان شناس ہو اور یار بینش کا ہو نہ کہ فرزند قیاس مست نہو یعنے از راہ جان کے جان کا پہچاننے والا ہو تقلید و قیاس کا پابند مت ہو کیونکہ صورت مین قیاس سے جانتے ہین اور اہل جان مشاہدہ جان کا کرتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] ہین ملک الخ۔ شعر فرشتہ اور عقل ایک شے سے پیدا ہین حکمت کے سبب سے دو صورت پیدا ہوئے ہین وہ ملک اور عقل ایک گوہر سے آگے پیچھے مثل سر و دم کے ہین اُن ملک نے مانند مرغ کے پر کو لیا اور عقل نے پر چھوڑا اور فر کو لیا اسواسطے دونون مددگار آتے ہین دونون خوشرو اور مدد باہم کرتے ہین حق کو بھی ملک بھی عقل بھی پہچانتی ہے دونون آدم کو مدد و سجدہ کرتے ہین ایسے ہی نفس و شیطان اول سے ایک ہین آدم کے دشمن و حاسد ہوئے ہین جس نے آدم کو جسم دیکھا پھر گیا اور جس نے نور کا آدمی دیکھا جھک گیا وہ دونون دیدے اس سے روشن ہوے اور ان دونون دیدون نے آدم کو بجز مٹی کے نہ دیکھا یعنے جس نے آدم کی صورت کو دیکھا گمراہ ہوا اور جسنے آدم کی جان کو دیکھا سیدھا ہوا کیونکہ عقل اور ملک ایک شے سے پیدا ہوے ہین اور نفس و شیطان ایک ہین جن مین عقل غالب ہے وہ معنی کو دیکھتا اور جس مین نفس غالب ہے وہ صورت کو دیکھتا ہے باقی بیان اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

این بیان اکنون چو خر در یخ بماند — چون نشاید بر جہود انجیل خواند
کی توان باشیوہ گفتن از عمرؓ — کی توان بربط زدن در پیش کر
لیک گردہ بگوشہ یک کس ست — ہای ہوی کہ برآوردم بس است
مستحق شرع را سنگ و کلوخ — ناطقے گردد مشرح بارسوخ
این نیاز مریم بود است و درد — کہ چنان طفلے سخن آغاز کرد
جزو او بے او برائے او بگفت — جزو جزوت گفت دارد در نہفت
دست و پا شاہد شوندت اے رہے — منکرے راچند دست و پا نہے
ورنہ باشی مستحق شرح و گفت — ناطقہ ناطق ترا دید و بخفت

یہ بیان[1] اب مثل خر یخ مین پھنسا — مت جہودونکو تو انجیل اب سنا
حال عمرؓ کا کہہ سکے شیوہ سے کب — آگے بہرے کے بجے بربط ہی کب
گانون مین گر سننے والا کوئی ہی — ہای ہو جو کی ہی مین نے بس کرے
مستحق شرع کو مارین کلوخ — شرح کرنے والا کب پائے رسوخ
یہ تو مریم کا نیاز اور درد ہے — کہ گواہی طفل باتین کرکے دے
اسکے[2] جز نے اسکی خاطر خود کہا — خفیہ گویائی رکھے جز جز ترا
تیرا دست و پا گواہی تیری دے — منکری مین تو پھنسا کب تک رہی
تو نہین ہی مستحق اس شرح کا — ناطقہ چپ ہو جو تو گویا ہوا

در بیان آنکہ حق تعالی ہرچہ داد و آفرید ہمہ باستدعاء حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید کرد کہ تابہ دہد کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

بیان مین اسکے کہ حق تعالے نے جو کچھ دیا و پیدا کیا موافق حاجت کے پیدا کیا ہے کو اور چیز کا محتاج کرتا دیوے کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ

ہر چہ روئید از پے محتاج رست — تا بیابد طالبے چیزے کہ جست
حق تعالی کاین سموت آفرید — از برائے رفع حاجات آفرید
ہر کہ جویا شد بیابد عاقبت — مایۂ در دست اصل مرحمت

پیدا[3] کل ہے واسطے محتاج کے — پائے طالب تا کہ جو کچھ ڈھونڈھی ہی
آسمان اللہ نے پیدا کیئے — جان لے تو رفع حاجت کے لیے
جو کوئی ڈھونڈھے گا آخر پائیگا — رحمتون کی جڑ ہی ہونا درد کا

---

[1] یہ بیان الخ ۵ شعر یہ بیان مانند خر کے یخ مین پھنسا ہی جہودون کو اب تو انجیل مت سنا حال عمرؓ کا شیوہ سے کب کہہ سکے آگے بہرے کے بربط کب بجا سکے اگر گانون مین سننے والا کوئی ہے مین نے جو ہا ہوکی ہے وہ بس کرتی ہے مستحق شرع کو کلوخ مارین شرح کرنے والا کب رسوخ پاوے یہ مریم کا نیاز و درد ہی کہ طفل باتین کرکے گواہی دے یعنے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ مستحق شریعت کے تھے غافلون نے پتھر مارے ہین شرع کرنے والا کب رسوخ پا سکے ہوشمند کو یہ میری ہا ہو بس کرتی ہے مجکو وہ مرتبہ کہان ہی کہ مثل مریم غم کے میرا پسر گواہی دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] اسکے الخ ۳ شعر اسکی خاطر اسکے جز نے خود کہا کہ تیرا جز جز خفیہ گویائی رکھے تیرا دست و پا تیری گواہی دے تو منکری مین کب تک پھنسا رہے تو مستحق اس شرح کا نہین ہے تو گویا ہوا تو ناطقہ چپ ہو یعنے غافلان دنیا اس راز الٰہی کو کب سن سکتے ہین کیونکہ راز گو بسبب کم توجہی غافلون کے راز کہنے سے چپ ہو جاتے ہین بقول استاد ؎ در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ❊ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ❊ پس محفل مین مرشدون کے خود کو مشتاق کرنا چاہیے کہ وہ راز الٰہی خود بخود بیان کرین جیسے کہ حق تعالی موافق حاجت کے ہر ایک کو عنایت فرماتا ہے چنانچہ اسکا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲ [3] پیدا کل الخ ۹ شعر کل پیدا ہے واسطے محتاج کے تا کہ طالب اسکو پائے کہ جسکی تلاش کرے اللہ نے آسمان پیدا کیئے رفع حاجت کے لیئے جو کوئی ڈھونڈھے گا آخر پائیگا رحمتون کی جڑ ہے درد کا ہونا آگے اسکی مثال ہے جس جگہ درد ہو دوا وہان جاے جس جا فقر ہو وہان نوا جاے جس جگہ مشکل ہو وہان جواب جاے آگے اسکے حقائق ہین اور پانی کم ڈھونڈھ اور تشنگی تو پیدا کر تا کہ پانی تیرا اوپر جوش ہوا ہو آگے مثال ہے جبتک اسکے بچہ پیدا نہو چھاتی ان سے دودھ کیسے جاری ہو آگے حقائق ہین اور پتلے دوڑکر تلاش کرتا حرارت تشنگی زیادہ ہو بعد اسکے تو آزاد ہوا سے آواز آب نہر کی سنے یعنے آب مت ڈھونڈھ تشنگی پیدا کر کہ آب خود تیری طرف کھینچے کر جو ڈھونڈھے گا وہ پائے گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

هر کجا دردے دوا آنجا رود — هر کجا فقرے نوا آنجا رود
هر کجا مشکل جواب آنجا رود — هر کجا پستی ست آب آنجا رود
آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست
تا نزاید طفلکِ نازک گلو — کے روان گردد ز پستان شیر او
رو بدین بالا و پستیہا بدو — تا شوی تشنہ حرارت را گرو
بعد از ان از بانگ زنبور ہوا — بانگ آبِ جو بنوشی اے کیا
حاجتِ تو کم نباشد از حشیش — آب اگیری سوادمی کششیش
گوش گیری آب را مے کشی — سوے زرعِ خشک تا یابد خوشی
زرعِ جان را کش جواہر مضمر ست — ابر رحمت پُر ز آبِ کوثر ست
تا سقاہم ربہم آید خطاب — تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب

درد ہو جس جا دوا جاوے وہان — فقر ہو جس جا نوا جائے وہان
جس جگہ مشکل وہان جاے جواب — جس جگہ پستی وہان جاے ہی آب
آب کم جو تشنگی پیدا تو کر — تا کہ پانی تیرا ہو پُر جوش تر
جب تلک پیدا نہ بچہ اُسکے ہو — چھاتیون سے دودھ جاری کیسے ہو
کر تلاش اوپر تلے تو دوڑ کر — تا حرارت تشنگی ہو بیشتر
بعد اسکے تو ہوا کی بانگ سے — بانگ آبِ نہر کی از بس تُو سنے
تیری[۱] حاجت کم نہووے گھانس سے — کہ وہ لے پانی کو اُس جانب کھینچے
کان پانی کا پکڑ کر کھینچے تو — خشک کھیتی کیطرف خوش ہووے تو
بہرِ کشتِ جان کہ جوہر ہی چھپا — ابر رحمت آب کوثر سے بھرا
تا سقاہم ربہم آئے خطاب — تشنہ ہو واللہ اعلم بالصواب

آمدن زنی کافر با طفلِ شیرخوار نزد رسول خدا علیہ السلام و ناطق شدن طفل بہ معجزۂ رسول خدا علیہ السلام

آنا عورت کافرہ کا مع بچۂ شیرخوار کے پاس رسول خدا علیہ السلام کے اور گویا ہونا بچہ کا معجزۂ رسول خدا علیہ السلام سے

ہم ازان دہ یک زنی از کافران — سوی پیغمبر دوان شد زامتحان
پیش پیغمبر در آمد با خمار — کودکے دو ماہہ زن اندر کنار
گفت کودک سلم اللہ علیک — یا رسول اللہ قد جئنا الیک
مادرش از خشم گفتش ہین خموش — کیست افگند این شہادت در اگوش
این کیت آموخت ای طفلِ صغیر — کہ زبانت گشت در طفلی جریر
گفت حق آموخت و آنگہ جبرئیل — در بیان با جبرئیلم من رسیل

ایک[۲] عورت کافرہ اُس گانون سے — امتحان کو آئی حضرت کے کنے
پاس پیغمبر کے آئی منہ چھپا — ایک بچہ گود مین دو ماہ کا
بولا بچہ سلم اللہ علیک — یا رسول اللہ قد جئنا الیک
مان نے غصہ ہو کہا چُپ رہ وے — یہ گواہی کس نے سکھلائی تجھے
کس نے یہ سکھلایا اے بچہ ذکی — کہ زبان طفلی مین ہوئی گویا تری
بولا حق سکھلا کے جبرائیل سے — ہمکلام اب مجھ سے جبرائیل ہے

[۱] تیری حاجت الخ یہ شعر تیری حاجت گھانس سے کم نہووے کہ وہ پانی کو لے اور اسکے جانب کھینچے و کان پانی کا پکڑ کے کھینچے خشک کھیتی کی طرف خوش ہو کے واسطے کشت جان کے کہ جواہر پوشیدہ ہی ابر رحمت آب کوثر سے بھرا ہی ترجمہ تا پلایا انکو رب اُنکے نے خطاب آئے تشنہ ہو اللہ خوب جانتا ہے یعنے گھانس کو خواہش پانی کی ہوتی ہے تو وہ پانی پاتی ہے تیری حاجت گھانس سے بھی کم ہے کہ تو پانی نہ پائے بس تو تشنگی پیدا کر کہ حق آب رحمت تجکو پہونچاے جیسے عورت کے بچہ کو حق نے آگہی دی چنانچہ اسکا حال آگے مثال مین فرماتے ہین فافہم ۱۲-
[۲] ایک عورت الخ یہ شعر ایک عورت کافرہ اُس گانون سے امتحان کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منہ چھپا کر پیغمبر صلعم کے پاس آئی ایک بچہ دو مہینے کا گود مین تھا بچہ نے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ تحقیق کہ آیا مین تمھارے پاس مان نے خفا ہو کر کہا کہ چُپ رہ یہ گواہی تجکو کسنے سکھائی اے بچہ ذکی یہ کسنے سکھایا کہ طفلی مین زبان تیری گویا ہوئی کہا کہ حق تعالیٰ نے جبرئیل نے سکھایا ہے اب ہم کلام جبرئیل ہے مجھ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲- عہ بلایا انکو رب انکے نے ۱۲ عہ سلام ہو جیو اللہ کا تم پر ۱۲-

گفت کو گفتا کہ بالای سرت
می نہ بینی کُن ببالا منظرت

ایستادہ بر سرِ تو جبرئیل
مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل

گفت مے بینی تو گفتا کہ بلے
بر سرت تابان چو بدری کاملے

می بیاموزد مرا وصفِ رسولؐ
بر علوی میرساند زین سُفول

پس رسولش گفت ای طفلِ رضیع
چیست نامت باز گو و شو مطیع

گفت نامم پیش حق عبد العزیز
عبد عزّی پیش این یکمشت حیز

من ز عزی پاک و بیزار و بری
حق آنکہ دادت این پیغمبری

کودکِ دو ماہہ ہمچون ماہ بدر
درس بالغ گفتہ چون اصحاب صدر

پس حنوط آندم ز جنت در رسید
تا دماغِ طفل و مادر بوکشید

ہر دو میگفتند کز خوفِ سقوط
جان سپردن بہ برین بوی حنوط

آنکہ تعریفش شہنشہ خود کند
جامد و نامیش صد مرحق زند

آن کسی کش معرف حق بود
جامد و نامیش صد صدق نہد

آن کسی راکش خدا حافظ بود
مرغ و ماہی مر ورا حارس شود

بولا کس جانب کہا سر پر ترے
تو نہ دیکھے اپنے سر پر دیکھ لے

سر پہ تیرے یہ کھڑا ہی جبرئیل
سو طرح سے ہو گیا مجکو دلیل

بولیؑ تو دیکھے کہا ہون دیکھتا
سر پہ تیرے ہی چمکتا بدر سا

مجھکو سکھلاتا ہی وہ وصفِ نبیؐ
اور بلندی دی مجھے پستی سی بھی

بولے حضرت کہ ای طفل شیر خوار
نام بتلا ہو مطیع ای ہوشیار

بولا حق کے پاس نام عبد العزیز
عبد عزّی کہتی ہے یہ بدتمیز

مین ہون عزی سی بیزار و بری
ہے قسم اُس کی کیا تجکو نبی

دوؑ مہینے کا وہ بچہ مثل بدر
گفتگو کامل کری جون اہل صدر

آگئی بس جنت سی خوشبو اس گھڑی
مان و بچہ کے دماغ اندر گئی

دونون کہتے تھے کہ یہ زائل نہو
بوی خوش بہتر ہی جائے جان جو

جسکی تعریفین شہنشہ خود کرے
جامد و نامی اسے تحسین دے

وہ کوئی کہ عارف باللہ ہے
جامد و نامی اسے سچا کہے

اس کسی کا جو کہ حافظ ہو خدا
مرغ و ماہی تک نگہبان ہو سدا

ربودن عقاب موزۂ رسول علیہ السلام را و بردن بہوا و نگون کردن و از موزہ مار سیاہ افتادن

اندرین بودند کاواز صلا
مصطفیؐ بشنید از سوی علا

لیجانا عقاب کا موزہ رسول علیہ السلام کو ہوا پر اور الٹ دینا موزے کا اور گرنا سانپ سیاہ کا اسمین سے

اسمینؑ تھے کہ آئی آواز صلا
مصطفیؐ نے اسکو اعلا سے سنا

سلہ بولی الخ ۵ شعر مان نے کہا کہان ہے کہا کہ تیرے سر پر ہے تو نہین دیکھتی ہے سر پر نظر کر یہ جبرئیلؑ تیرے سر پہ کھڑا ہے سو طرح سے دلیل ہو گیا ہے بولی تو دیکھتا ہے کہا کہ دیکھتا ہون سر پر تیرے چمکتا ہے بدر کے مانند وہ سکھلاتا ہے وصف نبیؐ کا اور بلندی مجکو پستی سے دیتا ہے حضرت نے کہا کہ ای طفل شیر خوار نام بتلا اور مطیع بن اے ہوشیار کہا کہ میرا نام خدا کے پاس عبد العزیز ہی اور عبد عزے یہ بدتمیز کہتی ہے مین عزی سے پاک ہون اور بیزار و بری ہون اُسکی قسم ہے کہ جس نے نبیؐ تجکو کیا ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ دو مہینے کا الخ ۶ شعر وہ بچہ دو مہینے کا مثل بدر کے گفتگو کرتا تھا مانند اہل صدر کے اس گھڑی جنت سے خوشبو آئی مان و بچہ کے دماغ مین گئی دونون کہتے تھے کہ یہ زائل نہووے بوے خوش بہتر ہے جو جان جائے آگے حقائق ہین جس کی تعریفین خود شہنشاہ کرے جمادات و نباتات تحسین جنکو دے وہ کوئی کہ عارف باللہ ہے جمادات و نباتات سے سچا کہے اُس کسی کا کہ جو خدا حافظ ہو مرغ و ماہی تک نگہبان اسکی ہو یعنے جسکی خدا تعریف کرے تمام مخلوق اسکی تحسین کرے جس کا خدا نگہبان ہو اُسکا مرغ و ماہی تک محافظ ہو جیسے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا موزہ عقاب لے گیا اور سانپ سے بچایا چنانچہ اسکا قصہ آگے تمثال مین فرماتا ہی فافہم ۱۲۔

سلہ اس مین الخ ۶ شعر اس حال مین تھے کہ آواز صلا کی آئی اور مصطفیؐ نے اعلیٰ سے اسکو سنا پانی مانگا اور وضو تازہ کیا ہاتھ و منہ کو دھویا اور زیبا کیا پاؤن دھو کر موزہ کا قصد کیا اُس دم موزہ رُبا موزہ لے گیا جبکہ موزہ لینے کو حضرت صلعم جھکے آپ کے ہاتھ سے عقاب موزہ نے اوڑا موزہ لے گیا ہوا مین مانند ہوا کے جو اسے پلٹا ایک سانپ اُس مین سے گرا یعنے ایک مار سیاہ موزے سے گرا اس بات سے عقاب نیک خواہ ہوا آگے قول عقاب کا ہی فافہم ۱۲۔

خواست آبی و وضو را تازه کرد	دست و رو شست او زان آب سرد	پانی مانگا اور وضو تازہ کیا	ہاتھ منھ کو دھویا اور پا کیا
هر دو پا شست و بموزه کرد رای	موزه را بربود یک موزه ربای	پانون دھو کر قصد موزہ کا کیا	موزہ اُسدم لے گیا موزہ ربا
دست سوی موزه برد آن خوش خطاب	موزه را بربود از دستش عقاب	موزہ لینے کو جھکے وہ خوش خطاب	لے اوڑا بس ہاتھ سے موزہ عقاب
موزه را اندر هوا برد او چو باد	پس نگون کرد و ازان مار فتاد	لے گیا موزہ ہوا مین جون ہوا	جو کہ پلٹا سانپ اک اس سے گرا
در فتاد از موزه یک مار سیاه	زان عنایت شد عقابش نیکخواه	جو گرا موزہ سے اک مار سیاہ	ہی عقاب اسباب سے بس نیکخواہ
پس عقاب آن موزه را آورد باز	گفت هین بستان و رو سوی نماز	لایا پھر موزہ عقاب با نیاز	بولا لیجے جایئے سوئے نماز
از ضرورت کردم این گستاخی	من ز ادب دارم شکسته شاخی	یہ تو گستاخی ضرورت سے ہی کی	مین نے گستاخی ادب سے ہی کری
وای کو گستاخ پای می نهد	بی ضرورت کش هوا فتوی دهد	ہای وہ گستاخ پانون کو رکھے	بے ضرورت کے ہوا فتوی جو دے
پس رسولش شکر کرد و گفت ما	این جفا دیدیم و خود بود آن وفا	شکر کر کے اسکا حضرت نے کہا	مین نے جانی یہ جفا وہ تھی وفا
موزه بربودی و من درهم شدم	تو غمم بردی و من در غم شدم	لے گیا تو موزہ مین برہم ہوا	لے گیا تو غم مرا غم مجکو تھا
هرچه گر غیبی خدا ما را نمود	دل دران لحظه بخود مشغول بود	گرچہ مجھپر غیب ظاہر حق سے تھا	خود سے تھا مشغول اسدم دل مرا
گفت دور از تو که غفلت از تو رست	دیدنم آن غیب را هم عکس تست	بولا مجھسے دور کب غفلت تجھے	غیب بینی میری تیرا عکس ہے
مار در موزه به بینم در هوا	نیست از من عکس تست ای مصطفی	سانپ موزہ مین ملے اندر ہوا	مجھسے نہ ہی عکس تیرا مصطفی
عکس نورانی همه روشن بود	عکس ظلمانی همه گلخن بود	عکس نورانی ہی روشن بس تمام	عکس ظلماتی ہی گلخن بس تمام
عکس عبدالله همه نوری بود	عکس بیگانه همه کوری بود	عکس عبداللہ بالکل نور ہے	عکس بیگانہ کا بالکل کور ہے
عکس هر کس را بدان ای جان بهین	پهلوی جنسی که میخواهی نشین	عکس ہر اک اسکے لائق جان تو	پاس بیٹھ اسکے جو چاہی جنس کو

وجه عبرت گرفتن ازین حکایت و معنی اِنَّ مع العسر یسرا

وجہ عبرت لینے کی اس حکایت سے و معنی اِنَّ مع العسر یسرا کے

ص۱ لایا الخ یہ شعر پھر عقاب موزہ لایا از راہ نیاز کے اور کہا کہ لیجئے اور جایئے جانب نماز کے جو یہ گستاخی ضرورت سے کی ہے پس مین نے گستاخی ادب سے کی ہے آگے حقائق ہین افسوس وہ گستاخ پانون رکھے بغیر ضرورت کے کہ جو ہوا اسکو فتوی دے یعنے عقاب جانور گستاخی کرے تو ادب سے کرے اور انسان باوجود عقل کے خواہش نفسانی سے گستاخی کرے آگے رجوع ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شکر حق کا کر کے کہا کہ جو مین نے جفا جانی وہ وفا تھی تو موزہ لے گیا اور مین برہم ہوا تو میرا غم لے گیا اور مجکو غم تھا اگرچہ مجھپر حق کی جانب سے غیب ظاہر تھا میرا دل اُس دم خود سے مشغول تھا یعنے انبیا و اولیا کو اگرچہ کشف ہوتا ہے مگر مشغولی حق و یا مشغولی خود کے اور طرف نظر نہین ہوتی ہے اس واسطے لاعلمی رہتی ہے آگے جواب عقاب کا ہے بطور حقائق کے فافہم ۱۲۔

ص۲ بولا الخ یہ شعر عقاب نے کہا کہ تجھ سے غفلت دور ہو جیو کہ کب غفلت تجکو ہے میری غیب بینی تیرا عکس ہے سانپ موزہ مین دیکھے اندر ہوا کے مجھ سے نہین ہے بلکہ تیرا عکس ہے ای مصطفی صلعم آگے حقائق ہین نور ربانی ہی بالکل روشن اور عکس ظلماتی بالکل گلخن عکس عبداللہ کا نور ہی عکس بیگانہ کا بالکل اندھا ہی عکس ہر ایک کا اسکے لائق تو جان پر اس کے پاس بیٹھ کہ جو جنس تو چاہے یعنے صحبت نیک مین نیک ہو اور صحبت بد مین بد ہو بموجب قول مشہور کے الصحبۃ موثرۃ آگے اس حکایت کا نتیجہ ہے فافہم ۱۲۔

عبرتست این قصہ ای جان مر ترا   تا شوی راضی تو در حکم خدا
تا کہ زیرک باشی و نیکو گمان   چون بہ بینی واقعۂ بد ناگہان
دیگران گردند زرد از بیم آن   تو چو گل خندان گہ سود و زیان
زانکہ از گل گر تو برگش مے کنی   خندہ نگذارد نہ گردد منثنی
گوید از خارے چرا افتم بغم   خندہ را من خود ز خار آوردہ ام
ہرچہ از تو یادہ گردد از قضا   تو یقین دان کہ خریدت ز بلا
ما التصوف قال وجدان الفرح   فی الفواد عند اتیان الترح
آن عقابش را عقابی دان کہ او   در ربودہ موزہ زان نیک خو
تا رہاند پاش را از زخم مار   ای خنک عقلی کہ باشد بے غبار
گفت لا تاسوا علے ما فاتکم   ان آتی السرحان اردی شاتکم
لیک ہرچہ آن فوت شد غمگین مشو   زانکہ گر شد کہنہ آید باز تو
گر بلا آید ترا اندوہ مبر   ور زیان بینی غم او را مخور
کان بلا دفع بلاہای بزرگ   وان زیان منع زیانہای سترگ
راحت جان آمد ای جان فوت مال   مال چون جمع آمد ای جان شد وبال

یہ ہی قصہ تیری عبرت کے لیے   تا ہو راضی حکم پر اللہ کے
تا کہ ہو ہشیار تو نیکو گمان   واقعہ بد دیکھے جو تو ناگہان
دوسرے ہون زرد و ڈر سے بہان   تو ہنسے جون گل جو ہو سود و زیان
کیونکہ گل کی پتی پتی توڑے تو   نہ ہنسی چھوڑے نہ ہو پژمردہ وہ
خار کو کہوے مین غم مین کیون پڑون   خود ہنسی کو خار سے مین لایا ہون
جو ہو فوت تجھ سے از راہ قضا   کر یقین تجھکو بلا سے لے لیا
ما التصوف قال وجدان الفرح   فی الفواد عند اتیان الترح
اس بلا کو تو عقاب اک جان لے   لے گیا موزہ حبیب اللہ سے
تا چھڑائے پا کو زخم مار سے   ای وہ بہتر عقل نے لغزش نہ کھے
بولا لا تاسوا علے ما فاتکم   ان آتی السرحان اردی شاتکم
فوت جو کچھ وہ ہوا غمگین نہو   گر گیا ہے کہنہ تو پھر آئے گا نو
تو نہ رنجیدہ ہو گر آئے بلا   گر زیان دیکھے تو غم اسکا نہ کھا
وہ بلا دافع بلائے کبریٰ   وہ زیان مانع زیان لا دوا
راحت جان آیا ای جان فوت مال   جمع ہو گر مال ای جان ہے وبال

استدعا نمودن شخصے از موسیٰ زبان بہایم را
چاہنا ایک شخص کا موسیٰ علیہ السلام سے جانوروں کی بانکو

گفت موسیٰ را یکے مرد جوان   کہ بیاموزم زبان جانوران
بولا اک موسیٰ کلیم اللہ سے   کہ زبان حیوان کی سکھلا دو مجھے

۱ یہ ہی الخ ۔ شعر یہ قصہ تیری عبرت کے واسطے ہی تا اللہ کے حکم پر راضی ہو تاکہ تو ہوشیار و نیک گمان ہو جو کہ واقعہ بد دیکھے ناگہان دوسرے زرد ہون ڈر سے وہ تو ہنسے مانند گل کے جو نفع و نقصان ہو آگے مثال ہے کیونکہ تو گل کی پتی پتی جو توڑتا ہے تو وہ ہنسے نہین چھوڑتی اور نہ وہ پژمردہ ہووے خار کو کہے کہ مین غم مین کیون پڑون مین خود ہنسی خار سے لایا ہون آگے حقائق ہین جو تجھ سے فوت ہوا و از راہ قضا کی یقین جان کہ تجکو بلا سے لے لیا یعنے تجھ سے جو کام فوت ہو جائے تو یقین کر کہ وہ کام تجھپر بلا تھا کہ یار نے تجکو اس بلا سے بچا دیا آگے اس حقائق کا بیان ہی فافہم ۱۲

۲ ما التصوف الخ ۔ شعر ترجمہ تصوف کیا ہی کہ پانا خوشی کا دل مین وقت آنے تکلیف اُس بلا کو تو ایک عقاب جان کہ حبیب اللہ کا موزہ لے گیا تاکہ پانون کو زخم مار سے چھڑائے ای بہتر وہ عقل ہی کہ لغزش نہ کھے کہا ترجمہ غمگین مت ہو اُس چیز سے کہ فوت تم سے ہو گئی اگر آئے بھیڑیا اور لے جائے تمھاری بکری کو وہ جو کچھ فوت ہوا غمگین مت ہو اگر کہنہ گیا ہے تو پھر نیا آئے تو رنجیدہ متہو اگر بلا آئے اور اگر زیان دیکھے تو غم مت اسکا کھا وہ بلا دفع کرنے والی ہی بلاے سخت کی اور زیان مانع ہے زیان لا دوا کا اے جان جان کی راحت فوت مال آیا ہے اگر مال جمع ہو وبال ہے یعنے بلا یار کی راحت ہی کہ وہ تجکو اور آفتون اور بلاؤن سے بچاتی ہے پس یار کی رائے پر چلنا چاہیے اور اپنی رائے کو دخل نہ دینا چاہیے ورنہ اس شخص کے مانند بلا مین پڑے گا کہ جس نے زبان مرغون کی سیکھی اور آفت مین پڑا چنانچہ اسکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲

۳ بولا الخ ۔ شعر ایک شخص نے موسیٰ کلیم اللہ سے کہا کہ مجھے زبان حیوانون کی سکھا دو تاکہ ان حیوانون کی آواز سے اپنے دین مین مجھے عبرت حاصل ہو یہ زبان کہ بنی آدم کی ہے در پے سامان ان سب کا آب و نان کے ہی شاید حیوانون کا اور طریقہ ہو کہ وہ گذر اوقات کی کرتے ہون آگے جواب موسیٰ علیہ السلام کا ہی فافہم ۱۲ ۔ عہ تصوف مین کیا ہی کہ بدن مین خوشی کا پایا جانا ہی عہ دل مین وقت آنے تکلیف کے عہ غمگین مت ہو اس چیز سے کہ فوت ہو گئی تم سے ۱۲ ۔ عہ اگر آئے بھیڑیا اور لے جائے بکری تمھاری کو ۱۲

تا بود کز بانگ حیوانات و دد — عبرتے حاصل کنم در دینِ خود
چون زبانہای بنی آدم ہمہ — در پی آبست و نان و دمدمہ
بو کہ حیوانات را درد دگر — باشد از تدبیرِ ہنگامِ گذر
گفت موسیٰ رو گذر کن زین ہوس — کاین خطر دارد بسے در پیش و پس
عبرت و بیداری از یزدان طلب — نہ از کتاب و از مقالِ حرف و لب
گرم تر شد مرد زان منعش کہ کرد — گرم تر گردد ہمی از منع مرد
گفت ای موسیٰ چو نورِ تو بتافت — ہر کہ چیزی یافت از تو چیز یافت
مر مرا محروم کردن زین مراد — لائق لطفت نباشد ای جواد
این زمان قائم مقامِ حق توئی — یاس باشد گر مرا مانع شوی
گفت موسیٰ یارب این مردِ سلیم — سخرہ کردستش مگر دیوِ رجیم
گر بیاموزم زیان کارش بود — ور نیاموزم دلش بدمے شود
گفت ای موسیٰ بیاموزش کہ ما — رد نہ کردیم از کرم ہرگز دعا
گفت یارب او پشیمانی خورد — دست خاید جامہ ہا را بر درد
نیست قدرت ہر کسے را سازوار — عجز بہتر مایۂ پرہیزگار
فقر زین رو فخر آمد جاودان — کہ بتقویٰ ماند دستِ نارسان
زان غنا و زان غنی مردود شد — کہ ز قدرت صبر ہا بدرود شد
آدمی را عجز و فقر آمد امان — از بلای نفسِ پُر حرص و غمان

تا کہ ان حیوان کی آواز سے — حاصل اپنے دین مین ہو عبرت مجھے
یہ زبان جو کہ بنی آدم کی ہے — در پئے ہی سامان آب و نان کے
شاید حیوان کا طریقہ اور ہو — کہ گذر اوقات کی کرتے ہین وہ
بولے[51] موسیٰ جا ہوس کو چھوڑ دے — کہ خطر یہ آگے پیچھے بس رکھے
عبرت اور بیداری حق سے کر طلب — کیا کتاب اور کیا مقال اور حرف و لب
تیز تر وہ منع کرنے سے ہوا — مرد ہووے منع سے تیز اور سوا
بولا چمکا نور موسے تیرا جب — جسنے پائی چیز تجھ سے پائی وہ
کرنا محروم اس تمنا سے مجھے — لائقِ لطف و کرم کب ہے ترے
حق کی جا قائم مقام اب ہے جو تو — یاس ہووے گر مرا مانع ہو تو
بولے[52] موسیٰ ای خدا اس مرد کو — پھانسا ملعون نے یون شاید کہ ہو
گر سکھاؤن اسکو تو نقصان ہو — گر نہ سکھلاؤن تو بے ایمان ہو
بولے ای موسیٰ تو اسکو دے سکھا — نے کرم سے ہم نے رد کی ہے دعا
بولے یارب ہو پریشانی اسے — ہاتھ چابے چاک جامہ کو کرے
سب کو کب ہوتی ہے قدرت سازوار — عجز اچھی دولت پرہیزگار
فقر فخر آیا ہے اس باعث سدا — کہ رہا تقویٰ مین دستِ نارسا
یون غنا اور یون غنی مرتد ہوا — صبر جو مقدور سے جاتا رہا
عجز اور فقر آدمی کا امن ہے — اور بلائے نفس حرص و غم رکھے

[51] بولے موسیٰ الخ۔ شعر موسیٰ نے کہا کہ جا ہوس چھوڑ کہ یہ آگے پیچھے خطرہ رکھتی ہے حق سے عبرت و بیداری طلب کر یہ کتاب و قال و حرف و لب کیا ہین منع کرنے سے وہ تیز تر ہوا کہ مرد منع کرنے سے تیز تر ہوتا ہے یعنے منع کرنے سے انسان زیادہ حریص اُس چیز کا ہوتا ہے بموجب حدیث شریف کے الانسان حریص علیٰ ما منع یعنے ضرور کر انسان حرص کرنے والا ہے اُس چیز مین کہ منع کیا گیا کہا کہ اے موسیٰ جو تیرا نور چمکا جس نے چیز پائی وہ تجھ سے پائی ہوگی مجکو اس تمنا سے محروم کرنا لائق تیرے لطف و کرم کے کب ہے جو حق کی اب تو قائم مقام ہے اگر تو میرا مانع ہو تو یاس ہووے۔ آگے جواب موسیٰ کا ہے فافہم ۱۲۔

[52] بولے الخ۔ اشعر موسیٰ نے کہا کہ اے خدا اس مرد کو شاید کہ دیو ملعون نے پھانسا ہو اگر سکھاتا ہون تو نقصان ہو اور اگر نہ سکھاؤن تو بے ایمان ہو آگے قول حق تعالیٰ کا ہے فرمایا کہ اے موسیٰ تو اسکو سکھا ہم نے کرم سے دعا رد نہین کی ہے موسیٰ نے کہا کہ اے رب اسے پشیمانی ہو ہاتھ چابے اور جامہ چاک کرے آگے اسکے حقائق ہین کب قدرت لائق ہر ایک شخص کے ہے عجز مایۂ پرہیز بہتر ہے فقر فخر اس باعث سے سدا آیا ہے کہ دست نارسا تقویٰ مین رہا ہے یون غنا اور یون غنی مرتد ہوا کہ جو صبر مقدور سے جاتا رہا عجز و فقر آدمی کا جائے امن ہے اور بلا نفس کی حرص و غم رکھتی ہے اور غم تمنائے فضول ہوا ہے کہ اُسکی عادت رکھتا ہے جیسے مثل خواہش گل کی ہوتی ہے گل کھانے والے کو گل شکر جیسے بیمار کو کب پسند آتی ہے یعنے جو کہ فقر مین انسان راستی پر رہتا ہے اور غنا مین باغی ہوتا ہے اسواسطے فقر فخر آیا ہے اور غنا مرتدی رکھتا ہے آگے حال سکھانے زبان حیوانون کا ہے فافہم ۱۲۔

آن غم آمد آرزوہای فضول	کہ بدان خو کردہ است آن صید غول	وہ ہوا ہی غم تمنائے فضول	کہ رکھی عادت ہی اسکی صید غول
آرزوے گل بود گل خوار را	گل شکر نہ گوارد آن بیمار را	خواہش گل ہوتی ہی گل خوار کو	ناپسند ہو گل شکر بیمار کو

وحی آمدن از حق تعالیٰ بہ موسیٰ علیہ السلام کہ بیاموزش چیزے راکہ استدعا مے کند

وحی آنا جانب حق تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام پر کہ سکھا اُسے وہ چیز کہ خواہش کرتا ہے

بعد ازان وحی آمد از حضرت کہ رو	ہرچہ می گوید بلطف خود شنو	بعدہٗ[1] وحی آئی حضرت سے کہ جا	جو کہے وہ سُن بالطاف و رضا
گفت یزدان کہ بدہ بایست او	برگشا در اختیار آن دست او	بولا یزدان اُسکے لائق اسکو دے	قدرت اسکی اختیار دین تو دے
اختیار آمد عبادت را نمک	ورنہ می گردد بنا خواہ این فلک	اختیار آیا عبادت مین نمک	ورنہ بے خواہش کے پھرتا ہی فلک
گردش او را نہ اجر و نے عقاب	کہ اختیار آمد ہنر وقت حساب	اسکی گردش کو ثواب اور نہ عذاب	اختیار آیا ہنر وقت حساب
جملہ عالم خود مسبح آمدند	نیست زان تسبیح جبری سودمند	سارا عالم پڑھتا وہ تسبیح ہے	سُود جبری کو نہ اُس تسبیح سے
تیغ در دستش نہ از عجزش بکن	تا کہ غازی گردد او یا راہزن	تیغ[2] اسکو دے نہ کر عاجز اسے	تا کہ غازی ہو و یا رہزن بنے
زانکہ کرمنا شد آدم ز اختیار	نیم زنبور عسل شد نیم مار	جو ہوا کرمنا آدم ز اختیار	آدھا ہی زنبور شہد آدھا ہی مار
مومنان کان عسل زنبور وار	کافران خود کان زہری ہمچو مار	کان مومن شہد کے زنبور وار	کان کافر زہر کے مانند مار
زانکہ مومن خورد بگزیدہ نبات	تا چو نحلے گشت ریق آب حیات	کھائی ہی مومن نے جو بہتر نبات	تھوک جون زنبور ہو آب حیات
باز کافر خورد شربت از صدید	ہم ز قوتش زہر شد در وے پدید	کھایا جو کافر نے گندہ آب سے	قوت اسکا زہر ظاہر اُس سے ہی
اہل الہام خدا عین الحیات	اہل تسویل ہوا سم الممات	اہل[3] الہام خدا چشمہ حیات	اہل تاویل ہوا زہر ممات
در جہان این مدح و شاباش و زہی	ز اختیارست و حفاظ و آگہی	یہ جہان مین مدح اور شاباش ہی	اختیار و سبب ہی اور ادراک سے

[1] بعدہٗ الخ ہ شعر بعدہٗ جانب حق سے وحی آئی کہ جا جو وہ کہے تو سن ساتھ لطف و رضا کے حق نے کہا کہ اسکو اُسکے لائق دے اور اسکے اختیار مین تو قدرت دے آگے اسکے حقائق ہین اختیار عبادت مین نمک آیا ہے ورنہ بغیر خواہش کے آسمان پھرتا ہے اُسکی گردش کو نہ ثواب نہ عذاب ہے اختیار وقت حساب کے ہنر آیا ہے تمام عالم وہ تسبیح پڑھتا ہے جبری کو اس تسبیح سے فائدہ نہین ہے یعنے عبادت مین اختیار نمک ہے ورنہ مثل فلک کے بے اختیاری مین ثواب اور عذاب نہین ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] تیغ الخ ہ شعر تیغ اُسکو دے و عاجز نہ کر تا کہ غازی ہو یا رہزن بنے جو آدم اختیار سے کرمنا ہوا ہے پس آدھا زنبور شہد و آدھا مار ہوا ہے مومن کان شہد کی زنبور کے مانند ہے اور کافر کان زہر کی مار کے مانند ہے مومن نے جو بہتر نبات کھائی ہے تھوک اُسکا مانند زنبور کے آب حیات ہے کافر نے جو گندہ آب سے کھایا ہے اُسکا قوت زہر ہے جو کہ اسمین ظاہر ہے یعنے آدم کو جو مزا رب سے کرمنا کا ملا ہے اسواسطے آدھے انسان زنبور شہد و آدھے مار ہین پس مومن کان شہد و کافر کان زہر ہین مومن کی غذا عبادت و کافر کی غذا گندہ آب ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [3] اہل الہام الخ ہ شعر اہل الہام خدا کے چشمہ آب حیات ہین و اہل تاویل ہوا زہر ممات کے ہین یہ جہان مین مدح و شاباش و اختیار و ادراک سے ہے آگے مثال ہے جو زندان مین جاتے ہین متقی و زاہد حق خوان ہوتے ہین جگہ قدرت گئی عمل کھوتا ہوا تا پونجی میری اجل نہ لے جاوے تیری قدرت پونجی فائدہ کی ہے تو وقت قدرت کو نگاہ رکھ انسان کرمنا کے گھوڑے پر سوار ہے کہ ادراک اسکا پکڑے ہی باگ اختیار کی یعنے مدح و شاباش اختیار کے سبب سے ہے اگر اختیار نہ ہوتا کوئی مدح و تعریف نہ کرتا لیں تو اختیار و قدرت کو غنیمت جان اور وقت کو ہاتھ سے نہ دے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲

جملہ رندان چونکہ در زندان روند | متقی و زاہد و حق خوان شوند
چونکہ قدرت رفت کاسد شد عمل | ہین کہ تا سرمایہ نستاند اجل
قدرتت سرمایۂ سود است ہین | وقت قدرت را نگہدار و ببین
آدمی بر خنگ کرمنا سوار | در کف درکش عنانِ اختیار
باز موسیٰ داد پند او را بمہر | کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
ترک این سودا بگو وز خود بترس | دیو دادستت برائے مکر درس
ہین برو در سر خود کم طلب | کاین مرادت افگند در صد تعب
گفت بارے نطق سگ کو بر درست | نطق مرغ خانگی کاہل پرست

جاتے ہیں جو رند بس زندان میں | متقی و زاہد حق ہوتے ہیں
جو گئی قدرت ہوا کھوٹا عمل | تا نہ پونجی میری لے جاوے اجل
فائدہ کی پونجی قدرت ہے تری | وقت قدرت کو نگہ رکھ ای اخی
اسپ کرمنا پہ انسان ہے سوار | رکھے در کف اُسکا عنانِ اختیار
پھر نصیحت[1] اسکو یہ موسیٰ نے کی | زرد رو کردے تمنا یہ تری
حق سے ڈر اور چھوڑ اس سودا کو تو | دھوکا شیطان نے دیا انسان کو
جا طلب تو درد سر اب مت کرے | یہ تمنا رنج میں ڈالے تجھے
بولا کُتے کی زبان بتلا مجھے | مرغ خانہ کی زبان سکھلا مجھے

قانع شدن آن مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و سگ و اجابت کردن موسیٰ علیہ السلام او را

قناعت کرنا اُس مرد طالب کا تعلیم زبان مرغ خانگی و کُتے پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اُسکو

گفت موسیٰ ہین تو دانی در رسید | نطق این ہر دو شود بر تو پدید
بامدادان آن برائے امتحان | ایستادہ منتظر بر آستان
خادمہ سفرہ بیفشاند و فتاد | پارۂ نانِ بیات آثار زاد
در ربود آنرا خروسے چون گرو | گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو
دانۂ گندم تو دانی خورد و من | عاجزم در دانہ خوردن در وطن
گندم و جو را و باقی حبوب | تو توانی خورد و من نے اے طروب
این لب نانے کہ قسم ماست آن | مے ربائی این قدر را از سگان

بولے موسیٰ[2] اب تجھے آجائیگی | یہ زبان دونوں کی ظاہر ہو گئی
صبح کو وہ امتحان کے واسطے | منتظر در پے کھڑا خود آن کے
خادمہ نے جھاڑا دسترخوان کو | ٹکڑے روٹی کے گرے کھائی تھی جو
مرغ نے ٹکڑوں کو پہلے لے لیا | بولا کُتا ظلم یہ تو نے کیا
تو تو بس کھائیگا دانے گیہوں کے | اور میں عاجز ہوں کھانے گیہوں سے
گیہوں اور جو اور باقی دانے سب | کھا سکے تو اور میں اے پر طرب
ٹکڑے روٹی کے ہیں قسمت میں مرے | جبکہ تو لے کُتا بس بھوکا رہے

جواب خروس سگ را

جواب دینا مرغ کا کُتے کو

[1] پھر نصیحت الخ یہ شعر موسیٰ عم نے یہ نصیحت اُسکو کی کہ زرد رو تجکو یہ تمنا تیری کردے خود سے تو ڈر اور اس خیال کو تو چھوڑ شیطان نے دھوکا انسان کو دیا ہے تو جا اور درد سر طلب ڈکر یہ تمنا تجکو رنج میں ڈالے کہا کہ کُتے کی زبان مجکو بتلا اور مُرغ خانگی کی زبان مجکو سکھلا آگے زبان سیکھنے کا بیان ہے فافہم ۱۲-

[2] بولے موسیٰ الخ، شعر موسیٰ عم نے کہا کہ اب تجکو آ جائے گی یہ زبان دونوں کی وہ صبح کو امتحان کے واسطے منتظر خود در پر آن کر کھڑا ہو؛ خادمہ نے دسترخوان کو جھاڑا روٹی کے ٹکڑے گرے کہ جو کھائے نہ تھے مرغ نے پہلے ٹکڑوں کو لے لیا کُتے نے کہا کہ یہ تو نے ظلم کیا تو تو گیہوں کے دانے کھائے گا اور میں گیہوں کھانے سے عاجز ہوں گیہوں و جو باقی سب دانے تو کھا سکے اور میں نہیں روٹی کے ٹکڑے میری قسمت کے ہیں جب کہ تو کھائے تو کُتا بھوکا رہے گا آگے جواب مُرغ کا ہے - فافہم ۱۲ -

پس خروسش گفت تن زن غم مخور — که عوض بدہد خدا زین بہ دگر
اسپ این خواجہ سقط خواہد شدن — روز فردا سیر خور کم کن حزن
مرسگانرا عید باشد مرگ اسپ — روزی وافر بود بے جہد و کسب
اسپ را بفروخت چون بشنید مرد — پیش سگ شد آن خروس سگ زرد
روز دیگر ہمچنان نان را ربود — آن خروس سگ برو لب برکشود
کای خروس عشوہ دہ چندین دروغ — ظالمی و کاذبی و بے فروغ
اسپ کش گفتی سقط گردد کجاست — کور اختر گوی محرومی ز راست
گفت اورا آن خروس با خبر — کہ سقط شد اسپ او جائے دگر
اسپ را بفروخت جست او از زیان — آن زیان انداخت او بر دیگران
لیک فردا اشترش گردد سقط — مرسگانرا باشد این نعمت فقط
زود اشتر را فروشید آن حریص — یافت از غم وز زیان آندم محیص
روز ثالث گفت سگ با آن خروس — ای امیر کاذبان با طبل و کوس
تا بکی گوئی دروغ ای بے فروغ — دوغی ای نااہل دوغی دوغ دوغ
گفت او بفروخت اشتر را شتاب — لیک فردا اش غلام آید مصاب
چون غلام او بمیرد نانہا — بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا
این شنید و آن غلامش را فروخت — رست از خسران و رخ را بر فروخت
شکرہا می کرد و شادیہا کہ من — رستم از سہ واقعہ اندر زمن

مرغ بولا[1] صبر کر اور غم نہ کھا — کر عوض بہتر دے حق اسکے سوا
گھوڑا اس خواجہ کا کل مرجائیگا — سیر ہوکر کھائیو تو خوب سا
عید کتون کو ہی مرنا اسپ کا — کیونکہ بے کوشش کے کھانا پائیگا
گھوڑا بیچا مرد نے جو یہ سُنا — مرغ بس شرمندہ کتے سے ہوا
دوسرے دن روٹی لی پھر مرغ نے — کتا پھر جھنجلا کے بولا مرغ سے
ای فریبی[2] مرغ جھوٹے اب اسقدر — ہے تو ظالم اور جھوٹا بیشتر
ہی کہاں جو گھوڑا مرنے کا کہا — تو بخوبی اندھا اور گمراہ ہوا
با خبر اس مرغ نے اس سے کہا — گھوڑا اسکا مرگیا بس اور جا
جلد اُسنے بیچ ڈالا اسپ وہ — وہ زیان اپنا دیا ہے اور کو
لیکن اُسکا اونٹ کل مرجائیگا — ہی یہ نعمت خاص کتون کا بھلا
جلد بیچا اونٹ اُس حارص نے جا — غم سے اس نقصان کے اسدم بچا
تیسرے دن کتا بولا مرغ سے — اب بتا سردار جھوٹون کے مجھے
کب تلک[3] کہوے دروغ ای بے فروغ — تو دروغی ہین ہی بس اک اہل دروغ
بولا اُسنے اونٹ بیچا جلد جا — پر غلام اب اسکا کل مرجائیگا
جو غلام اُسکا مرے تو روٹیان — دین گدا کتون کو اہل خاندان
یہ سُنا تو بیچا اپنا وہ غلام — بس ہوا نقصان سے فارغ تمام
شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ مین — تین صدمون سے بچا اسوقت مین

[1] مُرغ بولا الخ ۵ شعر مرغ نے کہا کہ تو صبر کر و غم نہ کھا کہ حق اسکے سوا عوض بہتر دیگا اس خواجہ کا گھوڑا کل مرجائے گا تو سیر ہوکر خوب سا کھائیو کتون کو عید ہے گھوڑے کا مرنا کیونکہ کھانا بے کوشش کے ملے گا مرد نے گھوڑا بیچا جبکہ یہ سُنا مرغ شرمندہ کتے سے ہوا دوسرے روز پھر مرغ نے روٹی لی کتا جھنجلایا پھر مرغ سے بولا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] ای فریبی الخ، شعر اے فریبی مرغ اسقدر جھوٹ تو ظالم و جھوٹا ہے بیشتر کہان ہے کہ جو تو نے گھوڑا مرنے کو کہا تو بخوبی اندھا اور گمراہ ہوا اُس مرغ باخبر نے کہا اس سے کہ گھوڑا اسکا مرگیا دوسری جگہ اُسنے جلد فروخت کیا وہ گھوڑا وہ زیان اپنا دوسرے کو دیا لیکن اونٹ اُسکا کل مرجائیگا یہ نعمت خاص کتون کے واسطے ہے اُس حارص نے جلد بیچا اونٹ کو اُس نقصان کے غم سے اسدم بچا تیسرے دن کتے نے کہا مرغ سے اب کہو اے سردار جھوٹون کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[3] کب تلک الخ ۶ شعر تو کب تلک دروغ بے فروغ کہے تو دروغی ہے ایک اہل دوغ ہے کہا کہ اُسنے اونٹ جلد جاکر بیچا لیکن اُسکا غلام کل مرجائیگا جبکہ اُسکا غلام مرے تو روٹیان اہل خاندان گدا و کتون کو دین یہ سُنا تو وہ غلام اپنا فروخت کیا پس نقصان سے فارغ بالکل ہوا شکر کرتا اور خوش ہوتا کہ مین تین صدمون سے اسوقت بچا جب سے مرغ و کتے کی زبان سیکھی قضائے بد کی آنکھ مین نے پوشیدہ کی یعنے قضائے بد سے مین بچا اور آفتون سے چھٹا آگے شرمندہ ہونے مرغ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

تا زبان مرغ و سگ آموختم دیدهٔ سوء القضا را دوختم

سیکھی جب سے مرغ و کتے کی زبان بد قضا کی آنکھ مین نے کی نہان

خجل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سه وعده

روز دیگر آن سگ محروم گفت کای خروس ژاژخا کو طاق و جفت
چند چند آخر دروغ و مکر تو خود نپرد جز دروغ از وکر تو
گفت حاشا از من و از جنس من که بگردیم از دروغ ممتهن
ما خروسان چون موذن راستگو هم رقیب آفتاب و وقت جو
پاسبان آفتابیم از درون گر کنی بالای ما طشتی نگون
پاسبان آفتاب اند اولیا در بشر واقف ز اسرار خدا
اصل ما را حق پی بانگ نماز داد هدیه آدمی را در جهاز
گر بنا هنگام سهوا زما رود در اذان آن مقتل ما می شود
گفتن نا هنگام حی علی الفلاح خون ما را می کند خوار و مباح
آنکه معصوم آمد و پاک از غلط آن خروس وحی جان آمد فقط
آن غلامش مرد پیش مشتری شد زیان مشتری آن یکسری
او گریزانید مالش را ولیک خون خود را ریخت اندر یاب نیک
یک زیان دفع زیانها میشدی جسم و مال ماست جانها را فدی
پیش شاهان در سیاست گستری می دهی تو مال و سر را می خری

دوسرے دن بولا وہ کتا کہ ہان مرغ بیہودہ وہ کل پرسون کہان
کب تلک یہ جھونٹ و مکر آخر ترا آشیان سے نے بجز جھونٹ اور اڑا
بولا حاشا نہ و میری جنس سے جھونٹ سے رسوا ہوی ہم کب ولے
جون موذن مرغ ہم ہین راست گو ہین رقیب آفتاب و وقت جو
پاسبان خورشید کی ہم دل سے ہین گر چھپا دین ہمکو اوندھی طشت مین
پاسبان خورشید کے ہین اولیا ہین بشر مین جانتے ستر خدا
حق نے ہمکو واسطے بانگ نماز تحفہ انسان کو دیا اندر جہاز
ہم سے گر بے وقت ہو جا وے اذان سہو سے تو قتل کر دین بگیان
کہنا بے ہنگام حی علی الفلاح خون ہمارا کرتا ہی خوار و مباح
جو کہ معصوم اور غلط سے پاک ہے وحی جان کا مرغ وہ بیباک ہے
مشتری کے پاس جا کر وہ غلام مر گیا نقصان ہوا اسکا تمام
مال اپنے کو بچایا اس نے پر کشتہ اپنے کو کیا ہے نفع پر
ایک نقصان دافع نقصان ہے اپنی جان پر مال و تن قربان ہے
بادشاہونکی سیاست گر مین تو مال دی کر کے چھوڑای جان کو

سلہ دوسرے دن الخ ۵ شعر دوسرے دن اُس کتے نے کہا کہ اے مرغ بیہودہ وہ کل پرسون کہان ہے آخر کب تک یہ مکر و جھونٹ تیرے آشیانہ سے بجز جھونٹ کے کچھ نہ آڑا کہا کہ حاشا مین اور میری جنس سے ہم جھونٹ سے کب رُسوا ہوئے مانند موذن کے ہم مرغ ہین راست گو اور رقیب آفتاب و وقت ڈھونڈھنے والے ہین ہم پاسبان خورشید کے دل سے ہین اگرچہ ہم کو اوندھے طشت مین چھپا ئین آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ پاسبان الخ ۱۰ شعر پاسبان خورشید کے اولیاء اللہ ہین جامہ بشری مین بھید اللہ کا جانتے ہین یعنے اولیاء اللہ نور باطن کو صورت انسانی مین ایسا جانتے ہین جیسے مرغ نور صبح کو پہچانتا ہے گو رکھا پنجے کے اندر پوشیدہ ہو آگے رجوع بقصہ ہے ہم کو حق نے واسطے بانگ نماز کے تحفہ انسان کو دیا جہاز مین ہم سے اذان اگر بے وقت ہو جائے سہو سے تو بیگمان ہم کو قتل کرین کہنا بے وقت حیَّ علی الفلاح ہمارا خون کرتا ہے خوار و مباح آگے حقائق ہین جو شخص معصوم اور غلطی سے پاک ہے وہ مرغ بیباک وحی جان کا ہے یعنے اولیاء اللہ ہین آگے رجوع بقصہ ہے مشتری کے پاس جا کر وہ غلام مر گیا اسکو نقصان بالکل ہوا اُسنے مال اپنے کو بچایا لیکن خود کو نفع پر کشتہ کیا آگے حقائق ہین ایک نقصان دافع نقصان ہے اپنی جان پر مال و تن قربان ہے آگے اسکی مثال ہی تو بادشاہونکی سیاست گاہ مین مال دے کر جان چھوڑتا ہے کیونکہ قضا مین اب تو نادان ہو گیا کہ مال کو داور سے بچا رکھتا ہی یعنے نقصان مال کا جان کے نقصان سے بچاتا ہی پس مال کو حق سے بچانا نہ چاہیے کہ جان کا صدقہ مال ہے کیونکہ جان کی بلا اول مال پر آتی ہے جبکہ نقصان مال ہو تو خوش ہونا چاہیے کہ حق نے بلائے جان کو مال پر گزار دیا ہی آگے خبر دینے مرغ کی مرگ خواجہ سے ہے فافہم ۱۲۔

اعجمی چون گشتۂ اندر قضا ۔ می گریزانی زداور مال را

کیون قضا مین آپ نادان ہوگیا ۔ مال کو داور سے رکھتا ہی بچا

خبر دادن خروس از مرگ خواجہ

لیک فردا خواہد او مُردن یقین ۔ گاؤ خواہد کشت وارث در حنین

صاحب خانہ بخواہد مُرد و رفت ۔ روز فردا نک بیند لوت زفت

پارہ ہائے نان ولالنگ و طعام ۔ درمیانِ کوی یابد خاص و عام

گاؤ قربانی و نان ہای تنک ۔ بر سگان و سائلان ریزد سبک

مرگ اسپ و اشتر و مرگ غلام ۔ بد قضا گردان این مغرور خام

از زیانِ مال و دردِ آن گریخت ۔ مال افزون کرد و خون خویش ریخت

این ریاضتہای درویشان چراست ۔ کان بلا بر تن بقای جانہاست

تا بقائے خود نیابد سالکے ۔ چون کند تن را سقیم و ہالکے

دست کے جنبد بایثار و عمل ۔ تا نہ بیند دادہ را جانش بدل

آنکہ بدہد بے امید سود ہا ۔ آن خدایست آن خدایست آن خدا

یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت ۔ نور گشت و تابش مطلق گرفت

او غنی ست و جز او جملہ فقیر ۔ کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر

تا نہ بیند کودکے کہ سیب ہست ۔ او پیاز گندہ را ندہد ز دست

این ہمہ بازار بہر این غرض ۔ بر دکانہا شستہ بہر این عوض

خبر دینا مُرغ کا مرگ خواجہ سے

پر مریگا[1] خواجہ کل کو کر یقین ۔ گاؤ اس غم مین کرینگے وارثین

صاحب خانہ ہی کل مرجائیگا ۔ اور بہت کھانا یہان پر آئیگا

پارۂ نان اور کھانا اور طعام ۔ ہر گلی کوچہ مین پائین خاص و عام

گاؤ قربانی خمیری روٹیان ۔ پائینگے کتے گدا اور سائلان

مرگ گھوڑا اونٹ اور مرگ غلام ۔ تھی قضا لوٹانے والی اسکی خام

مال کے نقصان سے تو خود بچا ۔ مال کو زیادہ کیا جان کو دیا

یہ ریاضت سالکون کی کس لیئے ۔ کہ بلا تن پر ہو جان باقی رہے

گر نہ سالک اپنی پاتے ہین بقا ۔ کرتے کیون ہین تن کو لاغر اور فنا

کب ہو اسکے ہاتھ سے جود و عمل ۔ تا نہ دیکھے اپنی بخشش کا بدل

جو کہ[2] بے اُمید دے اور بے رجا ۔ وہ خدا ہی وہ خدا ہی وہ خدا

یا ولی اللہ کہ عادت حق کی لے ۔ نور ہو کر روشنی مطلق کی لے

وہ غنی اُسکے سوا ہین سب فقیر ۔ بے عوض دیتے ہین یارو کب فقیر

طفل جبتک دیکھتا نہ سیب ہے ۔ نے پیاز گندہ دے وہ ہاتھ سے

سب یہ بازاری غرض کے واسطے ۔ بیٹھے دکان پر عوض کے واسطے

سلہ پر مریگا الخ و شعر لیکن کل خواجہ مریگا یقین کر کہ وارث اُسکے غم مین گاؤ ذبح کرین گے کل صاحب خانہ مرجائیگا اور کھانا بہت یہان پر آئے گا روٹی کے ٹکڑے اور کھانا اور طعام ہر گلی کوچہ مین خاص و عام پائین گے قربانی گاؤ اور خمیری روٹیان کتے و گدا و سائل پائین گے مرگ اسپ و اونٹ و غلام ایک قضا لوٹانے والی تھی تو مال کے نقصان سے بچا زیادہ مال کو کیا اور جان کو دیا ریاضت سالکون کی کس واسطے ہے کہ بلا جسم پر ہو اور جان باقی رہے اگر سالک اپنی بقا نہین پاتے ہین کیونکر کرتے ہین جسم کو لاغر و فنا کب اسکے ہاتھ سے جود و عمل ہو جب تک نہ دیکھے اپنی بخشش کا بدلا یعنے ریاضت کی مشقت سالکون کی صدقہ جان ہے کہ اس ریاضت کے سبب ہر بلا سے وہ سالک بچتے ہین پس کوئی شخص بخشش بغیر اپنے فائدے کے نہین کرتا ہے اور جو کہ بغیر فائدہ کے کرتا ہے وہ خدا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ جو کہ الخ و شعر جو کہ بغیر امید و رجا دیتا ہے وہ خدا ہے یا ولی اللہ کہ روشنی حق کی لیتا ہے اور نور ہو کر روشنی مطلق کی پاتا ہے وہ غنی ہے اور اُسکے سوا سب فقیر ہین اور بغیر عوض کے کب فقیر دیتے ہین آگے اسکی مثال ہے طفل جب تک نہ دیکھے سیب کو پیاز گندہ نہ دیوے ہاتھ سے یہ سب اہل بازار غرض کے واسطے دوکان پر بیٹھے ہین عوض کے واسطے وہ عمدہ سامان تبلاتے ہین اور تمنا دل مین عوض کی رکھتے ہین اور مردین ایک سلام تو نہ سُنے کہ وہ آخر کو آستین نہ پکڑے مین نے سلام خاص و عام نہ سُنا بغیر طمع کے اے برادر والسلام یعنے دُنیا مین کوئی شخص کام بغیر مطلب کے نہین کرتا ہے یہان تک کہ سلام بھی بے مطلب نہین کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

صد متاع خوب عرضہ می کنند — و اندرون دل عوضہا می نہند
یک سلامی نشنوی ای مرد دین — کہ نگیرد آخرت آن آستین
بی طمع نشنیدہ ام از خاص و عام — من سلامی ای برادر و السلام
جز سلام حق تو ہین آنرا بجو — خانہ خانہ جا بجا و کو بکو
از دہان آدمی خوش مشام — ہم پیام حق شنیدم ہم سلام
وین سلام باقیان بر بوی آن — من ہمی نوشم بدل خوشتر ز جان
زان سلام او سلام حق شدہ است — کآتش اندر دودمان خود زدہ است
مردہ است از خود شدہ زندہ برب — زان بود اسرار حقش در دو لب
مردن تن در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست
گوش بنہادہ بدان مرد خبیث — می شنود از خروسش این حدیث

عمدہ وہ سامان کو تبلائین ہین — اور تمنا کے عوض دل مین رکھین
نہ سلام ایک تو سُنے ای مرد دین — کہ نہ وہ آخر کو پکڑین آستین
نہ سُنا مین نے سلام خاص و عام — بے طمع کے ای برادر والسلام
جز سلام حق[1] اُسی کو ڈھونڈھ تو — گھر بہ گھر اور جا بجا اور کو بکو
آدمی کے منہ سے جو ہین خوش کلام — بھی پیام حق شناسی بھی سلام
باقیون کا یہ سلام اُمید پے — سنتا ہون مین دل مین خوشتر جان سے
کہ سلام انکا سلام حق ہوا — آگ سے جو دودمان اُنکا جلا
خود سے مُردہ اور زندہ حق سے ہین — اس لیے راز حق کے انکے لب پہ ہین
تن ریاضت مین مرے ہی زندگی — رنج تن ہے جان کو پایندگی
کان رکھتا تھا وہ بس مرد خبیث — مرغ سے سنتا تھا اپنی یہ حدیث

دویدن آن شخص بسوی موسی علیہ السلام بزینہار چون خبر مرگ خود شنید

دوڑنا اُس شخص کا طرف موسی علیہ السلام کے واسطے پناہ کے جو خبر مرگ اپنی کی سُنی

چون شنید اینہا دوان شد تیز و تفت — بر در موسی کلیم اللہ رفت
رو ہمی مالید بر خاک او ز بیم — کہ مرا فریاد رس زین ای کلیم
گفت رو بفروش خود را و برہ — چونکہ استا گشتہ بر جہ ز چہ
بر مسلمانان زیان انداز تو — کیسہ و ہمیانہا را کُن دو تو
من درون خشت دیدم این قضا — کہ در آئینہ عیان شد مر ترا

جو[2] سُنا یہ تو گیا وہ دوڑ کر — بس در موسے کلیم اللہ پر
خاک پر ملتا تھا منہ وہ خوف سے — کہ سُنو فریاد تم حق کے لیے
بولے بیچ اپنے کو جا تو ہو رہا — جو ہوا اُستاد چہ سے ہو جدا
تو مسلمانونکو اب دیوے زیان — اور تھیلی ہمیانی اپنی ای جوان
اینٹ مین دیکھے ہین مین نے یہ قضا — کہ تو آئینہ مین دیکھے ظاہرا

[1] جز سلام الخ شعر بجز سلام حق کے مت ڈھونڈھ تو تو اُسی کو ڈھونڈھ گھر گھر اور جا بجا اور کو بکو آدمی کے مُنہ سے جو کلام خوش ہین بھی پیام حق سُنا اور بھی سلام باقیون کے یہ سلام اُمید پر ہین سنتا ہون دل مین خوشتر جان سے کہ سلام اُنکا سلام حق ہوا جو اُن کا دودمان آگ سے جلا خود سے مُردہ اور حق سے زندہ ہین اس لیے راز خدا کے اُنکے لب پر ہین اگر تن ریاضت پر اُنکے مرے زندگی ہے تن کا رنج جان کو پایندگی ہے یعنے اولیاء اللہ کا سلام عین سلام حق ہے کہ غیر تا ائین ہے اور خود سے مُردہ اور حق سے زندہ ہین اس لیے راز خدا انکے لب پر ہے وہ مرد خبیث کان رکھتا تھا اور مرغ سے سُنتا تھا یہ باتین آگے پریشان ہونے اُس مرد کا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] جو سُنا الخ شعر جو یہ سُنا تو دوڑ کر گیا موسی کلیم اللہ کے دروازہ پر اور منہ خاک پر ملتا تھا خوف سے کہ سُنو تم فریاد خدا کے واسطے کہا کہ خود کو بیچ اور تو جا رہا ہو جو اُستاد ہوا ہی چاہ سے نکل تو اب مسلمانون کو نقصان دیتا ہی اور ہمیانی اپنی بھرتا ہی آگے اسکے حقائق ہین یہ قضا مین نے اینٹ مین دیکھی ہی کہ تو آئینہ مین دیکھتا ہی ظاہر عاقل اول دیکھے بدلا آخر کا اور احمق دیکھے کہ جو عقل سے پرخلل ہو یعنے عقلمند اول مین انتہا کو دیکھتا ہی اور احمق آخر مین دیکھتا ہی بسبب بے عقلی کے آگے رجوع بعقبہ ہے فافہم ۱۲

عاقل اول بیند آخر را بدل — اندر آخر بیند از دانش مقل
باز زاری کرد کای نیکو خصال — مر مرا در سر مزن بر رو ممال
از من آن آمد که بودم ناسزا — آن سزایم را تو ده حسن الجزا
گفت تیری جست از شست ای پسر — نیست سنت کاید او واپس دگر
لیک در خواہم ز نیکو داورے — تا کہ ایمان آن زمان با خود برے
چونکہ ایمان بردہ باشے زندۂ — چونکہ با ایمان روے پایندۂ
سجدہ کردش مرد کین یاری بکن — من بریدم خویش را از بیخ و بن
گفت موسی کاین بعون حق کنم — چنگ در دامان فضل او زنم
ہم در آن دم حال بر خواجہ بگشت — تا دلش شوریدہ آوردند طشت
سوزش مرگ است نی ہیضہ طعام — قی چہ سودت دارد ای بدبخت خام
چار کس بردند تا سوئے وثاق — ساق می‌مالید او بر پشت ساق
پند موسی نشنوی شوخی کنے — خویشتن بر تیغ فولادی زنے
شرم ناید تیغ را از جان تو — آن تست این ای برادر آن تو

عاقل اول دیکھے آخر کا بدل — احمق آخر دیکھے ہووے پُر خلل
پھر[1] یہ کی زاری کہ اے نیکو خصال — مت مجھے طعنے دے او غم میں نہ ڈال
مجھسے وہ آیا کہ نالائق مین تھا — نیک دے نالائقی کی تو جزا
بولے چھوٹا تیر اب تو ہاتھ سے — کب ہے عادت کہ وہ واپس اب پھرے
پر مین اب چاہتا ہون داورسی نکو — تا کہ ایمان اس گھڑی لے جائے تو
جو کہ ایمان لے گیا زندہ ہی تو — جو کہ با ایمان گیا بندہ ہے تو
سجدہ[2] کر بولا مددگاری کرو — مینے جڑ سے کاٹا اپنے آپ کو
بولے موسیٰ یہ بعون حق کرون — فضل کے دامن کو اُسکے تھام لون
پس اسی دم حال بدلا خواجہ کا — اور مالش اُسکا دل کرنے لگا
مرگ کی سوزش تھی نہ ہیضہ ہوا — قے کے اب کرنے سے کیا ہی فائدہ
چار شخص اُسکو اُٹھا کر لے گئے — پانون کو ملتا تھا اپنے پانون پے
پند موسیٰ نے سنے شوخی کرے — آپ کو کشتہ کرے تو تیغ سے
جان سے تیری تیغ نے شرمندہ ہو — ملک گو تیری ہے اے یار نکو

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آن شخص

موسیٰ آمد در مناجات آن سحر — کای خدا ایمان ازو مستان مبر

دعا کرنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے سلامتی ایمان اُس شخص کے

کی[3] دعا اُس دم کلیم اللہ نے — کہ خدا ایمان اُسکا تو نہ لے

سلہ پھر یہ کی الخ ۵ شعر پھر زاری کی کہ اے نیک خصال مجکو طعنے مت دے اور غم مین مت ڈال مجھ سے وہ آیا کہ مین نالائق تھا نالائقی کی جزا تو نیک دے کہا کہ تیر اب تو ہاتھ سے چھوٹا عادت کب ہے کہ وہ واپس پھرے ولیکن اب مین خدا سے نیک، چاہتا ہون کہ تا ایمان اس دم تو لے جائے جبکہ ایمان لے گیا تو زندہ ہے آگے جواب مرد کا ہے فافہم ۱۲۔
سلہ سجدہ کر الخ، شعر سجدہ کر کے کہا کہ مددگاری کرو مین نے اپنے آپ کو جڑ سے کاٹا ہے موسیٰ نے کہا کہ یہ بمدد حق کرون اُسکے دامن فضل کو تھام لون پس اُسی دم خواجہ کا حال بدلا اور اُسکا دل مالش کرنے لگا سوزش مرگ تھی ہیضہ نہ تھا قے کے کرنے سے کیا فائدہ ہے چار شخص اُسکو اُٹھا کر گھر لے گئے پانون کو اپنے پانون پر ملتا تھا آگے حقائق ہین نصیحت موسیٰ عم کی نہ سُنی اور شوخی کی خود کو کُشتہ کیا تو تیغ سے اپنی جان کو کشتہ کرے تیری جان سے تیغ سے شرمندہ ہو گو ملک تیری تیغ ہو اے یار نکو یعنے جو کہ ہدایت ہادی کی نہ سُنے وہ خود کو گویا کُشتہ کرے آگے دعا کرنے موسیٰ عم کا حال ہے فافہم ۱۲۔
سلہ کی دعا الخ، شعر اُس دن دعا کلیم اللہ نے کی کہ اے خدا تو ایمان اسکا نہ لے تو بادشاہی سے کام لے اور اسکو بخش دے اُسنے گستاخی و شوخی سہو سے کی کہہ دیا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہین ہے وہ ٹال سمجھا اس کہنے کو میرے حق یہ ہے وہ کوئی اژدہا پر ہاتھ مارے کہ خود عصا کو اژدہا کر دے اسرار غیبی اُسے سیکھنا لائق ہے کہ وہ لب کو کہنے سے بند کر لے دریا کے لائق نہین سوا مرغابی کے تو سمجھ اللہ خوب جانتا ہے وہ دریا مین گیا مرغابی نہ تھا وہ ڈوبا اُسکا ہاتھ پکڑ تو اے خدا یعنے راز الٰہی سیکھنا اسکو لائق ہے کہ جو اپنی زبان کو راز گوئی سے بند کرے در دانکے وبال سے جانبر ہونا مشکل ہے آگے دعا قبول کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

پادشاہی کن برو بخشا کہ او / سہو کرد و خیرہ روئے و غلو
گفتمش این علم نے در خورد تست / دفع پندارید قولم را و سست
دست را بر اژدہا آنکس زند / کہ عصا را دستش اژدرہا کند
سر غیب آنرا سزد آموختن / کہ ز گفتن لب تواند دوختن
در خور دریا نشد جز مرغ آب / فہم کن واللہ اعلم بالصواب
او بہ دریا رفت و مرغابی نبود / گشت غرقہ دست گیرش ای ودود

بادشاہی کر تو اسکو بخش دے / اُسنے کی گستاخی شوخی سہو سے
کہہ دیا یہ علم نے لائق ترے / ٹال سمجھا وہ یہ کہنے کو مرے
اژدہا پے ہاتھ مارے وہ کوئی / کہ عصا کو اژدہا کردے وہی
سر غیبی سیکھنا لائق اسے / کہ وہ لب کہنے سے اپنی باندھ لے
لائق دریا نہو جز مرغ آب / تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب
وہ گیا دریا مین مرغابی نہ تھا / ڈوبا ہاتھ اُسکا پکڑ تو ای خدا

اجابت کردن حق تعالے دعاء موسیٰ علیہ السلام را

قبول کرنا حق تعالے کا دعاء موسیٰ علیہ السلام کو

کرد اجابت آن دعا را کردگار / رحم فرمودش بعجز و افتقار
گفت بخشیدم بداو ایمان نعم / ور تو خواہی این زمان زندہ اش کنم
بلکہ جملہ مردگان خاک را / زندہ سازیم این زمان بہر تو ما
گفت موسیٰ این جہان مردن است / آن جہان انگیز کانجا روشن است
این فنا جا چون جہان بود نیست / باز گشت عاریت پس سود نیست
رحمتی افشان بر ایشان ہم کنون / در نہان خانہ لدینا محضرون
تا بدانی کہ زیان جسم و مال / سود جان باشد رہاند از وبال
پس ریاضت را بجان شو مشتری / چون سپردے تن بخدمت جان بری
ور ریاضت آیدت بے اختیار / سر بنہ شکرانہ دہ اے کامیار
چون حقت داد این ریاضت شکر کن / تو نہ کردی از ریاضت زامر کن
این حکایت بشنو و عظی شمر / تا نہ گردی خستہ از نقص و ضرر

وہ[1] دعا کرلی قبول اللہ نے / رحم فرمایا بس اُسکے عجز پے
بولا بخشا مین نے اب ایمان ہے / گر تو چاہی کردون زندہ جان سے
بلکہ سارے مُردے مدفون خاک کے / زندہ کردون اس گھڑی تیرے لیے
بولے موسیٰ یہ جہان مرنے کا ہی / اُس جہان مین زندہ کر جینے کا ہی
نے جگہ رہنے کی یہ جای فنا / آنا جانا عاریت بے فائدا
رحمتین اپنی تو کر اسپر نہان / گھر لدینا محضرون کے درمیان
تا[2] تو جانے کہ زیان جسم و مال / جان کو دے فائدہ کھووے وبال
ہو ریاضت کا تو جانسے مشتری / سونپا جو خدمت مین تن تو جان لی
گر ریاضت پاے تو بے اختیار / سجدہ شکرانہ کر اے میرے یار
یہ ریاضت حق نے جو دی شکر کر / کی نہ تو نے اس سے بھیجی ای بشر
یہ حکایت سُن و اسکو وعظ جان / تا نہو نقصان سے خستہ دل و جان

[1] وہ دعا الخ ۲ شعر اس دعا کو اللہ نے قبول کیا رحم فرمایا اسکے عجز پر فرمایا کہ اُسے ایمان بخشا مین نے اگر تو چاہے تو زندہ جان سے کردون بلکہ تمام مُردے مدفون خاک کے اس دم زندہ کردون تیرے واسطے موسیٰ نے کہا کہ یہ جہان مرنے کا ہے اُس جہان مین زندہ کرکہ وہ جینے کا ہے یہ جائے فنا رہنے کی نہین ہے عاریت آنا جانا بے فائدہ ہے تو اپنی رحمتین اسپر پوشیدہ کر اس گھر مین تو جان کہ ہمارے ہاتھ مین عاجز ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲
[2] تا تو الخ ۵ شعر تاکہ تو جانے کہ نقصان جسم و مال کا جان کو فائدہ دے اور مال کھووے تو ریاضت کا جان سے خریدار ہو کہ خدمت مین جو تن سونپا تو جان حاصل ہو اگر ریاضت تو بے اختیار پائے سجدہ شکرانہ کر اے میرے یار یہ ریاضت جو حق نے دی تو شکر کر کہ تو نے نہین کی کہ اُسنے بھیجی ہے یعنے تو جسم کو ریاضت حق مین مٹا دے تا جان اسکی عوض مین تجکو ملے اور ریاضت بھی جو تو نے کی خدا کی طرف سے ہے تیری کیا طاقت ہے کہ تو خود کر سکے یہ حکایت سُن اور اسکو وعظ جان تا نقصان سے دل و جان خستہ نہو آگے اس ریاضت کی خوبی کا حال ہے فافہم ۱۲ ع وہ ہمارے ساتھ حاضر ہین ۱۲

حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالی بنالید جواب آمد کہ این عوض ریاضت و مجاہدہ تست

آن زنے ہر سال زائیدے پسر ۔ پیش از شش مہ نبودی عمر در
یا سہ مہ یا چار مہ گشتی تباہ ۔ نالہ کرد آن زن کہ افغان ای الہ
نہ مہم بارست و سہ ماہم فرح ۔ نعمتم زودتر رواں از قوس قزح
پیش مردان خدا کردے نفیر ۔ این شکایت آن زن از درد نذیر
بیست فرزندش چنین در گور رفت ۔ آتشے در جان او افتادہ تفت
تا شبے بنمود او را جنتے ۔ باغکے سبزے خوشی بے جنتے
باغ گفتم نعمت بے کیف را ۔ کاصل نعمتہاست مجمع باغہا
ورنہ لاعین رأت چہ جاے باغ ۔ گفت نور غیب را یزدان چراغ
مثل نبود آن مثال آن بود ۔ تا برد بوئے کہ او حیران بود
حاصل آن زن دید آنرا مست شد ۔ زان تجلی آن ضعیف از دست شد
دید در قصری نبشتہ نام خویش ۔ آن خود دانستش آن محبوب کیش
بعد ازان گفتند کاین نعمت وراست ۔ کو بجانبازی بجز صادق نخاست
خدمت بسیارے بایست کرد ۔ مر ترا تا بر خوری زین چاشت خورد
چون تو کاہل بودی اندر التجا ۔ آن مصیبتہا عوض دادت خدا

حکایت[1] اس عورت کی کہ اولاد اسکی نہین جیتی تھی درگاہ حق مین روئی جواب آیا کہ یہ عوض ریاضت و مجاہدے تیرے کا ہے

ہر برس[2] جنتی تھی وہ عورت پسر ۔ چھ مہینے وہ نہ جیتا تھا مگر
تین مہ یا چار مہ جیتا وہ تھا ۔ روتی وہ عورت کہ فریاد ای خدا
نو مہینے بار و فرحت تین ماہ ۔ جلدتر نعمت دھنک سے ہو تباہ
کرتی وہ فریاد اہل اللہ سے ۔ اور شکایت اُس غم جانکاہ سے
بیس بچے اُسکے ایسے ہی مرے ۔ رحم اُسکی جان پہ آیا سوز سے
رحم نے دکھلائی اک جنت اُسے ۔ سبز باغ اک پر خوشی بے بجل کے
نعمت بے کیف کو باغ اک کہا ۔ کاصل نعمت ہے و مجمع باغ کا
ورنہ لاعین رأت کیا جاے باغ ۔ بولا نور غیب کو یزدان چراغ
نہ ہے مثل اُسکی مثال اک اسکی ہے ۔ تا کہ حیران آگہی بس اُس سے لے
الغرض[3] وہ دیکھ عورت مست تھی ۔ اُس تجلی سے وہ عاجز گم ہوئی
دیکھا نام اپنا لکھا اک قصر پے ۔ جانا ملک اپنی اُسے دلخستہ نے
بعدہ بولے یہ نعمت اسکی ہے ۔ جو کہ جانبازی مین صادق رہے
چاہیئے خدمت بہت کرنا تجھے ۔ تا تجھے پھل اُس عبادت سے ملے
التجا مین بسکہ تو کاہل جو تھی ۔ وہ مصیبت اسکے بدلے حق نے دی

[1] حکایت نہم ریاضت کی عمدگی مین ۱۲

[2] ہر برس الخ ۹ شعر ہر برس وہ عورت پسر جنتی تھی مگر چھ مہینے وہ جیتا نہ تھا تین مہینے یا چار مہینے مین وہ مرتا تھا وہ عورت روتی تھی کہ فریاد ہے ای خدا نو مہینے بار اور تین مہینے خوشی نعمت تیری جلد تر مثل دھنک کے تباہ ہو اہل اللہ سے وہ فریاد کرتی اور شکایت اُس غم جانکاہ سے کرتی اسی طرح اسکے بیس بچے مرے. بسبب سوز کے رحم اُسکی جان پہ آیا رحم نے ایک جنت اُسکو دکھلائی اور سبز باغ پر از خوشی و بے بجل آگے حقائق ہین نعمت بے کیف کو مین نے ایک باغ کہا کہ اصل نعمت و مجمع باغ کا ہے ورنہ نہین دیکھا تیری آنکھون نے کیا جگہ باغ کی حق نے نور غیب کو چراغ کہا اُسکی مثال نہین ہے مثال اسکی یہ ہے تاکہ حیران اُس سے آگہی لے تینے نعمت بے کیف جنت ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اسکو دیکھا نہ کسی گوش نے اُسکو سُنا اور بعضے نعمت بے کیف رویت حق کو کہتے ہین پس اُس عورت کو اس رنج کے عوض حق نے نعمت بے کیف دی اسی طرح دوستان حق کو عوض رنج ریاضت کے نعمت بے کیف حق تعالی عنایت کرتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

[3] الغرض ۵ شعر الغرض وہ عورت دیکھ کر مست ہوئی اور وہ عاجزہ اُس تجلی سے گم ہو گئی ایک قصر پہ اپنا نام لکھا دیکھا بس اسکو اپنی ملک جانا بعدہ فرشتون نے کہا کہ یہ نعمت اُسکی ہے جو کہ جانبازی مین صادق ہے تجکو خدمت بہت کرنا چاہیئے تاکہ تجکو اس عبادت سے پھل ملے جو تو التجا مین بہت کاہل تھی حق نے وہ مصیبت اُسکے بدلے دی آگے عورت کی التجا کا بیان ہے فافہم ۱۲- [4] نہین دیکھا آنکھون تیری نے ۱۲-

گفت یا رب تا بصد سالِ فزون / این چنینم ده بر از من تو خون

اندران باغ آمد آمد پیش پیش / دیدے جملہ فرزندان خویش

گفت ازمن گم شد از تو گم نشد / بے دو چشمِ غیب کس مردم نشد

تو نکردی فصد وز بینی دوید / خون افزون تا ز تپ جانت رسید

مغز ہر میوہ بہست از پوستش / پوست تن دان و مغز آن دوستش

مغز نغزے دارد آخر آدمی / یکدمی آنرا طلب گر زان دمی

بولی[1] یا رب سو برس تک بل فزون / ایسا مجکو دے بہا تو میرا خون

بس پڑھی اُس باغ مین آگے جو وہ / دیکھا سب بچون کی اپنے شکل کو

بولی مجھسے گم نہ تجھسے گم ہوئے / کوئی بے چشمِ غیب انسان بنے

تو نہ کھولے فصد اور خون ناک سے / خود ہو جاری جان تری تپ سے چھٹے

مغز ہر میوہ ہے بہتر پوست سے / مغز ہی دہ دوست اور تن پوست ہے

مغز نادر رکھے آخر آدمی / گر ہے اُس دم سے طلب کر اک گھڑی

در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ

جانا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا لڑائی مین بے زرہ کے

در جوانی حمزہ عمِ مصطفےٰ / بازرہ مے شد مدام اندر وغا

اند آخر حمزہ چون در صف شدے / بے زرہ سرمست در غزو آمدے

سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش / در فگندے در صفِ شمشیر خویش

خلق پرسیدند کای عمِ رسول / ای ہزبر صف شکن شاہِ فحول

نے کہ لا تلقوا بایدیکم الی / تہلکہ خواندے ز پیغامِ خدا

پس چرا تو خویش را در تہلکہ / مے در اندازی چنین در معرکہ

چون جوان بودے و زفت و سخت زہ / تو نمے رفتی سوی صف بے زرہ

چون شدی پیر و ضعیف و منحنی / پردہ ہائے لاابالی مے زنی

لاابالی وار با تیغ و سنان / مے نمائی دار و گیر و امتحان

تیغ حرمت مے ندارد پیر را / کے بود تمیز تیغ و تیر را

بازرہ[2] حمزہؓ محمدؐ کے چچا / جنگ مین جاتے جوانی مین سدا

حمزہؓ آخر مین جو لڑنے جاتے تھے / بے زرہ پہنے غزا مین آتے تھے

تن برہنہ سینہ کھولے بڑھ کے وہ / مارتے تھے صف مین خود تلوار کو

خلق نے پوچھا ای عمِ مصطفےٰ / ای دلیرِ صف شکن شیرِ وغا

نے کہ لا تلقوا بایدیکم الے / تہلکہ تو نے پڑھا قولِ خدا

تہلکہ مین کس لیے تو آپ کو / ڈالے ایسے معرکہ مین جان تو

تھا جوان اور سخت بازو جبکہ تو / بے زرہ جاتا نہین تھا جنگ کو

جب ہوا بوڑھا ضعیف اور ناتوان / لاابالی کرتا ہے حرکت عیان

لاابالی[3] کی طرح تیغ و سنان / لے کے تبلائی شجاعت امتحان

تیغ عزت نے رکھے گو پیر ہو / کب تمیز ہو تیغ کو اور تیر کو

[1] بولی الخ وہ شوہر عورت نے کہا کہ ای رب سو برس تک بلکہ سوا ادلیسے ہی مجکو دے وہ خون میرا بہا بس جو وہ اُس باغ مین بڑھی اپنے سب بچون کی شکل کو دیکھا عورت نے کہا کہ یہ مجھ سے گم ہوئے مگر تجھ سے گم نہین ہوئے کوئی بغیر چشم غیب کے انسان نہین بنتا ہے یعنے جو شخص چشم باطن نہین رکھتا ہے اُسکو انسان نہین کہنا چاہیئے آگے اسکی مثال ہے تو فصد نہ کھولے تو خون ناک سے جاری ہوئے تیری جان تپ سے نجات پائے آگے حقایق یہ ہین ہر میوہ کا مغز بہتر پوست سے ہے پس وہ پوست مغز ہے اور تن پوست ہے آخر آدمی نادر مغز رکھتا ہے اگر اسدم سے ہے تو ایک گھڑی طلب کرنیئے بدن سے جان بہتر ہے پس تو جان آگاہ کو طلب کر کہ تو سب پر غالب رہے جیسے امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنگ مین بیخوف جم جاتے تھے چنانچہ انکا قصہ مثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲ [2] بازرہ الخ شعر حمزہ محمدؐ کے چچا بازرہ جنگ مین جاتے تھے ہمیشہ جوانی مین آخر مین جو حمزہ لڑنے کو جاتے تھے بغیر زرہ کے غزا مین آتے تھے تن برہنہ اور سینہ کھولے صف مین بڑھ کر تلوار مارتے تھے خلق نے پوچھا کہ ای عم مصطفےٰ ای دلیر صف شکن و شیر وغا کیا آپنے نہین پڑھا قول خدا کا ترجمہ مت ڈالو تم ہاتھون اپنے کو طرف ہلاکت کے آپکو تم ہلاکت مین کسواسطے ڈالتے ہو ایسے معرکہ مین تو جبکہ جوان و سخت بازو تھا بغیر زرہ کے جنگ کو نہین جاتا تھا جبکہ بوڑھا و ضعیف و ناتوان ہوا لاابالی حرکت ظاہر کرتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ [3] لاابالی الخ یہ شعر مانند لاابالی کے مانند تیغ و سنان لیکر شجاعت و امتحان دکھاتا ہے تیغ عزت نہین رکھتی ہے گو پیر ہو کب تمیز تیغ و تیر کو ہو کب روا ہو کہ تجھ سے

کے روا باشد کہ شیرے ہمچو تو / کشتہ گردد ہست بر دست عدو
کب روا ہو وے کہ تجھ سے شیر کو / مارڈالے دست دشمن اور عدو

زین نسق غمخوارگانِ بے خبر / پند مے دادند او را از عبر
اس طرح غمخوار جو نادان تھے / پس نصیحت کرتے باعبرت اسے

جواب دادن امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ بآن مخلوق

جواب دینا امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا اُس مخلوق کو

گفت حمزہ چونکہ بودم من جوان / مرگ میدیدم وداعِ این جہان
بولے حمزہ[۱] جبکہ مین تھا بس جوان / دیکھتا تھا مرگ کو ترکِ جہان

سوے مردن کس برغبت کے رود / پیش اژدرہا برہنہ کے شود
کون جاتا مرگ کو رغبت سے ہے / کب ہونگا اژدہا کے سامنے

لیک از نورِ محمدؐ من کنون / نیستم این شہر فانی را زبون
لیک نورِ مصطفےؐ سے فی فنون / شہر فانی کا نہین مغلوب ہون

از برونِ حس لشکرگاہ شاہ / پُر ہمے بینم ز نورِ حق سپاہ
حس[۲] لشکرگہ سے باہر شاہ کے / نورِ حق سے پُر سپاہ مجکو ملے

خیمہ در خیمہ طناب اندر طناب / شکر آنکہ کرد بیدارم زخواب
خیمہ خیمہ مین طناب اندر طناب / شکر مجکو کردیا بیدار خواب

آنکہ مردن پیش چشمش تہلکہ است / امر لاتلقوا بگیرد او بدست
جس کو مرنا تہلکہ معلوم ہو / مانی لاتلقو کو وہ اے راست گو

آنکہ مُردن پیش او شد فتح باب / سارعوا آید مرا او را در خطاب
جسکے آگے ہووے مرنا فتح باب / سارعوا کا آئے انکو بس خطاب

الحذر ای مرگ بینان وارعوا / العجل اے حشر بینان سارعوا
الحذر اے مرگ بینو وارعوا / العجل اے حشر بینو سارعوا

الصلا ای لطف بینان افرحوا / البلا اے قہر بینان اترحوا
الصلا ای لطف بینو افرحوا / البلا اے قہر بینو اترحوا

ہر کہ یوسف دید جان کردش فدا / ہر کہ گرگش دید برگشت از ہدیٰ
جسنے یوسف دیکھا جان قربان کی / جسنے دیکھا گرگ کی بس گمرہی

مرگِ ہر یک ای پسر ہم رنگ اوست / آئینہ صافی یقین ہم رنگ روست
موت[۳] ہر اک کی اُسی کی رنگ ہے / مُنہ کے ہمرنگ آئینہ صافی بنے

پیش ترکِ آئینہ را خوش رنگی ست / پیش زنگی آئینہ ہم زنگی ست
پیش ترکی آئینہ خوشرنگ ہے / پیش زنگی آئینہ پُر زنگ ہے

ایکہ مے ترسی ز مرگ اندر فرار / آن ز خود ترسانی ای جان ہوش دار
بھاگتا ہے مرگ سے ڈر کر جو تو / خود سے ڈرتا ہی تو ای یار نکو

---

۱ بولے حمزہؓ الخ ۔ شعر حمزہؓ نے کہا کہ جب مین جوان تھا مرگ کو ترک جہان دیکھتا تھا کون مرگ کو رغبت سے جاتا ہے اژدہا کے روبرو کب ننگا ہوتا ہے لیکن بسبب نور مصطفےؐ کے مین شہر فانی کا مغلوب نہین ہون یعنے دُنیا کا مین خواہان نہین ہون کہ مرنے سے ڈرون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۲ حس الخ ۔ شعر شاہ کے حس لشکرگاہ کے برابر مجھے نور حق سے سپاہ پُر دکھائی دیتی ہے کہ خیمہ خیمہ مین اور طناب مین طناب شکر ہے کہ مجکو کردیا ہے بیدار خواب سے آگے اسکے حقائق ہین جسکو مرنا تہلکہ کا ظاہر معلوم ہو امر لاتلقوا وہ ہاتھ سے پکڑے جسکے آگے مرنا فتح باب ہووے سارعوا کا اسکو خطاب آئے کنارہ کرو اے مرگ بینو زرہ پوشی سے جلدی کرو اے حشر بینو جلدی کرو آؤ اے لطف بینو خوشی کرو ضرور کر بلا ہے اے قہر بینو غم کرو جسنے یوسف کو دیکھا جان قربان کی جس نے گرگ دیکھا گمراہی کی یعنے عاشقان الٰہی کو مرنا عید ہے کیونکہ وہ مرگ کو رہائی جانتے ہین جو مرگ کو قید جانتے ہین اُنھین فرمایا غم ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔
۳ موت الخ ۔ شعر ہر ایک کی موت اُسی کے ہمرنگ ہے جیسے آئینہ مُنہ کے ہمرنگ ہوتا ہے آگے ترکی کے آئینہ خوشرنگ ہے آگے زنگی کے آئینہ پُر زنگ ہے آگے حقائق ہین جو تو ڈر کر مرگ سے بھاگتا ہے تو خود سے ڈرتا ہے تیری صورت بد ہے مرگ بدصورت نہین ہے کیونکہ تیری جان مثل درخت اور موت برگ ہے یعنے جیسے تیری جان ہے ویسے ہی تیری موت ہے اگر جان پاک ہے موت خوش ہے اگر جان تیرہ ہے موت پُر غم ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
عہ مت ڈالو تم ہاتھ کو ۱۲۔

عہ یعنی دشمن دو دو ہاتھ سے وار

زشت روئی تست نے رخسار مرگ ۔ جان تو همچو درخت و مرگ برگ
از تو رستست ار نکویست ار بدست ۔ ناخوش و خوش هم ضمیرت از خودست
گر بخارے خستۂ خود کشتۂ ۔ در حریر و قز دری خود رشتۂ
لیک بنود فعل همرنگ جزا ۔ هیچ خدمت نیست همرنگ عطا
مزد مزدوران نمی ماند بکار ۔ کان عرض وین جوهرست و پایدار
آن همه سختی و زرست و عرق ۔ وین همه سیم ست و زر پر طبق
گر ترا آید ز جائے تهمتے ۔ کرده مظلومت دعا در محنتے
تو همی گوئی که من آزاده ام ۔ بر کسے من تهمتے ننهاده ام
تو گناهے کردۂ شکل دگر ۔ دانه کشتے دانه کے ماند ببر
او زنا کرده جزا صد چوب بود ۔ گو بداد من کی زدم کس را بعود
نے جزای آن زنا بود این بلا ۔ چوب کے ماند زنا را در خلا
مار کے ماند عصا را اے کلیم ۔ درد کے ماند دوا را اے حکیم
تو بجائے آن عصا آب منی ۔ چون نیفگندی شد آن شخص سنی
یار شد یا مار شد آن آب تو ۔ زان عصا چونست این اعجاب تو
هیچ ماند آب آن فرزند را ۔ هیچ ماند نیشکر مر قند را
چون سجودے یا رکوعے مرد کشت ۔ شد در آن عالم سجود او بهشت
چونکه پرید از دهانش حمد حق ۔ مرغ جنت ساختش رب الفلق

تیری صورت بد بدی شکل مرگ ۔ جان تری مثل درخت اور موت برگ
گر ہے نیکی یا بدی تجھ سے اُگی ۔ ہی ضمیر اب تیری ناخوش اور خوشی
بو یا ہی تو خار سے خستہ ہی گر ۔ خود بنا ہی پھاڑ اگر جامہ پسر
پر نہووے فعل ہمرنگ جزا ۔ اور نہین خدمت ہی ہمرنگ عطا
مزد مزدورونکی نے ہی مثل کار ۔ وہ عرض اور یہ ہی جوہر پائدار
وہ ہی بالکل نور اور محنت کشی ۔ یہ ہی بالکل سیم اور زر ای اخی
گر کسی جا سے تجھے تہمت ملے ۔ بد دعا کی ہی ترے مظلوم نے
تو کہے آزاد ہون مین اس لیے ۔ نے کسی پر رکھی تہمت مین نے ہی
اور صورت پر گنہ تو نے کیا ۔ دانہ بویا کب ثمر ہو دانہ سا
گر زنا ہو اُس سے سو لاٹھی جزا ۔ کہی کس کو مار لاٹھی سے بھلا
اُس زنا کی نے جزا تھی یہ بھلا ۔ لاٹھی کب دُنیا مین ہم شکل زنا
کب عصا کی طرح ہو مار اے کلیم ۔ کب دوا کے درد ہم شکل ای حکیم
اُس عصا کی جا پہ تو آب منی ۔ جو کہ ڈالے پیدا ہوا اک آدمی
یار یا مار آب وہ تیرا بنے ۔ اس عصا سے کیون تعجب ہی تجھے
کب مشابہ آب ہو فرزند کے ۔ کب مشابہ نیشکر ہی قند کے
مرد نے سجدہ رکوع جو کر کیا ۔ سجدہ اس عالم مین جنت ہو گیا
اُسکے مُنھ سے جو اُڑی حمد خدا ۔ مرغ جنت اسکو حق نے کر دیا

سلہ اگر ہی الخ ۔ شعر اگر نیکی ہے یا بدی تجھ سے پیدا ہوتی ہی خوشی و ناخوشی تیری ضمیر دل ہی اگر خار سے تو خستہ ہی تو نے خود ہی بو یا ہی اگر جامہ پھاڑا تو نے خود ہی بنا ہی ولیکن فعل ہمرنگ جزا نہووے اور نہ خدمت ہی ہمرنگ عطا کے آگے مثال ہی مزدورونکی مزد مثل کام کے نہین ہے وہ عرض اور یہ جوہر ہے پائدار وہ بالکل سیم و زر ہی اگر کسی جگہ سے تجکو تہمت ملے تیرے مظلوم نے بد دعا کی ہی تو کہے کہ مین آزاد ہون اسواسطے کہ مین نے کسی پر تہمت نہین رکھی ہے تو نے اور صورت پر گناہ کیا ہی ورنہ ثمر کب دانہ بوے ہوے کے مانند ہی جیسے آدمی جو کرتا ہی آخر کو وہی جزا پاتا ہی گو خراب صورت دیگر ہو چنانچہ اسکی مثال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ گر زنا الخ ۔ شعر اگر زنا ہو تو اسکی سو لاٹھی جزا ہی وہ کہے کہ مین نے کسی کو لاٹھی سے مارا ہی اس زنا کی یہ جزا نہین تھی لاٹھی دُنیا مین کب ہم شکل زنا ہی ای کلیم مار عصا کے کب مشابہ ہی دوا ای حکیم کب دوا کے درد ہم شکل ہی اُس عصا کی جا پر تو آب منی جو کہ ڈالے ایک آدمی پیدا ہو وہ آب تیرا یار یا مار بنے اس عصا سے تجکو کیون تعجب ہے کب وہ آب مشابہ فرزند کے ہی کب قند مشابہ نیشکر کے ہی جیسے آب منی کہ آخر کو صورت بشر کی پاتا ہی کب نتیجہ ہمشکل کام کے ہو اپس جو بلا دُنیا مین آئے جان لے کہ تمھارے افعال کا نتیجہ ہے کہ دوسری صورت پر تجکو پہونچا تا ہی آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ سلہ مرد نے الخ ۔ شعر مرد نے سجدہ رکوع کیا اس عالم مین وہ سجدہ جنت بنا جو اسکے منھ سے حمد خدا اُڑی اُسکو حق نے مرغ جنت بنا کر دیا کب حمد خدا مرغ کے ہمشکل ہی اگرچہ مرغ کا نطفہ ایک ہوا ہی تیرے ہاتھ سے جو دو زکات ہوئی وہان پر تیری ہاتھ نے نخل و نبات بوئی تیرا ضمیر خلد کا آپ نہر ہے اور تیرے سر خلد کی جوئی شیرین ہی ذوق و طاقت ایک شہد کی نہر ہے اور شوق و مستی ایک شراب کی نہر ہے یہ سبب اُن اثر کے مشابہ نہین ہین کون جانے کہ یہ کون اُنکی جا پر ہین یعنے اسباب ہمشکل اثرات کے نہین ہوئے ہین اور اس سے

حمد و تسبیحت نماند مرغ را	گرچہ نطفۂ مرغ بادست و ہوا	مرغ کی ہم شکل کسب حمدِ خدا	گرچہ نطفہ مرغ کا ہی اک ہوا
چون ز دستت رفت ایثار و زکات	گشت این دست آنطرف نخل و نبات	ہاتھ سے تیرے ہوئی جود و زکات	ہاتھ نے بویا وہان نخل و نبات
آب صبرت آب جوئی خلد شد	جوئی شیر خلد مہر تست و د	صبر تیرا خلد کا ہے آب نہر	جوی شیرین خلد ہی یہ تیری مہر
ذوق طاعت گشت جوی انگبین	مستی و شوق تو جوے خمر بین	ذوق و طاعت شہد کی اک نہر ہی	شوق و مستی جوی خمر اک دیکھ لے
این سببہا آن اثرہا را نماند	کس ندا اند جو نش جای آن نشاند	نے مشابہ اُن اثر کے یہ سبب	کون جانے کیون یہ اُنکی جا ہین اب
این سببہا چون بفرمان تو بود	چارہ جو ہم مر ترا فرمان نمود	یہ سبب[1] تھے جو کہ تیرے حکم مین	چارہ جوئی تیری کی ہر حکم مین
ہر طرف خواہی کہ رانش می کنی	آن صفت چون بد خیالش مکنی	جس طرف چاہی انھین جاری کرے	وہ صفت جو تھی تو ویسا ہی کرے
چون منی تو کہ در فرمان تست	نسل تو در امر تو آیند چیست	جو منی تیری ترے فرمان مین ہے	نسل تیری حکم مین تیرے رہے
مے دود در امرِ تو فرزند تو	کہ منم جزو تو کہ کردیش گرد[ا]م	دوڑتے ہین حکم مین تیرے پسر	کہ ترے ہم جز ہین اور تابع پدر
آن صفت در امر تو بود این جہان	ہم در امرِ تست آن جوہار وان	وہ صفت تھین حکم مین تیری یہان	بھی تری فرمان مین وہ جوی روان
آن درختان مر ترا فرمان برند	کان درختان از صفات بارزند	وہ شجر ہین سب ترے فرمان مین	کہ ثمر تیری صفت سے وہ رکھین
چون بامر تست اینجا این صفات	پس در امر تست آنجا آن جزات	یہ صفت فرمان ہین جو تیری یہان	وہ جزا فرمان مین بس تیری وہان
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست	آن درختے گشت ازان زقوم رست	زخم جو[2] مظلوم پر تجھ سے لگا	اک شجر ہو کر زقوم اُس سے اگا
چون ز خشم آتش تو در دلہا زدی	مایۂ نارِ جہنم آمدے	تو نے غصہ سے پر آتش دل کیا	مادہ تو نارِ دوزخ کا ہوا
آتشت اینجا چو آدم سوز بود	آنچہ از وی زاد مرد افروز بود	آگ تیری یان جو آدم سوز تھی	اُسکا پیدا بھی جلائے آدمی
آن سخنہائے تو مار و کژدم است	مار و کژدم گشت و میگیرد دست	تیری باتین مثل بچھو سانپ ہین	سانپ بچھو ہو تجھے تکلیف دین
اولیا را داشتی در انتظار	انتظار رستخیزت گشت مار	جو ولی[3] کو انتظاری مین رکھا	انتظارِ حشر ہو مار اک ترا

[1] یہ سبب الخ، شعر یہ سبب جو تیرے حکم مین تھے تو تیرے حکم مین چارہ جوئی بھی کی ہے کہ جس طرح تو چاہے انھین جاری کرے جیسے وہ صفت تھی تو وہ ایسا ہی کرے جو تیری منی تیرے حکم مین ہے پس تیری نسل تیرے حکم مین رہے تیرے پسر حکم مین دوڑتے ہین کہ تیرے ہم جزو تابع ہین وہ صفت تیرے حکم مین یہان تھین بھی حکم مین تیرے وہ جوے روان ہین وہ شجر سب تیرے حکم مین ہین کہ ثمر تیری صفت سے رکھتے ہین یہ صفت تیرے حکم مین یہان ہے وہ جزا تیرے حکم مین وہان ہے یعنے جو صفتین کہ اس عالم مین تیرے اختیار مین ہین اور تیرے حکم پر چلتی ہین ان صفتون کی جزای اعمال اس عالم مین صورت پکڑکے بھی تیرے حکم مین رہین گے اور تو اسی طرح پر اُس عالم مین اُن جزاؤن سے کام لے گا جیسے یہان صفات سے کام لیتا ہے آگے ان جزاؤن کا حال ہی فافہم ١٢ [2] زخم جو مظلوم الخ ٥ شعر تجھ سے جو زخم مظلوم پر لگا وہ درخت ہو کر اُس سے زقوم اُگا تو نے دل غصہ سے پُر آتش کیا تو نار دوزخ کا مادہ ہوا جو یہان تیرے آگ مردم سوز تھی اُسکا پیدا بھی آدمی کو جلائے تیری آگ قصد مردم کا کرتی ہے اسکی نار آخر تجھے جلادے تیری باتین مثل سانپ بچھو کے ہین سانپ بچھو ہو کر تجھے تکلیف دینگی باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ [3] جو ولی الخ ٦ شعر جو ولی کو تو نے انتظاری مین رکھا انتظار حشر کا تیرا سانپ ہووے تیرے وعدہ کل پرسون اُنتظار حشر کے ہوئے ہین اُسدن تو منتظر حساب کے رہے اور آفتاب سو جان سے جلے تو آسمان کو منتظر رکھتا ہی تخم کل چلنے کا بویا ہے یعنے طول امل جو تو بیان کرتا ہے وہ حشر مین تیرے آزار کا سبب ہوگا پس تجکو چاہیئے کہ جو کچھ تو کرتا ہے ابھی کرے کل کی انتظاری مت کر آگے اسکے حقائق ہین یہ تیرا غصہ دوزخ کا تخم ہے اس دوزخ کو مار کہ یہ بڑا ہی یہ نار کشتہ نہوگی بجز نور کے ترجمہ نور تیرا آگ ہماری بجھاے ہم شکر کرنیوالے ہین یعنے نفس تیرا اک نار دوزخ ہی بجز نور معرفت کے کہ مرشد سے طالب کے قلب مین آتا ہی نہین کشتہ ہوتا ہی پس تو نور معرفت کو حاصل کر کہ سوزش نفس امارہ سے نجات ملے باقی حال آگے ہی فافہم ١٢۔

وعدهٔ فردا و پس فردای تو — انتظار حشرت آمد وای تو
وعدۂ کل کے اور برسوں کے ترے — انتظار حشر ہے افسوس ہے

منتظر مانی دران روز دراز — در حساب آفتاب جانگداز
منتظر اُسدن حساب اندر رہے — آفتاب سوز جان سے تو جلے

کاسمان را منتظر میداشتی — تخم فردا رہ روم می کاشتی
آسمان کو منتظر رکھتا ہے تو — تخم کل چلنے کا بس بوتا ہی تو

خشم تو تخم سعیر دوزخ ست — هین بکش این دوزخت اکان فخ ست
تخم دوزخ کا ترا غصہ ہے یہ — بار اس دوزخ کا تو پھندہ ہی یہ

کشتن این نار نبود جز بنور — نورک اطفا نارنا نحن الشکور
نار یہ کشتہ نہووے جز بہ نور — نورک[عہ] اطفا نارنا نحن الشکور

گر تو بی نورے کنی خاکی بدست — آتشت زنده است در خاکستر است
ہاتھ میں[۱] گر خاک لے بی نور کے — راکھ میں بس زندہ تیری آگ ہے

آن تکلف باشد و روپوش هین — نار را نکشد بغیر از نور دین
وہ ہی پردہ اور تکلف کر یقین — کون مارے نار کو جز نور دین

تا نه بینی نور دین ایمن مباش — کاتش پنهان بود دیگر ز فاش
نور دین جبتک نہ دیکھ ایمن نہو — ایک دن ظاہر ہو پنہان آگ وہ

نور آبی دان و هم بر آب چفس — چونکه داری آب از آتش مترس
جان پانی نور کو مت چھوڑ اسے — آگ سے مت ڈر جو پانی تو رکھے

آب آتش را کشد آتش مجو — مے بسوزد نسل و فرزندان او
آگ مت ڈھونڈھ آب مارے آگ کو — کہ جلائے نسل فرزندونکی وہ

سوی آن مرغابیان رو زود چند — تا ترا در آب حیوانے کشند
پاس اُن مرغابیوں کے تو رہو — آب حیوان تک تجھے پہونچا دین وہ

مرغ خاکی مرغ آبی هم تنند — لیک ضد انند آب و روغن اند
مرغ[۲] خاکی مرغ آبی ہم مثال — پر وہ ضد ہین تیل پانی کی مثال

هر یکے بر اصل خود رانندہ اند — احتیاطے کن بهم مانندہ اند
ہی روان ہر ایک اپنی اصل پے — احتیاطین کر ہر اک ہمشکل سے

همچنانکه وسوسه و حی الست — هر دو معقول اند لیکن فرق هست
جس طرح وحی الست اور وسوسے — دونون معقولی ہین لیکن فرق ہے

هر دو دلالان بازار ضمیر — رختها را مے ستانند اے امیر
دونون ہین دلال بازار ضمیر — لیتے ہین سامان جملہ ای امیر

گر تو صراف دلی فکرت شناس — فرق کن سر دو فکرت چون نخاس
گر تو ہی صراف دل کا فکردان — فرق کر دو فکر مین دلال سان

ور ندانی این دو فکرت را گمان — لاخلابه گوی و مشتاب و مران
گر نہ یہ دو فکر جانے باگمان — لاخلابہ کہہ عمل مت کر عیان

[۱] ہاتھ مین الخ ۔ شعر اگر ہاتھ مین خاک بغیر ذر کے تیری آگ پس زندہ راکھ مین ہے وہ پردہ و تکلف ہے یقین کر نار کو کون مارے بجز دین کے نور کے تو جب تک نور دین نہ دیکھے ایمن مت ہو کہ ایک دن نار پنہان ظاہر ہوگی نور کو تو پانی جان اور اُسے مت چھوڑ اور آگ سے مت ڈر جو پانی رکھتا ہے تو آگ مت ڈھونڈھ آب مارے آگ کو کہ نسل فرزندوں کو وہ جلائے تو اُن مرغابیوں کے پاس رہ کہ آب حیوان تک وہ مجھے پہونچا دین یعنے تو اولیاء اللہ کی خدمت مین رہ کہ وہ دریاے معنی کی مرغابی ہین تجھے بھی اس دریا تک پہونچا دین گے آگے اُس کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[۲] مرغ خاکی الخ ۔ شعر مرغ آبی اور مرغ خاکی ہم صورت ہین لیکن وہ ضد مین مانند تیل و پانی کے ہر ایک روان ہے اپنی اصل پر تو احتیاطین کر کہ ہر ایک ہمشکل ہے آگے اسکی مثال ہے جس طرح وحی الست اور وسوسہ دونون معقول ہین ولیکن فرق ہے یعنے خطرت شیطانی ہم صورت ہین مگر فرق انکا جاننا ضرور ہے یہ دونون دلال ہین بازار ضمیر کے اور جملہ سامان لیتے ہین ای امیر اگر تو صراف دل کا فکر دان ہے دونون فکرو مین فرق کر دلال کے مانند اگر یہ دونون فکر نہین جانتا ہی بسبب گمان کے لاخلابہ کہہ عمل ظاہر مت کر تا جان تیری تفکر مین ہو نہ تجکو غبن ہو اور نہ دوسرے کو ہو یعنے تو خطرہ رحمانی اور خطرۂ شیطانی مین فرق دیکھ اگر تو صراف دل کا ہے ورنہ عمل مت کر کہ غبن فاش مین تو پڑے آگے اس غبن کا حال فرماتے ہین فافہم ۱۲۔ [عہ] نور تیرے نے بجھائی آگ ہماری ہم شکر کرنے والے ۱۲۔

تا نماند در تفکر جان تو	غبن نیاید بر تو در بر خوان تو	تا تفکر مین نہ تیری جان ہو	نے ہو تجکو غبن نے ہو اور کو

حیلۂ دفع مغبون شدن در بیع و شری

حیلہ دفع غبن ہونے کا خرید و فروخت مین

آن یکے یاری پیمبر را بگفت / کہ منم در بیعہا با غبن جفت
مکر ہر کس کو فروشد یا خرد / ہمچو سحرست و ز راہم می برد
گفت در بیعے کہ ترسے از غرار / شرط کن سہ روز خود را اختیار
کہ تانی ہست از یزدان یقین / ہست تعجیلت ز شیطان لعین
پیش سگ چون لقمۂ نان افگنی / بو کند وان را خورد اے معتنی
او بہ بینی بو کند ما با خرد / ہم ببوئیش بہ عقل منتقد
با تانی گشت موجود از خدا / تا بشش روز این زمین و چرخہا
ورنہ قادر بود کز کن فیکون / صد زمین و چرخ آوردی برون
آدمی را اندک اندک آن ہمام / تا چہل سالش کند مرد تمام
گرچہ قادر بود کاندر یک نفس / از عدم پران کند پنجاہ کس
بود عیسی را دمی کز یک دعا / بے توقف بر جہاند مردہ را
خالق عیسی نہ تواند کہ او / بے توقف مردم آرد تو بتو
این تانی از پئے تعلیم تست / کہ طلب آہستہ باید بے شکست

اک صحابی نے پیمبر سے کہا / غبن مجھکو بیع مین ہے دائما
مکر ہر اک کا یہ بیچے یا کہ لے / مثل جادو کے مجھے گمرہ کرے
جو ڈرے سودے مین کچھ تو غبن سے / کر کے لازم تین دن کو آپ لے
کہ تامل ہے خدا سے کر یقین / تیری جلدی فعل ابلیس لعین
آگے سگ کے جبکہ ڈالے نان تو / پہلے سونگھے بعد کھاے نان کو
ناک سے وہ سونگھے اور ہم عقل سے / سونگھے وہ کہ آزمودہ عقل ہے
اور تامل کے سبب چھ روز مین / حق سے پیدا یہ زمین و چرخ ہین
ورنہ قادر تھا کہ سو چرخ و زمین / پیدا کرتا ایک کن سے بالیقین
آدمی کو تھوڑا تھوڑا وہ کرام / کرتا ہے چالیس سال اندر تمام
گرچہ قادر تھا عدم سے بگیان / وہ پچاس انسان کر دم مین عیان
ایسا دم عیسے کو تھا کہ بسکہ دعا / بے تامل مردہ زندہ کرتا تھا
خالق عیسی نہین کیا کر سکے / بے تامل خلق پیدا آپ سے
یہ تامل ہے تری تعلیم کو / کہ طلب آہستہ کر بے رنج تو

سلہ ایک صحابی الخ، شعر ایک صحابی نے پیغمبر صلعم سے کہا مجکو غبن و نقصان ہمیشہ بیع مین ہوتا ہے ہر ایک کا مکر کہ بیچے یا خرید کرے مثل جادو کے مجکو گمراہ کرتا ہے فرمایا کہ بیع مین جو تو غبن سے ڈرتا ہے تین دن کو لازم تو خود پر کر لے یعنی خیار بیع تو اختیار کر کہ تین دن کی مہلت مین بُرا بھلا تجکو معلوم ہو جاویگا کہ خدا کی طرف سے تامل ہے تیری جلدی فعل ابلیس کا ہے آگے اسکی مثال ہے جبکہ سگ کے آگے تو روٹی ڈالے پہلے سونگھے و بعدہ روٹی کھائے وہ ناک سے سونگھتا ہے اور ہم عقل سے مگر وہ سونگھے کہ جو آزمودہ عقل ہے یعنی کام مین تامل کرنا بہتر ہے جلدی کام شیطان کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اور تامل الخ، شعر بسبب تامل کے چھ روز مین حق تعالے نے یہ زمین و آسمان پیدا کیئے ورنہ حق قادر تھا کہ سو آسمان و زمین ایک کُن سے پیدا کرتا آگے مثال ہے آدمی کو حق تعالی تھوڑا تھوڑا چالیس برس مین تمام کرتا ہے اگرچہ قادر تھا کہ بگیان عدم سے پچاس انسان دم بھر مین ظاہر کرتا ہے عیسیٰ کو ایسا دم تھا کہ دعا کرکے بے تامل مردہ زندہ کرتے تھے خالق عیسی کو نہ طاقت ہے کہ کر سکے تامل تیری تعلیم کے واسطے ہے کہ آہستہ آہستہ طلب کر بغیر رنج کے یعنی حق تعالی نے زمین و آسمان کو چھ روز مین پیدا کیا اور ایک دم مین نہین پیدا کیا پس یہ تامل بندون کی تعلیم کے واسطے کیا کہ تا بندہ ہر کام تامل کرین اور آفت سے کام کے بچین آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

جو یکی کوچک که دائم میرود / نی نجس گردد نه گنده می شود
زین تانی زاید اقبال و سرور / این تانی بیضهٔ دولت چون طیور
باش تا اعضای تو چون بیضه ها / مرغ باز آئیده اندر انتها
بیضهٔ باز ارچه ماند در شبه / بیضهٔ گنجشک را او درست ره
دانی ای غافل که ماند سین و شین / در نوشتن لیک اندر نقطه بین
دانهٔ آبی بدانه سیب نیز / گرچه ماند فرقها دان ای عزیز
برگها همرنگ باشد در نظر / میوه ها هر یک بود نوع دگر
برگهای جسمها مانند اند / لیک هر جانی بریعی زنده اند
خلق در بازار یکسان میروند / آن یکی در ذوق و دیگر دردمند
همچنان در مرگ یکسان میرویم / نیم در خسران و نیمی خسرویم
این سخن پایان ندارد باز گو / از بلال و از هلال و کار او

چھوٹا نالہ[۱] کہ سدا جاری وہ ہو / نی نجس ہو اور نہیں گندہ ہو وہ
اس تامل سے ہو اقبال آشکار / یہ تامل بیضۂ دولت مرغ وار
کر تامل عضو چون بیضہ ترے / مرغ اعمال انتہا میں بس جنے
گرچہ بیضہ باز کا ہم شکل ہے / بیضۂ چڑیا سے فرق از بس رکھے
سین شین ہمشکل بس لکھنے میں ہے / لیک نقطہ کو تو غافل دیکھ لے
دانۂ سیب و بہی ہمشکل ہے / پر تو ظاہر فرق اسمیں جان لے
پتے[۲] سب ہمرنگ ہوتے ہیں ویسے / میوہ ہر یک ہووے اور ہی طور سے
گرچہ پتے جسم کے ہمشکل ہیں / پر ہر اک جان زندہ اپنی قوت میں
خلق یکسان جاتی ہی بازار میں / ذوق میں اک دوسرا آزار میں
ایسے ہی ہم ہیں روانہ مرگ میں / آدھے بدحال آدھے ہم خوشحال ہیں
بات یہ بے انتہا ہے پھر کہو / اس بلال مصطفے کے حال کو

وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ با شادی

وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا ساتھ خوشی کے

چون بلال از ضعف شد همچون هلال / رنگ مرگ افتاد بر روی بلال
جفت او دیدش بگفتا واحرب / پس بلالش گفت نی نی وا طرب
تاکنون اندر حرب بودم ز زیست / تو چه دانی مرگ چه عیش ست و چیست
این همی گفت و رخش در عین گفت / نرگس و گلبرگ و لاله می شگفت

جو بلال[۳] آزار سے مثل ہلال / ہو گئے تو مرگ نے چاہا وصال
دیکھ زوجہ نے کہا وا حسرتا / پس بلال اٹھ بولے نہ وا فرحتا
اب تلک لڑتے ہیں اور جینے میں تھا / مرگ عجب اک عیش ہے تو جانے کیا
یہی کہتے تھے رخ انکا کہنے میں / نرگس و گل لالہ اک تھا کھلنے میں

[۱] چھوٹا نالہ الخ ۱ شعر چھوٹا نالہ کہ ہمیشہ جاری ہو نہ نجس ہو اور نہ گندہ ہو اس تامل سے اقبال آشکار ہو تامل مثل مرغ کے ہے تامل کر کہ تیرے عضو مانند بیضہ کے مرغ اعمال کی انتہا میں جنین اگرچہ بیضہ باز کا ہم شکل ہے مگر بیضۂ چڑیا سے فرق از بس رکھتا ہے سین وشین لکھنے میں ہم شکل ہے لیکن رائے عاقل نقطہ کو دیکھ لے دانہ سیب و بہی کا ہم شکل ہے ولیکن تو فرق اسمین ظاہر کر جان لے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

[۲] پتے الخ ۵ شعر پتے سب ہمرنگ ہوتے ہیں ولیکن میوہ ہر اک اور ہی طور پر ہوتا ہے اگرچہ جسم کے پتے ہم شکل ہوتے ہیں ولیکن ہر ایک جان زندہ اپنی غذا مین ہے خلق بازار مین ایک ڈھنگ پر جاتی ہے ایک ذوق مین اور دوسرا آزار مین ایسے ہی ہم مرگ مین روانہ ہین- آدھے بدحال اور آدھے خوش حال ہین یہ بات بے انتہا ہے پھر کہو اس بلال مصطفے کے حال کو یعنے تو ہر کام مین تامل کر کہ تیرے عضو سے احوال نیک پیدا ہوں کہ مرگ مین سب ایک صورت مین جاتے ہین مگر کوئی خوش حال اور کوئی بدحال جیسے حضرت بلال ہنگام مرگ کے خوش تھے چنانچہ انکا قصہ تمثال مین آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

[۳] جو بلال الخ ۴ شعر جو کہ بلال مرض سے مثل ہلال کے ہوگئے تو مرگ نے وصال چاہا انکی زوجہ نے دیکھکر کہا کہ وا حسرتا پس بلال نے اٹھکر کہا کہ نہین وا فرحتا اب تک مین جینے کی محنت کی لڑائی مین تھا عجب ایک عیش ہے مرگ کا تو کیا جانے یہی کہتے تھے کہ انکا رخ کہنے مین نرگس و گل لالہ کے مانند کھلنے مین تھا چشم پر نور انکی اور رخ تابش سے گواہی دیتے تھے گفتار پر ہر سیاہ دل انکو سیاہ دیکھتا تھا فافہم ۱۲-

تاب رو و چشم پُر انوار او — می گواہی داد بر گفتار او
چشم پُر نور انکی اور رخ تاب سے — بس گواہی دیتے تھے گفتار پے

مردم نادیدہ باشد رو سیاہ — مردم دیدہ بود مرآۃ ماہ
ہر سیہ دل دیکھتا انکو سیاہ — مردم دیدہ ہے بس مرآۃ ماہ

خود کہ بیند مردم دیدہ ترا — در جہان جز مردم دیدہ فزا
دیکھے خود کب مردم دیدہ تجھے — اس جگہ جز مردم اہل دید کے

چون بغیر مردم دیدہ اش ندید — پس بغیر او کہ در رنگش رسید
اسکو دیکھا جو کہ اہل دید نے — اس سوا کون اسکی رنگت پا سکے

پس جز او جملہ مقلد آمدند — در صفات مردم دیدہ بلند
اس سوا جملہ مقلد آئے ہیں — مردم دیدہ علا کے وصف مین

گفت جفتش الفراق ای خوشخصال — گفت نی نی الوصال است الوصال
بولی زوجہ الفراق ای خوشخصال — بولا نی نی الوصال و الوصال

گفت جفت امشب غریبے میروی — از تبار و خویش غائب میشوی
بولی زوجہ تو سفر کو جائے ہے — ہووے غائب آج شب کو خویش سے

گفت نی نی بلکہ امشب جان من — میرسد خوش از غریبے در وطن
بولا نی نی آج شب کو میری جان — بس سفر سے آتی ہی سوئے مکان

گفت ای جان وولم وا حسرتا — گفت نی جان من وا دولتا
بولی میری جان و دل وا حسرتا — بولا نی جان میری وا دولتا

گفت آن رویت کجا بینیم ما — گفت اندر خلوت خاص خدا
بولی وہ دیدار مین دیکھون کہان — بولا خلوت خاص حق کے درمیان

حلقۂ خاصش تو پیوستہ است — گر نظر بالا کنی نی سوی پست
حلقۂ خاص اسکا تجھ سے ہی ملا — گر نظر بالا ہے نیچے کو نہ لا

اندران حلقہ ز رب العالمین — نور مے تابد چو در حلقہ نگین
چمکے اُس حلقہ مین نور اللہ سے — جیسے حلقہ مین نگین پُر نور ہے

گفت ویران گشت این خانہ دریغ — گفت اندر مہ نگر منگر بمیغ
بولی اب ویران ہوا یہ خانہ آہ — بولا مت دیکھ ابر تو اور دیکھ ماہ

حکمت ویران شدن این بدن بسبب مرگ — حکمت ویران ہونے اس بدن کی بسبب موت کے

کرد ویران تا کند معمور تر — قوم انبُہ بود خانہ مختصر
کر دیا ویران کہ ہو معمور تر — قوم زیادہ اور گھر تھا مختصر

من جو آدم بودم اول حبس کرب — پر شد اکنون نسل جانم شرق و غرب
نسل آدم تھا مین اول قید کرب — پر ہوا ابنسل جان سے شرق و غرب

۱؎ مردم الخ، شعر مردم نادیدہ رو سیاہ ہووے اور مردم دیدہ آئینہ ماہ ہے تجکو کب مردم دیدہ خود دیکھے اس جگہ سوائے مردم اہل دید کے جو کہ اسکو دیکھا اہل دید نے اسکے سوا کون اسکی رنگت پا سکے اُنکے سوا جملہ مقلد آئے ہین دیدہ مردم دیدہ اعلا کے وصف مین یعنے ظاہر ہین اُنکو سیاہ دیکھتے تھے مگر اُنکی رنگت کا پتا سوا اہل دید کے کون پا سکتا ہے آگے پھر رجوع بقصہ ہے زوجہ نے کہا الفراق ای خوشخصال بلال نے کہا کہ نہین نہین الوصال الوصال زوجہ نے کہا کہ تو سفر کو جاتا ہے اور آج شب کو غائب ہوتا ہے خود سے کہا کہ نہین نہین کہ آج شب کو میری جان سفر سے آئی ہے طرف مکان کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۲؎ بولی الخ، شعر کہا کہ اے میری جان و دل وا حسرتا کہا کہ نہین جان میری وا دولتا کہ وہ دیدار مین کہان دیکھون فرمایا کہ درمیان خلوت خاص حق کے اسکا حلقۂ خاص اس لئے تجھے ملا ہے نظر بالا کر نیچے نہ لا اس حلقہ مین چمکے نور اللہ سے جیسے حلقہ مین نگین روشن دکھائی دیتا ہے یعنے تو مجکو مقام وجد مین دیکھے اور نظر ہر ایک کے رُخ پر کر مین وہان موجود ہون نور حق مین کہا کہ گلیان ویران ہین افسوس فرمایا کہ ابر کو مت دیکھ اور ماہ کو دیکھ یعنے میرے جسم کو مت دیکھ جان کو مقام دید مین دیکھ کہ ہر جا موجود ہے اس جسم کے ویران ہونے مین حکمت ہے آگے اس حکمت کا بیان ہے فافہم ۱۲-

۳؎ کر دیا الخ، شعر ویران کر دیا کہ ویران جو آباد تر ہو کہ قوم زیادہ اور گھر مختصر تھا اب مین شاہ ہوا شاہ محل چاہیے کیونکہ بادشاہون کو محل مرغوب ہے مردہ گور کا ایک گھر بس کرتا ہے انبیا گویہ جہان تنگ آیا شاہ کے مانند جلدے لامکان کی طرف جہان مردہ یعنے جہان فانی مردہ دون کو بڑا کشادہ معلوم ہوتا ہی اور زندہ دونکو تنگ و تاریک دکھائی دیتا ہی اگر تنگ نہین ہی تو گریان کسواسطے ہی اور اگر زیادہ روز رہے تو پشت خم ہوتا ہی اس سے ثابت ہوا کہ یہ جہان

من گدا بودم درین خانه چو چاه / شاه گشتم قصر باید بهر شاه
قصرها خود مر شهان را انس ست / مرده را خانه مکان گوری بس ست
انبیا را تنگ آمد این جهان / چون شهان گشتند اندر لامکان
مردگان را این جهان بنمود فر / ظاهرش زفت و بمعنی تنگ تر
گر نبودی تنگ این افغان ز چیست / چون دو تا شد هر که در وی بیش زیست
در زمان خواب چون آزاد شد / زان مکان بنگر که جان چون شاد شد
روح از ظلم طبیعت باز رست / مرد زندانی ز فکر حبس رست
این زمین و آسمان بس فراخ / سخت تنگ آمد بهنگام مناخ
چشم بند آمد فراخ و وقت تنگ / خنده او گریه فخرش جمله ننگ

مین گدا اس خانہ مین جون چہ مین تھا / قصر شہ کو چاہیئے مین شہ ہوا
بادشاہون کو محل مرغوب ہے / گور کا مُردہ کو گھر اک بس کہے
انبیا کو تنگ آیا یہ جہان / چلدیئے چون شاہ اندر لامکان
یہ جہان مُردون کو دکھتا ہی بڑا / تنگ معنے مین کشادہ ظاہرا
گر نہین ہے تنگ نالہ کس لیئے / جو زیادہ دن رہے کُبڑا بنے
خواب[1] مین جسوقت کہ آزاد ہو / دیکھ ویران کسطرح جان شاد ہو
جان ہوئی ظلم طبیعت سے رہا / قید سی فکرون کی قیدی بس چھٹا
پس کشادہ یہ زمین و آسمان / تنگ تر آیا اسی وقت دان
ہی نظر بندی سی چوڑا اور تنگ / خندہ اُسکا گریہ اور فخر اسکا ننگ

تشبیه دنیا که بظاهر فراخ ست و بمعنی تنگ چنانکه تشبیه خواب به موت که خلاصی از تنگی ست

تشبیہ دُنیا کی کہ بظاہر کشادہ ہی اور بمعنی تنگ جیسے کہ تشبیہ خواب کی ساتھ موت کے کہ رہائی تنگی سے ہے

همچو گرمابه که تفسیده بود / تنگ آید جانت چخسیده شود
گرچه گرمابه عریض ست و طویل / زان تبش تنگ آیدت جان کلیل
تا برون نایی نه بگشاید دلت / پس چه سود اندر فراخی منزلت
یا که کفش تنگ پوشی ای غوی / در بیابان فراخی میروی
آن فراخی بیابان تنگ گشت / بر تو زندان آمد آن صحرا و دشت
هر که دید او مر ترا از دور گفت / کو دران صحرا چو لاله تر شگفت
او نداند که تو همچون ظالمان / از برون در گلشنی جان در فغان
خواب تو آن کفش بیرون کردن ست / که زمانی جانت از زندان برست
اولیا را خواب ملک ست ای فلان / همچو آن اصحاب کهف اندر جهان

جسطرح[2] حمام کہ بس گرم ہو / جان تری گھبرائے اور تنگ آئے وہ
گرچہ لمبا چوڑا وہ حمام ہے / تنگ ہو جان گرمی حمام سے
تا نہ نکلے دل نہ خوش ہووے ترا / اُس بڑے گھر سے تجھے کیا فائدا
یا کہ پہنے تنگ تو ابن جوتیان / ہو تو صحرائے فراخ اندر دوان
وہ فراخی بیابان تنگ ہو / تجھپہ زندان ہو ورہ کا سنگ ہو
جس نے دیکھا دور سے تجکو کہا / کہ گل و لالہ ہے اسمین بس کھلا
وہ نہ جانے کہ تو مثل ظالمان / ظاہرا گلشن مین باطن مین فغان
خواب ہے جوتے جُدا کرنا ترا / ہو تری جان قید سے کم بھر رہا
اولیا[3] کی ملک ہی خواب ای فلان / جسطرح اصحاب کہف اندر جہان

[1] خواب مین الخ یہ شعر جسوقت خواب مین تو آزاد ہو دیکھ جان وہان پرشاد ہو جان ظلم طبیعت سے رہا ہوئی ہی چھوٹا قید فکرون سے قیدی یہ زمین و آسمان کشادہ اسکو تنگ تر وقت روانگی کے معلوم ہو نظر بندیکا سے چوڑا ہے اور نہ تنگ ہی اسکا خندہ گریہ اور فخر ننگ ہی فافہم ۱۲

[2] جس طرح الخ یہ شعر جس طرح کہ حمام گرم ہو جان تیری گھبرائے اور وہ تنگ آئے یعنے اگرچہ جہان مثل حمام کے فراخ ہی ولیکن بسبب تکلیف کے تنگ ہی اس طرح جان خواب مین جو قیود تن سے چھوٹی ہے خوش ہوئی ہے آگے اس خواب کا بیان ہے فافہم ۱۲-

[3] اولیا الخ یہ شعر ای شخص خواب اولیا کی ملک ہی جیسے دُنیا مین اصحاب کہف خواب دیکھتے ہین ولیکن خواب وہان پر نہین ہی عدم کو جاتے ہین ولیکن دروازہ وہان پر نہین ہی گھر تنگ اور ٹیڑھا اسمین ہی ویران کردیا تاکہ محل سے آگے رجوع لقصہ سابقہ مثل جنین پیٹ مین ٹیڑھا بیڑا ہون نو مہینے ہوگئے مان کو اگر دردزہ نہووے مین اُس زندان مین ہون آگ مین میری طبع کی یان دردرگ سے دردزہ کرتی ہی کہ بچہ چنے یعنے ہنگام مرنے کے جان جو تن سے نکلتی ہے خوش ہوگی اُس جہان کا مرنا گویا اس جہان مین پیدا ہونا ہی آگے بیان بچہ کا ہی فافہم ۱۲

خواب مے بیند و آنجا خواب نے | در عدم در میرود و ندر و باب نے
خانهٔ تنگ و درون جیفهٔ پوک | کرده ویران تا کند قصرِ ملوک
گر نباشد درد زه بر مادرم | من درین زندان میانِ آذرم
چنگلوکم چون جنین اندر شکم | نه مهه گشتم شده نقل آن اِهم
مادرِ طبعم ز دردِ مرگ خویش | میکند زه تا رهد بره ز میش
تا چرد آن بره در صحرائے سبز | هین رحم بکشا که گشت آن بره گبز
درد زه گر رنجِ آبستن شود | بر جنین اشکستنِ زندان بود
حامله گریان ز زه کاین المناص | وان جنین خندان که پیش آمد خلاص
هر چه زیر چرخ هستند امهات | از جماد و از بهیمه و ز نبات
هر یکے از درد غیرے غافلند | جز کسانے که نبیه و عاقلند
آنچه کوسه داند از خانهٔ کسان | لحیه از خانهٔ خودش کے داند آن
آنچه صاحب دل بداند حالِ تو | تو ز حالِ خود ندانی اے عمو
آنچه بیند در جبینت اهل دل | کے ببینی در خودی از خود خجل

خواب دیکھیں اور وہاں پر خواب نے | اور عدم میں جائینگے وان باب نے
تنگ گھر اور ٹیڑھا بیڑا اسمیں ہے | کر دیا ویران محل تا کہ بنے
گر نہووے درد زہ ماں کو مرے | ہوئیں اس زندان میں اندر آگ کے
ٹیڑھا بیڑا جو جنین ہو پیٹ میں | نو مہینے ہو گئے نکلوں ہوں میں
طبع کی ماں میری دردِ مرگ سے | درد زہ کرتے ہی بز بچہ جنے
تا وہ بچہ سبز جنگل میں چرے | بچہ موٹا ہے رحم کو کھول دے
حاملہ پر درد زہ سے گر بلا | بچہ اپنی قید سے ہی چھوٹتا
درد زہ سے حاملہ مانگے پناہ | اور ہنسے بچہ بلا سے میں چھٹا
جسقدر مادر ہیں نیچے چرخ کے | بس نبات اور بس جماد حیوان بنے
غیر کے ہر ایک غافل درد سے | ہیں سوا انسان دانشمند کے
جو کہ کوسے جانتے گھر سے غیر کے | ریش والا کب خبر گھر سے رکھے
اہل دل جو جانتے ہیں تیرا حال | تو نہیں وہ جانتا ہے اپنا حال
جو جبین میں اہل دل دیکھیں ترے | کب تو دیکھے خود میں ہی جانی مرے

بیان آنکه هر چه غفلت و کاهلی و تاریکی ست همه از تن ست

بیان اس بات کا کہ جو کچھ غفلت و کاہلی و تاریکی ہے وہی سب بدن سے ہی

غفلت از تن بود چون تن روح شد | بیند آن اسرار را بے ہیچ بد
چون زمین برخاست از جوِّ فلک | نے شب و نے سایه ماند نے دلک
هر کجا سایه ست و شب یا سایگه | از زمین باشد نه از خورشید و مه
دود پیوسته هم از هیزم بود | نے ز آتش هائے مستنجم بود
وهم افتد در خطا و در غلط | عقل باشد در اصابتها فقط
هر گرانی و کسل خود از تن ست | جان ز خفت جمله در پریدن ست

تن سے تھی بس غفلت بنتی جو تن جان ہوا | دیکھے اس اسرار کو تو بر ملا
جو زمین اٹھ جائے جوفِ چرخ سے | نے شب تار اور نے سایہ رہے
جس جگہ پر سایہ ہے اور رات ہے | وہ زمین سے ہے نہ ہے خورشید سے
بس سدا لکڑی سے ہوتا ہے دھوان | آتشِ روشن سے کب ہووے عیان
وہم آتا ہے خطا و شبہہ میں | ہوتی مضبوطی میں عقل دانشین
ہر کثافت اور سستی تن سے ہے | جان اڑے ہے جابجا خفت جسم سے

۱ تا وہ بچہ الخ یعنی شعر تا وہ بچہ صحرائے سبز میں چلے بچہ موٹا ہی تو رحم کو کھول دے حاملہ پر بلا درد زہ سے ہی اور بچہ ہنستا ہی کہ میں بلا سے چھٹا ہوں جسقدر مائیں زیر فلک میں نبات و جماد و حیوان سے درد سے غیر کے ہر ایک غافل ہی مگر انسان عقلمند کے آگے شامل ہی جو کہ بے ریش غیر کے گھر سے جانتا ہی ڈاڑھی والا کب گھر سے خبر رکھتا ہی یعنے بے ریش ہر گھر میں آجا سکتا ہی جیسے اہل دل دوسرون کے دل سے خبردار رہتے ہیں چنانچہ اہل دل کا حال آگے ہے فافہم ۱۲

۲ اہل دل الخ یعنی شعر جو اہل دل تیرا حال جانتے ہیں تو وہ اپنا حال نہیں جانتا ہی جو حال دل تیرے جبین میں اہل دل دیکھے تو کب دیکھتا ہی وہ خود میں یعنے اہل دل حال تیرا تیرے جبین سے جانتے ہیں اور تجکو اپنی خبر نہیں ہی بیان آگے ہی فافہم ۱۲

۳ تن سے الخ یعنی شعر تن سے غفلت تھی جو کہ تن جان ہوا تو اس اسرار کو بر ملا دیکھے جو زمین جوف آسمان سے اٹھ جائے تو نہ شب تار رہے نہ سایہ یعنی ہر ایک کثافت اور سستی تن سے ہی اور جان اڑتی ہی خفت جسم سے مثال ہی کہ دھوا جب اٹھتا ہی لکڑی سے اٹھتا ہی نہ کہ روشن آگ سے وہم خطا اور شبہہ میں پڑتا ہی عقل مضبوطی میں رہتی ہی جو کچھ کسل اور تکان ہی وہ تن کی وجہ سے ہے جان ہلکی ہی وہ اڑتی ہی فافہم ۱۲

روی سرخ از کثرت خونہا بود / روے زرد از جنبش صفرا بود

رو سپید از قوت بلغم بود / باشد از سودا کہ روی او ہم بود

در حقیقت خالق آثار اوست / لیک جز علت نبیند اہل پوست

مغز کو از پوستہ آوارہ نیست / از طبیب و علت او را چارہ نیست

چون دوم بار آدمی زادہ بزاد / پاے خود بر فرق علتہا نہاد

علت اولی نباشد دین او / علت اخری نباشد کین او

می پرد چون آفتاب اندر افق / با عروس صدق و صفوت بر تتق

بلکہ بیرون از افق وز چرخہا / بے مکان باشد چو ارواح و نہا

بل عقول ما چو سایہ ای سمو / می فتد از ہر طرف بر پاے او

سرخ منہ ہے زیادتی سے خون کے / زرد منہ بس جنبش صفرا سے ہے

منہ سپید اب قوت بلغم سے ہے / منہ سیاہ سودا کی بس کثرت کرے

اصل مین ہے خالق اثرات دوست / پہ بجز علت نہ دیکھین اہل پوست

پوست جو کہ مغز کے ہمراہ ہے / نے طبیب و وجہ کی حاجت رکھے

دوسری بار آدمی پیدا ہوا / سر پہ علت کے قدم اسنے رکھا

علت ادنی نہووے اسکا دین / علت اخری نہ رکھے اُس سے کین

وہ افق مین جاتا ہے جون آفتاب / ساتھ عروس صدق کے اندر حجاب

بلکہ باہر وہ افق اور چرخ سے / بے مکان ہوتا ہے جون ارواح سے

بلکہ سب عقلین ہماری سایہ دار / اسکے پانون پر گرین ہوکر نثار

تشبیہ کردن نص مطلق کہ بے قید بود با قیاس

تشبیہ کرنا نص مطلق کو کہ بے قید ہے ساتھ قیاس کے

مجتہد ہرگہ کہ باشد نص شناس / اندر آن صورت نیندیشد قیاس

چون نیابد نص اندر صورتے / از قیاس آنجا نماید عبرتے

نص وحی روح قدسی دان یقین / وان قیاس عقل جزوی تحت این

عقل از جان گشت با ادراک و فر / روح او را کے شود زیر نظر

لیک جان در عقل تاثیرے کند / زان اثر آن عقل تدبیرے کند

نوح وار ار صدمتے زد بر تو روح / کو یم و کشتی و کو طوفان نوح

عقل اثر را روح پندارد و لیک / نور خور از قرص خور دور است لیک

مجتہد جس وقت نص کو جان لے / نے قیاس اُس حال مین جاری کرے

جو نہین نص پائیگا وہ ظاہرا / تو قیاس اُس جا عمل مین لائیگا

نص کو وحی روح قدسی جان تو / تابع اُسکا رکھہ قیاس و عقل کو

عقل کو ادراک بس جان سے ہوا / کب ہو جان زیر نظر اسکے بھلا

عقل مین پر جان تاثیرین کرے / اُس اثر سے عقل تدبیرین کرے

نوح سان گر صدمے ڈالے تجھپہ روح / ہے کہان کشتی کہان طوفان نوح

عقل اثر کو روح جانے ہے ولے / نور خور کا قرص خور سے دور ہے

سلہ سرخ منہ الخ یہ شعر منہ سرخ زیادتی خون سے ہے اور منہ زیادہ زرد جنبش صفرا سے ہے منہ سپید قوت بلغم سے ہے منہ سیاہ کثرت سودا سے ہے در حقیقت اثر ان کا خالق دوست ہے لیکن اہل پوست بجز علت کے نہین دیکھتے ہین پوست کہ مغز کے ہمراہ ہے وہ نہ طبیب رکھتا ہے نہ علت کی حاجت رکھتا ہے یعنے صورت پرست بجز علت کے نہین دیکھتے ہین اور جو اہل صورت معنی سے خبردار ہین انکو نہ طبیب ونہ علت کی حاجت ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲-

سلہ دوسری بار الخ یہ شعر دوسری بار جو آدمی پیدا ہوا سر پہ علت کے قدم رکھا اسنے نہ اسکا دین علت ادنی ہووے و نہ اس سے علت اخری کی اُمید رکھے وہ اُفق مین مانند آفتاب کے جاتا ہے صدق کے ساتھ حجاب مین بلکہ وہ افق سے اور چرخ سے باہر بے مکان ہوتا ہے مانند ارواح کے بلکہ ہماری عقلین سایہ کے مانند اسکے پانون پر نثار ہوکر گرین یعنے جبکہ سالک فنائیت سے مقام بقا کو پہونچا ہے تو سر پر علت کے قدم رکھتا ہے علت اولی کہ ذات حق کے ہے اور علت اخری کہ عقل فعال ہے اسکو نفع و نقصان نہین دیتی ہے وہ ہر چیز کو باقیات حق جانتا ہے بلکہ سب عقلین اُسپر قربان ہوتی ہین کیونکہ وحی حق رہبر ہے قیاس کی کیا حاجت ہے چنانچہ اسکا بیان آگے ہے فافہم ۱۲-

سلہ مجتہد الخ یہ شعر جس وقت مجتہد نص کو جان لے اس حال مین قیاس جاری نہ کرے جو نص ظاہری نہ پائیگا تو قیاس اسکا عمل مین آجائیگا نص کو روح وحی قدسی جان اور قیاس و عقل کو اسکا تابع سمجھ فافہم ۱۲-

این بقرص سالکے خورسند شد | کہ ز نورش سوی قرص افگند شد
زانکہ این نورے کہ اندر سافل ست | نیست دائم روز و شب او آفل ست
وانکہ اندر قرص دارد باش و جا | غرقۂ آن بحر باشد وانکا
نی سحابش رہ زند نی خود غروب | دار بعد او از فراق سینہ کوب
اینچنین کس اصلش از افلاک بود | یا مبدل گشت اگر از خاک بود
زانکہ خاکی را نباشد تاب آن | کز زند بر وی شعاع جاودان
گر زند بر خاک دائم نور خور | آنچنان سوزد کہ ناید در ثمر
دائم اندر آب کار ماہی ست | مار را با او کجا ہمراہی ست
لیک در کہ مارہاے پرفنند | اندرین یم ماہیانی می کنند
مکرشان گر خلق را شیدا کند | ہم ز دریا تاسہ شان رسوا کند
واندرین یم ماہیان پرفنند | مار را از سحر ماہی مے کنند
گر تو مارے سو قرین ماہیان | تا شوی چون ماہیان در یم روان
ماہیان قعر دریاے جلال | بحرشان آموختہ سحر حلال
پس محال از تابشان حال شد | نحس آنجا رفت و نیکو فال شد
زہر آنجا رفت و شکر شد یقین | سنگ آنجا رفت و شد در ثمین
خاک زر شد سنگ گوہر پای سر | می نہ بیند جز بشر چشم بشر
تا قیامت گر بگویم زین کلام | صد قیامت بگذرد وین ناتمام

قرص سے سالک ہی خوش اسواسطے | قرص کی جانب گیا ہی نور سے
کیونکہ پستی مین جو کہ نور ہے | رات دن فانی ہی نہ قائم رہے
جو نہ اندر قرص کے رکھے مقام | غرق دریا کین وہ بس ہو مدام
خارج اسکا غرب ہونے ابر ہو | وہ فراقون سے چھٹا تم جان لو
اصل ایسی کس کی ہی افلاک سے | یا ہوا تبدیل گر تھا خاک سے
کیونکہ خاکی کو نہ طاقت ہووے وہ | کہ شعاع اسپر ہمیشہ ڈالے وہ
خاک پر گر نور ڈالے خور سدا | بس جلے ایسا نہ پیدا ہو گیا
آب مین مچھلی کا دائم کام ہے | مار کب ہمراہی اسکا ہو سکے
مار پرفن ہین ولیکن کوہ مین | مچھلیان دریا مین خود کو کرتی ہین
مکر انکا خلق کو شیدا کرے | بحر سے بیتابی پر رسوا کرے
مچھلیان پرفن ہین بس اس بحر مین | سحر سے وہ مار کو مچھلی کرین
مار گر ہے پاس مچھلی کے رہو | مثل مچھلی تا کہ دریا مین ہو
بحر حق کی مچھلیون کو ہی کمال | ہی سکھایا بحر نے سحر حلال
بن گیا حال انکے پرتو سی محال | نحس وان جا کر ہوا بس نیک فال
زہر وان جا کر کے شکر ہو گیا | سنگ وان جا کرکے گوہر ہو گیا
خاک ہوئی سنگ گوہر پانون سر | جز بشر دیکھے نہین چشم بشر
تا قیامت گر کہون مین یہ کلام | سو قیامت گذرین نہ ہو یہ تمام

آداب المستمعین والمریدین عند فیض الحکمة من لسان الشیخ

آداب سننے والون و مریدون کا وقت فیض حکمت کے زبان شیخ سی

سلہ قرص سے الخ، شعر سالک اسواسطے قرص سے خوش ہے کہ قرص کی جانب وہ گیا ہے کیونکہ نور پستی مین جو کہ ہے رات دن فانی ہے اور قائم ہی نہین رہتا ہے اور جو سالک ہے قرص سے مقام رکھتا ہے وہ غرق اس دریا کا ہے اسکا خارج اسکا نہ غرب ہو اور نہ ابر ہو اس لیئے اسنے اسکو پسند کیا یعنی قرص کو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ آب مین الخ، شعر آب مین ہمیشہ مچھلی کا کام ہے مار اسکا ہمراہی کب ہو سکتا ہے مار پُرفن ہین ولیکن کوہ مین اور خود کو اس دریا مین مچھلیان بناتے ہین انکا مکر مخلوق کو شیدا کرتا ہے ولیکن بیتابی بحر سے رسوا کرتی ہے یعنے پیران ریاکار دریاے معنے مین مثل اولیا کے کب چل سکتے ہین اور اگر چلین بحر سے بیتابی انکی رسوا کرے مچھلیان پُرفن ہین اس بحر مین سحر سے مار کو مچھلی کرین اگر تو مار ہے مچھلی کے پاس رہو حق کی مچھلیون کو کمال ہے بحر نے سکھایا ہے انکو سحر حلال یعنے اولیا اللہ کے ساتھ دیا کار کیونکر رہین حق انکو سحر حلال سے کرامت سکھاتا ہے آگے بیان ہے فافہم ۱۲۔ سلہ بن گیا الخ، شعر محال انکے پرتو سے حال بن گیا اور نحس وہان جاکر نیک فال ہو گیا زہر وہان شکر ہو گیا سنگ وہان گوہر ہو گیا خاک زر اور سنگ وہان جاکر گوہر اور پاؤن سر ہوئے سوا بشر کے نہین دیکھتی ہے چشم بشر اگر مین یہ کلام قیامت تک کرون سو قیامت گذرین اور یہ تمام نہووے فافہم ۱۲۔

بر ملولان این مکرر کردن ست / نزد من عمرے مکرر بردن ست
شمع از برق مکرر بر شود / خاک از تاب مکرر زر شود
گر ہزاران طالب اند و یک ملول / از رسالت باز می ماند رسول
این رسولان ضمیر راز گو / مستمع خواہند اسرافیل خو
نخوتی دارند و کبری چون شہان / چاکری خواہند از اہل جہان
تا ادبہاشان بجاگہ نا ورے / از رسالت شان چگونہ بر خورے
کی رسانند آن امانت را بتو / تا نباشے پیش شان راکع دوتو
ہر ادب شان کی ہمی آید پسند / کامدند ایشان ز ایوان بلند
نے گدایانند کز ہر خدمتے / از تو دارند اے مزور منتے
لیک یابی رغبتہائے ضمیر / صدقۂ سلطان بفشان و اگیر
اسپ خود را اے رسول آسمان / در ملولان منگر و اندر جہان
فرخ آن ترکے کہ استیزہ نہد / اسپش اندر خندق آتش جہد
گرم گرداند فرس را آنچنان / کہ کند آہنگ اوج آسمان
چشم را از غیر و غیرت دوختہ / ہمچو آتش خشک و تر را سوختہ
گر پشیمانی برو عیبے کند / آتش اول در پشیمانی زند
خود پشیمانی نروید از عدم / چون بہ بیند گرمی صاحب قدم

ہین ملول[۵۱] اسکو فضول اب جانیے / میرے نزدیک عمر دوبارہ یہ ہی
شمع روشن ہو مکرر برق سے / تاب دوبارہ سے مٹی زر بنے
سیکڑون طالب ہین اور اک ملول / باز رہتا ہی رسالت سے رسول
یہ رسولان ضمیر راز گو / ڈھونڈھتے ہین سننے والی اسرافیل کو
کبر و نخوت رکھتے ہین مثل شہان / چاہتے ہین خدمت کرین اہل جہان
جب تلک انکا ادب نہ تو کرے / کب ثمر انکے رسالت سے تو لے
کب وہ پہونچائین امانت کو تجھے / جب تلک آگے نہ انکے تو جھکے
ہر ادب انکو پسند آتا ہی کب / کہ بلند اک محل سے آئے ہین سب
نے گدا ہین کہ ہر اک خدمت سے وہ / تجھسے اے مکار ہین احسان کو
دل کی اب رغبتی سے اے معین / صدقہ اب سلطان کا دو انکو ہین
گھوڑا اپنا اے رسول کبریا / نہ ملولون پے نظر رکھ اور گدا
وہ سپاہی اچھا جو لڑتا رہے / آگ کے خندق مین گھوڑا ڈالدے
گرم کردے اسقدر گھوڑے کو وہ / آسمان پر مستعد جانے کا ہو
غیر و غیرت سے نظر کو لے اٹھا / خشک و تر کو مثل آتش دے جلا
عیب اسپر گر پشیمانی کرے / وہ پشیمانی جلا دین قبل سے
نے پشیمانی عدم سے پیدا ہو / گرمی صاحب قدم کو دیکھے جو

شناختن ہر حیوانے بوی عدوے خویش را و حذر کردن و بطالت و خسارت آنکس کہ عدوے کسی بود کہ از و حذر کردن و گریختن ممکن نباشد

پہچاننا ہر حیوان کا بوی دشمن اپنے کو اور پرہیز کرنا اور گمراہی و خرابی اس شخص کی کہ وہ دشمن ایسیکا ہو کہ اس سے پرہیز کرنا و بھاگنا ممکن نہو

اسپ داند بانگ و بوئے شیر را / گرچہ حیوان ست الا نادرا

گھوڑا[۵۲] جانتے بانگ و بوی شیر کو / گر نجانے جانور نادر ہے وہ

۵۱ ہین ملول الخ یہ شعر ملول اسکو فضول جانتے ہین اور میرے نزدیک یہ عمر دوبارہ ہے گر شمع برق سے مکرر روشن ہوتی ہے روشن اور تاب مکرر سے خاک زر ہو سیکڑون طالب ہین اور ایک ملول رسول پاک رسالت ہے یہ رسولان ضمیر راز کو ڈھونڈھتے ہین سننے والے اسرافیل کو یعنے اولیاء کرام کسی کا احسان نہین رکھتے ہین اور خود بے احسان فیض پہونچاتے ہین اور پشیمان نہین ہوتے ہین اور اپنے دوست دشمن کو پہچانتے ہین چنانچہ اسکا بیان آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

۵۲ گھوڑا الخ یہ شعر گھوڑا جانتا ہے آواز و بوے شیر کو اگر جانور نہ جانے وہ نادر ہے بلکہ ہر ایک جانور اپنے دشمن کے نشان داثر سے ماہر ہین آگے اسکی مثال ہے چمگادڑ جو دن کو اڑتی نہین ہے اور رات کو چور کے مانند نکلتی ہے سب یہ چمگادڑ محروم تر ہے کہ خورشید کی دشمن ہوتی ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

بل عدوے خویش را ہر جانور
خود بداند از نشان واز اثر

روز خفاشک نیارد بر پرید
شب بران آید چون دزدان جرید

از ہمہ محروم تر خفاش بود
کہ عدوے آفتاب فاش بود

نے تواند در مصافش زخم خورد
نی بہ نفرین تا ندیش مہجور کرد

آنکہ آن خورشید از احسان وجود
بر نہ دراند ز قہرش تار و پود

آفتابے کے بگرداند قفاش
از برائے غصہ و قہر خفاش

غایت لطف وکمال او بود
ورنہ خفاشش کجا مانع شود

دشمن ار گیری بحد خویش گیر
تا بود ممکن کہ گردانی اسیر

قطرہ با قلزم کہ استیزہ کند
ابلہ است وریش خود برمی کند

حیلت او از سبالش نگذرد
چنبرو حجرہ قمر چون بر رود

با عدوی آفتاب این بد عتاب
ای عدوے آفتاب آفتاب

ای عدوے آفتابے کز فرش
می بلرزد آفتاب و اخترش

تو عدوے او نہ خصم خودی
چہ غم آتش را کہ تو ہیزم شدی

ای عجب از سوزشت او کم شود
یا ز درد و غصہ ات درہم شود

رحمتش نے رحمت آدم بود
کہ مزاج رحم آدم غم بود

رحمت مخلوق باشد غصہ ناک
رحمت حق از غم و غصہ است پاک

رحمت بیچون چنین دان ای پسر
ناید اندر وہم از وی جز اثر

بل عدو اپنے سے بھی ہر جانور
ہی نشان سے اور اثر سے باخبر

دن کو چمگادڑ نہین اڑتی ہی جو
چور کے مانند نکلے رات کو

سب سے چمگادڑ ہے بس محروم تر
کہ ہوئی خورشید کی دشمن بتر

زخم لڑنے مین نہ اسکا کھا سکے[1]
نی تنفر سے جدائی لا سکے

باعث احسان وکرم کے آفتاب
تن نہ پھاڑے انکا از راہ عتاب

آفتاب ایسا کہ منہ کو پھیر لے
ایک چمگادڑ سے مارے خشم کے

یہ نہایت لطف و احسان اسکا ہے
ورنہ چمگادڑ کب اس سے بچ سکے

کرتا ہی دشمن تو لائق اپنے کر
تا ہو ممکن کہ تو غالب ہو اسپر

ساتھ[2] دریا کے اگر قطرہ لڑے
احمق اپنی جڑ کو کھووے آپ سے

حیلہ اسکا مونچھ سے نہ بڑھ سکے
توڑے ہالہ ماہ کو کس طور سے

دشمن خورشید پہ ہووی عتاب
ای عدوے آفتاب آفتاب

تو عدو اس نور کا ہی رعب سے
جسکے کانپے ماہ اور خورشید ہے

تو عدو اپنا ہے نہ اسکا ہے تو
کیا غم آتش کو کہ ہیزم ہووی تو

سوز سے تیرے عجب کہ کم ہو وہ
یا کہ تیرے درد سے درہم ہو وہ

رحمت اسکی رحمت آدم نہین
ہی مزاج رحم آدم غم گزین

رحمت مخلوق[3] ہو بس خشمناک
رحمت حق غصہ و غم سے ہی پاک

رحمت بیچون کو جان ای پسر
وہم مین آئے نہ اس سے بجز اثر

---

[1] زخم الخ ۵ شعر نہ زخم لڑنے مین اسکا کھا سکے اور نہ تنفر سے جدائی کر سکے آفتاب بباعث احسان وکرم کے تن اسکا نہ پھاڑے ایسا آفتاب کہ منھ کو پھیر لے ایک چمگادڑ سے مارے غصہ کے یہ اسکا نہایت لطف ہے ورنہ چمگادڑ اس سے کب بچ سکے آگے حقائق ہین دشمن کرتا ہے تو اپنے لائق کرتا اسپر غالب ہونا ممکن ہو یعنے اپنے سے اعلی کے ساتھ دشمنی نہ کرنا چاہیئے اس سے کچھ حصول نہین ہان اگر دشمنی کرتا ہی تو اپنے برابر والے سے کر کہ اسپر غالب بھی آسکے چنانچہ اسکی مثال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] ساتھ دریا کے الخ ۸ شعر اگر قطرہ دریا کے ساتھ لڑے اپنی جڑ کو آپ احمق کھووے اس چمگادڑ کا حیلہ مونچھ سے نہ بڑھ سکے ماہ کا ہالہ کس طور آفتاب توڑ سکے دشمن خورشید پہ عتاب ہوگا اے آفتاب آفتاب کے دشمن تو ایسے خورشید کا دشمن ہے کہ رعب سے اسکے مہر و ماہ کانپتا ہے تو اپنا دشمن ہے اسکا نہین ہے آتش کو کیا غم ہے کہ تو اسکی ہیزم ہووے تعجب ہے کہ تیرے سوز سے وہ کم ہووے تاکہ تیرے درد سے وہ درہم ہووے اسکی رحمت انسان کی رحمت نہین ہے کیونکہ مزاج رحم انسان کا غم قبول کرنے والا ہے یعنے اے کوران دنیا تم بادشاہ انبیا کے دشمن ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہوگا رحمت انکی رحمت دنیا دارون کی سی نہین ہے اور نہ غصہ انکا انکے مانند ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[3] رحمت الخ ۲ شعر رحمت مخلوق کی خشمناک ہی اور رحمت حق کی غم و غصہ سے پاک ہی رحمت حق کو ایسی جان کہ وہم مین نہ آئے بجز اثر کے اسکی رحمت کا اثر ظاہر ہی ماہیت اسکے سوا کون جانتے یعنے رحمت مخلوقات کی خشمناک ہے اور رحمت شاہ کی غم و غصہ سے پاک ہی اور کسی کے وہم مین وہ نہین آسکتی ہے بجز اثر کے پس اسکا اثر جانتے ہین ماہیت سے اسکی خبر دار نہین ہے فرق اثر جاننے والون و ماہیت جاننے والون کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

ظاهرست آثار و میوهٔ رحمتش	لیک کو داند جز از ماهیتش	اسکی رحمت کا اثر ہے ظاہرا	کون جانے ماہیت اسکے سوا

فرق درمیان دانستن چیزی که بمثال و تقلید باشد و دانستن ماهیت آن چیز که به تحقیق بود

فرق درمیان جاننے اس چیز کے کہ مثال و تقلید سے ہو اور جاننے ماہیت اس چیز کے کہ تحقیق سے ہو

هیچ ماهیات اوصاف کمال	کس نداند جز بآثار و مثال	ماہیت[1] بس وصف کامل کی کبھی	جز مثال آثار نے جانے کوئی
طفل ماهیت نداند طمث را	جز که گویی هست چون حلوا ترا	ماہیت لڑکا جماع کی جانے کب	تو کہے وہ مثل حلوا کے ہے اب
طفل را نبود ز وطی زن خبر	جز که گویی هست آن خوش چون شکر	نے جماع سے طفل کو ہووے خبر	ہاں تو کہہ اسمین مزا ہے جون شکر
کی بود ماهیت ذوق جماع	مثل ماهیات حلوای مطاع	کب جماع کی ماہیت کا شوق ہو	مثل ماہیات حلوائے نکو
لیک نسبت کرد از روی خوشی	با تو آن عاقل که تو کودک وشی	ساتھ تیرے نسبت اس عاقل نے کی	تو ہے لڑکا تا کہ ہو تجکو خوشی
تا بداند کودک آنرا از مثال	گر نداند ماهیت را عین حال	ان مثالون سے کہ لڑکا جان لے	نے خبر ہے ماہیت کی حال سے
پس اگر گویی بدانم دور نیست	ور بگویی که ندانم زور نیست	گر کہے تو جانتا ہون نے ہے دور	گر کہے نے جانتا ہون نے ہے زور
گر کسی گوید که داند نوح را	آن رسول حق و نور روح را	گر کوئی کہوے کہ جانے نوح کو	اس رسول حق و نور روح کو
گر بگویی چون ندانم کان قمر	هست از خورشید و مه مشهورتر	گر[2] کہے تو کیون نجانون وہ قمر	چاند اور سورج سے ہے مشہور تر
کودکان مغرور در کتابها	وان امامان جمله در محرابها	سارے لڑکے چھوٹے مکتب مین جو ہین	اور امام اکثر عبادتگہ مین ہین
نام او خوانند در قرآن صریح	قصه‌اش گویند از ماضی فصیح	نام انکا پڑھتے ہین قرآن مین	اور گذشتہ قصہ انکا کہتے ہین
راست گو داند ترا از روی وصف	گرچه ماهیت نشد از نوح کشف	جانے سچا تجکو وہ از روے وصف	ماہیت ہو نوح سے گرچہ نہ کشف
ور بگویی من چه دانم نوح را	همچو او کی داند او را ای فتی	گر کہے تو مین نہ جانون نوح کو	جانے اسکو جو کہ ہم مثل اسکے ہو
مور لنگم من چه دانم فیل را	پشه کی داند اسرافیل را	چیونٹی لنگڑی ہون جانون فیل کو	جانے کب مچھر ہے اسرافیل کو

[1] ماہیت الخ۔ شعر وصف کامل کی ماہیت کبھی بجز مثال و آثار کے کوئی نہین جانتا ہے آگے اسکی مثال ہے ماہیت جماع کی لڑکا کب جانے مگر جب کہ تو کہے کہ وہ مثل حلوے کے ہے جماع سے طفل کو خبر نہووے مگر جب کہ تو کہے کہ اسمین مزا شکر کے مانند ہے جماع کی ماہیت کا کب ذوق ہو مثل ماہیت حلوے کے تیرے ساتھ نسبت عاقل نے کی ہے تو لڑکا ہے کہ تا تجکو خوشی ہو ان مثالون سے کہ لڑکا جان لے خبر نہین ہے ماہیت کے حال سے اگر تو کہے جانتا ہون دور نہین ہے اگر کہے نہین جانتا ہون جھوٹھ نہین ہے آگے مثال ہے اگر کوئی کہے کہ نوح کو جانتا ہے اور رسول حق و نور روح کو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[2] گر کہے الخ۔ شعر اگر تو کہے کہ مین کیون نہین جانتا ہون کہ وہ قمر چاند سورج سے مشہور تر ہے سب چھوٹے لڑکے جو کہ مکتب مین ہین اور اکثر امام عبادتگاہ مین ہین نام انکا قرآن مین پڑھتے ہین اور انکا قصہ گذشتہ کہتے ہین پس وہ تجکو سچا جانے از روے وصف کے اگرچہ ماہیت نوح سے آگاہ نہووے اگر تو کہے کہ مین نوح کو نہین جانتا ہون وہ انکو جانے کہ جو اسکی مثل ہو مین چیونٹی لنگڑی ہون فیل کو نہ جانون مچھر کب جانے اسرافیل کو یہ تیرا کہنا اس سبب سے سچ ہے کہ تو اسکی ماہیت نہین جانتا ہے جو اور اک ماہیت سے عاجز ہین یہ عام حالت ہے سب کو مت کہو یعنے عام وصف شے کو جانتے ہین اور ماہیت سے واقف نہین ہین یہ مت کہو کہ سب نہین جانتے ہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

این سخن ہم راست است از روی آن ... که بماہیت ندانیش ای فلان
عجز از ادراک ماہیت عمو ... حالتِ عامہ بود مطلق بگو
زانکہ ماہیات و سِر سرّ آن ... پیش چشم کاملان باشد نہان
در وجود از سرِ حق و ذات او ... دور تر از وہم استبصار کو
چونکہ او مخفی نہ ماند محرمان ... ذات وصفی چیست کان ماند نہان
عقل بحثے گوید این دورست او ... بی ز تاویلے محالے کم شنو
قطب گوید مر ترا کای سست حال ... آنچہ فوق حال تست آید محال
واقعاتے کہ کنونت بر کشود ... نی کہ اول ہم محالت می نمود
چون رہانیدت ز دہ زندان کرم ... تیہ را بر خود مکن حبس از ستم
چون خلاصی یافتی از صد بلا ... فقر را بر خود مکن رنج و عنا
سہل گیرش تا نگردد مشکلت ... ورنہ شد شکر چو زہر قاتلت
سوی بحث خویش باز ای بوالحسن ... کاین سخن پایان ندارد جان من
نسبت اثبات یا نفی از نخست ... گر بیانش میکنی بر گو درست
نفی آن یک چیز و اثباتش رواست ... چون جہت شد مختلف نسبت دوتاست

اس سبب سے سچ ہے یہ کہنا ترا ... تو نہ جانے ماہیت اسکی بھلا
ماہیت کی درک سے عاجز ہین جو ... عام کی حالت ہی مت سب کو کہو
کیونکہ وہ ماہیت اور سرِ نہان ... آگے چشمِ کاملون کے ہی عیان
ذات سرِ حق بدن کی درمیان ... وہم بینائی سے دور انکی کہان
مجرمون پردہ ہوا جبکہ عیان ... ذات وصفی کیا ہی جو رہوے نہان
کہوے عقل بحثی یہ دور ہے ... بے کیئے تاویل مشکل مت سنے
تجکو کہوے قطب کہ ای سست حال ... جو ہے دور از عقل وہ آوے محال
واقعات اب جو کہ ہین تجپر کھلے ... کیا وہ اول مین تجھے مشکل نہ تھے
قید دس سے جو چھڑایا جود نے ... تنگ دنیا خود پہ مت کر ظلم سے
سو بلا سے تو رہا جو ہو گیا ... فقر کو خود پر نہ کر رنج و عنا
سہل لے مشکل نہو تا وہ تجھے ... ورنہ شکر زہر قاتل ہو تجھے
اپنے قصہ کی طرف جا اے حسن ... بات یہ بے انتہا ہے جان من
نسبت اثبات یا نفی پہلے سے ... گر بیان کرتا ہے کر خوش طور سے
نفی اور اثبات اک شے کا روا ... جو جہت ہو مختلف نسبت دوتا

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات یک چیز از روی نسبت و اختلاف جہت

جمع و تفریق درمیان نفی و اثبات ایک چیز کے از روے نسبت و اختلاف جہت کے

ما رمیت اذ رمیت از نسبت ست ... نفی و اثبات ست ہر دو مثبت ست

ما رمیت اذ رمیت اک بات ہے ... نفی اور اثبات جو دونو رکھے

سلہ کیونکہ الخ یہ شعر کیونکہ وہ ماہیت اور سر نہان آگے چشم کاملون کے عیان ہے ذات اور سر قد اور میان جسم کے انکے وہم بینائی سے دور کہان ہے جبکہ وہ مجرمون پر عیان ہو ذات وصفی کیا ہے کہ جو نہان رہوے عقل بحثی جو کہوے یہ دور ہے بے کیئے تاویل کے مشکل ہے اسے مت سنے تجکو قطب کہے کہ جو دور عقل سے ہوا ہے وہ محال ہے یعنے ماہیت کاملون پر عیان ہے ذات وصفی کیا چیز ہے کہ جو پوشیدہ رہے پس ثابت ہوا کہ خاص ذات شے کو جانتے ہین اور عام وصف شے کو جانتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ واقعات الخ یہ شعر جو واقعات تجپر کھلے ہین وہ اول سے مشکل نہیں دکھائی دیتے تھے یعنے دکھائی دیتے تھے خود نے جو دس قید سے چھڑایا خود پر تنگ دنیا مت کر ظلم سے سو بلا سے جو رہا ہوا فقر کو خود پر رنج و عنا مت کر سہل سے تا وہ تجپر مشکل نہو ورنہ شکر زہر قاتل تجکو ہووے اے حسن اپنے قصہ کی طرف جا کہ بات یہ بے انتہا ہے پہلے سے یہ نسبت اثبات یا نفی اگر بیان کرتا ہے خوش طور سے کر نفی و اثبات ایک شے کا روا ہے کہ جو جہت مختلف و نسبت داری ہو یعنے ایک ہی چیز کی نفی و اثبات روا ہے اگر جہت مختلف و نسبت دو ہوں چنانچہ اسی کا حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ما رمیت الخ یہ شعر ما رمیت اذ رمیت ایک نسبت ہی کہ نفی و اثبات دونوں رکھتا ہے تو نے پھینکا جو تیرے ہاتھ مین تھا تو نے نہین پھینکا مگر اللہ نے پھینکا زور آدم زاد کا ایک حد رکھتا ہے کب لشکر بھاگے مٹھی خاک سے تیری مٹھی مٹھی ہے اور پھینکا مین نے ہے یہ دو نسبت نفی و اثبات سے ہے ترجمہ انبیا کو کفار جانتے ہین جیسے اپنی اولاد کو ویسے پہچانتے ہین یعنے مٹھی خاک کا پھینکنا ایک شے ہے مگر نسبت اسمین دو ہین ایک جانب رسول اللہ دوسری جانب حق تعالی کے اسواسطے ایک شے کی نفی و اثبات صادق آئی یعنے پھینکنا نسبت رسول اللہ کے نفی اور نسبت اللہ کے اثبات ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

آن تو افگندی کہ بر دست تو بود	تو نیفگندی کہ حق قوت نمود	تو نے پھینکا جو ترے تھا ہاتھ پے	پھینکا نے تو نے مگر اللہ نے
زور آدم زادہ را حدی بود	مشت خاکی کی شکست لشکر شود	زور آدم زاد کا اک حد رکھے	بھاگی کب لشکر ہی مٹھی خاک سے
مشت مشت تست افگندن ز ما	زین دو نسبت نفی و اثباتش روا	تیری مٹھی مٹھی پھینکا ہمنے ہے	یہ دو نسبت نفی اور اثبات سے
یعرفون الانبیا اضداد ہم	مثل ما لا یشتبہ اولادہم	یعرفون الانبیا اضداد ہم	مثل ما لا یشتبہ اولادہم
ہمچو فرزندان خود دانند شان	منکران با صد دلیل و صد نشان	جانتے فرزند سان کفار ہین	سو نشان اور سو دلیلوں سے انھین
لیک از رشک و حسد پنہان کنند	خویشتن را بر ندانم مے زنند	پر حسد اور رشک سے پنہان کرین	خود کو وہ نادانستگی مین رکھین
پس چو یعرف گفت چون جای دگر	گفت لا یعرفہم غیری فذر	جو کہا یعرف تو کیون جا دوسری	بولا لا یعرفہم غیری اخی
انہم تحت قبائی کامنون	جز کہ یزدان شان نداند ذو فنون	انہم تحت قبائی کامنون	جز خدا انکو نہ جانے ذو فنون
ہم بنسبت گیر این مفتوح را	کہ بدانی و ندانی نوح را	جان نسبت سے بھی اس مفتوح کو	کہ تو جانے اور نہ جانے نوح کو
زین نسق بسیار آمد در خبر	کان بنسبت باشد ای جان معتبر	اکثر آیا ہے خبر مین ایسے ہی	معتبر ہوتا ہی نسبت سے اخی

مسئلہ فنا و بقاے درویش کامل　　مسئلہ فنا اور بقاے درویش کامل کا

گفت قائل در جہان درویش نیست	ور بود درویش آن درویش نیست	بولا اک عالم مین نہ درویش ہے	گر وہ ہو درویش تو درویش نے
ہست از روے بقا آن ذات او	نیست گشتہ وصف او در وصف او	ہست از روے بقا ہی اسکی ذات	ہی صفات حق مین لا اسکی صفات
چون زبانہ شمع پیش آفتاب	نیست باشد ہست باشد در حساب	جیسے شعلہ پیش شمع آفتاب	نیست ہی اور ہست از روے حساب
ہست باشد ذات او تا تو اگر	بر نہی پنبہ بسوزد زان شرر	ہست ہے گو ذات اسکی ظاہر تو اگر	رکھے پنبہ تو جلا دیوے وہ شرر
نیست باشد روشنی ندہد ترا	کردہ باشد آفتاب او را فنا	نیست ہووے روشنی بس ظاہرا	کردیا خورشید نے اسکو فنا

ل جانتے الخ ۶ شعر فرزند کے مانند کفار جانتے ہین سو نشان و سو دلیلون سے انکو ولیکن رشک و حسد سے پوشیدہ کرتے ہین اُن کو نادانستگی مین رکھتے ہین جو کہا یعرف تو کیون دوسری جگہ لا یعرفہم غیری یعنے نہین پہچانتا ہے اُنکو میرے سوا ترجمہ تحقیق وہ نیچے قبا میری کے پوشیدہ ہین سوائے خدا کے اُنھین نہ جانے عقلمند اُس مفتوح کو نسبت سے جان کہ تو جانے اور نجانے نوح کو ایسی ہی خبر مین اکثر آیا ہے معتبر نسبت سے ہونا یعنے نوح کو نبی جانتے تھے اسواسطے لڑکے یعنے کہ نبی کامل نہین جانتے تھے ور دا ایمان لاتے پس یایک شی کر بسبب نسبت مختلف کے ہم نفی ہم اثبات ہو چنانچہ بقا و فنا درویش کامل کا حال آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲-

ک بولا الخ ۹ شعر کہا کہ عالم مین ایک درویش نہین ہے اگر وہ درویش ہے اُسکی ذات از روے بقا کے ہست ہے اور صفات حق مین اسکی فنا ہے آگے اسکی مثال ہے جیسے شعلہ شمع کا آگے آفتاب کے نیست ہے از روے حساب کے ہست ہے اُسکی ذات ہست ہے ظاہرا تو پنبہ رکھے تو وہ شرر جلادے روشنی نیست ہووے ظاہرا کہ خورشید نے اسکو نار کردیا ایک لہ کہ سو من شہد مین جو کہ ڈالین اسکو حل کرین نیست مزا ہو سرکہ کا جو چکھین مگر وہ تولہ زیادہ ہو جا اسکو تو لین شیر کے آگے آہو بیخود ہوا اسکی ہستی مین فنا ہو یہ قیاس ناقص ہے حق کے کام مین جوش عشقی سے ہے اور ترک ادب سے نہین ہے یعنے سالک ایک نسبت سے ذات حق مین فنا ہے اور دوسری نسبت سے قائم ہے جیسے آہن آتش مین و شمع پیش آفتاب ہے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲-

عہ اس سے آنحضرت صلعم کا معجزہ مراد ہے ۱۲ سہ جانتے ہین انبیا کو کفار ۱۲ للعہ جیسے کہ اولاد اپنی کو بے شبہ پہچانتے ہین ۱۲ صہ نہین پہچانتا ہے اُنکو سوا میرے ۱۲ سے تحقیق وہ نیچے قبا میری کے پوشیدہ ہین ۱۲ سہ

در دو صد من شهد یک اوقیه خل | چون درافگندی و در وی گشت حل
نیست باشد طعم خل چون می چشی | هست آن اوقیه فزون چون میکشی
پیش شیرے آهوی بیهوش شد | هستیش در هست او روپوش شد
این قیاس ناقصان بر کار رب | جوشش عشق ست نز ترک ادب
نبض عاشق بی ادب بر می جهد | خویش را در کفهٔ شه مے نهد
بی ادب تر نیست زو کس در جهان | با ادب تر نیست زو کس در نهان
هم بنسبت دان وفاق ای منتجب | این دو ضد با ادب یا بی ادب
بی ادب باشد چو ظاهر بنگری | که بود دعوی عشقش همسری
چون بباطن بنگری دعوی کجاست | او و دعوی پیش آن سلطان فناست
مات زید زید اگر فاعل بود | لیک فاعل نیست کو عاطل بود
او ز روی لفظ نحوی فاعل ست | ورنه او مقتول و موتش قاتل ست
فاعل چه کو چنان مقهور شد | فاعلیها جمله از وی دور شد

ایک تولہ سرکہ نو من شہد مین | جو کہ ڈالین اور اسکو حل کرین
نیست سرکہ کا مزہ ہو جو چکھے | تولہ وہ زیادہ ہو جو تولے اُسے
شیر کے آگے ہرن بیخود ہوا | اسکی ہستی اُسکی ہستی مین فنا
یہ قیاس ناقصوں ہے کار رب | جوش عشقی ہے نہین ترک ادب
نبض عاشق بےادب تر کودی ہے | کیونکہ خود کو شہ کا ہم پلہ رکھے
بے ادب تر فی جہا نہین اس سوا | با ادب تر فی نہان مین اس سوا
جان تو نسبت سے انہین دو ستی | با ادب اور بے ادب ضدین اخی
بے ادب ہے جو کہ ظاہر دیکھے تو | کہ ہے دعوی عشق کا اس شخص کو
دیکھے جو باطن مین تو دعوی کہا | وہ و دعوی آگے اُس شہ کے فنا
مات زید زید فاعل گرچہ ہے | پر نہین فاعل ہے بیکاری رکھے
لفظ نحوی کے سبب فاعل بنے | ورنہ قاتل موت وہ مقتول ہے
فاعلی کیا وہ تو خود مقہور ہے | اس سے جملہ فاعلی بس دور ہے

قصهٔ وکیل صدر جهان که متهم شد و از بیم جان از بخارا گریخته باز عشق گریبان گرفت که کار جان بهر جانان سهل باشد

قصہ وکیل صدر جہان کا کہ متہم ہو کر بسبب دہشت جان کے بخارا سے بھاگا پھر عشق نے اسکو کھینچا کہ کام جان کا واسطے جانان کے آسان ہوتا ہے

در بخارا بندهٔ صدر جهان | متهم شد گشت از صدرش نهان

متہم ہو بندہ صدر جہان | ہو گیا وہ بس بخارا سے نہان

سلہ نبض الخ یہ شعر نبض عاشق سبب بے ادب کی ہوا کودتی ہے کیونکہ شاہ کا خود کو ہم پلہ کرتا ہے بے ادب تر اسکے سوا جہان مین نہین با ادب تر اسکے سوا نہان مین نہین نسبت سے انہین تو دوستی جان با ادب اور بے ادب ضد ہین جو کہ ظاہر دیکھے بے ادب ہے کہ دعوی اس شخص کو عشق کا ہو باطن مین جو دیکھے دعوی اسکا آگے شاہ کے فنا ہو آگے اسکی دلیل ہو بات زید مین اگرچہ زید فاعل ہے لیکن فاعل نہین ہے بلکہ بیکاری رکھتا ہے نحوی کے سبب سے فقط فاعل بنتا ہو ورنہ وہ مقتول ہے اور موت اُسکی قاتل ہو فاعل کیا وہ تو خود ہی مقہور ہو اُس سے سب فاعلی دور ہو گئے عاشق بے ادب ظاہر مین اور با ادب باطن مین ہو پس بسبب اختلاف نسبت کے دونون صورتون مین موافق ہو جیسے کہ بظاہر زید فاعل مارنے کا ہے ولیکن باطن مین موت فاعل ہے پس ظاہر مین انسان چیز کا فاعل ہے مگر باطن مین حق فاعل ہے کہ جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو جیسے وکیل صدر جہان سے بھاگا اور پھر اسکے پاس آیا چنانچہ اسکا قصہ آگے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

سلہ قصہ وہم جذب عشق مین ۱۲۔ سلہ متہم الخ یہ شعر بندہ صدر جہان کا متہم ہو کر بخارا سے پوشیدہ ہو گیا دس برس تک وہ سرگردان پھرا گاہ خراسان گاہ کوہستان مین رہا دس برس کے بعد اب وہ شوق و فرقت سے بیتاب ہو گیا کہا کہ اب تاب فرقت کی نہ رہی صبر فرقت سے کب آزادگی دیوے آگے مثال ہے اس فرقت کی فافہم ۱۲۔

مدت ده سال سرگردان بگشت ‌ ‌ ‌ گه خراسان گه قهستان گاه دشت
دس برس تک بس وہ سرگرداں پھرا ‌ ‌ ‌ گہ خراسان گاہ کوہستان رہا

از پس ده سال واز اشتیاق ‌ ‌ ‌ گشت بی طاقت ز ایام فراق
دس برس کے بعد بس وہ شوق سے ‌ ‌ ‌ ہو گیا بیتاب فرقت سے ولے

گفت تاب فرقتم زین پس نماند ‌ ‌ ‌ صبر کی داند خلاعت را نشاند
بولا اب تاب فرقت کی رہی ‌ ‌ ‌ صبر کب فرقت سے دے آزادگی

از فراق این خاکها شوره بود ‌ ‌ ‌ آب زرد و گنده و تیره بود
خاک اس فرقت سے ہوتی شور ہے ‌ ‌ ‌ پانی گدلا زرد اور گندہ بنے

باد جان افزا وخم گردد وبا ‌ ‌ ‌ آتش خاکستری گردد هبا
باد خوش ہو ناگوار اور ہو وبا ‌ ‌ ‌ آگ ہو کر راکھ کم ہو اور فنا

باغ چون جنت شود دار المرض ‌ ‌ ‌ زرد و ریزان برگ او اندر حرض
باغ جوں جنت مرض کا گھر بنے ‌ ‌ ‌ زرد پت جھڑ ہو خرابی میں پڑے

عقل دراک از فراق دوستان ‌ ‌ ‌ همچو تیر انداز اشکسته کمان
عقل ماہر فرقت احباب سے ‌ ‌ ‌ جوں کماندار اک کمان ٹوٹی رکھے

دوزخ از فرقت چنان سوزان شدست ‌ ‌ ‌ بید از فرقت چنین لرزان بدست
دوزخیں فرقت سے سوزاں ہو گئیں ‌ ‌ ‌ بید ہیں فرقت سے لرزاں ہمنشیں

گر بگویم از فراق چون شرار ‌ ‌ ‌ تا قیامت یک بود از صد هزار
گر کہوں فرقت سے جو اک نار ہے ‌ ‌ ‌ تا قیامت ایک ہو سو لاکھ سے

پس ز شرح سوز او کم زن نفس ‌ ‌ ‌ رب سلم رب سلم گوی وبس
اسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار ‌ ‌ ‌ رب سلم رب سلم کہہ تو یار

هر چه از وی شاد گشتی در جهان ‌ ‌ ‌ از فراق او بیندیش آن زمان
خوش ہو جس چیز سے اندر جہاں ‌ ‌ ‌ اسکی فرقت سوچ لے تو اس زماں

زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد ‌ ‌ ‌ آخر از وی جست و همچون باد شد
خوش ہوا تو جس سے اور اکثر ہوئے ‌ ‌ ‌ آخر اس سے بھاگے مثل باد کے

از تو هم بجهد تو دل بروی منه ‌ ‌ ‌ پیش از آن کو بجهد از تو تو بجه
تجھ سے بھی بھاگے نہ خواہاں اسکا ہو ‌ ‌ ‌ پہلے اس سے بھاگ بھاگے تجھ سے وہ

همچو مریم گوی پیش از فوت ملک ‌ ‌ ‌ نفس را کاعوذ بالرحمن منک
مثل مریم کہہ تو پیش از فوت ملک ‌ ‌ ‌ نفس کو کاعوذ بالرحمن منک

پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالیٰ

ظاہر ہونا روح القدس کا بصورت آدمی پاس مریم کے بوقت برہنہ نہانے کے اور پناہ لینا انکا ساتھ حق تعالیٰ کے

سلہ خاک الخ یہ شعر اس فرقت سے خاک شور ہوتی ہے پانی گدلا و زرد و گندہ ہوتا ہے باد خوش ناگوار ہوا اور وبا ہو آگ راکھ ہوا اور تھوڑی رہے باغ جنت مثالی خانہ مرض بنے اور زرد پت جھڑ ہو خرابی میں پڑے عقل ماہر فرقت احباب سے مانند اس کماندار کے ہے جو ایک کمان ٹوٹی رکھے دوزخیں فرقت سے سوزاں ہو گئیں اور بید فرقت سے لرزاں اگر فرقت سے کہوں کہ جو ایک نار ہے قیامت تک سو لاکھ سے ایک ہو باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اسکی الخ یہ شعر اسکی شرح سوز سے تو دم نہ مار + رب سلم رب سلم کہہ تو یار + جہان میں جس چیز سے خوش ہو تو اسکی فرقت کو تو اسوقت سوچ لے تو جس چیز سے خوش ہوا اور اکثر ہوے آخر اس سے مثل باد کے بھاگے تجھ سے بھی بھاگے اسکا خواہاں تو پہلے ہی اس سے بھاگ کہ وہ بھاگے تجھ سے مثل مریم کے تو کہہ نفس کو اول فوت ہونے ملک سے ترجمہ پناہ مانگتی ہوں ساتھ خدا کے تجھ سے تینے تو دنیا میں جس چیز سے خوش ہوگا آخر کار اسکی فرقت میں پڑے گا پس تو اس چیز سے اول بھاگ کہ جو تجھ سے آخر کار بھاگے جیسے بی بی مریم نے کہا چنانچہ اسکا قصہ مثال میں آگے بیان فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

دید مریم صورتے بس جانفزا ‏ جانفزائے دلربائے در خلا
پیش او بر رست از روے زمین ‏ چون مہ و خورشید آن روح الامین
از زمین بر رست خوبی بے نقاب ‏ آنچنان کز شرق روید آفتاب
لرزہ بر اعضاے مریم اوفتاد ‏ کو برہنہ بود و ترسید از فساد
صورتے کہ یوسف از دیدے عیان ‏ دست از حیرت بریدے چون زنان
ہمچو گل پیشش بروئید او ز گل ‏ چون خیالے کہ بر آرد سر ز دل
گشت مریم بیخود و بیہوش او ‏ گفت بجہم در پناہِ لطف او
زانکہ عادت کرده بود آن پاک جیب ‏ در ہزیمت رخت بردن سوی غیب
چون جہان را دید ملکے بیقرار ‏ حازمانہ ساخت زان حضرت حصار
تا بگاہِ مرگ حصنے باشدش ‏ کہ نیابد خصم راہ مقصدش
از پناہِ حق حصارے بہ ندید ‏ یورتگہ نزدیک آن دز بر گزید
چون بدید آن غمزہ ہاے عقل سوز ‏ کہ ازو مے شد جگرہا تیر دوز
شاہ و لشکر حلقہ در گوشش ہمہ ‏ خسروانِ عقل بیہوشش ہمہ
صد ہزاران شاہ مملوکش بحق ‏ صد ہزاران بدر را دادہ بدق
زہرہ نے زہرہ را تا دم زند ‏ عقل کلش چون ببیند گم زند
من چہ گویم چون مرا بردوختست ‏ دمگہم را دمگہ او سوختست
دود آن نارم دلیلم من برو ‏ دور ازان شد باطل ما غیر او
خود نباشد آفتابے را دلیل ‏ غیر نورِ آفتابِ مستطیل

صورت اک مریم نے دیکھی خوشنما ‏ غسل خانہ مین کہ تھی وہ جانفزا
نکلا اسکے آگے از روی زمین ‏ چاند سورج کی طرح روح الامین
بس زمین سے نکلا خوب اک بے نقاب ‏ جس طرح مشرق سے نکلے آفتاب
عضاء مریم کے لگے بس کانپنے ‏ تھی برہنہ مفسدہ کے خوف سے
ایسی صورت گر وہ یوسف دیکھتا ‏ ہاتھ حیرت سے زنان سا کاٹتا
اسکے آگے مثل گل گل سے اگا ‏ جیسے دل سے خطرہ پیدا ہو بھلا
بیخود[2] بیہوش مریم ہو گئی ‏ بولی ایتی ہون پناہ اللہ کی
کیونکہ عادت کی تھی اس معصوم نے ‏ بھاگ کر کے جانا جانب غیب کے
جو جہان کو دیکھا ملک اک بیقرار ‏ مثل دانا کے کیا حق کو حصار
اسکا قلعہ مرگ تک قائم رہے ‏ کہ نہ دشمن اسپہ غالب ہو سکے
امن حق سے قلعہ بہتر نے ملا ‏ پاس اس قلعہ کے گھر اپنا کیا
غمزہ بیخود کر نیوالا دیکھا جو ‏ کہ جگر پر تیر سا لگتا تھا جو
شاہ[3] و لشکر اسکے سب حلقہ بگوش ‏ خسروان عقل کو اس سے نہ ہوش
شہ صد ہا ملک اسکی اور غلام ‏ بدر صد ہا کو کثافت دے تمام
زہرہ کو طاقت نہیں کہ مارے دم ‏ عقل کل دیکھے جو اسکو ہووے گم
کیا کہون مین جو مجھے مائل کیا ‏ حلق میرا حلق سے اسکے جلا
مین دھوان اسکا ہون یہ میری دلیل ‏ سب ہے باطل بس بجز رب جلیل
کچھ نہیں خورشید کی ہی خود دلیل ‏ بس سوا نور خور کے ای ذلیل

[1] صورت الخ؛ شعر حضرت مریم نے ایک صورت خوشنما دیکھی غسل خانہ مین کہ وہ بس جانفزا تھی انکے سامنے زمین مین سے نکلا ایک خوبصورت بے نقاب جیسے مشرق سے آفتاب نکلتا ہے مریم کے اعضا بس کانپنے لگے خوف مفسدہ سے کہ برہنہ تھین آگے اسکی مثال ہے اگر یوسف ایسی صورت دیکھتا مثل عورتون کے ہاتھ حیرت سے کاٹتا اسکے آگے مثل گل کے گل سے اگا جیسے دل سے خطرہ پیدا ہوتا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲- [2] بیخود الخ؛ شعر مریم بیخود و بیہوش ہو گئی کہا کہ پناہ لیتی ہون اللہ کی کیونکہ عادت اس معصوم نے کی تھی بھاگ کر جانب غیب جانا آگے حقائق اسکے ہین جو جہان کو ایک ملک بیقرار دیکھا مانند دانا کے حق کو حصار کیا اسکا تاکہ یہ قلعہ مرگ تک قائم رہے کہ دشمن اسپر غالب نہو سکے قلعہ بہتر امن حق سے نہ دیکھا اپنا گھر اس قلعہ کے پاس کیا جو اس نے غمزہ عقل سوز دیکھا کہ جگر اس سے زخم تیر کھاتا تھا یقینے جو پناہ حق کو اپنا قلعہ کرے اسپر دشمن ہرگز غالب نہو سکے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲-
[3] شاہ الخ؛ شعر شاہ و لشکر سب حلقہ بگوش اسکے اور بادشاہان عقل کو نہ ہوش اس سے سیکڑون بادشاہ اسکے ملک و غلام و صد ہا بدر کو کثافت دیوے بالکل زہرہ کو نہیں طاقت کہ دم مارے عقل کل جو اسکو دیکھے تو گم ہووے مین کیا کہون جو مجکو مائل کیا میرا حلق اسکے حلق سے جلا مین اسکا دھوان ہون یہ میری دلیل ہے سب باطل ہے بجز رب جلیل کے خود خورشید کی کچھ دلیل نہین ہے- بس سوا نور خورشید کے یعنے وہ صورت روح الامین کی جو غسل خانہ مین پیش مریم آئے ذات مقدس تھی کہ تمثیل جبرئیل کی ہو گئی تھی آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

سایہ کہ بود تا دلیل او بود ۔ این بستش کہ ذلیل او بود
سایہ کیا شی ہی کہ اُسکا ہو دلیل ۔ کافی ہی اتنا کہ ہو اس سے ذلیل

این جلالت در دلالت صادق ست ۔ جملہ ادراکات پس او سابق ست
برتری اُسکی دلیلون مین ہی اب ۔ کہ وہ پہلے پیچھے ہین ادراک سب

جملہ ادراکات بر خرہاے لنگ ۔ او سوار باد پایان چون خدنگ
سب ہین ادراک ب خر پا لنگ پے ۔ وہ سوار باد پا جون تیر کے

خود نباشد آفتابے را دلیل ۔ غیر نور آفتاب مستطیل
کچھ نہین خورشید کی ہی خود دلیل ۔ بس سواے نور خور کے ای ذلیل

جملہ ادکارات را آرام نے ۔ وقت میدان ست وقت جام نے
جملہ ادراکون کو نے آرام ہے ۔ جنگ کا ہی وقت وقت جام نے

آن یکے ہمچو بادے می برد ۔ وان یکے چون تیغ مغفر میدرد
وہم انمین سے ہوا سا اڑتا ہے ۔ ایک کاٹے خود کو جون تیغ کے

وان دگر چون کشتی با بادبان ۔ وان دگر اندر تراجع ہر زمان
دوسرا جون کشتی با بادبان ۔ تیسرا ہی لوٹنے مین ہر زمان

چون شکاری می نمایدشان ز دور ۔ جملہ حملہ مے نمایند از طیور
جون شکار انکو دکھائین دور سے ۔ مل کے وہ حملہ کرین سب صید پے

چونکہ ناپیدا شود حیران شوند ۔ ہمچو جغدان سوے ہر ویران روند
جو کہ ناپیدا ہو حیران ہو وین وہ ۔ جائین مثل جغد ہر ویران کو

منتظر چشمے بہم یک چشم باز ۔ تا کہ پیدا گردد آن صید نیاز
منتظر ایک آنکھ بند اور ایک باز ۔ تا کہ پیدا ہوئے وہ صید نیاز

چون بماند دیر گویند از ملال ۔ صید بود آن خود عجب یا بد خیال
دیر ہووی تو کہین کر کے ملال ۔ صید تھا یا وہ عجب تھا اک خیال

مصلحت آنست تا یک ساعتے ۔ قوتے گیرند و زور از راحتے
ہی یہ بہتر اک گھڑی بھر ٹھہر کے ۔ زور اور قوت کو لین آرام سے

گر نبودی شب ہمہ خلقان ز آز ۔ خویشتن را سوختندی ز اہتزاز
شب نہ ہوتی خلق جملہ حرص سے ۔ بس جلاتی خود کو پھر کے دوڑ کے

از ہوس وز حرص سود اندوختن ۔ ہر کسے دادے بدن را سوختن
لیتے بس حرص و ہوا سے فائدہ ۔ ہر کوئی دیتا بدن اپنا جلا

شب پدید آید چو گنج رحمتے ۔ تا رہند از حرص خود یک ساعتے
گنج راحت کی طرح شب آئی ہے ۔ اک گھڑی تا چھوٹین اپنی حرص سے

چونکہ قبضے آیدت ای راہرو ۔ آن صلاح تست آیس دل مشو
قبض آئے ای سالک تجھے بس آئے تو ۔ بہتری تیری ہی مت مایوس ہو

سلہ سایہ الخ، شعر سایہ کیا شی ہے کہ دلیل اُسکا ہو پس اُسکو یہ کافی ہے کہ دلیل اُسکا ہو اسکی برتری اب دلیلون مین ہو کہ وہ پہلے اور ادراک سب پیچھے ہین سبب ادراک سوار ہین گدھے لنگڑے پر اور وہ سوار بادپا مانند تیر کے ہی اگر کوئی بھاگے وہ روکے جملہ ادراکون کو آرام نہین ہے وقت جنگ ہے وقت جام نہین ہے انمین سے ایک وہم ہے سو وہم مثل ہوا کے اڑے وہ ایک خود کو کاٹے مانند تیغ کے دوسرا کشتی یا بادبان ہے تیسرا لوٹنے مین ہر وقت ہے یعنے وہ ذات پاک ادراکون مین کب ہو سکتی ہے کہ اسکو ادراک پا سکین آگے بیان ادراکون کا ہے فافہم ۱۲ سلہ جو شکار الخ، شعر جون شکار انکو دور سے دکھائین وہ سب حملہ کرین صید پر جو کہ ناپیدا ہو وہ حیران ہو وین اور مثال جغد کے ویرانے کو جائین منتظر کہ ایک آنکھ بند اور ایک آنکھ کھلی تا کہ وہ صید نیاز پیدا ہو دیر ہوے تو از راہ ملال کے کہین وہ صید تھا یا عجب ایک خیال تھا یہ مصلحت ہے کہ ایک گھڑی اور ٹھہر کے زور اور قوت کو لین آرام سے اگر شب نہوتی تمام خلق حرص سے خود کو جلا دیتی دوڑ دھوپ کر حرص و ہوا سے فائدہ لینے کو ہر کوئی اپنا جسم جلا دیتا شب گنج راحت کی طرح آئی ہے ایک ساعت تا اپنی حرص سے چھوٹین یعنے حرص و ہوا سے شب کو آرام ہوتا ہے ورنہ خلق بیقرار خود کو جلا دیتی بس شب انسان کو گنج راحت ہے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲۔
سلہ قبض الخ، شعر ای سالک جو تجکو قبض آئے وہ تیری اصلاح ہی تو مایوس نہو کیونکہ اس بسط کے خرچ ہونے مین آمد چاہیے کہ جمع سے خرچ ہو اگر فصل گرمی کی صدا رہتی تیزی آفتاب کی بستان کو بالکل جلاتی کہ وہ سبزہ کو جڑ پیڑ سے ایسا جلاتی کہ وہ سرسبز نہوتا اگرچہ سردی ترش ہی ولیکن مشفق بھاری گرمی خوشتر ہے وے سوزش بھی رکھتی ہے یعنے فیض ہونے مین سالک کو فائدہ ہو کر ترقی ہوتی ہی اور اگر بسط ہمیشہ رہتا تو آیندہ نقصان ہوتا کیونکہ خرچ کو آمدنی چاہیے پس سردی و گرمی اسواسطے ہی کہ ترقی ہووے باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

زانکه در خرجی ازان بسط و کشاد — خرج را دخلے بباید ز اعتداد
گر بهاره فصل تا بستان بدے — سوزش خورشید در بستان زدے
منبتش را سوختے از بیخ و بن — که دگر تازه نگشتے آن کهن
گر ترش روی است آن دی مشفق ست — صیف خندان هست اما محرق ست
چونکه قبض آید تو در وی بسط بین — تازه باش و چین میفگن بر جبین
کودکان خندان و دانایان ترش — غم جگر را باشد و شادی ز شش
چشم کودک همچو خر در آخرست — چشم عاقل در حساب آخرست
او در آخر چرب می بیند علف — وین ز قصاب آخرش بیند تلف
آن علف تلخست کان قصاب داد — بهر لحم ما ترازوے نهاد
رو ز حکمت خور علف کان را خدا — بی عوض داد است و از محض عطا
فهم نان کردی نه حکمت ای رهی — چونکه حق گفته کلوا من رزقه
رزق حکمت به بود در مرتبت — کان گلوگیرت نگردد عاقبت
این دهان بستی دهانے باز شد — کو خورنده لقمهای راز شد
گر ز شیر دیو تن را وا برے — در فطام او بسے حلوا خورے
ترک جوشش کرده ام من نیم خام — از حکیم غزنوی بشنو تمام
در الهی نامه گوید شرح این — آن حکیم غیب و فخر العارفین
غم خورد نان غم افزایان مخور — زانکه عاقل غم خورد کودک شکر
قند شادی میوهٔ باغ غم ست — این فرح زخم ست وان غم مرهم ست

کیونکہ ہوئے خرچ مین اس بسط کے — چاہیئے آمد کہ خرچ جمع سے
فصل گرمی کی اگر رہتی مدام — خور کی تیزی پھونکتی بُستان تمام
پھونکتی سبزہ کو وہ جڑ پیڑ سے — کہ نہ پھر سرسبز ہوتا جان لے
سردی گرچہ ہے ترش مشفق بھی ہے — گرمی خوش تر ہے پہ سوزش رکھے
[1] قبض آئے دیکھ اُسمین بسط کو — خوش تو رہ اور مت بنے تو تند خو
طفل خوش دانا کو ہو رنجیدگی — غم جگر کو پھیپھڑے کو ہو خوشی
چشم کودک جون طویلہ مین ہے خر — چشم غافل کی ہے آخر مین مگر
گھانس وہ دیکھے طویلہ مین عیان — دیکھے یہ قصاب سے اُسکا زیان
گھانس کڑوی ہے جو دی قصاب نے — گوشت کی خاطر ترازو وہ رکھے
جا تو کھا حکمت کی گھانس اللہ نے — دی عوض اسکو دیا ہے لطف سے
روٹی سمجھی اور نہ حکمت ای غنی — جو کہا حق نے کلوا من رزقہ
[2] مرتبہ مین رزق حکمت ہے بڑا — کہ گلا پکڑے نہ آخر کو ترا
بند اس منہ کو کیا وہ منہ کھلا — کہ وہ کھائے رزق و لقمہ راز کا
گر چھڑائے تن کو شیر دیو سے — اس چھڑانے دودھ سے حلوا ملے
ترک مین نے اب کیا جوش کلام — اس حکیم غزنوی سے تو تمام
کہ الٰہی نامہ مین شرح و بیان — اسکی کرتا ہے حکیم غیب دان
غم تو کھا غمگین کی روٹی تو نہ کھا — طفل شکر کھائین عاقل غم سدا
[3] قند شادی میوہ باغ غم ہوا — یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہوا

[1] قبض الخ، شعر قبض آئے تو اُسمین بسط کو دیکھ تو خوش رہ اور تند خو مت بنے آگے مثال ہے طفل کو خوشی آتی دانا کو رنجیدگی ہو چشم کودک جیسے طویلہ مین خر ہے چشم عاقل کی آخر مین ہے وہ طویلہ مین گھانس ظاہر دیکھے یہ قصاب سے اسکا زیان دیکھے گھانس کڑوی ہے جو قصاب نے دی کہ وہ گھانس کی خاطر ترازو رکھتا ہے تو جا وہ حکمت کی گھانس کھا کہ اللہ نے بے عوض اسکو لطف سے دیا ہے روٹی سمجھی اور حکمت نہ جانی کہ جو حق نے کہا ترجمہ اس غذا دُنیا کو چھوڑا اور غذا حکمت کو کھا کہ حق نے بغیر حکمت کے رزق حکمت عطا فرمایا ہے یہ رزق دنیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] مرتبہ مین الخ، شعر رزق حکمت مرتبہ مین بڑا ہے کہ آخر کو تیرا گلا نہ پکڑے اس منہ کو جو بند کیا تو وہ منہ کھلا کہ وہ رزق راز کا کھائے اگر تن کو شیر دیو سے چھڑائے اس دودھ کو چھڑانے سے حلوا ملے اب مین نے ترک کیا جوش کلام کو تو حکیم غزنوی سے تمام سُن لے کہ الٰہی نامہ مین اسکی شرح و بیان کرتا ہے حکیم غیب دان تو غم کھا اور غمگین کی روٹی مت کھا کہ طفل شکر کھائین اور عاقل ہمیشہ غم کھائین یعنی تو غم کھا اور غمگین کی روٹی نہ کھا کہ جس سے دل مُردہ ہو آگے اس غم کا بیان ہے فافہم ۱۲

[3] قند الخ، شعر قند شادی باغ غم کا میوہ ہے یہ خوشی زخم اور غم مرہم ہے جو عشق مین غم دیکھے تو اسکو لے ٹیلے پہ سے تو شہر کو دیکھ لے عاقل بادہ کو دیکھے انگور سے عاشق معدوم سے دیکھتا ہے شے کو آگے اسکی مثال ہے پرسون جمال جو لڑتے تھے آپس مین کر تو مت اُٹھا بوجھ کو مین اُٹھاؤن دیکھتے تھے کہ بوجھ اُٹھانے مین فائدہ ہے باقی حقائق ہین یہ مرد حق کہان اور وہ کم پونجی کہان یہ مزدوری گنج دے اور وہ کوڑیان ایسا گنج زر کہ جسدم تو مرے وہ میراث نہو اور تیرے ہمراہ رہے وہ تیرے جنازہ کے آگے چلے غربت در قبر مین تیرا مونس ہے کیونکہ غم عشق وہ پونجی ہے کہ تیرے ہمراہ عدم کو جائے پس تو گنج عشق کو حاصل کر اور اس گنج دنیا کو مت لے کہ تیرے ہمراہ نہ جائیگا۔

غم چو بینی درکنارش کش بعشق　　از سر ربوه نظر کن در دمشق
عاقل از انگور مے بیند ہمے　　عاشق از معدوم شی بیند ہمے
جنگ میکردند حمالان پریر　　تو مکش تا من کشم حملش چو شیر
زانکه در آن رنج می دیدند سود　　حمل را ہر یک ز دیگر مے ربود
مزد حق کو مزد آن بے مایہ کو　　این دہد گنجت مزد آن تسو
گنج زری کو چو خسپی زیر ریگ　　با تو باشد آن نماند مردہ ریگ
پیش پیش آن جنازہ ات دود　　مونس گور و غریبی می شود
بہر روز مرگ ایندم مردہ باش　　تا شوی با عشق سرمد خواجہ تاش
صبر مے بیند ز پردہ اجتہاد　　روے چون گلنار و زلفین مراد
گرچہ آئینہ است پیش مجتہد　　کاندران ضد می نماید روے ضد
بعد ضد رنج آن ضد دگر　　رو دہد یعنی کشاد و کر و فر
این دو وصف از پنجہ دستت ببین　　بعد قبض مشت بسط آید یقین
پنجہ را اگر قبض باشد دائما　　یا ہمہ بسط او بود چون مبتلا
زین دو صفتش کار و مکسب منتظم　　چون پر مرغ این دو حال او را ہم

غم جو دیکھے عشق سے تو اسکو لے　　ٹیلے پر سے تو دمشق اب دیکھ لے
دیکھے عاقل بادہ کو انگور سے　　دیکھتا معدوم سے عاشق ہے شی
لڑتے تھے حمال باہم پرسون جو　　مت اُٹھا تو مین اُٹھاؤن بوجھ کو
دیکھتے اُس رنج مین تھے فائدا　　بوجھ لیتا ایک کا تھا دوسرا
مزد حق یہ ہے وہ کم پونجی کہان　　گنج دے یہ مزد مین وہ کوڑیان
ایسا گنج زر کہ جس دم تو مرے　　ہو نہ میراث اور ترے ہمرہ رہے
وہ جنازہ کے ترے آگے چلے　　گور غربت مین ترا مونس رہے
موت کے دن کے لیئے مردہ ہو تو[1]　　عشق سرمد کا کہ تا بردہ ہو تو
دیکھتا ہے صبر با پردہ جہاد　　رخ مثال گل و زلفین مراد
آئینہ سا غم ہے پیش مجتہد　　کہ دکھائی ضد ہے اسمین روے ضد
بعد ضد رنج کے ضد دوسری　　منہ دکھائی یعنے منہ کھولی خوشی
دیکھ لے دو وصف اپنے ہاتھ سے　　بعد مٹھی بند کرنے کے کھلے
قبض گر مٹھی کو ہووے دائما　　یا ہو بالکل بسط ہے وہ مبتلا
کام ان دو وصف سے پائے مآل　　چون پر مرغ اسکو لازم ہے دو حال

گفتن روح القدس مریم علیہا السلام را کہ من رسول حقم آشفتہ و پنہان از من مشو

کہنا روح القدس کا مریم علیہا السلام کو کہ مین رسول حق ہون مجھ سے مت ڈرو مت بھاگ

چونکہ مریم مضطرب شد یکزمان　　ہمچنانکہ بر زمین بر ماہیان

جو کہ ایکدم مضطرب مریم ہوئی[2]　　جیسے مچھلی خاک پر تڑپے پڑی

[1] موت کے الخ، شعر موت کے دن کے لیئے مرتا کہ عشق سرمد کا تو بردہ ہو صبر دیکھتا ہے پردہ سے اجتہاد رخ مثل گل اور زلفین مراد کو آگے اعتبار کرنے والے کے غم مثل آئینہ کے ہے کہ اسمین ضد دکھائی دیتی ہے رو کے ضد کو بعد ضد رنج کے دوسری ضد منھ دکھلائے یعنی خوشی منھ کھولے یہ دونون وصف اپنے ہاتھ سے دیکھ بعد مٹھی بند کرنے کے کھلے اگر مٹھی کو قبض ہووے ہمیشہ یا بسط ہووے بالکل وہ مبتلا ہے آخرکار کام ان دو وصف سے پائے مانند پر مرغ کے کہ اسکو دو حال لازم ہے یعنے ہمیشہ قبض رہے یا بسط رہے تو کام ابتر ہو بس درستی کام کی کبھی قبض و کبھی بسط سے ہوتی ہے ایسے ہی کبھی غم اور کبھی شادی چاہیئے کہ ترقی کام کی ہو فافہم ۱۲۔

[2] جو کہ الخ۔ اشعر جو کہ مریم ایک دم مضطرب ہوئی جیسے مچھلی خاک پر تڑپے حضرت جبریل نے اُسے آواز دی کہ مین امین حق ہون مجھ سے مت ڈر اور سرفرازان حق سے مت چھپ اور ایسے اچھے مہربان سے مت رک وہ کبھی کہتا تھا کہ شعلہ نور کا دمبدم منھ سے فلک پر پہونچتا تھا تو عدم کو میرے خوف سے بھاگتی ہے عدم بھی تو میرا حکم ہے نیستی مین میرے لشکر و سامان ہین اور ادنی نقش تیرے سامنے ہے تو دیکھ اے مریم مین ایک مشکل نقش ہون ہم ہلال و ہم خیال ایک دل مین ہون یعنے اس عالم حسن مین بھی ہون موجود ہون آگے اسکی مثال ہے جیسے ایک خیال دل مین آئے تو جس جا جاے تیرے ہمراہ رہے سوا خیال عارضی اور نادر کے کہ مثال صبح کاذب کی فنا ہو صبح صادق کی طرح ہون نور اللہ سے کہ میرے دن کو کوئی شب نہ پاسکے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

بانگ بر وے زد نمودار کرم | که امین حضرتم از من مرم
از سرافرازان عزت سرمکش | از چنین خوش مهربان دم درمکش
این همے گفت و زبانهٔ نور پاک | از لبش می شد پیاپی بر سماک
از وجودم مے گریزے در عدم | در عدم من شاهم و صاحب علم
خود بن و بنگاه من در نیستی ست | یکسواره نقش من پیش ستی ست
مریما بنگر که نقش مشکلم | هم هلالم هم خیال اندر دلم
چون خیالی در دلت آمد نشست | هر کجا که می گریزی با تو هست
جز خیالے عارضی باطلے | که بدت چون صبح کاذب عاطلے
من چو صبح صادقم از نور رب | که نگردد گرد روزم هیچ شب
هین مگو لاحول عمران زاده‌ام | من ز لاحول این طرف افتاده‌ام
مر مرا اصل و غذا لاحول بود | نور لاحولی که پیش قول بود
تو همی گیری پناه از من بحق | من نگارنده پناهم در سبق
آن پناهم که مخلصهات بود | تو اعوذ آری و من خود آن اعوذ
آفتے نبود بتر از ناشناخت | تو بر یار و ندانی عشق باخت
یار را اغیار پندارے همی | شادئی را نام بنهادے غمی
این چنین لطفے که دار دیار ما | تو گریزانے از وائے بیوفا
این چنین نخلے که قد یار ماست | چونکه ما دزدیم نخلش دار ماست
این چنین مشکین که زلف میر ماست | چونکه ما بے عقل آن زنجیر ماست
این چنین لطفے چو نیلے می رود | چونکه فرعونیم بر ما خون شود
خون همی گوید من آبم هین مریز | یوسفم گرگ از توام اے پر ستیز

دی اُسے آوازیہ جبریل نے | کہ امین حق ہون مجھسے مت ڈرے
اور سرافرازان حق سے مت چھپے | ایسے اچھے مہربان سے مت رُکے
یہ ہی کہتا تھا وہ شعلہ نور کا | دمبدم منھ سے فلک پر پہونچتا
تو عدم کو بھاگی میرے خوف سے | بس عدم مین بھی تو میرا حکم ہے
نیستی مین لشکر و سامان مرے | ہین وہ ادنی نقش تیری سامنے
دیکھ مریم نقش اک مشکل مین ہون | ہم ہلال و ہم خیال اک دل مین ہون
جب خیال اک دل مین آجاے مرے | جس جگہ جاوے وہ تیرے ساتھ ہے
جز خیال عارضی ناروا | کہ مثال صبح کاذب ہو فنا
صبح صادق سا ہون نور اللہ سے | میرے دن کو نہ کوئی شب پاسکے
دخترِ عمران نہ کہہ لاحول کو[1] | آیا یان لاحول سے ہون ای نکو
اصل میری اور غذا لاحول تھا | نور اول قول سے لاحول کا
ساتھ حق کے مجھسے تو لیوی پناہ | مین پناہ کو دیتا ہون پہلے پناہ
وہ پنہ مین ہون کہ تیری امن گاہ | تو پنہ لائی وہ خود ہون مین پناہ
ناشناسی سے نہ آفت بدہوا | یار پاس اور عشق نہ تو نے کیا
یار کو اغیار تو ہے جانتی | نام شادی کا تو رکھتی ہی غمی
لطف ایسا یار رکھتا ہے بھلا | بھاگتی ہی اُس سے تو اے بیوفا
نخل[2] ایسا کہ مرا ہے قد یار | چور جب ہم ہون تو ہی وہ نخل دار
ایسی مشکین کہ وہ زلف میر ہے | ہم جو ہین بے عقل وہ زنجیر ہی
لطف ایسا جاری مثل نیل کے | ہین جو ہم فرعون ہم پر خون ہے
خون کہے مین آب ہون تم مت لڑو | ہون مین یوسف اور تجھسے گرگ خو

سلہ دختر عمران الخ، شعر اے دختر عمران لاحول مت کہہ یہان لاحول سے آیا ہون میری اصل اور غذا لاحول تھا قول سے نور لاحول کا تھا حق کے ساتھ تو مجھ سے پناہ لے مین پناہ کو پہلے پناہ دیتا ہون کہ تیری امن کی جا ہون تو پناہ لائی وہ مین خود پناہ ہون آگے اسکے حقائق ہین نہ پہچاننے سے کوئی آفت بدسوا نہین ہے کہ یار پاس ہے اور تو نے عشق نہ کیا تو یار کو اغیار جانتی ہے اور نام شادی کا غم رکھتی ہے یار تو ایسا لطف رکھتا ہے اور تو بھاگتی ہے اُس سے بیوفا یعنے دُنیا مین نہ پہچاننے کے سوا کوئی آفت بُری نہین ہے کہ یار پاس ہو اور اُس سے تو عشق نہ کرے بلکہ یار کو اغیار جانے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲

سلہ نخل الخ، شعر ایسا نخل کہ قد یار میرا ہے جب ہم چور ہون تو وہ نخل دار ہے ایسی مشکین کہ وہ زلف میر ہے جبکہ ہم بے عقل ہون وہ زنجیر ہے ایسا لطف جاری ہے مثل رود نیل کے ہے جبکہ ہم فرعون ہون ہم پر خون ہے خون کہوے کہ مین آب ہون تم مت لڑو مین یوسف ہون اور تجھ سے گرگ خو ہون تو نہین جانتا ہے کہ یار بردبار جبکہ تو دشمن ہو تو وہ مثل مار کے ہو گوشت و چربی ذرا کچھ نہ بدلے وہی قائم ہے کہ جو انسان تھا شمع مریم کو تو روشن چھوڑ کہ بخارا کو جاتا ہے وہ سوختہ یعنے یار کو تو پہچانے تو وہ کام افیار لادے آگے حال وکیل صدر جہان کا ہے فافہم ۱۲-

تو نمی بینی کہ یارِ بُرد بار	چونکہ با او ضد شوی گردد چو مار	تو نہیں جانے کہ یارِ بُرد بار	جو تو دشمن ہو تو وہ ہو مثل مار
لحم او و شحم او دیگر نشد	بر قرارِ اول ست انسان کہ بُد	گوشت اور چربی نہ بدلے کچھ ذرا	ہے وہی قائم کہ جو انسان تھا
شمع مریم را بہل افروختہ	کہ بخارا مے رود آن سوختہ	شمع مریم کو تو چھوڑ افروختہ	کہ بخارا جاتا ہے وہ سوختہ

عزم کردن آن وکیل از عشق کہ رجوع کند بہ بخارا
ارادہ کرنا اُس وکیل کا بسبب عشق کی کہ رجوع کرے طرف بخارا کے

سخت بیصبر و در آتشدان تیز	رو سوی صدرِ جہان کُن گریز	ہے بہت بے صبر اور آتش میں ہے	جا سوئے صدرِ جہان تو بھاگ کے
این بخارا منبع دانش بود	پس بخارا نیست ہر کانش بود	یہ بخارا چشمہ اک دانش کا ہے	وہ بخارا ہے جو ہے ملک اسکی سے
پیش شیخے در بخارا اندرے	تا بخواری در بخارا بنگرے	شیخ کے آگے بخارا میں ہے تو	تا بخارا میں یہ خواری دیکھے تو
جز بخواری در بخارا اے دلش	راہ ندہد جز رو مد مشکلش	وہ بجز خواری نہ دل میں آنے دے	مشکلوں کو جز رو مد کو رہ نہ دے
اے خنک آنرا کہ ذلت نفسہ	وائے آنکس را کہ یروی رفشہ	ہے وہ بہتر کہ ہو نفس اسکا ذلیل	ہے وہ بدتر کہ ہے نفس اُسکا ذلیل
فرقتِ صدرِ جہان در جان او	پارہ پارہ کردہ بود ارکانِ او	فرقتِ صدرِ جہان نے جان میں	اُسکے ٹکڑے کر دیئے ارکان میں
گفت برخیزم ہمانجا دارم	کافر ار گشتم دگر رہ بگروم	بولا میں اُٹھ کر کے پھر وہاں پر چلوں	ہوؤں کافر گر میں اُس رہ سے پھروں
دارم آنجا بفیتم پیش او	پیش آن صدرِ نکو اندیش او	جاؤں اُس جا اسکے آگے میں گروں	صدر کے آگے کہ ہے وہ ذوفنون
گویم افگندم بہ پیشت جانِ خویش	زندہ کُن یا سر بُبر مارا چو میش	میں کہوں جان رکھی آگے تیرے ہے	زندہ کر یا ذبح کر جوں میش کے
کشتہ و مردہ بہ پیشت اے قمر	بہ کہ شاہِ زندگان جائے دگر	تیرے آگے میرا مرنا ہے روا	اس سے جو زندوں کا شہ ہوں اور جا
آزمودم صد ہزاران بار پیش	بے تو شیرین می نہ بینم کارِ خویش	پہلے اس سے آزمایا لاکھ بار	بے ترے شیرین نہ پایا اپنا کار
غنِ لی یا مُنیتی لحن النشور	ابر کی یا ناقتی تم السرور	غن لی یا منیتی لحن النشور	ابر کی یا ناقتی تم السرور

لہ ہے بہت بے صبر الخ ۵ شعر جو تو بہت بے صبر اور آتش میں ہے تو جا طرف صدر جہان کے بھاگ کہ آگے اسکے حقائق ہیں یہ بخارا ایک چشمہ دانش کا ہے وہ ہے بخارا جو اسکے ملک سے ہے شیخ کے آگے تو بخارا میں ہے تو یہ خواری دیکھے وہ بجز خواری کے دل میں نہ آنے دے اور مشکلوں سے جز رو مد کو نہ دیوے اے وہ شخص بہتر ہے کہ اسکا نفس ذلیل ہے اور وہ بدتر ہے کہ نفس اسکا ذلیل نہیں ہے یعنے بخارا چشمہ دانش ہے اور وہ شیخ ہے کہ اسکے روبرو نفس طالب خوار ہو آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ ـ ۵۲ فرقت الخ ۵ شعر صدر جہان کی فرقت نے اُسکے ارکان میں ٹکڑے کر دیئے کہا کہ میں اٹھ کر پھر وہاں چلوں میں کافر ہوؤں اگر اس سے پھروں جاؤں اس جگہ اور اسکے آگے گروں میں کہ وہ صدر ہے ذوفنون میں کہوں کہ یہ جان تیرے آگے رکھی ہے زندہ کر یا ذبح کر مانند گوسفند کے تیرے آگے کشتہ ہونا خوب ہے کہ زندوں کا میں شاہ ہوں دوسری جا پر باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ـ ۵۳ پہلے الخ ۸ شعر اس سے پہلے آزمایا لاکھ بار بغیر تیرے اپنا کام شیرین ایک بار نہ پایا ترجمہ اے آرزو دل میرے کی خوش کا اس آواز سے کہ وہ مُردہ زندہ کرے اے شتر بیٹھ کہ تمام ہوا سفر اور میرا اے زمین نوش کر کہ آنسو میرے تجھکو کفایت کرتے ہیں اے نفس پی وہ پانی دوستی کا کہ صاف ہوا ہے اے عید میری جو تو لوٹے میری طرف میری آفرین ہو جیو اور اے باد صبا کیسا اچھا تیرے خوشبو سے خوشنود ہوا ہوں بولا اب میں رخصت ہوا اور اس صدر جہان کی طرف میں چلا دمبدم میں اُس سوز میں بھنتا ہوں اُس جگہ جو ہو سو ہو میں جاتا ہوں اگرچہ دل سنگ خارا کی طرح ہے ولیکن میری جان عزم بخارا کا رکھتی ہے بادشاہ کا شہر ہے اور میری جان کی جگہ ہے آگے عاشق کے یہ حب الوطن ہے یعنے جہان یار ہو عاشق کا دل اُدھر کشش کرے یہ عاشق کے لیے حب الوطن ہے آگے عاشق و معشوق کا راز و نیاز ہے فافہم ۱۲ ـ

عہ خوش گا اے آرزو دل میرے کی اُس آواز سے کہ مُردہ کو زندہ کرے ۱۲ عہ بیٹھ اے شتر کہ تمام ہوا سفر ۱۲ ـ

ابلعی یا ارض دمعی قد کفی ‖ اشربی یا نفس وِردًا قد صفا
عُدت یا عیدی الینا مرحبا ‖ نعم ما روحت یا ریح الصبا
گفت ای یاران روان گشتم وداع ‖ سوی آن صدری کہ میرست مطاع
دمبدم در سوز بریان مے شوم ‖ ہرچہ بادا باد آنجا مے روم
گرچہ دل چون سنگ خارا مے کند ‖ جان من عزم بخارا مے کند
مسکنِ یار است و شہر شاہ من ‖ پیشِ عاشق این بود حب الوطن

ابلعی یا ارض دمعی قد کفی ‖ اشربی یا نفس وِردًا قد صفا
عدت یا عیدی الینا مرحبا ‖ نعم ما روحت یا ریح الصبا
بولا ای یارو مین رخصت اب ہوا ‖ جانب اُس صدرِ جہان کے مین چلا
دمبدم اُس سوز مین بھنتا ہون مین ‖ اس جگہ جو ہو سو ہو جاتا ہون مین
سنگ خارا اگرچہ ہے دل ہو دے ‖ جان مری عزم بخارا رکھتی ہے
شاہ کا ہی شہر و جائی جان من ‖ آگے عاشق کے ہی یہ حب الوطن

پُرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہرہا کدام بہتر ست

پوچھنا معشوق کا عاشق مسافر اپنے سے کہ شہرون مین سے کونسا بہتر ہے

گفت معشوقی بعاشق کای فتی ‖ تو بغربت دیدہ بس شہرہا
پس کدامین شہر زانہا خوشتر ست ‖ گفت آن شہری کہ در وے دلبر ست
ہر کجا باشد شہ ما را بساط ‖ ہست صحرا گر بود سم الخیاط
ہر کجا یوسف رخے باشد چو ماہ ‖ جنت ست آن گرچہ باشد قعر چاہ
با تو دوزخ جنت ست ای جانفزا ‖ با تو زندان گلشن ست ای دلربا
شد جہنم با تو رضوان و نعیم ‖ بے تو شد ریحان و گل نارِ جحیم
ہر کجا تو با منی من خوشدلم ‖ ور بود در قعر گورے منزلم
خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود ‖ کہ مرا با تو سرو سودا بود
بس دراز ست این سخن در انتظار ‖ عاشقِ صدرِ جہان شد شکبا

بولا معشوق عاشق اپنے سے کہ اب ‖ بس سفر مین تونے دیکھے شہر سب
کونسا بس شہر اُسمین خوب ہے ‖ بولا وہ جسمین مرا محبوب ہے
جس جگہ ہو فرش میرے شاہ کا ‖ ہو وہ صحرا اگر ہو ناکا سوئی کا
ہووے یوسف رخ جہان مانند ماہ ‖ ہو وہ جنت گرچہ ہووے قعر چاہ
ساتھ تیرے دوزخ اب جنت ہی یار ‖ ساتھ تیرے قید ہی باغ و بہار
ساتھ تیرے ہو سقر باغِ نعیم ‖ بے ترے گلشن ہوا نارِ جحیم
جس جگہ تو ساتھ ہو خوشدل ہون مین ‖ گرچہ منزل میری ہووے قبر مین
دونون عالم سے وہ خوشتر ہووے جا ‖ ساتھ تیرے عشق ہووے بس مرا
بات یہ بیحد ہے اندر انتظار ‖ عاشقِ صدرِ جہان ہی اشکبار

منع کردن دوستان او را از مراجعت بہ بخارا

منع کرنا دوستون کا پھر جانے بخارا سے

سلہ بولا الخ یہ شعر معشوق نے اپنے عاشق سے کہا کہ تونے سفر مین بہت شہر دیکھے ہین اُسمین کونسا شہر بہتر ہے کہا وہ شہر کہ جسمین میرا محبوب ہے آگے حقائق ہین جس جا میرے شاہ کا فرش ہو وہ صحرا ہے اگرچہ سوراخ سوزن ہو جس جا رخ یوسف کا ماہ کے مانند ہو وہ جنت ہے اگرچہ قعر چاہ ہو یعنے جس جا یار ہو وہ صحرا گلشن و چاہ جنت ہے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ ساتھ تیرے الخ ۵ شعر ای یار تیرے ساتھ دوزخ جنت ہے اور تیرے ساتھ زندان بستان ہی تیرے ساتھ دوزخ جنت ہوئی اور بے تیرے گلشن نار دوزخ ہوئی جس جا تو ساتھ ہو مین خوشدل ہون اگرچہ میری منزل قبر مین ہووے دونون عالم سے وہ جا خوشتر ہووے کہ تیرے ساتھ جو عشق ہووے میرا یہ بات بے انتہا ہی کہ انتظار مین عاشق صدر جہان کا اشکبار ہے آگے ممانعت دوستون کی ہی فافہم ۱۲ سلہ نوش کر ای زمین کہ آنسو میرے تجھکو کفایت کرتے ہین ۱۲ سلہ پی اے نفس وہ پانی محبت کا کہ صاف ہوا ہی ۱۲ سلہ لوٹا تو اے عید کہ میری طرف آفرین ہو جیو ۱۲ سلہ تو نیک ہی کہ خوشنود کیا تونے ای باد صبا ۱۲

گفت او را ناصحے کای بے خبر | عاقبت اندیش اگر داری ہنر
در نگر پس را ز عقل و پیش را | ہمچو پروانہ مسوزان خویش را
چون بخارا مے روی دیوانۂ | لائقِ زنجیر و زندان خانۂ
او ز تن آہن ہمی خاید ز خشم | او ہمے جوید ترا با بیست چشم
می کند او تیز از بہر تو کارد | او سگِ قحط ست تو انبان آرد
چون ہدی و خدایت راہ داد | سوے زندان میروے چونت فتاد
بر تو گردہ گون موکل آمدے | عقل بایستے کز ایشان کم زدے
چون موکل نیست بر تو ہیچکس | از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
عشق پنہان کردہ بود او را اسیر | آن موکل را نمی دید آن نذیر
ہر موکل را موکل مختفی ست | ورنہ او در بند سگ طبعی ز چیست
خشم شاہِ عشق بر جانش نشست | بر عوانی و سیہ روئیش ببست
میزند آنرا کہ ہین این را بزن | زان عوانانِ نہان افغان من
ہر کہ بینی در زیانے مے رود | گرچہ تنہا با عوانے میرود
گر ازو واقف بدے افغان زدے | پیش آن سلطان سلطانان شدے
ریختی بر سر بہ پیش شاہ خاک | تا امان دیدی ز دیوِ سہمناک
میر دیدی خویش را ای کم ز مور | زان ندیدی آن موکل را تو کور

اس سے [۵۱] ناصح نے کہا کہ بے خبر | سوچ آخر کو جو رکھتا ہے ہنر
عقل سے دیکھ اول و آخر کو تو | مثل پروانہ جلا مت آپ کو
جو بخارا جائے دیوانہ ہے تو | لائق زنجیر اور زندان کے تو
دانت چابے ہے وہ تجھپر خشم سے | بیس آنکھوں سے وہ ڈھونڈھے ہے تجھے
تیز کرتا ہے چھری تیرے لیئے | قحط کا وہ سگ تو گون آٹے کی ہے
تو چھٹا رستہ تجھے حق نے دیا | پھر تو زندان جائے تجھکو کیا ہوا
تجھپہ دس گونہ موکل آئے گر | عقل یہ تھی اُنسے تو چھپتا مگر
جو موکل بھی کوئی تجھپر نہین | پیش و پس پھانسے ہے کیون اپنے تئین
عشق نے [۵۲] پوشیدہ پھانسا اسکو تھا | نے موکل سوجھتا ناصح کو تھا
ہے موکل پر موکل ذو فنون | قید سگ طبعی مین ہے ورنہ وہ کیون
اسکی جان پر خشم شاہ عشق تھا | نگہبانی پر اُسے قائم کیا
اسکو ماری ہے کہ مار اب تو اسے | نگہبانِ خفیہ سے فریاد ہے
جسکو تو دیکھے زیان مین جائے ہے | اگرچہ تنہا ہے موکل لائے ہے
گر تو واقف اس سے ہوتا چیختا | آگے اُس شاہِ جہان کے پہونچتا
آگے شہ کے خاک سر پر ڈالتا | تا امان اس دیو سے تو دیکھتا
خود کو حاکم جانا [۵۳] کم چیونٹی سے ہے | اس موکل کو نہ دیکھا اس لیئے

۵۱ اُس سے الخ۔ شعر اس سے ناصح نے کہا کہ ای بیخبر آخر کو سوچ تو ہنر رکھتا ہی اول و آخر کو عقل سے دیکھ مثل پروانہ کے خود کو مت جلا جو بخارا کو تو جاتا ہی دیوانہ ہی تو لائق زنجیر و زندان کے ہے بجھپر دانت چابتا ہی غصہ سے اور تجھکو بیس آنکھون سے ڈھونڈھتا ہی تیرے لیئے چھری تیز کرتا ہی وہ قحط کا سگ ہی اور تو گون آٹے کی ہی جو تو چھٹا حق نے تجھے رستہ دیا تو پھر زندان جاتا ہی تجھکو کیا ہوا اگر تجھپر دس گونہ موکل آئے عقل چاہتی ہی کہ تو اُنسے چھپتا جو تجھپر موکل نہین ہی تو خود کو پیش و پس کیون پھانستا ہی یعنے جبکہ تعلقات دُنیا سے چھوٹا پھر کیون بلائے دُنیا مین پھنستا ہی کیونکہ عقل مطلق چاہتی ہی مقیدی نہین چاہتی ہی پھر تجھپر کون موکل ہی کہ وہ تجھ کو ادھر لیئے جاتا ہی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۵۲ عشق نے الخ۔ شعر عشق نے اُسکو پوشیدہ پھانسا تھا نہ وہ موکل ناصح کو دیکھتا ہر ایک موکل پر موکل پوشیدہ ہی ورنہ سگ طبعی کی قید مین وہ بیان کیون ہی شاہ عشق کا خشم اُسکی جان پر تھا کہ اُسکو نگہبانی پر قائم کیا تھا اُسکو مارتا ہی کہ تو اسکو مار نگہبان پوشیدہ سے فریاد ہی جسکو تو دیکھے کہ زیان مین جاتا ہی اگرچہ وہ تنہا ہی موکل لاتا ہی اگر تو اس سے واقف ہوتا چیختا اور آگے اُس شاہ شاہون کے پہونچتا آگے اُسکے تو خاک سر پر ڈالتا تا اُس دیو سے تو امان دیکھتا یعنے عشق کا ایک موکل پوشیدہ ہی کہ سالک کو جانب یار کھینچتا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ ۵۳ خود کو الخ۔ شعر تو خود کو حاکم جانتا ہی اور چیونٹی سے تو کم ہی اسواسطے اس موکل کو نہین دیکھتا ہی ان چھوٹے پرون سے تو غرہ کرتا ہی ایسے پر کو جو تجھکو آفت مین ڈالین بس تو پرون کو سبک رکھ کہ بلندی پر اُڑین جگہ مٹی سے بھر جائے تو عاجز رہے تو کوشش کر اور پرپٹی سے نہ بھر تو ہرا ہی اور نصیحت میری کہنہ تر ہے یعنے اس جسم عاجز سے تو آسمانون پر کب جا سکتا ہی کوشش کر اور خودی سے خود کو پاک رکھ کر یار تک رسائی ہو آگے رجوع القصہ ہی القصہ عاشق کو نصیحت بہت کی ناصحون نے مانند ققنس کے یعنے ققنس ایک جانور ہے کہ جب اسکو مستی آتی ہی تو وہ ہیزم جمع کر کے اُسپر بیٹھکر آواز کرتا ہی چونکہ اُسکی منقار مین چند سوراخ ہوتے ہین تو آواز موزون نکلتی ہی اور اُسکے سوز سے ایک آتش پیدا ہوتی ہی کہ وہ ہیزم کے روشن ہونے سے جل جاتا ہی جبکہ بارش ہوتی ہی تو اُس خاک سے پھر ایک وہی جانور پیدا ہو کر اُڑ جاتا ہی بقول بحر العلوم پس اسکے مانند ناصحون نے سوز نصیحت سے عاشق کو جلایا مگر کچھ اثر نہ ہوا فافہم ۱۲

غرہ گشتی زین دو غین پرّ و بال ‎— پرّ و بالے کو کشد سوئے وبال
پر سبک دارد رہِ بالا کند ‎— چون گل آلو شد گرانیہا کشد
جہد کن پر را گل آلودہ مکن ‎— لیک گوشت کر شد و پندم کہن
پند داد القصہ عاشق را بسے ‎— عاذل بیدرد ہمچون ققنسے

غرہ ان جھوڈ پرون سے کرتا ہی ‎— ایسے پر آفت مین جو ڈالین تجھے
پر سبک رکھ تا بلندی پر اڑے ‎— جبکہ مٹی سے بھرے عاجز رہے
کر تو کوشش پر کو مٹی سے نہ بھر ‎— تو ہے بہرا پند میری کہنہ تر
پند القصہ بہت عاشق کو دی ‎— ناصحون نے مثل ققنس اے اخی

جواب مرد عاشق عاذلان نصیحت کنندگان را از راہِ عشق ‎— لاابالی کہنا عاشق کا ناصحون کو از راہ عشق کے

گفت ای ناصح خمش کن چند پند ‎— پند کم دہ زانکہ بس سخت ست بند
سخت تر شد بند من از پند تو ‎— عشق را نشناخت دانشمند تو
آنطرف کہ عشق مے افزود درد ‎— بوحنیفہ و شافعی درسے نکرد
تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من ‎— تشنہ زارم بخون خویشتن
عاشقان را ہر زمانے مردنیست ‎— مردنِ عشاق خود یک نوع نیست
او دو صد جان دارد از نور ہدے ‎— وان دو صد را می کند ہر دم فدا
ہر یکے جان را ستاند صد بہا ‎— از نبی خوان عشرۃ امثالہا
گر بریزد خون من آن دوست رو ‎— پای کوبان جان برافشانم برو
آزمودم مرگ من در زندگیست ‎— چون رہم زین زندگی پایندگیست
اقتلونی اقتلونی یا ثقات ‎— اِنّ فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا ‎— اجتذب قلبی وجدلی باللقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا ‎— لو یشا یمشی علی عینی مشا
پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست ‎— عشق را خود صد زبان دیگر ست

بولا[1] اے ناصح تو چپ کب تک یہ پند ‎— پند کم کر کیون کہ ہی یہ سخت بند
بند میرا سخت تیری پند سے ‎— عشق پہچانا نہ تیری جان نے
اس طرف کہ عشق کو ہو ولولہ ‎— بوحنیفہ شافعی نے نہ پڑھا
مت ڈرا تو مارے جانے سے مجھے ‎— مین پیاسا خون کا ہون آپ سے
عاشقونکو ہر گھڑی اک موت ہے ‎— عاشقون کی موت نے اک طور ہے
اسکو دو سو جان دی نور ہدی ‎— کرتا ہی دو سو کو وہ ہر دم فدا
لیتا ہی ہر ایکجان کی دین بہا ‎— پڑھ قرآن سے عشرۃ امثالہا
گر بہاے[2] خون میرا یار دو ‎— رقص کرتا اسکو دون مین جان کو
آزمایا موت میری زندگی ‎— زندگی کیون چھوڑون ہی پایندگی
اقتلونی اقتلونی یا ثقات ‎— اِنّ فی قتلی حیاتا فی حیات
یا منیر الخد یا روح البقا ‎— اجتذب قلبی وجدلی باللقا
لی حبیب حبہ یشوی الحشا ‎— لو یشا یمشی علی عینی مشا
گرچہ تازی خوب ہے کہ فارسی ‎— عشق کی ہین سو زبانین دوسری

سلہ بولا الخ، شعر عاشق نے کہا کہ اے ناصح تو چپ رہ کب تک یہ نصیحت کریگا اب نصیحت کم کر کیونکہ مین سخت قید ہون میری قید تیری نصیحت سے زیادہ سخت ہے تیری جان نے عشق کو نہین پہچانا اس طرف کہ عشق کو ولولہ ہو بوحنیفہ اور شافعی نے وہان سبق نہین پڑھا تو مجکو مارے جانے سے مت ڈرا مین خود سے پیاسا خون کا ہون ہر دم عاشقون کو ایک موت ہے کیونکہ عاشقون کو ایک طور پر موت نہین ہے نور ہدی اسکو دو سو جان دے اور ہر دم دو سو کو فدا کرتا ہے ہر ایک جان کی دش بہا لیتا ہی تو قرآن مین پڑھ عشرۃ امثالہا یعنے عاشق ہر دم جان فداے یار کرتا ہی اور یار ایک کے عوض دش جان دیتا ہی باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲۔

سلہ گر بہاے الخ ۶ شعر اگر وہ یار میرا خون بہانے مین رقص کرتا ہوا اسکو جان دون آزمایا ہی کہ موت میری زندگی ہی ترجمہ مجھکو قتل کرو تم اے دوستو تحقیق قتل مین میرے حیات اندر حیات کے ہی اے روشن منھ اے روح بقا کھینچ میری روح کو اور دے ملاقات اپنی واسطے میرے ایک دوست ہے کہ محبت اسکی نے میرے اعضاے اندرونی کو پھونک دیا ہے اگر چاہے پھرنا اوپر آنکھ تیری کے پھرے اگرچہ تازی خوب ہی اب فارسی کہہ عشق کی سو زبانین دوسری ہین یعنے اگر عاشق کو یار قتل کرے تو حیات اندر حیات کے ہی کیونکہ موت میری زندگی بلکہ پایندگی ہی آگے بیان عشق کا ہی فافہم ۱۲ - سلہ قتل کرو تم مجھکو اے دوستو ۱۲ سلہ تحقیق قتل مین میرے حیات اندر حیات کے ہی ۱۲ - سلہ اے روشن منھ والے روح بقا ۱۲ سلہ جذب کرو روح میری کو اور دے ملاقات اپنی ۱۲ سلہ واسطے میرے ایک دوست ہی کہ محبت اسکی نے جلا دیا دل میرے کو ۱۲

بوی آن دلبر چو پران مے شود ۔ این زبانہا جملہ حیران می شود
بس کنم دلبر در آمد در خطاب ۔ گوش شو واللہ اعلم بالصواب
چونکہ عاشق توبہ کرد اکنون بترس ۔ کو چو عیاران کند بر دار درس
گرچہ آن عاشق بخارا میرود ۔ نی بدرسے و نی باستا مے رود
خلع کن خود را ز خود بیزار شو ۔ بعد ازان اندر حرم بر کار شو
عاشقانرا شد مدرس حسن دوست ۔ دفتر و درس و سبق شان روی اوست
خامشند و نعرۂ تکرار شان ۔ میرود تا عرش و تخت یار شان
درس شان آشوب و چرخ و ولولہ ۔ نی زیادات ست و باب سلسلہ
سلسلہ این قوم جعد مشکبار ۔ مسئلہ دورست اما دور یار
مسئلہ کیس ار بپرسد کس ترا ۔ گو نگنجد گنج حق در کیسہ ہا
گر دم خلع و مبارا مے رود ۔ بد مبین ذکر بخارا مے رود
ذکر ہر چیزے دہد خاصیتے ۔ زانکہ دارد ہر عرض ماہیتے
در بخارا در ہنرہا بالغے ۔ در بخواری و ہنی زو فارغے
آن بخاری قصۂ دانش ندشت ۔ چشم بر خورشید بنیش می گماشت
ہر کہ در خلوت ببنیش یافت راہ ۔ او ز دانشہا نجوید دستگاہ
با جمال جان چو شد ہم کاسئہ ۔ باشدش ز اخبار دانش تاسئہ
دید بر دانش بود غلت فزا ۔ زین ہمے دنیا بچربد عامہ را

جو کہ اس گلرو کی بوئین اُڑتی ہین ۔ یہ زبانین جملہ حیران ہوتی ہین
چپ ہوئین یار کرتا ہی خطاب ۔ سن اسے واللہ اعلم بالصواب
توبہ عاشق نے کری اب خوف سے ۔ کہ کہ جون عیار چڑھ تو دار پے
گرچہ وہ عاشق بخارا جاے ہی ۔ نی سکھانے سے کسی اُستاد کے
خود کو چھوڑ اور خود سے تو بیزار ہو ۔ اور حرم مین بعدہٗ باکار ہو
عاشقون کا ہی مدرس حسن یار ۔ اُنکے پڑھنے کی کتب روی نگار
چپ ہین وہ اور دمبدم بس انکی آہ ۔ جاتی ہی تا عرش و تخت باد شاہ
درس انکا وجد و حال و ولولہ ۔ نی زیادات و نہ باب سلسلہ
سلسلہ اس قوم کا زلف نگار ۔ مسئلہ ہے دور کا پر دور یار
تجھسے پوچھے مسئلہ گر کیس کا ۔ کہہ نہ کیسہ مین بھرے گنج خدا
ذکر گر خلع و مبارا کا رہے ۔ بد نگہ ذکر بخارا ہوتا ہے
ذکر ہر اک چیز کا دی خاصیت ۔ کیونکہ رکھتا ہر عرض ہے ماہیت
تو بخارا مین ہنرمندی رکھے ۔ جبکہ خواری کے پا فارغ اس سے ہی
اس بخاری کو نہ دانش سے اثر ۔ شمس بنیش پر وہ رکھتا تھا نظر
جسکو خلوت مین ہوئی بنیش سے راہ ۔ وہ نہین دانش سے ڈھونڈھے دستگاہ
جو جمال جان سے ہم پیالہ ہوا ۔ مضطرب اخبار دانش سے رہا
دید جو دانش پہ غلبہ رکھتی ہے ۔ عام کو دے دھوکہ دنیا اس لیے

لے جو کہ الخ۔ شعر جو کہ اُس گلرو کی بوئین اُڑتی ہین تو یہ جملہ زبانین حیران ہوتی ہین مین چپ رہون یار خطاب کرتا ہے تو اسے سن اللہ خوب جانتا ہی جو عاشق توبہ نہین کرتا ہی خوف سے کہہ دو کہ عیار کے مانند چڑھ دار پر اگرچہ وہ عاشق بخارا کو جاتا ہی کسی اُستاد کے سکھانے سے نہین تو خودی کو چھوڑ اور خود سے بیزار ہو اور حرم مین بعدہٗ کام کر کیونکہ عاشقون کا مدرس حسن یار ہے اور اُنکے پڑھنے کی کتاب روے نگار ہی یعنے عاشق حسن پرست ہی اور رُخ محبوب سے معرفت حاصل کرتا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سے چپ ہین وہ الخ۔ شعر وہ چپ ہین اور دمبدم اُنکی آہ جاتی ہی تا عرش و تخت بادشاہ انکا درس وجد و حال و ولولہ ہی نہ زیادہ و نہ باب سلسلہ باب کتابون کا ہی اس قوم کا سلسلہ زلف یار ہی اور مسئلہ دور کا دور یار ہی یعنے عاشقونکو علم وجد و حال مشاہدہ و روے نگار سے حاصل ہوتا ہی نہ درس کتابون سے و قیل و قال سے اگر تجھ سے پوچھین مسئلہ کیس کا کہدی کر کیسہ نہین بھرتا ہی گنج خدا کا اگر ذکر خلع و مبارا کا رہی تو بد نہ کہہ ذکر بخارا ہوتا ہی ہر ایک چیز کا ذکر خاصیت دیتا ہی کیونکہ ہر ایک عرض ماہیت رکھتا ہی یعنے اگر ذکر اطلاق کا ہووی تو اُسکو مراد جان کہ وہ ذکر بخارا ہی کہ تو اس سے علٰحدہ ہوا ہی یعنے عاشق کے دید و جود ذکر ہر شی کا ہو وہ اُس سے علٰحدہ ہوتا ہی فافہم ۱۲ سے تو بخارا مین الخ۔ شعر تو ہنرمندی بخارا مین رکھتا ہی جبکہ خواری پائی اُس سے فارغ ہی اُس بخاری کو دانش سے اثر نہین وہ شمس بنیش پر نظر رکھتا ہی جسکو خلوت مین بنیش سے راہ ہوئی وہ دانش سے دست قدرت نہین ڈھونڈھتا ہی یعنے جو بخاری کہ علم ہنر رکھتا ہی بعد مرنے کے وہ علم و ہنر اسکا نہین رہتا ہی اور جو کہ اہل معنی ہے وہ دانش سے یعنی علم الیقین سے اثر نہین رکھتا ہی الا شمس بنیش یعنے عین الیقین پر نظر رکھتا ہی بس جسکو عین الیقین حاصل ہی وہ علم الیقین سے دست قدرت نہین چاہتا ہی جو شخص جان کے جمال سے ہم پیالہ ہوا اخبار دانش سے وہ مضطرب رہا جو دید دانش پر غلبہ رکھتی ہے اس لیے دنیا عام کو دھوکا دیتی ہی کیونکہ وہ دنیا کو عین دیکھتے ہین اور اُس جہان کو قرض و دین جانتے ہین اِس جہان کو نقد دیکھتے ہین اور اس جہان کو اُدھار دیکھتے ہین یعنے ظاہر بین دنیا کو عین جانتے ہین اور اُس جہان کو قرض و اُدھار سمجھتے ہین جانب قصۂ اس جوان کے پھر جا کہ صدر جہان کے غم سے پُر جفا ہی آگے قصۂ عاشق کا ہی فافہم ۱۲۔

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
زانکہ دنیا را ہمی بینند عین	وان جہانی را ہمے مانند دین	دیکھتے ہین کیونکہ دُنیا کو وہ عین	جانتے ہین اُس جہانکو قرض دین
کاین جہان زانقد می بینند فاش	وان جہان ز انسیہ می بینند لاش	اس جہان کو دیکھتے ہین نقد کار	اس جہانکو دیکھتے ہین بس اُدھار
باز رو سوی حدیث آن جوان	کز غم صدر جہان شد ناتوان	سوے قصہ اُس جوان کے پھر تو جا	ہے غم صدر جہان سے پُر جفا

رونہادن آن عاشق بسوئے بخارا　متوجہ ہونا اُس عاشق کا طرف بخارا کے

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	ترجمہ
رونہاد آن عاشق خونابہ ریز	دل طپان سوی بخارا گرم و تیز	وہ ہوا متوجہ عاشق اشک ریز [1]	دل طپان سوئے بخارا گرم و تیز
ریگ آموں پیش او ہمچو حریر	آب جیحون پیش او چون آبگیر	ریگ آموں اُسکے آگے جون حریر	آب جیحون اُسکے آگے جون غدیر
آن بیابان پیش او چون گلستان	میفتاد از خندہ اش چون گلستان	وہ بیابان اُسکے آگے جون چمن	کرتا تھا گلچین سا وہ خندہ زن
در سمرقندست قند اما لبش	از بخارا یافت و آن شد مذہبش	قند ہے اندر سمرقند اُسکا لب	لے بخارا سے وہی مذہب ہے اب
اے بخارا عقل افزا بودہ	لیک از من عقل و دین بر بودہ	اے بخارا عقل افزا تو تو تھا [2]	عقل و دین کو مجھ سے لیکن لے لیا
بدر می جویم ازانم چون ہلال	صدر می جویم درین صف نعال	بدر ڈھونڈھوں اسلئے ہون جون ہلال	ڈھونڈتا ہون صدر در صف نعال
چون سواد آن بخارا را بدید	در سواد غم بیاضے شد پدید	جو بخارا کی اُسے سرحد ملی	غم کی ظلمت مین سفیدی اک کھلی
ساعتے افتاد بیہوش و دراز	عقل او پرید در بستان راز	ایک ساعت اسکو بیہوشی رہی	راز کے بستان مین عقل اسکی گئی
بر سر و رویش گلابے میزدند	از گلاب عشق او غافل بدند	بس گلاب اُسکے چھڑکتے منہ پہ تھے	اُسکے غافل تھے گلاب عشق سے
او گلستانے نہانی دیدہ بود	غارت عشقش ز خود ببریدہ بود	اُسنے دیکھا تھا گلستان نہان	عشق نے لوٹا تھا خود سے اسکو یان
تو فسردہ درخور این دم نۂ	با شکر مقرون نۂ گر خود نۂ	عشق کے لائق نہ افسردہ تو ہے	گرچہ خود نَے ہے شکر کو نے رکھے
رخت عقلت با تو ہست و عاقلی	وز جنود الم ترو ہا غافلی	تو ہے عاقل رکھے سامان عقل کا	پر جنود الم ترو ہا جانے کیا
این سخن پایان ندارد تیز ران	تا رود سوے بخارا آن جوان	بات یہ بیحد ہے جلدی ہو روان	تا کہ جائے وہ بخارا کو جوان

[1] وہ ہوا الخ ۱۳ شعر وہ عاشق متوجہ ہوا اشک ریز اور دل طپان جانب بخارا کے گرم و تیز ریگ صحرا کی اُسکے آگے مانند حریر کے اور آب جیحون کا اُسکے آگے مانند چمن کے تھا اور وہ مثل گلچین کے خندہ زنی کرتا تھا سمرقند مین قند ہے مگر اُسکا لب بخارا سے قند لیتا ہے وہی مذہب اُسکا ہے آگے بخارا کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] اے بخارا الخ ۹ شعر اے بخارا تو تو عقل افزا تھا لیکن مجھسے عقل و دین کو لے گیا بدر ڈھونڈھتا ہون اس لیئے مانند ہلال کے ہون اور ابتدا مین ڈھونڈھتا ہون انجام کار کو یعنے اے بخارا تو تو عقل افزا تھا میری عقل تونے کیون کھو دی آگے رجوع بقصہ ہے جو اُسکو بخارا کی سرحد دکھائی دی ظلمت غم مین ایک سفیدی معلوم ہوئی اُسکو ایک ساعت بیہوشی رہی بستان راز مین اُسکی عقل گئی بس اُسکے منھ پر گلاب چھڑکے تھے مگر اُسکے گلاب عشق سے غافل تھے اُسنے گلستان نہان دیکھا تھا اسکو عشق نے خود سے لوٹا تھا آگے حقائق ہین اے افسردہ تو عشق کے لائق نہین ہے اگرچہ تو خود سے نے ہے و لے شکر کو نہین رکھتا ہے تو عاقل ہے اور سامان عقل کا رکھتا ہے لیکن جنود الم تر دہا کیا جانے یعنے اے افسردہ دل تو عشق کے لائق نہین ہے بلکہ چہرہ عاشقونکی صورت رکھتا ہے و لے عشق سے بے بہرہ ہے بات یہ بے انتہا ہے جلد روان ہو تا کہ وہ بخارا کو جائے آگے عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

در آمدن آن عاشق لاابالی در بخارا و تهدید کردن دوستان او را از پیدا شدن

اندر آمد در بخارا شادمان — پیش معشوق خود و دار الامان
همچو آن مستے که پرّد بر اثیر — مه کنارش گیرد و گوید که گیر
هرکه دیدش در بخارا گفت خیز — پیش از پیدا شدن منشین گریز
که ترا می جوید آن شه خشمگین — تا کشد از جان تو ده ساله کین
الله الله در میا در خون خویش — تکیه کم کن بر دم و افسون خویش
شحنهٔ صدر جهان بودے دراد — معتمد بودے مهندس اوستاد
هم مشیرش بودی و هم محترم — گشته از بهر گناهے متهم
عذر کردی در جزا بگریختی — رسته بودی باز چون آویختی
از بلا بگریختی با صد حیل — ابلهی آوردت اینجا یا اجل
ای که عقلت بر عطارد دق کند — عقل و عاقل را قضا احمق کند
نحس خرگوشے که باشد شیر جو — زیرکی و عقل و چالاکیت کو
هست صد چندین فسونهاے قضا — گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
صد ره و مخلص بود از چپ و راست — از قضا بسته شود گر اژدهاست

آنا اُس عاشق لاابالی کا بخارا میں اور ڈرانا دوستوں کا اسکو ظاہر ہونے سے

وہ[۱] بخارا میں پس آیا شادمان — پاس یار اپنے کے تھی جا امان
مثل ایسے مست کے کہ چرخ پے — پس اُڑے اور مہ بغل میں اسکو لے
جسنے دیکھا پس بخارا میں اُسے — بولا بھاگ اوّل سے نے دیکھے تجھے
کہ[۲] ترا جویا ہے شاہ خشمگین — دس برس کا تیری جان سے ہوئی کین
اللہ اللہ خون میں اپنے مت پڑے — مت بھروسا کر تو اپنے مکر پے
شحنۂ صدر جہان تھا یار تھا — معتمد تھا ہندسہ کا اوستا
بس مشیر اُسکا تھا تو بھی محترم — اک گنہ سے ہو گیا تو متہم
عذر کرکے تو جزا سے تھا چھٹا — بچ گیا تھا پھر بلا میں کیوں پڑا
تو بلا سے بھاگا سو حیلہ کرے — بیوقوفی یا اجل لائی تجھے
عقل تیری چرخ عطارد کو رکھے — عقل و عاقل کو قضا احمق کرے
شیر کو ڈھونڈھے وہ خرگوش اب بڑا — عقل تیری کیا ہوئی ہمکو بتا
سیکڑوں حیلوں سے آتی ہی قضا — سچ ہی اذا جاء القضا ضاق الفضا
بھاگنے کے رستے ہیں بے انتہا — پر قضا پھانسے اگرچہ ہے اژدہا

جواب دادن عاشق عاذلان و تهدید کنندگان را

گفت من مستسقیم آبم کشد — گرچه میدانم که هم آبم کشد

جواب دینا عاشق کا ملامت کرنیوالوں و ڈرانیوالونکو

بولا[۳] مستسقی ہوں کھینچے مجھکو آب — گرچہ میں جانوں کہ مارے مجھکو آب

---

[۱] وہ بخارا میں الخ ۲ شعر پس وہ بخارا میں خوش خوش آیا کہ اپنے یار کے پاس جگہ امن کی تھی آگے اسکی مثال ہے ایسے مست کی مانند کہ چرخ پر اڑے اور ماہ اسکو بغل میں لے جسنے بخارا میں اسے دیکھا کہا تو اول سے بھاگے کہ تجکو یار نے ابھی نہیں دیکھا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۲] کہ ترا الخ ۱۰ شعر اگر وہ بادشاہ خشمگین تجھے دیکھے دس برس کا کینہ تیری جان سے لیوے اللہ اللہ تو اپنے خون میں مت پڑ اور بھروسا مت کر اپنے مکر پر تو صدر جہان کا شحنہ تھا اور یار تھا معتمد اور ہندسہ کا اُستاد تھا بھی تو مشیر بھی تھا اور محترم تھا اسکا ایک گناہ سے تو متہم ہوگیا تو عذر کرکے جزا سے چھٹا تھا بچ گیا تھا پھر بلا میں کیوں پڑا تو نے سو حیلے کیے و بلا سے بھاگا بیوقوفی یا اجل تجکو لائی ہے تیری عقل عطارد کو چرخ رکھے عقل و عاقل کو قضا احمق کرے آگے اسکی مثال ہے جو شیر کو ڈھونڈھے وہ خرگوش بڑا ہے تیری عقل و چالاکی کہاں ہے بتلا قضا کے حیلے و فریب بہت سے ہیں جس وقت آتی ہے قضا تنگ ہو جاتا ہے میدان بھاگنے کا سو رستے ہیں ہر جگہ و لیکن اگرچہ اژدہا ہے لیتے تو بلا سے بچا اب کیوں بلا کی طرف خود جاتا ہے معلوم ہوا کہ تجکو قضا آگے لے جاتی ہے آگے جواب عاشق کا ہے فافہم ۱۲۔

[۳] بولا الخ ۹ شعر کہا کہ میں مستسقی ہوں مجھے آب کھینچتا ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مجکو آب ماریگا کوئی مستسقی آب سے نہ بھاگے اگرچہ دو سو بار اسکو آب خراب کرے اگر ہاتھ پاؤں و پیٹ میرے سوجیں عشق پانی کا مجھے کم نہ ہووے جو میرے باطن سے پوچھیں تو کہوں کاش میرے اندر دریا ہوتا باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲۔

هیچ مستسقی نه بگریزد ز آب / گر دو صد بارش کند مات و خراب
کوئی مستسقی نہ بھاگے آب سے / گر دو صد بار اسکو ابتر وہ کرے

گر بر آماسد مرا دست و شکم / عشق آب از من نخواهد گشت کم
ہاتھ پاؤن پیٹ گر سو جین مرے / عشق پانی کا نہ کم ہو کچھ مجھے

گویم آنگه گر بپرسند از بطون / کاشکے بحرم روان بودے درون
میرے باطن سے جو پوچھین تو کہون / کاش ہوتا میرے دریا اندرون

خیک اشکم گو بدر ز موج آب / گر بمیرم هست مرگم مستطاب
مشک میرے پیٹ کی گو پھاڑے آب / گر مرون ہے مرگ میری مستطاب

من بهر جا که ببینم آب جو / رشکم آید بودمی من جاے او
جس جگہ دیکھون ہون نالہ آب کا / رشک آتا ہے مین ہوتا اسکی جا

دست همچون دف و شکم همچون دهل / طبل عشق آب می کوبم چو گل
ہاتھ جون دف پیٹ ہی مثل دہل / ڈھول کوٹون عشق پانی کا چو گل

گر بریزد خونم آن روح الامین / جرعه جرعه خون خورم همچون زمین
خون ڈھو دے میرا وہ روح الامین / قطرہ قطرہ خون پیون مین چون زمین

چون زمین و چون جنین خونخواره ام / تا که عاشق گشته ام این کاره ام
جون زمین و بچہ خونخواری مجھے / جیسے عاشق ہون مرا یہ کام ہے

شب همی جوشم در آتش همچو دیگ / روز تا شب خون خورم مانند ریگ
آگ مین پرجوش شب کو مثل دیگ / خون دن بھر کھاؤن مین مانند ریگ

من پشیمانم که مکر انگیختم / از مراد خشم او بگریختم
ہون پشیمان مکر مین نے کیون کیا / کیون مراد خشم سے اسکے پھرا

گو بران بر جان مستم خشم خویش / عید قربان اوست عاشق گاو میش
کہہ دو غصہ میری جان پر وہ کرے / عید قربان وہ یہ عاشق گاؤ ہے

گاو اگر خسپد و گر چیزے خورد / بهر عید و ذبح خود مے پرورد
گاؤ سوئے گردیا خود کچھ چرے / پالا عید اور ذبح کرنے کے لیئے

گاو موسی دان مرا جان داده / جزو جزوم حشر هر آزاده
گاؤ موسی ہون مجھے جان کی عطا / جزو میرا حشر ہر آزاد کا

گاو موسی بود قربان گشته / کمترین جزوش حیات کشته
گاؤ موسی کا تھا بس قربان ہوا / اسکا کمتر جز حیات کشتہ تھا

بر جهید آن کشته ز آسیبش ز جا / در خطاب اضربوه ببعضها
اسکے صدمہ سے وہ کشتہ جی اٹھا / اضربوہ ببعضہا کہتا ہوا

یا کرامی اذبحوا هذا البقر / ان اردتم حشر ارواح النظر
اے مکرم اذبحوا ہذا البقر / ان اردتم حشر ارواح النظر

از جمادی مردم و نامی شدم / پس چه ترسم کز مردن کم شدم
مین جمادی سے مرا نامی ہوا / کیون ڈرون مرنے سے مین کب کم ہوا

مردم از حیوانی و آدم شدم / وز نما مردم بحیوان سر زدم
مین جو حیوان سے مرا آدم ہوا / اور سبزے سے ہوا حیوان بڑھا

سه او ر پیٹ جزو کا ۱۲ عه اگر طالب ہو خونخوار دن و ہاؤن سے ۱۲

سله مشک الخ شعر میرے پیٹ کی مشک کو آب پھاڑے اگر مین مرون میری مرگ پاک ہے جس جا نالہ آب کا دیکھتا ہون رشک آتا ہے کہ مین اسکی جا ہوتا ہاتھ مثل دف و پیٹ مثل دہل کے ہے عشق آب کا ڈھول کوٹون مانند گل کے وہ روح الامین خون میرا بہو وے مین قطرہ قطرہ خون پیون مانند زمین و بچہ کے خونخواری مجھکو ہے جیسے مین عاشق ہون میرا یہ کام ہے آگ مین پر جوش شب کو مانند دیگ ہون اور دن بھر خون کھاتا ہون مانند ریگ کے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سله ہون پشیمان الخ شعر مین پشیمان ہون کہ مکر مین نے کیون کیا اور کیون اسکی مراد خشم سے مین پھرا کہدو کہ وہ میری جان پر غصہ کرے وہ عید قربان اور عاشق گاؤ ہے اگر گاے سوئے دیا آپ کچھ چرے پالا ہے عید اور ذبح کے لیئے اسکے حالات ہین مین گاؤ موسی کا ہون مجھے جان عطا کی ہے اور میرا جزو حشر ہر ایک آزاد کا ہے گاؤ موسی کا تھا کہ قربان ہوا جزو کمتر حیات کشتہ کا تھا مجھے عاشق واسطے قربان یار کے ہے کہ یار کے کشتہ کرنے سے زندگی پاتا ہے جیسے گاؤ موسی سے کشتہ زندہ ہوا آئے اسکی حقیقت کا بیان ہے فافہم ۱۲
سله اسکے الخ شعر وہ کشتہ اسکے صدمہ سے جی اٹھا ترجمہ مارو بعضے جز اسکے کو کہتا ہوا ترجمہ اے مکرم ذبح کرو تم اس گاؤ کو اگر تم حشر ارواح نظر کا دیکھنا چاہتے ہو مین جماد یعنی نباتی ہوا اور نباتی سے مرا حیوان بنا اور مین جو حیوان سے مرا آدم ہوا مین کیون مرنے سے ڈرون کب کم ہوا پھر دوبارہ جو بشر سے مین مرون تا فرشتہ بن کے مین اڑون اور فرشتہ سے بھی جستجو چاہون ترجمہ کل شی ہالک مگر ذات خدا مالک نہین ہے پھر ملائکت جو قربان ہوؤن تو وہ ہون کہ وہم مین نہ آئے یعنے ذات حق آخر کو ہوؤن کیونکہ اول بھی ذات تھا آخر کو پھر ذات ہو جاؤنگا پس عدم ہو جاؤن مانند ارغنون کے عدم مجھکو کہے ترجمہ تحقیق ہم طرف اللہ کے رجوع ہونے والے ہین پس رجوع سے مراد آخر کو حق ہو جانا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

حملۂ دیگر بمیرم از بشر ... تا برآرم از ملائک بال و پر
وز ملائک بایدم ہم جستجو ... کل شی ہالک الا وجہہ
بار دیگر از ملک قربان شوم ... انچہ اندر وہم ناید آن شوم
پس عدم گردم عدم چون ارغنون ... گویدم کانا الیہ راجعون
مرگ دان کان اتفاق امت است ... کاب حیوانی نہان در ظلمت ست
ہمچو نیلوفر برو زین طرف جو ... ہمچو مستسقی حریص و آب جو
مرگ او آبست داد جو یاے آب ... می خورد واللہ اعلم بالصواب
اے فسردہ عاشق ننگین نمد ... کو ز بیم جان ز جانان می رمد
سوے تیغ عشقش اے ننگ زنان ... صد ہزاران جان نگر دستک زنان
جوی دیدی کوزہ اندر جوے ریز ... آب را از جوی کے باشد گریز
آب کوزہ چون در آب جو شود ... محو گردد درو ے و چون او شود
وصف او فانی شود ذاتش بقا ... زین سپس نے کم شود نی بد لقا
خویش را بر نخل او آویختم ... عذر آنرا کہ از وے بگریختم
ہمچو گوی سجدہ کن بر رو ے سر ... جانب آن صدر شد با چشم تر
با رخ چون زعفران شہک روان ... رفت آن بیدل سوے صدر جہان

پھر دوبارہ جو بشر سے مین مرون ... تا ملائک بن کے یا دمین اڑون
اور ملائک سے بھی چاہون جستجو ... کل شی ہالک الا وجہہ
پھر ملائک سے جو قربان ہوؤن مین ... ہوؤن مین وہ جو نہ آئے وہم مین
پس عدم ہوؤن عدم مثل ارغنون ... کہہ مجھے انا الیہ راجعون
اتفاق امت کا ہے وہ مرگ جان ... آب حیوان ہے کہ ظلمت مین نہان
نیلوفر سا جو مین ساحل سے تو جا ... مثل مستسقے ہو جویا آب کا
مرگ اسکی آب وہ جو یاے آب ... پیتا ہے واللہ اعلم بالصواب
اے نمد پوش عاشق افسردہ خو ... بھاگ گیا ہے باخوف جان جانان سے تو
اسکی تیغ عشق کی سو ہر زمان ... دیکھ دستک زن ہزارون لاکھ جان
پس ٹو کوزہ جو دیکھے نہر تو ... نہر سے کب ہووے نفرت آب کو
نہر مین جو آب کوزہ جا ملے ... محو ہو کر نہر وہ خود اک بنے
وصف فانی ذات ہو اسکی بقا ... بعدہٗ نے کم ہونے ہو بدنما
خود کو اسکے نخل پر لٹکا دیا ... عذر کی خاطر جو بھاگا اس سے تھا
سجدہ کرتا گیند کی صورت چلا ... پس طرف اس صدر کے روتا ہوا
زعفران سا زرد و اشک روان ... وہ گیا عاشق سوے صدر جہان

رسیدن آن عاشق بمعشوق چون دست از جان شست
پہونچنا اس عاشق کا پاس معشوق کے جو ہاتھ جان سے دھویا

ہم کفن ہم تیغ اندر دست او ... چونکہ بود او عاشق سرمست او
وہ لئے تھا ہم کفن ہم تیغ کو ... کیونکہ تھا اک عاشق سرمست وو

سلہ اتفاق الخ ۵ شعر امت کا اتفاق ہے اسکو تو مرگ جان آب حیوان کہ ظلمت مین پوشیدہ ہے نیلوفر کے مانند نہر مین تو ساحل سے جا مثل مستسقے کے ہو جویندہ آب کا اسکی مرگ آب اور وہ خواہندہ آب ہے اللہ خوب جانتا ہے اے عاشق نمد پوش افسردہ خو تو جانان سے بھاگتا ہے بخوف جان اسکی تیغ عشق کی طرف ہر دم دیکھ دستک زن ہزارون جان کو یعنے صدہا جان اسکی تیغ عشق کی طرف دستک زن ہین کہ ہمکو جلدی کشتہ کر کر واصل مولےٰ کر دینا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ پس ٹو الخ ۶ شعر پس کوزہ کو ٹو جو تو نہر دیکھے آب کو نہر سے کب نفرت ہووے جو نہر مین آب کوزہ جا ملے وہ محو ہو کر خود نہر ایک بنے وصف فانی ہو اور ذات اسکی باقی ہو بعدہ نہ کم نہ بدنما ہو یعنے تو اپنے کوزہ تن کو نہر معنے مین ٹوبے کہ آب جان تیرا خود نہر بن جاے کہ پھر کم و زیادہ نہو آگے رجوع بقصہ ہے اسکے نخل پر خود کو لٹکا دیا بسبب عذر کے جو اس سے بھاگا تھا پس سجدہ کرتا گنبد کے مانند چلا جانب اس صدر جہان کے روتا ہوا مثل زعفران زرد رو و اشک روان گیا عاشق جانب صدر جہان کے آگے بیان رسیدگی عاشق کا ہے فافہم ۱۲۔
سلہ وہ لئے تھا الخ ۲ شعر ہم تیغ و ہم کفن لئے کیونکہ ایک عاشق سرمست تھا اسواسطے مخلوق منتظر تھی کہ وہ جلائے یا لٹکانے اسکو اس احمق کے ساتھ اسدم وہ کرے کہ زمانہ بدبخت سے کرتا ہے شمع نور کو دیکھا پروانہ کے مانند احمقانہ اسپر گر کر کے جان سے گیا آگے اسکے حقائق ہین لیکن شمع عشق اس شمع کے مانند نہین ہے کہ روشنی اندر روشنی رکھتی ہے یعنے عاشقان مجازی معشوقان دنیا کو کہ مثل شمع کے ہین نور جانکر احمق سے مثل پروانے کے اسپر گرتے ہین لیکن شمع حقیقی مثل اس شمع کے نہین ہے کہ وہ روشنی مین روشنی رکھتی ہے بظاہر وہ شمع عشق آتش رکھتی ہے لیکن در اصل فرحت رکھتی ہے آگے معشوقان مجازی کا حال بمثال مسجد دہمان کش کے فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

عـه کل شی ہالک ہے مگر ذات اسکی ۱۲ عـه تحقیق ہم اوسکی طرف رجوع کرنیوالے ہین ۱۲۔

جملہ خلقان منتظر سر در ہوا | کش بسوزد یا برآویزد ورا
این نمان این احمق بکلمت را | آن نماید کہ زمان بدبخت را
ہمچو پروانہ شرر را نور دید | احمقانہ در فتاد از جان برید
لیک شمع عشق چون آن شمع نیست | روشن اندر روشن اندر روشنیست
او بعکس شمعہای آتشی ست | می نماید آتش و جملہ خوشی ست

منتظر مخلوق تھی اسواسطے | کہ جلائے یا وہ لٹکائے اُسے
ساتھ اس احمق کا اسدم وہ کرے | کہ زمانہ کرتا ہے بدبخت سے
نور دیکھا شمع کا پروانہ سا | احمقانہ اُس سے گرا جان سے گیا
پر نہ شمع عشق جون اُس شمع کے | روشنی مین روشنی روشن رکھے
آتشی شمعون کی وہ برعکس ہے | دکھتی ہے آتش و لے فرحت رکھے

حکایت آن مسجد کہ مہمان کُش بُد و آن عاشق | حکایت اُس مسجد کی کہ مہمان کُش تھی اور اُس عاشق کی

یک حکایت گوش کن ای نیک پے | مسجدے بُد در کنار شہر رے
ہیچ کس در وے نخفتے شب ز بیم | کہ نہ فرزندش شدے آن شب یتیم
ہر کہ در وے بیخبر چون کور رفت | صبحدم چون اختران در گور رفت
خویشتن را نیک ازین آگاہ کن | صبح آمد خواب را کوتاہ کن
ہر کسے گفتے کہ پریانند تند | اندر ان مہمان کشان با تیغ کند
وان دگر گفتے کہ سحرست و طلسم | کہ رصد بستہ است بہر جان و جسم
آن دگر گفتے کہ بر نقش فاش | بر درش کای میہمان اینجا مباش
شب مخسب اینجا اگر جان بایدت | ورنہ مرگ اینجا کمین بکشایدت
وان دگر گفتے کہ قفلے بر نہید | غافلے کاید شما کم رہ دہید

ایک[1] حکایت تم سُنو اے نیک پے | ایک مسجد تھی کنار شہر رے
کوئی اُسمین سوتا نہ شب خوف سے | کہ یتیم اُسکے پسر نہ ہو گئے
بیخبر اندھون سا جو اُسمین گیا | صبحدم در گور جون اختر ہوا
خود کو اس سے خوب تر آگاہ کر | صبح آئی خواب کو کوتاہ کر
ہر[2] کوئی کہتا کہ پریان اُسمین ہین | تیغ سے وہ ذبح مہمانکو کرین
دوسرا کہتا طلسم و سحر ہے | کہ رصد ہے جان و تن کیواسطے
دوسرا کہتا کہ در پے یہ لکھو | کہ یہان مہمان ہرگز مت رہو
یان نہ سو شب کو جو چہتا جان ہے | ورنہ یان پہ موت تیری جان لے
دوسرا کہتا کہ قفل اک ڈال دو | کوئی غافل آئے تم آنے نہ دو

آمدن مہمانے دران مسجد مہمان کُش | آنا ایک مہمان کا اُس مسجد مہمان کُش مین

تا یکے مہمان در آمد وقت شب | کو شنیدہ بود آن صیت عجب
از برائے آزمون می آزمود | زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
گفت کم گیرم سر و اشکمبہ | رفتہ گیر از گنج زر یک حبہ[3]

اشکنبہ

ناگہ[3] ایک مہمان آیا وقت شب | کہ سُنی تھی اُسنے شہرت وہ عجب
آزمایا آزمانے کے لیئے | کیونکہ تھا وہ مرد از بس جان سے
بولا ما تم میرا مت کرنا ذرا | گنج زر سے جانو اک پیسہ گیا

سلہ اک حکایت الخ یہ شعر ایک حکایت تو سن اے نیکخو کہ ایک مسجد تھی کنارے شہر رے کے شب کو کوئی اسمین خوف سے سوتا نہین تھا کہ اُسکے پسر یتیم نہو گئے جو بیخبر مثل اندھون کے گیا صبح کو مثل اختر کے در گور ہوا آگے اسکے حقائق ہین تو خود کو اس بات سے آگاہ کر صبح آئی خواب کو کوتاہ کر یعنے یہ جا عقل کی ہے تو غفلت کو کوتاہ کر اور اس راز سے خود کو باخبر کر آگے رجوع بقصّہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ہر کوئی الخ ٥ شعر ہر کوئی کہتا تھا کہ اسمین پریان ہین اور تیغ سے وہ مہمان کو ذبح کرتی ہین دوسرا کہتا تھا کہ سحر و طلسم مین کہ جان و تن کے واسطے رصد ہے دوسرا کہتا تھا کہ یہ دروازہ پر لکھو کہ یہان مہمان ہرگز نہ رہے اگر جان چاہتا ہے یہان نہ سو ورنہ موت یہان تیری جان لے گی دوسرا کہتا کہ ایک قفل ڈال دو کہ کوئی غافل اگر آئے تم نہ آنے دو آگے مہمان کا حال ہے فافہم ۱۲ سلہ ۳ شعر ناگاہ ایک مہمان شب کو آیا کہ اُسنے وہ شہرت سُنی تھی آزمانے کے لیے وہ آزماتا تھا کیونکہ از بس وہ مرد تھا جان سے کہا کہ میرا ماتم ذرا نکرنا جان کو ایک پیسہ گنج سے گیا آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

صورت تن گو برو من کیستم	نقش کم ناید چو من باقیستم	نقش تن کو کہہ دو جا مین کون ہون	نقش نے کم ہو جو مین باقی رہون
چون نفخت بود از لطف خدا	نفخ حق باشم ز نای تن جدا	جو نفخت لطف سے اللہ کے تھا	نفخ حق ہون نائی تن سے مین جدا
تا نیفتد بانگ نفخش این طرف	تا رہد آن گوہر از تنگین صدف	نفخ کی نی بانگ جبتک یان سُنے	وہ گہر تنگی صدف سے کب چھٹے
چون بمتوا الموت گفت الصادقین	صادقم جان را برافشانم برین	جو تمنوا الموت کہوین صادقین	مین ہون صادق جان کردون قربان یہین

ملامت کردن اہل مسجد مہمان عاشق را از خفتن در انجا
ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان عاشق کو وہان کے سونے سے

قوم گفتندش کہ ہین اینجا مخسپ	تا نگوید جان ستانت ہمچو کسپ	قوم بولی تو نہ سو اس جائے پے	جان ستایان بس کھل کردے تجھے
کہ غریبی و نمی دانی تو حال	کاندرینجا ہر کہ خفت آمد زوال	تو مسافر ہی نہین جانے یہ حال	جو یہان سویا اُسے آیا زوال
اتفاقی نیست اینجا بارہا	دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی	اتفاقی ہے نہ یان بل بارہا	ہمنے دیکھا اور لوگون نے سدا
ہر کہ این مسجد شبے مسکن شدش	نیم شب مرگ بلا ہل آمدش	جو کہ اس مسجد مین شب کو رہ گیا	نیم شب کو موت نے اسکو لیا
از یکی تا پانصد این را دیدہ ایم	نی بہ تقلید از کسے بشنیدہ ایم	پانسو تک ہمنے دیکھا اسکو ہے	نی سُنا تقلید سے بس ادر کے
گفت الدین نصیحہ آن رسول	آن نصیحت در لغت ضد غلول	بولے الدین النصیحہ مصطفے	ضد حق پوشی نصیحت کو لکھا
آن نصیحت راستی در دوستی	در غلولی خائنی سگ پوستی	وہ نصیحت دوستی مین راستی	اگر ہے تو حق پوش خائن ہے غبی
بی خیانت این نصیحت از وداد	می نمائیمت مگرد از عقل و داد	بے خیانت یہ نصیحت ہم تجھے	کرتے ہین تو عقل سے اب مت پھر

جواب گفتن عاشق ناصحان و ملامت گویان را
جواب دینا عاشق کا ناصحون اور ملامت کرنیوالونکو

گفت ای ناصحان من بی ندم	از جہانِ زندگی سیر آمدم	بولا ای ناصح ندامت کے بغیر	ہوگیا مین زندگی سے یان کی سیر

سلہ نقش تن الخ یہ شعر نقش تن کو کہہ دو کہ جا مین کون ہون نقش کم نہین ہوتا ہے اگر مین باقی رہون جو لطف سے اللہ کے نفخت تھا یعنی مین نفخ حق ہون اور نئی تن سے جدا ہون جب تک نفخ ثانی کی بانگ یہان پر سُنے وہ گوہر تنگی صدف سے کب چھٹے جو آرزو موت کی صادقین کہین مین صادق ہون جان و دین پر قربان یعنے مین نفخ حق ہون اور رسنے وجود سے جدا ہون اور یہ وجود نہ رہے تو کیا غم ہے کہ مین باقی ہون اسواسطے صادقین تمنا موت کی رکھتے ہین کہ وجود کی جدائی سے انکو اور ترقی ہوتی ہے آگے ملامت کرنے کا بیان ہے فافہم ۱۲ سلہ قوم بولی الخ یہ شعر قوم نے کہا کہ تو اس جا نہ سو جان لینے والا بس کھل کے تجھے کوش کرنہ کردے تو مسافر ہے اور یہ حال نہین جانتا ہے جو یہان سویا اسے زوال آیا یہان اتفاقی نہین آیا بلکہ بارہا ہمنے و عقلمندون نے ہمیشہ دیکھا ہے جو شخص اس مسجد مین شب کو رہا آدھی رات کو موت نے اُسکو لیا ہمنے پانسو تک دیکھا ہے دوسرے کی تقلید سے نہین سنا ہے آگے اسکے حقائق ہین مصطفے نے کہا ترجمہ تحقیق دین نصیحت ہے بس نصیحت کو ضد حق پوشی کا دیکھا ہے وہ نصیحت دوستی مین راستی ہے اور اگر تو حق پوش ہے تو خائن ہے ای غبی بغیر خیانت کے یہ نصیحت ہم تجھکو کرتے ہین اب تو عقل سے مت پھر یعنے نصیحت دین ہے کہ ضد ہے حق پوشی کی و لیکن دوستی مین نصیحت راستی ہے اور حق پوشی مین خیانت ہے آگے جواب عاشق کا ہے فافہم ۱۲ سلہ بولا الخ یہ شعر عاشق نے کہا کہ ای ناصح بے غیر ملامت کے مین زندگی سے یہان کی سیر ہوگیا مست ہون اور بغیر زخم کے آرام کے بطے مین عاشق ہون اور زخم سے مجھے رغبت ہے میری سستی زخم کو چاہتی ہے سستت ہے تو آرام راہ کا مت چاہ وہ سستت ہون کہ اپنی مرگ کو ڈھونڈھتا ہون آگے حقائق ہین وہ سستت نہین ہون کہ پیسہ ہاتھ مین لیوے وہ سستت بہتر ہے کہ پیسہ چھوڑ دے وہ نہین کہ ہر دکان پر خود پھرے بلکہ دنیا چھوڑ دے اور دین پہ قائم رہے یعنے وہ سستت

منبلم بے زخم ناساید تنم — عاشقم بر زخمہا برمے تنم
منبلے ام زخم جو در زخم خواہ — عافیت کم جوے از منبل براہ
منبلے نے کو بود خود برگ جو — منبلے ام لاابالی مرگ جو
منبلے نے کو بکف پول آورد — منبلے چستے کزین پل بگذرد
آن نکو بر ہر دکانے مے زند — بل جہد از کون و بر کانے زند
مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا — چون قفس ہشتن پریدن مرغ را
آن قفس کہ ہست عین باغ در — مرغ مے بیند گلستان شجر
جوق مرغان از برون گرد قفس — خوش ہمی خوانند ز آزادی قصص
مرغ را اندر قفس زان سبزہ زار — نے خورش ماندست نے صبر و قرار
سر ز ہر سوراخ بیرون مے کند — تا بود کاین بند از پا بر کند
چون دل و جانش چنین بیرون بود — آن قفس را در کشائی چون بود
نے چنان مرغ قفس در اندہان — گرد بر گردش گرفتہ گربگان
کے بود او را در آن خوف و حزن — آرزوی از قفس بیرون شدن
او ہمی خواہد کزین ناخوش قفس — صد قفس باشد بگرد این قفس

سست ہون بے زخم کب آرام ہے — ہون مین عاشق زخم پر رغبت مجھے
میری سستی چاہتی ہے زخم کو — سستی سے آرام رہ مت چاہ تو
سست نے کہ ڈھونڈھے سامان رگ کو — سست مین ہون ڈھونڈھتا ہون اپنی مرگ کو
سست نے وہ ہاتھ مین پیسہ کو لے — سست وہ بہتر کہ پیسہ چھوڑ دے
وہ نہین کہ ہر دکان پر خود پھرے — بلکہ دنیا چھوڑ دی اور دین پر ہے
مرگ[۵۱] شیرین ہے مجھے نقل سرا — جون قفس ٹوٹا وہ مرغ اس سے اڑا
ہو وہ پنجرہ عین در پر باغ کے — مرغ دیکھے باغ کو اس جا سے
گرد پنجرہ کے ہجوم مرغ ہو — قصے آزادی کے خوش پڑھتے ہین دو
مرغ کو پنجرہ سے اس گلزار مین — نے قرار اور نے خورش بالکل رہے
سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے — تا رہائی اس اسیری سے ملے
جان[۵۲] و دل جو باہر اسکا ایسا ہو — کھلنا در پنجرے کا اسکو کیسا ہو
مرغ نے ایسا کہ وہ پنجرے مین ہے — بلیون نے اسکو گھیرا گرد سے
ہو نہ ایسے خوف مین اسکو کبھی — آرزو پنجرے سے جانے کی آئی
وہ یہی چاہے کہ پنجرے کے مرے — گرد سو پنجرے ہون اسکے دوسرے

عشق جالینوس بر حیات دنیا بود کہ در ہمین عالم بکار آید و ہنرے نورزید کہ در آن بازار بکار آید از عوام ممتاز باشد

بیان مین اسکے کہ عشق جالینوس کا اس حیات دنیا پر تھا کہ اسی عالم مین بکار آوے وہ ہنر نہ سیکھا کہ اس بازار مین بکار آوے اور عوام سے ممتاز ہووے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد — از ہوائے این جہان و از مراد
جیسے[۵۳] جالینوس عاقل نے کہا — اس جہان کی خواہشون سے برملا

۵۱ مرگ شیرین الخ یہ شعر مجھکو نقل سرا مرگ شیرین ہے جیسے قفس ٹوٹا اور مرغ اس سے اڑا وہ قفس عین دروازہ باغ پر ہو اور مرغ باغ کو دیکھے اس جگہ سے اور گرد قفس کے ہجوم مرغ ہو اور قصے آزادی کے وہ پڑھتے ہون قفس مین مرغ کو اس گلزار سے نہ قرار اور نہ بالکل خورش رہے وہ سر ہر ایک سوراخ سے نکالے تا اس قید سے رہائی ملے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

۵۲ جان الخ یہ شعر جو باہر جان و دل اسکا ایسا ہو تو دروازہ پنجرے کا کھلنا کیسا ہو نہ مرغ ایسا کہ وہ پنجرے مین رہے اور بلیون نے گھیر اگرد سے آئے ایسے خوف مین اسکو کبھی نہ آرزو پنجرے سے جانے کی اور وہ یہی چاہے کہ میرے پنجرے کے گرد سو پنجرے دوسرے شل اسکے ہون یعنے وہ مرگ اولیاء اللہ کی ہے کہ وہ مرگ سے اسقدر خوش ہوتے ہین اور یہ موت غافلان دنیا کی ہے کہ موت سے بھاگتے ہین اور دنیا کو اس جہان سے بہتر جانتے ہین چنانچہ اسکی مثال مین عشق جالینوس کا آگے بیان ہے فافہم ۱۲۔

۵۳ جیسے الخ یہ شعر جیسے جالینوس ہوشمند نے کہا اس جہان کی خواہشون سے ظاہرا مین راضی ہون کہ نیم جان رہون کون سے خچر کے یہ جہان دیکھون آئیے اسکے حقائق مین بلیون کو خود گرد دیکھتا ہے کہ مرغ اسکا نا امید اڑنے سے ہوا ہے یا عدم دیکھا جہان کے ماسوا عدم مین حشر کا ہونا دیکھا آگے اسکی مثال ہے جیسے کرم باہر کھینچے جنین کو اور وہ الٹا بھاگے جانب رحم کے لطف اسکا منہ کے جانب کرے وہ پشت مادر مین الٹا جا کر رہے کہ اگر باہر ایک قدم رکھون اس شہر سے اے عجب کہ مین پھر نہ دیکھون یہ جگہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

راضیم گر من بمانم نیم جان | کز کون استرے بینم جہان
گر بہ می بیند بگرد خود قطار | مرغش آیس گشتہ بودہ است از مطار
یا عدم دیدہ است غیر این جہان | در عدم نادیدہ او حشر نہان
چون جنین کش می کشد بیرون کرم | می گریزد او سپس سوئے شکم
لطف رویش سوی مصعد مے کند | او مقر در پشت مادر مے کند
کہ اگر بیرون نہم زین شہر گام | ای عجب دیگر نہ بینم این مقام
یا درے بودے درین شہر وخم | تا نظارہ کردمے اندر رحم
یا چو چشم سوزنے راہم بدے | کز برون آن رحم دیدہ شدے
این جنین ہم غافلست از عالمے | ہمچو جالینوس او نامحرمے
او نداند کان رطوباتے کہ ہست | آن مدد از عالم بیرونی است
آن چنان کہ چار عنصر در جہان | صد مدد دارد ز شہر لامکان
آب و دانہ در قفس گر یافتہ است | آن ز باغ و عرصہ در یافتہ است
جانہاے انبیا بینند باغ | زین قفس در وقت نقلان و فراغ
پس ز جالینوس و عالم فارغند | ہمچو ماہ اندر فلکہا بازغند
ور ز جالینوس این قول افتریست | پس جوابم بہر جالینوس نیست
این جواب آنکس آمد کاین بگفت | کہ نبودستش دلے با نور جفت
مرغ جانش موش شد سوراخ جو | چون شنید از گربگان او غرہ جو
زان سبب جانش وطن دید و قرار | اندرین سوراخ دنیا موش وار
ہم درین سوراخ بنائی گرفت | در خور سوراخ دانائی گرفت

مین بجن رہی کہ رہون نیم جان | کونسے خنجر کے دیکھون یہ جہان
بلیون کو گرد خود ہے دیکھتا | نا اُمید اُڑنے سی مرغ اسکا ہوا
یا عدم دیکھا جہان کے ماسوا | نہ عدم مین دیکھا ہونا حشر کا
جیسے باہر کھینچے بچہ کو کرم | اور اُلٹا بھاگے وہ سوی رحم
در کے جانب لطف منھ اسکا کرے | پشت مادر مین وہ اُلٹا جا رہے
گر قدم باہر رکھون اس شہر سے | یہ جگہ ہرگز نہ پھر مجھکو ملے
یا کہ ہوتا[1] ایک در اس شہر مین | دیکھتا اندر رحم سے تا کہ مین
یا برابر ہوتا ناکے سوئی کے | کہ رحم باہر عیان ہوتا مجھے
ایسا غافل ہے جہان اک خلق سے | مثل جالینوس نامحروم ہے
وہ جانے یہ رطوبت سب جو ہین | پس مدد باہر کے عالم سے رکھین
اس جہان مین چار عنصر جیسے خود | لامکان کے شہر سے رکھین مدد
آب و دانہ[2] جو کہ پنجرے مین ملے | باغ اور صحرا سے بس وہ آئے ہے
انبیا کی دیکھتے ہین جان باغ | مرتے دم پنجرے سے جو ہووین فراغ
ہین جدا عالم و جالینوس سے | مثل مہ روشن ہین وہ افلاک پے
گرچہ جالینوس پہ بہتان ہین | نہ جواب اب میرا اسکے واسطے
یہ جواب اُسکے لئے جسنے کہا | کہ نہین پُرنور دل اُسکا ہوا
ہی جو بل ڈھونڈھے اُسکا مرغ جان | جو سنا بلی کا غرّانا یہان
اس سبب دیکھا وطن جان اُسکی نے | موش سان سوراخ مین دنیا کی ہی
اور کی تعمیر اس سوراخ مین | لائق سوراخ لین دانائین

[1] یا کہ ہوتا الخ ۵ شعر یا کہ ایک دروازہ اس شہر مین ہوتا تا کہ رحم مین سے دیکھتا یا کہ سوئی کے ناکے کے برابر ہوتا کہ رحم باہر سے مجکو دکھائی دیتا ائے حقائق ہین ایک جہان خلق سے ایسا غافل ہے مثل جالینوس کے نامحرم وہ ہے وہ نہین جانتا کہ جو یہ سب رطوبت ہین باہر کے عالم سے مدد رکھتی ہین جیسے اس جہان مین خود چار عنصر لامکان کے شہر سے مدد رکھتے ہین جیسے اس عالم دنیا مین جو کچھ رطوبات رکھتی ہین وہ سب اس جہان سے آئی ہین جیسے چار عنصر لامکان سے مدد چاہتے ہین آگے انکی مثال ہے فافہم ۱۲

[2] آب و دانے الخ ۸ شعر جو کہ آب و دانہ پنجرے مین ملے وہ باغ و صحرا سے آتا ہے انبیا کی جان باغ دیکھتی ہین وقت مرنے کے پنجرے سے جو فارغ ہوتی ہے وہ جدا ہین عالم و جالینوس سے ماہ اور ماہ کے مانند روشن ہین افلاک اگرچہ یہ جالینوس پر بہتان ہے اسلئے واسطے میرا جواب نہین ہے یہ جواب اُسکے واسطے ہے جسنے کہا ہے اسکا دل پُرنور نہین ہوا ہے اسکا مرغ جان ایسا ہے کہ سوراخ ڈھونڈھتا ہے جو بلی کا غرّانا سُنا اس سبب سے وطن دیکھا اُسکے جان نے موش کے مانند سوراخ دنیا مین ہے ایک سوراخ مین اور تعمیر کے لائق سوراخ کے دانائیان لین یعنے اہل دنیا مثل موش کے ہین کہ گربہ اجل سے بھاگتے ہین اور لائق سوراخ کے عقل لیتے ہین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

پیشہ ہائے کرمرا ورا در مزید
اندرین سوراخ کار آید گزید

زانکہ دل برکند از بیرون شدن
بستہ شد راہ رہیدن از بدن

عنکبوت ار طبع عنقا داشتے
از لعابے خیمہ کے افراشتے

گربہ کردہ چنگ خود اندر قفس
نام چنگش درد و سرسام و مغص

حصبہ و قولنج و مالیخولیا
سکتہ و سل و جذام ماشرا

گربہ مرگست و مرض چنگال او
میزند بر مرغ و پر بال او

گوشہ گوشہ مے دود سوئے دوا
مرگ چون قاضی و رنجوری گوا

چون پیادہ قاضی آمد این گواہ
کہ ہمی خواند ترا تا حکم گاہ

مہلتے خواہی تو از وی در گریز
گر پذیرہ شد و گرنہ گفت خیز

جستن مہلت دوا و چارہ ہا
کہ زنی بر خرقۂ تن پارہ ہا

عاقبت آید صباحے خصم دار
چند باشد مہلت آخر شرم دار

عذر خود از شہ بخواہ ای پر حسد
پیش ازان کانچنان روزے رسد

وانکہ در ظلمت براند بارگے
برکند زان نور دل یکبارگے

مے گریزد از گواہ و مقصدش
کان گواہ سوئے قضا میخواندش

ناگہان گیرند او را خوار و زار
تا کشکشان تا پیش قاضی شرمسار

زین گذر کن جانب آن شخص ران
کو بمسجد آمد آن شب میہمان

ایسے پیشے کہ زیادہ بس اسے
کام اس سوراخ مین آئین لیئے

کیونکہ دل اُکھڑا نکلنے جسم سے
بند جانے کی کری رہ جسم نے

طبع عنقا رکھتی گر مکڑی کبھی
کب لعابون سے وہ خیمہ تانتی

چنگ گربہ نے قفس اندر کیا
نام چنگل درد و سرسام اک رکھا

چیچک و قولنج و مالیخولیا
سکتہ و سل و جذام و ماشرا

موت گربہ چنگ ہی بیماریان
مُرغ و پر اسکے پڑ مارے وہ یہان

کونے کونے دوڑے وہ سوئے دوا
مرگ جون قاضی و بیماری گوا

آیا قاضی کا پیادہ یہ گویا
کہ بلائے تجھکو تا دار القضا

چاہی مہلت اس سے بس تو بھاگ کے
مانے گر پھر جاے ورنہ لے چلے

چاہنا مہلت کا ہی دارو دوا
سینا خرقۂ تن پہ ہی پیوند کا

مثل دشمن آخر اک دن آے وہ
کب تلک مہلت ہو رکھ تو شرم کو

عذر اپنا شہ سے کر ای نیکبخت
اس سے پہلے کہ یہ آئے تجھ پہ وقت

جو کہ ظلمت مین بھگائی اسپ کو
نور کو بس چھوڑ دے اکبار وہ

ہی وہ مقصد سے گواہ کی بھاگتا
کہ بلاتا ہی اُسے سوئے قضا

ناگہان پکڑین اسی زار و نزار
پیش قاضی کھینچ لائین شرمسار

چھوڑ اسکو اس جوان کی سمت جا
مہمان جو مسجد مین اس شب کو ہوا

ملامت کردن اہل مسجد مہمان را دران مسجد نہ خسپد

ملامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو تا کہ اس مسجد مین نہ سوئے

قوم گفتندش مکن جلدی برو
تا نگردد جامہ جانت گرو

قوم بولی اس سے اب جلدی تو جا
قید تا جامہ نہو جان کا ترا

سلہ ایسے الخ شعر ایسے پیشے ہیے کہ زیادہ اس سوراخ مین کام آئین کیونکہ دل اُکھڑا ہوا جسم کے نکلنے سے پس جسم نے راہ بندی اگر مکڑی طبع عنقا کی کبھی رکھتی کب خیمہ لعابون سے تانتی پنجہ بلی نے قفس مین ڈالا نام پنجہ کا درد و سرسام رکھا چیچک و قولنج و مالیخولیا و سکتہ و سل و جذام و ماشرا بلی موت اور پنجہ بیماریان کہ مرغ اور اسکے پر [illegible] وہ کونے کونے دوڑتا ہے دوا کی طرف مرگ مانند قاضی کے اور بیماری گواہ ہے یہ گواہ قاضی کا پیادہ ہے کہ تجھکو بلاے دار القضا تک باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ چاہے الخ ۵ شعر تو اس سے مہلت چاہے بھاگ کر وہ مان لے واپس پھرے ورنہ لے چلے مہلت کا چاہنا دارو دوا ہے اور خرقۂ تن پر سینا پیوند کا ہے مثل دشمن کے ایک دن وہ آخر آے کب تک مہلت ہو تو شرم رکھ آگے اسکے حقائق ہین اے نیکبخت عذر اپنا شاہ سے کر اس سے پہلے کہ یہ وقت تجھپر آئے جو شخص ظلمت مین گھوڑا بھگاے یکبارگی وہ نور کو چھوڑ دے یعنے تو رجوع کر طرف یار اپنے کے کہ اس بلائے موت سے نجات پائے بموجب حدیث موتوا قبل ان تموتوا یعنے مر جاؤ تم اول مرنے سے اور جو ظلمت دنیا کی طرف گیا اُسنے نور باطن کو نہ چھوڑا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔ سلہ ہی وہ ۱۵ الخ ۳ شعر وہ گواہ کے مقصد سے بھاگتا ہی کہ اسکو بلاتا ہے طرف قضا کے ناگہان ایسے پکڑین زار و نزار اسکے قاضی کے کھینچ کر لائین شرمسار اُسکو چھوڑ اور اس جوان کی طرف جا کہ اس شب وہ مہمان مسجد مین ہو آگے مہمان مسجد کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ قوم بولی کہ تو جلدی کر اور جا کہ تا تیری جان کا جامہ قید نہو در سے آسان معلوم ہوتی ہے تو غور کر کہ وہ راہ آخر ہو سے سخت تر ہے آگے اسکے حقائق ہین اول تو خود گردیدہ ہوے اور وقت پھنسنے کے بریت ڈھونڈھتے ہین اول واقع سے تو آسان ہو خیال بد دل مین مردم کے نیک ہو یعنے اول بڑی سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور بعدہ آفت لاتی ہو آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲

آن زدور آسان نماید بہ نگر
کہ بآخر سخت باشد رہگذر

دور سے آسان ہے تو غور کر
کہ جو آخر راہ ہووی سخت تر

بس کسان کاو تخت خود از نخست
وقت پیچاپیچ دستاویز جست

پہلے اکثر خود تو گرویدہ ہوئے
وقت پھنسنے کی بہت ڈھونڈھے

پیشتر از واقعہ آسان بود
در دل مردم خیال نیک و بد

واقعہ سے پہلے تو آسان ہو
دل مین مردم کے خیال بد نکو

چون در آید اندرون کارزار
آن زمان گردد بر آنکس کار زار

جب لڑائی کے[۱] اندر جا پھنسے
اس گھڑی اس شخص پر مشکل پڑے

چون نۂ شیری ہین منہ تو پاے پیش
کان اجل گرگست جان تست میش

تو نہین ہے شیر آگے مت بڑھے
کہ تری جان بز اجل کی گرگ ہے

ور تو ابدالی و میشت شیر شد
ایمن آ کہ گرگ تو سرزیر شد

گر تو ابدال اور تری بز شیر ہے
آ تو بے ڈر گرگ تیرا زیر ہے

کیست ابدال آنکہ او مبدل شود
خمرش از تبدیل یزدان خل شود

کون ہی ابدال کہ مبدل جو ہے
سرکہ ہو تبدیل حق سی اسکی مے

لیک مستی شیر گیرے در گمان
شیر منداری تو خود را ہین مران

پر تو مست و شیر گیر اور وہم سے
شیر جانے خود کو ہر گز مت چلے

گفت حق ز اہل نفاق ناسدید
بأسہم بینہم باس شدید

بولا حق[۲] بہر نفاق ناسعید
بأسہم بینہم باس شدید

درمیان ہمدگر مردانہ اند
در غزا چون عورتان خانہ اند

اپنے آپس مین تو ہین مردانہ وہ
اور غزا مین جیسے زنان خانہ وہ

گفت پیغمبر سپہدار غیوب
لاشجاعت یافتی قبل الحروب

بولے پیغمبر کہ ہین شاہ غیوب
لاشجاعت و جوان قبل الحروب

وقت لاف غزو مستان کف زنند
وقت جوش جنگ چون کف بیتفند

وقت دعوی غزو کے شیخین کرین
عین وقت جنگ عاجز وہ رہین

وقت ذکر غزو شمشیرش دراز
وقت کر و فر تیغش چون پیاز

وقت ذکر غزو تیغ انکی دراز
معرکہ مین تیغ انکی جون پیاز

وقت اندیشہ دل او زخم جو
پس بیک سوزن تہی شد مشک او

وقت اندیشہ دل انکا زخم خواہ
مشک انکی سوئی سے خالی ہو آہ

من عجب دارم ز جویاے صفا
کو رمد در وقت صیقل از جفا

اس سے[۳] حیران ہون جو ڈھونڈھی صفا
اور جفا سے بھاگے وہ وقت جلا

عشق چون دعوی جفا انا گواہ
چون گواہت نیست شد دعوی تباہ

عشق جون دعوی جفا انا گواہ
جو گواہ تیرا نہین دعوی تباہ

---

[۱] جب لڑائی الخ ہ شعر جبکہ لڑائی مین جا پھنسے اس دم اس شخص پر مشکل پڑی کہ تو شیر نہین ہے آگے مت بڑھ کہ تیری جان بز اور اجل گرگ ہے اگر تو ابدال ہے اور بز تیرا شیر ہے بخوف و خطر آکہ وہ تیرا بز ہے ابدال کون ہے کہ جو بدل جاوے انکی و تبدیل حق سے سرکہ ہو جاے لیکن تو مست و شیر گیر ہے اور وہم سے شیر جانے خود کو ہر گز مت چلیے ابدال وہ شخص ہے کہ جنکی صفات بشری بدل گئی ہون آگے اسکا حال ہی فافہم ۱۲۔

[۲] بولا حق الخ ہ شعر حق نے کہا واسطے نفاق نامبارک کے ترجمہ انکی لڑائی آپس مین سخت ہے اپنے آپس مین وہ مردانہ ہین اور غزاء مین مانند زنان خانہ کے ہین نبی علیہ السلام نے کہا کہ جو بادشاہ غیب کے ہین ترجمہ نہین ہے مردانگی اول لڑائی سے کہ وقت دعوی غزا کی شیخین کرتے ہین اور وقت لڑائی کے وہ عاجز رہتے ہین وقت ذکر غزا کے انکی تیغ دراز ہے اور معرکہ مین تیغ انکی مانند پیاز کے ہے وقت اندیشہ کے انکا دل زخمی چاہنے والا ہے اور انکی مشک ایک سوئی سے خالی ہو افسوس ہے یعنے مدعیان ریاکار آپس مین بوقت بزم شیر قالین ہین اور ہنگام معرکہ روباہ سے بدتر ہین بسبب ہونے معنی کے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲

[۳] اس سے الخ ہ شعر مین اس بات سے حیران ہون کو صفائی ڈھونڈھتا ہے اور وقت جلاکے جفا سے بھاگتا ہے عشق مانند دعوی کے ہے اور جفا پانا گواہ کا ہے جو گواہ نہین ہے تو دعوی تباہ ہے تجھ سے قاضی گواہ لے تو رنجیدہ ہو سانپ پر بوسہ دیشہ گنج پاسہ وہ تجھ مین جفا نہین ہے بلکہ وصف بد ہے کہ جو تجھ مین ہے آگے اسکی مثال ہے اگر کوئی لاٹھی نمدے پہ مارے وہ نمدے پر نہین مارتا ہے بلکہ گرد ہی پر مارتا ہے اگر کوئی غصہ سے اسپ کو مارے وہ عیب کو مارتا ہو داسپ کو تاکہ عیب کو چھوڑے وہ خوش رفتار ہووے کیونکہ شیرہ قند سے بادہ گلاب ہوتا ہے یعنے جفا باعث صفا ہے کیونکہ ہو برنج کے راحت ہو اور جفا اسپر اسکے اخلاق ذمیمہ کے ماند کرنے کو آئی ہے کہ پاک ہو نہ اسکے تکلیف دینے کو آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

چون گواہی خواہد این قاضی مرنج بوسہ دہ بر مار تا یابی تو گنج
آن جفا با تو نباشد اے پسر بلکہ با وصف بدے اندر تو بود
بر نمد چوبے کہ آن را مرد زد بر نمد آن را نزد بر گرد زد
گر بزد مر اسپ را آن کینہ کش آن نزد بر اسپ زد بر سکسکش
تا ز سکسک وا رہد خوش پے شود شیر را زندان کنی تا مے شود
آن یکے میزد یتیمے را بقہر قند بود آن لیک بنمودے چو زہر
دید مردے آن خیانش ازرآ آمد و بگرفت زودش در کنار
گفت چندان آن یتیمک را زدے چون نترسیدی ز قہر ایزدی
گفت او را کے زدم اے جان و دوست من بر آن دیوے زدم کو اندر وست
مادر ار گوید ترا مرگ تو باد مرگ آن خو خواہد و مرگ فساد
آن گروہی کز ادب بگریختند آب مردی آب مردان ریختند
غازیان شان از وغا ادراندند تا چنین حیز و مخنث ماندند
لاف و غرہ ژاژ خا را کم شنو با چنینہا در صف ہیجا مرو
زانکہ زادوکم خبالا گفت حق کز رفیق سست برگردان ورق
کہ گر ایشان با شما ہمرہ شوند غازیان بے مغز ہمچون کہ شوند
خویشتن را با شما ہم صف کنند پس گریزند و دل صف بشکنند
پس سپاہی اندکے بے این نفر بہ کہ با اہل نفاق آید حشر
ہست بادام کم خوش بیختہ بہ ز بسیارے بہ تلخ آمیختہ

تجھسے قاضی لے گواہی مت کر تو رنج بوسہ دے تو سانپ پر تا پاوے گنج
وہ جفا تجھ مین نہین ہے جان سے بلکہ وصف بد سے جو کہ تجھ مین ہے
مارے لاٹھی کوئی نمدے پر اگر مارے نے نمدے پہ مارے گرد پر
گر کوئی غصے سے مارے اسپ کو مارے اسکے عیب کو نے اسپ کو
تاکہ چھوٹے عیب خوش رفتار ہو قید سے شیرہ سے گلنار ہو
مارتا[1] اک تھا یتیم اک کو بہ قہر قند تھا وہ پر دکھے تھا مثل زہر
مرد نے دیکھا جو اسکو بر ملا دوڑ کر گودی مین جلدی لے لیا
بولا اتنا تو یتیمون کو نہ مار قہر حق سے کیون نہین ڈرتا ہے یار
بولا اسکو مین نے کب مارا ہے جان دیو کو مارا جو اسمین ہے نہان
گر کہے مان موت تجھکو ہے جیو چاہتی ہے موت خوئے بد کی وہ
وہ گروہ بھاگا ہے جو آداب سے آبرو مردی مردان کھوئی ہے
غازیون[2] نے انکو خارج کر دیا جنگ سے کہ ہون مخنث پست پا
سن نہ بیہودون کی تو شیخی ذرا جنگ مین نہ ساتھ نامردونکے جا
کیونکہ زادوکم خبالا حق کہے کہ رفیق سست سے منہ پھیر لے
کہ بھاگے وہ اگر ہمراہ ہون غازی سب بے مغز مثل کاہ ہون
خود تمہارے ساتھ صف مین ہو رہین پیش بھاگین دل کو صف کے توڑ دین
پس سپہ تھوڑی بغیر ان نفر کے بہتر اس سے کہ وہ بھاگین خوف سے
تھوڑے سے بادام بہتر ہین چھنے ان بہت سے جو کہ ہون کڑوے ملے

[1] مارتا تھا الخ، شعر ایک شخص ایک یتیم کو قہر سے مارتا تھا وہ مارنا قند تھا ولیکن زہر دکھائی دیتا تھا جو اسکو مرد نے دیکھا بر ملا دوڑ کر گود مین جلدی سے لے لیا کہا کہ تو اسقدر یتیمون کو مت مار قہر خدا سے تو کیون نہین ڈرتا ہے کہا کہ مین نے اسکو کب مارا ہے مین نے تو دیو کو مارا کہ جو اسمین پوشیدہ ہے اگر ماں بچہ کو کہے کہ تجھے موت ہو جیو پس وہ موت خوئے بد کی چاہتی ہے آگے حقائق ہین وہ گروہ جو آداب سے بھاگا ہے آبرو مردی و مردون کی کھوتا ہے یعنے جس نے آداب چھوڑا گویا آبرو مردی و مردون کی کھوئی آگے انکے نفاق کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] غازیون الخ، شعر انکو غازیون نے خارج کر دیا جنگ سے کہ مخنث پست پا ہون تو بیہودون کی شیخی مت سن اور جنگ کو ان نامردون کے ساتھ مت جا کیونکہ حق نے کہا ترجمہ نہ زیادہ کیا تمکو مگر تباہی رفیق سست سے تو منہ پھیر لے کہ اگر وہ ہمارے ہمراہ ہون سب غازی مانند گھاس کے ہون اگر وہ خود تمہارے ساتھ رہین بھاگین اور تمہارے صف دل کو توڑین تھوڑی سپاہ بے ان حیزون کے بہتر ہے اس سے کہ وہ خوف سے بھاگین آگے اسکی مثال ہے تھوڑے بادام چھنے ہوئے بہتر ہین ان باداموں سے کہ جو کڑوے ملے ہون یعنے تھوڑے مردان حق بہتر ہین ان بہت ریاکارون سے کہ جو آفت لائین اور گمراہی مین ڈالین آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

تلخ و شیرین گر بصورت یکشی اند	نقص ازان افتاد که هم دل نیند
گبر ترسان دل بود کاز گمان	می‌نوید در شک ز حال آنجهان
می‌رود در ره نداند منزلے	گام ترسان می‌نهد اعمی دلے
چون نداند ره مسافر چون رود	با تردد ها دل پر خون شود
هر که گوید های این سو راه نیست	او کند از بیم آنجا وقف و ایست
ور بداند ره دل با هوش او	کی رود هر های و هو در گوش او
پس مشو همراه این اشتر دلان	زانکه وقت ضیق و بیم اند آفلان
پس گریزند و ترا تنها هلند	گرچه اندر لاف سحر بابل اند
تو ز رعنایان مجو هین کارزار	تو ز طاؤسان مجو صید و شکار
طبع طاؤسیت وسواست کند	دم زند تا از مقامت برکند

میٹھے کڑوے ایک صورت میں گئے	جو نہیں اک دل میں ضد با ہم رکھیں
گبر ڈرتا ہی گمان سے زندہ ہے	شک میں اس عالم کے وہ احوال سے
راہ چلتا ہے نہ منزل جانتا	اور قدم ڈر کے رکھے مثل عمی
جو نہ جانے راہ وہ کیونکر چلے	ہو پریشان اور دل پر خون رکھے
جو کہے ہاے ادھر رستہ نہیں	ٹھہر جاے ڈر سے وہاں کرکے یقین
جو دل پر ہوش جانے راہ کو	کب سنے ہر ایک ہاے ہو کو وہ
ان شتر کینوں کے تو ہمرہ نجا	کیونکہ وقت خوف تنہا ہوویں جدا
پس وہ بھاگیں تجھکو تنہا چھوڑ دیں	سحر بابل گرچہ دعوی میں رکھیں
خشک بانکوں سے تو مت لے کارزار	اور نہ طاؤسوں سے چہ تو کچھ شکار
طبع طاؤسی تری خطرہ کرے	دھوکا دے تجھکو اکھیڑے جاے

دمیدن شیطان با قریش که بجنگ احمد علیه السلام آئید که من یاریها کنم و قبیلهٔ خود را بمدد خوانم و گریختن او در ملاقات صفین

کہنا شیطان کا قریش کو کہ تم احمد علیہ السلام سے لڑو میں تمہاری مدد کروں اور اپنی قوم کو واسطے مدد کے لاؤں اور بھاگ جانا اسکا عین مقابلہ میں

همچو شیطان کرد سوی آن قریش	دم دمید و گفت گرد آرید جیش
تا که در احمد هزیمت افگنیم	بیخ و بنیادش از زمینش برکنیم
چونکه شیطان در سپه شد صد یکم	خواند افسون که انی جار لکم
چون سپه گرد آمد از گفت او	کرد با ایشان بحیلت گفتگو

جو قریشوں کو دیا شیطان نے دم	مکر سے بولا کرو لشکر بہم
تا کہ احمد کو شکست اب دیویں ہم	اور زمیں سے جڑ انکی کھودیں ہم
جبکہ شیطان فوج میں آکر ملا	انی جار لکم کہنے لگا
جمع لشکر اسکے کہنے سے ہوا	مکر و حیلہ سے انہیں دھوکہ دیا

ف میٹھے الخ۔ اشعر میٹھے و کڑوے ایک سی صورت میں ہیں جو ایک دل نہیں ہیں ضد با ہم رکھتے ہیں گبر ڈرتا ہے اور گمان سے زندہ ہے وہ شک میں اس عالم کے احوال سے راہ چلتا ہے اور منزل نہیں جانتا ہے اور قدم رکھتا ہے مثل اندھوں کے جو راہ نہ جانے وہ کیونکر چلے پریشان ہووے ہے اور دل پر خون رکھے جو کوئی کہے کہ افسوس ادھر راستہ نہیں ہے وہاں ٹھہر جائے یقین کرکے جو دل پر ہوش کر راہ جانے کب وہ سُنے ہر ایک ہائے ہو کو ان شتر کینہ والوں کے ہمراہ نہ جا کیونکہ وقت خوف کے وہ جدا ہو پس وہ بھاگیں اور تم کو تنہا چھوڑ دیں اگرچہ سحر بابل وہ دعوی میں رکھیں خشک بانکوں سے تو مت لے کام لڑائی کا اور طاؤسوں سے مت چاہ کچھ شکار تیری طبع طاؤسی خطرہ کرے تجکو دھوکا دے اور جگہ سے اکھیڑ دے یعنے ان ریاکاروں سے تو بھاگ اور ظاہر آرایوں سے طمع مت رکھ کہ تجکو یہ گمراہ کریں و بلا میں ڈالیں جیسے ابلیس نے قریشیوں کو دھوکا دے کر بلا میں ڈالا چنانچہ انکا قصہ مثال میں آگے فرماتے ہیں فافہم ١٢ ف جو قریشوں الخ ہو شعر جیسے قریشیوں کو شیطان نے دم دیا اور مکر و حیلہ سے کہا کہ لشکر جمع کرو تاکہ ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست دیں اور زمین سے جڑ انکی اکھیڑیں رستم بن کر اس خر کی دم نے سپاہ میں دم دیا کہ میں تحقیق ہمسایہ مددگار تمھارا ہوں اسکے کہنے سے لشکر جمع ہوا اور انکو مکر و حیلہ سے کیا باقی حال آگے ہے فافہم ١٢ ف تحقیق ہمسایہ مددگار تمھارا ہوں ١٢۔

که بیارم من قبیلهٔ خویش را / تا که در هیجا بود پشتِ شما
هر شما را عون و یاریها کنم / تا سپاهِ دشمنان را بشکنم
چون قریش از گفت او حاضر شدند / هر دو لشکر در ملاقات آمدند
از ملائک دید شیطان انبهی / سوی صفِ مومنان اندر رهی
آن جنود الم تروها صف زده / گشت جانِ او ز بیم آتشکده
پای خود واپس کشید و برگرفت / که همی بینم سپاهی بس شگفت
که اخاف الله مالی منه عون / اذهبوا انی اری ما لا ترون
گفت حارث ای سراقه شکل هین / دی چرا تو می نگفتی اینچنین
گفت این دم من همی بینم حرب / گفت دی بینی جعاشیش عرب
گر نه بینی غیر این لیک ای دو شنگ / آن نمی‌ماند لاف بود آنوقت جنگ
دی همی گفتی که پایندان شدم / که بود تا فتح و نصرت دمبدم
دی زعیم الجیش بودی ای لعین / وین زمان نا چیز و نامرد و مهین
تا بخوردیم آن دم تو و آمدیم / تو بتون رفتی و ما هیزم شدیم
چونکه حارث با سراقه گفت این / از عتابش خشمگین شد آن لعین
دست خود خشمین ز دست او کشید / چون ز گفت اوش در دل رسید
سینه اش را کوفت شیطان و گریخت / خون آن بیچارگان زین مکر ریخت
چونکه ویران کرد چندین عالم او / پس بگفت انی بری منکم

کہ بلاتا ہون مین اپنی قوم کو / تا مدد لڑنے مین اُن سے تمکو ہو
اور مددگاری تمھاری مین کرون / تا شکست اب لشکرِ دشمن کو دون
جمع کرنے سے قریش اسکے ہوئے / دونون لشکر آ مقابل ہو گئے
دیکھا انبوہِ ملک شیطان نے / مومنون کی صف کی جا ہین کھڑی
وہ جنود الم تروہا صف بندھی / ڈر سے اسکی جان آتش مین جلی
پانون اپنا پیچھے کھینچا اور کہا / کہ مین دیکھون ہون سپاہِ نادرا
کہ اخاف اللہ مالی منہ عون / اذہبوا انی اری ما لا ترون
بولا حارث جو سراقہ شکل ہان / کیون نہ کل ایسا کیا ہے بیان
بولا دیکھون ہون لڑائی سخت آب / بولا دیکھے تو گدایانِ عرب
تو نہ دیکھے ان سوا اے شوخ و شنگ / اُس گھڑی دعوی تھا اور یہ وقت جنگ
کل یہ کہتا تھا کہ ہون ثابت قدم / کہ تمھین ہو فتح و نصرت دمبدم
کل تو تھا سردار لشکر کا لعین / آج ہے نا چیز نامرد و حزین
تیرا دھوکا کھا کے ہم یہان آئے ہین / ہم ہوئے ہیزم تو گیا حمام مین
جو یہ حارث نے سراقہ سے کہا / اسکی خفگی سے لعین غصہ ہوا
کھینچا اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے / درد دل پہونچا جو اسکی بات سے
سینہ اُسکا کوٹا شیطان چل دیا / مکر سے اُن عاجزون کا خون کیا
ویران اک عالم کیا ہے اُسنے جو / پس کہا انی بری منکم

سلہ کہ بلاتا ہون الخ۔ شعر کہ مین اپنی قوم کو بلاتا ہون تا اُنسے تم کو لڑنے مین مدد ہووے اور مین تمھاری مدد کرون تاکہ لشکرِ دشمن کو شکست دون انکے کرنے سے قریش جمع ہوئے اور دونون لشکر آکر مقابل ہوئے شیطان نے انبوہ ملائک کو دیکھا کہ جانب صف مومنین کے کھڑے ہین ترجمہ وہ سپاہ کہ دکھائی نہ دے صف بندی اور اسکے ڈر سے جان شیطان کی آتش مین جلی اپنا پانون پیچھے کھینچا اور کہا کہ مین سپاہ نادر دیکھتا ہون باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کہ اخاف الخ یہ شعر ترجمہ مین خدا سے ڈرتا ہون کہ مجکو اُنسے مددگاری نہین جاؤ تم مین تحقیق دیکھا جو تم کو نہین دکھائی دیتا ہے حارث نے کہا کہ اے سراقہ شکل ہان تو نے کل ایسا کہا کیون نہ کہا کہ مین اب لڑائی سخت دیکھتا ہون کہا کہ تو گدایان عرب کو دیکھتا ہے تو انکے سوا نہین دیکھتا ہے وہ وقت دعوی کا تھا اور یہ وقت جنگ کا ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ کل الخ شعر کل تو یہ کہتا تھا کہ مین ثابت قدم ہون اور تمھین دم بدم فتح و نصرت ہو کل تو سردار لشکر کا تھا آج تو نامرد و ناچیز ہے ہم یہان تیرا دھوکا کھا کر آئے ہین پس ہم ہیزم ہوئے اور تو حمام مین گیا جو حارث نے سراقہ سے کہا اُسکی خفگی سے وہ لعین غصہ ہوا اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ سے کھینچا جو درد دل اسکی بات سے پہونچا اُسکا سینہ کوٹ کر شیطان چل دیا اور مکر سے اُن عاجزون کا خون کیا ایک عالم جو ویران کیا پس کہا ترجمہ تحقیق مین علیحدہ ہون تم سے سینہ کوٹا اور گرایا اسکو بھی بھاگا جو ہیبت بھاگنے کی ہوئی آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سہ وہ سپاہ کہ دکھلائی نہ دیوے ۱۲۔ سہ ڈرتا ہون مین خدا سے کہ مددگاری اُنسے مجکو نہین ۱۲۔ سہ جاؤ تم تحقیق مین نے دیکھا جو تم کو نہین دکھائی دیتا ۱۲۔ سلہ تحقیق مین علیحدہ ہون تم سے ۱۲۔

کوفت اندر سینه و انداختش ... پس گریزان شد چو هیبت تاختش
نفس و شیطان هر دو یک تن بوده اند ... در دو صورت خویش را بنموده اند
چون فرشته و عقل کایشان یک بدند ... بهر حکمتهاش دو صورت شدند
دشمنے داری چنین در سر خویش ... مانع عقلست و خصم جان و کیش
یک نفس حمله کند چون سوسمار ... پس بسوراخے گریزد در فرار
در دل و سوراخها دارد کنون ... سر ز هر سوراخے می آرد برون
نام پنهان گشتن دیو از نفوس ... و اندران سوراخ رفتن شد خنوس
که خنوسش چون خنوس قنفذ است ... چون سر قنفذ ورا آمد شد است
که خدا آن دیو را خناس خواند ... کو سر آن خارپشتک را بماند
می نهان گردد سر آن خارپشت ... دمبدم از بیم صیاد درشت
تا چو فرصت یافت سر آرد برون ... زینچنین مکرے شود مارش زبون
گر نه نفس از اندرون راهت زدی ... رهزنان را بر تو کے دستے بدے
زان عوان مقتضی که شهوتست ... دل اسیر حرص و آز و آفتست
زان عوان سر شدی دزد و تباه ... تا عوانان را بقهر تست راه
در خبر بشنو تو این پند نکو ... بین جنبیکم لکم اعدا عدو
طمطراق این عدو مشنو گریز ... کو چو ابلیس ست در رنج و ستیز
بر تو او از بهر این دنیائے سرد ... آن عذاب سرمدے را سهل کرد
چه عجب گر مرگ را آسان کند ... او ز سحر خویش صد چندان کند

کوٹا سینہ اور گرایا اسکو بھی ... بھاگا کا ہیبت بھاگنے کی جو ہوئی
نفس[1] و شیطان ایک تن دونون ہوے ... خود کو دو صورت مین دکھلایا تجھے
جس طرح عقل و فرشتہ ایک تھے ... واسطے حکمت کے دو صورت بنے
ایسے دشمن کو تو باطن مین رکھے ... مانع عقل و عدوے جان ہے
اک دفعہ حملہ کرے جون سوسمار ... پھر گھسے سوراخ مین کر کے فرار
دل مین سوراخین وہ رکھتا ہے ولے ... سر ہر اک سوراخ سے باہر کرے
گھسنے[2] سوراخون و چھپنے نفس سے ... پس خنوس اس دیو کا اک نام ہے
چھپنا اسکا مثل چھپنے سی کے ہے ... باہر اندر مثل سہی سر کو رکھے
کہ کہا خناس حق نے دیو کو ... اسکا سر مانند سی کے جان تو
سر نہان اس سی کا جو ہوے ہے ... دمبدم پر خوف سے صیاد کے
جب ملے فرصت نکالے سر کو وہ ... مکر اسکا ایسا پھانسے سانپ کو
نفس رہ تیری نہ اندر مارتا ... رہزنون کا ہاتھ کیسے پہونچتا
اُس[3] سپاہی سے کہ شہوت ہے دلا ... دل ہے قیدی حرص اور آفات کا
اس سپاہی سے ہوا تو چور بے ... قہر تجھپر وہ سپاہی جو کرے
سُن حدیثون مین تو یہ پند نکو ... بین جنبیکم لکم اعدا عدو
اس عدو کا کرو فر مت سُن تو جا ... ہے خصومت عجز مین ابلیس سا
تجھپے دنیا کے لیئے آسان کیا ... اُسنے وہ رنج و عذاب دائما
کیا عجب گر مرگ کو آسان کرے ... سحر اپنے کو وہ سو چندان کرے

[1] نفس الخ یعنے شعر نفس اور شیطان دونون ایک تن ہوے اور خود کو دو صورت مین دکھلایا جیسے عقل و فرشتہ ایک تھے مگر واسطے حکمت کے دو صورت بنے تو ایسے دشمن کو باطن مین رکھتا ہے جو یعنے عقل و عدو جان کا ہے ایک دفعہ حملہ کرے مانند سوسمار کے پھر سوراخ مین گھسے بھاگ کر دل مین سوراخین ذور کھتا ہے ولیکن سر ہر ایک سوراخ سے نکالتا ہے یعنے نفس و شیطان ایک ہین پس نفس بھی مانند شیطان کے دھوکا دیتا ہے اور وہ تیرے دل مین رہتا ہے تو اُس سے ہوشیار رہ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ — [2] گھسنے الخ یعنے شعر نفس کے سوراخون مین گھسنے اور چھپنے سے خنوس اس دیو کا نام رکھا اسکا چھپنا مثل چھپنے سیاہی کے ہے کہ اندر باہر مثل سیاہی کے سر کو رکھتا ہے کہ حق نے خناس کہا ہے دیو کو اسکا سر مانند سیاہی کے جان تو یعنے خناس خنوس سے ہے اور خنوس چھپنے والی چیز کو کہتے ہین چونکہ نفس بھی دل مین چھپتا ہے اسواسطے نفس کو حق نے خناس کہا ہے سر پوشیدہ اس سیاہی کا جو ہوتا ہے دمبدم ولیکن خوف سے صیاد کے جب فرصت ملے وہ سر کو نکالے اسکا ایسا مکر سانپ کو پھانسے تیری راہ نفس باطن مین نہ مارتا تو رہزنون کا کیسے ہاتھ پہونچتا ہے باقی حال آگے فافہم ۱۲ — [3] اس سپاہی الخ یعنے شعر اس سپاہی سے کہ وہ شہوت ہے دل قیدی ہے حرص و آفات کا اس سپاہی سے تو چور ہوا ہے تا وہ سپاہی تجھپر قہر کرے تو سن حدیثون مین نصیحت نیک ترجمہ درمیان دو پہلو تمھارے کے بڑا دشمن تمھارا ہے اس عدو کا کر و فر مت مان اور وہ عجز مین خصومت ابلیس کے مانند ہے تجھپر دنیا کے واسطے آسان کیا اُسنے وہ رنج و عذاب ہمیشہ کیا تعجب ہے کہ اگر مرگ آسان کرے وہ اپنے سحر سے سو چندان کرے سحر کا وہ صفت سے کہ وہ گروہ کو مانند کاہ کے کرے یعنے نفس کا مکر مانند ابلیس کے ہے کہ رنج تجھپر دنیا کے واسطے اُسنے آسان کر دیا ہے کیا تعجب ہے کہ وہ تجھکو بے ایمان کر دے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ — عدو درمیان پہلو تمھارے کے

سحر کاہے را بصنعت کہ کند / باز کوہی را چو کاہے مے نہد
سحر کر دے کاہ کو صنعت سے کوہ / کوہ کو جون کاہ پھر کر دیوے وہ

زشتہا را نغز گرداند بفن / نغزہا را زشت گرداند بظن
زشت کو کر دے ہنر سے خوبرو / زشت وہ کر دے گمان سے خوب کو

آدمی را خر نماید ساعتے / آدمی سازد خرے را از آیتے
آدمی کو ایک دم مین کر دے خر / اک علامت سے کرے خر کو بشر

کار سحر اینست کہ دم مے زند / ہر نفس قلب حقائق مے کند
سحر کا یہ کام کہ دم دیوے وہ / ہر گھڑی پلٹے حقائق کو ہے وہ

اینچنین ساحر درون تست سر / ان فی الوسواس سحرا مستتر
ایسا ساحر تجھ مین ہے تو پایہ سر / ان فی الوسواس سحرا مستتر

اندران عالم کہ ہست این سحرہا / ساحران ہستند جادوے کشا
اندر ان عالم کے بھی یہ سحر ہین / اور ساحر جو سحر کو کھول دین

اندران صحرا کہ رست این زہر تر / نیز روئیدست تریاق ای پسر
اندر اس عالم کے یہ سم ہے اگا / لے پسر تریاق بھی پیدا ہوا

گویدت تریاق از من جو سپر / کز زہرم من بتو نزدیک تر
کہتا ہے تریاق مجھ سے لے سپر / زہر سے ہین تیرے ہون نزدیک تر

گفت او سحر ست و ویرانے تو / گفت من سحر ست دفع سحر او
کہتا اسکا سحر تیرے حق مین ہر / کہنا میرا سحر توڑے اسکا سحر

گفت پیغمبر کہ ان فی البیان / سحرا و حق گفت آن خوش پہلوان
بولے پیغمبر کہ ان فی البیان / سحر حق اسکو کہے وہ پہلوان

لیک سحرے دفع سحر ساحران / مایہ تریاک باشد در بیان
سحر ہے پر دفع سحر ساحران / مایہ تریاق ہے اندر بیان

آن بیان اولیا و اصفیا ست / کز ہمہ اغراض نفسانی جدا ست
وہ بیان ہے اولیا کا برملا / کہ وہ نفسانی غرض سے ہی جدا

حاصل آن کز زہر نفس دون گریز / نوش کن تریاق مرشد چست و تیز
الغرض کہ بھاگ تو زہر نفس سے / نوش کر تریاق مرشد جلد لے

این طلسم سحر نفس اندر شکن / سوئے گنج پیر کامل نقب زن
یہ طلسم سحر نفس اب توڑ تو / نقب کامل پیر کے دے گنج کو

بس دراز ست این سخن آغاز ران / جانب مہمان و مسجد باز ران
طول ہے یہ لوٹ سوئے ابتدا / جانب اُس مہمان مسجد کے تو جا

مکر کردن عاذلان پند ابہ مہمان مسجد مہمان کُش

مکر کرنا نصیحت ملامت کرنیوالوں کا اس مہمان مسجد مہمان کُش کو

ہین مکن جلدی برو ای بو الکرم / مسجد ما را مکن زین متہم
مت کرو جلدی تو جا ای بو الکرم / اور نہ کر مسجد ہماری متہم

۱؎ زشت کو اہلِ شعور زشت کو ہنر سے خوبرو کرے اور خوبرو کو گمان سے زشت کرے آدمی کو دم بھر مین خر کر دے اور خر کو ایک علامت سے بشر کر دے سحر کا یہ کام ہے کہ دم دیوے اور ہر گھڑی وہ حقائق کو پلٹتا ہے ایسا ساحر تجھ مین ہے تو اس بھید کو پا ترجمہ تحقیق وسواس مین سحر ہے پوشیدہ یعنی وہ سحر نفس یہ خیالات ہین کہ انسان کو بدتر کرتے ہین پس تمام عالم مین بھی یہ سحر ہین اور ساحر بھی کہ سحر کو کھول دین اس صحرا مین یہ سم اگا ہے اور تریاق بھی پیدا ہوا ہے تریاق کہتا ہے کہ مجھ سے سپر لے تیرے زہر سے نزدیک تر ہون اُسکا کہنا سحر تیرے حق مین زہر ہے میرا کہنا سحر اُسکا توڑتا ہے یعنی خطرات نفسانی بھی سحر ہین اور ہدایت اولیا بھی سحر ہین پس سحر اولیاء اللہ سے نفس کو توڑتا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۔ الخ شعر جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا ترجمہ تحقیق بیان مین سحر ہے پس سحر حق اسکو کہین مصطفےٰ سحر ہے ولیکن دفع سحر ساحران ہے اور مایۂ تریاق بیان ہے وہ بیان اولیاء اللہ کا ہے ظاہر ہے کہ نفسانی غرض سے جدا ہے الغرض کہ بھاگ زہر نفس سے جلد تریاق مرشد سے نوش کر یہ طلسم نفس اب تو توڑ اور گنج پر نقب کامل دے یہ بات طول ہے تو لوٹ جانب ابتدا کے اور جانب اس مہمان مسجد کے جا یعنی زہر نفس سے تو بھاگ اور تریاق ہدایت مرشد نوش کر کہ منزل مقصود کو پہونچے آگے بیان اہل نصیحت مسجد مہمان کش کا ہے فافہم ۱۲ ۔ مت کرے الخ شعر تو جلدی مت کر اور جا اے ابو الکرم اور ہماری مسجد کو تو متہم نہ کر اگر دشمن کے از راہ دشمنی کے اور ہم پر کل طعنہ زنی کرے کہ کسی ظالم نے گلا گھونٹا مسجد کا حیلہ کر کے وہ تو بچ اسلام تھا قتل کے حیلہ کو مسجد پر رکھا کہ یہ مسجد بدنام ہے ایسے لئے او سخت جان تو بھی تہمت مت رکھ ہمکو کہ دشمن سے امن نہین ہے جا جلدی مت کر اور سودا مت پکا عالم گزرے تو ناپ نہ سکے تجھ سے شیخی کر نیوالے بخت سے ڈاڑھی نوچی اپنے آپ اب تو جا اور کہو کہ لاسیہ قیل و قال خود پر اور ہمیں مت لا وبال آگے جواب مہمان کا ہے فافہم ۱۲ ۔ تحقیق وسواس مین سحر ہے پوشیدہ تحقیق کہ بیان مین سحر ہے

گر بگوید دشمنے از دشمنے
کہ بتا سا ئیدا و را ظالمے
تا بہانہ قتل بر مسجد نہند
تہمتے بر ما نہند اے سخت جان
ہین بر و جلدی مکن سوداے میز
ہچو تو بسیار ان بہ لافیدہ ز بخت
ہین برو کوتاہ کن این قیل و قال

آتشے در ما زند فردا و دے
بر بہانہ مسجد او جو سالمے
چونکہ بدنام ست مسجد او جہد
کہ نہ ایم ایمن زمکر دشمنان
کہ نشد آن یہود گیہان را بہ گز
ریش خود برکندہ یکیک لخت لخت
خویش و ما را درمیفگن در وبال

گر کہے دشمن زراہ دشمنی
کہ گلا گھونٹا کسی ظالم نے آ
قتل کے حیلہ کو مسجد پر رکھے
ہم پہ تہمت رکھ نہ تو اے سخت جان
جا نہ کر جلدی و مت سودا پکا
تجھسے شیخی کرنیوالے بخت نے
اب تو جا کوتاہ کر یہ قیل و قال

اور ہم پر کل کرے طعنہ زنی
حیلہ گر مسجد کا وہ تو خوب تھا
کہ یہ ہے بدنام مسجد اس لیئے
ہو نہ ہمکو مکر دشمن سے امان
نے سکے تو گر سے عالم نا بنیا
ڈاڑھی نوچی اپنی آخر آپ سے
خود پر اور ہم پر نہ لا تو بس و بال

جواب گفتن مہمان ایشان را و مثل آوردن بدفع حارث کشت بانگ دف از کشت شتر را کہ کوس محمودی بر پشت او زدندے

جواب دینا مہمان کا انکو اور مثال لانا کھیت والے کے دفع کرنے کا دف سے اونٹ کو آواز دف سے کہ نقارہ محمودی اسکی پیٹھ پر بجتا تھا

گفت اے یاران از آن دیوان نیم
کہ ز لاحولے ضعیف آید پیم
کودکے کو حارث کشتے بدے
طبلکے در دفع مرغان می زدے
تا رمیدے مرغ از ان طبلک ز کشت
کشت از مرغان سلامت میگذشت
چونکہ سلطان شاہ محمود کریم
بر گزید در آن طرف خیمۂ عظیم
با سپاہے ہمچو استارہ اثیر
انبہ و قیر وزہ و صفدر ملک گیر
اشترے بد کو بدے حمال کوس
بختی بد پیشتر ہمچون خروس
بانگ کوس و طبل بر وے روز و شب
میزدندے در رجوع و در طلب
اندر ان مزرع در آمد آن شتر
کودک آن طبلک بزد در حفظ بر
عاقلے گفتش مزن طبلک کہ او
بختی طبل ست با آن است خو

بولا یارو ہم نہیں اُس دیو سے
کہ قدم لاحول سے عاجز رہے
تھا نگہبان ایک لڑکا کھیت کا
دف بجا کر مرغ دفع کرتا تھا
بھاگتے تھے مرغ دف سے کھیت کے
کھیت رہتا تھا سلامت مرغ سے
جو کہ سلطان وشہ محمود نے
اس طرف خیمہ کیا بس راہ پے
مثل تارون کے سپاہ ہمراہ تھی
ملک گیر و صف شکن باجاہ تھی
تھا شتر نقارہ اُسپے لادتے
پیشتر وہ اونٹ تھا جون مرغ کے
اور نقارہ بجاتے اُسپے تھے
رات دن کوچ و مقام اندر وے
اونٹ وہ اس کھیت کے اندر گیا
دف کو وہ لڑکا بجانے بس لگا
ایک عاقل نے کہا دف مت بجا
اونٹ نقارہ کا ہے یہ شاہ کا

سلہ بولا الخ — شعر کہا کہ اے یارو مین اس دیو سے نہین ہون کہ لاحول سے قدم عاجز ہو آگے اسکی مثال ہے ایک نگہبان طفل کھیت کا تھا کہ دف بجا کر مرغ کو ہانکتا تھا مرغ بھاگتے تھے کھیت کے دف سے کھیت سلامت رہتا مرغ سے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲—
سلہ جو کہ الخ — شعر جو کہ سلطان محمود نے اس طرف خیمہ کیا راہ پر مانند ستارون کے ہمراہ سپاہ تھی ملک گیر اور صف شکن باجاہ تھی ایک شتر تھا کہ اسپر نقارہ لادتے تھے اور وہ اونٹ پیشرو تھا مانند مرغ کے اسپر نقارہ بجاتے تھے رات دن کوچ و مقام مین وہ اونٹ اس کھیت مین آیا اور وہ لڑکا دف بجانے لگا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ سلہ ایک الخ — شعر ایک عقلمند نے کہا کہ دف نہ بجا یہ اونٹ نقارہ بادشاہی کا ہے اُسکے آگے ڈگڈگی کیا شے ہے نوبت شاہی کا ہمیشہ بار اُٹھاتی ہے آگے اسکے حقائق ہین مین عاشق کشتہ قربان کا ہون میری جان نوبت گاہ طبل بلا کی ہے یہ ڈرانا ایک ڈگڈگی ہے اس سے زیادہ دیکھا ہے جو کچھ کہ ہوا ہے اے حریفو مین اُنمین نہین ہون کہ خیالون سے اس راہ مین رہ جاؤن آگے اسکی مثال ہے مثل اسمٰعیل کے آزاد ہون یعنے مین عاشق حق ہون اور میری جان پر صدہا بلائین آتی ہین یہ ڈرانا مجکو کب راہ سے پھیر سکتا ہے فافہم ۱۲ — عہ حارث — کاشتکار — حارس — نگہبان ۱۲ مصحح

پیش او چه بود تو را ای تو طفل / گر شد او طبل سلطان بیست کفل

عاشقم من کشتهٔ قربان لا / جان من نوبتگه طبل بلا

خود تبور اگست این تهدیدها / پیش آنچه دیده است این دیدها

ای حریفان من ازانها نیستم / کز خیالاتے درین ره بایستم

من چو اسمعیلیانم بے حذر / بل چو اسمعیل آزادم زسر

فارغم از طمطراق و از ریا / قل تعالوا گفت جانم را بیا

گفت پیغمبر که جاد فی السلف / بالعطیه من تیقن بالخلف

هر که بیند مر عطا را صد عوض / زود در بازد عطا را زین غرض

جمله در بازار ازان گشتند بند / تا چو سودا فتاد مال خود دهند

چون ببیند کالها در ربح پیش / سرد گردد عشقش از کالای خویش

گرم زان ماندست با او کو ندید / کالهاے خویش را ربح و مزید

همچنین علم و هنرها در حرف / چون ندید افزون ازانها در شرف

تا به از جان نیست جان باشد عزیز / چون به آمد نام جان شد چیز چیز

لعبت مرده بود جان طفل را / تا نگشت او در بزرگی طفل زا

این تصور وین تخیل لعبت است / تا تو طفلی پس بدانت حاجت است

چون ز طفلی رست جان شد در وصال / فارغ از حس است و تصویر و خیال

نیست محرم تا بگویم بے نفاق / تن زدم واللّٰه اعلم بالوفاق

زر و لا نبا نها نشسته منتظر / تا که سود آید به بذل آید مصر

اسکے آگے گڑ گڑی کیا شی ہی یار / نوبت شاہی اٹھائی بیس بار

مین ہون عاشق کشتۂ قربان لا / جان ہی نوبتگہ مری طبل بلا

یہ ڈرانا ڈگڈگی ہے خود بھلا / دیکھا افزون اس سے ہی جو یہ ہوا

اے حریفو ہون نہیں انہیں سے مین / کہ خیالون سے رہون اس راہ مین

مثل اسمعیل نے ڈر مین رکھون / سر سے اسمعیل سا آزاد ہون

کر و فر نے رکھتا ہون اور ریا / قل تعالوا بولا میری جان کو آ

بولے پیغمبر کہ جاد فی السلف / بالعطیه من تیقن بالخلف

جو عطا کی سو عوض کو دیکھ لے / اس غرض سے وہ عطا جلدی کرے

اس لیے بازار مین سب پھنس گئے / دیتے ہین مال اپنا جو کہ سود ہے

دیکھے سامان نفع کا جو دوسرا / سرد ہو عشق اپنے بس سامان کا

گرم بازار اس لیئے اس سے رہا / اپنے سامان کا نہ دیکھا فائدا

اس طرح پیشہ ہنر اور علم کو / جو نہ دیکھا اُنسے زیادہ بس نکو

تا نہ بہتر جان سی ہو جان ہی عزیز / جانا جو بہتر اُسے جان ہی ناچیز

مردہ گڑیا دختروں کی جان ہی / جوان جبتک ہو اور بچہ ہے جسے

ان خیالوں کو تو گڑیان جان لے / ہی ضرورت تجھکو جب تک طفل ہے

ہوگئی طفلی ہوا جان کو وصال / نہ رہا یہ حس و تصویر و خیال

نہ کوئی محرم کہوں تا بے حجاب / چپ ہوں واللّٰه اعلم بالصواب

منتظر بیٹھا ہی ہمیانی مین زر / تا کہ ہووے سود جلدی خرچ کر

سلہ کر و فر الخ شعر کر و فر رکھتا ہون اور نہ ریا میری جان کو کیا ترجمہ کہ لوٹ آؤ پیغمبر صلے اللّٰه علیہ و آلہ وسلم نے کہا ترجمہ کہ بخشش کرتا ہے گذشتہ مین ساتھ بخشش کے وہ کوئی کہ یقین رکھتا ہے خلف کا عوض کا جو کوئی عطا کے عوض کو دیکھ لے تو اس غرض سے وہ جلدی عطا کرے آگے اسکی مثال ہے اسواسطے سب بازار مین پھنس گئے مال اپنا دیتے ہین جو کہ نفع ہے زر ہمیانی مین منتظر بیٹھا ہے تا کہ نفع ہووے جلدی خرچ کر جبکہ دوسرا سامان نفع کا دیکھے اپنے سامان کا عشق سرد ہووے اس لیے بازار اُس سے گرم رہا کہ اپنے سامان کا فائدہ نہ دیکھا یعنے جو ایک بخشش کے عوض سو فائدہ دیکھ لے وہ بخشش جلدی کرے بس یہ حال اہل سخا کا ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

سلہ اس طرح الخ شعر اس طرح پیشے و ہنر و علم کو اُن سے بہتر اچھا نہ دیکھا جب تک جان سے بہتر نہو جان عزیز ہے جبکہ بہتر جانا اُسے جان ناچیز ہے آگے اسکی مثال ہے گڑیا مردہ دختروں کی جان ہے جب تک جوان نہوں اور بچہ نہ جنین پس تو ان خیالوں کو گڑیا جان لے جبتک تجکو حاجت ہے کہ تو طفل ہے طفلی کی جان کو جبکہ وصال ہوا یہ حس و تصور و خیال نہ رہا کوئی محرم نہیں ہے تا بیجا بے کہون اللّٰه خوب جانتا ہو یعنے جان کو جبتک عزیز جانتا ہے کہ یار کو نہیں دیکھا ہے جبکہ یار کو دیکھا جان اسوقت ناچیز ہے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

مال وتن برفند ریزان فنا　　حق خریدارش کہ اللہ اشتری
برفہاز ان ازثمن اولیستت　　گر تو در شکّے یقینے نیستت
وین عجب ظنیست در تو ای مہین　　کہ نمی پرّد بہ بستان یقین
ہر گمان تشنہ یقین ست ای پسر　　مے زند اندر تزاید بال و پَر
چون رسد در علم پس پرپاشود　　مر یقین را علم او بویا شود
زانکہ ہست اندر طریق مفتتن　　علم کمتر از یقین و فوق ظن
علم جویای یقین باشد بدان　　وان یقین جویای دیدست و عیان
اندر الٰہکم بجو این را کنون　　از پس کلّا پس لو تعلمون
میکشد دانش بہ بینش ای علیم　　گر یقین بودے بدیدندے جحیم
دید زاید از یقین بے امتہال　　آنچنان کز ظن ہمی زاید خیال
اندر الٰہکم بیان این ببین　　کہ شود علم الیقین عین الیقین
از گمان و از یقین بالا ترم　　وز ملامت برنمے گردد سرم
چون دہانم خورد از حلوای او　　چشم روشن گشتم و بینای او
پا نہ گستاخانہ چون خانہ روم　　پا نلرزانم نہ کورانہ روم
آنچہ گل را گفت حق خندانش کرد　　بردل من گفت صد چندانش کرد
آنچہ زد بر سرو کہ قدش راست کرد　　وانچہ از وی نرگس و نسرین بخورد
آنچہ نی را کرد شیرین جان و دل　　وانچہ خاکی یافت ازان نقش چگل
آنچہ ابرو را چنان طرار ساخت　　چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت

مال[۱] و تن ہے برف فانی لا بقا　　حق خریدار اسکا اللہ اشتری
برف اس باعث ہے جنت سے سوا　　کہ تو شک مین نے یقین تجھکو ہوا
یہ عجب شک ہے تجھے ای اہل کین　　کہ نہین اُڑتا سوی باغ یقین
ہر گمان تشنہ یقین ہے ای پسر　　اور افزونی مین کھولے بال و پر
پہونچے اندر علم کے قائم رہے　　اور یقین کی سمت علم اُسکا بڑھے
کیونکہ ہے اندر طریق عشق کے　　کم یقین سے علم افزون شک سے ہے
علم ڈھونڈھے ہے یقین کو تو جان　　اور یقین ڈھونڈھے ہے بس دید و عیان
اسکو الٰہکم کے ڈھونڈھو اندرون[۲]　　اور پس کلّا پس لو تعلمون
کھینچے دانش سوی بینش ای علیم　　گر یقین ہوتا عیان ہوتا جحیم
دید ہوتی ہے یقین سے بس فزون　　جیسے شک سے بڑھتا ہے خیال جنون
دیکھ الٰہکم مین یہ قول مبین　　تا کہ ہو علم الیقین عین الیقین
مین گمان سے اور یقین سے دور ہون　　اور ملامت سے نہ سر کو پھیرون
میرے مُنھ نے کھایا حلوا اُسکا ہے　　چشم روشن اُسکی ہون بینائی سے
ہو وُون پھر گستاخ مین گھر کو پھرون[۳]　　مثل لنگڑون اور اندھون کے چلون
گل کو قول حق نے جو خندان کیا　　میرے دل پر اسنے سو چندان کیا
سرو کو کہ کرکے سیدھا قد کیا　　نرگس و نسرین نے اس سے حسن لیا
جو کہ شیرین جان و دل نے کا کیا　　نقش خوش خاکی ہے جو اس سے ملا
جو کہ ایسا تیز ابرو کو کیا　　رخ کو بس گلنار و گلگون کر دیا

---

[۱] مال وتن الخ، شعر مال وتن ایک برف فانی لا بقا ہے اور حق اسکا خریدار ہے اللہ اشتری ہے اس سبب سے برف جنت سے سوا ہے کہ تو شک مین ہے اور یقین تجکو نہوا یہ عجب تجکو شک ہے ای اہل کین کہ طرف باغ یقین کے نہین اُڑتا ہے ہر ایک گمان تشنہ یقین ہے اور زیادتی مین بال و پر کھولے ہے علم مین پہونچے تو قائم رہے اور علم اُسکا یقین کی سمت بڑھے کیونکہ طریقہ عشق مین یقین سے علم کم اور شک سے سوا ہے پس علم ڈھونڈھتا ہے یقین کو اور یقین ڈھونڈھتا ہے دید کو یعنے شک علم کو چاہتا ہے اور علم یقین کو چاہتا ہے اور یقین دید یا کی تلاش مین رہتا ہے گویا یقین یار تک پہونچاتا ہے باقی حقائق آگے ہین فافہم ۱۲ [۲] اسکو الخ، شعر اس حال کو سورۂ الٰہکم مین ڈھونڈھ اور بعد کلّا و بعد لو تعلمون کے دیکھ دانش کھینچے ہے طرف بینش کے اگر یقین تجکو ہوتا دوزخ دکھائی دیتی پس دید یقین سے سوا ہوتی ہے جیسے شک سے خیال بڑھتا ہے الٰہکم مین یہ قول مبین دیکھ کہ وہ علم الیقین عین الیقین ہو یعنے علم الیقین سے عین الیقین ہوتا ہے حق الیقینی اسکا کمال ہے پس مین گمان یقین سے دور ہون اور ملامت سے سر کو نہ پھیرون میرے مُنھ نے اسکا حلوا کھایا ہے اور اسکا بینائی سے مین چشم روشن ہون یعنے یہ مقام اہل دید کا ہے کہ ہدایت مرشد علم الیقینی ہے اور مشاہدہ عین الیقینی ہے آگے مشاہدہ کا بیان ہے فافہم ۱۲ [۳] ہو وُون الخ، شعر پھر مین گستاخ ہو وُون اگر گھر کو پھرون مثل لنگڑون اندھون کے چلون جو قول حق نے گل کو خندان کیا میرے دل پر اسنے سو چندان کیا کہ سرو کو سیدھا قد کیا نرگس و نسرین نے اُس سے حسن لیا جو نے کا جان و دل شیرین کیا ہے نقش خوش خاکی اُس سے ملا خوش کیا جو ابرو کو ایسا تیز کیا اور رخ کو گلنار و گلگون کیا جو زبان کو سو فہم گری دی ہے اور کان کو تر جھوٹی یا ہے

هر زبان را داد صد فسونگری ۔ وانچه کان را داد از زر جعفری
چون در بسته دخانه باز شد ۔ غمزه های چشم تیر انداز شد
بر دلم زد تیر و سوداییش کرد ۔ عاشق شکر و شکرخاییش کرد
عاشق آنم که هر آن آن اوست ۔ عقل و جان جاندار یکجان اوست
من نلافم ور بلافم همچو آب ۔ نیست در آتش کشی ام اضطراب
چون بدزدم چون حفیظ مخزن اوست ۔ چون نباشم سخت رو پشت من اوست
هر که از خورشید باشد پشت گرم ۔ سخت رو باشد نه بیم او را نه شرم
همچو روی آفتاب بی حذر ۔ گشت رویش خصم سوز پرده در
هر پیمبر سخت رو بد در جهان ۔ یکسواره کوفت بر جیش شهان
رو نگردانید از ترس و غمی ۔ یک تنه تنها بزد بر عالمی
سخت رو شد سنگ تا بها رسوخ ۔ او نترسد از جهان پر کلوخ
کان کلوخ از خشت زن یکلخت شد ۔ سنگ از صنع خدائی سخت شد
گوسفندان گر برون اند از حساب ۔ زانبهی شان کی بترسد آن قصاب
کلکم راع نبی چون راعی ست ۔ خلق مانند رمه او ساعی ست
از رمه چوپان نترسد در نبرد ۔ لیکشان حافظ بود از گرم و سرد
گر زند بانگی ز قهر او بر رمه ۔ دان ز مهرست آنکه دارد بر همه
هر زمان گوید بگوشم سخت تو ۔ گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

جو زبان کو دی ہی سو فسونگری ۔ اور دیا ہی کان کو زر جعفری
جو[1] سلح خانہ کا دروازہ کھلا ۔ غمزہ تیر انداز آنکھون کا ہوا
تیر مارا عاشق مجھے اُسکا کیا ۔ عاشق شکر و شکر خا کیا
عاشق اُسکا جسکی ہر دم ملک ہے ۔ عقل و جان جاندار اُسکی جان سے
نی مجھے دعوی و گر ہے مثل آب ۔ نی مجھے آتش کشی مین اضطراب
کیون چراؤن وہ ہی حافظ گنج کا ۔ سخت رُو ہون کہ وہ ہی پشت پناہ
جو کوئی خورشید سے ہو پشت گرم ۔ سخت رو ہووے نہ خوف اُسکو نہ شرم
مثل روے شمس بےخوف و خطر ۔ اسکا رو ہو خصم سوز و پردہ در
ہر پیمبر[2] سخت رو عالم مین تھا ۔ اسنے حملہ تنہا شاہون پر کیا
منہ نہ پھیرا غم سے وُنی خوف سے ۔ ایک تن تنہا وہ عالم پر گرے
سنگ ثابت ہے ہوا ہی سخت رو ۔ ہو جہان پُر ڈھیلے سی نی خوف جو
خشت پڑ سے جو کہ ڈھیلا ملگیا ۔ صنع حق سی سنگ سخت اک وہ ہوا
بکریان گرچہ ہین از حد بحساب ۔ انکی انبوہ سے نہ ڈرتا ہی قصاب
کلکم راع نبی جون راعی ہے ۔ خلق مثل گلہ اور وہ ساعی ہی
جنگ گلہ سے نہ چروا ہا ڈرے ۔ ہی نگہبان انکا گرم و سرد سی
چیخے گلے پر اگر وہ قہر سے ۔ مہر سے وہ ہی کہ جو سب پر رکھے
کہتا[3] ہر دم کان مین ہی بخت تو ۔ گر تجھے غمگین کرون غمگین نہو

[1] جو سلح خانہ الخ، شعر جو دروازہ سلح خانہ کا کھلا آنکھون کا غمزہ تیرانداز ہوا مجکو تیر مار کر اُسکا عاشق کیا اور عاشق شکر و شکم خا کیا مین عاشق اسکا ہر دم جسکی ملک ہی اور عقل و جان جاندار ہے اسکی جان سے مجکو دعوی نہین ہے اگر ہے مثل آب کے آتش کشی مین بقراری نہین ہے مین کیون چراؤن وہ محافظ گنج کا ہے سخت رو ہون کہ وہ پشت پناہ ہے یعنے یار نے ہر ایک شے کو خود سے پُر کیا ہے اور اہل دید کو اس پردہ مین خود کو دکھاتا ہے جیسے شمع پردہ فانوس مین رکھتی ہے اسکو مشاہدہ کہتے ہین جو کوئی خورشید سے پشت گرم ہو سخت رو ہو اسکو نہ خوف ہو نہ شرم ہو مانند روے آفتاب کے بے خوف و خطر اُسکا رو ہو خصم سوز اور پردہ در یعنے جبکہ حق میرا مددگار ہے پھر مجکو کس سے خوف ہی بلکہ مثل شمس کے مین دشمن سوز و پردہ در ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] ہر پیغمبر الخ، شعر ہر ایک پیغمبر سخت رُو عالم مین تھا کہ اسنے تنہا حملہ شاہون پر کیا منہ غم سے و خوف سے نہ پھیرے ایک تن تنہا وہ عالم پر گرے آگے مثال ہے جو سنگ سخت رو ثابت ہوا ہے جہان پر ڈھیلے سے نہ خوف ڈھونڈھے چوکہ خشت پر سے ڈھیلا مل گیا صنع حق سے ایک سنگ سخت ہو گیا اگرچہ بکریان از حد بحساب ہین انکے انبوہ سے قصاب نہین ڈرتا ہے ترجمہ تم سب گلہ ہو اور نبی مانند چرواہے کے ہی خلق مانند گلہ کے ہے اور وہ شاہ ہی گلہ کے لڑنے سے چرواہا نہ ڈرے انکا نگہبان گرم و سرد سے ہے گلہ پر قہر سے اگر چیخے وہ محبت ہی کہ جو سب پر رکھتا ہی یعنے نبی اللہ مانند چرواہے کے ہین اور امت مانند گلہ کے ہی اگر وہ امت پر سختی کرین وہ محبت ہے نہ قہر آگے مقولہ شیخ کا ہی فافہم ۱۲۔

[3] کہتا الخ، شعر بخت تو ہر دم کان مین کہتا ہی اگر تجکو غمگین کرون تو غمگین نہو مین تجکو غمگین کرتا ہون اس لئے تاکہ تو چشم بد دن سے بچے جو تیری تو تلخ کرتا ہون اس لیے تاکہ چشم بد سے تو بچے تو میرا جو یا صیاد نہ تھا میری رلے کا بندہ و عاجز تھا تو حیلے کرتا تھا کہ مجھ تک پہونچے تو طالب فرقت مین میری عاجز تھا یعنے حق کہتا ہی کہ مین تجکو غمگین کرتا ہون کہ تا تو بلاے دُنیا سے بچے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

من ترا غمگین و گریان زان کنم تا کت از چشم بدان پنہان کنم
تلخ گردانم زغمہا خوے تو تا بگردد چشم بد از روے تو
نی تو صیادے و جویائے منی بندۂ و افگندۂ رائے منی
حیلہ اندیشی کہ در من در رسی در فراق و جستن من بیکسی
چارہ مے جوید پے من درد تو مے شنودم دوش آہ سرد تو
من توانم ہم کہ بے این انتظار رہ دہم بنمائمت راہ گذار
تا کہ زین گرداب دوران وارہی بر سر گنج وصالم پا نہی
لیک شیرینی و لذات مقر ہست بر اندازۂ رنج سفر
آنگہ از شہر و زخویشان برخوری کز غریبی رنج و محنتہا بری
در نخود بنگر کہ اندر دیگ چون می جہد بالا چو شد ز آتش زبون
ہرچہ آسان یافتی آسان دہی در دو مشکل یاب بر جان نہی
بشنو این تمثیل و قدر خود بدان وز بلا رو برمگردان ای جوان

مین تجھے کرتا ہون غمگین اس لیے تا کہ تو چشم بدون سے بس بچے
تلخ کرتا ہون مین غم سے خو تری چشم بد سے تا کہ تو ہووے بری
تو نہ تھا صیاد اور جویا مرا بندۂ و عاجز تو میری رائے کا
حیلے کرتا تھا کہ مجھ تک پہونچے تو تھا طلب فرقت مین عاجز میری تو
درد تیرا میری خاطر چارہ جو سنتا کل شب تھا مین تیری آہ کو
سکتا ہون اس انتظاری کے بغیر راہ بتلاتا مین تجھکو اب دلیر
تا کہ اس گرداب دوران سے چھٹے میرے گنج وصل پر پانون رکھے
ٹھہرنے کی اتنی لذت ہے بشر جسقدر ہو زیادہ تکلیف سفر
اسدم انہون شہر سے پھل کھائے تو کہ سفر سے رنج و محنت پائے تو
دیگ مین تو دیکھ کہ کیونکر چنین جو کہ آتش سے اچھل باہر گرین
جو کہ آسان پائے تو آسان تو دے درد مشکل یاب کو جان پر رکھے
سُن تو یہ تمثیل و اپنی قدر جان اور بلا سے منہ نہ پھیر اے جوان

تمثیل گریختن مومن و بے صبری در بلا با اضطراب و بیقراری نخود بجوش تا بیرون جہد و منع کدبانو

تمثیل بھاگنا مومن کا اور بے صبر ہونا بلا مین اضطرابی سے اور بیقرار ہونا نخود کا جوش سے تا باہر نکلے اور منع کرنا پکانیوالی کا

ہر زمانے مے برآید وقت جوش بر سر دیگ و برآرد صد خروش
کہ چرا آتش بمن در مے زنی چون خریدی چون نگونم مے کنی
مے زند کفگیر کدبانو کہ نے خوش بجوش و بر مجہ ز آتش کنے

ہر گھڑی نکلے ہے باہر وقت جوش دیگ سے اور کرتا ہے وہ سو خروش
کہ مجھے آتش مین ڈالا کس لیے جو خریدا کیون کرے عاجز مجھے
گھر کی بی بی مار کو چمچہ کہے خوب پک اور مت نکل تو آگ سے

۵۱ درد الخ ۸ شعر تیرا درد میری خاطر چارہ جو ہے مین کل شب کو سنتا تھا تیری آہ کہ اس انتظاری کے بغیر سکتا ہو تجکو راہ بتانا تا کہ تو اس گرداب دوران سے چھٹے و میرے گنج وصل پر پانون کو رکھے اتنی لذت ٹھہرنے کی ہے کہ جسقدر تکلیف مین زیادہ ہے اسدم عزیز اور شہر سے تو پھل کھاسکہ سفر سے رنج و محنت تو پاوے آگے اسکے مثال ہے تو دیگ مین دیکھ کہ نخود کیونکر جوش آتش سے ابل کر باہر گرتے ہین جو کہ تو آسان پائے تو آسان دیوے اور درد مشکل یاب کو جان پر رکھے تو یہ تمثیل سُن اور اپنی قدر جان اور بلا سے منہ مت پھیر اے جوان یعنے تو جسقدر تکلیف اٹھائیگا اُتنی لذت وصل پائیگا جیسے نخود تکلیف خوشی سے آخر کار انسان ہوتے ہین آگے قصہ انکا مثال مین کہتے ہین فافہم ۱۲۔

۵۲ ہر گھڑی الخ ۳ شعر ہر دم نخود باہر نکلتے ہین وقت جوش کے دیگ سے اور سو خروش وہ کرتا ہے کہ مجھے آتش مین کس واسطے ڈالا ہے اور جو خریدا کیون مجھے عاجز کرتا ہے گھر کی بی بی چمچہ مار کر کہے کہ خوب پک اور آتش سے مت نکل باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲۔

زان نہ جوشانم کہ مکروہ منی بلکہ تا گیری تو ذوق چاشنی
دشمنی سے نے پکاتی ہون تجھے بلکہ ذوق چاشنی تجکو ملے

تا غذا گردی بیامیزی بجان بہر خواری نیستت این امتحان
تا غذا ہوکر ملے تو جان سے امتحان تیرا نہ خواری کے لیئے

آب میخوردی بہ بستان سبز و تر بہر این آتش بدست آن آبجو
سیر بستان مین تو پیتا آب تھا آب وہ اس آگ کی خاطر پیا

رحمتش سابق بدست از قہر شان تا ز رحمت گردد اہل امتحان
اس سبب رحمت ہے اول قہر سے تا کہ اہل امتحان رحمت کو لے

رحمتش بر قہر ازان سابق شدست تا کہ سرمایہ وجود آید بدست
اس لیئے رحمت ہی پہلے قہر سے تا کہ سرمایہ وجود آخر ملے

تا کہ بی لذت نروید لحم و پوست چون نروید چہ گدازد عشق دوست
کیونکہ بے لذت نہ اوگی گوشت پوست جب نہ اوگے کب گلائے عشق دوست

زان تقاضا گر بیاید قہرہا تا کنی ایثار آن سرمایہ ہا
اس تقاضا گر سے آئے قہر ہے تا کہ اُس سرمایہ کو قربان کرے

باز لطف آید برای عذر او کہ بکردی غسل بر جستی ز جو
لطف پھر آئے پس اسکے عذر کو کہ کرے تو غسل چھوڑے نہر کو

با نخود گوید چریدی در بہار رنج مہمان تو شد نیکوش دار
وہ نخود سے کہوے جو اندر بہار تو چرا اب رنج ہے مہمان و یار

تا کہ مہمان باز گردد شکر ساز پیش شہ گوید ایثار تو باز
تا کہ مہمان جاے واپس شکر کو شہ کے آگے کہوے تیری جود کو

تا بجای نعمت منعم رسد جملہ نعمتہا بر د بر تو حسد
تا کہ منعم آئے نعمت کی جگہے جملہ نعمت بس حسد تجھ پر کہے

من خلیلم تو پسر پیش بچک سر بنہ انی ارانی اذبحک
مین خلیل اور تو پسر خنجر تلک سر کو لا انی ارانی اذبحک

سر بہ پیش قہر نہ دل بر قرار تا ببرم حلقت اسمٰعیل وار
سر رکھ آگے قہر کے دل رکھ قرار تا ترا سر کاٹون اسمٰعیل وار

سر ببرم لیک این سر آن سریست کز بریدہ گشتن و کشتن بریست
سر مین کاٹون لیک ہے وہ سر وہ سر کہ نہ پھٹتا ہے نہ کٹتا ہے پسر

لیک مقصودم ازان تعلیم تست ای مسلمان بایدت تسلیم جست
اس ہی مقصد پہ تری تعلیم ہے ای مسلمان چاہیے تسلیم لے

ای نخود می جوش اندر ابتلا تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا
ای نخود اب امتحان مین پک ذرا تا نہ ہستی و نہ خود رہوے ترا

اندران بستان اگر خندیدۂ تو گل بستان جان و دیدۂ
اندر اُس بستان کے گر تو ہے کھلا تو گل گلزار جان ہے خوش نما

سلہ دشمنی الخ یہ شعر مین دشمنی سے تجھے نہین پکاتی ہون بلکہ ذوق چاشنے تا تجکو پہنچتا کہ تو غذا ہوکر جان سے ملے امتحان تیرا خواری کے لیئے نہین ہے تو
تو سبز بستان مین آب پیتا تھا وہ آب اس آگ کے خاطر پایا تھا آگے اسکے حقائق ہین اس سبب سے رحمت اول قہر سے ہے تاکہ اہل امتحان ہمت سے
کر پائین اس لیئے رحمت قہر سے اول ہے تاکہ سرمایۂ وجود آخر کو ملے کیونکہ بغیر لذت کے گوشت و پوست نہین اُگتا ہے جو اُگے عشق دوست کب
گلائے اس تقاضا سے قہر کب آتا ہے تاکہ اس سرمایہ پر قربان کرے پھر لطف آئے اُسکے عذر کو کہ تو غسل کرے و نہر کو چھوڑے یعنے رحمت اول ہے
قہر سے اسواسطے کہ وجود آخر کو ملے و لذت عشق دوست سے پائے آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲ سلہ وہ نخود الخ یہ شعر وہ نخود سے کہتی ہے
کہ جو اندر بہار کے تو چرا ہے اب تیرا رنج مہمان و یار ہے آگے اسکے حقائق ہین تاکہ مہمان واپس شکر کرتا جائے اور شاہ کے آگے تیرے جود کو کہے
تاکہ منعم نعمت کی جگہ آے اور سب نعمت تجھ پر حسد کرے مین خلیل اور تو پسر کہ خنجر تک سر کو لائے ترجمہ تحقیق دیکھا مین نے ذبح کیا تجکو سر کو آگے قہر
کے رکھ اور دل کو قرار رکھ تاکہ سر تیرا کاٹون اسمٰعیل کے مانند مین سر کاٹون لیکن یہ سر وہ ہے نہ پھٹتا ہے نہ کٹتا ہے اس سے مقصد تیری تعلیم ہے ای مسلمان
تسلیم اختیار کرنا چاہیئے یعنے جو رنج تجکو آئے تو اُسکا شکر گذار ہو کہ وہ یار کی طرف سے تیرا امتحان آیا ہے تاکہ وہ واپس یار کے پاس پھر جاکر تیرا شکر
کرے اور تیرے ابتلا کا حال کہے تا نعمت کی جگہ خود منعم آئے اور تیرا مقصد پورا ہو پس فنا و تسلیم بلاے یار پر تو اختیار کر آگے رجوع بقصہ بطور حقائق
کے ہے فافہم ۱۲ سلہ ای نخود الخ یہ شعر ای نخود تو امتحان مین پک تا ہستی و خودی تیری نہ رہے اگر تو اندر بستان کے کھلا ہے تو گل گلزار جان کا
خوش نما ہی اگر تو باغ آب و گل سے باہر گیا لیکن غذا ہوکر تو زندہ ہوا یعنے ای شخص اگر تو باغ دنیا سے مثل نخود کے گیا ہے غذا ہوکر زندہ جاوید ہوا تو قوت و غذا
اندیشہ کا ہو تو شیر تھا اب شیر بیشہ کا ہو تو اول اُسکی صفات مین جلدی سے جا یعنے تو صفات سے پیدا ہوا ہے جلد پھر تو صفات مین فنا ہو کہ یہ تیری ترقی ہے

گر جدا از باغ آب وگل شدی / لقمہ گشتی اندر احیا آمدی
شو غذا و قوت اندیشہ ہا / شیر بودی شیر شو در بیشہ ہا
از صفاتش رستہ باللہ نخست / در صفاتش پاک و چالاک و چست
ز ابر و خورشید و ز گردون آمدی / پس شدی صاف و ز گردون بر شدے
آمدی در صورت باران و آب / میرمی اندر صفات مستطاب
جزو شمس ابر و بارانہا بدے / نفس و فعل و قول و فکرتہا شدی
ہستی حیوان شد از مرگ نبات / راست آمد اقتلونی یا ثقات
چون چنین بردیست ما را بعد مات / راست آمد ان فی قتلی حیات
قول و فعل صدق شد قوت ملک / تا بدین معراج شد سوئے فلک
آنچنان کان طعمہ شد قوت بشر / از جمادی بر شد و شد جانور
این سخن را ترجمہ پہناورے / گفت آید در مقام دیگرے
کاروان دائم ز گردون میرسد / تا تجارت مے کند وا مے رود
پس برو شیرین و خوش با اختیار / نے بہ تلخی و کراہت زرد وار
زان حدیث تلخ مے گویم ترا / تا ز تلخیہا فرو شویم ترا
ز آب سرد انگور افسردہ رہد / سردی و افسردگی بیرون نہد
تو ز تلخی چونکہ دل پر خون شوی / پس ز تلخیہا ہمہ بیرون روی
آنزمان شیرین شوی ہمچون عسل / فارغ آئی گر بریزندت خل
ہر کہ او اندر بلا صابر نشد / مقبل این درگہ فاخر نشد

باغ آب وگل سے گر باہر گیا / تو غذا ہوکر کے بس زندہ گیا
ہو غذا اور قوت اندیشہ کا ہو / شیر تھا تو شیر بس بیشہ کا ہو
تو صفات اسکی سے اول تھا اگا / پھر صفات اسکی مین تو جلدی سے جا
آیا[سلہ] ابر و شمس اور گردون سے تھا / صاف ہوکر چرخ سے بالا ہوا
شکل باران آب مین آیا ہی تو / پھر صفات پاک مین جاتا ہے تو
جزو ابر و شمس اور باران کا تھا / نفس و فعل اور قول و فکر اب تو ہوا
مرگ نامی سے تو بس حیوان ہوا / اقتلونی راست آیا اے دلا
برد ایسی ہمکو ہے جو بعد مات / راست آیا ان فی قتلی حیات
(قتل کرو مجھکو ١٢ — تحقیق مرنے مین زندگی ہے ١٢)
قول و فعل صدق ہے قوت ملک / پہونچا اس معراج سے وہ تا فلک
وہ[سلہ٢] غذا جیسے ہوئی قوت بشر / ہوئی جمادی سے نکل کر جانور
ترجمہ اس بات کا بس طول ہے / دوسری جا پے یہ کہنا چاہیے
کاروان اک آسمان سے آئے ہے / اور تجارت کرکے واپس جاتا ہے
خوش و شیرین اختیار اپنے سے جا / مثل خنظل کے نہ کڑوا ہوکے جا
تلخ بات اسواسطے تجھکو کہون / پاک تلخی سے تجھے تا کہ کرون
پیدا[سلہ٣] ہوا انگور آب سرد سے / سردی و افسردگی باہر رکھے
تو جو تلخی سے دل پر خون ہو / تلخیون سے دور کر دے آپ کو
مثل شہد اسدم تو ہو شیرین تر / ڈالین گر سرکہ نہو تجھ مین اثر
جو بلا مین نے کوئی صابر رہا / وہ نہ اس درگاہ کا مقبل ہوا

سلہ ابر آیا الخ ۔ شعر تو ابر و آفتاب و گردون سے آیا تھا صاف ہوکر چرخ سے بالا ہوا تو بشکل باران آب مین آیا پھر صفات پاک مین تو جاتا ہے تو ابر و شمس و باران کا جز تھا نفس و قول و فعل و فکر اب تو ہوا نبات سے مرکر تو حیوان ہوا ترجمہ قتل کرو مجکو یہ سچ ہوا ہمکو ایسی برد ہے بعد مات کے کہ یہ سچ ہوا ترجمہ تحقیق مرنے مین زندگی ہے قول و فعل صدق و قوت ملک ہے کہ اس معراج سے وہ پہونچا فلک تک یعنے نخود براہ ابر و شمس یہان آتا ہے اور غذاے انسان ہوکر انسان بنتا ہے اور پھر ہمراہ روح انسان آسمان کو جاتا ہے اسی طرح عشاق خود کو وہ کرتے ہین اور مرگ سے زندگی جاوید پاتے ہین باقی حال آگے ہے فافہم ١٢۔

سلہ٢ وہ غذا الخ ۔ شعر وہ غذا جیسے قوت بشر ہوئی اور جمادی سے نکل کر جانور ہوئی ترجمہ یہ بات از بس طول ہے یہ دوسری جا پہ کہنا چاہیے ایک کاروان آسمان پر سے آتا ہے اور تجارت کرکے واپس جاتا ہے اپنے اختیار سے و شیرین جا اور مانند خنظل کے کڑوا ہوکر مت جا اسواسطے تجکو تلخ بات کہتا ہون تاکہ تلخی سے تجکو پاک کردون آگے اسکی مثال ہے فافہم ١٢۔

سلہ٣ پیدا ہوا الخ ۔ شعر انگور پیدا ہوا آب سرد سے اور سردی و افسردگی باہر کرے آگے اسکے حقائق ہین جو تو تلخی سے دل پر خون ہو اپکو تلخیون سے دور کر اسدم مانند شہد کے تو شیرین تر ہو اگر سرکہ ڈالین تجھ مین اثر نہو جو کہ بلا مین صابر نہ رہا اس درگاہ کا مقبل نہ ہوا نہ شکاری سگ ہے نہ اسکا طوق ہے جو خام ہین پکا اسکو ذوق نہین ہے یعنے رنج ریاضت تو ختیار کرکر رنج دنیا سے تجھکو نجات ہو اور مثل شہد کے پھر ایسا شیرین کار ہو کہ تلخی زمانے کی تجھ مین اگر آئے اثر نہ کرے آگے صبر کرنے کا بیان ہے فافہم ١٢۔

سگ شکاری نیست او را طوق نیست | خام ناجوشیدہ جز بی ذوق نیست
نے شکاری سگ ہے نے اسکو ہے طوق | نے پکا جو خام نے اسکو ہے ذوق

تمثیل صابر شدن مومن چون بر سر بلا واقف شد
تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بلا پر واقف ہوا

آن نخود گفت ار چنین است ای ستی | خوش بجوشم یاریم دہ راستی
تو درین جوشش چو معمار منی | کفچلیزم زن کہ بس خوش میزنی
ہمچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ | تا نہ بینم خواب ہندوستان و باغ
تا کہ خود را در دہم در جوش من | تا رہے یابم در آن آغوش من
زانکہ انسان در غنا طاغی شود | ہمچو پیل خواب بین باغی شود
پیل چون در خواب بیند ہند را | پیلبان را نشنود آرد دغا
آن ستی گویدش کاو پیش ازین | من چو تو بودم ز اجزای زمین

وہ[۵۱] نخود بولا اے بی بی گر یہ ہے | پس پکا اور راستی تو مجھکو دے
تو میری اس جوش مین معمار ہے | مار تو چمچہ کہ بہتر کار ہے
پیل سا ہوں سر پہ دے تو زخم و داغ | تا نہ دیکھوں خواب ہندوستان و باغ
تاکہ خود کو ڈالوں میں اس جوش مین | تا میں رستہ پاؤں اس آغوش مین
جو[۵۲] غنا مین آدمی طاغی بنے | خواب دیکھے پیل سا باغی بنے
خواب مین جو پیل دیکھے ہند کو | پیلبان کی نے سنے سرکش ہو وہ
کہو کہ بی بی آگہ پہلے اس سے بھی | مثل تیری میں زمین کی جزو تھی

عذر گفتن کدبانو با نخود و حکمت در جوش داشتن او
عذر کرنا پکانے والی کا نخود سے اور حکمت اسکے پکانے مین

چون بجوشیدم جہاد آذری | پس پذیرا گشتم و اندر خوری
مدتے جوشیدہ ام اندر زمن | مدتے دیگر درون دیگ تن
زین دو جوشش قوت حسہا شدم | روح گشتم پس ترا استا شدم
در جمادی گفتمی زان میدوی | تا شوی علم و صفات معنوی
چون شدی تو روح پس بار دگر | جوش دیگر کن ز حیوانی گذر
از خدا میخواہ تا زین نکتہ ہا | در نلغزی در رسی در منتہا

پہنا[۵۳] مین نے جو لباس آتشی | این خورش مین بس قبول آخر ہوئی
ایک مدت مین زمانہ مین پکی | ایک مدت دیگ تن مین مین پکی
ان دو پکنے سے قوت حس ہوئی | روح ہوئی استاد مین تیری ہوئی
اس لیے بحث اب جمادی مین کری | تا تو ہو علم و صفات معنوی
جو ہوا تو روح پھر تو جوش کر | اور حیوانی کے درجہ سے گذر
چاہ خالق سے کہ ان نکتوں سے جا | ہو نہ لغزش اور پائے انتہا

[۵۱] وہ نخود الخ یہ شعر اس نخود نے کہا کہ اے بی بی اگر یہی بات ہے پس تو پکا اور مجھکو تو راستی دے تو میرے اس جوش مین معمار ہے چمچہ مار کہ کام بہتر ہے پیل کے مانند ہون تو میرے سر پر زخم و داغ دے تا نہ دیکھوں خواب ہندوستان و باغ کے تاکہ مین خود کو ڈالون اس جوش مین تاکہ مین راہ پاؤن اُس آغوش مین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ [۵۲] جو غنا الخ یہ شعر جو آدمی غنا مین طاغی بنے جو پیل خواب مین ہندوستان دیکھے پیلبان کی نہ سُنے اور سرکش ہوئے بی بی کہے کہ آ اس سے پہلے بھی مین تیرے مانند زمین کی جزو تھی یعنے انسان بسبب غنا و دنیا کے باغی ہوتا ہے اور اپنے مالک سے پھر جاتا ہے وہ سرکشی کرتا ہے آگے بی بی کے عذر کا بیان ہے فافہم ۱۲—

[۵۳] پہنا الخ یہ شعر جو مین نے لباس آتشی پہنا آخر مین خورش مین قبول ہوئی ایک مدت مین زمانہ مین پکی اور ایک مدت مین دیگ تن مین ہی ان دو پکنے سے مین قوت حس کی ہوئی روح ہوئی اور تیری استاد ہوئی اسلیئے بحث وہ جمادی مین کرے تا تو علم و صفات معنوی ہو جبکہ تو روح ہوا پھر تو جوش کر اور حیوانی سے گذر اللہ سے چاہ کر تا ان نکتوں سے لغزش نہو اور انتہا پائے کیونکہ بہت قرآن سے گمراہ ہوئے اور اکثر اسی رسی سے چاہ مین گرے اس رسی کا جرم نہین سربلندی کا تجکو عشق نہ تھا یعنے جبکہ ریاضت سے تو صاحب علم و صفات معنوی ہو تو حق سے چاہ کہ اس علم سے لغزش نہووے کیونکہ قرآن سے گمراہی مین پڑ گئے ہین بسبب ناسمجھی کے آگے مہمان مسجد کا قصہ بیان ہے فافہم ۱۲—

زانکه از قرآن بسے گمرہ شدند | زان رسن قومی درون چہ شدند
مر رسن را نیست جرمی ای عنود | چون ترا سودای سر بالا نبود
جانب آن عاشق نی خویش ران | کو دران مسجد چہ کرد از امتحان

کیونکہ قرآن سے بہت گمرہ ہوے | اکثر اُس رسّی سے بس چہ مین گرے
ہے نہ اُس رسّی کا جرم ای پُرجفا | سربلندی کا نہ تجھکو عشق تھا
کر تو اب اُس مست عاشق کا بیان | کہ کیا مسجد مین کیا کچھ امتحان

بقیہ قصّہ آن مہمان مسجد و ثبات و صدق عزم او

قصّہ اُس مہمان مسجد کا اور ثابت و صادق ہونا ارادی اُسکے کا

آن غریب شہر و سر بالا طلب | گفت می خسپم درین مسجد بشب
مسجد اگر کربلاے من شوی | کعبۂ حاجت روائے من شوی
ہین مرا بگذار ای بگزیدہ یار | تا رسن بازی کنم منصور وار
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل | می نخواہد غوث در آتش خلیل
جبرئیلا رو کہ من افروختہ | بہترم چون عود و عنبر سوختہ
جبرئیلا گرچہ یاری مے کنی | چون برادر پاسداری می کنی
اے برادر من بر آذر چابکم | من نہ آن جانم کہ گردم بیش و کم
جان حیوانی فزاید از علف | آتشے بود او چو ہیزم شد تلف
گر نہ گشتے ہیزم او مثمر بُدے | تا ابد معمور و ہم عامر بُدے
باد سوز انست این آتش بدان | پرتو آتش بودنے عین آن
عین آتش در اثیر آمد یقین | پرتو سایہ ولیست اندر زمین
لاجرم پرتو بپاید ز اضطراب | سوی معدن باز میگردد شتاب
قامت تو بر قرار آمد بساز | سایہ ات کوتہ دمی یکدم دراز

وہ[۱] غریب شہر و سر بالا طلب | بولا اس مسجد مین سوؤن آج شب
گر اے مسجد کربلا ہو تو مری | کعبۂ حاجت روا ہو تو مری
چھوڑ مجھکو اب تو ای مقبول یار | کھیلون تا رسّی سے مین منصور وار
گر نصیحت مین ہو تم چون جبرئیل | نہ کرون فریاد آتش چون خلیل
جبرئیلا جا کہ مین روشن ہوا | ہون مین بہتر جیسے ہون عنبر جلا
جبرئیلا گرچہ تو یاری کرے | مثل بھائی کے مددگاری کرے
اے برادر آگ سے مجھکو نہ غم | مین نہ وہ جان ہون کہ ہوؤن بیش و کم
جان[۲] حیوانی ہو افزون گھاس سے | آگ ہو جاوے کہ جو ہیزم جلے
گر نہ ہیزم ہوتی ہوتی با ثمر | تا ابد آباد رہتی بیشتر
باد سوزان ہے یہ آتش جان لے | آگ کا سایہ ہے نے وہ عین ہے
عین نار اپنی کرہ مین آئی ہے | سایہ اُسکا ہے زمین و خاک پے
اس لیئے سایہ کو رہتا اضطراب | جلے ہے اپنے کرہ کو پھر شتاب
تیرا[۳] قد قائم ہے اپنی جائے پر | سایہ تیرا دم مین گھٹتا اور بڑھے

سلہ وہ غریب الخ، شعر اس مسافر شہر و اسرار طلب نے کہا کہ مین مسجد مین سوؤن آج شب کو اگر ای مسجد تو کربلا میری ہو مجکو اب تو چھوڑ ای مقبول یار تا رسن بازی کرون مین منصور کے مانند اگر نصیحت مین تم مانند جبرئیل علیہ السلام کے ہو فریاد آتش کی نہ کرون مانند خلیل اللہ کے ای جبرئیل علیہ السلام تو جا کہ مین روشن بہتر ہون کہ جیسے عنبر جلا ای جبرئیل علیہ السلام اگر تو مددگاری کرے اور مانند بھائی کے یاری کرے ای برادر مجھکو آتش سے غم نہین ہے مین وہ جان نہین ہون کہ کم زیادہ ہون آگے اسکا بیان ہے۔ فافہم ۱۲ سلہ جان الخ، شعر جان حیوانی زیادہ گھانس سے ہوا ہوئے ہیزم جلے تو آتش ہو جاوے اگر ہیزم نہوتی تو باثمر ہوتی اور ابد تک آباد رہتی بیشتر یہ آتش باد سوزان ہے اور آتش کے مانند ہے وہ عین نہین عین آتش اپنے کرہ مین آئی ہے اور اسکا سایہ ہے زمین اور خاک پر اس لیئے سایہ کو بیقراری رہتی ہے کہ اپنے کرہ کو جلد جاتا ہے یعنے جان حیوانی اس غذاے دنیا سے زیادہ ہوتی ہے مگر بے معنے ہونے سے مثل ہیزم کے آتش مین جلتی ہے اور اگر با معنی ہوتی مثل شاخ سبز کے باثمر ہوتی اور ہمیشہ قائم رہتی پس یہ آتش دنیا اُس آتش کرہ کا سایہ ہے عین نہین ہے اسواسطے سایہ کو اپنی اصل کی جانب جانے کی بیقراری ہے اسیطرح جان انسانی پرتو روح کی ہے عین روح نہین ہے اور جدائی اصل سے ملنے کا نام موت ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔ سلہ تیرا قد الخ، شعر جیسے تیرا قد اپنی جگہ پر قائم ہے سایہ دم مین گھٹتا ہے تو دم مین بڑھتا ہے اسلیئے سایہ مین کسے قرار ہے انجام کار عکس اپنی اصل کو پھر جاتا ہے اب لب فتنہ نے کھولا ہے تو جواب دیک پھر کہنا اللہ خوب جانتا ہے فتنہ نے عالم تباہ کیا اور ایک عذاب مین رکھا و لتنگ ہے مرتبون کے ہو جانے سے کہ ہر ایک آپس مین لڑنے لگے جب گفتگو تیرہ ہو گئی مین چپ ہا اور مسئلہ تسلیم کا مین نے اختیار کیا اگر تو پوچھے کہ فتنہ کا کیا باعث ہے مین پھر کہونگا تم سننا اب نعم ٹرہ گیا ہے یعنے مرتبون کے ہونے سے دل تنگ ہے کہ ہر ایک اپنی کمی بیشی مرتبہ سے جاتا ہے اسواسطے مین خاموش ہوا اور تسلیم کو اختیار کیا آگے حال بدگوئی اہل حسد کا بیان ہے فافہم ۱۲۔

زانکہ در پرتو نیابد کس ثبات | عکسہا واگشت سوئے امہات
این دہان بربند فتنہ لب کشاد | باز گو واللہ اعلم بالرشاد
فتنہ زاده کرد عالم را خراب | شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
چون مراتب گشت دلہا تنگ شد | ہر یکے با دیگرے در جنگ شد
گفتگو بسیار شد خامش شدم | مسئلہ تسلیم کردم ہین ز دم
در تو گوئی موجب فتنہ چہ بود | باز گویم گوش کن چون غم فزود

اس لیے سایہ مین کس کو ہو قرار | اصل کو پھر جائے عکس انجام کار
کھولا لب فتنہ نے تو روک اب جواب | کہنا پھر واللہ اعلم بالصواب
فتنہ نے آکر کیا عالم تباہ | اضطرابی مین اک عالم کو رکھا
مرتبون کی ہونے سے دل تنگ ہے | کہ ہر اک آپس مین بس لڑنے لگی
گفتگو جو بڑھ گئی مین چپ ہوا | مسئلہ تسلیم کا مین نے لیا
گر تو پوچھے فتنہ کا باعث ہے کیا | پھر کہونگا سننا تم اب غم بڑھا

ذکر بد اندیشیدن قاصر فہمان و طاعنان

ذکر برائی سوچنا کم فہمون و طعنہ زنون کا

پیش ازان کین قصہ تا مخلص رسد | دود گندے آمد از اہل حسد
من نمی رنجم ازین لیک این لکد | خاطر ساده وے را پے کند
خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی | بہر محجوبان مثال معنوی
کز قرآن گر نہ بیند غیر قال | این عجب نبود ز اصحاب ضلال
کز شعاع آفتاب پر ز نور | غیر گرمی مے نیابد چشم کور
خربطے ناگاه از خرخانۂ | سر برون آورد چون طعانۂ
کاین سخن پست ست یعنی مثنوی | قصۂ پیغمبرست و پیروی
نیست ذکر بحث اسرار بلند | کہ دوانند اولیا زان سو سمند
از مقامات تبتل تا فنا | پایہ پایہ تا ملاقات خدا
شرح و حد ہر مقام و منزلے | کہ بپر زو بر پرد صاحب دلے

پہلے[1] اس سے کہ یہ قصہ ہو بیان | گندگی کا آیا حاسد سے دھوان
مین نہ رنجیدہ ہون اس سے پر یہ خرد | کو بچین کاٹی دل کی احمق کی مگر
خوب کہتا ہے حکیم غزنوی | خاطر اندھون کی مثال معنوی
دیکھے گر قرآن کو بجز قال کے | نی تعجب ہووے یہ گمراہ سے
کر شعاع شمس پر انوار سے | نی بجز گرمی کے اندھا پا سکے
ناگہ[2] خرخانہ سے اک نادان نے | سر نکالا طعنہ زن کے طور سے
کہ یہ پوچ ہی بات یعنی مثنوی | ہے نبی کا قصہ ذکر پیروی
نے یہ بحث و ذکر ہے اسرار کا | کہ ادھر گھوڑا اکڈائین اولیا
اور مقام تارکی سے تا فنا | درجہ درجہ تا وصال کبریا
حد منزل اور مقامون کا بیان | کہ اڑین اس سے پر بس صاحبدلان

[1] پہلے الخ شعر اس سے پہلے کہ قصہ بیان ہو حاسد سے گندگی کا دھوان آیا مین اس سے رنجیدہ ہون ولیکن یہ خردن کی رحمق کی کو خین کاٹتا ہے حکیم غزنوی خوب کہتا ہے اندھون کی خاطر ایک مثال معنی کی اگر قرآن کو بجز قال کے نہ دکھائی دے یہ تعجب گمراہ سے نہین ہے آگے مثال ہے شعاع آفتاب پر انوار سے بجز گرمی کے اندھا نہ پا سکے یعنے چند احمقون نے بدطینتی و عدم رازدانی سے مثنوی مولانا پر لعن و طعن کی ہے اسواسطے مولانا منکرون کا حال کافران منکر قرآن کے حال مین بیان فرماتے ہین کہ یہ مثنوی میری مثل قرآن کے پر از اسرار ہے اگر ناواقف برا کہتے ہین مین رنجیدہ اس سے نہین ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ [2] ناگاہ الخ شعر ناگاہ ایک نادان نے خرخانہ سے سر نکالا طعنہ زنون کے مانند کہ یہ بات یعنی مثنوی پوچ ہے ایک قصہ انبیاء و پیری کا ذکر ہے یہ بحث و ذکر اسرار کا نہین ہے کہ اولیا اسطرف گھوڑا اکداتے ہین اور مقام تارک ہونے سے فنا تک درجہ بدرجہ وصال حق تک نہ بتائے منزل و مقامونکا بیان کہ اسپر سے صاحب دل اڑین بلکہ حکایت و قصے جملہ ہین جس طرح لڑکے کہانی کہتے ہین یعنے ایک نادان نے مثنوی پر طعنہ کیا کہ یہ مثنوی قصہ و کہانی ہے اور ذکر پیروی انبیا کا حال ہے کچھ ہفت منازل سلوک کا ذکر و اسرار اولیا کا اسمین بیان نہین ہے کہ اس سے سالک کو منزل مقصود حاصل ہو حالانکہ یہ مثنوی علم سلوک مین ہے اور ساتون منازل سلوک کا مشرح بیان ہے یعنے اول دفتر مین طلب عشق و دفتر دوم مین معرفت و دفتر سوم مین غنا و دفتر چہارم مین وحدت و دفتر پنجم مین حیرت و دفتر ششم مین فقر و فنا ہے اور ہر ایک مقام کے لائق اسکی توحید و نقصان و ترقی سالک و علاج اسکا بخوبی بیان ہے پس مولانا تمثیل قرآن آگے اسکا جواب فرماتے ہین فافہم ۱۲-

جمله سرتاسر فسانه است و فسون / کودکانه قصه بیرون و درون
چون کتاب الله بیامد هم بران / اینچنین طعنه زدند آن کافران
که اساطیرست و افسانه نژند / نیست تعمیقی و تحقیقی بلند
کودکان خرد فهمش می کنند / نیست جز امر پسند و ناپسند
ذکر آدم گندم و ابلیس و مار / ذکر هود و باد و ابراهیم و نار
ذکر نوح و کشتی و طوفان و تن / ذکر کنعان و سر از خط تافتن
ذکر یوسف ذکر زلف پرخمش / ذکر یعقوب و زلیخا و غمش
ذکر اسمٰعیل و ذبح و جبرئیل / ذکر قصهٔ کعبه و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا / ذکر داؤد و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب و صوم او / ذکر یونس ذکر لوط و قوم او
ذکر حمل مریم و نخل و مخاض / ذکر یحیی و زکریا و ریاض
ذکر صالح ناقه تقسیم آب / ذکر ادریس و مناجات و جواب
ذکر الیاس و عزیر و موت او / ذکر قارون و زمین رفتن فرو
ذکر ایوب و صبوری در بلا / ذکر اسرائیلیان و در تیه لا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا / خلع نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ و عروج چرخ بر سما / ذکر ذوالقرنین خضر و اولیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم / که قمر از معجز آنش شد دو نیم
ظاهرست و هر کسی پی می برد / کو بیان که گم شود در وی خرد

سب حکایت اور قصے جملہ ہیں / جس طرح لڑکے کہانی کو کہیں
جیسے[۵۱] قرآن آیا یونہی اس زمان / مارتے تھے طعنے اسپر کافران
کہ اساطیر اور قصے ہیں ذلیل / نہ ہیں نکتے اور نہ تحقیق جلیل
چھوٹے بچوں کی سمجھ میں آئے ہے / جز پسند و ناپسند اک امر کے
ذکر گیہوں آدم اور ابلیس و مار / ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
ذکر نوح و کشتی اور طوفان کا / ذکر نافرمانی کنعان کا
ذکر یوسف ذکر انکی زلف کا / ذکر یعقوب اور زلیخا کی جفا
ذکر[۵۲] اسمٰعیل ذبح و جبرئیل / ذکر قصۂ کعبہ و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا / ذکر داؤد و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب اور انکا صوم / ذکر یونس ذکر لوط اور انکی قوم
ذکر مریم وضع حمل و نخل کا / ذکر یحییٰ و ذکریا کی جفا
ذکر صالح ناقہ تقسیم آب / ذکر ادریس و مناجات و جواب
ذکر الیاس و عزیز و انکی موت / ذکر قارون کا زمین میں تا ہو فوت
ذکر ایوب اور صبور اندر بلا / ذکر اسرائیلیان در تیہ لا
ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا / ترک نعلین و خطابات و عطا
ذکر عیسیٰ انکا جانا چرخ کا / ذکر ذوالقرنین خضر و اولیا
ذکر فضل احمد و خلق عظیم / معجزہ سے مہ ہوا جنکے دو نیم
ہے[۵۳] وہ ظاہر کہ ہر اک سمجھے اسے / لیک ہے مشکل عقل جو اسمیں گمے

اوریان

[۵۱] جیسے الخ ۔ شعر جیسے قرآن آیا اور یونہی اس زمانے میں کافر طعنے مارتے تھے اسپر کہ اساطیر اور قصے ہیں ذلیل نہ نکتے ہیں اور نہ تحقیق جلیل ہے چھوٹے بچوں کی سمجھ میں آیا ہے سوا پسند و ناپسند ایک امر کے ذکر گندم و آدم اور ابلیس و مار کا ذکر ہود و باد اور ابراہیم و نار کا ذکر نوح و کشتی اور طوفان کا ذکر نافرمانی کنعان کا ذکر یوسف و ذکر انکی زلف کا ذکر یعقوب و زلیخا کی جفا کا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۵۲] ذکر الخ ۔ شعر ذکر اسمٰعیل و ذبیح اور جبرئیل کا ذکر قصۂ کعبہ و اصحاب فیل کا ذکر بلقیس و سلیمان و سبا کا ذکر داؤد و زبور کا اور دریا کا ذکر طالوت و شعیب اور انکی قوم کا ذکر یونس و لوط اور انکی قوم کا ذکر مریم و وضع حمل و نخل کا ذکر یحییٰ و ذکریا کی جفا کا ذکر صالح و ناقہ اور تقسیم آب کا ذکر ادریس و مناجات و جواب کا ذکر الیاس و عزیز و انکی موت کا ذکر قارون کا زمین میں فوت کا ذکر ایوب و صبور اندر بلا کا ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا کا ترک نعلین و خطابات و عطا کا ذکر عیسیٰ و انکے چرخ جانے کا ذکر ذوالقرنین و خضر و اولیا کا ذکر فضل احمد و خلق عظیم کا کہ انکے معجزہ سے ماہ دو نیم ہوا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

[۵۳] ہے وہ الخ ۔ شعر وہ ظاہر ہے کہ ہر ایک اسکو سمجھتا ہے یہ کیا مشکل ہے کہ جو عقل اسمیں گم ہو جائے آگے قول حق تعالیٰ کا ہے کہا حق نے کہ اگر وہ آسان معلوم ہوتا ہے ایسی آسان صورت تم کو انسان و جنات و اہل کار کو دیکھو کہ ایسی آسان ایک صورت وہ لائیں ظاہر حروف کو قرآن نہ تو جان اس ظاہر کے نیچے باطن ہیں یعنے قرآن یہ حروف نہیں ہیں بلکہ اس ظاہر کے نیچے جو باطن ہیں پس اسکو قرآن کہتے ہیں کچھ یہ ظاہر حروف ہی قرآن نہیں ہیں آگے جو باطن قرآن کا بیان ہو فافہم ۱۲۔

گفت اگر آسان نماید این تو | اینچنین آسان یکے سورہ بگو
جنیان و انسیان و اہل کار | گو یکے آیت ازین آسان بیار
حرف قرآن را مدان کہ ظاہر ست | زیر ظاہر باطنے ہم قاہر ست

بولا گر آسان تمہیں معلوم ہو | ایسی آسان ایک سورہ تم کہو
جن اور انسان و اہل کار کو | گرچہ آسان ہے تو آیت لاؤ
حرف قرآن کو نہ ظاہر جان تو | نیچے اس ظاہر کے باطن ہیں نگو

تفسیر این حدیث ان للقرآن ظہراً و بطناً و لبطنہ بطناً الی سبعة بطن و فی روایة الی سبعین بطناً

زیر آن باطن یکے باطن دگر | خیرہ گردد اندرو فکر و نظر
زیر آن باطن یکے بطن سوم | کہ درو گردد خردہا جملہ گم
بطن چارم از نبی خود کس ندید | جز خدای بے نظیر و بے ندید
ہمچنین تا ہفت بطن ای بو الکرم | می تو زین حدیث معتصم
تو ز قرآن ای پسر ظاہر مبین | دیو آدم را نہ بیند غیر طین
مرد را صد سال عم و خال او | یک سر موئے نہ بیند حال او
آنکہ گویند اولیا در کہ بدند | تا ز چشم مردمان پنہان بدند
پیش خلق ایشان فراز صد کنند | گام خود بر چرخ ہفتم مے نہند

تفسیر اس حدیث کی ان للقرآن ظہراً و بطناً و لبطنہ بطناً الی سبعة بطن و فی روایة الی سبعین بطناً

نیچے اس باطن کے باطن دوسرا | فکر حیران ہووے اسمیں بھی دلا
نیچے اس باطن کے باطن تیسرا | ہے خرد گم اسمیں از سر تا بپا
دیکھا چوتھا بطن قرآن بیشتر | نے کسی نے جز خدائے بے نظر
سات باطن تک تو گن ایسے ہی | اس حدیث معتبر سے اے اخی
ظاہر امت دیکھ قرآن سے پسر | دیکھتا ہے دیو مٹی سے بشر
سو برس تک مرد کا ماموں چچا | حال سے اسکے نہ واقف ہو ذرا
اولیا کہتے ہیں یوں کہتے ہیں | چشم مردم سے تا پنہان رہیں
خلق میں تو کوہ سے وہ بڑھ کر ہیں | ساتوین افلاک پر پانون رکھیں

بیان آنکہ رفتن انبیا و اولیا علیہم السلام بکوہہا و غارہا جہت پنہان کردن خویش نیست جہت خوف و تشویش خلق نیست بلکہ یارشاد خلق ست بقطع از دنیا

بیان اسکا کہ جانا انبیا و اولیا علیہم السلام کا پہاڑون و غارون میں واسطے پوشیدہ کرنے اپنی کے نہیں اور سبب خوف و تشویش خلق کے نہیں بلکہ تعلیم خلق کے واسطے ترک دنیا کے

سلہ نیچے اخرہ شعر اس باطن کے نیچے دوسرا باطن ہے کہ اسمین فکر حیران ہووے اس باطن کے نیچے تیسرا ہے کہ عقل اسمین گم ہے سر سے پانون تک چوتھا باطن قرآن کا کسی بشر نے نہیں دیکھا بجز خدائے عز و جل کے ایسے ہی تو سات باطن گن لے اس حدیث معتبر سے قرآن سے ظاہر مت دیکھ کہ دیو دیکھتا ہے آدم کو مٹی سے یعنے تو قرآن کا ظاہر مت دیکھ کیونکہ ظاہر بین شیطان ہے تو باطن کو دیکھ اگر اہل معنی ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ سلہ ظاہر الخ یہ شعر ظاہر قرآن مانند جسم آدمی کے ہے کہ نقش ظاہر ہیں و جان پوشیدہ ہے سو برس تک مرد کا چچا ماموں اسکے حال سے ذرا واقف نہووے اولیاء اللہ کوہ میں رہتے ہیں تو یون کہتے ہیں کہ چشم مردم تو وہ پنہان رہتے ہیں وہ مخلوق ہیں سو کوہ سے بڑھ کے ہیں اور ساتوین آسمان پہ پاؤن رکھتے ہیں یعنے اولیاء اللہ کا حال کسی کو نہیں معلوم ہوتا ہے گو وہ مخلوق میں شامل ہوں آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲ سلہ تحقیق واسطے قرآن کے ظاہر و باطن ہیں سات باطن تک اور ایک روایت میں ستر باطن تک ۱۲

پس چرا پنہان شود کہ چو بود / کو ز صد دریا کہ آن شو بود
عاقبش بنود بسوی کہ گریخت / کز پیش کرہ فلک صد نخل ریخت
چرخ گردید و ندید او گرد شان / تعزیت جامہ بپوشید آسمان
گر بظاہر آن پری پنہان بود / آدمی پنہان تر از پریان بود
نزد عاقل آن پری کہ مضمرست / آدمی صد بار خود پنہان ترست
آدمی نزدیک عاقل چون خفی ست / چون بود آدم کہ در غیب او صفی ست

کس لیے ہوتے ہین پنہان کوہ مین[1] / کہ وہ سو دریا کے ڈگ کے پار ہین
کہ گی جانے کی نہ انکو حاجتین / انکے پیچھے چرخ کو سو گردشین
چرخ گھوما پر نہ گرد انکی ملی / ماتمی پوشش فلک نے پہن لی
گرچہ ظاہر مین ہے پوشیدہ پری / پر پری سے زیادہ پنہان آدمی
ہے پری نزدیک عاقل کے نہان / آدمی سو بار تر اس سے نہان
آدمی نزدیک عاقل ہے خفی / اب کہو کیا جو غیب مین ہو وہ صفی

تشبیہ اولیا و کلام اولیا بہ عصای موسیٰ و فسون عیسیٰ

تشبیہ اولیا و کلام اولیا کی ساتھ عصای موسیٰ و فسون عیسیٰ علیہم السلام کے

آدمی ہمچون عصای موسی ست / آدمی ہمچون فسون عیسی ست
در کف حق بہر داد و بہر دین / قلب مومن ہست بین الاصبعین
ظاہرش چوبی ولیکن پیش او / کون یک لقمہ چو بکشاید گلو
تو مبین افسون عیسی حرف و صوت / آن ببین کز وی گریزان گشت موت
تو مبین افسونش آن لہجات پست / آن نگر کہ مردہ بر جست و نشست
تو مبین مر آن عصا را سہل یافت / آن ببین کہ بحر اخضر را شکافت
تو ز دوری دیدہ چتر سیاہ / یک قدم پا پیش نہ بنگر سپاہ
تو ز دوری می نہ بینی غیر گرد / اندکی پیش آ ببین در گرد مرد
دیدہ ہا را گرد او روشن کند / کوہہا را مرد او بر کند

آدمی مثل عصا موسیٰ کے ہے[2] / آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے
قلب مومن ہے کرے تا لین دین / ہاتھ مین حق کے دو بین الاصبعین
ظاہر الاٹھی وہ اس کے روبرو / یہ جہان اک لقمہ جو کھولے گلو
دیکھ مت عیسیٰ کے دم کو حرف و صوت / دیکھ وہ کہ بھاگتی ہے اس سے موت
دیکھ مت آہستہ دم کو وہ پڑھی / دیکھ وہ کہ مردہ زندہ وہ کرے
دیکھ مت اب اس عصا کو سہل تو / دیکھ وہ کہ پھاڑے بحر نیل کو
تو نے دیکھی دور سے ٹوپی سیاہ / دیکھ بڑھ کے اک قدم آگے سپاہ
تو نے دیکھا دور سے ہی گرد کو / دیکھ بڑھ کے گرد مین تو مرد کو
آنکھ کو گرد اسکی روشن کرتی ہے / مرد اسکی کوہ کو جا سے کھوتی ہے

[1] کس لیے الخ شعر انبیا کوہ مین کس واسطے پوشیدہ ہوتے ہین کہ وہ سو دریا ڈگ کے پار ہین انکو کوہ کے جانے کی حاجتین نہین ہین چرخ کو انکے پیچھے سو گردشین ہین چرخ بہت گھوما لیکن انکی گرد نہ پائی اسواسطے پوشش ماتمی فلک نے پہن لی آگے اسکی مثال ہے اگرچہ ظاہر مین پری پوشیدہ ہے ولیکن آدمی پری سے زیادہ پوشیدہ ہے پری عاقل کے نزدیک پوشیدہ ہے ولیکن آدمی سو بار اس سے زیادہ پوشیدہ ہے آدمی نزدیک عاقل کے پوشیدہ ہے کب کھلے جو غیب مین آدمی مخفی ہو یعنے اولیاء اللہ پری سے بھی زیادہ پوشیدہ ہین کہ سب مخلوق مین شامل ہین اور کوئی انکو نہین جانتا و پہچانتا ہو آگے تشبیہ اولیا کا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] آدمی الخ ۹ شعر آدمی مانند عصاے موسیٰ کے ہے اور آدمی مثل دم عیسیٰ کے ہے واسطے لین دین کے قلب مومن دست حق مین ہے ترجمہ درمیان دو انگلیون حق کے ظاہر الاٹھی ہے اسکے روبرو دو جہان ایک لقمہ ہے جو وہ منہ کھولے دم عیسےٰ کو حرف و صوت مت دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ اس سے موت بھاگتی ہے دم کو آہستہ پڑھتا تو نہ دیکھ وہ دیکھ کہ مردہ کو زندہ کرتا ہے اس عصا کو تو سہل مت دیکھ کہ دریاے نیل کو پھاڑتا ہے آگے اسکی مثال ہے تو نے دور سے ٹوپی سیاہ دیکھی ایک قدم آگے بڑھ کے تو سپاہ کو دیکھ تو نے دور سے گرد کو دیکھا تو گرد مین دیکھ مرد کو آنکھ کو اسکی گرد روشن کرتی ہے یعنے تو مردان حق کو ظاہر البشر جانتا ہے مگر نہین جانتا ہے کہ وہ بشر ہین مگر انمین بشریت نہین ہے چنانچہ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ؎ درمیان دو انگلیون کے ۱۲

تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوّبی معہ والطیر

چون برآمد موسی از اقصای دشت — کوہ طور از مقدمش رقاص گشت
روی داؤد از فرش تابان شدہ — کوہہا اندر پیش نالان شدہ
کوہ با داؤد گشتہ ہمرہی — ہر دو مطرب مست در عشق شہی
یا جبال اوبی امر آمدہ — ہر دو ہم آواز ہم پردہ شدہ
گفت داؤدا تو ہجرت دیدۂ — بہر من از ہمرہان ببریدۂ
ای غریب فرد بے مونس شدہ — آتش شوق از دلت شعلہ زدہ
مطربان خواہی و قوال و ندیم — کوہہا پیشت آرد آن قدیم
تا کہ قوالی و سرنائی کنند — تا بہ پیشت باد پیمائی کنند
تا بدانی نالہ چون کہ راہ راست — بی لب و دندان ولی را نالہ ہاست
نغمۂ اجزائے آن صافی جسد — ہر شبے در گوش حسش میرسد
ہمنشینان نشنوند او بشنود — ای خنک جان کو بغیبش بگرود
بنگرد در نفس خود صد گفتگو — ہمنشین او نبردہ ہیچ بو
صد سوال و صد جواب اندر دلت — می رسد از لامکان تا منزلت

تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوّبی معہ والطیر

موسیٰ آئے سمت سے جب دشت کے — ناچا بس کہ طور آنے انکے سے
فرش داؤد اسکے روشن و ہوا — کوہ نے انکے لیئے نالہ کیا
کوہ بس داؤد کے ہمرہ ہوا — دونون مطرب عشق شہ مین مبتلا
حکم آیا یا جبال اوبی — ہم صدا دونون ہوئے ہمراز بھی
بولا ای داؤد تو میرے لیئے — اپنے ہمراہون سے بس فرقت رکھی
تو مسافر تنہا بے مونس ہوا — دل سے تیرے شوق کا شعلہ اٹھا
چاہئے تو مطرب و قوال و ندیم — کوہ تیرے پاس بھیجے وہ قدیم
تاکہ گانا اور بجانا وہ کرین — اور ترے ہمدمساز وہ ہر دم رہین
تا تو جانے کوہ کا نالہ روا — بے دہان نالہ ولی کو ہے صدا
اس تن صافی کے نغمے عضو سے — ہر شب اسکا گوش حس ظاہر کرے
ہمنشین نے سنتے ہیں اور وہ سنے — جان وہ بہتر آشنا ہو غیب سے
دیکھے اپنے نفس مین سو گفتگو — ہمنشین نے لے گیا کچھ اس سے بو
دل مین تیری سو سوال اور سو جواب — لامکان سے آتے ہین جتنی ہی باب

جواب طعنہ زنندہ مثنوی از قصور فہم خود

مثنوی تو نشنود زان گوشہا — گر بہ نزدیکش تو آرد گوش را

جواب طعنہ زنون مثنوی کا اور قصور سمجھ اپنی کی

تو سنے اور نہ سنین وہ کان سب — لائین گر وہ کان کو نزدیک لب

سلہ موسیٰ الخ ۱۳ شعر موسیٰ جب دشت کے جانب سے آئے کوہ طور ناچا انکے آنے سے اور داؤد روشن ہوا اور کوہ نے انکے لئے نالہ کیا پس کوہ داؤد کے ہمراہ ہوا اور دونو مطرب عشق شاہ مین مبتلا ہوئے باقی قصہ آگے ہے فافہم ۱۲۔

سلہ حکم آیا الخ ۵ شعر حکم آیا ترجمہ ای پہاڑو رجوع کرو ہم صدا ہم راز دونون ہوئے حق نے کہا ای داؤد تو میرے واسطے اپنے ہمراہیون سے بس فرقت رکھتا ہے تو تنہا و مسافر بے مونس ہوا اور تیرے دل سے شوق کا شعلہ اٹھا تو مطرب و قوال و ندیم چاہتا ہے وہ قدیم تیرے پاس کوہ بھیجے تاکہ وہ گانا اور بجانا کرین اور ہر دم تیرے دمساز رہین آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

سلہ تا تو الخ ۵ شعر تاکہ تو جانے نالہ کو، کو روا ہی بغیر دہن کے نالہ ولی اللہ کو ہمیشہ ہی اس تن صافی کے نغمے ہر عضو سے ہر شب گوش حس اسکا ظاہر سنتا ہی ہمنشین نہین سنتا ہی اور وہ سنتا ہی بس بہتر جان ہی کہ جو آشنا غیب سے ہے اپنے نفس مین کہ وہ گفتگو دیکھے ہمنشین اس سے کچھ بو نہ لیگیا تیرے دل مین سو سوال اور سو جواب لامکان سے آتے ہین تجکو طاقت ہے یعنے جبکہ ذاکر کے ذکر کو کمال پہونچتا ہی اس دم اسکے ہر عضو سے ذکر جاری ہوتا ہی اسی کو سلطان الذکر اہل سلوک کہتے ہین جو کہ نتیجہ ذکر کا فکر ہی اسوقت سالک کو جاری ہونے اس ذکر سے فکر پیدا ہوتی ہی اور اس فکر مین خطرات رحمانی لامکان سے اسکے دل مین ہر دم و ہر لحظہ آتے ہین جبر دشر کے اور اسی کو اہل سلوک القاد الہام کہتے ہین اور وہ خطرات وہ جبھی صحیح ہوتے ہین گر اسمین دھوکا بھی ہوتا ہی کہ ہوا جس نفسانی مین پڑ جاتے ہین ہوشیاری ضرور ہی آگے جواب طعنہ زنون کا ہی فافہم ۱۲۔

سلہ تو سنے الخ ۸ شعر تو سنین اور نہ سنین سب کان اگر وہ کان کو نزدیک لب کے لائین یہ مانا کہ بہرے کہ اسکو نہ سنتے تو اسکی مثال دیکھے تو چپ کیون ہتا ہی دیکھے شعر

گیرم ای کر خود تو آن را نشنوی	چون مثالش دیدهٔ چون نگروی	مانا ای بہرے تو اسکو نہ سنے	جو مثال اسکی دکھی کیون چپ تو ہی
ای سگ طاعن تو عوعو می کنی	طعن قرآن را برون شو می کنی	طعنہ زن ای سگ تو ہی کیون بھونکتا	کرتا ہی قرآن پہ طعنے تو جا
این نه آن شیرست کز وی جان برے	یا ز پنجه قهر او ایمان برے	شیر یہ وہ ہی نہ اس سے جان بچے	اور نہ پنجہ قہر سے ایمان بچے
تا قیامت می زند قرآن ندا	کای گروه جهل را گشته فدا	تا قیامت کرتا ہی قرآن ندا	کہ ہوئے تم جہل پر لوگو فدا
مر مرا افسانه می پنداشتید	تخم طعن و کافری می کاشتید	مجکو اک قصہ ہو تم بس جانتے	کفر و طعنہ کی ہو جڑ تم گاڑتے
خود بدیدید ای خسیسان زمن	که شما بودید افسانه زمن	دیکھا تمنے ای خسیسان زمان	کہ ہوے تم مجھسے اک قصہ جہان
تا بدیدید ای که طعنه می زدید	که شما فانی و افسانه بدید	جیسے دیکھا تم تھے طعنے مارتے	کہ کہانی اور فانی تم ہوے
من کلام حقم و قائم بذات	قوت جان جان و یاقوت زکات	مین کلام حق ہون اور قائم بذات	قوت جان جان ہون ز قوت زکوة
نور خورشیدم فتاده بر شما	لیک از خورشید ناگشته جدا	نور خورشید اک ہون اور تمپر پڑا	پر نہین خورشید سے مین ہون جدا
نک منم ینبوع آن آب حیات	تا رهانم عاشقان را از ممات	آب حیوان کا مین چشمہ ہون ولی	عاشقونکو ہون بچاتا آپ سے
گر چنان گند آز تان نگیختے	قطرهٔ بر گورتان حق ریختے	گندگی منھ سے نہ گر تم ڈالتے	ڈالتا حق نور رحمت گور پے
نے بگیرم گفت و پند آن حکیم	دل نگردانم بهر قول سقیم	نہ سنون وہ قول اور پند حکیم	نہ کلام بد سے دل پھیرون کلیم
تا بیابد درد من از او دوا	فارغ آیم من ز هر طعنے جدا	درد میرا اس سے تا پائے دوا	ہوؤن ہر طعنہ سے فارغ اور جدا
آنکه فرمودست او اندر خطاب	کره و مادر همے خوردند آب	اسنے فرمایا ہی جو اندر خطاب	کہ بچھڑے نے پیا اور مان نے آب

مثل شوریدن کره اسپ از خوردن آب

مثال ڈرنا بھاگنے مین بچہ اسپ کے پانی پینے سے

می شخولیدند هر دم آن نفر	بهر اسپان که هلا هین آب خور	سیٹی دیتے تھے وہ ہر دم سب نفر	تا پئین پانی وہ گھوڑے سب مگر
آن شخولیدن به کره میرسید	سر همی برداشت وز خور می رمید	یون بچھڑے کو وہ سیٹی پہونچتی	سر اٹھاتا ہوتی دہشت اس سے تھی

سلا شیر یہ الخ شعر یہ وہ شیر ہے کہ اس سے جان بچے اور اسکے پنجے سے ایمان بچے قیامت تک قرآن ندا کرتا ہی کہ ای لوگو تم جہل پر فدا ہوے مجکو ایک قصہ تم جانتے ہو اور کفر و طعنہ کی تم جڑ اکھاڑتے ہو تم نے ای خسیسان جہان دیکھا کہ تم مجھ سے ایک قصہ جہان ہو گئے ہو جب سے دیکھا کہ تم طعنہ مارتے تھے تم کہانی اور فانی ہو گئے مین کلام حق قائم بذات ہون قوت جان کی جان کا ہون یا قوت صفات ہون ایک نور خورشید ہون کہ تم پر پڑا ہون مگر خورشید سے جدا نہین ہون مین آب حیوان کا چشمہ ہون ولیکن عاشقون کو بچاتا ہون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

سلا گندگی الخ یہ شعر اگر تم منھ سے گندگی نہ ڈالتے تو حق نور رحمت گور پر ڈالتا نہ سنون وہ قول و پند حکیم کو اور نہ کلام بد سے دل پھیرون اپا ی کلیم یعنے پند حکیم تو نہ سنون اور کلام بد سے دل پھیرون تا اس سے درد میرا دوا پاوے اور ہر طعنہ سے فارغ و جدا ہون جو اسنے فرمایا ہی اندر خطاب کے کہ بچھڑے اور مان نے پانی پیا ہی یعنے یہ مثنوی بسبب طعنہ زنون کے کہتی ہی کہ مین کلام حق ہون اور حق سے جدا نہین ہون مثل نور خورشید کے تمپر پڑی ہون اگر تم یہ گندگی طعنہ کی منھ سے نہ ڈالتے حق تمھاری گور پر نور ڈالتا کیونکہ تم با ایمان مرتے پس یہ کہنا تمھارا ایک سیٹی منھ کی ہی جو اس سیٹی کا حال آگے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲

سلا سیٹی الخ یہ شعر وہ سب نفر سیٹی دیتے تھے ہر دم کہ تا سب گھوڑے پانی پئین جو سیٹی بچھڑے کو پہونچی اس سے دہشت ہوتی اور سر اٹھاتا تا مان نے پوچھا کہ ای بچھڑے تو کسواسطے ہر دم پانی سے بھاگتا ہی بچے نے کہا کہ جو سیٹی دیتے ہین اتفاق بانگ سے خوف ہو جاتا ہی میرا دل کانپتا و بھاگتا ہی اتفاق بانگ سے ڈر سوا ہوتا ہی مان نے کہا کہ جب سے جہان ہوا ایسے ہی کام کرتے ہین سب کوئی زمین پہ آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲-

مادرش پرسید کای کرّہ چرا — می رمی ہر ساعتے زین استقا
گفت کرّہ می شخولند آن گروہ — ز اتفاق بانگ شان در ام شکوہ
پس دلم می لرزد از جا می رود — ز اتفاق نعرہ خوفم مے رسد
گفت مادر تا جہان بود ست این — کار افزایان بدند اندر زمین
ہین تو کار خویش کن اے ارجمند — زود کایشان ریش خود بر می کنند
وقت تنگ و میرود آب فراخ — پیش از آن کز ہجر گردی شاخ شاخ
شہرہ کاریزیست پر آب حیات — آب کش تا بر دمد از تو نبات
آب خضر از جوئے نطق اولیا — می خوریم اے تشنۂ غافل بیا
گر نہ بینی آب کورانہ بہ فن — سوی جو آور سبو در جوی زن
چون شنیدی کاندرین جو آب ہست — کور را تقلید باید کار بست
جو فرو بر مشک آب اندیش را — تا گران بینی تو مشک خویش را
چون گران بینی شوی تو مستدل — رست از تقلید خشک آنگاہ دل
گر نہ بیند کور آب جو عیان — لیک بیند چون سبو گردد گران
کز جو اندر سبو آبے برفت — کاین سبک بود و گران شد و آب زفت
زانکہ ہر بادی مرا در مے ربود — باد مے نربایدم ثقلم فزود
مر سفیہان را رباید ہر ہوا — زانکہ نبود شان گرانی قوی
کشتی بے لنگر آمد مرد شر — کہ ز باد کژ نیابد او حذر

ماں نے پوچھا ای بچھڑے کس لیے — بھاگتا ہر دم ہے کیوں تو آپ سے
بولا بچہ سیٹی وہ دیتے ہیں جو — اتفاق بانگ سے ڈرتا ہوں سو
کانپتا اور بھاگتا ہے دل مرا — اتفاق بانگ سے ڈر ہو سوا
بولی ماں جیسے جہاں ہے ایسے ہی — کام کرتے ہیں زمین پر سب کوئی
کام[1] اپنا کر تو جلد ای ہوشیار — نوچیں ڈاڑھی اپنی یہ بیہودہ کار
وقت تنگ اور جائے ہے پانی سوا — پہلے اس سے کہ فراق ہووے بلا
ہے عیاں کاریز پر آب حیات — آب لے تا کہ اُگے اس سے نبات
آب حیوان اولیا کے نطق سے — ہم ہیں پیتے آ کے تشنہ تو بھی لے
مثل اندھوں کے نہ دیکھے آب تو — نہر میں آ کر ڈبو اپنا سبو
جو سُنا اس نہر میں کہ آب ہے — کور کو تقلید کرنا چاہیے
نہر میں[2] تو مشک ای تشنہ ڈبو — تا تو بھاری پاوے اپنی مشک کو
بھاری جو پاوے تو بدلے تیرا حال — دل سے ہو تقلید ظاہر کو زوال
گر نہ ظاہر دیکھے اندھا آب کو — دیکھے لیکن جبکہ بھاری ہو سبو
کہ سبو میں نہر سے پانی بھرا — جو تھا ہلکا بھاری پانی سے ہوا
کیونکہ لے جاتی تھی مجکو ہر ہوا — نہ ہوا لیجاتی میں بھاری ہوا
ہلکے لوگوں کو اُڑاتی ہے ہوا — کیونکہ نہ رکھتے ہیں وہ بھاری قوی
کشتی[3] بے لنگر کے ہے مرد شریر — کہ ہوا سے بد سے نہیں اسکو گریز

[1] کام اپنا الخ، شعر ای ہوشیار جلد اپنا کام کر کہ یہ بیہودہ کار آپ نوچیں گے اپنی ڈاڑھی کو وقت تنگ ہے اور پانی سوا جاتا ہے اس سے پہلے کہ فراق بلا ہووے یہ ظاہر ہے کہ آبحیات کاریز پر ہے تو آب لے کہ اس سے سبزہ اُگے یعنے کلام اولیا جاری ہے اس سے تو معرفت حاصل کر آب حیوان اولیاء اللہ کا کلام ہے ہم پانی پیتے ہیں تو بھی ای تشنہ پی اس سے مثل اندھوں کے تو نہ دیکھے آپ اپنا سبو لا کر نہر میں ڈبو جو سُنا کہ اس نہر میں پانی ہے بس اندھے کو تقلید ہی کرنا چاہیے یعنے ای مولانا تو طعنہ زنی کی طرف مت دیکھ اور اپنا کام کر کہ وقت جاتا ہے یہ طعنہ زن خود پشیمان ہو جائیں گے کلام اولیاء اللہ کا خود ظاہر ہے تو اس سے فیض حاصل کر کہ اگر وہ آب حیات تجکو نہیں رکھتا ہے تو مثل اندھوں کے تقلید کر کہ فائدہ ہوگا آگے شناخت فیضان اولیاء اللہ کا بیان ہے فافہم ۱۲۔
[2] نہر میں الخ، شعر ای تشنہ نہر میں تو مشک اپنی ڈبو تو اپنی مشک کو بھاری پاوے جو تو بھاری پاوے تو حال تیرا بدلے اور تقلید ظاہری کو زوال ہووے اگرچہ ظاہر اندھا آپ کو نہیں دیکھتا ہے و لیکن جبکہ سبو بھاری ہووے تو دیکھے کہ سبو میں نہر سے پانی بھرا ہے جو ہلکا تھا وہ پانی سے بھاری ہوا ہے کیونکہ مجکو ہر ہوا لے جاتی تھی اب ہوا نہیں لے جاتی میں بھاری ہوا کیونکہ لوگوں کو ہوا اڑا کرتی ہے کیونکہ وہ بھاری قوی نہیں رکھتے ہیں یعنے جبکہ اپنے دلکو طالب صحبت مرشد سے بھاری پائے جان لے کہ فیض صحبت مرشد نے مجھ میں اثر کیا آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔
[3] کشتی الخ، شعر مرد کشتی بے لنگر ہے کہ ہوائے بد سے اسکو گریز نہیں بلکہ عقل ہے عقلمند کو اس ہے پس عاقلوں سے بھاری بن مانگ لے عقل کی مدد سے جوے لیا گوہر دریائے کرم کے گنج سے یعنے مرشد سے فیض حاصل کیا پس ایسی مرادوں سے دل پُر نور ہوا اور دل نے کو دے اور آنکھوں کو روشن کرے کیونکہ دل کا نور آنکھ پر آتا ہے جو دل گیا آنکھ بیکار ہے اور دلکو پُر نور کیا عقل پر نے اس سے حصہ دونوں آنکھوں کو ملتا ہے چرخ سے آب مبارک کو جان و دل کو وحی ہو دے اور جان کو صدق بیان ہو دے یعنے مرشد سے دل روشن ہوتا ہے اور دل سے آنکھ کو نور ملتا ہے پس چشم اور دل دونوں مرشد سے روشن ہیں آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

لنگر عقل ست عاقل را امان ‖ لنگری در یوزہ کن از عاقلان
او مددہای خرد چون در ربود ‖ از خزینہ گنج دریای وجود
زین چنین امداد دل پرفن شود ‖ بعد از دل چشم ہم روشن بود
زانکہ نور از دل برین دیدہ نشست ‖ تا چو دل شد دیدہ تو عاطل ست
دل چو پر انوار عقلی پر بزد ‖ زان نصیبی ہم بدو دیدہ رسد
پس بدان کاب مبارک ز آسمان ‖ وحی دلہا باشد و صدق بیان
ما چو آن کرہ ہم آب جو خوریم ‖ سوی آن وسواس طاعن ننگریم
پیرو پیغمبران رہ سپر ‖ طعنۂ خلقان ہمہ بادی شمر
آن خداوندان کہ رہ طی کردہ اند ‖ گوش در بانگ سگان کی کردہ اند

عقل کی لنگر سے عاقل کو امان ‖ عاقلوں سے مانگ لنگر ای جوان
لے گیا امداد سے جو عقل کے ‖ موتی دریای کرم کے گنج سے
ایسی امدادوں سے دل پرنور ہو ‖ دل سے کو دی کر دے روشن آنکھ کو
کیونکہ دل سے نور بیٹھا آنکھ پے ‖ جو گیا دل آنکھ بس بیکار ہے
دل کیا پر نور عقل پیر نے ‖ اس سے حصہ دونون آنکھونکو ملی
چرخ سی آب مبارک کو تو جان ‖ وحی ہو وی دلکو اور صدق بیان
جون بچھیڑا آب نہر اب پیوین ہم ‖ طعنہ زن کے وسوسی نی دیکھین ہم
پیروان انبیا کی راہ جا ‖ طعنہ مخلوق کو جان اک ہوا
کرتی ہین جن صاحبون نے راہ طے ‖ کان ذی رکھین سگونکی بار پے

بقیہ قصہ مہمان مسجد مہمان کش

باقی قصہ مہمان مسجد مہمان کش کا

بازگو کان پاکباز آن شیر مرد ‖ اندران مسجد چہ بنمود و چہ کرد
خفتہ در مسجد خود او را خواب کو ‖ مرد غرقہ گشتہ چون خسپد نکو
خواب مرغ و ماہیان باشد ہمہ ‖ عاشقان را زیر غرقابہ غمی
نیم شب آوازہا ہوی شنید ‖ کایم آیم بر سرت ای مستفید
پنج کرت اینچنین آواز سخت ‖ میرسید و دل ہمی شد لخت لخت

پھر کہو اُس شیر مرد پاک نے ‖ کیا کیا مسجد مین کیا دکھا دیے
سویا مسجد مین اُسی کب آئی خواب ‖ مرد ڈوبے کو نہین ہوتا ہی خواب
مرغ اور مچھلی کو ہوتا خواب ہے ‖ عاشقونکو غرق غم مین بس رکھے
نیم شب آواز آئی خوفناک ‖ کہ مین آؤن پاس تیرے ای پاک
پانچ بار آواز ایسی ہی سنی ‖ سنتے ہی ملین ہوئی اک کھلبلی

تفسیر آیہ واجلب علیہم بخیلک و رجلک

تفسیر آیہ واجلب علیہم بخیلک و رجلک

تو کہ عزم دین کنی با اجتہاد ‖ دیو بانگت بر زند اندر نہاد

تو ارادہ دین کی کوشش کا کرے ‖ دیو تجھکو جسم کے اندر رکھے

سلہ جون بچھیڑا الخ یہ شعر بچھیڑے کے مانند آب نہر کو ہم کھائین اور طعنہ زنون کے وسوسے ہم نہ دیکھین پیروان انبیاؑ کی راہ چل مخلوق کے طعنونکو ایک ہوا جان جن صاحبون کو راہ طے کرتی ہی وہ کتونکی آواز پر کب کان رکھتے ہین یعنے تو اب طعنہ زنون کے کہنے پر مت کان رکھ اور طریقہ مرشدون پر چل منزل مقصود کو پہونچے اور جیسے کہ راہ سلوک طے کرتی ہی وہ کتون کے بھونکنے کو کب مانتے ہین یعنے ریاکارونکی بات کب سنتے ہین آگے مہمان مسجد کا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ پھر کہو الخ ۵ شعر پھر کہو اس شیر مرد پاک نے کیا مسجد مین کیا اور کیا کیا دیکھا یعنے اس حکایت مین مسجد سے مراد وجود انسان اور مہمان سے مراد روح و آوازہ سے مراد دیو ہے اس مسجد وجود مین مدہا مہمان روح مارے گئے ہین پس وہ مسجد مین سویا اُسے نیند کب آتی ہے مرد ڈوبے کو ڈوبنے مین نیند نہین آتی ہی مرغ مچھلی کو خواب ہوتا ہی اور عاشق کو غرق غم رکھتا ہی آدھی رات کو آواز خوفناک آئی کہ ای پاک مین تیرے پاس آؤن ایسی ہی پانچ بار آواز سنی خوف سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا آگے اُسکے حقائق ہین فافہم ۱۲ سلہ تو ارادہ الخ یہ شعر تو دین کی کوشش کا ارادہ کرے اور تجھکو دیو اندر جسم کے رکھے تو اس سمت سے جا اور سوچ لے کہ رنج درویشی کا تو قیدی بنے تو مفلس ہو اور یارون سے چھپے اور تو خوار ہو اور تجھے پشیمانی رہے اُس دیو کی آواز کے خوف ایقان سے تو طرف گمراہی کے بھاگے یعنے جان مبارک کر بانگ دیو سے بھاگ کر ایقان سے گمراہی مین پڑے پس سالک کو چاہیئے کہ ہر آواز پر کان رکھے اور یقین مرشد پر چلا جائے کہ اس راہ مین ہزارون غول ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ خلد گرد و مونگے سوار ون اور پیادون اپنے کا فافہم ۱۲

کہ مرو زانسو بیندیش ای غوی   کہ اسیر رنج درویشی شوی
بینوا گردے زیاران وا رہی   خوار گردی و پشیمانی خوری
تو زبیم بانگ آن دیو لعین   وا گریزی در ضلالت از یقین
کہ ہلا فردا و پس فردا مراست   راہ دین پویم کہ مہلت پیش ماست
مرگ بینی باز گو از چپ و راست   میکشد ہمسایہ را تا بانگ خواست
باز عزم دین کنی از بیم جان   مردہ سازی خویشتن را یکزمان
پس سلح بربندی از علم و حکم   کہ من از خوفے نیارم پائے کم
باز بانگے بر زند بر تو ز مکر   کہ بترس و باز گرد از تیغ فقر
باز بگریزے ز راہ روشنی   آن سلاح علم و دین را فگنی
سالہا او را ببانگے بندہ   در چنین ظلمت نمد افگندہ
ہیبت بانگ شیاطین خلق را   بندہ کردست و گرفتہ حلق را
تا چنان نومید شد جانش ز نور   کہ روان کافران ز اہل قبور
آن شکوہ بانگ آن ملعون بود   ہیبت بانگ خدائی چون بود
ہیبت باز ست بر کبک نجیب   مر مگس را نیست زان ہیبت نصیب
زانکہ نبود باز صیاد مگس   عنکبوتان مے مگس گیرند و بس
عنکبوت دیو بر چون تو ذباب   کر و فر دارد نہ بر کبک و عقاب
بانگ دیوان گلہ بان اشقیاست   بانگ سلطان پاسبان اولیاست
تا نیا میزد بدین دو بانگ دور   قطرۂ از بحر خوش با بحر شور

کہ نہ جا اُس سمت اور تو سوچ لے   رنج درویشی کا تو قیدی بنے
تو ہو مفلس اور یاروں سے چھٹے   خوار ہو تو ہو پشیمانی تجھے
خوف سے اُس دیو کی آواز کے   بھاگے گمراہی میں تو ایقان سے
کہ[۱] یہ آج و کل و پرسوں مجکو ہے   رہ چلونگا دین کی مہلت ہی مجھے
موت کو دیکھے کہ گرد اگرد سے   مارے ہمسایہ کو تا رونے لگے
خوف جان سے عزم دین تو پھر کرے   اک زمانہ آپ کو مردہ رکھے
تو سلح باندھے حکم اور علم کے   کہ قدم میرا نہ دہشت سے کٹے
پھر تجھے آواز دیوے مکر سے   کہ تو ڈر اور بھاگ تیغ فقر سے
راہ روشن سے تو بھاگ اور پھر پرے   علم ہتھیار اور دین کے پھینکدے
برسوں اس آواز کا بندہ ہی تو   ایسی ظلمت میں تو ڈالے آپ کو
بانگ[۲] شیطانوں کی ڈرنے خلق کو   کردیا بندہ و پکڑا حلق کو
جان ہوئی نومید انکی نور سے   جیسے جان کفار کی مردوں سے ہے
بانگ شیطان کا ہے جب خوف اسطرح   بانگ حق کا خوف ہو پھر کسطرح
باز کی ہوتی ہے ہیبت کبک پے   اور نہ مکھی اس سے ہیبت کچھ رکھے
کیونکہ نے مکھی پکڑتا باز ہے   مکڑیاں پکڑیں ہیں مکھی جان لے
دیو[۳] جون مکڑی کہ مکھی تجھ سی پے   دبدبہ رکھے نہ اوپر کبک کے
بانگ شیطان اشقیا کی نگہبان   بانگ سلطان اولیا کی پاسبان
تا نہ اس دو بانگ سے باہم ملے   قطرہ بحر شیرین بحر شور سے

[۱] کہ یہ الخ ۴ شعر کہ یہ آج و کل و پرسوں مجھے حاصل ہو دین کا راستہ چلونگا مجکو مہلت ہی موت کیو دیکھے کہ گرداگرد سے ہمسایہ کو مارے یہانتک رونے لگے یعنے تو نہ طول عمل میں پڑے اور موت ہمسایہ سے پھر تو فکر کرے پھر خوف جان سے تو دین کا ارادہ کرے اور ایک زمانہ تک خود کو مردہ کرے تو حکم و علم سے ہتھیار باندھتا ہے اور بجا آوری حکم کی کرتا ہے اور وہ تجکو دیوے کہ تو بھاگ و ڈر تیغ فقر سے تو راہ روشن سے بھاگے و پھرے ہتھیار علم کے اور دین کے پھینک دے تو برسوں اس آواز کا بندہ ہو وے ظلمت میں تو آپکو ڈالے آگے اسکے حقائق ہیں فافہم ۱۲—

[۲] بانگ الخ ۵ شعر بانگ شیطانوں کے خوف نے مخلوق کو بندہ کر دیا و پکڑا حلق کو نور سے جان انکی نومید ہوئی جیسے جان کفار کی مردوں سے ہے جبکہ بانگ شیطان کا خوف اس طرح ہے پھر بانگ حق کا کس طرح کا ہوگا باز کی ہیبت کبک کو ہوتی ہے اور مکھی کو کچھ ہیبت نہیں ہوتی ہے کیونکہ باز کچھ مکھی نہیں پکڑتا ہے مکھیاں مکڑی پکڑتی ہیں یعنے حق سے اولیاء اللہ ڈرتے ہیں غافلان دنیا نہیں ڈرتے ہیں کیونکہ غافلان دنیا کو دیو پکڑتے ہیں باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲—

[۳] دیو الخ ۳ شعر دیو مانند مکڑی کے تجھسی مکھی پر دبدبہ رکھے نہ کبک پر بانگ شیطان شقیون کا نگہبان ہے اور بانگ سلطانکی اولیا کی نگہبان ہی تا ان دونوں بانگوں سے باہم نہ ملے قطرہ دریاے شیرین کا دریاے شور سے یعنے بانگ شیطان کی شقیون کی نگہبانی کرتی ہی اور بانگ ہاتف کی اولیا کی نگہبانی کرتی ہی تا ان دونوں بانگوں سے ایک قطرہ باہم نہیں مل سکتا ہی جیسے قطرہ دریاے شور کا دریاے شیرین سے نہیں ملتا ہی یعنے شان جمالی شان جلالی سے نہیں ملتی ہی پس سالک کو شناخت ان دونوں بانگوں کی شرط ہے آگے حال مسافر مسیحی کا بیان ہی فافہم ۱۲—

رسیدن بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

بشنو اکنون قصهٔ آن بانگ سخت — کہ نرفت از جا بدان آن نیکبخت
گفت چون ترسم چو ہست آن طبل عید — تا دہل ترسد کہ زخم او را رسید
ای دہلہای تہی در پر زکوب — قسمتان زعید جان شد زخم چوب
شد قیامت عید بیدینان دہل — ما چو اہل عید خندان ہمچو گل
بشنو اکنون این دہل چون بانگ زد — دیگ دولتہا چگونہ می پزد
چونکہ بشنود آن دہل آن مرد دید — گفت چون ترسد دلم از طبل عید
گفت با خود ہین ملرزان دل کزین — مرد جان بد دلان بے یقین
وقت آن آمد کہ حیدر وار من — ملک گیرم یا بپردازم بدن
بر جہید و بانگ بر زد کای کیا — حاضرم اینک اگر مردے بیا
در زمان بشکست ز آواز آن طلسم — زر ہمی ریزید ہر سو قسم قسم
ریخت چندان زر کہ ترسید آن لبیب — تا بگیرد زر پرے راہ در
پر شد آن مسجد ز زر ہر جای گاہ — مرد حیران شد ز تقدیر الہ
بعد ازان برخاست آن شیر عتید — تا سحرگہ زر بہ بیرون می کشید
دفن می کرد و بے آمد بزر — با جوال و توبرہ بار دگر
گنجہا بنہاد آن جانباز ازان — کوری و ترسانی و اہل خزان
این زر ظاہر بخاطر آمدست — در دل ہر کور دون زر پرست

پہونچنا بانگ طلسم آدھی رات کا مہمان مسجد سے

اب سنو وہ قصہ بانگِ سخت کا[1] — کہ نہ گھبرایا وہ مردِ باصفا
بولا کب ڈرتا ہون طبلِ عید سے — طبل کو ڈر ہو صدا جو کہ کے
ای دہل اندر سے خالی پر زکوب — عید کو تجھکو ملی کیون زخم چوب
ہوئی قیامت عید ور بیدین دہل — ہم مثالِ عید خندان مثل گل
اب سنو اُس طبل نے کیون بانگ دی — دیگ پکے کیسے دولت آش کی
جو سنا اُس طبل کو اُس مرد نے — بولا ڈر کیون عید کے ہو طبل سے
بولا خود سے مت تو ڈر ای مرد دین — مر گئین جانین انکی جو تھے بے یقین
وقت وہ آیا کہ حیدر کی مثال — ملک لون یا جان تن سے دون نکال
اُٹھ کے دی آواز ای فرخندہ پے — مین ہون حاضر آ اگر تو مرد ہے
ٹوٹا[2] اُسدم وہ طلسم آواز سے — زر برسنے بس لگے ہر قسم سے
اسقدر برسا وہ زر کہ ڈر گیا — تا ہو در بند اور نہ جانے کی ہو جا
زر سے مسجد پُر ہوئی جو ہر جگہ — مرد حیران ہو گیا تقدیر سے
بعدہ وہ مرد اُٹھا تا سحر — بھر کے لیجاتا تھا باہر اُس سے زر
دفن کرتا تھا وہ لے کے جا کے زر — توبڑہ خرجی مین سب بار دگر
گنج رکھا اس لیئے جانباز نے — تا کہ اندھا پن و ڈر جاتا رہے
دل مین اُسکو جانا بندہ زر کا ہی — زر پرست و تیرہ دل ہر ایک نے

---

[1] اب سنو الخ ۹ شعر اب وہ قصہ سنو بانگ سخت کا کہ وہ مرد باصفا نہ گھبرایا کہتا ہے کہ مین کب ڈرتا ہون طبل عید سے طبل کو ڈر ہو جو کہ صدا کرتا ہے ای دہل خالی و ضربون سے بھرے عید کو زخم چوب قسمت مین کیون ہے قیامت عید ہوئی اور بیدین دہل ہوے ہم مثل عید کے اور خندان مثل گل کے ہین اب سنو اس طبل نے کیون آواز دی کیسے دیگ پکے آش دولت کی جو اس مرد نے اُس طبل کو سنا کہا کیون عید کے طبل سے ڈر ہو کہا کہ خود سے مت ڈر اے مرد دین انکی جانین مرگئین جو بے یقین تھے وہ وقت آیا ہے کہ مانند حیدر کے ملک لون یا جان تن سے نکال دون اُٹھ کر آواز دی کہ اے فرخندہ پے مین حاضر ہون اور اگر تو مرد ہے تو سامنے آ آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲۔

[2] ٹوٹا الخ ۵ شعر اسدم وہ طلسم آواز سے ٹوٹا زر ہر قسم سے برسنے لگا اسقدر وہ زر برسا کہ ڈر گیا تا در بند نہ ہو جاے اور راہ جانے کی نہو جو ہر جگہ سے زر برسا تو مرد تقدیر سے حیران ہو گیا بعدہٗ وہ مرد اُٹھا و سحر تک زر بھر کے لے جاتا تھا اس سے باہر دفن کرتا تھا وہ زر لے کے جا کر توبڑے اور خرجی مین بار بار اسواسطے گنج رکھا تھا جانباز نے کہ اندھا پن و خوف جاتا رہے دل مین اُسکو جانا ہر ایک نے زر پرست و تیرہ دل یعنے وہ دولت معنے بھی اور ظاہر پرستان دنیا نے اسکو زر ظاہری جانا الغرض وہ آواز معنے کا واسطے امتحان کے تھا مسجد جو مین جو ڈرا ڈرا گیا اور جو کہ وہ طالب پایہ تھا اور راہ جانبازی کو آسنے طے کیا ایک طلسم ٹوٹا اور دولت معنی برسنا شروع ہوئی کہ مالا مال ہو گیا پس اہل ظاہر نے اُن زر فشانی معنے کو زر ظاہری جانا اسکی مثال آگے ہے بیان فرماتے ہین فافہم ۱۲۔

کودکان اسفالها را بشکنند ۔ نام زر بنهند و در دامن کنند
اندران بازی چو گوئی نام زر ۔ آن کند در خاطر کودک گذر
بل زر مضروب ضرب ایزدی ۔ کو نگردد کاسد آمد سرمدی
آن زری کین زر ازان زر تاب یافت ۔ گوهر تابندگی و آب یافت
آن زری که دل ازو گردد غنی ۔ غالب آمد بر قمر در روشنی
شمع بود آن مسجد و پروانه او ۔ خویشتن انداخت آن پروانه فو
سوخت پرش را ولیکن ساختش ۔ پس مبارک آمد آن انداختش
همچو موسی بود آن مسعود بخت ۔ آتشی دید او بسوی آن درخت
چون عنایتها برو موفور بود ۔ نار می پنداشت آن خود نور بود
مرد حق را چون ببینی ای پسر ۔ تو گمان داری برو نار بشر
تو ز خود آئی و او در تو است ۔ نار و خار ظن باطل این سوات
آن درخت موسی ست پر ضیا ۔ نور خوان نارش مخوان باز بیا
نی ز ظلام این جهان ناری نمود ۔ سالکان رفتند آن خود نور بود
پس بدانکه شمع دین بر می شود ۔ آن نه همچون دیگر آتشها بود
این نماید نور و سوزد یار را ۔ وان بصورت نار و گل زوار را
این چو سازنده ولے سوزنده ۔ وان گه وصلت دل افروزنده
شکل شعله نور پاک ساز دار ۔ حاضران را نور و دوران را چو نار

ٹھیکرون کے لڑکے بس ٹکڑے کرین ۔ نام زر کا رکھ کے دامن مین بھرین
گر تو اس بازی مین زر کا نام لے ۔ وہ اثر لڑکون کے دل مین آئی ہی
بلکہ جس زر پہ ہی سکۂ ایزدی ۔ وہ نہو کھوٹا کہ ہی وہ سرمدی
ایسا وہ زر ہی کہ سے تاب اس زر نے لی ۔ اور آب و گوہر تابندگی
ایسا وہ زر کہ ہو دل اس سے غنی ۔ چاند پر غالب ہوا اسکی روشنی
شمع وہ مسجد تھی اور پروانہ وہ ۔ ڈالا اس پروانہ نے آپ کو
پر جلا اسکا ولیکن بن گیا ۔ بس مبارک گرنا وہ اسکو ہوا
مثل موسی کے وہ تھا بس نیکبخت ۔ دیکھی اُسنے آتش اک سوی درخت
جو عنایت حد سے تھی اسپر ہوا ۔ جانتا تھا نار اور وہ نور تھا
مرد حق کو دیکھے جو تو ای پسر ۔ ہو گمان اسپر تجھے نار بشر
تو ز خود سے دیکھا اور وہ تجھ مین ہی ۔ وہ گمان نار ہی اس سمت سے
وہ درخت موسی اک ہی پر ضیا ۔ نور کہہ اور نار مت کہہ اسکو آ
ترک دنیا نار سے انکو یہ تھی ۔ کہ گئے سالک ہین وہ خود نور تھی
شمع دین کی اُسنے روشن ہوتی ہی ۔ وہ نہین مانند دیگر نار کے
یہ ہے نور اور جلائے یار کو ۔ وہ بشکل نار و گل زوار کو
یہ ہے سازندہ ولے پر سوز ہی ۔ وہ بوقت وصل دل روشن کرے
نور پاک ایک شکل شعلۂ آشکار ۔ حاضرین کو نور اور دورون کو نار

سلہ ٹھیکرون الخ، شعر ٹھیکرون کے لڑکے ٹکڑے کرین اور نام زر اُسکا رکھکر دامن بھرین اگر تو اس بازی مین زر کا نام لے وہ اثر لڑکون کو دل مین آتا ہی آگے حقائق ہین بلکہ جس زر پر سکہ ایزدی ہے وہ کھوٹا نہین ہوتا ہے کہ سرمدی ہے وہ ایسا زر ہے کہ اُس سے زر نے تاب لی ہی اور آب گوہر تابندگی وہ ایسا زر ہی کہ اس سے دل غنی ہوا اور چاند پر اُسکی روشنی غالب ہو وہ مسجد شمع تھی اور وہ پروانہ تھا اُس پروانہ نے آپ کو ڈالا اسکا پر جلا لیکن بن گیا اسکو وہ گرنا مبارک ہو گیا یعنے عاشق نے تنگ ہو کر جان دینے کو اس مسجد پر خود کو ڈالا گر وہ ڈالنا ہی اسکے واسطے بہتر ہو گیا اسی طرح جو عاشق صادق یار کے واسطے جاویگا دولت سرمدی پائیگا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔
سلہ مثل موسی الخ، شعر موسی کے مانند وہ نیکبخت تھا کہ اُسنے ایک آتش دیکھی جانب درخت کے جو عنایت خدا کی اُسپر سوار تھی وہ نار جانتا تھا وہ نور تھا آگے حقائق ہین جو تو مرد حق کو دیکھے تجکو اسپر گمان بشر کا ہو تو نے خود سے دیکھا وہ تجھ مین ہے وہ گمان نار ہے تیرے سمت سے وہ ایک درخت موسی ہے پر ضیا تو اسکو نور کہہ اور نار مت کہہ آ ترک دنیا کرنا انکو نار نہین معلوم ہوئی کہ وہ سالک ہو گئے ہین اور خود وہ نور تھی یعنے نار کہتی تھی اور حقیقت مین وہ نور تھا اُسنے شمع دین کی روشن ہوتی ہی وہ دوسرے نار کے مانند نہین ہین یعنے مردان حق کو ترک کر دنیا کا گمان ہو فافہم ۱۲ سلہ یہ ہے الخ، شعر یہ نار دنیا نور معلوم ہوتی ہی اور یار کو جلاتی ہے اور وہ بشکل نار ہے مگر زوار کے لئے گل ہے یہ سازندہ ہے ولیکن پُر سوز ہے اور وہ ہنگام وصال کے دل روشن کرتی ہے نور پاک ایک شکل شعلہ ظاہر ہی حاضرون کو نور اور دوروالون کو نار ہی حاضر غائب سے خوشحال سوا ہین کیونکہ غائبون کو توفیق خیر نہین ہی انتہی اس بات کی ظاہر نہین ہی تو عاشق اور صدر جہان کا حال بیان کر انتہی یعنے پیران ریاکار بظاہر نور دکھائی دیتے ہین لیکن نار ہین کہ خلق کو آتش بلا مین ڈالتے اور اولیاء اللہ بظاہر نار ہین ولیکن حقیقت مین نور ہین کہ حاضرونکو روشن کرتے ہین اور دوورون کو جلاتے ہین آگے صدر جہان سے ملاقات عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲

حاضران از غائبان خوشحال تر / غائبان را نیست توفیق خبر
این سخن را نیست پایانی پدر / گو حدیث عاشق و صدر مجید

حاضر از غائب ہے ہین خوشحال تر / غائبونکو ہے نہ توفیق خبر
انتہا اس بات کی ہے نے عیان / عاشق اور صدر جہان کا کر بیان

ملاقات عاشق با صدر جہان

آن بخاری نیز خود بر شمع زد / گشتہ بود از عشقش آسان آن کبد
آہ سوزانش سوی گردون شدہ / در دل صدر جہان مہر آمدہ
گفت باخود در سحرگہ کای احد / حال آن آوارۂ ما چون بود
او گناہی کرد و ما دیدیم لیک / رحمت ما را نمی دانست نیک
خاطر مجرم ز ما ترسان شود / لیک صد امید در ترسش بود
من بترسانم وقیح یاوہ را / وانکہ ترسد من چہ ترسانم ورا
بہر دیگ سرد آذر می رود / نے بدان کہ جوشش از سر می رود
ایمنان را من بترسانم بحلم / خائفان را ترس بردارم بحلم
پارہ دوزم پارہ بر موضع نہم / ہر کسی را شربت اندر خور دہم
ہست سر مرد چون بیخ درخت / زان بروید برگہا از چوب سخت
در خور آن بیخ رستہ برگہا / در درخت و در نفوس و در نہا
بر فلک پرہاست ز اشجار وفا / اصلہا ثابت و فرعہا فی السما
چون برفت از عشق پر بر آسمان / چون نروید در دل صدر جہان
موج میزد در دلش عفو گنہ / کہ ز ہر دل تا دل آمد روزنہ

ملاقات عاشق کی صدر جہان سے

وہ بخاری بھی گرا تھا شمع پے[1] / رنج وہ آسان ہوا تھا عشق سے
اسکی آہ سوز گردون پر گئی / دلمین جب صدر جہان کے آگئی
بولا خود سے صبح کو کہ ای خدا / حال کیا آوارہ میرے کا ہوا
مین نے دیکھا ہو گنہ اُسنے کیا / میری رحمت کو نہین دیکھا سوا
مجھسے مجرم کا اگرچہ دل ڈرے / پر وہ سو اُمید ڈر مین بس رکھے
مین ڈراؤن بیحیا گمراہ کو / اور ڈری کو کیون ڈراؤن دوستو
جائے آتش سرد ہانڈی کے لیئے[2] / اسکی خاطر نے کہ وہ پرجوش ہے
مین ڈراؤن خشم سے بیخوف کو / ڈر نکالون حلم سے خائف جو ہو
جای ہر پیوند کی بس مین سیون / شربت ہر اک کو مین لائق اسکے دون
جون شجر کی بیخ راز مرد ہے / ویسے ہی برگ اسکے نکلین شاخ سے
لائق اُس جڑ کے نکلتے برگ ہین / نخل مین و نفس مین اور عقل مین
چرخ پر پھل ہے وفا کے نخل کا / اصلہا ثابت و فرعہا فی السما
جو گیا پھل عشق سے افلاک پے / کیون دل صدر جہان مین نے اُگے
موج[3] دل مین عفو اُسکے مارتا / کہ ہے دل سے دل تلک روزن کھلا

[1] وہ بخاری الخ یعنی وہ بخاری بھی شمع پر گرا تھا کیونکہ وہ رنج آسان ہوا تھا عشق سے اُسکی آہ سوزان گئی جب دلمین صدر جہان کے آگئی صبح کو صدر جہان نے کہا کہ ای خدا حال میرے آوارہ کیا ہوا مین نے دیکھا کہ اُسنے گناہ کیا میری رحمت کو سابق نہ دیکھا جو مجرم مجھ سے دلمین ڈرتا ہے مگر وہ سو اُمیدین دلمین رکھتا ہے مین گمراہ بیحیا کو ڈراتا ہون اور ڈرے کو کیون ڈراؤن آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ [2] جاے آتش الخ یعنی آتش سرد ہانڈی کے لیئے جاتی ہے اور اسکی خاطر نہین جاتی کہ جو پرجوش ہے بیخوف کو مین ڈراتا ہون خشم سے اور نکالتا ہون غم سے جو کہ خائف ہے پیوند کی جا پر مین سیون اور ہر ایک کو شربت اُسکے لائق مین دون یعنے اہل خوف کا مین ڈر نکالتا ہون اور راہ علم کے و لاتخف حق تعالیٰ فرماتا ہے اور جو کہ بے خوف ہے اُسکو ڈراتا ہون تا اسی پر آئے آگے اسکی مثال راز مرد کا مانند شجر کے ہے ویسے ہی برگ اسکی شاخ سے نکلتے ہین جیسے لائق اس جڑ کے برگ نکلتے ہین درخت مین اور نفس مین اور عقل مین نخل وفا کا ثمرہ چرخ پر ہے ترجمہ جڑ اسکی زمین پر ثابت اور شاخین اسکی آسمان پر جو ثمر عشق کا آسمان پر گیا وہ کیون نہ دل صدر جہان مین اُگے یعنے جیسا باطن ہوتا ہے ویسے ہی اُس سے افعال سرزد ہوتے ہین جبکہ عشق اسکا آسمان پر گیا تو دل معشوق مین کیون نہ اثر کرے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ [3] موج الخ یعنی اسکے دلمین عفو موج مارتا ہے کیونکہ دل سے دل تک ایک روزن کھلا ہے اگرچہ دو تن ہین لیکن جدا نہین آگے اسکی مثال ہے سکورے دو چراغون کے دور ہو وین مگر گھر مین انکا نور ایک ہووے آگے حقائق ہین فقط عاشق وصل کو ڈھونڈھتا ہے مگر معشوق اسکا جویا نہین ہوتا ہو جو عشق عاشق کو دُبلا کرتا ہو جو عشق معشوق کو موٹا کرتا ہو جو محبت انکے دلمین پیدا ہوا انکے دلمین بھی پیدا ہوتی ہے محبت حق کی جو تیرے دلمین پیدا ہوتی ہے وہ محبت تیری انکو ہے یعنے عشق عاشق و معشوق کے دلمین برابر اثر رکھتا ہے جیسے عاشق طالب معشوق کا ہے ویسے ہی معشوق بھی طالب عشق کا ہے آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲ جڑ اسکی ثابت زمین ہین اور شاخ غصن اسکی آسمان پر فافہم ۱۲

گر زوال آما دل یقین کو زن بود
ذی جدا و دور چون دو تن بود

متصل نبود سفال دو چراغ
نورشان ممزوج باشد در مساغ

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو
کہ نہ معشوقش بود جویای او

لیک عشق عاشقان تن زہ کند
عشق معشوقان خوش و فربہ کند

چون درین دل برق مہر دوست جست
اندران دل دوستی میدان کہ ہست

در دل تو مہر حق چون شد دو تو
ہست حق را بیگمان مہری بتو

ہیچ بانگ کف زدن آید بدر
از یکی دست تو بی دست دگر

تشنہ می نالد کہ کو آب گوار
آب ہم نالد کہ کو آن آبخوار

جذب آبست این عطش در جان ما
ما ازان او و او ہم زان ما

حکمت حق در قضا و در قدر
کردہ ما را عاشقان یکدگر

جملہ اجزای جہان زان حکم پیش
جفت جفت و عاشقان جفت خویش

ہست ہر جفتی ز عالم جفت خواہ
راست ہمچون کہربا و برگ کاہ

آسمان گوید زمین را مرحبا
با توام چون آہن و آہن ربا

آسمان مرد و زمین زن در خرد
ہرچہ آن انداخت این می پرورد

چون نماند گرمیش بفرستد او
چون نماند تریش نم بدہد او

برج خاکی جزو ارضی را مدد
برج آبی تریش اندر دہد

برج بادی ابر سوی او برد
تا بخارات وخم را می درد

برج آتش گرمی خورشید ازو
ہمچو تابہ سرخ ز آتش پشت و رو

ہست سرگردان فلک اندر زمن
ہمچو مردان گرد کسب بہر زن

دل سے دل تک روزن اک ہے گر یقین
گرچہ دو تن مین جدا لیکن نہین

دو چراغونکے سکورے ہون نہ نور
گھر مین مل کر ایک ہووی انکا نور

نی فقط عاشق ہی ڈہونڈھے وصل کو
کہ نہ معشوق اسکا جویا اسکا ہو

عاشقون کو عشق جو دُبلا کرے
عشق معشوقونکو بس موٹا کرے

جو محبت پیدا انکے دل مین ہو
انکے دلمین بھی ہو پیدا جان لو

مہر حق دونی جو دلمین تیرے ہو
مہر بیشک تیری ہے اللہ کو

نی نکلتی ہے[1] صدا ایک ہاتھ سے
تال کی بے دوسری بس ہاتھ کے

تشنہ روتا ہے کہ آب خوش کہان
آب روئے تشنۂ دلکش کہان

جذب آب ایک تشنگی ہے جان کو
ملک ہم اسکی ہماری ملک وہ

حق کی حکمت نے ازل مین سب نہان
کردیا آپس مین ہمکو عاشقان

جملہ اجزای جہان اس حکم سے
جفت مین شیدا ہین اپنے جفت کے

جفت[2] ہر عالم سے چہتا جفت ہے
برگ کہ کو کہربا جس طور سے

آسمان کہوے زمین کو مین تیرے
ساتھ ہون جون لوہا مقناطیس کے

آسمان مرد و زمین زن عقل سے
جو کہ وہ ڈالے یہ پالے اسکو ہے

جو نہ گرمی اسمین ہوی تو وہ دے
جو تری اسمین نہ رہی تو وہ دے

برج خاکی بس زمین کو دے مدد
برج آبی دے تری اسکو مدد

برج بادی ابر لائے اسکے سو
تاکہ کہووے وہ بخار خبث کو

برج آتش دیوے گرمی شمس کو
جون توا سرخ آگ سی پشت و رو

آسمان[3] عالم مین سرگردان ہے
مرد کرتا کسب جیسے زن کے لیے

[1] نی نکلتی الخ شعر ایک ہاتھ سے تالی نہین بجتی ہے بغیر دوسرے ہاتھ کے تشنہ روتا ہے کہ آب خوش کہان ہے آب روتا ہے کہ تشنہ دلکش کہان ہے جذب آب ایک تشنگی ہے ہم ملک اسکی اور وہ ملک ہماری ہے حق کی حکمت نے ازل مین پوشیدہ ہمکو آپس مین عاشق کر دیا تمام اجزا جہان کے اس حکم سے جفت ہین اور جفت کے شیدا ہین یعنے جو خدا کا ہو گیا خدا اسکا ہے حدیث من کان اللہ فکان اللہ لہ یعنے جو واسطے اللہ کے ہے اللہ اسکے واسطے ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲

[2] جفت الخ شعر جفت ہر ایک عالم سے جفت چاہتا ہے جیسے برگ کاہ کو کاہ ربا آسمان زمین کو کہے کہ مین تیرے ساتھ ہون جیسے آہن مقناطیس کے ہمراہ ہے آسمان مرد و زمین زن ہے عقل سے جو کچھ وہ ڈالتا ہے یہ اسکو پالتی ہے جو گرمی اسمین نہ رہے وہ دے اور جو گرمی اسمین نہووے تو وہ اسمین دے برج خاکی زمین کو مدد دے برج آبی تری دے از حد اسکو برج بادی ابر لائے اسکی طرف تاکہ وہ بخار گندگی کو کھووے برج آتشی گرمی شمس کو دے مانند توے کے پشت و رو آگ سے سرخ ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

[3] آسمان الخ شعر آسمان عالم مین سرگردان ہے جیسے مرد و زن کی طرف کسب کرتا ہے اور زمین مانند جورو کے گھر کرے دودھ دینے اور جننے مین رہے تو زمین اور آسمان کو ہوشیار جان جو وہ کام ہوشیارون کا کرتے ہین اگر یہ باہم مزا دو یار لین کس واسطے مانند جوڑے کے وہ باہم ملین بغیر زمین کے گل و لالہ کب اُگے وآسمان کی آب و تاب سے کب بنے اس لیے مادہ کو رغبت نر سے ہے ایک کا کام تا دوسرے سے بنے یعنے اللہ تعالی نے جہان مین ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ جوڑا کیا ہے کہ تا باہم ملکر کام ظہور مین آئین اسواسطے اللہ تعالی نے دوئی کو پیدا کیا ہے مگر یہ دوئی اصل مین ایک ہے اسکو توحید کہتے ہین پس شرکت کی بنا اس دوئی پر ہے کہ حقیقت مین ایک ہے نہ غیر آگے اس دوئی کا بیان ہے فافہم ۱۲

وین زمین کدبانوئیہا می کند / بر ولادات و رضاعش مے تند

پس زمین و چرخ را دان ہوشمند / چونکہ کار ہوشمندان می کنند

گر نہ از ہم این دو دلبر می مزند / پس چرا چون جفت در ہم می خزند

بی زمین کے گل بروید ارغوان / پس چہ زاید آب و تاب آسمان

بہر آن میل ست در مادہ بنر / تا بود تکمیل کار ہمدگر

میل اندر مرد و زن حق زان نہاد / تا بقا یابد جہان زین اتحاد

میل ہر جزوی بجزوی ہم نہد / ز اتحاد ہر دو تولید جہد

شب چنین با روز اندر اعتناق / مختلف در صورت اما اتفاق

روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند / لیک ہر دو یک حقیقت می تنند

ہر یکے خواہان دگر را ہمچو خویش / از پے تکمیل کار و فعل خویش

زانکہ بے شب دخل نبود طبع را / پس چہ اندر خرج آرد روزہا

اور زمین گھر کرنا جو ترین کرے / دودھ دینے اور جننے مین رہے

جان ہشیار اب زمین و چرخ کو / کام ہشیارونکا جون کرتی ہین وو

گر نہ فرادو یار یہ باہم نہین / کس لیے جون جفت باہم وہ ملین

بے زمین کب گل و لالا اگے / آب و تاب آسمان سے کب جنے

اس لیئے مادہ کو رغبت نر سے ہی / کام انکا دوسرے سے تا بنے

حق نے رغبت مرد و زن مین اس لیے / رکھی تا باقی جہان اس سے رہے

رغبت ہر اک جز کی جز سے تھی کبھی / وصل سے دونون کی پیدایش رہی

رات ہم آغوش رہتی دن سے ہی / مختلف صورت مین پر شرکت رکھے

رات دن ظاہر مین دو ضد ہین ولے / ہین حقیقت مین تو دونون ایک سے

ایک چاہی دوسرے کو جون عزیز / تا ہو پورا کام اپنا باتمیز

کیونکہ نہ آمد ہو بے شب طبع کو / روز مین پھر کیا کریگی خرچ وہ

جذب ہر عنصری جنس خود را کہ در ترکیب آدمی محتبس ست

جذب کرنا ہر عنصر کا جنس اپنی کو کہ جو قید مین آدمی کے ہی

خاک گوید خاک تن را باز گرد / ترک جان گو سوی ما آ ہمچو گرد

جنس مائی پیش ما اولیٰ ترا / بہ کزان تن رابری زین سو پری

گوید آرے لیک من پابستہ ام / گرچہ ہمچون تو ز ہجران خستہ ام

تری تن را بجویند آبہا / کای تری باز آز غربت پیش ما

گرمی تن را ہمے خوانند اثیر / کہ ز ناری راہ اصل خویش گیر

خاک کہوی خاک تن کو لوٹ جا / چھوڑ جان جون گل تو میری سمت آ

جنس میری میرے پاس اچھی تو ہی / یان تو آ بہتر ہی وہ تن چھوڑ دے

وہ کہی سچ ہی ولے پابستہ ہون / مثل تیرے ہجر سے دل خستہ ہون

ڈھونڈھی پانی بس تری کو جسم کی / کہ مری پاس آ سفر سے اے تری

گرمی تن کو یہ کہتی نار ہے / کہ اب اپنی اصل کو آ نار سے

سلہ حق نے الخ۔ شعر حق نے مرد و زن مین اس لیئے رغبت رکھی ہے کہ تا جہان اس سے باقی رہے رغبت ہر ایک جزو کی جزو سے بھی رکھی وصل سے دونون کی پیدایش ہی رات ہم آغوشی دن سے رکھتی ہے لیکن مختلف صورت مین اتفاق رکھتی ہے رات دن ظاہر مین دونون ضد ہین ولیکن حقیقت مین دونون ایک ہین ایک دوسرے کو چاہتے ہین مانند ہی عزیز کے تا اپنا کام پورا ہو باتمیز کیونکہ طبع کو بغیر شب کے آمد نہوئی پھر روز مین وہ کیا خرچ کریگی تینے جوڑے سے قیام اس جہان کا ہی کہ ایک سے دوسرے کو آمد خرچ کی رہے پس ہر شے اپنی جنس کو اخذ کرتی ہے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

سلہ خاک الخ۔ شعر خاک کہتی ہے خاک تن کو لوٹ جا چھوڑ جان کو مانند گل کے اور میری سمت آ جنس میری میرے پاس تو اچھی ہی تو یہان آئے تو بہتر ہے اور تن چھوڑ دے وہ کہے کہ یہ سچ ہی ولیکن مین پابند ہون اور تیرے مانند ہجر سے دل خستہ ہون پانی ڈھونڈھے تری جسم کہ میرے پاس آ سفر سے اے تری گرمی تن کو نار یہ کہتی ہے کہ تو اپنی اصل کو آ نار سے پس اس جسم سے بہتر علتین جان عنصرون کے جذب بے رسی سے ہین تینے عناصر تن کی طرف انکی اصل کھینچتی ہے کہ تم قید مین اصل مین آ کر مل جاؤ پس کشش عناصر سے بہتر علتین اس جسم مین پیدا ہوتی ہین چنانچہ آگے علتون کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

هست هفتاد و دو علت در بدن از کشش‌های عناصر بے رسن
علت[۱] آید تا بدن را بگسلد تا عناصر همدگر را وا هلد
چار مرغ اند این عناصر بسته پا مرگ و رنجوری و علت پاگشا
پایشان از همدگر چون باز کرد مرغ هر عنصر یقین پرواز کرد
جذبهٔ این اصلها و فرعها هر دمے رنجے نهد در جسم ما
تا که این ترکیبها را بر درد مرغ هر جزوے باصل خود پرد
حکمت حق مانع آید زین عجل جمع شان دارد بصحبت تا اجل
گوید[۲] ای اجزا اجل مشهود نیست پر زدن پیش از اجلتان سود نیست
چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق چون بود جان عزیز اندر فراق
جان جان جان را بخواند نیز هم که بجا این بند و زین سو نه قدم
چونکه جان را این ندا آید بگوش ز اشتیاق حق بدرد عقل و هوش

پس بہتر علتین اس جسم سے عنصرون کے جذب سے رسی سے ہی
علت آئی تا بدن کو توڑ دے عنصر آپس مین ہر اک کو چھوڑ دے
چار مرغ عنصر کے بس پابند ہین موت علت پانون انکا کھولدین
پانون جو آپس سے انکا بس کھلا مرغ ہر عنصر کا جانو بس اڑا
جذب ان اصلونکا او اس فرع کا رنج رکھتے ہین ہمارے جسم پے
تا کہ اس ترکیب کو وہ توڑ دین مرغ ہر جز اپنی اصلون کو اڑین
حکمت حق مانع اس جلدی کی ہے تا اجل وہ جمع صحبت مین رکھے
کہوے اے اجزا اجل دکھتے نہین مت اجل سے آگے اڑ خوبی نہین
جبکہ ہر جز ڈھونڈھتا ہے اتفاق کیسے ہو جان عزیز اندر فراق
جان جان بھی کہتی ہے اس جان کو کہ ہمارے پاس آ زندان سے تو
جان جو کہ اس ندا کو سنتی ہے شوق حق مین چھوٹتی ہے عقل سے

منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح و تقاضا و میل او بمقر خود و منقطع شدن از اجزای اجسام که کمند او بند

کھینچنا جان کا بھی طرف عالم ارواح کے اور راغب ہونا اسکا طرف جائے قرار اپنی کے اور چھٹنا اجزاء جسمون سے کہ قید اسکی ہے

گوید ای اجزای پست فرشیم غربت من تلخ تر من عرشیم
میل تن در سبزه و آب روان زان بود که اصل او آمد از آن
میل جان اندر حیات و در حی است زانکه جان لامکان اصل وی است

جان[۳] کہوے اے جز فرشی مرے ہون مین عرشی میری غربت تلخ ہے
میل تن آب روان و سبزہ سے اسلیے کہ اصل اسکی اس سے ہے
میل جان ہے زندگی و زیست سے کیونکہ جان کی لامکان بس اصل ہے

۱ علت الخ یعنی شعر علت آئی تا بدن کو توڑ دے آپس مین عنصر ہر ایک کو چھوڑ دے چار مرغ عنصر کے پابند ہین موت و علت انکا پانون کھولدے جو پانون آپس مین کھلا جانو کہ مرغ ہر ایک عنصر کا اڑا جذب ان اصلون کے اور ان فرعون کے رنج رکھتے ہین ہمارے جسم پر تا کہ اس ترکیب کو توڑ دین مرغ ہر ایک جزو کے اپنی اصلون کو اڑین حکمت حق اس جلدی کی مانع ہے اجل تک صحبت حق مین جمع رکھے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۲ کہوے الخ یعنی شعر حکمت حق کہے کہ اے اجزا اجل دکھائی نہین دیتی اجل سے آگے مت اڑ کوئی فائدہ نہین جبکہ ہر ایک جزو اتفاق ڈھونڈھتا ہے پھر کیسے جان عزیز فراق مین ہو جان جان بھی اس جان کو کہتے ہین کہ ہمارے پاس تو زندان سے آ جو کہ جان اس ندا کو سنتی ہے عشق حق مین عقل سے چھوٹتی ہے یعنے جبکہ ہر ایک جزو آپس مین اتفاق ڈھونڈھتا ہے تو جان عزیز کو جان جان کی طرف کشش کیون نہووے کہ جان جان اس جان کی اصل ہے پس اس کشش جان کا نام عشق ہے آگے اس کشش جان کا بیان ہے فافہم ۱۲-

۳ جان کہوے الخ یعنی شعر جان کہوے کہ اے جزو فرشی میرے مین عرشی ہون میری غربت تلخ ہے رغبت تن کی آب رواں و سبزے سے ہے اسواسطے کہ اصل اسکی اس سے ہے رغبت جان کی زندگی و زیست سے ہے کیونکہ لامکان جان کی اصل ہے رغبت جان کو ہے حکمت و علم سے رغبت تن کو باغ و انگور سے یعنے جان کو رغبت لامکان سے ہے کہ وہ اسکی اصل ہے اور تن کو رغبت باغ اور انگور سے ہے کہ یہ اسکی اصل ہے بموجب حدیث کل شیء یرجع الی اصلہ یعنے سب شے اپنی اصل کو رجوع کرتی ہے آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲-

میل جان در حکمت ست و در علوم　　میل تن در باغ و در راغ ست و کروم

میل جان اندر ترقی و شرف　　میل تن در کسب اسباب و علف

میل و عشق آن شرف ہم سوی جان　　زین یحب و یحبون را بدان

گر بگویم شرح این بیحد شود　　مثنوی ہشتاد من کاغذ شود

آدمی حیوان نباتے و جماد　　ہر مرادے عاشق ہر بے مراد

بیمرادان را مرادے می تنند　　وان مرادان جذب ایشان می کنند

لیک میل عاشقان لاغر کند　　میل معشوقان خوش و با فر کند

عشق معشوقان دو رخ افروختہ　　عشق عاشق جان او را سوختہ

کہربا عاشق بشکل بے نیاز　　کاہ می کوشد دران راہ دراز

این رہا کن عشق آن تشنہ دہان　　تافت اندر سینۂ صدر جہان

دود آن عشق و غم آتش کدہ　　رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ

لیکش از ناموس و پوش آبرو　　شرم مے آید کہ او جوید ازو

رحمتش مشتاق آن مسکین شدہ　　سلطنت زین لطف مانع آمدہ

عقل حیران کاین عجب او را کشید　　یا کشش ز انسو بدین جانب رسید

ترک عجلت کن کہ زین ناواقفے　　لب ببند اللہ اعلم بالخفی

لب ببندم ہر دم ز نیسان سخن　　توبہ آرم ہر زمان صد بار من

کاین سخن را بعد ازین بیرون کنم　　آن کشندہ می کشد من چون کنم

میل جان ہی حکمتون اور علم سے　　میل تن باغ اور انگورون سے ہے

میل جان افزونی اعلاپن سے ہی　　میل تن اسباب کے ہی کسب سے

میل عشق برتری رکھتی ہی جان　　پس یحب اور یحبون اس سے جان

شرح اسکی گر کہون تو ہو بڑی　　ہووے ستر سیر کاغذ مثنوی

آدمی حیوان نبات اور ہر جماد　　ہر مراد عاشق کی ہی ہر بے مراد

بے مراد الفت مرادون پر رکھین　　وہ مرادین جذب انکو بس کرین

لیک میل عاشقان لاغر کرے　　میل معشوقون کا بس خوشتر کری

عشق نے معشوق کو خوشتر کیا　　عشق نے جانسو عاشق کو کیا

کہربا عاشق ہی شکل بے نیاز　　کاہ کوشش سے چلے وہ رہ دراز

چھوڑ اسکو عشق عاشق کا دہان　　چمکا اندر سینۂ صدر جہان

بس دھوان اس عشق و غم کی آگ کا　　جو گیا مخدوم مین مشفق ہوا

لیکن اسکو ننگ اور ناموس سے　　شرم آتی تھی کہ وہ ڈھونڈھے اسے

رحمت اسکی خواہان اس مسکین کی تھی　　سلطنت اس لطف کی مانع ہوئی

عقل حیران کسنے کھینچا ہی اسے　　یا کشش یان پر وہان سے آتی ہی

جلدی مت کر اس سے ہی ناواقفی　　چپ رہو واللہ اعلم بالخفی

ہر گھڑی چپ ہون مین ایسی بات مین　　توبہ ہر دم کرتا ہون سو بار مین

بعدہ اسباب کو مین چھوڑ دون　　کھینچنے والا ہی کھینچے کیا کرون

۵۱ میل جان الخ ۵ شعر جان کو رغبت فزونی اعلاپن سے ہی تن کو رغبت کسب سے اسباب کی ہی رغبت و عشق برتری کا جان جان رکھتی ہی جان تو ترجمہ اللہ دوست رکھتا ہی مسلمانون کو اور وہ دوست رکھتے ہین اللہ کو اگر شرح اسکی کہون تو بڑی ہو اور مثنوی ستر سیر کا غذ ہو آدمی وحیوان ونبات ہر مراد عاشق کی ہر بے مراد ہی بے مراد الفت مرادون پر رکھتے ہین وہ مرادین جذب اسکو کرتے ہین اصل انسان موالید ثلاثہ ہی اور مراد عاشق کی بے مرادی ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

۵۲ لیک الخ ۵ شعر لیکن خواہش عاشقون کی لاغر کرتی ہی اور رغبت معشوقون کی خوشی دیتی ہی عشق نے معشوق کو خوشتر کیا اور عشق نے عاشق کو جانسوز کیا عاشق کہربا ہی شکل بے نیاز اور کاہ کوشش سے چلتی ہی وہ راہ دراز آگے رجوع بقصہ ہی اسکو چھوڑ اور وہان عشق عاشق چمکا سینہ مین صدر جہان اسکے آتش عشق وغم کی آتش کا دھوان جو مخدوم مین گیا مشفق ہوا یعنی عشق نے عاشق کو جانسوز کیا اور معشوق کو خوشتر کیا پس عاشق ومعشوق مین جو کچھ کہ ہی عشق ہی اب عشق نے صدر جہان مین جو کام کیا آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲۔

۵۳ لیکن الخ ۶ شعر لیکن صدر جہان کو ننگ وناموس سے شرم آتی تھی کہ اپنے عاشق کو ڈھونڈھے اسکی رحمت خواہان اس مسکین کی تھی مگر سلطنت مانع اس لطف کی ہوئی عقل حیران تھی کہ کس نے اسے بھیجا ہی یا کشش وہان سے یہان آئی تو جلدی مت کر اس ناواقفی سے چپ رہ اللہ پوشیدہ باتون کو جانتا ہی پوشیدگی ہر دم مین چپ ہون ایسی بات مین توبہ ہر دم سو بار توبہ کرتا ہون مین بعدہ اسباب کو چھوڑدون کھینچنے والا کھینچتا ہی کیا کرون آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔ عہ دوست رکھتا ہی اللہ مسلمانون کو اور وہ دوست رکھتے ہین خدا کو ۱۲۔

چیست کت آن میکشد ای مقتنی / آنکہ دو نگذاردت کہ دم زنے
صد عزیمت مے کنی بہر سفر / مے کشاند ہر ترا جاے دگر
زان بگرداند بہر سو آن لگام / تا خبر یابد ز فارس اسپ خام
اسپ زیرک سار زان نیکو پی است / کو ہمی داند کہ فارس بر وی است
او دلت را بر دو صد سودا ببست / بیمرادت کرد و پس دل را شکست
چون شکست او بال آن راے نخست / چون نشد ہستی بال اشکن درست
چون قضایش حبل تدبیرت شکست / چون نشد بر تو قضاے او درست

کون ہی کہ تجھکو بس ہے کھینچتا[1] / اور نہ چھوڑے کہ تو دم مارے ذرا
سوار دے تو سفر کے جو کرے / دوسری جا کھینچتا ہی وہ تجھے
اس لیے پھیرے ہی وہ ہر سو لگام / جان لے اسوار کو تا اسپ خام
اسپ زیرک نیک پے ہی اس لیے / جانتا ہی کہ سوار اک تجھپے ہے
تیرے دل کو اسنے سو سودا دیا / بے مراد اور دل شکستہ کر دیا
توڑا بازو اسنے تیری رائے کا / کیون نہو بازو شکن ہستی روا
توڑین تدبیرین قضا نے جو تری / کیون نہو تجھپر قضا قائم اخی

فسخ عزائم و نقض قصدہا جہت باخبر کردن آدمی ست
از آنکہ مالک و قاہر وے ست گاہ گاہ عزم او را فسخ ناکردن
تا طبع او را بر عزم کردن دارتا او را تنبیہ باشد

توڑنا ارادیکا واسطے خبردار کرنے آدمی کے ہی کس واسطے
کہ وہ مالک اور حاکم ہی اور کبھی کبھی اسکے ارادے کو نہ توڑتا
کہ طبیعت اسکی ارادے پر رہے تا اسکو تنبیہ ہو

عزمہا و قصدہا در ماجرا / گاہ گاہ راست مے آید ترا
تا بطمع آن دلت نیت کند / بار دیگر نیتت را بشکند
ور بکلی بے مرادت داشتے / دل شدے نومید امل کے کاشتے
ور نکاریدے امل از عوریش / کے شدے پیدا بر و مقہوریش
عاقلان از بیمرادیہای خویش / باخبر گشتند از مولای خویش
بیمرادی شد قلاوز بہشت / حفت الجنۃ شنو ای خوش سرشت

جملہ[2] عزم و قصد اندر ماجرا / گاہی گاہ درست آتا ہی ترا
تا طمع سے دل ترا نیت کرے / پھر وہ نیت کو بھی تیری توڑ دے
بیمراد اب تجھکو بالکل رکھتا وہ / کرتا مایوسی سے کب امید کو
اپنی عوری سے نہ بوتا گر امل / کرتی مقہوری کب اسکی بس خلل
عاقل اپنی بیمرادی سے ہوئے / باخبر مولا سے اپنے جان لے
بے مرادی خلد کی ہو رہنما / حفت الجنۃ[3] کو سن ای خوش لقا

[1] کون ہی الخ، شعر وہ کون ہی کہ تجھکو کھینچتا ہی اور نہ چھوڑے کہ ذرا دم مارے جو تو سوار آوے سفر کرے وہ دوسری جا تجھکو کھینچتا ہی اسواسطے وہ ہر طرف پھیرتا ہی لگام کو کہ تا اسپ خام اسوار کو جان لے اسواسطے اسپ زیرک نیک پے ہی جانتا ہی کہ ایک سوار تجھپر ہی تیرے دل کو اسنے سو سودا دیا بے مراد اور دل شکستہ کر دیا تیری رائے کا اسنے بازو توڑا بازو شکن ہستی روا کیون نہو تیری تدبیرین جو قضا نے توڑ دین تجھپر قضا کیون نہ قائم ہو یعنے حق تعالی ارادہ اسواسطے توڑتا ہی تاکہ وہ جان لے کہ میرا اور کوئی حاکم ہی اور میرے کچھ اختیار مین نہین ہی پس ٹوٹنے ارادے سے معرفت حق کی ہوتی ہی بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عرفت ربی بفسخ العزائم یعنے پہچانا مین نے رب اپنے کو ٹوٹنے ارادون سے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲-

[2] جملہ الخ، شعر سب عزم ارادے ماجرے مین کبھی کبھی تیرے راست آتے ہین تا دل تیرا طمع سے نیت کرے پھر وہ تیری نیت کبھی توڑ دیگا اگر تجکو بالکل اب نامراد رکھتا تو پھر تو امید کب کرتا اگر مایوسی سے امید نہ رکھتا اسکی مقہوری کب خلل کرتی ہی عاقل اپنی بیمرادی سے ہوئے باخبر اپنے مولا سے بیمرادی جنت کی رہنما ہوئی ترجمہ سن لے گھیری گئی جنت تکلیفات سے یعنے بیمرادی باعث حصول مقصد ہی کیونکہ بے مرادی سے شکستگی عاشق کو ہوتی ہی وہ شکستگی ہوگی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲-

[3] گھیری گئی جنت تکلیفات سے ۱۲-

چون مرادات همه شکسته پاست — پس کسے باشد که کار او رواست
پس شدند اشکسته وش این عاقلان — لیک کو خود آن شکست بیدلان
عاقلان شکسته اش از اضطرار — عاشقان اشکسته با صد اختیار
عاشقانش بندگان بندے اند — عاشقانش شکری و قندی اند
ائتیا کرها بهار عاقلان — ائتیا طوعا بهار بیدلان

جو مرادین ہون شکستہ پا تری[۱] — کام جاری اسکا ہی کہ ہے کوئی
پس شکستہ وضع ہین یہ عاقلان — پر کہان ہی وہ شکست بیدلان
ہین شکستہ عاقلان با اضطرار — ہین شکستہ عاشقان با اختیار
عاشق اسکے بندگان مجبسی — عاشق اسکے قندی اور ہین شکری
ائتیا کرہا ہی عاقل کی بہار — ائتیا طوعا ہے بیدل کی بہار

نظر کردن پیغمبر علیه السلام با اسیران و تبسم نمودن و این حدیث گفتن که عجبت من قوم یجرون الی الجنة بالسلاسل والاغلال

دیکھنا پیغمبر علیہ السلام کا قیدیونکو اور تبسم کرنا اور یہ حدیث فرمانا کہ عجبت من قوم یجرون الی الجنة بالسلاسل والاغلال

دید پیغمبر یکے جوق اسیر — که همے بردند ایشان در نفیر
دیدشان در بند آن آگاه شیر — می نظر کردند در وے زیر زیر
تا همی خائید هر یک از غضب — بر رسول صدق دندانها و لب
زهره نے با آن غضب که دم زنند — زانکه در زنجیر قهر ده من اند
میکشد شان هر موکل سوے شهر — می برد از کافرستان شان بقهر
نی فدائے می ستاند نے زری — نی شفاعت میرسد از سروری
رحمت عالم همے گویند او — عالمے را مے برد حلق و گلو
با هزار انکار مے رفتند راه — زیر لب طعنه زنان بر کار شاه

دیکھا حضرت نے[۲] گروہ قیدیان — کہ لیے جاتے تھے وہ تھے با فغان
دیکھا انکو قید مین جو آپ نے — تم کن آنکھون سے تھے انکو دیکھتے
تا رسول پاک پے از رہ غضب — جاتا بہر اک تھا اپنے دانت و لب
کیا مجال اس غصہ سی کچھ کہہ سکین — کیونکہ تھے وہ قہر کی زنجیر مین
کھینچتے انکو سپاہی سوئے شہر — کیونکہ کفرستان سے لے جاے بہ قہر
نے زر و نے فدیہ لیتا ہی کوئی — نے شفاعت آئے ہی سردار کی
رحمت عالم[۳] یونہین کہتے ہین وہ — کاٹتے ہین اک جہان کی حلق کو
جاتے تھے وہ با ہزار انکار کے — طعنہ زن ہونٹھون مین شہ کے کام پے

[۱] جو مرادین الخ ۵ شعر جو تیری مرادین شکستہ پا ہون کام اسکا جاری ہو کہ کوئی ہی یہ عاقل شکستہ پا ہین لیکن وہ شکست بیدلان کہان ہی عاقل شکستہ ہین اضطرار سے اور عاشق شکستہ ہین اختیار سے عاقل اسکے بندگان قیدی ہین اور عاقل اسکے قندی و شکری ہین ترجمہ تقدیر کو بجبر ماننا عاقل کی بہار ہے نا خوشی سے ماننا بیدل کی بہار ہو یعنے اہل شریعت کو شکستگی اضطرار سے و اہل حال کو شکستگی اختیار سے ہی پس کشش عاقل کی جبر سے بیدل کی خوشی سے ہی آگے اس کشش کا حال قصہ قیدیون مین شامل ہی فافہم ۱۲۔

[۲] دیکھا الخ ۶ شعر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے گروہ اسیر دیکھا کہ انکو لیے جاتے تھے اور وہ چلاتے تھے جو آپ نے انکو قید مین دیکھا تو کن انکھیون سے انکو دیکھتے تھے اجناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر از رہ غضب کے ہر ایک دانت چاباتا تھا اور لب کیا مجال کہ اس غصہ سے کچھ کہہ سکین کیونکہ وہ قہر کی زنجیر مین ہین سپاہی انکو کھینچتے تھے شہر کی طرف اور انکو کفرستان سے لیئے جاتے تھے از راہ قہر کی نہ زر نہ فدیہ کوئی لیتا ہی نہ سردار کی شفاعت آتی ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[۳] رحمت عالم الخ ۲ شعر انکو رحمت عالم یون ہی کہتے ہین وہ ایک جہان کے گلے کو کاٹتے ہین وہ ہزارون انکار کے ساتھ جاتے تھے طعنہ زن ہونٹھون مین تھے شاہ کے کام پر کیا علاج کہ یہان علاج نہین کہ یہ مرد سنگدل ہی ای ہمنشین ہم ہزارون مرد شیر جنگی چند مفلس کے قید مین پڑے ہین کج روی سے ہم ایسے عاجز ہوئے ہین کہ قسمت سے دیا کہ سحر سے ہمارا بخت پھاڑا انکے بخت نے ہمارا تخت الٹا انکے تخت نے انکا کام جادو سے کارگر ہوا ہمارا جادو نہ چلا جو پہنچ کیا خدا سے دشمنون سے یہ دعا کی کہ ہمکو اکھیڑ اگر ہم کج ادا ہین آگے دعا کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

۵ کہ تعجب کرتا ہون مین اک قوم سے کہ کھینچے جاتے ہین جنت کے جانب ساتھ بیڑی کے وطوق کے ۱۲

چارہ ہا کردیم وانیجا چارہ نیست — خود دل این مرد کم از خارہ نیست
با ہزاران مرد شیر البِ ارسلان — با دو سہ عریان و سُست نیم جان
اینچنین درماندہ ایم از کجروی ست — یا ز اختر ہاست یا خود جادویست
بخت ما را بر درید آن بخت او — تخت ما شد سرنگون از تخت او
کار او از جادوئی گر گشت زفت — جادوئی کردیم ما ہم چون نرفت
از تبان و از خدا درخواستیم — کہ بکن ما را اگر ناراستیم

سنگدل یہ مرد ہی اے ہمنشین — کہ ہی کیا چارہ یہان چارہ نہین
چند مفلس کی پڑی ہین قید مین — ہم ہزارون مرد جنگی شیر ہین
یا کہ قسمت سے دیا کہ سحر سے — ایسے عاجز کجروی سے ہم ہوئے
تخت ہمارا اُلٹا انکے تخت نے — بخت ہمارا پھاڑا انکے بخت نے
نے چلا جادو ہمارا جو کیا — کارگر جادو سے کام انکا ہوا
کہ اُکھیڑ ہمکو اگر ہین کج ادا — کی بتون سے اور خدا سے یہ دعا

تفسیر آیہ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طاعنان می گفتند کہ از ما و محمدؐ آنکہ حق ست فتح و نصرتش بدہ واین بدان میگفتند کہ گمان داشتند خود بر حق اند وطالب حق بے غرض اکنون محمدؐ منصور شد

تفسیر آیہ ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح طعنہ زن کہتے تھے کہ ہم سے و محمدؐ سے کہ حق پر ہی فتح و نصرت دے اسکو اور یہ اس لیئے کہتے تھے کہ گمان رکھتے تھے کہ ہم حق پر ہین اور طالب حق کے بے غرض ہین اب محمدؐ منصور ہوئے

آنکہ حق ور است است از ما و او — نصرتش دہ نصرت او را بجو
این دعا بسیار کردیم و صلوٰۃ — پیش لات و پیش عزیٰ و مناۃ
کہ اگر حق ست او پیداش کن — ورنہ باشد حق زبون ماش کن
چونکہ وادیدیم او منصور بود — ما ہمہ ظلمت بدیم او نور بود
این جواب ماست کانچہ خواستید — گشت پیدا کہ شما ناراستید
باز این اندیشہ را از فکر خویش — کور میکردند و دفع از ذکر خویش
کاین تفکر ما ہم از ادبار ماست — کہ صواب و شود در دل درست
خود چہ شد گر غالب آمد چند بار — ہر کسے را غالب آرد روزگار

ہم سے[1] اور اُس سے جو کوئی حق پہ ہی — فتح اُسکی چاہ و نصرت اُسکو دے
یہ بہت ہمنے دعا کی اور صلوٰۃ — آگے لات اور آگے عزیٰ و مناۃ
کہ اگر وہ حق ہی غالب اسکو کر — گر نہ حق ہی اسکو مغلوب آپ کر
دیکھا ظاہر ہمنے وہ منصور تھا — ہم تھے ظلمت بالکل اور وہ نور تھا
ہی جواب اُسکا کہ تم تھے چاہتے — ہو گیا ظاہر کہ تم بے راہ تھے
پھر اس اندیشہ کو اپنی فکر سے — تھے بھلاتے دفع کرتے ذکر سے
یہ بھی اپنا فکر ہے ادبار سے — کہ صواب اسکا درست اب دل مین ہے
کیا ہوا اگر غالب آیا چند بار — کرتا غالب ہی ہر اک کو روزگار

سلہ ہم سے انخ یہ شعر ہم سے اور اُس سے جو کوئی حق پر ہے اُسکی فتح چاہ اور نصرت اُسکو دے یہ ہمنے بہت دعا کی آگے عزیٰ ولات ومنات کے کہ اگر وہ حق پر ہے اسکو غالب کر اور حق پر نہین ہی مغلوب کر ہمنے ظاہر دیکھا کہ وہ منصور تھا ہم بالکل ظلمت تھے اور وہ نور تھا اب یہ اسکا جواب ہے جو تم چاہتے تھے جو ظاہر ہو گیا کہ تم بے راہ تھے اپنی فکر سے پھر اس اندیشہ کو بھلاتے اور دفع کرتے تھے ذکر سے یہ بھی اپنا فکر ہے ادبار سے کہ اسکا صواب درست اب ہمارے دل مین ہے کیا ہوا کہ اگر غالب آیا چند بار ہر ایک کو روزگار غالب سے کرتا ہے باقی حاشی آگے ہی فافہم ۱۲- عہ اگر دعا فتح کی کرو پس آئی تم کو فتح ۱۲-

فارسی	ترجمہ
ما ہم از ایام بخت آور شدیم / بار ہا بر روے مظفر آمدیم	ہم بھی بخت آور زمانہ سے ہوئے / بار ہا ان پہ مظفر ہم رہے
باز می‌گفتند اگرچہ او شکست / چون شکست ما نبود او زشت و پست	پھر وہ کہتے گرچہ انکو دی شکست / وہ شکست اندر ہوئے پھر یوں نہ پست
زانکہ بخت نیک او در شکست / داد صد شادی پنہان زیر دست	نیکبختی نے شکست اندر انہیں / شادیاں پنہاں بہت دیں کیا کریں
گویا شکستہ نمی‌دانست ہیچ / کہ نہ غم بودش دران نی پیچ پیچ	گو شکستوں سے وہ عاجز ہوگئے / کہ نہ غم نے فکر انکو اسمیں ہے
چون نشان مومنان مغلوبی ست / لیک در شکست مومن خوبی است	جو ہے مغلوبی نشان مومنان / خوبی مومن کی شکست اندر عیان
گر تو مشک و عنبرے را بشکنی / عالمے از بوے ریحان پر کنی	مشک و عنبر کو کہیں توڑے جو تو / اک جہان خوشبو سے پُر کردے تو
ور شکستے ناگہان سرگین خر / خانہا پر گند گردد سر بسر	گر تو توڑے ناگہان سرگین خر / گھر کو بد بو سے تو بھر دے سر بسر
کہ کند نحو مشک با سرگین قیاس / آب ابا بول و اطلس با پلاس	مشک کو گوبر سے جانے کون ہے / آب کو پیشاب و اطلس ٹاٹ سے

بیان آنکہ بحر او باز گشتن رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالے لقب آن فتح کرد انا فتحنا لک فتحا مبینا بصورت غلق بود و بمعنی فتح چنانچہ شکستن نافہ بمعنی درستی او است

بیان اسکا کہ پھر وہ آنا رسول علیہ السلام کا حدیبیہ سے لوٹے حق تعالیٰ نے لقب اسکا فتح رکھا کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا صورت میں قبض و معنی میں فتح تھا جیسے کہ ٹوٹنا نافہ کا معنی میں درستی اسکی ہے

فارسی	ترجمہ
وقت واگشت حدیبیہ رسول / در تفکر بود غمگین و ملول	جو حدیبیہ سے پھرتے دم رسول / فکر میں تھے اور غمگین و ملول
ناگہان آمد ز حق شمع رسل / دولت انا فتحنا زد دہل	حق سے جبریل آکے پہونچے ناگہان / دولت انا فتحنا کی بیان
آمدش پیغام از دولت کہ رو / تو ز منع این ظفر غمگین مشو	حق سے پیغام آیا انکو کہ تو جا / مت ہو غمگین نے ہی نصرت کیا ہوا
کاندرین خواری نقد فتحہاست / نک فلان قلعہ فلان بقعہ تراست	نقد فتحیں بس شکست اندر تمہیں / اس فلان قلعہ فلان بقعہ کے ہیں

سلہ ہم بھی الخ یہ شعر ہم بھی زمانہ سے بخت آور ہوئے و بارہا ہم انپر ہم مظفر رہے پھر وہ کہتے تھے کہ اگرچہ انکو شکست دے وہ شکست میں پھر کیوں نہ پست ہوئے انکو نیکبختی نے شکست بہت شادیاں پوشیدہ دیں کیا کریں گو کہ وہ شکستوں سے عاجز ہوگئے مگر انکو نہ غم نہ فکر اسمیں ہوا آگے اسکے حقائق ہیں جو کہ مومنوں کا نشان مغلوبی ہے اور شکست میں خوبی مومن کی ظاہر ہے آگے اسکی مثال ہے اگر مشک وغیرہ کو تو توڑے اک جہان خوشبو سے پُر کردے اگر تو ناگہان توڑے سرگین خر کو گھر کو بدبو سے بالکل بھردے مشک کو گوبر سے کون جانتا ہے اور آب کو پیشاب و اطلس کو ٹاٹ کے برابر کون مانتا ہے جیسے پیران ریاکار و مرشد کون جانتا ہے کہ ان میں فرق ہے جیسے صلح حدیبیہ کے راز کم لوگ جانتے ہیں چنانچہ اسکا حال آگے مثال میں فرماتے ہیں فافہم ۱۲۔

سلہ ۵۳ جو حدیبیہ الخ یہ شعر جو حدیبیہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پھرتے وقت فکر میں تھے اور غمگین و ملول تھے جبریل علیہ السلام حق تعالیٰ کی طرف سے ناگہان آئے انکو دولت انا فتحنا کی بیان کی کہ حق تعالیٰ سے پیغام آیا کہ انکو کہہ تو غمگین مت ہو فتح نہیں ہوئی تو کیا ہوا نقد اس شکست میں تمکو فتحیں ہیں اس فلانے قلعہ و فلان قلعہ کی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲۔

بنگر آخر چونکہ واگردید و تفت　　بر قریظہ و بر نضیر از وی چہ رفت
قلعہا ہم گرد آن و بقعہا　　شد مسلم در غنائم نفعہا
ور نباشد آن تو نگر کین فریق　　از غم و رنج اند مفتون و عشیق
زہر خواری را چو شکر مے خورند　　خار غمہا را چو اُشتر مے چرند
بہر عین غم نہ از بہر فرج　　این تسافل پیش ایشان چون درج
آنچنان شاد اند در قعر چاہ　　کہ ہمے ترسند از تخت و کلاہ
در فقیری ہر یکے صد شہریار　　در خزان فاقہ صد ہمچون بہار
ہر کہ با دلبر بود او ہمنشین　　فوق گردون ہست نی زیر زمین

دیکھ آخر کو پھرے[1] جب مصطفےٰ　　کیا قریظون اور نضیرون پر کیا
قلعہ بھی اور گرد اُسکے شہر بھی　　چھینے اور ملک غنیمت بسکہ لی
گو نہین ہی وہ تو دیکھ اس قوم کو　　رنج و غم پر عاشق و والہ ہین وہ
زہر کو مثل شکر کھاتے ہین وہ　　خار غم مثل شتر چرتے ہین وہ
واسطے غم کے نہ عشرت کے لیے　　انکو یہ پستی بلندی مثل ہے
ہین بہت ہی شاد اندر چاہ کے　　ایسے ہی ڈرتے ہین تخت و تاج سے
ہین فقیری ہین وہ جون سو شہریار　　ہین خزان فاقہ سو مین جون بہار
جو کہ ہے ہمراہ دلبر ہمنشین　　آسمان پر ہے وہ نہ زیر زمین

تفسیر خبر لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

تفسیر حدیث لا تفضلونی علی یونس بن متی الی آخرہ

گفت پیغمبر کہ معراج مرا　　نیست از معراج یونس اجتبا
آن من بالا و آن او نشیب　　زانکہ قرب حق برونست از حسیب
قرب نی بالا نی پستی رفتنست　　قرب حق از حبس ہستی رستنست
نیست را چہ جای بالا پست زیر　　نیست را از زود نی دور و نہ دیر
کارگاہ صنع حق در نیستی　　غرۂ ہستی چہ دانی نیست چیست
حاصل این شکست ایشان ای کیا　　در نماند ہیچ با اشکست ما
آنچنان شاد اند در ذل و تلف　　ہمچو ما در وقت اقبال و شرف
برگ بے برگی ہمہ اقطاع اوست　　فقر و خواری افتخارست و علو

بولے[2] پیغمبر کہ معراج اب مری　　ہی نہین معراج یونس سے بڑی
میری اوپر انکے نیچے ملک ہی　　کیونکہ قرب حق فزون اعداد سے
جانا[3] اسفل سے اعلا پر قرب نے　　چھوڑنا ہستی کو اپنی قرب ہے
نیست کو نی جا بلندی کی نہ زیر　　نیست کو نی دور جلدی اور دیر
کارگاہ صنع حق کی نیستی　　جانے کیا مغرور ہستی نیستی
رکھتی وہ حاصل ہے اب انکی شکست　　کب مقابل انکے ہوا اپنی شکست
اس طرح یہ خوش ہین ذلت مین وہ شاد　　جیسے ہم ہنگام اقبال و وداد
مفلسی انکی ہے کھیتی اور غلو　　فقر و خواری انکی ہی جاہ و علو

[1] دیکھ الخ ۔ شعر دیکھ آخر کو جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھرے کیا قوم قریظہ اور قوم نضیر پر گیا قلعے اور بھی اُنکے گرد کے شہر چھینے اور ملک غنیمت از بسکہ لے آگے حقائق ہین اگر تو اس گروہ سے نہین ہی تو اس قوم کو دیکھ کہ رنج و غم پر وہ عاشق و والہ ہین زہر کو مثل شکر کے وہ کھاتے ہین اور خار غم کو مثل شتر کے چرتے ہین واسطے غم کے نہ عشرت کے لئے انکو پستی ہی مانند بلندی کے ہی وہ بہت خوش ہین چاہ مین اور ایسے ہی ڈرتے ہین تخت و تاج سے وہ فقیری مین ہین مانند سو بادشاہون کے اور خزان فاقہ مین مانند بہار کے ہین جو کہ دلبر کے ہمراہ ہمنشین ہی وہ نہ آسمان پر ہی اور نہ زمین پر ہی یعنے اولیاء اللہ انما ؛ مین مانند صحابہ کرام کے ہین کہ رنج مین خوشی اور فقر مین بادشاہی کرتے ہین آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ [2] بولے الخ ۲ شعر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میری معراج یونس علیہ السلام کی معراج سے بڑی نہین ہی میری اوپر اور اُنکی نیچے معراج ہی کیونکہ قرب حق اعداد سے زیادہ ہی آگے حقائق ہین فافہم ۱۲-

[3] جانا الخ ۲ شعر جانا اسفل سے اعلا پر قرب نہین ہی بلکہ اپنی ہستی کو چھوڑنا قرب ہی نیست کو جگہ بلندی کی نہ اسفل کی ہی نیست کو نہ دور نہ جلدی و دیر ہی صنع حق کی کارگاہ نیستی ہی مغرور کیا جانے اور نیستی آگے رجوع بلفظہٖ ہی انکی شکست آب وہ حاصل رکھتی ہی کہ مقابل انکے کب ہماری شکست ہو یہ ذلت مین اس طرح خوش و شاد ہین جیسے ہم وقت اقبال پر انکی کھیتی ہی مفلسی و غلو اور اُنکی فقر و خواری ہی جاہ و علو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ -- عہ مت فضیلت دو مجھکو اوپر بیٹے یونس بیٹے متی کے ۱۲-

آن یکی گفت از خیالست آن فرید — چون بخندید او کہ ما را بستہ دید
چونکہ او مبدل شدہ ست و شادیش — نیست زین زندان کنون آزادیش
پس بقہر دشمنان چون شاد شد — چون او از فتح و ظفر آباد شد
شاد شد جانش کہ بر شیران نر — یافت آسان نصرت و فتح و ظفر
پس بدانستیم کو آزاد نیست — جز بدنیا دل خوش و دلشاد نیست
ورنہ چون خندد کہ اہل آن جہان — بر بد و نیک اند مشفق مہربان

ایک بولا اس طرح پر گروہ ہین — کیون ہنسے وہ جو بندھا دیکھا ہمین
کیونکہ وہ بدلا گیا اور شاد ہے — پر نہین آزاد اس زندان سے
دشمنون کے قہر پر کیون شاد ہے — اور کیون اس فتح سے آباد ہے
جان شیرون پر جو اسکی خوش ہوئی — فتح و نصرت اسکو بس آسان ملی
جانا ہمنے وہ نہین آزاد ہے — نے ہی دنیا مین سو ادل شاد ہے
ورنہ کیون ہنستا کہ اہل لامکان — ہین بد و نیکون پہ مشفق مہربان

آگاہ شدن پیغمبر بر طعن طاعنان و شماتت ایشان

آگاہ ہونا پیغمبر کا اوپر طعن طعنہ زنونکے و بدگوئی انکی کے

این ہمی گفتند در زیر زبان — آن اسیران باہم اندر بحث آن
تا موکل نشنود بر ما جہد — خود سخن در گوش آن سلطان نہد
گرچہ نشنید آن موکل این سخن — رفت در گوشی کہ آن بد من لدن
بوی پیراہان یوسف را ندید — آنکہ حافظ بود یعقوبش شنید
آن شیاطین بر عنان آسمان — نشنوند آن سر لوح غیب دان
آن محمد خفتہ و تکیہ زدہ — آمدہ سر گرد او گردان شدہ
آن خورد حلوا کہ روزیش ست باز — آنکہ انگشتان او باشد دراز
نجم ثاقب گشتہ حارس دیو ران — کہ ہل دزدی نہ احمد سر شان
ای دویدہ سوی دکان از پگاہ — ہین بمسجد رو بجو رزق الہ

چپکے چپکے قیدی وہ سب کہتے تھے — بات یہ آپس مین اندر بحث کی
تا سپاہی سن کے پس غصہ نہو — اور کہے یہ بات وہ سلطان کو
نہ سنا گرچہ سپاہی نے سخن — پر سنا اسنے کہ وہ تھا من لدن
نہ ملی یوسف کو پیراہن کی بو — لانیوالے کو ملی یعقوب کو
آسمان پر لے شیاطین نے سنا — بھید لوح غیب ان کا برملا
سوئے تھے بستر پہ اپنے مصطفٰے — بھید نے انکو جگایا گرد آ
کھاوے حلوا کہ روزی اسکی ہے — ہے نہ اسکو جو دراز انگلی رکھے
نجم ثاقب ہے نگہبان دیو کا — کہ چرائے وہ نہ سر مصطفٰے
جانیوالے صبح سے دکان پہ — ڈھونڈھ جا مسجد مین رزق اللہ سے

جواب رسول علیہ السلام ضمیر آن اسیران را

جواب دینا رسول علیہ السلام کا قیدیونکو دلکی بات کا

سلہ ایک الخ ۶ شعر ایک قیدی نے کہا کہ اگر اس طرح پر ہین کیون ہنسے جو ہمکو بندھا دیکھا کیونکہ وہ بدل گئے اور خوش ہین تو اس زندان سے آزاد نہین ہین پھر دشمنون کے قہر پر کیون خوش ہین اور کیون اس فتح سے آباد ہین انکی جان شیرون پر خوش ہوتی ہی کہ فتح و نصرت انکو آسان ملی ہی ہمنے جانا کہ آزاد نہین ہین کیونکہ دنیا مین دل شاد نہین ہین ورنہ کیون ہنستے کہ اہل لامکان نیک و بد پر مشفق و مہربان ہین آگے آگاہ ہونا پیغمبر صلے اللہ و آلہ وسلم طعنہ زنون پر جلین ہی فافہم ۱۲ سلہ چپکے چپکے الخ ۹ شعر وہ سب قیدی چپکے چپکے کہتے تھے یہ بات آپس میں بحث کی اندر تاکہ سپاہی سنکر خفا نہو اور یہ بات سلطان کو کہدے اگرچہ سپاہی نے یہ بات دشمنی لیکن حضرت نے سنی کہ وہ علم لدنی رکھتے تھے آگے اسکی مثال ہو بوئے پیراہن یوسف کی لانیوالے کو نہ ملی مگر یعقوب کو ملی اسلئے کہ حقائق ہین شیاطین نے آسمان پر نہ سنا بھید لوح غیب دانکا ظاہر امصطفے صلی اللہ و آلہ وسلم اپنے بستر پر سوتے تھے بھید نے اسکو جگایا گرد ہمگرم حلوا وہ کھائے کہ اسکی روزی ہی اور نہ اسکی کہ جو انگلی دراز رکھے نگہبان دیو کا نجم ثاقب ہی کہ وہ سر مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چرائے ای جانے والے صبح سے دکان پر جا مسجد مین ڈھونڈھ رزق اللہ سے یعنے اولیاء اللہ راز و نیاز الٰہی کو جانتے اور جو شیاطین ہین وہ راز آسمان پر بھی نہین سنتے ہین آگے جواب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہی فافہم ۱۲ علم ہیگی

پس رسول آن گفت‌شان را فہم کرد
مرده اندیشان و پوسیده فنا
خود کنید اشیان که مہ گردد شگاف
آنکہی کازاد بود ید و کمین
ای نبازیده بملک و خانمان
نقش تن را تا فتاد از بام طشت
بنگرم در غوره مے بینم عیان
بنگرم سر عالمے بینم نہان
من شمار او قت ذرات الست
از حدوث آسمان بے عمد
من شمارا سرنگون میدیده ام
تو ندیدم تا کنم شادی بدان
بستہ قہر خفی آنگه چو قہر
چون چنین قندی پر از زہر عدو
با نشاط آن زہر میکردید نوش
من نمی کردم غزا از بہر آن
این جہان جیفه ست مردار و رخیص

گفت آن خندان نبودم از نبرد
مرده گشتن نیست مردی پیش ما
چونکه من پا بفشرم اندر مصاف
من شمار ابسته می دیدم چنین
نزد عاقل اشتری بر نردبان
پیش چشمم کان آت آت گشت
بنگرم در نیست شی بینم عیان
آدم و حوا نرسته از جہان
دیده ام پا بسته و منکوس و پست
انچه دانسته بدم افزون نشد
پیش از ان کز آب و گل بالیده ام
این ہمی دیدم دران اقبال تان
قند میخوردید و در وی درج زہر
خوش نبو شد چه حسد آید برو
مرگ تان خفیه گرفته ہر دو گوش
تا ظفر یابم فراگیرم جہان
بر چنین مردار چون باشم حریص

بولے احمد[1] بھید انکا جان کے
وہ ہین مردہ اور بوسیدہ فنا
وہ ہین کیا مین مہ کو بلکہ پھاڑ دون
جبکہ تم آزاد تھے اور خود رہا
تم ہو نازان خانمان و ملک سے
نقش تن کا[2] بھید جبکہ کھل گیا
دیکھتا ہون غورہ مین مے کو عیان
دیکھتا ہون عالم سر کو نہان
مین نے تمکو وقت ذرات الست
مین نے پیدایش سے اس افلاک کے
مین نے تمکو سرنگون دیکھا جو ہی
نے[3] نیا دیکھا کہ اب کچھ خوش ہون
قہر مخفی مین تھے اسدم قہر کو
قند پر زہر ایک ہی سا کھائے جو
کھاتے تھے خوش ہو کر تم اس سر کو
مین[4] نہ کرتا تھا غزا کچھ اس لیئے
یہ جہان مردار و نہ قیمت رکھے

وہ نہ تھا میرا تبسم جنگ سے
کب ہی مردی وہ مرے کو مارنا
مین لڑائی مین جو پانون گاڑ دون
دیکھا تھا ایسا ہی مین تمکو بندھا
اونٹ کو کوٹھے پر ہین عاقل جانتے
آنے والی شے کو دیکھا ظاہر
دیکھتا ہون نیستی مین شی عیان
آدم و حوا نہ تھے اسدم عیان
دیکھا ہی پابند اور منکوس و پست
جو کہ جانا تھا نہ افزون اس سے ہی
اس سے پہلے کہ ہون پیدا خاک سے
یہ تمھارے دیکھا بس اقبال مین
قند سا کھانے مین کھاتے زہر کو
ہو کے خوش تجھکو حسد کیا اسپے ہی
کان پکڑا موت نے پوشیدہ ہو
تا جہان لون اور فتح ہو حاصل مجھے
کب ہو اس مردار پر رغبت مجھے

[1] بولے الخ ۵ شعر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا انکا بھید جانکر کہ وہ میرا تبسم از راہ جنگ کے تھا وہ مردہ بوسیدہ و فنا مین کب جوانمردی ہی مرے کو مارنا وہ کیا چیز ہین بلکہ مین ماہ کو پھاڑ دون جو لڑائی مین پانون گاڑ دون جبکہ آزاد اور خود رہا تھے مین نے تمکو ایسا ہی بندھا دیکھا تھا تم نازان ہو ملک و خانمان پر اور عاقل اس بات کو ایسا جانتے ہین جیسے کہ اونٹ کو کوٹھے پر جانتے ہین یعنی ایک خیال محال باقی حال اسکا آگے ہی فافہم ۱۲ [2] نقش تن الخ ۶ شعر جبکہ نقش تن کا بھید کھل گیا آنیوالی شی کو ظاہر گیا یعنے جس نے اپنی جان کو پہچانا اسپر راز و نیاز کھل گیا آگے کشود کا بیان ہی مین غورہ مین شراب کو دیکھتا ہون ظاہر اور نیستی مین شی کو دیکھتا ہون ظاہر عالم سر کو دیکھتا ہون پوشیدہ کہ اسدم آدم و حوا عیان نہ تھے مین نے تمکو وقت ذریات الست کے پابند دیکھا ہی و منکوس پست مین نے بوقت پیدایش افلاک کے جو کہ جانا تھا اس سے زیادہ نہین جانا تمکو سرنگون دیکھا ہی اس سے اول کہ پیدا ہون خاک سے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [3] نے الخ ۴ شعر نیا نہین دیکھا کہ اب مین خوش ہوؤن یہ تباہی تمھارے احوال مین دیکھی تھی قہر مخفی مین تھے کہ اسدم قہر کو قند کی مانند کھاتے تھے جو ایک قند کہ اسمین زہر ملا تھا جو قند بر از زہر دشمن جو کھائے خوش ہو کر اسپر تجکو حسد کیا ہوے تم خوش ہو کر کھاتے تھے اس زہر کو اور موت نے پوشیدہ ہو کر کان پکڑ رکھا تھا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ [4] مین نہ کرتا الخ ۲ شعر مین خود غزا اس لئے نہین کرتا تھا کہ تا جہان لون اور فتح تجکو ہو یہ جہان مردار قیمت نہین رکھتا ہی پس ایسے مردار پر مجھے کیا رغبت ہو مین سگ نہین کہ تا مردہ کو ٹکڑے کرون مین عیسیٰ ہون کہ تا زندہ کرون جنگ مین صف شکن اسواسطے ہون کہ تا ہلاکت سے تمکو چھڑاؤن اسواسطے ذبح نہین کرتا اس لیئے جنگ مین کہ مجہ مین کچھ کر و فر ہو بلکہ اسواسطے مین تمھارا گلا کاٹتا ہون کہ اس گلے سے ایک عالم رہا ہو باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲

سگ نیم تا پرچم مُردہ کنم — علیسیم آیم کہ تا زندہ اش کنم
زان ہمی کردم صفوفِ جنگ چاک — تا رہانم من شمارا از ہلاک
زان ہمی بُرّم گلوہاے بشر — تا مرا باشد زکرّ و فرحشر
زان ہمی بُرّم گلوئے چند تا — زان گلوہا عالمے یابد رہا
کہ شما پروانہ وار از جہلِ خویش — پیش آتش می کنید ین حملہ کیش
من ہمی رانم شمارا ہمچو مست — از در افتادن بآتش بادو دست
آنکہ خود را فتحہا پنداشتید — تخم منحوسی خودے کاشتید
یکد گر را جد جدے خواندید — سوی اژدرہا فرس می راندید

سگ نہین جو بگڑے مُردی کی کرون — مین ہون عیسی تاکہ مین زندہ کرون
اسلیئے مین صف شکن ہون جنگ مین — تا ہلاکت سی چھڑاؤن مین تمھین
اس لیئے ذبح کرتا جنگ مین — کرو فر ہو تا مرے آہنگ مین
اس لیئے کاٹون تمھارا مین گلا — اس گلے سے ایک عالم ہو رہا
کہ تم[۵۱] اپنی جہل سے پروانہ وا — پیش آتش حملہ کرتے ہو ہزار
اس لیئے مین ہانکون تمکو شل مست — آگ مین گرنے سی اپنی بادو دست
اپنی فتحین جو کہ تم تھے جانتے — تخم منحوسی کا تم تھے گاڑتے
باپ دادا کو بُرا کہتے تھے تم — اژدہا کے سمت بس جاتے تھے تم

بیان آنکہ طاغی در عین قاہری در مقہوری ست

بیان اُسکا کہ باغی آسودگی سے مقہوری مین ہی

قہر میکرد وید و اندر عین قہر — خود شما مقہور قہر شیر دہر
دزد قہرِ خواجہ کرد و زر کشید — او بدان مشغول بُد والی رسید
گر ز خواجہ آن زمان بگریختی — کے برو والی حشر انگیختی
قاہری دزد مقہوریش بود — زانکہ قہرِ او سرِ او را بود
غالبی بر خواجہ دامِ او شود — تا رسد والی و بستاند قود
ای کہ تو بر خلق چیرہ گشتۂ — در نبرد و غالبے آغشتۂ
آن بقاصد منہزم کردست شان — تا ترا در حلقہ می آرد کشان
ہین عنان در کش پے این منہزم — در مران تا تو نہ گردی منخزم

غصہ[۵۲] تم ہوتے ہو اندر قہر کے — قہر سے تم حق کی خود مقہور تھے
زر چُرایا قہر خواجہ پر کیا — وہ چُراتا تھا کہ مالک آگیا
وہ اگر خواجہ سے اسدم بھاگتا — مالک اسپر حشر کب کھتا روا
قاہری مقہوری بس تھی چور کی — قہر نے اسکے بس اسکی جان لی
غالبی خواجہ پہ ہوئے اُسکے دام — تاکہ مالک آ کے لیوی انتقام
ای[۵۳] تو ہر مخلوق پر غالب ہوا — اور جنگ غالبی مین تو پڑا
اسنے بس قصدًا بھگایا انکو ہی — تا تمھین حلقہ مین لائین کھینچ کے
ٹھہر تو مت پیچھے ان بھاگونکی جا — تا نہو حلقہ بگوش انکا سدا

[۵۱] کہ تم الخ یہ شعر کہ تم اپنی جہل سے پروانہ کے مانند آگے آتش کے ہزار حملے کرتے ہو تم کو اسواسطے مانند مست کے ہانکتا ہون آگ مین گرنے سے اپنے دونون ہاتھون سے جو کہ تم اپنی فتحین جانتے تھے وہ تخم منحوسی کا گاڑتے تھے باپ دادا کو تم بُرا کہتے تھے اور اژدہا کی سمت تم جاتے تھے آگے بغاوت آسودگی کا حال ہی فافہم ۱۲

[۵۲] غصہ الخ ۵ شعر تم غصہ ہوتے ہو قہر مین قہر سے حق کے مقہور تھے آگے مثال ہی زر چُرایا اور قہر خواجہ پر کیا وہ چُراتا تھا کہ مالک آگیا اگر وہ خواجہ سے اسدم بھاگتا مالک اُسپر کب حشر روا رکھتا قاہری چور کی مقہوری تھی بس قہر نے اسکی جان لی اسکی غالبی خواجہ پہ دام ہوئی تاکہ مالک آخر انتقام لیوے یعنے چور صاحب مال پر غصہ ہوکر اسکا مال چُراتا تھا وہ غصہ ہونا چور کا عین مقہوری ہی کہ مالک مال نے آکر اُس سے انتقام لیا بس قیدیون کا غصہ انکی مقہوری تھی اپنے غصہ سے آپ گرفتار ہوئے آگے حقائق ہین فافہم ۱۲-

[۵۳] ای کہ تو الخ ۶ شعر اے کہ تو مخلوق پر غالب ہوا اور جنگ اور غالبی مین پڑا اسنے قصدًا انکو بھگایا ہے کہ صحابہ کرام جو تم کو حلقہ مین لائین کھینچ کر تو ٹھہر اور پیچھے ان بھاگون کے مت جا تا حلقہ بگوش انکا ہمیشہ نہو تم کو اس حیلہ سے پھانسے دام مین کہ تو سب کو بھگا دیکھے دام مین عقل اس غالبی سے کب شاد ہوے جو دیکھا اس غالبی بہ فساد عقل دور بین تیز چشم آئی ہی تو نے کی اپنے سُرمہ سے سرگین یعنے عقل دور بین تیز چشم ہی کہ حق نے اُسکو نور دیا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

چون کشانندت بدین حیلہ بدام ۔ جملہ بینی بعد ازان اندر زحام
عقل ازین غالب شدن کی گشت شاد ۔ چون درین غالب شدن دید او فساد
تیز چشم آمد خرد بینائی پیش ۔ کہ خدا اش سرمہ کرد از کحل خویش
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون ۔ اہل جنت در خصومتہا زبون
از کمال حزم و سوء ظن خویش ۔ نے ز نقص بد دلی و ضعف کیش
در فرہ دادن شنودہ در کمون ۔ حکمت بولا رجال مومنون
دست کوتاہی ز کفار لعین ۔ فرض شد بہر خلاص مومنین
قصہ عہد حدیبیہ بخوان ۔ کف ایدیکم تمامت زان بدان
نیز اندر غالبی ہم خویش را ۔ دید او مغلوب دام کبریا
ما رمیت اذ رمیت آمد خطاب ۔ گم شد او و اللہ اعلم بالصواب
زان ہمی خندم من از زنجیرتان ۔ کہ بگیرم ناگہان شبگیرتان
زان ہمی خندم من از زنجیر و غل ۔ میکشمتان سوی سروستان و گل
ای عجب کز آتش بے زینہار ۔ بستہ می آریمتان تا سبزہ زار
از سوی دوزخ بہ زنجیر گران ۔ میکشمتان تا بہشت جاودان
ہر مقلد را درین رہ نیک و بد ۔ ہمچنان بستہ بحضرت می کشد
جملہ در زنجیر و بیم و ابتلا ۔ می روند این رہ بغیر اولیا
میکشند این راہ را بیکار وار ۔ جز کسانے واقف از اسرار کار

پھانسین اس حیلے سے تمکو دام مین ۔ دیکھے تو تکتا سبھو نکو عام مین
عقل کب اس غالبی سے ہوئی شاد ۔ دیکھا جو اس غالبی مین یہ فساد
تیز چشم آئی ہے عقل دوربین ۔ حق نے کی سرمہ سی اپنے سرمگین
بولے پیغمبر کہ ازراہ فنون ۔ اہل جنت دشمنی مین ہین زبون
اپنے حزم و سوء ظن کے دھیان سے ۔ نے ہین ضعف دین و نے نقصان سے
یہ سنا پوشیدہ جو اندر فزون ۔ حکمت بولا رجال مومنون
دست کوتاہی ہوئی کفار سے ۔ مومنون کی بس خلاصی کے لیے
قصہ عہد حدیبیہ کہو ۔ کف ایدیکم سب اس سے جان لو
خود کو غالب پایا اندر جنگ کے ۔ اس خدا کے دام کے مغلوب نے
ما رمیت اذ رمیت آیا خطاب ۔ گم ہوا و اللہ اعلم بالصواب
اسلیے مین ہنستا ہون زنجیر پے ۔ کہ تمھین ناگاہ پکڑا مین نے ہے
اسلیے ہنستا ہون مین زنجیر پے ۔ کھینچتا ہون تمکو جانب باغ کے
ای عجب بے امن آتش سے تمھین ۔ سوی گلشن کھینچکر لاتا ہون مین
پھانس زنجیر و مین دوزخ سے تمھین ۔ سوی جنت کھینچکر لاتا ہون مین
ہر مقلد کو سوئے حق ایسے ہی ۔ نیک و بد سے راہ مین کھینچین سبھی
خوف کی زنجیر مین یہ راستا ۔ جملہ جاتے ہین بغیر اولیا
جنگ کے مانند یہ رہ طے کرین ۔ ان سوا جو واقف اسرار ہین

۱ بولے الخ یہ شعر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ازراہ فنون کے اہل جنت دشمنی سے زبون ہین ترجمہ اپنی ہوشیاری بدگمانی کے دھیان سے ہے نہ ضعف دین و نہ نقصان سے ہے جو یہ سنا پوشیدہ در فتح مین حکمت کو ترجمہ کہ اگر نہوتے آدمی مسلمان قتل کرنا فرض نہ ہوتا کفار سے مگر مومنون کی خلاصی کے لیے یعنے جنگ حدیبیہ مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ جب کفار حملہ کرین تم پس پا ہونا اور انکو لگا کرنا چنانچہ بظاہر صحابہ بھاگے اور کفار دنکو لگایا چنانچہ جبکہ رسول اللہ نے یہ پوشیدہ سنا کہ مکہ مین مسلمان پوشیدہ ہین اسواسطے حدیبیہ مین صلح کی کہ وہ مسلمان قتل ہون آگے اسکا بیان ہے فافہم ۱۲ ۲ قصہ الخ یہ شعر قصہ حدیبیہ کے عہد کا کہو ترجمہ نہین پھینکا تونے جسوقت کہ پھینکا تونے خطاب آیا گم ہوا وہ اللہ خوب جانتا ہے ترجمہ باز رکھے ہاتھون تمھارے کو اس لڑائی مین خود کو غالب پایا مغلوب دام خدا نے یعنے دوست خدا کے خدا سے جدا نہین ہین لڑائی و صلح مین انکی عین حکمت ہے آگے رجوع بقصہ ہے اسواسطے نہین ہنستا ہون زنجیر پر کہ تمھین ناگاہ مین نے پایا بلکہ اسلیے ہنستا ہون کہ تمکو کھینچتا ہون جانب باغ کے تعجب ہے کہ بے امن کی آتش سے تمکو طرف گلشن کے مین کھینچکر لاتا ہون دوزخ سے تمکو زنجیرون مین پھانس کر جنت کی طرف مین کھینچ کر لاتا ہون آگے حقائق ہین فافہم ۱۲ ۳ شعر ہر مقلد کو ایسے ہی طرف حق کے نیک و بد سے راہ مین کھینچتے ہین یہ راستہ خوف کی زنجیر مین جملہ جاتے ہین بغیر اولیا کے جنگ کے مانند یہ راہ طے کرین انکے سوا جو واقف اسرار ہین تو کوشش کر کہ تو ز تیرا روشن ہو کہ تیرا راستہ چلنا آسان ہو آگے اسکی مثال ہے لڑکے کو جبر سے مکتب مین لیجائین کیونکہ واقف وہ فائدہ سے نہین ہے جبکہ واقف ہو تو مکتب کو شوق سے جاوے اور اسکی جان خوش رہے پاتے ہین جو طفل ناخوش مکتب کو جاتا ہے اسنے اپنے نفع کو نہین دیکھا ہے یعنے راہ خوف دحق جوئی کی طرف عام ناخوشی سے جاتا ہے اور اولیا اللہ از راہ

چند کن تا نور تو رخشان شود / تا سلوک خدمت آسان شود
کودکان را می بری مکتب بزور / زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
چون شود واقف بمکتب می دود / جانش از رفتن شگفتہ مے شود
میرود کودک بمکتب پیچ پیچ / چون ندید از مزد کار خویش ہیچ
چون کند در کیسہ دانگی دست مزد / آنگہے بیخواب گردد شب چو دزد
جہد کن تا مزد طاعت در رسد / بر مطیعان آنگہت آید حسد
ائتیا کرہاً مقلد گشتہ / ائتیا طوعاً صفا بسرشتہ
این محب حق ز بہر علتے / وان دگر را بیغرض خود خلتے
این محب دایہ لیک از بہر شیر / وان دگر دل دادہ بہر آن ستیر
طفل را از حسن او آگاہ نے / غیر شیر او را ازو دلخواہ نے
وان دگر خود عاشق دایہ بود / بیغرض در عشق یکرایہ بود
پس محب حق بامید و ترس / دفتر تقلید مے خواند بدرس
وان محب حق ز بہر حق کجاست / کہ ز اغراض و ز علتہا جداست
گر چنین و گر چنین چون طالب است / جذب حق او را سوے حق جاذب است
گر محب حق بود لغیرہ / کے ینال دائما من خیرہ
یا محب حق بود لعینہ / لا سواہ خائفا من بینہ

کر تو کوشش نور روشن ہو ترا / تا سلوک راہ آسان ہو بھلا
جبر سے لیجائیں مکتب طفل کو / فائدہ سے کیونکہ ناواقف ہے وہ
جب ہو واقف جائے مکتب شوق سے / جان خوش جانے سے اسکی بس رہے
جاتا ہے مکتب کو ناخوش طفل جب / کہ نہ دیکھا اسنے اپنے نفع کو
جیب مین جو تھوڑی اجرت کو رکھے / رات بھر چون چور وہ جگتا رہے
کر تو کوشش اجرت طاعت ملے / تب مطیعون پر حسد ہووے تجھے
ائتیا کرہاً مقلد تو ہوا / ائتیا طوعاً ہوے اہل صفا
یہ محب حق کا ہے علت کے لیئے / بے غرض وہ دوسرا محبوب ہے
دودھ کے خاطر یہ دائی دوست ہے / دوسرا عاشق ہے بی بی کے لیئے
طفل اسکے حسن سے آگاہ نہین / اور سوا دودھ اسکے وہ دلخواہ نہین
دوسرا عاشق ہے خود اس دائی کا / بے غرض ہے عشق ہی اک رنگ سا
پس محب حق کا ہے باخوف و رجا / دفتر تقلید پڑھتا ہے سدا
وہ محب حق کا کہان حق کیلیئے / کہ غرض علت سے بالکل دور ہے
کہ یہ ہے یا وہ ہے طالب بس اسے / جذب حق کا سوے حق لیجاتا ہے
گر محب حق کا ہے وہ لغیرہ / کے ینال دائما من خیرہ
یا محب حق کا ہے وہ لعینہ / لا سواہ خائفا من بینہ

جذب معشوق عاشق را

من حیث لا یعلمہ العاشق و لا یرجوہ و لا یخطر بالہ و یظہر من ذلک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب

جذب معشوق کا عاشق کو

من حیث لا یعلمہ العاشق و لا یرجوہ و لا یخطر بالہ و یظہر من ذلک الجذب اثر فی العاشق الا الخوف الممزوج بالیاس مع دوام الطلب

سلہ جیب مین الخ، شعر جیب مین تھوڑی اجرت رکھے رات بھر چور کے مانند جگتا ہے تو کوشش کر کہ اجرت طاعت کے لیئے تب مطیعون پر تجکو حسد ہووے تو آنا جبر سے مقلد کا ہوا اور آنا اہل صفا کا مطیع اور راضی ہو کر ہے یہ محب کا حق علت کے واسطے ہے وہ میرا محبوب ہے غرض ہے یہ دائی دودھ کی خاطر دوست ہے اور دوسرا حرف کے واسطے عاشق ہے کیونکہ طفل اسکے حسن سے آگاہ نہین اور سوا دودھ کے اسکے دلخواہ نہین ہے دوسرا عاشق ہے خود اس دائی کا عشق مین بے غرض ہے مثل ایک رنگ کے یعنے اولیا بے غرض عاشق ہین رنگ کے فافہم ۱۲

سلہ پس محب الخ ۵ شعر پس محب حق کا خوف و رجا سے ہے اور دفتر تقلید ہمیشہ پڑھتا ہے وہ محب حق کا کہان ہے حق کے واسطے کہ بالکل غرض و علت سے جدا ہے اگر یہ ہے یا وہ ہے طالب اسنے جذب حق کا طرف حق کے لے جاتا ہے اگر محب حق کا وہ ہے ترجمہ واسطے غیر کے کب پہونچے ہمیشہ نیکی اسکی کے یا محب حق کا وہ ہو واسطے حق کے نہین ہے اسکے سوا ڈرنے والا درمیان سے ہے یعنے اولیاء اللہ خاص عبادت خدا کے واسطے کرتے ہین اور مقلد طاعت دوزخ و جنت کے لیے کرتے ہین مگر دو صورتون مین جذب حق طالب کو لے جاتا ہے کھینچنا جذب معشوق کا عاشق کو بیان ہے فافہم ۱۲

عہ واسطے غیر کے ۱۲ عہ کب پہونچے ہمیشہ نیکی سے ۱۲ عہ نہین ہے اسکے سوا اور کوئی ڈرنے والا کسی سے ۱۲ عہ اس طرح سے کہ عاشق نہین جانتا ہے کہ امید رکھتا ہے

هر دو را این جستجوها در سرست | این گرفتاری دل زان دلبرست
آمدیم اینجا که در صدر جهان | گر نبودی جذب آن عاشق نهان
ناشکیبا کی بدی او از فراق | کی دوان باز آمدی سوی وثاق
میل معشوقان نهانست و ستیر | میل عاشق با دو صد طبل و نفیر
یک حکایت هست اینجا ز اعتبار | لیک عاجز شد بخاری ز انتظار
ترک آن کردیم کو در جستجوست | تا که پیش از مرگ بیند روی دوست
تا رهد از مرگ و یابد او نجات | زانکه دید دوست هست آب حیات
هر که دید او نباشد دفع مرگ | دوست نبود که نه میوه‌ستش نه برگ
کار آن کارست ای مشتاق مست | کاندر آن کار ار رسد مرگت خوشست
شد نشان صدق ایمان ای جوان | آنکه آید خوش ترا مرگ اندر آن
گر نشد ایمان تو ای جان چنین | نیست کامل رو بجو اکمال دین
هر که اندر کار تو شد مرگ دوست | بر دل تو بی کراهت دوست اوست
چون کراهت رفت آن خود مرگ نیست | صورت مرگست و نقلان کردنیست
چون کراهت رفت مردن نفع شد | پس درست آمد که مردن دفع شد
دوست حق است و کسی کش گفت او | که توی آن من و من آن تو

یہ تلاش ان دو کی پس اس سو سے ہی [۵۱] | یہ کشش دل کی بس اس دلجو سے ہی
آیا مین اس جا کہ وہ صدر جہان | گر نہ رکھتا جذب عاشق کا نہان
ہوتا کب بے صبر مہجوری سے وہ | آتا کب پھر دوڑ کر بازار کو
میل معشوقون کا ہی خفیہ نہان | میل عاشق کا ہی با ڈھول و فغان
اک حکایت اس جگہ ہے معتبر | لیکن از بس ہی بخاری منتظر
چھوڑا مین نے جو ہی اسکو جستجو | دیکھے تا مرنے سے پہلے یار کو
تا وہ چھوٹے موت سے پاوی نجات | کیونکہ دید یار ہی آب حیات
جبکہ دید اسکی نہووی دفع مرگ | دوست نہو کہ نہ میوہ ہی نہ برگ
کام ہی وہ کام ای شائق تمھین | موت آنا ہووے خوش اس کام سے
صدق ایمان کی نشانی اسکو جان [۵۲] | جو تجھے خوش آوے مرگ ای پہلوان
گر نہ حاصل تجھکو یہ ایمان ہو | تو نہ کامل ہے مکمل ڈھونڈھ تو
کام مین تجھکو ہوئی جب مرگ یار | یار وہ ہووی پسند اور ہو نہ بار
ناپسندی جو گئی نے مرگ ہی | مرگ کی صورت ہی اور بدلی جگہ
ناپسندی جو گئی مرنا بھلا | سچ ہوا کہ مرنا بس جاتا رہا
دوست حق ہی وہ کوئی کہ تو کہے | کہ مین تیری ملک اور میری تو ہے

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدر جہان

پہونچنا عاشق بخاری کا خدمت مین صدر جہان کے

[۵۱] یہ تلاش الخ ۵ شعر یہ تلاش ان دونون کی اس طرف سے ہی اور یہ کشش دل کی اس دلجوئی کی طرف سے ہے مین اس جگہ آیا کہ جہان صدر جہان ہی اگر جذب عاشق کا پوشیدہ نہ رکھتا آگے حقائق مین وہ بے صبر مہجوری سے کب ہوتا پھر دوڑ کر کب بازار آتا معشوق کی رغبت پوشیدہ ہی اور رغبت عاشقون کی باشور و فغان ہی اس جگہ ایک حکایت معتبر ہی لیکن از بس بخاری منتظر ہے مین نے چھوڑا جو اسکو جستجو ہے تاکہ مرنے سے اول یار کو دیکھے تاکہ وہ موت سے چھوٹے اور نجات پائے کیونکہ دید یار آب حیات ہی جس کو اسکی دید دافع مرگ نہووے نہ اسکو یار نہو اور نہ میوہ و برگ ہووے کام وہ کام ہی اے شائق تمکو کہ موت آنا اس کام مین خوش ہووے یعنے جسکو دید یار کی آب حیات ہو اسکو مرنا اچھا ہی آسان کیونکہ مرنا عاشق کو معراج ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲۔

[۵۲] صدق الخ ۵ شعر اسکو صدق ایمان کی نشانی جان جو تجکو مرنا خوش آئے اگر تجکو یہ ایمان حاصل نہو تو کامل نہین ہی مکمل ڈھونڈھ جب تجکو کام مین مرگ یار ہوتی ہے پس یار وہ ہی کہ پسند ہو اور جب کہ ناپسندی گئی وہ مرگ نہین ہی فقط مرگ اسکا نام ہی باقی جگہ کا بدلنا ہی جبکہ ناپسندی گئی مرنا بہتر ہے سچ ہوا کہ مرنا جاتا رہا یا وہ دوست حق کا ہی کہ یہ کہے کہ مین تیری ملک ہون تو میری ملک ہی یعنے جبکہ طالب کو ناپسندی نہ رہی تو وہ مرگ اسکو نہین ہی بلکہ ایک نقل مکان ہی آگے حال عاشق بخاری کا بیان ہی فافہم ۱۲۔

گوش دار اکنون کہ عاشق میرسد	بستہ عشق ورا حبل من مسد	حسن تو عاشق آ ذہی کہ عشق نے	باندھا حبل من مسد سو بس اُسے
چون بدید او چہرۂ صدر جہان	گوئیا پرید ش از تن مرغ جان	اسنے دیکھا جو رُخ صدر جہان	گویا اُسکا اُڑ گیا بس مرغ جان
جان بجانان داد و از خود باز رست	بر سریر ملک جاویدان نشست	جان دی جانان کو خود سی چھوٹ کر	بیٹھا ملک جاودان کے تخت پر
ہمچو چوب خشک افتاد آن تنش	سرد شد از فرق سر تا ناخنش	خشک لکڑی کی طرح وہ تن گرا	سرو سر سے پانون تک وہ ہو گیا
ہرچہ کردند از بخور و از گلاب	نے بجنبید و نہ آمد در خطاب	چھڑکی خوشبو اسپے ہر چند اور گلاب	ذکری کچھ حرکت اسنے نے خطاب
کار نامد از بخار و از بخور	جز کہ بوئے آن شہ با فر و نور	کام نے آیا بخار و نے بخور	جز بوئے شہ کہ وہ ہی با فر و نور
شاہ چون دید آن مزعفر روئے او	پس فرود آمد ز مرکب سوئے او	زرد رو دیکھا جو اُسکا شاہ نے	بس گیا پاس اُسکے اُترا اسپ سے
گفت عاشق دوست جوید تیز و تفت	چونکہ معشوق آمد آن عاشق برفت	بولا عاشق یار کو ہی ڈھونڈھتا	جبکہ معشوق آیا وہ عاشق گیا
عاشق حقی و حق آنست کو	چون بیاید از تو نبود تار مو	حق کا تو عاشق ہی اور بس حق یہ ہی	جو وہ آئے نے خودی تجھ مین رہی
صد چو تو فانی ست پیش آن نظر	عاشقی بر نفی خود خواجہ مگر	جون ترے سے فانی اُسکے رو برو	نفی پر عاشق ہی اپنی خواجہ تو
سایۂ و عاشقی بر آفتاب	شمس آید سایہ لا گردد شتاب	سایہ اور عاشق ہی تو خورشید کا	شمس آئے جلد ہو سایہ فنا
چونکہ سر برزد ز مشرق قرص خور	نہ ستارہ ماند و نے از شب اثر	نکلے جو خورشید باہر شوق سے	نے ستارہ اور نہ شب باقی رہے
از درِ دل چونکہ عشق آید درون	عقل رخت خویش اندازد برون	عشق اندر دے دل کے آئے جو	عقل باہر لائے بس سامان کو
ہمچو شیرے خورد با آہو دچار	گشت آہو بیخبر افتاد زار	جس طرح شیر آکے آہو سے ملا	بے خبر آہو ہوا بے خود گرا
ہمچو زور پشہ پیش تند باد	فہم کن واللہ اعلم بالسداد	جیسے مچھڑ نے ہوا کی لائے تاب	تو سمجھ واللہ اعلم بالصواب

داد خواستن پشہ از باد بحضرت سلیمان علیہ السلام

انصاف چاہنا مچھر کا سلیمان علیہ السلام سے بسبب ظلم ہوا کے

پشہ آمد از حدیقہ و از گیاہ	وز سلیمان نبی شد داد خواہ	مچھڑ آیا باغ سے حال تباہ	اور سلیمان سے ہوا وہ داد خواہ

۱ حسن تو الخ ۱۰ شعر تو حسن کہ عاشق آتا ہی کیونکہ عشق نے اسکو باندھا ہی رسی کھجور سے اسنے جو منہ صدر جہان کا دیکھا گویا اسکا مرغ جان اُڑ گیا جان دی جانان کو خود سے چھوٹ کر ملک جاودان کے تخت پر بیٹھا وہ تن خشک لکڑی کی طرح گرا سر سے پانون تک سرد ہو گیا اسپر خوشبو و گلاب ہر چند چھڑکا نہ اسنے حرکت کی نہ خطاب نہ کام آیا بخار و نہ بخور سوائے بو شاہ کے کہ وہ ہے باخرد نور باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

۲ زرد رو الخ ۹ شعر شاہ نے جو زرد رو اُسکا دیکھا گھوڑے سے اُترا اور پاس اُسکے گیا کہا کہ عاشق معشوق کو ڈھونڈھتا ہی جبکہ معشوق آیا وہ عاشق گیا آگے حقائق ہین تو عاشق حق کا ہی اور یہ حق ہی جو وہ آئے تجھ مین خودی نہ رہے تیرے مانند اسکے روبرو سو فانی ہین اے خواجہ تو اپنے نفی پر عاشق ہی تو سایہ ہی اور عاشق ہی خورشید کا خورشید آئے تو سایہ جلد فنا ہو خورشید جو باہر نکلے مشرق کے نہ ستارہ رہے اور نہ شب باقی رہے جو عشق درد دل سے اندر آئے عقل سامان کو باہر لائے یعنے آفتاب عشق جب باہر نکلے تو سایہ عقل فنا ہووے آگے مثال ہی جس طرح شیر آہو سے آکے ملا آہو بے خبر ہوا اور بے خود ہو کر گرا جیسے مچھڑ تاب ہوا کی نہ لا سکے تو سمجھ کہ اللہ خوب جانتا ہی آگے مچھڑ کا بیان ہی فافہم ۱۲-

۳ مچھڑ الخ ۸ شعر مچھڑ آیا باغ سے باحال تباہ اور سلیمان علیہ السلام سے داد خواہ ہوا کہ اے سلیمان تیرا عدل جاری ہے شیطان و انسان و جنات پر مرغ و ماہی پناہ عدل مین ہین تیرا افضل جسے نہ ڈھونڈھے وہ گمراہ کون ہین تو ہمکو داد دے کہ ہم لاچار ہین اب نصیحت باغ و گلزار سے ہین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲- عہ رسی کھجور سے ۱۲-

کای سلیمان معدلت می گستری | برشیاطین آدمی زاد و پری
مرغ و ماهی در پناه عدل تست | کیست آن گم گشته کش فضلت نجست
داد ده ما را که بس زاریم ما | بی نصیب از باغ و گلزاریم ما
مشکلات هر ضعیفی از تو حل | پشه باشد در ضعیفی خود مثل
شهره ما در ضعف و اشکسته پری | شهره تو در لطف و مسکین پروری
ای تو در اطباق قدرت منتهی | منتهی ما در کمی و گمرهی
داد ده ما را ازین غم کن جدا | دستگیر ای دست تو دست خدا
پس سلیمان گفت ای انصاف جو | داد و انصاف از که میخواهی بگو
کیست آن ظالم که از باد بروت | ظلم کرده است و خراشیده است روت
ای عجب در عهد ما ظالم کجاست | کو نه اندر حبس و در زنجیر ماست
چونکه ما زادیم ظلم آن روز مرد | پس بعهد ما که ظلمی پیش برد
چون بر آمد نور ظلمت نیست شد | ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
ملک شیاطین کسب و خدمت می کنند | دیگران بسته با صفاد و بند
اصل ظلم ظالمان از دیو بود | دیو در بند است ستم چون نمود
ملک زان دادست ما را کن فکان | تا نه نالد خلق سوی آسمان
تا ببالا برنیاید دودها | تا نگردد از ستم چرخ و سها
تا نه لرزد عرش از ناله یتیم | تا نگردد از ستم جائی سقیم

اے سلیمان جاری تیرا عدل ہے | شیطان اور انسان اور جنات پے
مرغ و ماہی ہین پناہ عدل مین | فضل نے ڈھونڈھین وہ گمراہ کون ہین
داد دے ہمکو کہ ہم لاچار ہین | بے نصیب باغ اور گلزار ہین
ہر ضعیفونکی ہے مشکل تجھ سے حل | اور ضعیفی مین ہے مچھر خود مثل
ضعف و کم اڑنے مین ہے شہرت ہمین | دستگیری لطف مین شہرت تمہین
اے تو قدرت زیادتی مین منتہی | ہم کمی اور گمرہی مین منتہی
داد دے اس غم سے کر ہمکو جدا | دست تیرا ہمکو ہے دست خدا
پس سلیمان بولے اے انصاف جو | چاہتا ہے داد کیا مجھسے کہو
کون ظالم ہے کہ نخوت سے ترا | ظلم کر کے ہو گیا ایذا رسا
اے کہان ظالم ہمارے عہد مین | کہ ہمارا وہ نہین ہے زندان مین ہین
جو ہوا ہین پیدا ظلم اس دن ہوا | ظلم کس نے عہد میرے مین کیا
نور نکلا نیست ظلمت ہو گئی | ظلم کی ظلمت ہی اصل ہے ملتجی
اب شیاطین میری خدمت کرتے ہین | دوسرے پابند ہین زنجیر مین
ظالمون کے ظلم کی جڑ دیو تھا | دیو قیدی ظلم اب کیون کر کیا
ملک اس باعث دیا حق نے مجھے | تا نہ روئے خلق جانب چرخ کے
آسمان پر تا نہ جاوے دود آہ | تا نہووے مضطرب افلاک و ماہ
نے یتیمون کی ہلائے عرش آہ | ظلم سے نے ہو کوئی حال تباہ

سلہ ہر ضعیفون الخ ۴ شعر ہر ایک ضعیف کی مشکل تجھ سے حل ہے اور ضعیفی مین خود مچھر ضرب المثل ہے ضعیف و کم اڑنے مین شہرت ہمکو ہے اور دستگیری و لطف مین شہرت تم کو ہے اے تو قدرت زیادتی مین منتہی ہے اور ہم گمرہی مین منتہی ہین اس غم سے داد دے وہم کو جدا کر تیرا دست ہمکو ہے دست خدا پس سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے انصاف جو کس کی داد چاہتا ہے مجھ سے کہو کون ظالم ہے تیرا نخوت سے ظلم کر کے ایذا رسان ہے باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲

سے اے کہان الخ ۶ شعر اے ظالم ہمارے عہد مین کہان ہے کہ وہ ہمارے زندان مین نہین ہے جو مین پیدا ہوا ظلم اُسدن مرا کس نے ظلم میرے عہد مین کیا نور نکلا ظلمت نیست ہو گئی ظلم اصل ظلمت ہے اب شیاطین میری خدمت کرتے ہین دوسرے پابند زنجیر مین ہین ظالمون کو ظلم کی دیو تھا سو دیو قیدی ہے اب ظلم کیونکر ہوا اس باعث ملک حق نے دیا مجکو کہ تا خلق نہ روئے جانب آسمان کے یعنے حق نے مجکو اسواسطے بادشاہ کیا کہ تا ظالم میرے عہد مین نہ رہے اور کسی مظلوم کا نالہ آسمان پر نہ جاوے باقی حال اسکا آگے ہے فافہم ۱۲ سے آسمان پر الخ ۸ شعر آسمان پر تا دود آہ نجائے فلک و ماہ مضطر نہووے کوئی حال تباہ اس لئے خدا نے ایک مذہب رکھا ہے کہ تا یا رب افلاک پر نہ جائے اے مظلوم طرف آسمان کے مت دیکھ تو شاہ آسمان کو بیان رکھتا ہے یعنے اے مظلوم تو سوئے آسمان فریاد مت کر کہ خدا یہین ہے وہ ہر دم موجود ہے مچھر نے کہا کہ مجکو داد دے اے شاہ کہ مجھپر ہوا نے ظلم از بس کیا ہے ہم ظلم سے اسکے از بس تنگ ہین اس سے ہم خون کھا اور خاموش ہین اسکا ظلم ہمپر ظاہر ہے ہمکو علاج نہین ہے بجز بیان کرنے کے ہماری داد تو اس سے لے اے کریم عادل اے کریم خود آگے حال سلیمان کا بیان ہے فافہم ۱۲

زان نہادیم از تمالک نہ سپے ۔ تا نیاید بر فلکہا یاربے
منگر ای مظلوم سوئے آسمان ۔ کاسمانی شاہ داری در زمان
گفت پشہ داد من از دستِ باد ۔ کو دو دستِ ظلم بر ما بر کشاد
ما ز ظلمِ او بہ تنگے اندریم ۔ با لبِ بستہ از و خون می خوریم
ظلم او بر ما صریح ست و عیان ۔ نیست ما را چارہ جز کردن بیان
داد ما وا نصافِ ما بستان از و ۔ اے کریم و عادل و اکرام خو

مذہب اک کہا خدا نے اسلیے ۔ تا نہ یارب جائے بس افلاک پے
دیکھ مت مظلوم سوئے آسمان ۔ آسمانی شہ کو تو رکھتا ہی یان
بولا مچھڑ داد مجھکو دے شہا ۔ کہ ہوا نے مجھ پہ ظلم از بس کیا
ظلم سی ہم اسکے از بس تنگ ہین ۔ اس سے خون کھائین وہ خاموشی کہین
ظلم اسکا ہمپے ظاہر ہے عیان ۔ نی علاج ہمکو بجز کرنے بیان
لے ہماری داد و انصاف اس سے تو ۔ ای کریم عادل ای اکرام خو

امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ مظلوم را باحضار خصم بدیوان و

حکم دینا سلیمان کا مچھڑ مظلوم کو واسطے حاضر کرنے دشمن کے اپنی درگاہ مین

پس سلیمان گفت ای زیبا دوی ۔ امرِ حق باید کہ از جان بشنوی
حق بمن گفتہ است ہان ای دادور ۔ مشنو از خصمے تو بی خصم دگر
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور ۔ حق نیاید پیش حاکم در ظہور
خصم تنہا گر بر آرد صد نفیر ۔ ہان و ہان بے خصم قولِ او مگیر
من نیارم روز فرمان تافتن ۔ خصم خود را و بیاور سوے من
گفت قولِ تست برہان درست ۔ خصم من بادست و او در حکم تست
بانگ زد آن شہ کہ ای باد صبا ۔ پشہ افغان کرد از ظلمت بیا
ہین مقابل شو تو با خصم بگو ۔ پاسخ خصم و بکن دفع عدو
باد چون بشنید آمد تیز تیز ۔ پشہ بگرفت آن زمان راہ گریز
پس سلیمان گفت کای پشہ کجا ۔ باش تا بر ہر دو رانم من قضا
گفت ای شہ مرگ من از بود اوست ۔ خود سیاہ روز من از دود اوست
او چو آمد من کجا یابم قرار ۔ کہ بر آرد از نہادِ من دمار

پس سلیمان بولا ای زیبا صدا ۔ جان سے سننا چاہیے حکم خدا
بولا مجھسے حق کہ یاد دشمن سے تو ۔ مت سُنے بن دوسرے دشمن کے تو
تا نہ حاضر ہووین دشمن دونون تو ۔ حق نہ ظاہر ہوتا ہی حکام کو
گر اکیلا دشمن آکر سو کہے ۔ دوسرے دشمن سوا تو مت سُنے
مین نہین منہ پھیر سکتا حکم سے ۔ اپنے دشمن کو تو لا جانب مرے
بولا تم کرتے ہو یہ حجت بجا ۔ ہی تمھارے حکم مین دشمن مرا
آپ نے آواز دی کہ ای صبا ۔ ظلم سے مچھڑ ترے چیخے ہے آ
ہو مقابل اپنے دشمن کے کہو ۔ دفع دشمن کو جوابون سی کرو
جو ہوا نے یہ سنا تیز آئی وو ۔ مچھڑ اُسدم اُڑ گیا بیتاب ہو
بولے مچھڑ کیون تو جاتا ہی اُڑا ۔ ٹھہر دونون پر کرون تا مین قضا
بولا میری موت آنے اسکے سی ۔ دل سیہ میرا دھوین سی اسکے ہے
وہ جو آئی کب قرار آوی مجھے ۔ کہ نکالے مغز میرا جسم سے

سلہ پس سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ای زیبا صدا جان سے سننا چاہیے حکم خدا کو حق نے مجھ سے کہا کہ ایک دشمن سے مت سُن بغیر دوسرے دشمن کے جب تک کہ نہ حاضر دونون دشمن ہون حکام کو حق ظاہر نہین ہوتا ہی اگر دشمن تنہا آکر سو کہے تو دوسرے دشمن کے سوا مت سُن یعنے مدعی مدعا علیہ دونون جب تک حاضر نہونگے بقول اُستاد کہ ہر کہ تنہا پیش قاضی رود راضی آید آگے رجوع بقصہ ہے فافہم ۱۲۔

سلہ مین نہین الخ شعر مین حکم سے منھ نہین پھیر سکتا تو اپنے دشمن کو میرے پاس لا مچھڑ نے کہا تم حجت بجا کرتے ہو تمھارے حکم مین میرا دشمن ہے آپ نے آواز دی کہ ای صبا تیرے ظلم سے مچھڑ چیخے ہے اپنے دشمن کے مقابل ہو کر کہہ اور دشمن کو جوابون سے دفع کر ہوا نے یہ سنا تیز آئی مچھڑ اسدم اُڑ گیا بیتاب ہو کر فرمایا کہ اے مچھڑ تو کیون اُڑا جاتا ہی تو ٹھہر کہ مین دونون پر قضا کرون مچھڑ نے کہا کہ میری موت ہی اسکے آنے سے اور میرا دن سیاہ ہے دھوین سے جبکہ وہ آئے مجھے کب قرار ہووے کہ میرا مغز تن سے نکالے آگے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲۔

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	
ہمچنین جویاے درگاہ خدا	چون خدا آید شود جوینده لا	ایسے ہی بس طالب ذات خدا	جب خدا آئے تو طالب ہو فنا
گرچہ آن وصلت بقا اندر بقاست	لیک ز اول آن بقا اندر فناست	وصل ہے گرچہ بقا اندر بقا	پر ہی اول سے بقا اندر فنا
سایہ ہاے کہ بود جویاے نور	نیست گردد چون کند نورش ظہور	جس طرح ہو سایہ متلاشی نور	نیست ہو جو نور کا ہووے ظہور
عقل کے ماند چو باشد سراو	کل شئ ہالک الا وجہ	عقل کب ہو جب وہ گھیرے جسم کو	کل شئ ہالک الا وجہ
ہالک آید پیش وجہش ہست و نیست	ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست	پیش وجہ ہالک آیا ہست و نیست	ہی عجب کہ رکھتا ہی ہستی کو نیست
اندرین محضر خرد باشد ز دست	چون قلم اینجا رسیده شد شکست	عقل اس دفتر مین گم ہی ہاتھ سی	اور قلم ٹوٹا جو آیا اس جگہے
باز گردم جانب صدر جہان	در نوازش عاشق خود را نہان	پھر پھرا مین جانب صدر جہان	اسنے عاشق کو نوازا بس نہان
میکشید از بیہشی اش در بیان	اندک اندک از کرم صدر جہان	لایا بیہوشی سے اسکو کر بیان	تھوڑا تھوڑا جود سے صدر جہان

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش آید

نوازنا معشوق کا عاشق بیہوش اپنے کو تا ہوش مین آئے

مصرع اول	مصرع دوم	ترجمہ	
برگرفتش سر نہاد اندر کنار	بر رخش می کرد اشک تر نثار	سر اٹھایا گود مین اسکا رکھا	رخ پر اسکے اشک کو قربان کیا
بانگ زد در گوش او شہ کای گدا	زر نثار آوردمت دامن کشا	کان مین چیخا وہ شہ کہ ای گدا	لایا زر قربان مین دامن تو لا
جان تو کاندر فراقم مے طپید	چونکہ زنہارش رسیدم چون رمید	میری فرقت مین تھی تڑپی جان تری	آیا مین اسکی پناہ کیون وہ گئی
ای بدیدہ در فراقم گرم و سرد	با خود آ از بیخودے و باز گرد	دیکھے رنج و غم ہین فرقت مین مرے	بیہوشی سے ہوش مین آ لوٹ کے
مرغ خانہ اشترے را بے خرد	رسم مہمانش بخانہ مے برد	مرغ خانہ اونٹ وا اپنے یہان	لے گیا مہمان کر جون احمقان
چون بخانہ مرغ اشتر پا نہاد	خانہ ویران گشت و سقف اندر فتاد	مرغ کے گھر پر شتر نے پار کھا	گھر ہوا ویران اور بالکل گرا
خانہ مرغ ست عقل و ہوش ما	ہوش صالح طالب ناقہ خدا	عقل و ہوش اک مرغ کا گھر ہی مرا	ہوش صالح چاہے ہی ناقہ خدا

۵۵ کل شئ ہالک ہر چیز فنا ہونیوالی ہی سواے ذات خدا کے ۱۲

۵۱ ایسے ہی الخ ۵ شعر ایسے ہی طالب ذات خدا کا جبکہ خدا آئے طالب خدا فنا ہو جاتا ہی وصل ہی اگرچہ بقا اندر بقا کے ولیکن اول بقا مین فنا ہی یعنے جبکہ ذات حق طالب مین آتی ہی تو طالب فنا ہو جاتا ہی اور بشریت نہین رہی ہی اسواسطے نفس بشری کو ضد خدا کہتے ہین کہ شناخت ضد کی ضد سے ہوتی ہی چنانچہ لا آلہ اسمین نفی نفس کے ہے کہ الا اللہ اثبات ہو آگے مثال ہی جیسے سایہ نور کا متلاشی ہی نیست ہو جاتے جو نور کا ظہور ہووے عقل کب ہی کہ جب وہ جسم کو گھیرے ترجمہ کل شئ ہلاک ہونیوالی ہی سواے ذات خدا کے آگے اسکے وجہ کے سب ہلاک ہوتا ہے الا الوجہ یہ عجب ہی کہ ہستی کو نیست رکھتا ہی یعنے ذات حق کے مقابل مین سب نیست ہین مگر یہ تعجب ہی کہ ہست روح حق نیست مین جلوہ گر ہی آگے اسکی گریز ہی فافہم ۱۲-

۵۲ عقل الخ ۳ شعر عقل اس دفتر مین ہاتھ سے گم ہی اور قلم ٹوٹا جو اس جگہ آیا مین پھر جانب صدر جہان پھرا کہ اسنے عاشق کو پوشیدہ نوازا بیان کرکے اسکو بیہوشی سے لایا ہی تھوڑا تھوڑا ہوش مین صدر جہان جود سے آگے نوازش معشوق کا بیان ہی فافہم ۱۲-

۵۳ سر اٹھایا الخ ۴ شعر اسکا سر اٹھایا گود مین رکھا اشکون کو اسکے رخ پر قربان کیا وہ شاہ کے کان مین چیخا کہ اے گدا مین زر قربان کو لایا ہون تو دامن لا تیری جان فرقت مین میری تڑپی تھی مین اسکی پناہ مین آیا وہ کیون گئی رنج و غم فرقت مین میرے دیکھی ہین بیہوشی سے ہوش مین لوٹ کر آ آگے اسکی مثال ہی فافہم ۱۲ ۵۴ مرغ الخ ۵ شعر مرغ خانگی شتر کو اپنے یہان لے گیا مہمان کرکے مانند احمقون کے جس دم شتر نے گھر مین مرغ کے پاؤن رکھا بالکل گھر ویران ہوا اور گر آگے اسکے حقائق ہین عقل و ہوش ہمارا ایک مرغ کا گھر ہی ہوش صالح چاہتا ہی ناقہ خدا کو ناقہ نے آب و گل مین تاثیر کی نہ اسکی گل رہی اور نہ جان وہان باقی رہی عشق کے فضل سے انسان فضول ہی اس بڑائی سے ظالم مظلوم جاہل ہی یعنے جسکے آنے سے چھوڑ گیا اور ذات حق کے نزول سے طالب گم ہوا تو عقل و جان عشق کے آنے سے کب رہ سکتی ہی پس اس عشق کے آنے سے انسان ظالم و جاہل ہوا

آئیگا اسکی مثال فافہم ۱۲

ناقہ چون سر کرد در آب و گلش — ذی گل آنجا ماند نے جان و دلش
گر فضل عشق انسان را فضول — زین فزون جوئی ظلوم ست و جہول
جاہلست او اندرین مشکل شکار — مے کشد خرگوش شیری در کنار
کے کنار اندر کشیدے شیر را — گر بدانستے و دیدے شیر را
ظالم ست او بر خود و بر جان خود — ظلم بین کز عدلہا گوے می برد
جہل او مر علمہا را اوستاد — ظلم او مر عدل را باشد رشاد
دست او بگرفت کاین رفتہ دمش — آنگہے آید کہ من دم بخشمش
چون بمن زندہ شود آن مردہ تن — جان من باشد کہ رو آرد بمن
من کنم او را ازین جان محتشم — جان کہ من بخشم ببیند بخششم
جان نامحرم نہ بیند روی دوست — جز ہمان جان کاصل او از کوی اوست
در دمم قصاب وار این دوست را — تا ہلد آن مغز نغزش پوست را
گفت ای جان رمیدہ از بلا — وصل را مادر گشادیم الصلا
ای خودی ما بیخودی و مستیت — ای ز ہستت ما ہمارہ ہستیت
با تو بی لب این زمان من نو بنو — رازہای کہنہ مے گویم شنو
زانکہ این لبہا ازان دم می رمند — بر لب جوئے نہان بر می دمند
گوش بے گوشی درین دم بر گشا — بہر رازِ یفعل اللہ ما یشا

آب و گل نے ناقہ کے تاثیر کی — تو وہان گل اسکی اور نہ جان رہی
عشق کے ہی فضل سے انسان فضول — بس بُرائی سے ظلوم اور ہی جہول
جاہل سلہ اس مشکل شکار و کین ہی وہ — گود مین خرگوش لے ہے شیر کو
گود مین کب لیتا وہ نر شیر کو — جانتا اور دیکھتا گر شیر کو
ظالم اپنی جان پر اور خود پر وہ ہی — ظلم دیکھو عدل پر غلبہ رکھے
جہل اسکا علم کا ہی اوستاد — ظلم اسکا عدل کا ہی بس رشاد
ہاتھ پکڑا کہ یہ دم از خود گیا — آئے اسدم کہ مین دم بخشون ذرا
مردہ تن زندہ ہو میرے ساتھ وہ — جان میری ہو مرا راغب جو ہو
محتشم اسکو کرون اس جان سے مین — جان جو بخشون میری دیکھے بخششین
جان سلہ نامحرم نہ دیکھے روئے یار — بس وہ جان کہ اصل اسکی ہے یار
پھونکون جیسے قصاب مین اس دوست کو — تا کہ چھوڑے مغز اسکا پوست کو
بولا اے جان رمیدہ پھیر رو — وصل کا در کھولا مین نے آ تو تو
ای خودی میری سے تجھکو بیخودی — ای مری ہستی سے ہستی ہے تری
بے زبانی سے نئے اسدم تجھے — راز کہنہ کہتا ہون تو سن اُسے
کیونکہ اسدم سے یہ لب ہین بھاگتے — اور لب جو پر ہین پنہان او گتے
گوش بے گوشی کو کر اسدم مین وا — بہر رازِ یفعل اللہ ما یشا

سلہ جاہل الخ ۸ شعر اس مشکل شکارون مین وہ جاہل ہی خرگوش گود مین لیتا ہی شیر کو وہ گود مین کب لیتا ہی اگر دیکھتا و جانتا شیر کو وہ اپنی جان پر خود ظلم ہی ظلم دیکھو کہ عدل پر غلبہ رکھتا ہی اسکا جہل علم کا اُستاد ہی اور اسکا ظلم عدل کا مرشد ہی ہاتھ پکڑا کہ یہ دم از خود گیا اسدم آئے مین کہ مین ذرا دم بخشون اُسکو وہ مُردہ تن زندہ ہو میرے ساتھ اور میری جان ہو جو میرا راغب ہو اُسکو محتشم کردن اس جان سے اور جو جان بخشون تو میری بخششین دیکھے باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ جان ے الخ ۶ شعر جان نامحرم روئے یار نہ دیکھے سوائے ہین جان کے کہ اسکی اصل یار ہی قصاب کے مانند مین پھونکون اس دولت کو تا کہ اپنا مغز پوست کو چھوڑ دے آگے رجوع بقصہ ہی صدر جہان کے کہ بولا ای جان رمیدہ کہ منھ پھیر مین نے وصل کا دروازہ کھولا تو آ ای میرے خودی سے تجکو بیخودی ہی اے میری ہستی سے تیری ہستی ہی تجکو بے زبانی سے نو بنو اسدم راز کہنہ کہتا ہون تو سن اسے کیونکہ اسدم سے یہ لب بھاگتے ہین اور لب جو سے پنہان آگئے ہین یعنے راز حقانی اس لب و دہان سے بیان نہین ہو سکتے ہین آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ گوش الخ ۱۰ شعر بگوشی بگوشی اسدم سے کھول واسطے راز کے کہ اللہ کرتا ہی جو چاہتا ہی جبکہ صدائے وصل کو سُننے لگا وہ مُردہ تھوڑا تھوڑا ہلنے لگا آگے اسکی مثال ہی خاک سے کم نہین کہ عشوہ باد سے سر نکالے سبز جامہ پہن کے آب نطفہ سے کم نہین کہ حکم سے یوسفان ماہ رخ پیدا کرے ہوا سے کم نہین کہ وہ امر کن سے ایک رحم مین مرغ خوش الحان ہو آتش سے کم نہین کہ امر سلام سے باغ ہووے اور خلیل اللہ کے لاٹھی سے کم نہین کہ وہ حکم خدا سے دفع دشمن مین اژدہا ہووے پتھر سے کم نہین کہ ناقہ جننے ناقہ سے ناقہ جنا ایک اسنے ہی ان سب کو چھوڑا کہ وہ بھی عدم نہین ایک جہان جنتا ہی جو کہ دمبدم یعنے انسان اشیاء دنیا سے نہین ہی کہ دم یار سے یہ تو باخبر ہون اور انسان نہو بلکہ انسان تو ان سب سے زیادہ دم یار سے جلد مبدل ہوتا ہی کیونکہ طالب وصل ہی پس وہ کودا اور تڑپا اور خوش ہوا اور ایک دو چکر کھاکر سجدہ مین گرا یعنے جب یار کو عاشق نے پایا سجدہ مین گرا اس سے ثابت ہی کہ مقام غنا مین عاشق کو وصل یار ہوتا ہی کہ اس سبب سے وہ غشی مین ہوتا ہی اور کسی کی اسکو پرواہ نہین ہوتی ہی آگے عاشق کے ہوش مین آنے کا بیان ہی فافہم ۱۲

سے اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے ۱۲

چون صلای وصل بشنیدن گرفت
اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت

نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا
سبز پوشد سر برآرد از قبا

کم ز آب نطفہ بود کز خطاب
یوسفان زایند رخ چون آفتاب

کم ز بادے نے کہ شد از امر کن
در رحم طاؤس و مرغ خوش سخن

کم ز نارے نیست کز امر سلام
گلستان شد بر خلیل خوش کلام

کم ز چوبے نیست در دفع عدو
گشت اژدرہائے منکر ز امر او

کم ز کوہ و سنگ نبود کز ولاد
ناقۂ کان ناقہ ناقہ زاد زاد

زین ہمہ بگذر نہ آن مایہ عدم
عالمے زاد و بزاید دمبدم

بر جہید و بر طپید او شاد شاد
یکدو چرخے زد سجود اندر فتاد

جو صدائے وصل کو سننے لگا
تھوڑا تھوڑا مردہ وہ ہلنے لگا

خاک سے نے کم کہ عشوہ باد سے
سر نکالے سبز جامہ پہن کے

آب نطفہ سے نہ کم کہ حکم سے
یوسفان ماہ رخ پیدا کرے

نے ہوا سے کم کہ امر کن سے وہ
اک رحم مین مرغ خوش الحان ہو وہ

کم نہ آتش سے کہ با امر سلام
باغ تھی بہر خلیل خوش کلام

کم نہ لاٹھی سے کہ حکم حق سے وہ
دفع دشمن مین ہوئی اژدر ہو وہ

کم نہ پتھر سے کہ جننے ناقہ سے
ناقہ سے ناقہ جنا اک اسنے ہی

چھوڑان سب کو نہ وہ مایہ عدم
اک جہان جنتا ہی جو کہ دمبدم

بس وہ کودا اور تڑپا خوش ہوا
اک دو چکر کھا کے سجدہ مین گرا

باخویش آمدن عاشق بیہوش و روے آوردن بہ ثنا و شکر

ہوش مین آنا عاشق بیہوش کا اور متوجہ ہونا ساتھ شکر و ثنا کے

بشگفید از روے او دلشاد شد
در وصال از بند ہجر آزاد شد

گفت ای عنقای حق جان را مطاف
شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف

ای سرافیل قیامت گاہ عشق
ای تو عشق عشق و ای دلخواہ عشق

اولین خلعت کہ خواہے داد نم
گوش خواہی کہ نہی بر روزنم

گرچہ میدانی بصفوت حال من
بندہ پرور گوش کن اقوال من

صد ہزاران بار اے صدر فرید
ز آرزوے گوش تو ہوشم پرید

آن سمیعے تو و آن اصغای تو
وان تبسمہاے جان افزای تو

آن نیوشیدن کم و بیش مرا
عشوۂ جان بد اندیش مرا

قلبہای من کہ آن معلوم تست
پس پذیرفتی تو چون نقد درست

بہر گستاخی و شوخی غرۂ
حلمہا در پیش حلمت ذرۂ

اسکے رخ سے شاد اور خوشدل ہوا
وصل مین بس قید ہجران سے چھٹا

بولا ای عنقا خدای پاک کے
شکر کہ پھر آیا تو کہ قاف سے

ای تو اسرافیل محشر عشق کا
ای تو عشق عشق و دلبر عشق کا

پہلا خلعت دینا چاہے مجکو تو
چاہتا ہون کہ تو سن اس بات کو

گرچہ تو پاکی سے جانے میرا حال
بندہ پرور اب تو سن لے میرا اقال

پس ہزارون بار اسے صدر علا
تھا ترے سننے سے ہوش اپنا اڑا

وہ ترا سننا لگانا کان کا
وہ تبسم جملہ جان افزا ترا

اور سننا کم زیادہ وہ مرا
اور جان بد بین کا وہ عشوہ مرا

کھوٹی باتین کہ مری ہی جانتا
نقد بہتر سا قبول انکو کیا

شوخی و گستاخی غرہ کے لئے
حلم ذرے آگے تیری حلم کے

سلہ اسکے رخ سے الخ - شعر اسکے منہ سے خوش و شاد ہوا اور وصل مین قید ہجران سے چھوٹا کہا کہ ای عنقا خدا کا شکر ہی کہ پھر تو آیا کوہ قاف سے ای تو اسرافیل محشر عشق کا ہی اے تو عشق کا عشق اور دلبر عشق کا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲-

سلہ پہلا الخ - شعر اول خلعت جو مجکو دینا چاہے تو مین چاہتا ہون کہ تو اس بات کو سن اگر تو پاکی سے میرا حال چاہتا ہی بندہ پرور اب تو میرا اقال سن لے ہزارون بار اے صدر جہان تیرے سننے سے اپنا ہوش اڑ اتھا وہ تیرا سننا اور کان کا لگانا اور وہ تبسم جملہ جان فزا تیرا سننا کم و زیادہ میرا اور جان بد بین کا وہ عشوہ میرا کھوٹی باتین کہ میری جانتا ہی عمدہ نقد کے مانند انکو قبول کیا شوخی و گستاخی غرہ کے واسطے اور علم ذرہ ہین آگے تیرے حلم کے آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲-

اولاً بشنو که چون دم تو رست — اول و آخر زپیش من بجست

ثانیاً بشنو تو اے صدر ودود — که بسے گشتم ترا ثانے نبود

ثالثاً از تو به بیرون رفته ام — گوئیا ثالث ثلاثه گفته ام

رابعاً چون سوخت ما را مزرعه — مے ندانم خامسه از رابعه

خامساً در ہجرت ای صدر جہان — از حواس خمسه بودم در زمان

سادساً از شش جہت بی روے تو — گوئیا بارید بر من غم دو تو

سابع از شما من ندانم ضاله ام — خون ہمی گرید فلک از ناله ام

ہر کجا یابی تو خون بر خاکہا — پے بری باشد یقین از چشم ما

گفت من رعدست و این بانگ و حنین — زار بر خواہد تا ببارد بر زمین

من میان گفت و گریه می تنم — یا بگریم یا بگویم چون کنم

گر بگویم فوت مے گردد بکا — ور بگریم چون کنم مدح و ثنا

مے فتد از دیده خون دل شہا — این چه افتادست از دیده مرا

این بگفت و گریه در شد آن نحیف — که برو بگریست ہم دون ہم شریف

از دلش چندان برآمد ہاے ہو — حلقه کرد اہل بخارا گرد او

خیره گویان خیره گریان خیره خند — مرد و زن خرد و کلان جمع آمدند

شہر ہم ہمرنگ او شد اشک ریز — مرد و زن درہم شده چون رستخیز

آسمان میگفت آندم با زمین — گر قیامت را ندیدستی ببین

عقل حیران کہ چه عشق ست و چه حال — یا فراق او عجب تر یا وصال

پہلے سن جو تیری پھندی سے چھٹا — اول آخر میرے آگے سے گیا

دوسرے سن تو کہ ای صدر علا — مین پھرا بس نے ترا ثانی ملا

تیسرے جیسے کہ مین تجھ سے گیا — گویا یہ ثالث ثلاثہ ہے کہا

چوتھے کھیتی کو جلایا میری جو — مین نہ جانون چار سے بس پانچ کو

پانچوین فرقت مین ای صدر جہان — تھا حواس خمسہ سے اندر زمان

اور چھٹے اس شش جہت سے بے ترے — گویا بارش غم کی برسے مجھپے ہی

ساتوین کو مین نہ جانون آٹھ سے — آسمان روتا ہی رونے پر مرے

جس جگہ تو خون پائے پاک بے — یہ سراغ اب جان میری چشم سے

کہنا میرا رعد اور نالہ مرا — ابر سے جا ہے زمین پر برسنا

مین پھنسا کہنے مین اور رونے مین ہون — یا کہ روؤن یا کہون مین کیا کرون

کہتا ہون تو جاتا ہے گریہ مرا — روتا ہون تو کیسے ہو مدح و ثنا

خون دل ٹپکے ہی دیدہ سے شہا — دیکھ میری آنکھ سے گرتا ہی کیا

یہ کہا از بسکہ وہ رونے لگا — کہ بس اسپر رویا ہر چھوٹا بڑا

اسقدر وہ ہاے ہو کرنے لگا — حلقہ گرد اہل بخارا نے کیا

کہتے ہنستے اور بد روتے ہوئے — جمع آئے مرد و زن چھوٹے بڑے

شہر کل اسکی طرح رونے لگا — مرد و زن کا حشر سا مجمع ہوا

آسمان کہتا تھا اسدم خاک سے — گر نہ دیکھا حشر ہو تو دیکھ لے

عقل حیران کہ یہ کیسا عشق و حال — یا فراق اسکا عجب تر یا وصال

سلہ پہلے سن الخ۔ شعر اول تو سن کہ تو تو میرے پھندے سے چھٹا اول و آخر میرے آگے سے گیا دوسرے تو سن لے کہ اے صدر جہان مین پھرا لیکن تیرا ثانی نہ ملا تیسرے جبکہ مین تجھ سے گیا گویا یہ تین خدا کا تیسرا کہا ہی چوتھے میری کھیتی کو جو جلایا مین چار سے پانچوین کو نہ جانون پانچوین فرقت مین ای صدر جہان حواس خمسہ سے زمان مین تھا چھٹے اس شش جہت سے بغیر تیرے گویا غم کی بارش مجھپر برسی ہی ساتوین کو مین آٹھ سے نہ جانون آسمان روتا ہی میرے رونے پر تو خاک پر جس جگہ خون پاے بس جان یہ سراغ میری چشم کا ہی یعنے تیرے فراق مین یہ حال میرا ہوا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ سلہ کہنا میرا الخ۔ شعر میرا کہنا رعد اور میرا نالہ ابر سے چاہے زمین پر برسے مین کہنے اور رونے مین پھنسا ہون یا مین روؤن یا کہون مین کیا کرون کہتا ہون تو گریہ جاتا ہی میرا اور روتا ہون تو کیسے نعت و ثنا ہو خون دل ٹپکتا ہی دیدہ سے شاہا دیکھ میری آنکھ سے کیا گرتا ہی یہ کہا اور رونے لگا کہ اسپر رویا ہر ایک چھوٹا بڑا باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ سلہ اسقدر الخ۔ شعر اسقدر وہ ہاے ہو کرنے لگا گرد حلقہ اہل بخارا نے کیا اور بد کہتے اور بد ہنستے اور روتے ہوئے مرد و زن جمع ہوئے چھوٹے بڑے اسکی طرح کل شہر رونے لگا حشر کی مانند مرد و زن کا مجمع ہوا آسمان اسدم خاک سے کہتا تھا کہ حشر نہ دیکھا ہو تو دیکھ لے عقل حیران تھی کہ یہ کیسا عشق و حال ہی یا فراق اسکا عجب تر ہی یا وصال یعنے اسکی بیقراری و گریہ سے سب لوگ حیران تھے اسکے حقائق ہین فافہم ۱۲

چرخ برخواندہ قیامت نامہ را	تا مجرہ بر دریدہ جامہ را	آسمان[1] نے حشر نامہ کو پڑھا	کہکشان نے چاک جامہ کو کیا
با دو عالم عشق را بیگانگی ست	واندران ہفتاد و دو دیوانگی ست	دو جہان سے عشق کو بیگانگی	اور بہتر اسمین ہین دیوانگی
سخت پنہانست و پیدا حیرتش	جان سلطانان جان در حسرتش	حیرت اسکی سخت ظاہر اور نہان	حسرت اسکی مین ہی جان شاہ جان
غیر ہفتاد و دو ملت کیش او	تخت شاہان تختہ بندی پیش او	ہے بہتر ملتون سے وہ جدا	تختہ بند اسکے ہی آگے تخت شاہ
مطرب عشق این زند وقت سماع	بندگی بند و خداوندی صداع	گاے مطرب عشق یہ وقت سماع	بندگی قید اور خداوندی صداع
پس چہ باشد عشق دریای عدم	در شکستہ عقل را آنجا قدم	عشق کیا ہی ایک دریاے عدم	عقل کا ٹوٹا ہی اس جا پر قدم
بندگی و سلطنت معلوم شد	زین دو پردہ عاشقی مکتوم شد	بندگی[2] اور صاحبی ظاہر ہوئی	عاشقی ان دونون پردون سی چھپی
کاشکے ہستی زبانے داشتے	تا ز ہستان پردہا برداشتے	کاشکے ہستی اگر رکھتی زبان	کھولتی تا پردہ ہستون کا عیان
ہر چہ گوئی ای دم ہستی ازان	پردۂ دیگر برو بستی بدان	جو کہے تو اس سے ہستی ہو عیان	پردہ اک پردہ مین اور ہووے نہان
آفت ادراک آن حالست قال	خون بخون شستن محالست و محال	حال کے ادراک کا آفت ہی قال	خون سے خون دھونا ہی مشکل اور محال
من چو با سودائیانش محرمم	روز و شب اندر قفس در میدمم	اسکے دیوانون کا جو محرم ہون مین	رات دن مشغول ہون مین جسم مین
سخت مست و بیخودی آشفتۂ	دوش ای جان بر چہ پہلو خفتۂ	سخت غمگین مست اور بیخود ہون مین	کل کی شب سوتا تھا کس پہلو پہ مین
ہان و ہان ہش دار بر ناری دمے	اولا بر جہ طلب کن محرمے	آگ پر رکھ ایکدم تو ہوش کو	پہلے ہستی چھوڑ محرم ڈھونڈھ تو
عاشق و مستی و بگشادہ زبان	اللہ اللہ اشترے بر ناودان	عاشقی[3] و مستی اور کرنا کلام	اللہ اللہ اونٹ ہی بالاے بام
چون ز راز و ناز او گوید زبان	یا جمیل الستر خواند آسمان	راز جو کرتا زبان سے ہے عیان	یا جمیل الستر پڑھتا آسمان
ستر چہ در پشم و پنبہ آذرست	تو ہمی پوشی و او رسوا ترست	ستر کیا ہی روئی مین آگ کی ہی	وہ ہی رسوا اور تو پنہان کرے
چون بکوشم تا سرش پنہان کنم	سر برآرد چون علم کاینک منم	جو کرون کوشش کہ ہو راز نہان	سر نکالے جون علم کہ مین یہان

۱؎ آسمان نے الخ یہ شعر آسمان نے حشر نامہ کو پڑھا اور کہکشان نے جامہ کو چاک کیا عشق کو دو جہان سے بیگانگی اور بہتر اس مین دیوانگی ہین حیرت عشق کی سخت ظاہر و نہان ہین حسرت اسکی مین جان شاہ جان ہی بہتر ملتون سے وہ جدا ہی اور تخت شاہ اسکے آگے تختہ بند ہے مطرب عشق کا گاتے وقت سماع کے یہ گاتا ہی کہ بندگی قید اور خداوندی ہی درد سر عشق کیا ہی ایک دریاے عدم ہی عقل کا اس جگہ قدم ٹوٹا ہی یعنے عشق عدم ہی کہ عقل کل وہان جا نہین سکتی ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲ ۲؎ بندگی الخ یہ شعر بندگی اور صاحبی ظاہر ہوئی عاشقی ان دونون پردون سے چھپی کاش کہ ہستی اگر زبان رکھتی تو پردہ ظاہر ہستیون کا کھولتی جو قوت کہے تو اس سے ہستی عیان ہو پردہ ایک پردہ مین اور نہان ہوے حال کے ادراک کو قال آفت ہی خون سے خون دھونا محال ہی یعنے قال پردہ حال کا ہی کہ قال بسبب جال کے پوشیدہ ہو جاتا ہی آگے مقولا مولانا کا ہی مین اسکے دیوانون جو محرم ہون رات دن مین مشغول جسم مین ہون تو سخت غمگین اور بیخود ہی تو کل کی شب کس پہلو سوتا تھا تو ہوش کو آتش پر ایکدم رکھ اول ہستی کو چھوڑ اور محرم الٰہی یعنے اولیاء کو ڈھونڈھ کہ تیری رہبری کرین باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ۳؎ عاشقی الخ یہ شعر عاشقی اور مستی کلام کرنا اللہ اللہ یہ شتر بالاے بام ہی جو راز زبان سے عیان کرتا ہی ترجمہ ای اللہ چھپا آسمان پڑھتا ہی ستر کیا ہی آتش اندر سینہ کے ہی وہ رسوا ہی اور تو پوشیدہ کرتا ہی جو کوشش کرون راز پوشیدہ ہو مانند علم کے سر نکالے کہ مین یہان ہون بیچ کان پکڑے برعکس غم کے میرا کہ ای مرغ کیسے چھپتا ہی اسکو کہون کہ تو جا اگر پوشیدہ ہی مثل جان کے تو ظاہر پوشیدہ ہی وہ کہے کہ یہ تن میرا قید غم ہی اور بزم مین مانند بادہ کے دستک زنان ہون یعنے عشق مین اہل اللہ کے مانند باتین کرنا محال ہی جیسے شتر کا بام پر ہونا محال ہی پس عشق خود بخود ظاہر ہوتا ہی چھپانے سے نہین چھپتا ہی آگے اسکا بیان ہی فافہم ۱۲

زغم آن غم گیر دم او ہر دو گوش	کای مغ چونش می پوشی بپوش	کان پکڑے وہ بیکس غم مرا	اے مغ کیسے چھپتا ہے چھپا
گویمش رو گرچہ پرپوشیدۂ	ہمچو جان پیدای و پوشیدۂ	مین کہون اسکو تو جا گرچہ ہی خفا	مثل جان کی تو ہی ظاہر اور چھپا
گوبدا او محبوس جسم ست این تنم	چون می اندر بزم خنبک میزنم	وہ کہے ہی قید جسمی تن مرا	بزم مین جون بادہ ہون دستک زدہ
گویمش زان پیش کہ کردی گرو	تا نیاید آفت مستی برو	مین کہون کسنے گرو پہلے کیا	تا نہ آئے اسپے مستی کی بلا
گفت از جام لطیف آشام من	یار روزم تا نماز شام من	وہ کہے جو جام نوشی ہی ہمین	یار دن ہون تا نماز شام مین
چون بیاید شام بُرد و جام من	گویمش دادہ کہ ناید شام من	شام جو آئے چرائے میرا جام	مین کہون واپس دی آتی ہی شام
زان عرب بنہاد نام مے مدام	زانکہ سیری نیست می خور را مدام	اس لئے کہتے عرب کو مے مدام	کیونکہ نہ سیری ہی مے خور کو مدام
عشق جوشد بادۂ تحقیق را	او بود ساقی نہان صدیق را	عشق چاہے بادۂ تحقیق کو	کہ نہان صدیق کا ساقی ہی وہ
چون بجوئی تو بتوفیق حسن	بادہ آب جان بود ابریق تن	تو جو ڈھونڈھے ساتھ مین توفیق کے	بادۂ آب جان و تن ابریق ہی
چون بیفزاید مے توفیق را	قوت می بشکند ابریق را	جو کرے زیادہ مے توفیق کو	قوت مے توڑ دے ابریق کو
آب گردد ساقی و ہم مست آب	خود بگو واللہ اعلم بالصواب	آب ہو ساقی بھی ہو مست آب	خود کہو واللہ اعلم بالصواب
پرتو ساقی ست کاندر شیرہ رفت	شیرہ بر جوشید و رقصان گشت و زفت	پرتو ساقی کا شیرہ مین پڑا	شیرہ پرجوش اور پُر قصان ہوا
اندرین معنی بپرس آن خیرہ را	کہ چنان کے دیدہ بودی شیرہ را	پوچھ اس معنی مین تو اس خیرہ کو	کہ کبھی دیکھا تھا ایسے شیرہ کو
بے تفکر پیش ہر داننده ہست	آنکہ با گردندہ گرداننده ہست	بے تامل جانے عاقل ہے یہ بات	پھیرنے والا ہی پھرنیوالے سات

حکایت آن عاشق دراز ہجران و بسیار امتحان

حکایت اُس عاشق دراز ہجران و بہت امتحان کی

یک جوانے بر زنے عاشق شدست	روز و شب بیخواب و بیخور آمدست	اک جوان عورت پہ اک عاشق ہوا	رات دن نہ سوتا اور بیہوش تھا
بیدل و شوریدۂ مجنون دمست	می ندادش آن نگار وصل دست	بے دل و مجنون و آوارہ ہوا	نے زمانہ وصل کا اسکو ملا

ســـ۵ مین کہون الخ ہ شعر مین کہون کہ پہلے کس نے گرد کیا تا نہ آئے اسپر بلا مستی کی وہ کہے کہ جو جام نوشی مجکو ہی مین یار دن کا ہون نماز شام تک جبکہ جام آئے میرا جام چرائے مین کہون واپس دے شام نہین آئی ہی اس لیے اہل عرب شراب کو مدام کہتے ہین کیونکہ شراب خوار کو مدام سیری نہین ہی عشق بادۂ تحقیق کو چاہتا ہی کہ وہ پوشیدہ صدیق کا ساقی ہی جو تو ڈھونڈھے خوش توفیق کے ساتھ کہ بادۂ آب جان تن ابریق ہی یعنے عشق بادہ حقیقت کو ہر دم چاہتا ہی اور شراب اسکی جان عشق ہی کہ اس سے ہر دم عشق کا ولولہ و غلبہ زیادہ ہوتا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ ســـ۵ جو کرے الخ ۵ شعر جو زیادہ کرے بادہ توفیق کو قوت بادہ کی ابریق کو توڑ دے آب ہو ساقی و مست آب بھی ہو خود کہے اللہ خوب جانتا ہی یعنے بادہ جان خود ساقی و خود بادہ ہی کہ قوت بادہ جان کی ابریق کے وجود کو توڑ دیگی ساقی کا پرتو شیرہ مین پڑا شیرہ پرجوش و رقصان ہوا آئینے پر تو مرشد کا جو قلب طالب پر پڑا جوش دل مین طالب کے بڑھا اس معنی مین تو اس خیرہ و خود کو پوچھ کہ کبھی دیکھا تھا ایسے شیرہ کو عاقل یہ بات بے تامل جانتا ہی کہ پھیرنیوالا پھیرنیوالے کے ہمراہ ہی یعنے وجود بشر مین حق موجود ہی اور یہ سب حرکات و سکنات بشر کے عین حکم خدا ہے کیونکہ رنج ازلی ہی اخر آخر کا کیا فرق ہی چنانچہ اسکی مثال مین آگے حکایت عاشق کی بیان کی ہی فافہم ۱۲ ســـ۵ ایک جوان الخ ۴ شعر ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا وہ رات نہ سوتا تھا بیہوش تھا بیدل اور مجنون اور آوارہ ہوا ہی زمانہ وصل کا اسکو نہ ملا عشق نے اسکو شکنجہ مین کھینچا عشق ابتدا مین کینہ کیون رکھے آگے اسکے حقائق ہین عشق اول سرکش و خونی بنے تاکہ بوالہوس اس کام سے بھاگے آگے رجوع بقصہ ہی جو عورت کے نزدیک قاصد کو بھیجا رشک سے وہ قاصد رہزن

بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین | خود چہ دارد زاول عشق کین
عشق ز اول سرکش و خونی بود | تا گریزد آنکہ بیرونی بود
چون فرستادے رسولے پیش زن | آن رسول از رشک گشتی راہزن
ور بسوئے طن نبشتے کاتبش | نامہ را تصحیف خواندی نائبش
ور صبا را پیک کردے در وفا | از غبارے تیرہ گشتے آن صبا
رقعہ گر بر پر مرغے دوختے | پر مرغ از تف رقعہ سوختے
راہہائے چارہ را غیرت ببست | لشکر اندیشہ را رایت شکست
بود اول مونس غم انتظار | آخرش بشکست کہ ہم انتظار
گاہ گفتی کاین بلائے بے دواست | گاہ گفتی کاین حیات جان ماست
گاہ ہستی زو برآوردے سرے | گاہ او از نیستی خوردے برے
گاہ فریادش بگردون برشدے | گہ خیال دلبرش ہمدم بدے
چونکہ بر وی سرد گشتی این نہاد | جوش کردے گرم چشمہ اتحاد
چونکہ با بے برگی غربت بساخت | برگ بے برگی بسوی او بتافت
خوشہ ہائے فکرتش بیگاہ شد | شیروان را رہنما چون ماہ شد
اے بسا طوطی گویائے خمش | اے بسا شیرین روان و ترش
رو بگورستان دمی خامش نشین | آن خموشان سخنگو را ببین
لیک گر یکرنگ بینی خاکشان | نیست یکسان حالت چالاکشان
لحم و شحم زندگان یکسان بود | آن یکے غمگین دگر شادان بود
تو چہ دانی تا ننوشی قالشان | زانکہ پنہانست بر تو حالشان

عشق نے کھینچا شکنجہ میں اسے | ابتدا میں عشق کیون کینہ رکھے
عشق اول سرکش و خونی بنے | تاکہ بھاگے بوالہوس اس کام سے
بھیجتا قاصد کو جو نزدیک زن | رشک سے ہوتا وہ قاصد راہزن
کاتب اسکا سوئے زن لکھتا اگر | پڑھتا نامہ کو بدل کر نامہ بر
گر صبا کو بھیجتا اندر وفا | تیرہ ہوتی وہ غبار دن سے صبا
پر پہ[1] رقعہ باندھتا اگر مرغ کے | جلتا پر رقعہ کے سوز گرم سے
راہ چارہ گرنے کی گر بند و گم | فکر کے لشکر کا توڑا بس علم
انتظار اول تھا غم کا یار غار | آخر اسنے توڑا کب تک انتظار
یہ بلا ہے بے دوا کہتا کبھی | ہے حیات جاودان کہتا کبھی
گاہ ہستی اس سے باہر کرتی سر | گاہ کھاتا نیستی سے وہ ثمر
گاہ فریاد اسکی جاتی چرخ پے | گہ خیال یار ہمدم تھا اسے
سرد اسپر جبکہ ہوتا یہ بدن | جوش کرتا چشمۂ الفت کا معا
یار[2] بے برگیٔ غربت کا ہوا | برگ بے برگی کا بس اسکو ملا
خوشہ اسکی فکر کا ابتر ہوا | مثل مہ چورون کا بس رہبر ہوا
اے بہت طوطی ہین گویا اور خمش | اے بہت شیرین ہین جان اور ترش
چپ تو گورستان مین اکدم جاکے بیٹھ | اور سخن گویان خاموشان کو دیکھ
گرچہ دیکھے خاک انکی ایک رنگ | کب ہے حال ایکسان کہان ہے ایک ڈھنگ
گوشت چربی یکسان زندگی ہے | ایک غمگین دوسرا شادی رکھے
تو نہ جانے[3] نہ سنے تا انکا قال | کیونکہ پوشیدہ ہے تجھسے انکا حال

[1] پر پے الخ، شعر اگر مرغ کے پر پے رقعہ باندھتا رقعہ کی سوزش سے پر جلتا راہ چارہ گرنے تنگ و بند کی لشکر کا علم توڑا اول انتظار غم کا یار غار تھا آخر اسنے توڑا انتظار کب تک رہے کبھی کہتا کہ یہ حیات جانفزا ہے کبھی کہتا یہ بلا ہے کبھی ہستی اس سے سر نکالتی کبھی وہ نیستی سے ثمر کھاتا فریاد اسکی کبھی چرخ پہ جاتی کبھی خیال یار کا اسے ہردم رہتا جبکہ یہ بدن اسپر سرد ہوتا ہے چشمہ الفت کا معا جوش کرتا باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

[2] یار الخ، شعر بے سرو سامانی غربت کا یار ہوا سامان بے سامانی کا اسکو ملا اسکی فکر کا خوشہ ابتر ہوا ماہ کے مانند چور کا راہبر ہوا آگے اسکے حقائق ہین اے بہت طوطے ہین گویا اور خاموش اے بہت جان شیرین ور و ترش ہین ایک دم گورستان مین جاکر چپ بیٹھ اور سخن گویان خاموش کو دیکھ اگر انکی خاک ایک رنگ دیکھے اسکا حال کب ایکسان و ایک ڈھنگ ہے آگے اسکی مثال ہے گوشت و چربی ایکسان زندگی ہے مگر ایک غمگین دوسرا خوشی کرتا ہے یعنے اولیاء اللہ بہت گویا اور خموش ہین اگرچہ ظاہر مین ہمرنگ غافلون کے دکھائی دیتے ہین مگر باطن مین اُنسے جدا ہین آگے اسی کا حال ہے فافہم ۱۲ [3] تو نجانے الخ، شعر تو انکا قال نہ جانے و نہ سنے کیونکہ تجھپر پوشیدہ ہے انکا حال تونے قال کو ہا ہو سے سنا اور اہل گور کو نہ دیکھا نفس اکسان ہے لیکن ضد مین متصف ہین اور خاک اکسان ہین تا زمین و در دین ایک دوسرے سے آواز گھوڑون کی تو سنے لڑنے مین اور آواز تو مرغون کی سنے پھرنے مین ایک سے کینہ اور دوسرے سے ارتباط ایک سے رنج دوسرے سے نشاط جو کوئی دور ہو وے انکے حال سے اُسکے آگے یکسان آواز ہے فافہم ۱۲-

بشنوے از قال ہائے ہوی را
ہے بہ بینی حالت صد توے را

ہائے ہو کو قال سے تو نے سُنا
اور نہ دیکھا حال اہل گور کا

نفسہا یکسان بضدہا متصف
خاک ہم یکسان وآن شان مختلف

ایکسان ہین نفس ضدین متصف
خاک ایکسان جان اُنکی مختلف

ہمچنین یکسان بود آوازہا
آن یکے پُر درد وآن پُر نازہا

ایسی ہی آواز یکسان ہوتی ہین
نازہین اک دوسرا بس دردہین

بانگ اسپے بشنوی اندر مصاف
بانگ مرغان بشنوی اندر مطاف

بانگ گھوڑونکی سُننے لڑنے مین تو
بانگ مرغونکی سُنے پھرنے مین تو

آن یکے از حقد و دیگر ز ارتباط
آن یکے از رنج و دیگر از نشاط

کینہ اک سے دوسرے سے ارتباط
رنج اک سے دوسرے سے بس نشاط

ہر کہ دور از حالت ایشان بود
پیش آن آوازہا یکسان بود

دور ہووے جو کہ انکے حال سے
آگے اُسکے ایکسان آوازہے

آن درختے جنبد از زخم تبر
وان درخت دیگر از باد سحر

اک شجر ہلتا تبر کی ضرب سے
دوسرا ہلتا ہوا سے صبح کے

بس غلط گشتم ز دیگ مُردہ ریگ
زانکہ سر پوشیدہ می جوشید دیگ

دیگ مفلس سے مجھے دھوکا ہوا
کیونکہ سر پوشیدہ اسکو جوش تھا

جوش و نوش ہر کست گوید بیا
جوش صدق و جوش تزویر و ریا

جوش و نوش ہر اک کا کہتا ہی کہ آ
جوش صدق اور جوش حیلہ اور ریا

گر نداری نور جان رو بوشناس
رو دماغے دست آور بوشناس

گر نہ رکھے نور جان تو روشناس
جا دماغ اک کر تو حاصل بوشناس

آن دماغے کہ بر آن گلشن تند
چشم یعقوبان ہم او روشن کند

وہ دماغ ایسا کہ گلشن سُکو لے
دیدۂ یعقوب وہ روشن کرے

ہین بگو احوال آن خستہ جگر
کز بخاری دور ماندیم اے پسر

حال اُس خستہ جگر کا اب کہون
کہ بخاری سے ہا مین دور ہون

یافتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جوئندہ

پانا عاشق کا معشوق کو اور بیان اُسکا جو ڈھونڈھے

کان جوان در جستجو بُد ہشت سال
از خیال وصل گشتہ چون خیال

جستجو مین وہ جوان تھا آٹھ سال
تھا خیال وصل سے مثل خیال

سایۂ حق بر سر بندہ بود
عاقبت جوئندہ یابندہ بود

ہوتا ہی بندے پہ بس سایہ خدا
پاتا ہی آخر کو جو ہے ڈھونڈھتا

گفت پیغمبر کہ چون کوبی درے
عاقبت زان در برون آید سرے

بولے پیغمبر جو کوٹے کوئی در
آخر اس در سے کوئی نکلے بشر

چون نشینی بر سر کوے کسی
عاقبت بینی تو ہم روے کسی

جو کسی کی بیٹھے آخر راہ پر
مُنھ کسی کا دیکھے آخر ای بشر

چون ز چاہے میکنی ہر روز خاک
عاقبت اندر رسی در آب پاک

جو کنوین سے کھودے تو ہر روز خاک
پہونچے آخر کار اندر آب پاک

۵۱ ایک شجر الخ۔ شعر ایک شجر تبر کی ضرب سے ہلتا ہے اور صبح کی ہوا سے ہلتا ہے مفلس کی دیگ سے مجکو دھوکا ہوا کیونکہ اسکو سر پوشیدہ جوش تھا اور جوش حیلہ دریا کا اے روشناس تو نور جان نہ رکھے اور اے بوشناس تو جا اور ایک دماغ حاصل کر کہ زیبا تر ہو اور ایسا ہو کہ گلشن اسکو لے اور دیدۂ یعقوب کو وہ روشن کرے اب اُس خستہ جگر کا حال کہو کہ بخاری سے دور ہو کر مین رہا یعنے اگر تجکو وہ دماغ حاصل نہین ہے کہ جس سے بوے یار ملے پس تو وہ دماغ حاصل کر کہ بوے یار مثل یعقوب علیہ السلام کے تجکو بینا کرے آگے وصال عاشق کا بیان ہے فافہم ۱۲-

۵۲ جستجو مین الخ۔ شعر وہ جوان آٹھ برس سے جستجو مین تھا اور خیال وصل سے مانند خیال کے تھا بندہ پر سایہ خدا کا ہوتا ہی جو ڈھونڈھتا ہے آخر کو پاتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دروازہ کوٹے آخر کار اُس دروازہ سے کوئی نکلے آگے اسکے حقائق ہین جو کسی کی راہ پر آگے بیٹھے آخر کسی بشر کا منھ دیکھے جو خاک ہر روز چاہ سے کھودے آخر کار آب تک پہونچے سب جانتے ہین اگر تو نہین جانتا ہے جو کہ تو بوے گا آخر پائیگا یعنی جو کریگا سو آخر لے گا آگے اسکی مثال ہے فافہم ۱۲-

جملہ دانند این اگر تو نگروی — ہرچہ میکاریش روزے بدروی
سنگ بر آہن زنی آتش جہد — این بباشد ور نباشد نادرست
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات — ننگرد عیش نگردد نادرات
کان فلان کس کشت کرد و بر نداشت — وان صدف برد و صدف گوہر نداشت
بلعم باعور و ابلیس لعین — سود نامدشان عبادت ہا و دین
صد ہزاران انبیا و رہروان — نآید اندر خاطر آن بدگمان
این دو را گیرد کہ تاریکی دہد — در دلش ادبار جز این کے نہد
بس کسا کہ نان خورد دل شاد او — مرگ او گردد بگیرد در گلو
پس تو ای ادبار رو نان ہم مخور — تا نیفتی ہمچو او در شور و شر
صد ہزاران خلق نانہا می خورند — زور مے یابند و جان می پرورند
تو بدان نادر کجا افتادۂ — گر نہ محرومی و ابلہ زادۂ
این جہان پُر آفتاب و نور ماہ — تو بہشتہ سر فرو بردہ بچاہ
کہ اگر حق ست پس کو روشنی — سر ز چہ بردار و بنگر ای دنی
جملہ عالم شرق و غرب آن نور یافت — تا در چاہے نخواہد بر تو تافت
چہ رہا کن رو بایوان و کروم — کم ستیز اینجا بدان کالج شوم
ہین مگو کاینک فلانی کشت کرد — در فلان سال ملخ کشتش بخورد
پس چرا کارم کہ اینجا خوف ہست — پس چرا افشانم این گندم ز دست

جانتے سب ہین تو گرنے چاہتا — جو کہ تو بوئے گا آخر پائے گا
مارے[۵۱] آہن سنگ پر آتش جھڑے — ہوتا یہ ہے گر نہو نادر وہ ہے
جسکی قسمت مین نہین بخت و نجات — عقل نے دیکھے پر اندر نادرات
کہ فلان نے بویا نے پایا ثمر — وہ صدف لایا نہ تھا اُسمین گہر
بلعم باعور و ابلیس لعین — نے ہوئے نافع عبادات اور دین
اور ہزارون[۵۲] انبیا اور سالکان — نے شمار اُنکو کرے وہ بدگمان
لیوے ان دو کو کہ تیرہ دل کرے — اس سوا ادبار اُسکو کون دے
روٹی کھاکر آدمی بس شاد ہین — موت ہو اُسکی جو اٹکے حلق مین
پس تو اے بدبخت روٹی بھی نہ کھا — مثل اُنکے تو نہ پھنس اندر بلا
روٹی کھاتی سیکڑون مخلوق ہے — اور پائے زندگانی بس کرے
پس تو اُس نادر مین اب کیون ہی پھنسا — گر نہ محروم اور تو احمق ہوا
یہ جہان پر آفتاب و نور ماہ — تو ہے اُلٹا لٹکا اندر قعر چاہ
کہ اگر حق[۵۳] ہی کہان وہ روشنی — تو نکل کر چاہ سے دیکھ اے غبی
سارے عالم مین وہ چمکے نور ہے — چہ مین تو جبتک چمکنے ہو بجھے
چاہ کو تو چھوڑ اور جا بام پے — یان پہ مت لڑ کہ کالج شوم ہے
مت کہو کہ مین فلانے کھیتین — کاٹی ٹیڑی نے فلانی سال مین
کس لیے بوؤن کہ یان پر خوف ہے — کس لیے گیہون کو ڈالون ہاتھ سے

۵۱ مارے الخ یہ شعر تو ہاتھ پر مارے آتش جھڑے یہ ہوتا ہے اور اگر نہووے تو وہ نادر ہے جسکی قسمت مین بخت و نجات نہین ہی عقل نہین دیکھتی ہے ولیکن نادرات ہین کہ فلانے نے بویا اور ثمر نہ پایا اور وہ صدف لایا اُس مین گوہر نہ تھا بلعم باعور اور ابلیس لعین کو نافع نہین ہوا عبادت اور دین سے یعنی اگرچہ جو کرتا ہے وہ پاتا ہے اور کبھی نادر بھی ہوتا ہے کہ بموجب عقل کے نتیجہ نہین پاتا ہے کبھی تو نادرات کا پابند نہ رہ باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲-

۵۲ اور ہزارون الخ، شعر اور ہزارون انبیا اور سالکون کو شمار نہ کرسکے وہ بدگمان ان دونون کو لیوے کہ تیرہ دل کرے اس سوا اسکو ادبار کون دے یعنی بلعم باعور و ابلیس کو بدبختی اپنی سے شمار کرے اور ہزارون انبیا و اولیا کو نہ دیکھے کہ ان کو ریاضت سے کیا کیا مراتب ملے آگے اسکی مثال ہے آدمی روٹی کھاکر شاد ہین اُسکو موت ہو کہ جو حلق مین اٹکے - پس ای بدبخت تو روٹی بھی مت کھا انکی مثل مت پھنس بلا مین سیکڑون مخلوق روٹی کھاتی ہے زور پاتی و زندگانی کرتی ہی پس تو اُس نادر مین کیون اب پھنسا ہی اگر تو محروم احمق نہین ہوا ہی یہ جہان پر ہے آفتاب و نور ماہ سے تو اُلٹا لٹکا ہی جو چاہ مین یعنی تو نادرات کے درپے مت ہو کہ آفت مین پڑے کیونکہ تو دنیا مین پھنسا ہی باقی حال آگے ہے فافہم ۱۲ ۵۳ کہ اگر حق ہی الخ شعر کہ اگر حق ہی وہ روشنی کہان ہی تو چاہ سے نکل کر دیکھ وہ نور تمام عالم مین چمکتا ہی تو جب تک چاہ مین ہی تجکو چمک نہووے تو چاہ کو چھوڑ اور بام پر جا یہان مت لڑ کہ جیسے بچاجت بُری ہی یہ مت کہہ کہ فلانے کھیتیان کرتے ہین اور فلانے سال مین ٹیڑی نے کھائی تھین مین کسواسطے بوؤن کہ یہان پر خوف ہی اور کسواسطے گندم ڈالون ہاتھ سے تکرار مت کر اور جا اپنا کام کر توکل پر یہ توشہ لے ای شیر یعنی بسبب نادر ہونے کام کے تو کام مت چھوڑ اور توکل پر کام کر خدا نتیجہ دینے والا ہی باقی حال آگے ہی فافہم ۱۲ جیسے بچاجت بری ہی

هین بکن استیزه رو در کار کن / با توکل کشت کن بشنو سخن
هر که استیزه کند بر رو فتد / آنچنان کو بر نخیزد تا ابد
وانکه رو نگذاشت کشت کار را / پر کند کوری تو انبار را
زین بیان بگذار مالی بازران / جانب احوال آن عاشق جوان
چون درے می کوفت او از سکونے / عاقبت دریافت روزے خلوتی
جست از بیم عسس او شب بباغ / یار خود را یافت با شمع و چراغ
گفت سازنده سبب را آن نفس / اے خدا تو رحمتے کن بر عسس
ناشناسا تو سببها کرده / از در دوزخ بهشتم برده
بهر آن کردی سبب این کار را / تا ندارم خوار من یک خار را
در شکست پاے باشد حق برے / هم ز قعر چاه بگشاید درے
هر چه آن بر تو کراهیت بود / چون حقیقت بنگری رحمت بود
تو مبین که بر درختے یا بچاه / تو مرا بین که منم مفتاح راه
گر تو خواهی باقی این گفتگو / اے اخی در دفتر چارم بجو

مت کرے تکرار جا کام اپنا کر / یوں توکل پر تو سن لے اے پسر
جس نے[سلہ] کی تکرار مُنھ کے بل گرا / اسطرح کہ ز ابد تک وہ اُٹھا
جس نے کھیتی کی و کام اپنا کیا / کوٹھیون کو غلۂ نو سے بھرا
یہ بیان چھوڑ اور جا تو اُسکے سو / کر بیان احوال اُس عاشق کا تو
کوٹتا در بیغمی سے تھا جو وہ / پایا اکدن آخر اسنے وصل کو
ڈر سے[سلہ] شحنہ کے گیا شب کو بباغ / یار پایا اپنا با شمع و چراغ
تب سبب کے کرنیوالے سے کہا / رحمت اس شحنہ پہ کر تو ای خدا
کہ سبب تو نے اچانک بس کیے / لیگیا دوزخ سے جنت کو مجھے
اس لیے تو یہ سبب لایا بکار / تا نہ رکھوں خوار اپنا ایک خار
پانون جو ٹوٹے تو حق بخشے ہی پا / قعر چہ سے کھولتا ہی بھی وہ در
تجھپہ جو کچھ کہ کراہیت ہو وہ / جو حقیقت دیکھے تو رحمت ہو وہ
دیکھ مت کہ نخل پہ ہون یا بچاہ / دیکھ مجکو کہ مین ہون مفتاح راہ
باقی اس قصہ کو چہتا گر تو ہے / چوتھے دفتر مین ای بھائی ڈھونڈھ لے

سلہ جس نے کی الخ یہ شعر جس نے تکرار کی مُنھ کے بل گرا اس طور پر کہ ابد تک وہ نہ اُٹھا جس نے کھیتی کی اور اپنا کام کیا نئے غلے کو ٹھیون کو بھرا یعنی جس نے کوشش کی اور ریاضت اختیار کی آخر کو مالامال ہوا آگے رجوع بقصہ ہے تو یہ بیان چھوڑ اور اُسکی طرف جا اور اُس عاشق کا احوال تو بیان کر جو وہ دروازہ بیغمی سے کوٹتا تھا آخر اُس نے ایک دن وصل پایا آگے اُسکی مثال ہے فافہم ۱۲۔

سلہ ڈر سے الخ یہ شعر شحنہ کے خوف سے شب کو باغ مین گیا اپنا یار پایا با شمع و چراغ تب سبب کرنے والے سے کہا تو رحمت اُس شحنہ پر کر اے خدا کہ تو نے سبب دفعۃً کیے کہ مجکو دوزخ سے جنت کو لے گیا اسواسطے تو یہ سبب کام مین لایا کہ تا خوار اپنا ایک خار نہ رکھون پانون جو ٹوٹے تو حق پر بخشتا ہے اور قعر چاہ سے دروازہ کھولتا ہے تجھپر جو کچھ کہ وہ کراہیت ہووے یہ مت دیکھ کہ مین نخل پر ہون یا چاہ مین مجکو دیکھ کہ مین کھولنے والا راہ کا ہون باقی اس قصہ کو اگر تو چاہتا ہے چوتھے دفتر مین اے بھائی ڈھونڈھ لے یعنی جو سعی و کوشش کرتا ہے آخر کو وہ اپنی مُراد پاتا ہے پس سالک کو چاہیے کہ بے مرادون کو دیکھکر راہ سلوک کو نہ چھوڑے اور کوشش کرے کہ منزل مقصود کو پہونچے الحمد للہ کہ دفتر سوم تمام ہوا۔ اللہ تعالی مثل اس عاشق کے میری مراد بھی پوری کرے اور وصال یار دیوے آمین یا رب العالمین فافہم ۱۲۔

تمام شد

تتمۂ مترجم

سر جھکا تو شکر مین اسکے قلم — چرخ چوتھے پر ترا پہونچا قدم
روشنائی کیون نہ پیدا تجھ سے ہو — معنوی کے شمس کا مداح ہے جو

کردے روشن اب تو رازِ معنوی — پیرہن سے آے بوے یوسفی
گرچہ فرماتا ہے حق حب الوتر — مصطفی کے چار پر ہے پر نظر

چار سے جو کہ بنایا ہے تجھے — چار یارون کی محبت چاہیے
طاق سے ہی جنت مین لذت سوا — تو نکل وحدت سے اب کثرت مین آ

کر شروع چوتھی تو جلدِ مثنوی — بولا لاہوترا اے یوسفی
تیسرے دفتر کو کرتا ہون قبول — ختم با نامِ رسول آلِ رسول

اطلاع ضروری

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مثنوی مولانا روم کے منظوم ترجمے پیراہن یوسفی کے تیسرے دفتر کا اختتام ہوا اور آج اُن ہزارون مشتاق آنکھون کو جو اس لاجواب کتاب کی ایک عرصہ دراز سے آرزومند اور مشتاق تھین وہ سرور و راحت حاصل ہوئی جسکا بیان صرف دل ہی کر سکتا ہے اور دل ہی اُسکو سمجھ سکتا ہے سچ یہ ہے کہ مثنوی کے مشتاقون کے لیے یہ سلیس حیرت افزا منظوم ترجمہ ایک رہنما اور ہادی کا کام کرتا ہے - ابتدا مین چونکہ کام کرنے والون کی غلطیون کی وجہ سے اس کتاب مین غلطیان اور خامیان باقی رہ گئی تھین لہذا اس مرتبہ سعی بلیغ کرکے اصل و ترجمہ پر نظر ثانی کی گئی اور جہان تک ممکن تھا اغلاط کو دور کیا گیا - اسکے سوا بعض بعض جگہ ترجمہ مین بھی کافی تصرف ہوا کیونکہ بعض محاورے متروک الاستعمال تھے اور بعض جگہ سہواً مترجم سے فروگذاشتین بھی ہوئی تھین - الحمد للہ کہ ان تمام مشکلات پر قابو حاصل کرکے آج یہ کتاب ناظرین کی خدمت مین پیش کی جاتی ہے - والحمد للہ علی ذلک سبحنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم -

المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ